جلد: 5
اِحیاءُ العُلوم
(مُترجَم)
مُصَنِّف
حُجَّۃُ الاسلام حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی
مزار امام غزالی
المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)
شعبہ تراجم کتب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کا ایک اہم مکتوب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ جہاں میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ **امام اَحمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کا عقائد و اعمال کی پختگی کے مُعاملے میں مجھ پر فیضان ہے وہاں باطن کی اصلاح میں حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سیِّدُنا **امام محمد بن محمد بن محمد غزالی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کا مجھ پر بڑا احسان ہے۔ سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کی **مِنْہَاجُ الْعَابِدِین** اور **اِحیاءُ الْعُلُوم** وغیرہ پڑھتے ہوئے بارہا ایسا محسوس ہوتا ہے، گویا مجھے ہی کان پکڑ کر سمجھا رہے ہیں کہ ”بڑا نیک بنا پھرتا ہے ذرا اپنے آپ کو تو دیکھ! تجھ میں تو یہ بھی خرابی ہے اور تیرے اندر تو وہ بھی بُرائی ہے، نیز جب بھی پڑھوں ایسا لگتا ہے کہ روح کو نئی نئی غذائیں مل رہی ہیں، ان کی کُتُب ایک آدھ بار پڑھ کر رکھ دینے والی نہیں، زندگی کے آخری سانس تک پڑھتے جانے کے لائق ہیں۔“ سرکارِ اعلیٰ حضرت اور سیِّدُنا امام غزالی رَحِمَہُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی کی مبارَک کتابیں اگر مُطالعے میں نہ آتیں تو شاید میں برباد ہو جاتا! خدا کی قسم! حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سیِّدُنا امام محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے **اِحیاءُ الْعُلُوم** لکھ کر اُمّت پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ دعوتِ اسلامی کے تمام جامعاتُ المدینہ اور مدارسُ المدینہ کے جملہ اساتِذہ، مُعَلِّمِین و مُعَلِّمات، طَلَبہ و طالِبات، سبھی مُبَلِّغین و مُبَلِّغات تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی نیز **مَدَنی چینل** کے ناظِرین کی خدمات میں میری دست بستہ مَدَنی اِلتجا ہے کہ **اِحیاءُ الْعُلُوم** کا مُطالعہ نہ کیا ہو تو پہلی فرصت میں فرما لیں۔ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی شافِعیُّ الْمَذہب تھے لہٰذا آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بیان کردہ فقہی مسائل میں حنفی، مالکی اور حنبلی حضرات اپنے اپنے عُلمائے کرام سے رہنمائی حاصل کریں۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ طوس (ایران) میں اپنے مزارِ فائضُ الانوار میں آرام فرمانے والے میرے آقا امام حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سیِّدُنا امام محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی پر ہر آن کروڑوں رحمتوں کا نُزُول فرمائے اور ان کے طفیل مجھ گنہگاروں کے سردار کو بے حساب بخشے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

۱۰ جُمادَی الْاُولٰی ۱۴۳۳ھ
03-04-2012

ایک چُپ سَو سُکھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب پڑھنے کی دُعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجئے جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا حِكْمَتَكَ وَانْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام

ترجمہ: اے اللہ عزوجل ہم پر علم و حکمت کے دروازے کھول دے اور ہم پر اپنی رحمت نازل فرما! اے عظمت اور بزرگی والے!

(مُستطرَف ج ۱ ص ۴۰ دار الفکر بیروت)

(اوّل آخر ایک بار دُرُود شریف پڑھ لیجئے)

قِیامت کے روز حسرت

فرمانِ مصطَفٰے صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم: سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دن اُس کو ہوگی جسے دُنیا میں علم حاصل کرنے کا موقع ملا مگر اس نے حاصل نہ کیا اور اس شخص کو ہوگی جس نے علم حاصل کیا اور دوسروں نے تو اس سے سُن کر نفع اُٹھایا لیکن اس نے نہ اُٹھایا (یعنی اس علم پر عمل نہ کیا)۔

(تاریخ دمشق لابن عَساکر ج ۵۱ ص ۱۳۸ دار الفکر بیروت)

کتاب کے خریدار متوجّہ ہوں

کتاب کی طباعت میں نُمایاں خرابی ہو یا صفْحات کم ہوں یا بائنڈنگ میں آگے پیچھے ہوگئے ہوں تو مکتبۃُ المدینہ سے رُجوع فرمائیے۔

Go To Index

Contents

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

عُمدہ اَخلاق کی پہچان اور اُن کو اَپنانے کے طریقوں کا بیان

اِحْیَاءُ الْعُلُوْم مُتَرْجَم (جلد:5)

مُصَنِّف

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی (اَلْمُتَوَفّٰی ۵۰۵ھ)

پیش کش: مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ

(شعبہ تراجِمِ کُتُب)

ناشِر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

Go To Index

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ الله وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ الله

نام کتاب : اِحْیَاءُ الْعُلُوْم مُتَرْجَم (جلد:5)

مُؤَلِّف : حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی شافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْکَافِی (اَلْمُتَوَفّٰی ۵۰۵ھ)

مُتَرجِمِیْن : مَدَنی عُلَما (شعبہ تراجمِ کُتُب)

پہلی بار : صفر المظفر ۱۴۳۶ھ ، ستمبر 2014ء

تعداد : 5000 (پانچ ہزار)

ناشر : مَکْتَبَةُ الْمَدِیْنَه فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی بابُ المدینہ کراچی

تصدیق نامه

تاریخ: ۷ شَوَّالُ الْمُکَرَّم ۱۴۳۵ھ حوالہ نمبر: ۱۹۵

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب "اِحْیَاءُ الْعُلُوْم" (مُترجَم جلد:5، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلس تَفْتِیْشِ کُتُب و رَسائل کی جانِب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کُفریہ عِبارات، اَخلاقیات، فقہی مسائل اور عَربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر مُلاحَظہ کر لیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کِتابت کی غَلَطیوں کا ذِمّہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تَفْتِیْشِ کُتُب و رسائل (دعوتِ اسلامی)

4-8-2014

WWW.dawateislami.net, E.mail: ilmia@dawateislami.net

Go To Index

اجمالی فہرست

مضمون	صفحہ نمبر

Go To Index

Go To Index

Go To Index

دعوتِ اسلامی کے سُنَّتوں کی تربیت کے **مَدَنی قافلوں** میں سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے **مَدَنی اِنعامات** کا رسالہ پُر کرکے ہر مَدَنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی 10 دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوتِ اسلامی کے) ذِمّہ دار کو جمع کروانے کا **معمول بنالیجئے**! اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے **پابندِ سُنّت** بننے، **گناہوں سے نفرت** کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کے لئے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

Go To Index

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”اُمَّت پر احسانِ عظیم“ کے 14 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ”14 نیّتیں“

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ۶/ ۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲)

دو مَدَنی پھول: (۱) بِغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

(۱) ہر بار حمد و صلوٰۃ اور تَعَوُّذ و تَسْمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صَفْحَہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے اس پر عمل ہو جائے گا)۔ (۲) رِضائے الٰہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مطالَعہ کروں گا۔ (۳) حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضُو اور قبلہ رُو مُطالَعَہ کروں گا۔ (۴) قرآنی آیات اور اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا۔ (۵) جہاں جہاں ”**اللہ**“ کا نام پاک آئے گا وہاں **عَزَّوَجَلَّ** اور جہاں جہاں ”**سرکار**“ کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ سَلَّم اور جہاں جہاں کسی صحابی یا بزرگ کا نام آئے گا وہاں رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پڑھوں گا۔ (۶) رضائے الٰہی کے لئے علم حاصل کروں گا (۷) اس کتاب کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے اس کے مؤلّف کو ایصال ثواب کروں گا۔ (۸) (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَالضرورت خاص خاص مقامات انڈر لائن کروں گا۔ (۹) (اپنے ذاتی نسخے کے) ”یادداشت“ والے صَفْحَہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا۔ (۱۰) اولیا کی صفات کو اپناؤں گا۔ (۱۱) اپنی اصلاح کے لئے اس کتاب کے ذریعے علم حاصل کروں گا۔ (۱۲) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ اس حدیثِ پاک ”تَہَادَوْا تَحَابُّوْا“ ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ (مؤطا امام مالک، ۲/ ۴۰۷، حدیث: ۱۷۳۱) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔ (۱۳) اس کتاب کے مطالَعہ کا ثواب ساری اُمّت کو ایصال کروں گا۔ **اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش** کے لئے روزانہ فکرِ مدینہ کرتے ہوئے **مَدَنی انعامات** کا رسالہ پر کیا کروں گا اور ہر مدنی (اسلامی) ماہ کی 10 تاریخ تک اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروا دیا کروں گا اور عاشقانِ رسول کے **مَدَنی قافلوں** میں سفر کیا کروں گا۔ (۱۴) کتابت وغیرہ میں شَرْعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پَر مُطّلع کروں گا (ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)۔

Go To Index

المدينۃُ العِلمیہ

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا **ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری** رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک "**دعوتِ اسلامی**" نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ عِلمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن خوبی سر انجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس "اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ" بھی ہے جو **دعوتِ اسلامی** کے عُلما و مفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱)شعبہ کُتُبِ اعلیٰحضرت	(۲)شعبہ تراجِمِ کُتُب	(۳)شعبہ درسی کُتُب
(۴)شعبہ اِصلاحی کُتُب	(۵)شعبہ تفتیشِ کُتُب	(۶)شعبہ تخریج

"اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ" کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلَّت، حامیِ سنّت، ماحیِ بِدعت، عالِمِ شَرِیعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولانا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسْع سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ "**دعوتِ اسلامی**" کی تمام مجالس بَشُمُول "اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ" کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عَمَلِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنَّتُ البقیع میں مدفن اور جنَّتُ الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

Go To Index

محبت، شوق، اُنس اور رضا کا بیان

مقدمہ:

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے جس نے اپنے اولیا کے دلوں کو دنیا کی آرائش وزیبائش اور اس کی تروتازگی کی طرف اِلتفات کرنے سے دور رکھا اور ان کے باطن کو اپنی ذات کے علاوہ کسی اور کے مشاہدہ سے پاک وصاف رکھا، انہیں اپنی بار گاہِ عزت کے لئے خاص کیا، پھر ان پر اپنے اسماء اور صفات کی تجلی ڈالی حتّٰی کہ وہ اس کے انوارِ معرفت سے چمک اٹھے، پھر ان کے لئے اپنے انوار و تجلیات سے پردہ اٹھایا حتّٰی کہ وہ اس کی محبت کی آگ سے سوختہ جان ہوگئے، پھر اپنے جلال کی حقیقت کے ساتھ ان سے حجاب میں ہو گیا حتّٰی کہ وہ اس کی کبریائی اور عظمت کی وسعتوں میں کھو گئے لہٰذا وہ جب جب حقیقتِ جلال کے مشاہدے کے لئے متحرک ہوتے ہیں تو ان پر ایسی حیرانی چھاجاتی ہے جو عقل اور بصیرت کو دُھندلا دیتی ہے، پھر اگر وہ مایوس ہو کر اس مشاہدے سے واپس ہونا چاہتے ہیں تو پردۂ جمال سے آواز دی جاتی ہے: "اے جہل اور جلد بازی کے سبب حق کو پانے سے ناامید ہونے والے! صبر سے کام لے۔" پس وہ رد اور قبول نیز فراق اور وصال کے درمیان ایسے ہو جاتا ہے گویا اس کی معرفت کے سمندر میں غرق اور اس کی محبت کی آگ میں فنا ہے۔

اور بہت زیادہ درود وسلام ہو ہمارے سردار حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جو اپنی کامل نبوّت اور اکمل رسالت کے ساتھ آخری نبی ہیں اور آپ کی آل اور اصحاب رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن پر بھی درود وسلام ہو جو مخلوق کے سردار و پیشوا اور حق کے راہنما ہیں۔

محبت کے بارے میں 17 اُمور:

جاننا چاہیے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت مقامات ودرجات میں سب سے انتہائی درجہ رکھتی ہے اور درجۂ محبت پر فائز ہونے کے بعد جو بھی مقام اور حال ہو گا جیسے شوق، اُنس اور رضا وغیرہ یہ اسی محبت کا ثمرہ اور اس کا تابع ہے جبکہ محبت سے پہلے جو بھی مقام اور حال ہو گا جیسے توبہ، صبر اور زہد وغیرہ، وہ محبت کے مقدمات میں سے ہے۔ سارے مقامات اگرچہ نادِرُالْوُجُود ہیں مگر دل ان کے ممکن ہونے پر ایمان لانے سے خالی نہیں

Go To Index

ہوتے اور جہاں تک محبَّتِ الٰہی کا تعلق ہے تو اس پر ایمان لانا بہت مشکل ہے۔ یہاں تک کہ بعض علما اس کے امکان کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت کا یہی معنی ہے کہ اس کی اطاعت پر ہمیشگی اختیار کی جائے اور جہاں تک حقیقی محبت کا تعلق ہے تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ محال ہے کیونکہ یہ ہم جنس اور ہم مثل کے ساتھ کی جاتی ہے۔'' پس جب انہوں نے حقیقتِ محبت کا انکار کیا تو اس کے ثمرات جیسے انس، شوق، لذتِ مناجات اور اسی طرح محبت کے تمام لوازمات اور توابع کا بھی انکار کر دیا۔ لہٰذا اس بات سے پردہ ہٹانا ضروری ہے۔ چنانچہ اس باب میں ہم محبت کے بارے میں درج ذیل 17 امور بیان کریں گے:

(۱)...بندے کی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کے بارے میں وارد شرعی دلائل (۲)...محبت کی حقیقت اور اس کے اسباب (۳)...محبت کی مستحق صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات ہے (۴)...سب سے بڑھ کر لذت دیدارِ باری تعالیٰ کی لذت ہے (۵)...دنیاوی معرفت کے مقابلے میں اخروی دیدار کی لذت کی زیادتی کا سبب (۶)...محبتِ الٰہی کو پختہ کرنے کے اسباب (۷)...محبت میں لوگوں کے مُتفاوِت ہونے کا سبب (۸)...معرفتِ الٰہی میں سوچوں کی کوتاہی کا سبب (۹)...شوق کا معنی (۱۰)...اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندے سے محبت (۱۱)...بندے کی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کی علامات (۱۲)...اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ انس کا مطلب (۱۳)...انس میں اِنْبِساط (کشادگی) کا معنی (۱۴)...رضا کا معنی اور اس کی فضیلت (۱۵)...رضا کی حقیقت (۱۶)...دعا مانگنا، گناہ سے نفرت کرنا اور گناہوں سے دور رہنا رضا کے خلاف نہیں (۱۷)...مُحِبِّیْن کی مُتَفَرِّق حکایات۔

باب نمبر1: محبتِ الٰہی کا بیان

(اس میں 11 فصلیں ہیں)

پہلی فصل: بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت کے بارے میں وارد شرعی دلائل

اللہ و رَسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت فرض ہے:

جان لو کہ اُمَّت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کرنا فرض ہے، اور جس چیز کا وجود ہی نہ ہو وہ کیسے فرض ہو سکتی ہے اور محبت کی تفسیر طاعت کے ساتھ کیونکر کی جاسکتی ہے حالانکہ طاعت تو محبت کا ثمرہ اور اس کا تابع ہے؟ اس لئے ضروری ہے کہ پہلے محبت ہو پھر

Go To Index

آدمی جس سے محبت کرتا ہے اس کی اطاعت کرے۔

محبَّتِ الٰہی کے متعلق دو فرامین باری تعالٰی:

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کے اثبات پر درج ذیل فرامِیْنِ باری تعالٰی دلالت کرتے ہیں:

(1)...یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ (پ۶، المائدۃ: ۵۴) ترجمۂ کنزالایمان: وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔

(2)...وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ (پ۲، البقرۃ: ۱۶۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔

یہ آیات محبت کے اثبات پر دلالت کرتی ہیں اور اس بات پر بھی کہ لوگ محبت کرنے میں متفاوِت ہیں۔

محبَّتِ الٰہی کے متعلق تین فرامین مصطفٰے:

احادِیْثِ مُبارَکہ میں رسولِ اَکرم، شفیعِ مُعَظَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے۔ چنانچہ،

(1)...حضرتِ سیِّدُنا ابورَزِیْن عُقَیْلِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایمان کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ایمان یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمہارے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں۔[1]

(2)...تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں۔[2]

(3)...بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے اہل، مال اور تمام

1...المسند للامام احمد، مسند مدنیین، حدیث ابی رزین العقیلی، ۵/ ۴۷۰، حدیث: ۱۶۱۹۴

2... المسند للامام احمد، مسند انس بن مالک النضر، ۴/ ۴۱۲، حدیث: ۱۳۱۵۰

Go To Index

لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔[3]

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: "اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"[4]

ایمان کے لئے محبت شرط ہے:

محبت کے بغیر مومن کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا ہے: **قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ﹰاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۠(۲۴)** (پ۱۰، التوبۃ:۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں **اللہ** اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو (انتظار کرو) یہاں تک کہ **اللہ** اپنا حکم لائے اور **اللہ** فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ بات ڈرانے اور انکار کے طور پر ارشاد فرمائی ہے اور بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی اس کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ رسولِ کریم، رءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اس لئے محبت کرو کہ وہ اپنی نعمتیں کھلاتا ہے اور مجھ سے محبت اس لئے کرو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھ سے محبت فرماتا ہے۔[5]

اہل محبت کے لئے آزمائشیں:

مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "فقر کے لئے تیار ہو جاؤ۔" اس نے

3... مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب محبۃ رسول اللہ...الخ، ص۴۲، حدیث:۴۴

4... المسند للامام احمد، مسند الشامیین، حدیث عبد اللہ بن ھشام جد زھرۃ بن معبد، ۶/ ۳۰۳، حدیث:۱۸۰۶۹

5... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اھل بیت النبی، ۵/ ۴۳۴، حدیث:۳۸۱۴

Go To Index

پھر عرض کی: میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: ''آزمائشوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔''[6]

مینڈھے کی کھال:

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن، خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت مصعب بن عُمَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس حال میں آتے دیکھا کہ انہوں نے مینڈھے کی کھال کمر پر لپیٹ رکھی تھی تو ارشاد فرمایا: اس شخص کی طرف دیکھو جس کے دل کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے روشن کر دیا ہے۔ بے شک میں نے اس کو اس کے والدین کے پاس دیکھا کہ وہ اسے بہترین کھانا کھلاتے اور عمدہ ترین مشروبات پلاتے تھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت میں اس کا یہ حال ہو گیا ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔[7]

سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے وصال کا قصہ:

مشہور حدیثِ پاک ہے کہ جب مَلَکُ الْمَوْت عَلَیْہِ السَّلَام حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس ان کی روح قبض کرنے کے لئے آئے تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ان سے فرمایا: کیا تم نے کسی خلیل کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے خلیل کو موت دیتا ہو؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: ''کیا تم نے کوئی محب دیکھا ہے جو اپنے محبوب کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہو؟'' آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: ''اے موت کے فرشتے! اب روح قبض کر لو۔''[8]

یہ مقام وہی بندہ پا سکتا ہے جو اپنے پورے دل سے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتا ہو کیونکہ جب وہ جان لیتا ہے کہ موت محبوب کی ملاقات کا سبب ہے تو اس کا دل موت کے لئے بے چین ہو جاتا ہے اور ذاتِ باری تعالٰی کے علاوہ اس کا کوئی محبوب نہیں ہوتا کہ اس کی طرف اِلْتِفات کرے۔

6... ترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی فضل الفقر، ۴/۱۵۶، حدیث: ۲۳۵۷

قوت القلوب، شرح مقام التوکل ووصف احوال المتوکلین، ۲/۸۳

7... حلیۃ الاولیاء، مصعب بن عمیر، ۱/۱۵۳، حدیث: ۳۴۳

8... التفسیر الکبیر، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۶۵، ۲/۱۷۵

Go To Index

محبَّتِ باری تعالٰی کے لئے دعا:

رحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس طرح دعا کیا کرتے تھے: ”اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنی محبت عطا فرما اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے اس کی محبت اور جو تیری محبت کے قریب کر دے اس کی محبت عطا فرما اور اپنی محبت کو میرے نزدیک ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا۔“[9]

مُحِبّ محبوب کے ساتھ ہوگا:

مروی ہے کہ ایک اَعرابی نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! قیامت کب آئے گی؟ رسولِ اَکرم، شاہِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟“ عرض کی: میں نے اس کے لئے بہت زیادہ نمازیں اور روزے تو جمع نہیں کئے البتہ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کرتا ہوں۔ رسولُ **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا: ”اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے محبت کرے گا۔“[10] (اس حدیث کے راوی) حضرتِ سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو جتنا اس بات پر خوش ہوتے دیکھا اتنا کسی اور بات پر خوش ہوتے نہ دیکھا۔[11]

امیر المومنین حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اشاد فرماتے ہیں: جو شخص خالص محبتِ الٰہی کا مزہ چکھ لیتا ہے تو یہ اس کو طَلَبِ دنیا سے دور کر دیتا ہے اور اس کو تمام انسانوں سے وَحشَت دلاتا ہے۔[12]

محبَّتِ الٰہی کسے نصیب ہوتی ہے؟

حضرتِ سیِّدُنا حسن بَصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جو اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو پہچان لیتا ہے وہ اس سے محبت کرتا ہے اور جو دنیا کو پہچان لیتا ہے وہ اس سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے اور مومن لہو ولعب میں پڑ کر

9... ترمذی، کتاب الدعوات، باب رقم ۷۲، ۵/ ۲۹۶، حدیث: ۳۵۰۱

10... ترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء ان المرء مع من احب، ۴/ ۱۷۲، حدیث: ۲۳۹۲

11... المسند للامام احمد، مسند انس بن مالک النضر، ۴/ ۳۹۸، حدیث: ۱۳۰۲۶

12... تفسیر روح البیان، سورۃ زخرف، تحت الایۃ: ۶۷، ۸/ ۳۸۸

Go To Index

غفلت کا شکار نہیں ہوتا پس اگر وہ غور وفکر کرتا ہے تو غمزدہ ہو جاتا ہے۔(13)

حضرتِ سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایسے بندے بھی ہیں جن کو جنت اور اس کی نعمتیں بھی ذاتِ باری تعالیٰ سے غافل نہیں کر سکتیں تو وہ دنیا کی وجہ سے اس ذات سے کیسے غافل ہوں گے؟(14)

مقرّب تم ہی ہو:

مروی ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ روحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا تین آدمیوں پر گزر ہوا جن کے بدن کمزور اور رنگ بدلا ہوا تھا۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: "تمہارے اس حال کا سبب کیا ہے؟" انہوں نے عرض کی: دوزخ کی آگ کا خوف۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ خائفین کو جہنم سے امان نصیب کرے۔" پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام کا گزر ان کے علاوہ دیگر تین اشخاص پر ہوا جو اُن سے بھی زیادہ کمزور تھے اور رنگ ان سے بھی زیادہ بدلا ہوا تھا۔ استفسار فرمایا: "تمہاری اس حالت کا سبب کیا ہے؟" انہوں نے جواب دیا: جنت کا شوق۔ ارشاد فرمایا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ تمہیں وہ عطا کرے جس کے تم امید وار ہو۔" پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام تین اور آدمیوں کے پاس سے گزرے جو سابقہ دونوں گروہوں سے زیادہ کمزور اور مُتَغَیِّر رنگ والے تھے اور ان کے چہروں پر گویا نور کے آئینے تھے حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے ان سے فرمایا: تمہاری اس حالت کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتے ہیں۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے تین بار کہا: "مُقَرَّب تم ہی ہو۔"(15)

حضرتِ سیِّدُنا عبدُ الواحد بن زید بَصْرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں ایک شخص کے پاس سے گزرا جو برف میں کھڑا تھا، میں نے پوچھا: تمہیں سردی نہیں لگتی؟ اس نے جواب دیا: جو محبّتِ الٰہی میں گم ہو اسے سردی نہیں لگتی۔

13... الزهد لابن المبارك، باب الاخلاص والنية، ص٦٩، حديث: ٢٠٩، عن بديل

14... حلية الاولياء، ١٠/ ١٦، حديث: ١٤٣٢٨، الرقم: ٤٥٥، احمد بن ابي الحوارى

15... التفسير الكبير، سورة البقرة، تحت الآية: ١٦٥، ٢/ ١٧٦

Go To Index

محبوبانِ باری تعالٰی میدانِ محشر میں:

حضرتِ سیِّدُنا سَرِی سَقَطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تمام امتوں کو ان کے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی طرف نسبت کرکے پکارا جائے گا پس کہا جائے گا: "اے امّتِ عیسیٰ! اے امتِ موسیٰ! اے امتِ محمد!" مگر جن پر محبَّتِ الٰہی کا غلبہ ہو گا ان کو اس طرح پکارا جائے گا: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دوستو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف آؤ۔" تو قریب ہو گا کہ خوشی کے مارے ان کے دل نکل جائیں۔[16]

معرفَتِ الٰہی کے ثمرات:

حضرتِ سیِّدُنا ہَرِم بن حَیَّان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: مومن کو جب اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت ہو جاتی ہے تو وہ اس سے محبت کرتا ہے اور جب اس سے محبت کرتا ہے تو اس کی رحمت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب اس کی رحمت کی طرف متوجہ ہونے کی حلاوت و مٹھاس پالیتا ہے تو دنیا کی طرف خواہش کی نگاہ سے اور آخرت کی طرف سستی کی نگاہ سے نہیں دیکھتا اور اس بات سے اسے دنیا میں تھکاوٹ اور آخرت میں راحت ملے گی۔

حضرتِ سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کا عفو و درگزر تمام گناہوں کو گھیر لیتا ہے تو اس کی رضا کا کیا عالَم ہو گا اور جب اس کی رضا تمام امیدوں کو شامل ہے تو اس کی محبت کا عالَم کیا ہو گا اور جب اس کی محبت عقلوں کو مدہوش کر دیتی ہے تو اس کی موَدَّت کا کیا عالَم ہو گا اور جب اس کی مودت میں ذاتِ باری تعالٰی کے سوا سب کچھ بھول جاتا ہے تو اس کے لُطف و کرم کا کیا عالم ہو گا؟

بعض آسمانی کتابوں میں مرقوم ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! تیرے حق کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور میں تجھے اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ تو میرا مُحِب ہو جا۔[17]

حضرتِ سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: میرے نزدیک رائی کے برابر محبت ایسی 70 سال کی عبادت سے بہتر ہے جو بغیر محبت کے ہو۔

16... التذکرۃ للقرطبی، باب قول النبی من سرہ...الخ، ص ۲۱۵

17... الرسالۃ القشیریۃ، باب المحبۃ، ص ۳۵۴

Go To Index

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے:"الٰہی!میں تیرے دربار میں حاضر ہوں اور تیری ثناء میں مشغول ہوں۔تونے مجھے بچپن ہی سے اپنے رنگ میں رنگ دیا، اپنی معرفت کا لباس پہنایا، اپنے لُطف و کرم سے نوازا اور میرے احوال کو دُرُست کیا،تُو مجھے اعمال، پردہ پوشی، توبہ ،زُہد، شوق، رضا اور محبت میں بدلتا رہا،تونے مجھے اپنے حوضوں سے سیراب کیا اور اپنے باغوں میں پھرایا،لہٰذا میں نے تیرے حکم کو اختیار کیا اور تیرے قول کا دلدادہ رہا اور اب جب میں جوان ہو گیا ہوں اور پرواز کا وقت آگیا ہے تو میں تجھ سے کس طرح الگ ہو سکتا ہوں۔"

دوسری فصل: محبت کی حقیقت،اس کے اسباب اور بندے کی اللہ تعالٰی سے محبت کی وضاحت

تین بُنیادی باتیں:

جان لیجئے کہ جب تک نفْسِ محبت کی حقیقت پھر اس کی شرائط اور اسباب کی پہچان اور اس کے بعد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حق میں محبت کے معنٰی کی حقیقت معلوم نہیں ہو گی تب تک اس بیان کا مطلب واضح نہیں ہو گا اس کے لئے یہاں تین بنیادی باتیں بیان کی جاتی ہیں:

پہلی بات:

سب سے پہلے جو بات جاننے والی ہے وہ یہ ہے کہ معرفت اور ادراک کے بغیر محبت ناممکن ہے کیونکہ انسان اسی سے محبت کرتا ہے جس کی اُسے معرفت ہوتی ہے۔اسی وجہ سے جمادات کو محبت کے ساتھ موصوف نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ زندہ اور ادراک رکھنے والے کی خاصیت ہے، پھر جس کا ادراک کیا جاتا ہے اس کی تین اقسام ہیں:(۱)...بعض تو وہ ہیں جو ادراک کرنے والے کی طبیعت کے موافق اور مناسب ہوتے ہیں اور اُسے اِن سے لذّت ملتی ہے۔(۲)...بعض اس کی طبیعت کے منافی ہوتے ہیں جن سے اُسے نفرت اور تکلیف ہوتی ہے اور (۳)...بعض ایسے ہوتے ہیں جن کا اس کی طبیعت پر کوئی اثر نہیں ہوتا یعنی نہ تو تکلیف دہ ہوتے ہیں اور نہ ہی باعثِ لذت۔

Go To Index

لہٰذا ہر وہ شے جس کے ادراک میں ادراک کرنے والے کو لذت اور راحت ملے وہ اس کے نزدیک محبوب ہوتی ہے اور جس کے ادراک میں تکلیف ہو وہ ادراک کرنے والے کے نزدیک مبغوض (ناپسندیدہ) ہوتی ہے اور جو شے لذت و تکلیف سے خالی ہو وہ نہ تو ادراک کرنے والے کی محبوب ہو سکتی ہے اور نہ ہی مبغوض۔ غرضیکہ ہر لذیذ چیز لذت پانے والے کے نزدیک محبوب ہوتی ہے اور اس کے محبوب ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی طرف طبیعت کا میلان ہے اور اس کے مَبْغُوض ہونے کا معنی یہ ہوتا ہے کہ طبیعت میں اس سے نفرت پائی جاتی ہے۔ تو طبیعت کا کسی لذیذ شے کی طرف مائل ہو جانا "محبت" کہلاتا ہے اور جب یہ میلان قوی اور پختہ ہو جائے تو اسے "عشق" کہتے ہیں اور تکلیف دہ چیز سے طبیعت کے نفرت کرنے کو "بغض" کہتے ہیں اور جب یہ بغض قوی ہو جائے تو اسے مَقْت (سخت نفرت وبیزاری) کہا جاتا ہے۔ یہ محبت کے حقیقی معنی کی اصل ہے جس کا جاننا ضروری ہے۔

دوسری بات:

چونکہ محبت اِدراک اور معرفت کے تابع ہے تو لازمی طور پر ادراک کرنے والی قوّتوں اور حَواس کی درجہ بندی کی طرح محبت کی بھی اقسام ہوں گی۔ لہٰذا ہر حس ایک مخصوص قسم کا ادراک کرتی ہے اور ہر حس کے لئے ادراک کی جانے والی شے میں ایک لذت ہوتی ہے اور اسی لذت کی وجہ سے طبیعت اس کی طرف مائل ہوتی ہے اور وہ طبیعتِ سلیمہ کے نزدیک محبوب ہوتی ہے۔ چنانچہ آنکھوں کی لذت دیکھنے اور خوبصورت چیزوں اور صورتوں کا ادراک کرنے میں ہے، کانوں کی لذت خوبصورت اور موزون نغمات میں ہے، سونگھنے کی لذت اچھی خوشبوؤں میں ہے، چکھنے کی لذت کھانوں میں ہے اور چھونے کی لذت نرم اور ملائم چیزوں میں ہے اور جب ان ادراک کی جانے والی اشیاء سے حواس کو لذت ملتی ہے تو یہ محبوب ہوتی ہیں۔ مطلب یہ کہ طبیعتِ سلیمہ ان کی طرف مائل ہوتی ہے حتّٰی کہ حضور نبیّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلَاثٌ اَلطِّیْبُ وَ النِّسَاءُ وَجُعِلَ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلَاۃِ یعنی تمہاری دنیا سے مجھے تین چیزیں محبوب بنائی گئیں ہیں، خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔"[18]

18... نسائی، کتاب عشرۃ النساء، باب حب النساء، ص ۶۴۴، حدیث: ۳۹۴۵، بدون "ثلاث"

Go To Index

اِس حدیثِ پاک میں خوشبو کو محبوب فرمایااور یہ بات معلوم ہے کہ آنکھ اور کان کا اس میں کوئی دخل نہیں بلکہ صرف سونگھنے کا اس کے ساتھ تعلق ہے اور عورتوں کو محبوب فرمایااور ان میں دیکھنے اور چھونے کا دخل ہے سونگھنے، چکھنے اور سننے کا کوئی تعلق نہیں اور نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک فرمایااور اس کو سب سے زیادہ محبوب ٹھہرایااور یہ بات واضح ہے کہ پانچوں حواس کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ ایک چھٹی حس ہے جس کا محل دل ہے اور اس کا ادراک صاحبِ دل ہی کر سکتا ہے۔ پھر یہ کہ پانچوں حواس کی لذت میں جانور بھی انسان کے ساتھ شریک ہیں تو اگر محبت ان حواس سے اِدراک کی گئی اشیاء پر منحصر ہو تو ایسی صورت میں انسان کی خاصِّیَّت باطل ہو کر رہ جائے گی اور جس چھٹی حس کی وجہ سے وہ حیوانوں سے ممتاز ہوا ہے جسے عقل، نور، دل یا اور کسی چیز سے تعبیر کر سکتے ہوں بے فائدہ ہو جائے گی جیسے اگر یہ کہا جائے کہ ''چونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا حواسِ خَمسہ سے ادراک نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس کی صورت خیال میں لائی جا سکتی ہے اس لئے اس سے محبت بھی نہیں کی جا سکتی۔'' اور یہ بات بعید از قیاس ہے کیونکہ بصیرتِ باطنی ظاہری بصیرت سے قوی ہوتی ہے اور دل کا ادراک آنکھ سے بڑھ کر ہوتا ہے اور جن معانی کا ادراک عقل سے کیا جاتا ہے ان کا جمال آنکھ سے ادراک کی جانے والی ظاہری صورتوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ پس لازمی طور پر دل جن امورِ شریفہ الٰہیہ کا ادراک کرتا ہے حواس ان کا ادراک نہیں کر سکتے اور ان کی وجہ سے دل کو حاصل ہونے والی لذت تام اور مکمل ہوتی ہے۔ چنانچہ طبیعتِ سلیمہ اور عقلِ صحیحہ کا اس کی طرف میلان قوی ہوتا ہے اور محبت کا معنی بھی یہی ہے کہ **''جس چیز کے ادراک میں لذت ہو اس کی طرف میلان پایا جائے''** جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل آئے گی۔ تو ایسی صورت میں محبَّتِ الٰہی کا انکار وہی شخص کرے گا جس کو سستی اور کوتاہی جانوروں کے درجے میں بٹھا دے اور وہ حواس کے ادراک سے آگے بالکل نہ بڑھ سکے۔

تیسری بات:

یہ بات پوشیدہ نہیں کہ انسان اپنے نفس سے محبت کرتا ہے اور یہ بھی مخفی نہیں کہ بعض اوقات یہ اپنے نفس کی خاطر کسی اور سے بھی محبت کرتا ہے اور کیا یہ ممکن ہے کہ دوسرے سے محبت اپنے نفس کے لئے نہ ہو بلکہ اس کی ذات کی وجہ سے ہو؟ یہ معاملہ کم ہمت لوگوں کے لئے مشکل ہو گیا ہے حتّٰی کہ وہ گمان کرتے

Go To Index

ہیں کہ "جب تک مُحِب کو محبوب کی ذات کے ادراک کے علاوہ کوئی اور فائدہ نہ ہو انسان کا غیر سے اس کی ذات کی وجہ سے محبت کرنا ممکن نہیں۔" اور حق یہ ہے کہ ایسا ہونا ممکن ہی نہیں بلکہ پایا بھی جاتا ہے۔

محبت کے پانچ اسباب

پہلا سبب: اپنی ذات سے محبت

یہاں ہم محبت کے اسباب اور اس کی اقسام بیان کرتے ہیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ہر زندہ کا پہلا محبوب اس کی ذات ہوتی ہے اور اپنی ذات سے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ **"اس کی طبیعت میں اپنے وجود کی بقاء اور دوام کا میلان ہو اور اپنے عدمِ وجود اور ہلاکت کی نفرت ہو"** کیونکہ طبعاً وہی چیز محبوب ہوا کرتی ہے جو محب کے مناسب ہو اور اپنے نفس اور اس کے دائمی وجود سے بڑھ کر کونسی چیز مناسب ہو گی اور اپنے عدمِ وجود اور ہلاکت سے زیادہ کونسی چیز قابلِ نفرت ہو گی؟ یہی وجہ ہے کہ انسان دائمی وجود کو پسند کرتا ہے اور موت و قتل کو ناپسند کرتا ہے۔ محض اس لئے نہیں کہ موت کے بعد والے امور سے ڈرتا ہے اور نہ ہی صرف اس وجہ سے کہ موت کی سختیوں سے بچنا چاہتا ہے بلکہ اگر بغیر تکلیف کے اچانک موت آجائے یا ثواب وعذاب کے بغیر موت دی جائے تو وہ راضی نہ ہو اور اس کو ناپسند جانے گا اور اگر کبھی موت اور معدوم ہو جانے کو پسند کرتا ہے تو اس وقت جب زندگی میں تکالیف پہنچیں اور جب جب کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو یہ بات محبوب ہوتی ہے کہ تکلیف زائل ہو۔ اگر یہ معدوم ہونے کو پسند کرتا تو اسی وجہ سے کہ اس میں زوالِ تکلیف ہے تو پتہ چلا کہ ہلاکت اور معدوم ہونا مَبغُوض (ناپسند) ہیں اور دائمی وجود محبوب (پسند) ہے۔

دائمی وُجود اور کمالِ وُجود کا محبوب ہونا:

پھر جس طرح دائمی وجود محبوب ہوتا ہے اسی طرح کمالِ وجود بھی محبوب ہوتا ہے کیونکہ ناقص میں کمال کا فُقدان ہوتا ہے اور نقص و کمی کمال کی مفقود مقدار کے لحاظ سے معدوم اور کمال کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہلاکت ہے اور ہلاکت و معدوم ہونا صفات میں ناپسند ہوتا ہے اور کمالِ وجود میں نقصان سے اسی طرح نفرت ہوتی ہے جس طرح اَصلِ ذات کے معدوم ہونے سے ہوتی ہے اور کمالِ صفات ایسے ہی محبوب ہوتا

Go To Index

ہے جیسے اَصلِ وجود کا دوام پسند ہوتا ہے اور یہ دستورِ الٰہی کے مطابق ایک طبعی اور فطرتی چیز ہے۔

وَ لَنۡ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِيۡلًا ﴿۶۲﴾ (پ۲۲،الاحزاب:۶۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور تم اللّٰہ کا دستور ہرگز بدلتا نہ پاؤ گے۔

اپنی ذات اور مال و اولاد وغیرہ سے محبت کی وجہ:

مذکورہ گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ انسان کو سب سے پہلے اپنی ذات محبوب ہوتی ہے، پھر اپنے اعضاء کی سلامتی، پھر اپنا مال، اولاد، خاندان اور دوست محبوب ہوتے ہیں۔ اعضاء اور ان کی سلامتی اس لئے محبوب ہوا کرتی ہے کہ وُجود کا کمال اور دوام اس پر موقوف ہے اور مال اس لئے محبوب ہوتا ہے کہ وہ بھی وجود کے دوام اور کمال کا سبب ہوتا ہے اور یہی حال باقی تمام اسباب کا ہے۔ پس انسان ان اشیاء سے محبت ان کی ذات کی وجہ سے نہیں کرتا بلکہ اس وجہ سے کہ وجودِ انسانی کے دوام اور کمال میں ان چیزوں کا دخل ہوتا ہے حتّٰی کہ انسان اپنے بیٹے سے محبت کرتا ہے اگرچہ اس کو اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچے بلکہ اس کی خاطر مَشَقَّتیں اٹھانا پڑیں۔ یہ صرف اس لئے کہ اس کی موت کے بعد بیٹا اس کا نائب ہوتا ہے تو بقائے نسل میں ایک طرح سے اس کی بقا ہوتی ہے اور اپنی ذات کی بقا انتہائی محبوب ہونے کی وجہ سے اُس کی بقا محبوب ہوتی ہے جو اس کے قائم مقام ہوتا ہے گویا کہ وہ اس کا ایک جز ہے اور اس لئے بھی کہ وہ اپنی ذات کی بقا کی طَمَع سے عاجز ہے۔ ہاں! اگر اس کو اپنی ذات اور اپنے بیٹے کے قتل میں اختیار دیا جائے اور یہ مُعْتَدِل طبیعت پر باقی ہو تو بیٹے کی بقا پر اپنی ذات کی بقا کو ترجیح دے گا کیونکہ بیٹے کی بقا بھی ایک وجہ سے اس کی بقا ہے لیکن بعینہٖ اس کی بقا نہیں۔ اسی طرح آدمی کا اپنے اقارب اور خاندان والوں سے محبت کرنا بھی اپنے نفس کے کمال سے محبت کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ ان کی وجہ سے یہ اپنے نفس کو کثیر اور قوی پاتا ہے اور ان کے کمال کو اپنے لئے فخر کا باعث سمجھتا ہے اس لئے کہ خاندان، مال اور خارجی اسباب پَر کی طرح ہیں جن سے انسان کی تکمیل ہوتی ہے اور لازمی طور پر کمالِ وُجود اور دوامِ وجود طبعی طور پر محبوب ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہر زندہ کے نزدیک پہلا محبوب اس کی اپنی ذات اور اس کا کمال اور دوام ہے اور اس کی ضد ناپسند ہوتی ہے تو یہ محبت کا پہلا سبب ہے۔

دوسرا سبب: احسان

محبت کا دوسرا سبب احسان ہے کیونکہ منقول ہے: ''اَلْاِنْسَانُ عَبْدُ الْاِحْسَان یعنی انسان احسان کا غلام ہے۔''

Go To Index

اور فطری طور پر دل احسان کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور برائی کرنے والوں سے نفرت کرتے ہیں اور رسولِ اَکرم، شفیعِ مُعَظَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْ لِفَاجِرٍعَلَیَّ یَدًا فَیُحِبُّہٗ قَلْبِی یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! کسی فاجر کا مجھ پر احسان نہ رکھ جس کی وجہ سے میرا دل اس سے محبت کرے۔''(19)

حدیثِ پاک میں اس طرف اشارہ ہے کہ احسان کرنے والے سے قلبی محبت غیر اختیاری ہے جس کو دور نہیں کیا جاسکتا اور یہ فطری چیز ہے اس کو تبدیل کرنے کی کوئی راہ نہیں۔ اسی بناء پر بعض اوقات انسان ایک اجنبی سے محبت کرتا ہے کہ جس کے ساتھ اس کا کوئی رشتہ ہوتا ہے نہ کوئی تعلق۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو محبت کا یہ سبب بھی پہلے سبب کی طرف لوٹتا ہے کیونکہ مُحْسِن (احسان کرنے والا) وہ ہوتا ہے جو مال اور دیگر ایسے اسباب سے مدد کرے جو وجود کے دوام و کمال اور اُن لذتوں کے حصول کا سبب بنتے ہیں جن سے وجود تیار ہوتا ہے۔ البتہ! دونوں اسباب میں فرق یہ ہے کہ اعضاء انسان کو اس لئے محبوب ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے اس کے وجود کا کمال ہے اور یہی کمال مطلوب ہوتا ہے لیکن محسن بِعینہٖ مطلوبِ کمال نہیں ہوتا مگر بعض اوقات یہ اس کا سبب بن جاتا ہے جس طرح طبیب اعضاء کی دائمی صحت کا سبب ہوتا ہے تو صحت سے محبت اور طبیب سے محبت جو صحت کا سبب ہے دونوں میں فرق ہے کیونکہ صحت بذاتہٖ مطلوب ہے اور طبیب بذاتہٖ محبوب نہیں بلکہ اس لئے محبوب ہے کہ وہ صحت کا سبب ہے۔

اسی طرح علم محبوب ہوتا ہے اور استاذ بھی محبوب ہوتا ہے لیکن علم اپنی ذات کی وجہ سے محبوب ہوتا ہے اور استاذ اس وجہ سے کہ وہ علم کا سبب ہے۔ اسی طرح کھانا اور پانی محبوب ہوتے ہیں اور دینار محبوب ہوتے ہیں لیکن کھانا اور پانی اپنی ذات کی وجہ سے محبوب ہوتے ہیں اور دینار اس وجہ سے محبوب ہوتے ہیں کہ وہ کھانے کا ذریعہ ہیں اَلْغَرَض دونوں محبتوں میں فرق رُتبے کا ہے ورنہ دونوں میں محبت کا تعلق انسان کی اپنی ذات سے ہے کیونکہ جو کوئی محسن سے اس کے احسان کی وجہ سے محبت کرتا ہے وہ حقیقت میں اس کی ذات سے محبت نہیں کرتا بلکہ اس کے احسان سے محبت کرتا ہے اور احسان محسن کے افعال میں سے ایک فعل ہے۔ اگر احسان نہ رہے تو محبت بھی زائل ہو جائے گی اگرچہ محسن کی ذات باقی رہے اور اگر احسان میں

---

19 ... شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ للالکائی، ۱/۱۳۵، حدیث:۲۷۵، ''فاجر'' بدلہ ''صاحب بدعۃ''

Go To Index

کمی واقع ہو تو محبت میں بھی کمی آجائے گی اور اگر احسان میں زیادتی ہو تو محبت بھی زیادہ ہو جائے گی لہٰذا احسان میں کمی اور زیادتی سے محبت میں کمی اور زیادتی ہو گی۔

تیسرا سبب: ذاتِ محبوب

کسی چیز سے محبت اس کی ذات کی وجہ سے کرے ذات کے علاوہ کسی اور فائدے کے حصول کے لئے محبت نہ ہو بلکہ اس کی ذات ہی عین فائدہ ہو یہی حقیقی اور کامل محبت ہے جس کے دوام کی توقع کی جا سکتی ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے حسن و جمال کی محبت کیونکہ جمال کا ادراک کرنے والے کے نزدیک ہر جمال محبوب ہوتا ہے اور یہ محبت عَیْنِ جمال کی وجہ سے ہوتی ہے کیونکہ اس میں جمال کا ادراک ہی عَیْنِ لذت ہے اور لذت اپنی ذات کی وجہ سے محبوب ہوتی ہے کسی اور وجہ سے نہیں۔

یہاں یہ گمان نہ کیا جائے کہ خوبصورت چہروں سے محبت کرنا شہوت پوری کرنے کی غرض کے بغیر ممکن نہیں، کیونکہ شہوت پوری کرنا ایک دوسری لذت ہے کہ بعض اوقات اس کے لئے بھی خوبصورتی کو محبوب سمجھا جاتا ہے اور نَفْسِ جمال کا ادراک بھی لذیذ ہوتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی ذات کی وجہ سے محبوب ہو اور اس کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے حالانکہ سبزہ اور بہتا پانی محبوب ہوتا ہے، اس لئے نہیں کہ پانی پیا جاتا ہے اور سبزہ کھایا جاتا ہے یا دیکھنے کے علاوہ ان سے کوئی اور فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسولِ کریم، رءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سبزہ اور بہتا پانی اچھا لگتا تھا[20] اور طبائِعِ سلیمہ (صاف ستھری اور اچھی طبیعتیں) خوش رنگ روشنیوں، خوبصورت پھولوں، پیاری اور مناسب شکل والے پرندوں کی طرف دیکھنے سے لذت حاصل کرتی ہیں حتّٰی کہ ان کی طرف دیکھنے سے انسان کے غم اور پریشانیاں ختم ہو جاتی ہیں حالانکہ ان کی طرف دیکھنے کے علاوہ کوئی اور فائدہ مطلوب نہیں ہوتا۔ یہ تمام اسباب لذت کا باعث ہیں اور ہر لذیذ محبوب ہوتا ہے اور کسی حسن و جمال کا ادراک لذت سے خالی نہیں ہوتا اور جمال کے طبعی طور پر محبوب ہونے کا کوئی بھی انکار نہیں کرتا تو جسے معلوم ہو جائے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جمال والا ہے، یوں کہ جمالِ الٰہی اور جلالِ الٰہی اس پر مُنْکَشِف ہو جائے تو لازمی طور پر وہ اس کے نزدیک محبوب ہو گا جیسا کہ رسولِ اکرم، شاہِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

20... الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، ۳/۱۷۶، الرقم: ۴۶۳: الحسن بن عمرو بن سیف

Go To Index

وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اِنَّ اللہَ جَمِیْلٌ یُّحِبُّ الْجَمَالَ یعنی بیشک اللہ عَزَّوَجَلَّ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔''(21)

چوتھا سبب: ظاہری یا باطنی جمال

ہر اس شے سے محبت کرنا جس کی ذات میں حُسن وجمال پایا جاتا ہو خواہ ظاہری صورت میں ہو یا باطنی صورت میں ۔جان لیجئے کہ جو لوگ خیالات اور محسوسات کے دائرے میں بند ہیں وہ حُسن و جمال کا یہی مطلب سمجھتے ہیں کہ شکل وصورت متناسب ہو، رنگ خوبصورت اور سرخی مائل سفید ہو اور دراز قد وغیرہ صفات جن سے ذاتِ انسانی کے جمال کو بیان کیا جاتا ہے کیونکہ مخلوق پر وہی حسن غالب ہوتا ہے جو آنکھوں سے نظر آئے اور اکثر ان کی توجہ لوگوں کے چہروں کی طرف ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ''جو چیز نظر نہ آسکے یا اس کو خیال میں نہ لایا جاسکے اور وہ شکل اور رنگ بھی نہ رکھتی ہو اس کا حسن ممکن نہیں اور جب اس کا حسن ممکن نہیں تو اس کے ادراک میں لذت بھی نہیں ہوتی لہذا وہ محبوب بھی نہیں ہوسکتا۔'' یہ واضح غلطی ہے کیونکہ حسن آنکھ سے ادراک کی جانے والی اشیاء پر منحصر نہیں اور نہ ہی متناسِب پیدائش اور سرخ و سفید رنگ کی آمیزش پر اس کا انحصار ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں: ''یہ خط خوبصورت ہے۔ یہ آواز خوبصورت ہے۔ یہ گھوڑا خوبصورت ہے۔'' بلکہ یہاں تک کہتے ہیں: ''یہ کپڑا خوبصورت ہے اور یہ برتن خوبصورت ہے۔'' اگر حسن صورتوں میں منحصر ہو تو آواز، خط اور دیگر ایسی چیزوں کے حُسن کا کیا معنی ہوگا؟ اور یہ بات تو معلوم ہے کہ آنکھ اچھے خط کی طرف دیکھنے سے لذت محسوس کرتی ہے اور کانوں کو خوبصورت نغمات سے لذت ملتی ہے۔

پھر یہ کہ ادراک کی جانے والی جتنی بھی اشیاء ہیں وہ یا تو حَسَن ہوں گی یا قبیح تو حَسَن کے وہ کون سے معنیٰ ہیں جس میں یہ تمام اشیاء مُشْتَرَک ہیں؟ اس کی وضاحت کرنا ضروری ہے اور یہ طویل بحث ہے اور علمِ معاملہ کے شایانِ شان نہیں کہ اس بحث کو طول دیا جائے مگر ہم حق بات کی تصریح کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''ہر شے کا جمال اور حُسن اِس میں ہے کہ جس قدر کمال اس کے لائق اور اس کے لئے ممکن ہے وہ اس میں موجود ہو۔'' تو اگر تمام ممکنہ کمالات اس میں موجود ہوں تو وہ شے کمال کے انتہائی درجہ میں ہوتی ہے اور اگر اس میں

21... مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، ص٦١، ٦٠، حدیث: ٩١

Go To Index

بعض کمالات موجود ہیں تو اس کا حسن وجمال اسی قدر ہو گا۔ چنانچہ، خوبصورت گھوڑا وہ ہے کہ جس میں وہ تمام باتیں جمع ہوں جو ایک گھوڑے میں ہونی چاہئیں جیسے شکل وصورت، رنگ، عمدہ رفتار اور اس پر سوار ہو کر حملہ کرنا اور پلٹنا آسان ہو اور اچھا خط وہ ہے جس میں خط کے لائق تمام باتیں جمع ہوں جیسے حروف کا مناسب اور متوازی ہونا اور ان کی ترتیب اور انتظام عمدہ ہونا۔

پھر یہ کہ شے کا ایک کمال ہے جو اس کے مناسب ہوتا ہے اور بعض اوقات دوسری چیز میں اس کی ضد لائق ومناسب ہوتی ہے تو ہر چیز کا حُسن اس کے کمال میں ہے جو اس چیز کے لائق ہے۔ اسی وجہ سے انسان کا حُسن ان چیزوں سے نہیں ہوتا جن سے گھوڑے کا حُسن ہوتا ہے اور جس کے ساتھ آواز کا حسن ہوتا ہے اس کے ساتھ خط کا حسن نہیں ہوتا اور برتنوں کا حُسن ان چیزوں کے ساتھ نہیں ہوتا جن کے ساتھ کپڑوں کا حُسن ہوتا ہے اور یہی معاملہ تمام اشیاء کا ہے۔

اشکال اور اس کا جواب:

اگرچہ ان تمام اشیاء جیسے آوازیں اور ذائقے وغیرہ کا اِدراک آنکھ سے نہیں کیا جاتا لیکن یہ حواس کے ادراک سے جدا نہیں ہیں لہٰذا یہ محسوسات ہی قرار پائیں اور محسوسات کے حُسن وجمال کا انکار نہیں اور نہ ہی ان کے حسن کے ادراک سے لذت حاصل ہونے کا انکار ہے بلکہ انکار تو ان چیزوں کے حسن وجمال کا ہے جن کا حواس سے ادراک نہیں کیا جاسکتا۔

جواب: جان لیجئے کہ غیر محسوسات میں بھی حسن وجمال موجود ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے: "یہ خُلقِ حَسَن ہے۔ یہ علم حَسَن ہے۔ یہ سیرتِ حَسَن ہے۔ یہ اخلاق اچھے ہیں۔" اور اچھے اخلاق سے مراد علم، عقل، عِفَّت، شجاعت، تقوٰی، سخاوت، مُرَوَّت اور تمام عُمدہ صِفات ہوتی ہیں اور ان صفات میں سے کچھ ایسی ہیں جن کا ادراک پانچوں ظاہری حواس سے نہیں بلکہ بصیرت کے نور سے کیا جاتا ہے اور یہ تمام عمدہ صفات محبوب ہوتی ہیں اور ان صفات کے ساتھ مُتَّصِف شخص بھی طبعی طور پر اُن کے نزدیک محبوب ہوتا ہے جنہیں اس کی صفات کا علم ہوتا ہے۔ نیز طبعی اور فطری طور پر انسان حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے محبت کرتا ہے حالانکہ ان میں سے کسی کو دیکھا نہیں ہوتا بلکہ مذاہبِ اربعہ کے اماموں یعنی امام

Go To Index

شافعی، امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰی کی محبت ہوتی ہے حتّٰی کہ بعض اوقات آدمی کی اپنے فقہی امام سے محبت حدِ عشق سے بھی تجاوز کر جاتی ہے اور وہ اس محبت کی وجہ سے اپنا تمام مال اپنے مذہب کی تائید اور اس کے دفاع میں خرچ کر ڈالتا ہے اور جو اس کے امام پر طعن کرتا ہے اس کے ساتھ لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور فقہی اماموں کی تائید و نصرت میں کتنے ہی خون بہائے جا چکے ہیں۔

بن دیکھے نیک بندوں کی محبت:

اس بات پر بھی غور کیا جائے کہ حضرتِ سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی سے محبت کرنے والا ان سے محبت کیوں کرتا ہے؟ حالانکہ اس نے ان کی صورت دیکھی نہیں۔ پھر اگر وہ ان کو دیکھ لے تو ممکن ہے ان کی صورت اس کو اچھی نہ لگے، لہٰذا وہ حُسن جس نے اس شخص کو ان سے انتہائی محبت کرنے پر ابھارا وہ ان کی باطنی صورت کی وجہ سے ہے، ظاہری صورت کی وجہ سے نہیں۔ کیونکہ ان کی ظاہری صورت تو مٹی کے سپُرد ہو گئی اور یہ ان سے فقط ان کی باطنی صفات جیسے دین، تقویٰ، وسیع علم، اُمورِ دینیہ سے واقفیت، علمِ شرعی اور اُمورِ خیر کی دنیا میں نشر و اشاعت کے لئے کمر بستہ ہونے کی بنا پر محبت کرتا ہے اور یہ تمام باتیں خوبصورت ہیں اور ان کے جمال کا ادراک باطنی نور کے ساتھ ہی کیا جا سکتا ہے جبکہ ظاہری حواس ان کا ادراک کرنے سے قاصر ہیں۔

یوں ہی جو شخص حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت کرتا ہے اور ان کو دوسروں پر فضیلت دیتا ہے یا حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم سے محبت کرتا ہے اور ان کو دوسروں پر فضیلت دیتا ہے اور ان کی خاطر تَعَصُّب رکھتا ہے تو وہ ان سے ان کی باطنی صورتوں یعنی علم، دین، تقویٰ، شُجاعت اور سخاوت وغیرہ کی وجہ سے ہی محبت کرتا ہے۔ پتا چلا کہ جو شخص حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت کرتا ہے وہ ان کی ہڈیوں، گوشت، کھال، اعضاء اور شکل و صورت سے محبت نہیں کرتا کیونکہ یہ چیزیں تو آنکھوں سے اوجھل ہو گئیں لیکن وہ صفات باقی ہیں جن کی وجہ سے وہ صدیق تھے اور وہ صفاتِ محمودہ ہیں جو سیرتِ جمیلہ کی بنیاد ہیں تو ان صفات کے باقی رہنے کی وجہ سے محبت باقی ہے اور ان تمام صفات کا مرجع علم اور قدرت ہے کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اشیاء کی حقیقتوں کو جانا اور خواہشات پر غلبہ پا کر نفس کو ان صفات کے ساتھ متصف ہونے پر ابھارا۔ پس تمام نیک عادات انہی دو صفات سے نکلتی ہیں اور

Go To Index

ان دونوں صفات کا ادراک حِس سے نہیں ہوتا اور تمام جسم میں ان کا محل ایسا جز ہے جو تقسیم نہ ہو اور یہی حقیقی طور پر محبوب ہے اور یہ جز شکل وصورت اور رنگ سے پاک ہے، اس لئے نہ آنکھ کے لئے ظاہر ہے اور نہ نظر آنے کی وجہ سے محبوب ہے۔ معلوم ہوا کہ جمال سیرتوں میں موجود ہوتا ہے اور اگر اچھی سیرت بغیر علم اور بصیرت کے صادر ہوتی تو محبت کو واجب نہ کرتی۔

تمام عمدہ اَخلاق کا مرجع:

خلاصہ یہ نکلا کہ محبوب سیرتِ جمیلہ کا مصدر ہوتا ہے اور وہ عمدہ اخلاق اور فضائلِ شریفہ ہیں اور ان سب کا مرجع کمالِ علم اور کمالِ قدرت ہے اور یہ طبعی طور پر محبوب ہوتے ہیں اور حواس سے ان کا ادراک نہیں ہوتا حتّٰی کہ جو بچہ اپنی طبیعت پر چھوڑ دیا گیا ہو اور ہم کسی غائب یا موجود، زندہ یا مردہ کو اس کے نزدیک محبوب بنانا چاہیں تو ہمارے پاس سوائے اس کے اور کوئی راستہ نہیں ہوگا کہ اس کے اوصاف مثلاً شجاعت، سخاوت، علم اور تمام اچھی صفات بچے کے سامنے تفصیل کے ساتھ بیان کریں اور جب اسے ان صفات کا یقین ہو جائے گا تو بے اختیار اس سے محبت کرنے لگے گا اور اس پر قادر نہ ہوگا کہ محبت نہ کرے۔ چنانچہ

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی محبت اور ابو جہل و شیطان سے نفرت اسی لئے دل میں غالب رہی کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی عمدہ صفات اور ابو جہل و شیطان کی برائیاں بہت بیان کی گئیں جن کا حواس سے ادراک نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ جب لوگوں نے حاتِم طائی کی سخاوت اور حضرتِ سیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شجاعت کو بیان کیا تو دل ان سے لازمی طور پر محبت کرنے لگے اور یہ محبت ان کی ظاہری شکل وصورت دیکھنے کی وجہ سے پیدا نہیں ہوئی اور نہ اس لئے کہ محبت کرنے والے نے ان سے کوئی فائدہ حاصل کیا ہے۔ بلکہ جب کہیں کسی بادشاہ کی سیرت یعنی اس کا عدل واحسان، صدقہ وخیرات بیان کیا جائے تو دلوں پر اس کی محبت غالب ہو جاتی ہے اگرچہ فاصلہ ودُوری کے باعث محبت کرنے والوں تک اس کے احسانات پہنچنا ممکن نہ ہوں۔

ان مثالوں سے واضح ہو گیا کہ انسان کی محبت احسان کرنے والوں کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ احسان کرنے والا فی نفسہٖ محبوب ہوتا ہے اگرچہ محبت کرنے والے تک کبھی اس کا احسان نہ پہنچا ہو۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ہر جمال اور حُسن محبوب ہوتا ہے اور صورت کی دو اقسام ہیں: ظاہری اور باطنی اور حسن وجمال ان

Go To Index

دونوں میں پایا جاتا ہے۔ ظاہری صورت کا ادراک ظاہری آنکھ سے اور باطنی صورت کا ادراک باطنی آنکھ سے کیا جاتا ہے لہٰذا جو باطنی آنکھ (یعنی نورِ بصیرت) سے محروم ہو وہ باطنی صورت کا ادراک کر سکتا ہے نہ اس سے لذت پا سکتا ہے، نہ اس سے محبت کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کی طرف میلان رکھ سکتا ہے۔ پھر جس کی باطنی بصیرت ظاہری حواس پر غالب ہو اس کی محبت بھی ظاہری اشیاء کی بَنِسبت باطنی اشیاء سے زیادہ ہو گی تو جو شخص دیوار پر بنی ہوئی تصویر سے اس کی ظاہری خوبصورتی کی بنا پر محبت کرتا ہے اور جو کسی نبی عَلَیْہِ السَّلَام سے ان کے باطنی حسن وجمال کی وجہ سے محبت کرتا ہے ان دونوں کی محبت میں بڑا فرق ہے۔

پانچواں سبب: پوشیدہ مناسبت

محبت کا پانچواں سبب محبوب اور محب کے درمیان پوشیدہ مناسبت کا ہونا ہے کیونکہ اکثر دو شخصوں کے درمیان محبت کی پختگی کا سبب نہ تو حسن وجمال ہوتا ہے اور نہ ہی کسی فائدے کا حُصول بلکہ محض روحوں کا ایک دوسرے کے لائق ومناسب ہونا سبب ہوتا ہے جیسا کہ رسولِ اکرم، **شفیعِ مُعَظَّم** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ”مَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ یعنی (روحیں عالَمِ ارواح میں جمع شدہ ایک لشکر ہیں) جن کے مابین وہاں آشنائی ہو گئی ان کے درمیان یہاں الفت ہو گی اور جو وہاں ایک دوسرے سے ناواقف رہیں وہ یہاں بھی ناواقف رہیں گی۔“[22]

ہم نے ”آدابِ صحبت کے بیان“ میں جہاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کا ذکر کیا ہے وہاں یہ بات تحقیق کے ساتھ بیان کر دی ہے، اس کا مطالعہ وہیں سے کر لیا جائے کیونکہ یہ بھی اسبابِ محبت کے عجائبات میں سے ہے پس اسی لئے محبت کی اقسام کے پانچ اسباب ہیں: (۱)...انسان کا اپنی ذات کے وجود، اس کے کمال اور بقا سے محبت کرنا۔ (۲)...احسان کرنے والے سے ان چیزوں کے سبب محبت کرنا جو اپنے وجود کے دوام وبقاء اور اس سے ہلاک کرنے والی اشیاء کو دور کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ (۳)... لوگوں کے ساتھ حُسنِ سُلُوک کرنے والے سے محبت کرنا اگرچہ محبت کرنے والے پر احسان نہ کیا ہو۔ (۴)...ہر اس شے سے محبت کرنا جس کی ذات میں حسن وجمال پایا جاتا ہو خواہ ظاہری صورت میں ہو یا باطنی صورت میں ہو اور (۵)...ایسے شخص سے محبت کرنا کہ اِس کے اور اُس کے درمیان کوئی پوشیدہ مناسبت ہو۔

22... مسلم، کتاب البر والصلة، باب الارواح جنود مجندة، ص۱۴۱۸، حدیث:۲۶۳۸

Go To Index

محبت کی زیادتی اور قوت:

اگر یہ تمام اسبابِ محبت ایک ہی شخص میں جمع ہو جائیں تو لازمی طور پر محبت بڑھ جائے گی جیسے کسی انسان کا کوئی خوب صورت، خوش اخلاق، کامل عالِم، مُدبّر (اچھی تدبیر والا)، مخلوق کا خیر خواہ اور والد کا تابع و فرمانبر دار بیٹا ہو تو لازمی طور پر وہ انتہائی محبوب ہو گا اور ان اوصاف کے جمع ہونے کی صورت میں محبت کی قوت اسی قدر زیادہ ہو گی جس قدر یہ اوصاف قوی ہوں گے۔ اگر یہ صفات کمال کے انتہائی درجہ کو پہنچی ہوں گی تو لازمی طور پر محبت بھی اعلیٰ درجے پر ہو گی۔ اب ہم بیان کرتے ہیں کہ محبت کے ان تمام اسباب کا اجتماع اور کمال صرف ذاتِ باری تعالیٰ میں ہو سکتا ہے لہٰذا حقیقی طور پر محبت کا مستحق اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے۔

تیسری فصل: اس بات کا بیان کہ محبت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے

صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت:

محبت کی مستحق صرف ذاتِ باری تعالیٰ ہے اور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی سے محبت کرے۔ اس حیثیت سے کہ اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کوئی نسبت نہ ہو تو یہ محبت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت سے ناواقفی اور کوتاہی پر مبنی ہو گی اور رسولِ اکرم، شاہِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت محمود ہے کیونکہ یہ عین محبتِ الٰہی ہے۔ یوں ہی علمائے کرام اور متقی لوگوں سے محبت کرنے کا معاملہ ہے کیونکہ محبوب کا محبوب، محبوب کا قاصد اور محبوب کا محب سب محبوب ہوتے ہیں اور سب سے محبت کی بنیاد اصل سے محبت کرنا ہے۔ لہٰذا یہ محبت غیر کی طرف تجاوز نہیں کرے گی۔ اربابِ بصیرت کے ہاں حقیقی محبوب صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذاتِ پاک ہے اور اس کے سوا کوئی محبت کا مستحق نہیں۔

وضاحت:

مذکورہ بات کی وضاحت یہ ہے کہ محبت کے جو پانچ اسباب ہم بیان کر چکے ہیں ان کی طرف دوبارہ جاتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ تمام اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات میں جمع ہیں اور دوسروں میں وہ انفرادی طور پر پائے

جاتے ہیں جبکہ ذاتِ باری تعالٰی میں حقیقی طور پر پائے جاتے ہیں اور غیر کے حق میں ان کا پایا جانا وَہم اور خیال ہے اور محض مجاز ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ جب یہ بات ثابت ہو جائے گی تو ہر صاحبِ بصیرت پر اِس کی ضِدعِیاں (ظاہر) ہو جائے گی جس کا خیال کمزور عقل و دل والے کرتے ہیں کہ "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حقیقی محبت محال ہے۔" نیز یہ واضح ہو جائے گا کہ تحقیق کا تقاضا یہی ہے کہ ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی سے محبت نہ کریں۔

پانچوں اسباب کے لحاظ سے محبتِ الٰہی

وجود عطا فرمانے والی ہستی سے محبت:

☆...**پہلے سبب** کے لحاظ سے دیکھیں اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس، اپنی بقاء، اپنے کمال اور اپنے دائمی وجود سے محبت کرتا ہے اور اپنی ہلاکت، معدوم ہونے، نقصان اور کمال میں رکاوٹ چیزوں سے نفرت کرتا ہے اور یہ چیزیں ہر ذی روح میں طبعی طور پر پائی جاتی ہیں اور ان سے خالی ہونا ممکن نہیں اور یہ چیزیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے انتہائی محبت کرنے کا تقاضا کرتی ہیں کیونکہ جس شخص کو اپنی ذات کی پہچان ہو اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی معرفت بھی رکھتا ہو وہ قطعی طور پر جان لے گا کہ اس کا اپنا ذاتی کوئی وجود نہیں۔ اس کی ذات کا وجود اور اس کا کمال و دوام محض **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے۔ وہی ذات اس کو عدم سے وجود میں لانے والی، اس کو باقی رکھنے والی اور اس کے وجود میں صفاتِ کمال، ان کے اسباب اور ان کے استعمال کی ہدایت پیدا کر کے اسے کامل کرنے والی ہے۔ ورنہ بندے کا ذاتی حیثیت سے کوئی وجود نہیں بلکہ محض نفی اور عدم ہے۔ اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اپنے فضل سے عدم سے وجود میں نہ لاتا اور باقی نہ رکھتا تو وجود میں آتے ہی ہلاک ہو جاتا اور اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی تخلیق کو مکمل کر کے اپنا فضل نہ فرماتا تو وجود میں آنے کے بعد ناقص ہی رہتا۔

اَلْغَرَض کوئی ایسی شے نہیں جو بذاتِ خود قائم ہو سوائے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے، وہ خود قائم ہے اور اس کے سوا ہر شے اس کی ذات سے قائم ہے۔ پس اگر عارِف اپنی ذات سے محبت کرے اور اس کی ذات کا وجود غیر سے ہے تو لازمی طور پر وہ اس ذات سے محبت کرے گا جو اسے وجود اور دوام بخشنے والی ہے بشرطیکہ وہ اسے خالق، عدم سے وجود میں لانے والا، باقی رکھنے والا، بذاتِ خود قائم اور دوسروں کو قائم رکھنے والا جانے اور اگر اس ذات سے محبت نہیں کرتا تو وہ اپنی ذات اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے جاہل ہے نیز محبت تو معرفت کا پھل ہوا

Go To Index

کرتی ہے، جب معرفت نہیں ہوگی تو محبت بھی نہیں ہوگی اور اس میں قوت یا ضعف آنے سے محبت میں بھی قوت یا ضعف پیدا ہو جائے گا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت پہچان والا کرتا ہے:

حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ”مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ اَحَبَّهٗ وَ مَنْ عَرَفَ الدُّنْیَا زَهِدَ فِیْهَا یعنی جو اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو پہچان لے گا وہ اس سے محبت کرے گا اور جو دنیا کو پہچان لے گا وہ اس سے بے رغبت ہو جائے گا۔“[23]

تو کیسے ممکن ہے کہ انسان اپنے نفس سے تو محبت کرے لیکن اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے محبت نہ کرے کہ جس کی وجہ سے اس کے نفس کا قیام ہے اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ دھوپ میں مبتلا شخص جب سائے سے محبت کرتا ہے تو لازمی طور پر وہ درختوں سے بھی محبت کرے گا جن کی وجہ سے سایہ قائم ہے اور ہر موجود شے کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت کی طرف ویسی ہی نسبت ہے جیسی سائے کو درخت اور روشنی کو سورج کی طرف نسبت ہے کیونکہ تمام اشیاء اسی ذات کے آثارِ قدرت میں سے ہیں اور سب کا وجود اسی کی ذات کے وجود کے تابع ہے جس طرح روشنی کا وجود سورج کے اور سائے کا وجود درخت کے تابع ہے۔ یہ مثال عوام کے ذہنوں کے اعتبار سے صحیح ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ روشنی سورج کا اثر اور فیضان ہے اور اسی کی وجہ سے موجود ہے حالانکہ یہ محض خطا ہے کیونکہ اہلِ بصیرت پر یہ معاملہ آنکھ کے مشاہدے سے بھی زیادہ واضح ہو چکا ہے کہ جس طرح خود سورج اور اس کی شکل وصورت قدرتِ خداوندی سے ہے اسی طرح سورج جب کثیف اجسام کے سامنے آتا ہے تو اس کی روشنی بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر مثالوں سے مقصود سمجھانا ہوتا ہے لہٰذا حقائق مطلوب نہیں ہیں۔

اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے غافل لوگ:

حاصلِ کلام یہ ہوا کہ اگر انسان کی اپنے نفس سے محبت ضروری ہے تو اس ذات سے بھی محبت ضروری ہے جس کی وجہ سے پہلے تو اس کا قیام ہے پھر اس کی اصل، صفات، ظاہر، باطن، جوہر اور عرض میں دوام (یعنی ہمیشگی) ہے بشرطیکہ وہ ان باتوں کو اسی طرح جانے اور جو اس محبت سے خالی ہو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ

23... الزهد لابن المبارك، باب الاخلاص والنية، ص٦٩، حديث:٢٠٩، عن بديل

Go To Index

وہ اپنے نفس اور خواہشات میں مشغول ہے اور اپنے خالق اور ربّ عَزَّوَجَلَّ سے غافل ہے اور اس نے کماحقہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو نہیں پہچانا اوراس کی نظر خواہشات اور محسوسات تک محدود ہے یعنی وہ نظر کو عالَمِ شہادت (ظاہری دنیا) تک محدود رکھے کہ جس سے لذت حاصل کرنے میں جانور بھی اس کے شریک ہیں اور عالَمِ مَلَکُوت (غیبی دنیا) پر نظر نہ کرے کہ اس کی زمین کو وہی طے کرتا ہے جسے فِرشتوں کے ساتھ کچھ مناسبت ہوتی ہے۔ پس وہ عالَمِ ملکوت میں اسی قدر نظر کرتا ہے جس قدر اس میں فِرشتوں والی صفات سے مشابہت پائی جاتی ہے اور عالَمِ ملکوت سے اس کی نظر اسی قدر کوتاہ ہوگی جس قدر وہ عالَمِ بَہائم میں گرا ہوگا۔

اپنے محسن سے محبت:

☆... **دوسرے سبب** کے اعتبار سے دیکھیں اور وہ یہ ہے کہ اپنے مُحْسِن (یعنی احسان کرنے والے) سے محبت کرنا: مراد یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ مالی ہمدردی کرے، گفتگو میں نرمی برتے، اس کی مدد کرے، اس کے دشمنوں کا قلع قمع کرے اور اس سے شریروں کا شر دور کرے اور اس کی تمام اغراض اور فوائد کے حصول میں وسیلہ بنے خواہ اِن کا تعلق اس کی ذات سے ہو یا اس کی اولاد واقارب سے ہو، تو لازمی طور پر ایسا شخص محبوب ہوتا ہے۔ یہ سبب بھی صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ جس طرح **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو پہچاننے کا حق ہے اگر بندہ اس طرح اُسے پہچانے تو ضرور جان جائے گا کہ اس پر احسان کرنے والا صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی ہے اور جہاں تک بندوں پر احسانات کی تفصیل کا تعلق ہے تو ان کو شمار کرنے سے ہماری غرض نہیں کیونکہ کوئی بھی اس کے احسانات کو شمار نہیں کر سکتا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ (پ۱۴،النحل:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر **اللہ** کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کر سکو گے۔

حقیقی احسان صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ہے:

"شکر کے بیان" میں ہم نے بعض نعمتوں کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ یہاں ہم صرف یہ بیان کریں گے کہ لوگوں کی طرف سے احسان مجازی طور پر ممکن ہے جبکہ حقیقی احسان فرمانے والا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہے۔

اسے یوں فرض کیجئے کہ کوئی آدمی اپنے تمام خزانے آپ کو دے دے اور آپ کو اختیار دے کہ "اس میں

جیسے چاہو تَصَرُّف کرو۔" تو آپ گمان کریں گے کہ یہ اس شخص کی طرف سے آپ پر احسان ہے جبکہ یہ گمان غلط ہے کیونکہ اس کے احسان کی تکمیل میں اس کی ذات، مال، مال پر قدرت اور مال آپ کے حوالے کرنے کی سوچ وغیرہ تمام چیزوں کا دخل ہے۔ لہٰذا خود احسان کرنے والے، اس کے مال، اس کی قدرت، اس کے ارادے اور اس کی سوچ کو کس نے پیدا کیا؟ اور اس کے دل میں آپ کی محبت کس نے ڈالی؟ اس کو آپ کی طرف کس نے متوجہ کیا اور کس نے اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ "آپ کے ساتھ احسان کرنے میں اس کا کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ ہے۔" اگر یہ سب باتیں نہ ہوتیں تو وہ آپ کو اپنے مال میں سے ایک دانہ بھی نہ دیتا اور جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے یہ اسباب اس پر مُسَلَّط فرما دیئے اور اس کے دل میں یہ بات بٹھا دی کہ اس کا دینی اور دنیاوی فائدہ اس میں ہے کہ "وہ مال آپ کے حوالے کرے۔" تو اس لحاظ سے وہ مال حوالے کرنے میں بے بس اور بے اختیار ہے، اس کا خلاف کر ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا حقیقی احسان کرنے والا وہی ہے جس نے اس کو آپ کے لئے مُسَخَّر کر دیا اور وہ تمام اسباب اس پر طاری کر دیئے جس سے فعلِ احسان کا وقوع ہو اور جہاں تک مال کا اس کے قبضے میں ہونے کا تعلق ہے تو وہ ایک واسطہ ہے جس کی وجہ سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا احسان تم تک پہنچتا ہے اور صاحبِ مال اس بارے میں ایسے ہی مجبور ہے جس طرح پَرنالے میں پانی بہنے پر مجبور ہوتا ہے۔

پس اگر تم اس کو محسن سمجھو یا واسطہ سمجھ کر نہیں بلکہ ذاتی طور پر احسان کرنے والا سمجھ کر اس کا شکریہ ادا کرو تو بیشک تم معاملے کی حقیقت سے ناواقف ہو کیونکہ انسان اپنے نفس پر ہی احسان کر سکتا ہے اپنے علاوہ کسی اور پر احسان کرنا محال ہے کیونکہ آدمی جو مال خرچ کرتا ہے تو اس کی کوئی غرض ہوتی ہے یا تو اخروی جیسے ثواب یا دنیوی جیسے دوسروں پر احسان رکھنا، انہیں مُسَخَّر کرنا، تعریف و سخاوت کی تَشْہِیر چاہنا اور ان کے دلوں کو اپنی اطاعت اور محبت کی طرف کھینچنا وغیرہ اور جس طرح انسان اپنا مال سمندر میں نہیں پھینکتا کیونکہ پھینکنے میں اس کی کوئی غرض نہیں اسی طرح بغیر کسی ذاتی غرض کے کسی آدمی کے ہاتھ میں بھی نہیں دیتا اور وہی غرض اس کا مطلوب اور مقصود ہوتی ہے اور تمہاری (لینے والے کی) ذات مقصود نہیں ہوتی بلکہ تمہارا ہاتھ تو مال پر قبضہ کرنے کا آلہ ہوتا ہے تاکہ مال پر تمہارے قبضہ کے سبب اس کی غرض جیسے ناموری، تعریف، شکر گزاری یا ثواب حاصل ہو جائے تو یقیناً اس نے مال قبضہ میں دے کر تمہیں اپنی غرض کے حصول کا ذریعہ بنایا تو ایسی صورتِ حال میں

Go To Index

وہ اپنے نفس پر ہی احسان کرنے والا اور اپنے خرچ کردہ مال کا عوض لینے والا ہوتا ہے۔

انسان دو وجہ سے شکر کا مستحق نہیں:

انسان کے نزدیک اپنے مال کا عوض زیادہ عمدہ ہوتا ہے۔ اگر یہ عوض اس کے نزدیک ترجیح نہ رکھتا تو تمہارے لئے اپنا مال ہر گز نہ چھوڑتا لہٰذا وہ دو وجہ سے شکر اور محبت کا مستحق نہیں۔

پہلی وجہ:

وہ خرچ کرنے میں مجبور ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے خرچ کرنے کے تمام اسباب اس پر مُسَلَّط کر دیے ہیں جس کی وجہ سے وہ خلاف کرنے پر قادر نہیں تو یہ بادشاہ کے خزانچی کی طرح ہے کہ اگر بادشاہ کے حکم کی وجہ سے کسی کو خِلعَت دے دے تو اس کو محسن نہیں سمجھا جاتا کیونکہ وہ بادشاہ کی اطاعت اور اس کا حکم بجالانے میں مجبور ہوتا ہے اور حکم عدولی نہیں کر سکتا اور اگر بادشاہ خزانچی کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا تو وہ نہ دیتا پس ہر احسان کرنے والے کا یہی معاملہ ہے کہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا تو وہ اپنے مال میں سے ایک دانہ بھی خرچ نہ کرتا حتّٰی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس پر خرچ کرنے کے اسباب مسلط فرما دیئے اور اس کے دل میں یہ ڈال دیا کہ خرچ کرنے میں اس کا دینی اور دنیاوی فائدہ ہے اس وجہ سے اس نے خرچ کیا۔

دوسری وجہ:

اپنے مال کے عوض میں وہ چیز لیتا ہے جو اس کے نزدیک خرچ کردہ مال سے زیادہ عمدہ اور محبوب ہوتی ہے تو جس طرح کچھ بیچنے والے کو احسان کرنے والا نہیں کہا جاسکتا کہ وہ ایسی شے کے عوض میں مال خرچ کرتا ہے جو اس کے نزدیک مال سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اسی طرح مال دینے والا بھی ثواب یا تعریف وتوصیف یا کوئی اور عوض مال کے بدلے میں لیتا ہے اور عوض کا نقد مال ہونا شرط نہیں بلکہ جمیع فوائد اور لذتیں ایسے عوض ہیں کہ ان کے سامنے نقد اموال کی کوئی حیثیت نہیں۔ پس احسان جو دوسخا کی صورت میں ہوتا ہے اور سخاوت کا مطلب ہے مال کو اس طرح خرچ کرنا کہ مال خرچ کرنے والے کو اس کا کوئی عوض اور فائدہ نہ ملے اور ایسی سخاوت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی اور سے ہونا محال ہے، اسی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمام جہانوں پر

Go To Index

انعام فرمایا اور اپنی کسی غرض اور فائدے کے بغیر محض مخلوق کے فائدے کے لئے ان پر احسان کیا کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اغراض سے پاک ہے لہٰذا غیرُاللہ کے لئے سخاوت اور احسان کا لفظ یا تو جھوٹ ہوگا یا پھر مجازی طور پر بولا جائے گا اور ان کا حقیقی معنی غیر اللہ کے حق میں ایسے ہی محال (ناممکن) ہے جیسے سیاہی اور سفیدی کا جمع ہونا محال ہے۔ معلوم ہوا کہ ذاتِ باری تعالٰی جود و احسان اور فضل فرمانے میں یکتا ہے۔ پس جب طبیعت میں محسن سے محبت کرنا پایا جاتا ہے تو عارف کو چاہئے کہ صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ہی محبت کرے کیونکہ غیر کی طرف سے احسان کا پایا جانا محال ہے لہٰذا وہی اکیلا اس محبت کا مستحق ہے اور رہا اس کا غیر تو وہ احسان کی وجہ سے محبت کا مستحق اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ محبت کرنے والا احسان کی حقیقت اور اس کا معنی نہ جانتا ہو۔

احسان کرنے والے کی ذات سے محبت:

☆... **تیسرے سبب** کے اعتبار سے دیکھیں اور وہ یہ ہے کہ احسان کرنے والے کی ذات سے محبت کرنا اگرچہ اس کا احسان تم تک نہ پہنچا ہو اور یہ بات بھی فطری اور طبعی ہے کیونکہ اگر تمہیں کسی ایسے بادشاہ کی خبر پہنچے کہ وہ نیک، عبادت گزار، عادل، عالِم اور لوگوں سے شفقت، مہربانی اور تواضع کے ساتھ پیش آتا ہے اور وہ زمین کے اس حصے میں رہتا ہے جو تم سے بہت دور ہے اور ایک دوسرے بادشاہ کی نسبت تمہیں خبر پہنچے کہ وہ ظالم، مُتَکَبِّر، فاسق، لوگوں کی آبروریزی کرنے والا اور شریر ہے اور وہ بھی تم سے دور ہے تو تم اپنے دل میں دونوں کے درمیان فرق پاؤ گے کیونکہ پہلے کی طرف تم اپنے دل میں میلان یعنی محبت اور دوسرے سے نفرت پاؤ گے حالانکہ تم پہلے کی طرف سے بھلائی پہنچنے سے مایوس ہو اور دوسرے کی طرف سے برائی پہنچنے سے محفوظ ہو کیونکہ تمہیں ان کے ملکوں میں جانے کی توقع اور امید نہیں، تو یہ محسن سے محبت صرف اس کے محسن ہونے کی حیثیت سے ہے اس لئے نہیں کہ اس نے تم پر احسان کیا ہے۔

باری تعالٰی کا مخلوق پر فضل و احسان:

یہ تیسرا سبب بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے کا تقاضا کرتا ہے بلکہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ غیر اللہ سے بالکل محبت نہ کی جائے سوائے اس کے جو کسی طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ سے تعلق رکھتا ہو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی تمام مخلوقات پر احسان اور فضل فرمانے والا ہے۔ وہ پہلے مخلوق کو عدم سے وجود میں لایا۔ پھر انہیں اعضاء

Go To Index

اور ضروری اسباب کے ساتھ مکمل کیا۔ پھر ان پر احسان فرمایا کہ ان کے لئے وہ اسباب پیدا کئے جن میں حاجت کا شائبہ ہے اگرچہ ان میں ضرورت کا شائبہ نہیں تھا۔ پھر انہیں ایسے زوائد کے ساتھ مزیّن کیا جن میں زینت کا شائبہ ہے اور ان کی حاجت اور ضرورت سے خارج ہیں۔

ضروری اعضاء کی مثال جیسے سر، دل اور جگر ہے اور جو اعضاء حاجت کے مرتبے میں آتے ہیں وہ آنکھ، ہاتھ اور پاؤں ہیں اور زینت کے زمرے میں آنے والے اعضاء کی مثال جیسے اَبرو کا کمان کی شکل میں ہونا، ہونٹوں کی سرخی اور آنکھوں کی رنگینی وغیرہ کہ ان میں سے کسی چیز کافُقْدان (یعنی نہ ہونا) حاجت اور ضرورت سے تعلق رکھنے والی چیز کا فقدان نہیں ہے۔ بدنِ انسانی سے خارج ضروری نعمتوں کی مثال پانی اور غذا ہے اور حاجت کی مثال دوا، گوشت اور پھل ہیں اور زوائد کی مثال درختوں کی ہریالی، پھولوں اور کلیوں کی رنگینی، پھلوں اور کھانوں کی لذتیں کہ ان کے نہ ہونے سے ضرورت اور حاجت معدوم نہیں ہوتیں۔

یہ تینوں قسم کی نعمتیں ہر حیوان بلکہ ہر نباتات حتّٰی کہ فرش سے عرش تک ہر قسم کی مخلوق کے لئے پائی جاتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہی ذات محسن ہے اس کے علاوہ کوئی کیسے محسن ہو سکتا ہے حالانکہ محسن کا احسان بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قدرت سے ہے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی بھلائی، محسن، احسان اور احسان کے اسباب کا خالق ہے تو اس وجہ سے بھی غیر اللہ سے محبت کرنا محض لاعلمی ہے اور جو اس بات کو جان لے گا وہ اس وجہ کی بنا پر صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ہی محبت کرے گا۔

جمال والے سے محبت:

☆...**چوتھے سبب** کے اعتبار سے دیکھیں اور وہ یہ ہے کہ ہر جمال والی چیز سے اس کے جمال کی وجہ سے محبت کرنا اس لئے نہیں کہ جمال کے علاوہ کوئی اور فائدہ حاصل کیا جائے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ محبت بھی جِبِلّی اور فطری ہے اور یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ جمال دو قسم کا ہوتا ہے: (۱) ظاہری صورت کا جمال جس کا ادراک سر کی آنکھوں سے کیا جاتا ہے۔ (۲) باطنی صورت کا جمال جس کا ادراک دل کی آنکھ اور نورِ بصیرت سے کیا جاتا ہے۔ پہلی قسم کا ادراک بچے اور چوپائے بھی کر سکتے ہیں جبکہ دوسری قسم کا ادراک اصحابِ دل کے ساتھ خاص ہے اور جو لوگ دنیاوی ظاہری زندگی ہی کو جانتے ہیں وہ ان کے ساتھ شریک نہیں اور ہر جمال اس کے

Go To Index

نزدیک محبوب ہوتا ہے جو جمال کا ادراک کرتا ہے۔ لہٰذا اگر اس کا ادراک دل کے ساتھ کیا گیا ہے تو وہ دل کا محبوب ہے اور اس مشاہدے میں اس کی مثال انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام، علمائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام اور عمدہ واچھے اخلاق والوں سے محبت کرنا ہے کیونکہ یہ محبت شکل وصورت اور اعضاء کی ظاہری خوبصورتی کے بغیر بھی ممکن ہے اور باطنی صورت کے حسن سے یہی مراد ہے اور ظاہری حِس اس کا ادراک نہیں کرسکتی۔ البتہ اس (صورتِ باطنی) سے صادر ہونے والے آثارِ حسنہ جو اس پر دلالت کرتے ہیں ان کا ادراک کیا جاسکتا ہے حتّٰی کہ جب دل اس پر راہنمائی کرے تو قلبی میلان پایا جاتا ہے اور دل اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔

لہٰذا جو شخص رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یا صِدِّیۡقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ یا امام شافعی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡکَافِی سے محبت کرتا ہے تو وہ صرف ان کے حسن کی وجہ سے محبت کرتا ہے جو اس کے سامنے ظاہر ہوا۔ ان کی صورتوں اور افعال کے حسن کی وجہ سے محبت نہیں کرتا بلکہ ان کے افعال کا حسن صفات کے حسن پر دلالت کرتا ہے اور صفات افعال کے مصادر (صادر ہونے کی جگہیں) ہیں کیونکہ افعال صفات سے صادر ہونے والے آثار ہوتے ہیں اور صِفات پر دلالت کرتے ہیں، مثلاً جو شخص مصنّف کے حُسنِ تصنیف، شاعر کے حُسنِ شعر بلکہ نقاش کے حُسنِ نقش یا مِعْمار کے حسنِ تعمیر کو دیکھے تو اس پر ان افعال کی وجہ سے اس کی باطنی صفاتِ جمیلہ منکَشِف ہو جائیں گی جن کا حاصل آخر کار علم اور قدرت ہوتا ہے پھر جس قدر معلوم (یعنی جس کا علم ہوا) اشرف اور کامل جمال و عظمت والا ہوگا اسی قدر علم اشرف اور جمال والا ہوگا اور اسی طرح مقدور (یعنی جس پر قدرت حاصل ہو) جتنا عظیم اور بلند مرتبہ ہوگا اس پر قدرت بھی اتنی ہی زیادہ قدر و منزلت اور شرف والی ہوگی اور معلومات میں سب سے زیادہ بزرگی والی ذات اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ہے، لہٰذا بلاشبہ سب علوم میں عمدہ اور اشرف علم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت ہے۔ یوں ہی جو علم معرِفَتِ الٰہی کے قریب اور اس کے ساتھ مخصوص ہو۔ پس جس قدر معرفت کے ساتھ اس کا تعلق ہوگا اسی قدر شرف والا ہوگا۔

صِدّیۡقِین سے قلبی محبت کے تین اسباب:

مذکورہ گفتگو سے یہ بھی پتہ چلا کہ وہ صدیقین جن سے دل طبعی طور پر محبت کرتے ہیں ان کے جمال کی بنیاد تین باتوں پر ہے:

Go To Index

(1)...اللہ عَزَّوَجَلَّ، فرشتوں، آسمانی کتابوں، رُسُلِ عِظام وانبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی شریعتوں کا علم ہونا۔

(2)...اپنی اور بندگانِ خدا کی اصلاح کرنے پر ہدایت اور حکمت کے ساتھ قادر ہونا۔

(3)...گھٹیا صفتوں، باطنی نجاستوں اور غلبہ کرنے والی شہوتوں سے پاک ہونا جو بھلائی کے راستے سے ہٹاتی اور شر کی طرف لے جاتی ہیں۔

تینوں اسباب کے لحاظ سے محبَّتِ باری تعالٰی:

بیان کردہ اسباب ہی وہ صفات ہیں جن کی وجہ سے حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، علمائے عِظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام، خُلفا اور صاحبِ عدل و کرم بادشاہوں سے محبت کی جاتی ہے لہٰذا ان تینوں صفات کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صفات کی طرف نسبت کرتے ہوئے دیکھئے:

صفتِ علم کے لحاظ سے:

جہاں تک علم کا تعلق ہے تو اَوّلین و آخرین کے علم کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علم کے ساتھ کیا نسبت ہے کہ جس کا علم تمام اشیاء کا اس طرح احاطہ کیے ہوئے ہے کہ اس کی انتہاء نہیں حتّٰی کہ زمین و آسمان کا کوئی ذرہ اس سے غائب نہیں اور اس نے تمام مخلوق کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا (۸۵) (پ۱۵، بنی اسرائیل:۸۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

بلکہ اگر تمام آسمان و زمین والے جمع ہو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علم اور حکمت کا احاطہ کرنا چاہیں جو ایک مکھی یا مچھر کی تخلیق کی تفصیل کے متعلق ہے تو وہ اس کے دسویں حصے پر بھی مُطَّلع نہ ہو سکیں گے۔ ارشادِ باری تعالٰی ہے:

وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ (پ۳، البقرة:۲۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔

اور جو تھوڑی مقدار علم کی تمام مخلوق کو حاصل ہے وہ بھی اسی کے عطا فرمانے سے ہے جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: خَلَقَ الْاِنْسَانَ (۳) عَلَّمَهُ الْبَیَانَ (۴) [24] یعنی انسان پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔

24... ترجمۂ کنزالایمان: انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ماکان ومایکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (پ۲۷، الرحمن:۳تا۴)

Go To Index

پس جب علم کا جمال اور شرافت محبوب شے ہے اور یہ بذاتِ خود اپنے موصوف کے لئے زینت اور کمال ہے تو اس سبب کے لحاظ سے فقط **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنی چاہیے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے علم کی طرف نسبت کرتے ہوئے تمام علما کا علم جہل (یعنی لاعلمی) ہے، بلکہ اگر کوئی اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالِم کو بھی جانتا ہو اور سب سے بڑے جاہل کو بھی تو یہ محال ہے کہ وہ علم کے سبب اَجہل (بڑے جاہل) سے محبت کرے اور اَعلم (بڑے عالِم) کو چھوڑ دے اگرچہ اَجہل بھی اپنی معیشت (اسبابِ زندگی) سے متعلق علم سے خالی نہیں ہوتا اور جو تفاوت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے علم اور بندوں کے علم کے درمیان ہے وہ اس تفاوت سے بہت زیادہ ہے جو مخلوق میں سب سے اَعلم اور اَجہل کے درمیان ہے کیونکہ اعلم چند متناہی (محدود) علوم کی وجہ سے اجہل پر فضیلت رکھتا ہے کہ اجہل اگر محنت اور کوشش کرے تو وہ بھی ان علوم کو حاصل کر سکتا ہے جبکہ علمِ باری تعالیٰ کو مخلوق کے علم پر ایسی فضیلت ہے کہ اس کی انتہا نہیں کیونکہ معلوماتِ الٰہیہ غیر متناہی (لامحدود) ہیں اور مخلوق کی معلومات متناہی ہیں۔

صِفَتِ قدرت کے لحاظ سے:

صفتِ قدرت بھی کمال ہے جبکہ عِجز نَقص ہے تو ہر کمال، عظمت، بزرگی اور غلبہ محبوب ہے اور اس کا ادراک لذیذ ہوتا ہے حتّٰی کہ کوئی شخص جب امیر المومنین حضرتِ سیِّدُنا علیُّ المرتضی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم اور حضرتِ سیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْه یا دوسرے بہادروں کے واقعات، ان کی قدرت اور ہم عصر طاقتوروں پر ان کے غلبے کے بارے میں سنتا ہے تو وہ لازمی طور پر فقط سننے سے ہی اپنے دل میں حرکت، خوشی اور فرحت پاتا ہے تو پھر مشاہدے کا عالَم کیا ہو گا اور یہ صفت دل میں موصوف کے بارے میں لازمی محبت پیدا کرتی ہے کیونکہ یہ ایک قسم کا کمال ہے تو اب تمام مخلوق کی قدرت کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قدرت کی طرف نسبت کرتے ہوئے دیکھئے۔ چنانچہ جو شخص لوگوں میں سب سے زیادہ قوّت والا، وسیع ملک والا، سخت پکڑ والا، خواہشات پر بہت غالب، نفس کی برائیوں کا بہت قلع قمع کرنے والا، اپنی ذات اور غیر کے بارے میں تدبیر پر سب سے زیادہ قدرت رکھنے والا ہو تو اس کی قدرت کی انتہا کیا ہے؟ اس کی قدرت کی انتہا صرف یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کی بعض صفات پر اور بعض لوگوں پر ان کے کچھ اُمور میں قادِر ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ

اپنی ذات کے لئے موت، حیات، مرنے کے بعد اٹھنے اور نفع و نقصان کا مالک نہیں ہے بلکہ اپنی آنکھ کے اندھے ہونے، زبان کے گونگے ہونے، کان کے بہرے ہونے اور بدن کے مرض لاحق ہونے سے حفاظت کرنے پر قدرت نہیں رکھتا اور ان تمام چیزوں کو ذکر کرنے کی حاجت نہیں ہے جو اس کی قدرت سے متعلق ہیں۔ بہر حال وہ ان سے عاجز ہے خواہ ان کا تعلق اس کی ذات سے ہو یا کسی دوسرے سے۔ تو اُن چیزوں کا کیا پوچھنا جن کے ساتھ اس کی قدرت کا کوئی تعلق نہیں جیسے حکومتِ سماوی، افلاک، ستارے، زمین، پہاڑ، سمندر، ہوائیں، بجلیاں، معدنیات، نباتات، حیوانات اور ان کے تمام اجزاء۔ اَلْغَرَض انسان ان کے ایک ذرے پر بھی قادر نہیں اور جو قدرت اس کو اپنے نفس اور غیر پر حاصل ہے وہ بھی اس کی ذاتی نہیں بلکہ اس کا، اس کی قدرت کا اور اسبابِ قدرت کا خالق **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی ہے اور وہی اس کو قدرت دینے والا ہے۔ وہ اگر کسی ایک مچھر کو بہت بڑے بادشاہ اور طاقت ور شخص پر مُسَلَّط فرمادے تو وہ ضرور اسے ہلاک کر دے۔

معلوم ہوا کہ بندے کو جو قدرت حاصل ہے وہ اس کے ربّ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہے جیسا کہ روئے زمین کے سب سے بڑے بادشاہ حضرت ذُوالْقَرْنَیْن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں ارشادِ باری تعالٰی ہے:

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ (پ١٦، الکھف:٨٤) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا۔

پتا چلا کہ ان کی تمام بادشاہت اور سلطنت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ان کے قابو میں دی گئی تھی کہ زمین کا ایک حصہ ان کے زیرِ قدرت کر دیا اور عالَمِ اَجسام کی طرف نسبت کرتے ہوئے تمام زمین ایک ڈھیلے کی طرح ہے اور تمام بادشاہتیں جن سے انسان زمین میں فائدہ اٹھاتا ہے وہ اس ڈھیلے کا غبار ہیں، پھر وہ غبار بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل اور قدرت سے ہے۔ لہٰذا اب یہ محال ہے کہ کوئی شخص کسی بندے سے اس کی قدرت، تدبیر و سیاست، غلبہ اور کمالِ قوت کی وجہ سے محبت کرے اور اسی وجہ سے وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت نہ کرے "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔" پس وہ جبّار اور غالب ہے، وہ علیم اور قادر ہے اور سارے آسمان اس کے دستِ قدرت میں ہیں اور زمین اور اس کی حکومتیں اور جو کچھ زمین پر ہے سب اس کے قبضے میں ہے۔ تمام مخلوق کی پیشانی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وہ اگر سب کو ہلاک فرمادے تو اس کی بادشاہت اور حکومت میں ذرہ برابر کمی نہ ہو اور اگر اس جیسی مخلوق کو ہزار مرتبہ پیدا فرمائے تو پیدا کرنے اور

عدم سے وجود میں لانے کی وجہ سے نہ تو تھکے اور نہ ہی اسے سستی لاحق ہو۔

گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ قدرت اور قادر اسی کے آثارِ قدرت میں سے ایک اثر ہے۔ لہٰذا حقیقی جمال، خوبصورتی، عظمت، بڑائی اور قہر و غلبہ اسی ذات کے لئے ہیں تو اگر کمالِ قدرت کی وجہ سے کسی سے محبت کرنا ممکن ہو تو اس لحاظ سے بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی محبت کا مستحق نہیں ہے۔

نقائص و خبائث سے پاک ہونے کے لحاظ سے:

جہاں تک عیوب اور نقائص سے منزّہ ہونے اور رذائل و خبائث سے پاک ہونے کا تعلق ہے تو یہ محبت کے اسباب میں سے ایک سبب اور باطنی صورت کے حسن و جمال کے تقاضوں میں سے ہے۔ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور صدیقین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن اگرچہ عُیُوب اور نَقائص سے مُنَزہ ہیں لیکن اس کے باوجود پاک ہونے کا کمال صرف عظمت و بزرگی والی ایک ذاتِ حق وحدہ لاشریک کے لئے ہے اور رہی مخلوق تو وہ نقص بلکہ نقائص سے خالی نہیں بلکہ ان کا عاجز، مخلوق، مُسَخَّر اور مجبور ہونا بذاتِ خود عیب اور نقص ہے اور کمال تو فقط **اللہ** عَزَّوَجَلَّ وَحْدَہٗ لاشَرِیک کے لئے ہے اور غیر کو اتنا ہی کمال حاصل ہے جتنا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے عطا فرمایا اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے غیر کو کمال کا انتہائی درجہ عطا کر دے کیونکہ کمال کے انتہائی درجات میں سے اقل درجہ یہ ہے کہ بندہ غیر کا مسخّر اور اس کی وجہ سے قائم نہ ہو اور یہ بات غیرُاللہ کے حق میں محال ہے، پس وہی کمال میں یکتا اور نقص و عیوب سے منزہ ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے عیوب سے پاک اور منزہ ہونے کی صورتوں کی تشریح طویل ہے اور یہ عُلُومِ مُکاشَفہ کے اسرار میں سے ہے اس لئے ہم اس کو بیان کر کے گفتگو کو طویل نہیں کریں گے۔

حقیقی جمال والا صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے:

حاصِلِ کلام یہ ہے کہ جب نقائص سے پاک ہونا کمال اور پسندیدہ جمال ہے تو اس کی حقیقت بھی ذاتِ باری تعالٰی کے لئے ہی ہے اور جہاں تک غیر کے کمال اور نقائص سے پاکی کا تعلق ہے تو وہ مطلق نہیں بلکہ اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہے جو اس سے زیادہ نقائص والا ہے جیسے گھوڑے کو بَنِسْبَت گدھے کے اور انسان کو بَنِسْبَت گھوڑے کے کمال حاصل ہے اور اصْلِ نقصان سب میں موجود ہے اور فرق صرف نقصان کے مراتب میں ہے۔ اَلْغَرَض جمیل (جمال والا) محبوب ہوتا ہے اور جمیلِ مطلق وہ اکیلی ذات ہے جس کا کوئی

Go To Index

مثل نہیں۔ وہ ایسا یکتا ہے جس کی کوئی ضد نہیں۔ ایسا بے نیاز ہے جس کا کوئی مقابل نہیں۔ ایسا غنی ہے جس کو کوئی حاجت نہیں۔ ایسا قادر ہے کہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ کوئی اس کے حکم کو ٹال سکتا ہے نہ کوئی اس کے فیصلے کو پھیر سکتا ہے۔ عالم ایسا ہے کہ زمین و آسمان میں ذرہ برابر شے اس سے مخفی (یعنی پوشیدہ) نہیں۔ غالب ایسا کہ بڑے بڑے جابروں اور سرکشوں کی گردنیں اس کے قبضۂ قدرت سے باہر نہیں نکل سکتیں اور نہ اس کے غلبے اور گرفت سے بادشاہوں کی گردنیں چھوٹ سکیں۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ واجب الوجود ایسا ہے کہ اس کے لئے عدم (یعنی نہ ہونے) کا تصوُّر بھی نہیں۔ قیُّوم ایسا کہ بذاتِ خود قائم ہے اور ہر موجود کا قیام اس کی وجہ سے ہے۔ آسمان وزمین پر تسلُّط رکھنے والا ہے۔ جمادات، حیوانات اور نباتات کا خالق ہے۔ غلبہ و تسلط میں یکتا ہے۔ مُلک اور مَلَکُوت میں اکیلا ہے۔ فضل، جلال، جمال، قدرت اور کمال والا ہے۔ وہ کہ جس کے جلال کی معرفت میں عقلیں حیران اور وصف بیان کرنے سے زبانیں گنگ ہیں اور وہ ذات کہ جس کی معرفت سے عجز کا اعتراف کرنا عارفین کے لئے کمالِ معرفت ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ چنانچہ،

ثنائے باری تعالٰی کا احاطہ نہیں ہوسکتا:

سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”لَااُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ یعنی میں تیری ثنا کا احاطہ نہیں کرسکتا تو ایسا ہی ہے جیسی تونے اپنی ثنا بیان فرمائی ہے۔“[25]

صِدِّیْقِیْن کے سردار امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ارشاد ہے: ”ادراک کو پانے سے عاجز رہنا ہی ادراک ہے، پاک ہے وہ ذات جس نے مخلوق کے لئے اپنی معرفت کی طرف سوائے عِجز کے کوئی راستہ نہیں رکھا۔“[26]

کاش! مجھے (یعنی امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی کو) علم ہوتا کہ جو لوگ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حقیقی محبت کو ممکن نہیں مانتے اور اس کو مجاز پر محمول کرتے ہیں کیا وہ ان اوصاف کے اوصافِ جمال، مَحامدِ کمال اور مَحاسن میں سے

25... مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یقال فی الرکوع والسجود، ص ۲۵۲، حدیث: ۴۸۶

26... انوار البروق فی انواء الفروق، الفرق الحادی والاربعون والمائتان، ۴/ ۲۶۳ ...... الرسالۃ القشیریۃ، باب التوحید، ص ۳۳۲

Go To Index

ہونے کا انکار کرتے ہیں؟ یا پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو ان اوصاف کے ساتھ مُتَّصِف نہیں مانتے؟ یا کمال، جمال اور عظمت کا ادراک کرنے والے کے حق میں طبعی طور پر محبوب ہونے سے انکار کرتے ہیں؟

پاک ہے وہ ذات جو اپنے جمال وجلال پر غیرت کی وجہ سے اندھوں کی نگاہوں سے حجاب میں ہے۔ اُس پر وہی مُطَّلَع ہوتے ہیں جن کے لئے اُس کی طرف سے بھلائی کا وعدہ ہو لیا اور انہیں حجاب کی آتش سے دور رکھا گیا جبکہ خسارے والوں کو چھوڑ دیا کہ اندھے پن کی تاریکیوں میں حیران پھرتے ہیں، محسوسات کی چراگاہوں اور چوپایوں کی خواہشات میں تردُّد کا شکار ہیں، دنیاوی زندگی کے ظاہر کو ہی جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں۔ تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔

بغیر عوض کے عبادت:

اس مذکورہ سبب سے محبت احسان کے سبب محبت سے قوی ہوتی ہے کیونکہ احسان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اسی لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی: ''اِنَّ اَوَدَّ الْاَوِدَّاءِ اِلَیَّ مَنْ عَبَدَنِیْ بِغَیْرِ نَوَالٍ لٰکِنْ لِّیُعْطِیَ الرُّبُوْبِیَّۃَ حَقَّھَا یعنی میرے نزدیک سب سے بڑھ کر محبوب وہ ہے جو کسی عوض کے بغیر میری عبادت کرے لیکن ربوبیت کا حق ضرور ادا کرے۔''

زبور شریف میں ہے: ''مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ عَبَدَنِیْ لِجَنَّۃٍ اَوْ نَارٍ لَوْلَمْ اَخْلُقْ جَنَّۃً وَّلَا نَارًا اَلَمْ اَکُنْ اَھْلًا اَنْ اُطَاعَ یعنی اس سے بڑھ کر ظالم کون جو جنت یا جہنم کی وجہ سے میری عبادت کرے، اگر میں جنت اور جہنم کو پیدا نہ کرتا تو میری اطاعت نہ کی جاتی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سچے اولیا:

حضرتِ سیّدُنا عیسٰی روحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ایک گروہ کے پاس سے گزرے، وہ لوگ کمزور ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنی حالت کا سبب یہ بتایا کہ ہم جہنم سے ڈرتے ہیں اور جنت کی امید رکھتے ہیں۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: ''تم ایک مخلوق سے ڈرتے ہو اور مخلوق ہی کے امیدوار ہو۔'' پھر اسی طرح کے ایک دوسرے گروہ کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے اپنی کمزوری کا سبب یہ بیان کیا ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت اور اس کے جلال کی تعظیم کی وجہ سے اس کی عبادت کرتے ہیں۔ تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ

Go To Index

ہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سچے اولیا ہو، مجھے تمہارے ساتھ قیام کا حکم دیا گیا ہے۔“

بُرا غلام اور بُرا مزدور:

حضرتِ سیِّدُنا ابو حازم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: بے شک مجھے اس سے حیا آتی ہے کہ ثواب کے حُصول اور عذاب کے خوف کی وجہ سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کروں اور بُرے غلام کی طرح ہو جاؤں کہ جسے ڈر نہ ہو تو کام نہ کرے اور بُرے اَجیر (مزدور) کی طرح ہو جاؤں کہ جسے مزدوری نہ دی جائے تو کام نہ کرے۔[27]

حدیثِ پاک میں ہے: تم میں سے کوئی بُرے اجیر کی طرح نہ ہو کہ اگر اسے مزدوری نہ دی جائے تو کام نہ کرے اور نہ ہی بُرے غلام کی طرح ہو کہ اگر اُسے ڈر نہ ہو تو کام نہ کرے۔[28]

باطنی مناسبت والے سے محبت:

☆...**پانچویں سبب** کے اعتبار سے دیکھیں اور وہ یہ ہے کہ مُناسَبَت اور مُشاکَلَت یعنی ہم شکل ہونا: کیونکہ چیز جس کے مشابہ ہوتی ہے اس کی طرف کھنچتی ہے اور ایک شکل دوسری شکل کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے تم بچے کو بچے کے ساتھ، بڑے کو بڑے کے ساتھ اور پرندے کو اپنے ہم جنس کے ساتھ محبت کرتا پاؤ گے اور دوسری جنس کے ساتھ نفرت کرتا دیکھو گے۔ نیز عالِم کو کاریگر کی بَنِسْبَت عالِم سے زیادہ اُنسیت ہوتی ہے اور بڑھئی کو کسان کے مقابلے میں بڑھئی کے ساتھ زیادہ الفت ہوتی ہے اور اس بات پر تجربہ شاہد ہے اور اخبار و آثار بھی اس پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے آدابِ صحبت میں **”رضائے الٰہی کے لئے اخوت و محبت“** کے تحت اسے تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے، اس کو وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔

ظاہری و باطنی مناسبت:

پھر جب مناسبت باہمی محبت کا سبب ہے تو یہ دو طرح سے ہوتی ہے: (۱)... کبھی تو ظاہری معنی میں ہوتی ہے جس طرح بچے کو دوسرے بچے کے ساتھ بچپنے کی جہت سے مناسبت ہوتی ہے اور (۲)... کبھی مناسبت باطنی ہوتی

27... حلیۃ الاولیاء، ۳/ ۲۷۹، حدیث: ۳۹۶۲، الرقم: ۲۴۰، سلمۃ بن دینار، بتغیر

28... حلیۃ الاولیاء، ۴/ ۵۶، حدیث: ۴۷۳۱، الرقم: ۲۵۰، وھب بن منبہ

Go To Index

ہے حتّٰی کہ اس پر آگاہی بھی نہیں ہو پاتی۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ دو شخصوں کے درمیان اتفاقی طور پر اتحاد ہوتا ہے حالانکہ جس میں نہ جمال کا لحاظ ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی مال وغیرہ کی طمع ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے فرمان میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ''اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَۃٌ مَا تَعَارَفَ مِنْھَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْھَا اخْتَلَفَ یعنی روحیں (عالَمِ اَرواح میں) فوج کی طرح جمع ہیں جن کے مابین وہاں آشنائی ہو گئی ان کے درمیان یہاں الفت ہو گی اور جو وہاں ایک دوسرے سے ناواقف رہیں وہ یہاں بھی ناواقف رہیں گی۔''[29]

حدیثِ پاک میں ''تَعَارَفَ'' سے مراد تناسب (باہمی تعلق) ہے اور '' تَنَاکَرَ'' سے مراد باہمی دوری ہے اور یہ سبب بھی باطنی مشابہت کی وجہ سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کا تقاضا کرتا ہے، ظاہری صورت اور شکل میں مناسبت کی وجہ سے نہیں بلکہ اُن باطنی معانی کی وجہ سے جن میں سے بعض کو کتابوں میں لکھا جاسکتا ہے اور بعض کو لکھنا جائز نہیں۔ بلکہ انہیں پردۂ غیرت کے نیچے رہنے دیا جاتا ہے حتّٰی کہ راہِ طریقت کے مسافر جب سلوک کی منزلیں طے کر لیں تو ان باتوں پر مُطَّلع ہو جائیں۔ پس جو بات بیان کی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ بندے کو ان صفات میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا قُرب حاصل ہو جن میں اقتدا اور اخلاقِ ربُوبِیَّت کا حکم دیا گیا ہے حتّٰی کہ فرمایا گیا: ''تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ یعنی اخلاقِ الٰہی سے مزین ہو جاؤ۔''

اس کا معنٰی یہ ہے کہ اُن قابلِ تعریف صفات کو حاصل کرو جو صفاتِ الٰہیہ ہیں جیسے علم، نیکی، احسان، لُطف و کرم، بھلائی کا فیضان، مخلوق پر رَحم، ان کے ساتھ خیر خواہی اور حق کی ہدایت اور باطل سے روکنا وغیرہ۔ یہ ساری شرعی خوبیاں بندے کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے قریب کرتی ہیں اور یہاں قربِ مکانی نہیں بلکہ صفات میں قرب مراد ہے۔ بہرحال جس مناسبت کو کتابوں میں ذکر کرنا جائز نہیں اس سے مراد وہ مناسبت ہے جو انسان کے ساتھ خاص ہے اور اس کی طرف درج ذیل فرمانِ باری تعالٰی میں اشارہ ہے:

وَیَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۸۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے واضح فرما دیا کہ روح اَمرِ ربّانی اور مخلوق کی عقلوں کی حد سے خارج ہے اور اس سے بھی

29... مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب الارواح جنود مجندۃ، ص۱۴۱۸، حدیث:۲۶۳۸

Go To Index

زیادہ واضح اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان عالیشان ہے:

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ (پ۱۴، الحجر:۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: توجب میں اسے ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک لوں۔

اسی لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرشتوں سے انہیں سجدہ کروایا جیسا کہ اس آیتِ مُبارَکہ میں یہ اشارہ ہے:

اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ (پ۲۳، ص:۲۶) ترجمۂ کنزالایمان: بیشک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔

کیونکہ حضرتِ سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اسی مناسبت کی وجہ سے خلیفۃُ اللہ بننے کے مستحق ہوئے اور حدیثِ پاک میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے: ”اِنَّ اللهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ[30] یعنی: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو اپنی صورت پر پیدا کیا[31]۔“ اور کوتاہ بینوں نے اس سے یہ سمجھا کہ صورت تو ظاہری ہی ہوتی ہے جس کا حواس سے ادراک کیا جاتا ہے تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے تشبیہ، جسم اور صورت کے قائل ہو گئے۔ تَعَالَى اللهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ عَمَّا يَقُوْلُ الْجَاهِلُوْن (یعنی تمام جہانوں کا پروردگار اللہ عَزَّوَجَلَّ جاہلوں کے اس قول سے بہت بلند ہے)

اور اسی مناسبت کی طرف اشارہ ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے فرمایا تھا: ”مَرِضْتُ فَلَمْ تَعِدْنِیْ یعنی میں بیمار ہوا تم نے میری عیادت نہیں کی۔“ انہوں نے عرض کی: اے

30...(۲۸)...مسلم، کتاب البر والصلة، باب النهي عن ضرب الوجه، ص۱۴۰۸، حدیث:۲۶۱۲

31... مفسرِ شہیر، حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان **مراٰۃُ المناجیح، جلد6، صفحہ312** پر اس کے تحت فرماتے ہیں: اس جملہ کی چار شرحیں ہیں صورت بمعنی ہیئت وشکل ہے یا بمعنی صفت۔ اور ضمیر کا مرجع یا آدم عَلَیْہِ السَّلَام ہیں یا اللہ تعالیٰ لہٰذا اس جملے کے چار معنیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو ان کی شکل وہیئت پر پیدا فرمایا کہ جس شکل میں انہیں رہنا تھا انہیں اوّل ہی سے وہ شکل دی دوسروں کی طرح نہ کیا کہ پہلے بچہ پھر جوان پھر بڑھا وغیرہ یا اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے حضرت آدم (عَلَیْہِ السَّلَام) کو ان کی صفت پر پیدا کیا کہ وہ اوّل ہی سے عالِم، عاقل، عامل، عارف، سمیع وبصیر وغیرہ تھے دوسروں کی طرح نہیں کہ وہ جاہل پیدا ہوتے ہیں پھر بعد میں ہوش، علم، عقل وغیرہ حاصل کرتے ہیں۔ یا اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے حضرت آدم (عَلَیْہِ السَّلَام) کو اپنی پسندیدہ صورت پر پیدا فرمایا، خود فرماتا ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ﴿۴﴾ (پ۳۰، التین:۴، ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا۔) اس لئے کوئی شخص دوزخ میں شکلِ انسانی سے نہ جاوے گا کہ یہ شکلِ خدا کو پیاری ہے۔ یا اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے حضرت آدم (عَلَیْہِ السَّلَام) کو اپنی صفات پر پیدا فرمایا کہ انہیں اپنا علم، اپنا تصرف، اپنی سمع، اپنی بصر، اپنی قدرت وغیرہ بخشی۔

Go To Index

میرے رب وہ کیسے ؟ ارشاد فرمایا: "مَرِضَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَعِدْہُ وَلَوْعِدتَّہٗ وَجَدتَّنِیْ عِنْدَہٗ یعنی میرا فلاں بندہ بیمار تھا لیکن تم نے اس کی عیادت نہیں کی، اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔"[32]

مناسبت باطنی کیسے ظاہر ہوتی ہے؟

بیان کردہ مناسبت فرائض پر کاربند ہونے کے بعد نوافل پر ہمیشگی اختیار کرنے سے ظاہر ہوتی ہے، جیسا کہ حدیثِ قُدسی ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتّٰی کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔[33]

احتیاط کا مقام:

یہ وہ مقام ہے جہاں قلم کو لگام میں رکھنا واجب ہے کیونکہ اس وجہ سے لوگوں کے مختلف گروہ بن گئے، کچھ کوتاہ بین ظاہری تشبیہ کی طرف مائل ہوگئے اور کچھ غُلُو کرنے والے مناسبت کی حد سے تجاوز کرکے حلول کے قائل ہوگئے حتّٰی کہ ان میں سے بعض نے "اَنَا الْحَق" کہا(یعنی میں ہی حق ہوں)۔ حضرتِ سیِّدُنا عیسٰی روح اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بارے میں عیسائی گمراہ ہوگئے اور وہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو معبود کہنے لگے اور بعض غُلُو کرنے والوں نے کہا کہ "ناسوت نے لاہوت کا لباس پہن لیا ہے۔" اور بعض (لاہوت اور ناسوت کے) اتحاد کے قائل ہوگئے۔

جن پر حقیقی راز کھل گیا:

لیکن جن لوگوں کے سامنے ذاتِ باری تعالٰی کے لئے تشبیہ اور تمثیل نیز اتحاد اور حُلول کا محال ہونا مُنکَشِف ہوگیا اور ساتھ ہی ساتھ ان پر حقیقی راز بھی کھل گیا وہ بہت کم لوگ ہیں۔ شاید حضرتِ سیِّدُنا ابوالحسن نوری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پیشِ نظر یہی مقام تھا جب اس شعر کی وجہ سے آپ پر وجد طاری ہوگیا:

32...مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل عیادۃ المریض، ص۱۳۸۹، حدیث:۲۵۶۹، "موسٰی" بدلہ "ابن آدم"

33...بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، ۴ / ۲۴۸، حدیث:۶۵۰۲

Go To Index

لَازَلْتُ اَنْزِلُ مِنْ وِدَادِكَ مَنْزِلًا　　　　تَتَحَيَّرُ الْاَلْبَابُ عِنْدَ نُزُوْلِهٖ

ترجمہ: میں تیری محبت میں ہمیشہ ایسی جگہ اترتا ہوں کہ جہاں اترنے پر عقل مندوں کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔

پس آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اسی وجد کی حالت میں مسلسل دوڑتے رہے حتّٰی کہ بانس کے اُس جنگل میں جا پہنچے جس کے تنے کاٹ لئے گئے تھے اور جڑیں باقی تھیں، جن سے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاؤں پھٹ کر سوج گئے اور اسی سبب سے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا انتقال ہوا۔ محبت کے اسباب میں سب سے عظیم اور قوی سبب یہی ہے اور یہ بہت کم پایا جاتا ہے۔

حاصِلِ کلام:

محبت کے اسباب میں سے یہی مشہور و معروف تھے اور سب کے سب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات میں حقیقی طور پر ظاہر ہیں نہ کہ مجازی طور پر اور اعلیٰ درجے میں پائے جاتے ہیں ادنیٰ درجے میں نہیں۔ تو اربابِ بصیرت (یعنی اہلِ نظر) کے ہاں معقول اور مقبول صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت ہے جس طرح اندھوں کے نزدیک معقول اور ممکن صرف غیرُاللہ کی محبت ہے۔ پھر مخلوق میں جو کوئی ان اسباب میں سے کسی سبب کی بنا پر محبوب ہوتا ہے تو ممکن ہے کوئی اور بھی اس سبب میں شریک ہونے کی وجہ سے محبوب ہو اور محبت کے باب میں شرکت نقصان ہے اور کمالِ محبوب سے چشم پوشی کرنا ہے اور کوئی شخص ایسا نہیں ہو گا کہ وصفِ محبوب میں یکتا ہو بلکہ اس وصف میں اس کا کوئی نہ کوئی شریک لازمی ہو گا اور اگر نہ ہو تو اس کا امکان ضرور ہے، سوائے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات کے کیونکہ وہ انتہائی جلال و کمال والی صفات کے ساتھ متصف ہے اور ان صفات میں نہ تو اس کا کوئی شریک پایا جاتا ہے اور نہ اس کے پائے جانے کا امکان ہے، لہٰذا یقینی بات ہے کہ اس کی محبت میں کسی قسم کی شرکت نہیں ہو سکتی تو جس طرح اس کی صفات میں شرکت کا دخل نہیں اسی طرح اس کی محبت میں نقصان بھی نہیں آسکتا۔ ثابت ہوا کہ وہی اصلِ محبت اور کمالِ محبت کا مستحق ہے۔ اس شان کے ساتھ کہ اس میں کسی اور کی شرکت نہیں۔

(...تُوْبُوْا اِلَی اللہ　　　　اَسْتَغْفِرُ اللہ...)

(...صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب　　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد...)

Go To Index

چوتھی فصل:

سب سے عُمدہ اوراعلٰی لذّت

سب سے عمدہ اور اعلیٰ درجے کی لذت معرفَتِ الٰہی اور دیدارِ الٰہی کی لذت ہے اور اس پر کسی دوسری لذت کو ترجیح دینے کا تصور صرف وہی کر سکتا ہے جو اس لذت سے محروم ہو۔

دل میں نورِ الٰہی:

جان لیجئے کہ لذّتیں ادراکات کے تابع ہیں اور انسان اپنی حقیقت کے اعتبار سے بہت سی قوتوں اور طبیعتوں کا مُرَکَّب ہے اور ہر قوّت اور طبیعت کی ایک الگ لذت ہے اور وہ لذت طبیعت کے اس تقاضے کو پانا ہے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے کیونکہ انسان میں ان طبیعتوں کو بے کار پیدا نہیں کیا گیا بلکہ ہر طبیعت اور قوت کو کسی نہ کسی کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے جو اس کا طبعی تقاضا ہے۔ مثال کے طور پر طبیعَتِ غضب، سکون و اطمینان پانے اور انتقام کے لئے پیدا کی گئی ہے تو ضروری طور پر اس کی لذت غلبے اور انتقام میں ہو گی جو اس کا طبعی تقاضا ہے اور کھانا طلب کرنے والی طبیعت اس غذا کو حاصل کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے جس کے ساتھ اس کی زندگی کا قیام ہے تو لازمی طور پر اس کی لذت اس غذا کو پانے میں ہو گی جو اس کی طبیعت کا تقاضا ہے اور اسی طرح سَمع، بَصَر اور شَم کی لذت سننے، دیکھنے اور سونگھنے میں ہو گی۔ حاصل یہ کہ ان طبیعتوں میں سے کوئی بھی طبیعت ادراک کی جانے والی اشیاء کے اعتبار سے تکلیف یا لذت سے خالی نہیں ہوتی۔ اسی طرح دل میں ایک طبیعت ہے جسے نورِ الٰہی کہا جاتا ہے جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ (پ۲۳، الزمر:۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: توکیا وہ جس کا سینہ **اللہ** نے اسلام کے لئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔

بعض اوقات اس نورِ الٰہی کو عقل، کبھی بصیرتِ باطنی، کبھی نورِ ایمان اور کبھی یقین بھی کہتے ہیں۔ ناموں میں مشغول ہونا بے معنی ہے کیونکہ اصطلاحات مختلف ہیں اور کمزور بصیرت والا بعض اوقات یہ سمجھ لیتا ہے کہ اختلاف معانی میں ہے کیونکہ وہ الفاظ سے معانی کو تلاش کرتا ہے حالانکہ یہ واجب کے برخلاف ہے۔ چنانچہ، دل ایک ایسی صفت کی وجہ سے تمام اجزائے بدن سے جدا ہے جس کے ذریعے یہ غیر مُتَخَیَّل اور غیر محسوس معانی کا ادراک کرتا ہے۔ جیسے عالَم کا پیدا ہونا اور اس کا ایک ایسے خالق کی طرف محتاج ہونا جو قدیم، مُدَبِّر، حکیم

Go To Index

اور صفاتِ اُلُوہیت کے ساتھ متصف ہے اور ہم اس طبیعت کا نام عقل رکھتے ہیں بشرطیکہ اس لفظ "عقل" سے کوئی وہ قوت نہ سمجھے جس سے مجادلے اور مناظرے کے طریقے کا ادراک کیا جاتا ہے کیونکہ عقل اس معنی میں مشہور ہے۔ اسی لئے بعض صوفیا نے اس کی مذمت کی ہے ورنہ تو جس صفت کی وجہ سے انسان چوپایوں سے ممتاز ہو اور جس کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت کا ادراک کیا جاتا ہو وہ بہت عمدہ صفت ہے، اس کی مذمت کرنا مناسب نہیں۔ یہ طبیعت تمام امور کے حقائق جاننے کے لئے پیدا کی گئی ہے تو اس کا طبعی تقاضا معرفت اور علم ہے اور یہی اس کی لذت ہے جیسا کہ دیگر طبیعتوں کے تقاضے ان کی لذات ہیں۔

علم و معرفت میں لذت:

یہ بات مخفی نہیں کہ علم اور معرفت میں لذت ہے حتّٰی کہ اگر کسی شخص کی نسبت علم اور معرفت کی طرف کی جائے تو وہ خوش ہوتا ہے اگرچہ وہ علم کسی گھٹیا شے کا ہی کیوں نہ ہو اور جو جہل کی طرف منسوب کیا جائے وہ مغموم ہوتا ہے اگرچہ وہ جہل کسی حقیر شے کے متعلق ہی کیوں نہ ہو حتّٰی کہ حقیر اشیاء کا علم ہونے کی صورت میں بھی انسان اس پر فخر کرتا ہے اور لوگوں کو اس کا چیلنج کرنے سے نہیں رکتا، مثلاً جس کو شطرنج کھیلنے کا علم ہے تو اس کے گھٹیا اور خسیس ہونے کے باوجود اس کی تعلیم سے چپ نہیں رہتا اور جو کچھ جانتا ہے اس کو اپنی زبان پر لے آتا ہے اور یہ سب لذتِ علم کی زیادتی کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس لئے کہ وہ اس علم کو اپنی ذات کا کمال سمجھتا ہے، کیونکہ صفاتِ رَبُوبِیَّت میں سے علم خاص صفت ہے اور یہ انتہائے کمال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی آدمی کی تعریف ذہانت اور کثرتِ علم کے ساتھ کی جائے تو وہ فرحت محسوس کرتا ہے کیونکہ تعریف سننے سے وہ اپنی ذات اور علم کے کمال پر مطلع ہوتا ہے تو خود پسندی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس سے لذت پاتا ہے۔

شرافت کے لحاظ سے علم کی لذت:

پھر زراعت اور کپڑے سینے کے علم کی وہ لذت نہیں جو لذت ملکی سیاست اور مخلوق کے کاموں کی تدبیر کے علم کی ہے اور نہ ہی عِلْمِ نحو اور شعر کی لذت ایسی ہے جیسی لذت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات، اس کی صفات، اس کے فرشتوں اور زمین و آسمان کے ملکوت کے علم کی ہے۔ بلکہ علم کی لذت اسی قدر ہو گی جس قدر اس علم کی شرافت ہو گی اور علم کی شرافت اسی قدر ہو گی جس قدر معلوم کی شرافت ہو گی حتّٰی کہ جو لوگوں کے مخفی

Go To Index

احوال جانتا ہے اور اس کی خبر دیتا ہے وہ اسی میں لذت پاتا ہے اور اگر اس کو وہ احوال معلوم نہ ہوں تو اس کی طبیعت ان احوال کو جاننے کا تقاضا کرتی ہے۔ لہٰذا اگر اس کو شہر کے سربراہ کے باطنی احوال اور اس کی ریاستی تدابیر کے اسرار کا علم ہو تو یہ اس کے نزدیک کسان اور جولاہے کے باطنی احوال کے علم سے زیادہ لذیذ اور عمدہ ہو گا اور اگر وہ وزیر کی خفیہ باتوں اور اس کی تدابیر نیز امورِ وزارت میں جن باتوں کا اس نے عزم کیا ہوا ہے ان پر مُطَّلَع ہو جائے تو یہ اس کے نزدیک سربراہِ شہر کے احوالِ باطنیہ جاننے سے زیادہ لذیذ ہو گا۔ پھر اگر وہ بادشاہ اور سلطان کے باطنی احوال جانتا ہو جو کہ وزیر سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے تو یہ اس کے نزدیک وزیر کے باطنی اسرار جاننے سے بھی زیادہ لذیذ ہو گا اور اس کی وجہ سے اس کا فخر، اس کی حرص اور اس کے بارے میں تجسس زیادہ ہو گا اور اس علم کی محبت بھی اس کو زیادہ ہو گی کیونکہ اس میں لذت زیادہ ہے۔

اس گفتگو سے واضح ہو گیا کہ معلومات میں سب سے زیادہ لذیذ وہ ہیں جو ان میں اشرف ہیں اور ان کی شرافت معلوم کی شرافت کے بِقَدْر ہوتی ہے، پس اگر معلومات میں کوئی چیز اکمل، اشرف اور اعظم ہو گی تو لازمی طور پر اس کا علم بھی سب سے لذیذ، اشرف اور عمدہ ہو گا اور میرے علم میں موجودات میں کوئی شے اس ذات سے زیادہ اجل، اعلیٰ، اشرف، اکمل اور اعظم ہے ہی نہیں جس نے تمام اشیاء کو پیدا کیا، ان کو مکمل اور مُزَیَّن کیا۔ پہلے انہیں وجود بخشا اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا اور وہ ہی ان کی ترتیب و تدبیر کرنے والا ہے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی اور بارگاہ ملک، کمال، جمال، حسن اور جلال میں بارگاہِ خداوندی سے زیادہ ہو کہ وصفِ واصفین جس کے مبادی جلال اور عجائبِ احوال کا احاطہ نہیں کر سکتا؟

سب سے زیادہ لذت والا علم:

اگر تم ان باتوں میں شک نہیں کرتے تو پھر تمہیں اس میں بھی شک نہیں کرنا چاہیے کہ اسرارِ ربوبیت پر آگاہی اور تمام موجودات کا احاطہ کرنے والے امورِ الٰہیہ کے مرتب ہونے کا علم معارف اور اطلاعات کی تمام اقسام میں سب سے اعلیٰ، لذیذ، عمدہ اور پسندیدہ ہے اور اسی کے ساتھ مُتَّصِف ہونے کی صورت میں نفس کو اپنا کمال اور جمال سمجھنا زیبا ہے اور اسی کی وجہ سے زیادہ فرحت اور خوشی ہونا مناسب ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ علم لذیذ ہے اور علوم میں سب سے زیادہ لذیذ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات، اس کی صفات، اس کے

Go To Index

افعال اور زمین کی گہرائیوں سے عرش تک اس کی مملکت کی تدبیر کا علم ہے۔تو یہ جان لینا چاہئے کہ تمام لذتوں جیسے شہوت،غضب اور حواس کی تمام لذتوں سے زیادہ قوی معرفت کی لذت ہے کیونکہ اولاً تولذّات کی انواع میں اختلاف ہے جیسے جماع کی لذت سماع کی لذت سے مختلف ہے اور معرفت کی لذّت ریاست کی لذت سے جدا ہے۔پھر ان میں قوت اور ضعف کے اعتبار سے بھی تفاوت ہے، جیسے زیادہ شہوت والے شخص کی لذتِ جماع کم شہوت والے سے مختلف ہوتی ہے اور جیسے انتہائی حسین و جمیل چہرے کی طرف نظر کرنے کی لذت کم حسن و جمال والے چہرے کی طرف دیکھنے کی لذت کے برعکس ہوتی ہے اور لذات میں سے زیادہ قوی کی پہچان یہ ہے کہ اس کو غیر پر ترجیح دے مثلاً اگر کسی شخص کو حسین و جمیل چہرے کی طرف دیکھنے اور اس کے مشاہدے سے لطف اٹھانے اور عمدہ خوش بوئیں سونگھنے میں اختیار دیا جائے تو جب وہ صورتِ جمیلہ کی طرف دیکھنا اختیار کرلے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ اس کے نزدیک خوشبو سے بڑھ کر لذیذ ہے۔اسی طرح اگر کھانے کے وقت میں کھانا موجود ہو اور شطرنج کھیلنے والا کھانا چھوڑ کر کھیلنے میں لگا رہے تو اس سے معلوم ہو جائے گا کہ اس کے نزدیک شطرنج کی لذت کھانے کی لذت سے قوی ہے۔

لذتوں کی ترجیح کے لئے سچی کسوٹی:

لذتوں کی ترجیح کے سلسلے میں بیان کردہ طریقہ ایک سچی کسوٹی ہے تو اب ہم مقصود کی طرف رجوع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ لذات کی دو اقسام ہیں:(۱)...ظاہری جیسے حواسِ خمسہ کی لذت اور (۲)...باطنی جیسے ریاست،غلبہ،بزرگی اور علم وغیرہ کی لذت کیونکہ یہ لذت آنکھ،ناک،کان،چھونے اور چکھنے سے تعلق نہیں رکھتی اور اہلِ کمال پر ظاہری لذّات کی بَنِسْبَت باطنی لذّات غالب ہوتی ہیں تو اگر کسی شخص کو فربہ مرغی کا گوشت اور حلوہ کھانے کی لذت یا ریاست،دشمنوں پر غلبہ اور بلند مراتب کو پانے کی لذت میں اختیار دیا جائے تو اگر وہ کم ہمت،مردہ دل اور انتہائی حریص ہو تو گوشت اور حلوے کو اختیار کرے گا اور اگر وہ بلند ہمت اور کامل عقل والا ہو تو ریاست کو اختیار کرے گا اور بھوکا رہنا نیز کافی دن تک ضروری غذا سے بھی صبر کرلینا اس پر آسان ہوگا پس اس کا ریاست کو اختیار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اس کے نزدیک عمدہ کھانوں سے زیادہ لذیذ ہے۔

البتہ وہ ناقص جس کے باطنی معانی ابھی کمال تک نہ پہنچے ہوں جیسے بچہ یا وہ جس کی قوتِ باطنی مرچکی ہو

Go To Index

جیسے ناسمجھ وکم عقل شخص۔ایسوں کا کھانے کی لذّت کو ریاست کی لذّت پر ترجیح دینا کوئی بعید نہیں۔

اعلیٰ لذّت سے بڑھ کر لذّت:

پھر جیسا کہ لذّتِ ریاست و بُزرگی اس شخص پر تمام لذّتوں سے زیادہ غالب ہوتی ہے جو بچپن اور کم عقلی کی حد سے نکل گیا ہو اسی طرح معرفَتِ الٰہی وبار گاہِ رَبُوبِیَّت کے جمال کا مشاہدہ اور اُمورِ الٰہیہ کے اَسرار کی طرف نظر کرنے کی لذّت اس لذّتِ ریاست سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے جو مخلوق پر غالب لذّات میں سب سے اعلیٰ ہے اور ان اسرار کو یوں تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ "جو آنکھ کی ٹھنڈک ان عبادت گزاروں کے لئے چھپا رکھی ہے اسے کوئی نہیں جانتا اور ان کے لئے وہ نعمتیں تیار کی گئی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا خیال آیا۔"

اس لذّت کی معرفت اسی کو ہو گی جو دونوں لذّتوں کا مزہ چکھ لے اور ایسا شخص لازمی طور پر ہر شے سے الگ ہونے، خَلْوَت اختیار کرنے اور ذکر و فکر کرنے کو ترجیح دے گا اور معرفت کے سمندر میں غوطہ زن ہو گا اور اس لذّت کے مقابل ریاست واقتدار کو حقیر سمجھ کر چھوڑ دے گا کیونکہ اس کو معلوم ہے کہ ریاست بھی فانی ہے اور جس پر ریاست قائم ہے وہ بھی فانی ہے اور اس لذّتِ ریاست میں بہت ساری خرابیاں ہیں جن سے چھٹکارا ممکن نہیں اور یہ لذّت موت سے ختم ہو جائے گی اور موت نے آکر ہی رہنا ہے جیسے زمین خوب سرسبز و شاداب ہو جائے اور مالک سمجھ بیٹھے کہ اب یہ ہمارے قابو میں ہے کیونکہ کھیتیاں اور پھل پک کر تیار ہو گئے ہیں اور اچانک بجلی گرنے یا اَولے برسنے یا آندھی چلنے سے سب ختم ہو جائے اور یہی موت کرتی ہے۔

اَلْغَرَض یہ باتیں جاننے والا ریاست کی بَنِسْبَت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی معرفت، اس کی ذات، اَفعال، اور اعلیٰ عِلِّیِّیْن سے اَسْفَلُ السَّافِلِیْن تک اس کے نظامِ مملکت پر مُطّلع ہونے کی لذّت کو عظیم سمجھے گا کیونکہ اس لذّت میں کوئی مزاحمت اور خرابی نہیں اور یہ اپنے طلب گاروں کے لئے وُسعت رکھتی ہے جس میں کوئی تنگی نہیں۔ اندازے کی بات کریں تو اس کی چوڑائی میں زمین وآسمان آجائیں اور اندازے سے ہٹ کر دیکھا جائے تو اس کی چوڑائی کی کوئی انتہا نہیں۔ پس اس پر آگاہی رکھنے والا عارف ہمیشہ اس جنت میں رہتا ہے جس کی چوڑائی میں زمین وآسمان سما جائیں، اس کے باغات میں کھاتا، اس کے پھلوں کو توڑتا اور اس کے حوضوں سے پیتا ہے اور وہ

Go To Index

اس کے مُنْقَطَع ہونے سے مامون ہے کیونکہ اس جنت کے پھل نہ تو ختم ہونے والے ہیں اور نہ ان سے روکا جائے گا۔ یہ ہمیشہ رہیں گے موت ان کو ختم نہیں کرسکتی کیونکہ موت معرفت کے محل کو ختم نہیں کرتی اور معرفت کا محل روح ہے جو امرِ ربّانی سماوی ہے بلکہ موت تو فقط روح کے احوال کو تبدیل کرتی ہے، اس کے مشاغل اور رکاوٹوں کو ختم کرتی ہے اور اس کو قید سے رہا کرتی ہے لیکن اس کو معدوم نہیں کرتی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (۱۶۹) فَرِحِيْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ

(پ۴، اٰل عمران: ۱۶۹ تا ۱۷۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو **اللہ** کی راہ میں مارے گئے ہر گز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں شاد ہیں اس پر جو **اللہ** نے انہیں اپنے فضل سے دیا اور خوشیاں منارہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے۔

ہر سانس پر ہزار شہیدوں کا درجہ:

یہ گمان مت کیجئے کہ یہ اس شخص کے ساتھ خاص ہے جس کو جنگ میں شہید کر دیا جائے کیونکہ عارف کو ہر سانس کے بدلے میں ہزار شہیدوں کا درجہ ملتا ہے اور حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا: ”بے شک شہید جب آخرت میں شہادت کا ثواب دیکھے گا تو وہ اس عظیم ثواب کے سبب تمنا کرے گا کہ اس کو پھر دنیا میں بھیجا جائے اور ایک بار پھر قتل کیا جائے اور شہدا جب عُلَما کے بلند درجات دیکھیں گے تو تمنا کریں گے کہ کاش! وہ علما ہوتے۔“(34)

حاصل یہ کہ زمین وآسمان کی بادشاہت کے تمام اَطراف عارف کا میدان ہے۔ وہ جہاں چاہے جائے اور اسے اپنے جسم وبدن کو حرکت دینے کی بھی حاجت نہیں۔ وہ جمالِ ملکوت پر واقفیت کی وجہ سے اس جنت میں ہوتا ہے جس کی چوڑائی میں تمام آسمان اور زمین سماجائیں اور ایک دوسرے پر تنگی ڈالے بغیر ہر عارف کے لئے ایسا ہی مقام ہے۔ البتہ جس قدر ان کی وسعتِ نظر ومعرفت ہوگی اسی قدر ان کی سیر گاہ کی وُسعت ہوگی اور وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں مختلف درجات میں ہیں اور ان کے درمیان درجات کے تفاوت کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

34...بخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب الحور العین ...الخ، ۲/ ۲۵۲، الحدیث: ۲۷۹۵، بدون ”الشھداء یتمنون...“

Go To Index

جس نے چکھا وہ جان گیا:

اس گفتگو سے ظاہر ہو گیا کہ لذّتِ ریاست جو کہ باطنی ہے اصحابِ کمال کے نزدیک تمام حواس کی لذّات سے زیادہ قوی ہوتی ہے اور یہ لذّت چوپائے، بچے اور پاگل کو حاصل نہیں ہوتی اور یہ کہ اہلِ کمال کو لذّتِ ریاست کے ساتھ ساتھ محسوسات اور شہوات کی لذّت بھی حاصل ہوتی ہے لیکن وہ لذّتِ ریاست کو ترجیح دیتے ہیں اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات، اس کی صفات، اس کے افعال اور آسمانوں کی بادشاہی اور اس کے اسرار کی معرفت کی لذّت ریاست کی لذّت سے بھی بڑھ کر ہے تو یہ اس کے کے ساتھ خاص ہے جو معرفت کے مرتبے تک پہنچا اور اس کا مزہ چکھا اور اس معرفت کو ایسے شخص کے سامنے ثابت کرنا ممکن نہیں جو دل نہ رکھتا ہو کیونکہ دل ہی اس قوّت کا منبع و سرچشمہ ہے جس طرح بچے کے سامنے لذّتِ جماع کی ترجیح ٹیڑھی لاٹھی (یعنی ہاکی) کے ساتھ کھیلنے کی لذّت پر ثابت کرنا ممکن نہیں اور نہ ہی نامرد کے سامنے اس لذّت کی ترجیح عطر سونگھنے کی لذّت پر ثابت کر سکتے ہیں کیونکہ بچے اور نامرد میں وہ صفت مفقود ہے جس کے ذریعے اس لذّت کا ادراک ہوتا ہے لیکن جو نامردی کی آفت سے محفوظ ہو اور سونگھنے کا حاسّہ بھی دُرُست ہو وہ دونوں لذّتوں کے درمیان فرق کا ادراک کرلے گا۔ ایسی صورت میں یہی کہا جاسکتا ہے "مَنْ ذَاقَ عَرَفَ یعنی جس نے چکھا وہ جان گیا۔"

طالبِ علم اور اُمورِ الٰہیہ کی معرفت:

طالب علم اگرچہ اُمورِ الٰہیہ کی معرفت طلب کرنے میں مشغول نہیں ہوتے مگر پھر بھی اس لذّت کی بُو ان کے مَشام تک پہنچ جاتی ہے جس وقت مشکل مسائل منکشف ہوتے اور شُبہات حل ہوتے ہیں جن کی طلب کے وہ انتہائی حریص ہوتے ہیں کیونکہ یہ بھی معارِف اور عُلوم ہیں اگرچہ ان کی معلومات کو وہ شرف حاصل نہیں جیسا شرف معلوماتِ الٰہیہ کو ہے مگر جو شخص معرفتِ الٰہیہ میں زیادہ غور و فکر کرتا ہے اور مُلکِ الٰہی کے اسرار اس پر منکشف ہوتے ہیں اگرچہ تھوڑے ہوں تو وہ اپنے دل میں اس وقت اتنی خوشی پاتا ہے کہ اڑنے لگتا ہے اور وہ انتہائی فرحت اور خوشی کی وجہ سے اپنے نفس کے ثابت قدم رہنے اور اس امر کو اٹھانے کی قدرت رکھنے پر تعجب و حیرت کرتا ہے۔ پھر اس بات کا ادراک بغیر ذوق کے نہیں ہو سکتا اور اس

Go To Index

کو بیان کرنے میں فائدہ کم ہے بس اس قدر گفتگو سے تمہیں اس بات پر تنبیہ ہو چکی ہو گی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت تمام اشیاء سے لذیذ ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی لذّت نہیں۔

عارفین کو دنیا غافل نہیں کرسکتی:

حضرتِ سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کچھ ایسے بندے ہیں جن کو جہنم کا خوف اور جنت کی امید اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات سے غافل نہیں کرتی تو پھر دنیا انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات سے کیسے غافل کر سکتی ہے؟"

معرفت کافی ہے:

کسی شخص نے حضرتِ سیِّدُنا معروف کرخی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے عرض کی: "اے ابو محفوظ! مجھے بتائیے کہ آپ کو کس چیز نے مخلوق سے علیحدگی اور عبادتِ الٰہی پر اُبھارا؟" آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خاموش رہے تو اس نے خود ہی کہا: موت کی یاد نے؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: "موت کیا چیز ہے؟" اس نے کہا: قبر اور برزخ کی یاد نے؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: "قبر کیا شے ہے؟" پھر اس نے کہا: جہنم کے خوف اور جنت کی امید نے؟ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: "یہ کیا چیز ہے؟ بے شک یہ تمام چیزیں ایک بادشاہ کے قبضے میں ہیں اگر تو اس سے محبت کرے تو وہ تجھے سب کچھ بھلا دے اور اگر تیرے اور اس کے درمیان معرفت ہو جائے تو وہ تجھے ان تمام کے مقابل کافی ہو جائے۔"

حضرتِ سیِّدُنا عیسٰی روحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا فرمان ہے: جب تم کسی نوجوان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جستجو میں مُسْتَغْرَق دیکھو تو سمجھ لو کہ اسے اس جستجو نے ماسوا سے بیگانہ کر دیا ہے۔

سیِّدُنا بشر حافی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور دیدارِ الٰہی:

کسی بُزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرتِ سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی کو (بعدِ وصال) خواب میں دیکھ کر پوچھا: ابو نَصر تَمّار اور عبد الوہاب وَرَّاق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کا کیا حال ہے؟ جواب دیا: "میں نے انہیں اس وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کھاتے پیتے چھوڑا ہے۔" پھر ان بُزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے پوچھا: آپ کا کیا

Go To Index

حال ہے ؟ ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علم میں تھا کہ میری کھانے پینے کی طرف رغبت کم ہے تو اُس نے مجھے اپنے دیدار کی دولت عطا فرمائی۔[35]

سیِّدُنا معروف کرخی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اور دیدارِ الٰہی:

حضرتِ سیِّدُنا ابو الحسن علی بن مُوَفَّق رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه بیان کرتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ مجھے جنت میں داخل کیا گیا ہے تو میں نے وہاں ایک شخص کو دستر خوان پر بیٹھے ہوئے دیکھا جس کے دائیں بائیں دو فرشتے اُسے انواع واقسام کی چیزیں کھلا رہے ہیں اور وہ کھا رہا ہے اور ایک شخص کو دیکھا کہ جنت کے دروازے پر کھڑا ہے لوگوں کے چہروں کو دیکھ کر بعض کو داخل ہونے دیتا ہے اور بعض کو واپس لوٹا دیتا ہے۔ فرماتے ہیں: پھر میں "حَظِیْرَۃُ الْقُدُس" کی جانب بڑھا تو عرش کے خیموں میں ایک شخص نظر آیا جو دیدارِ الٰہی میں مستغرق تھا اور آنکھ نہیں جھپکتا تھا۔ میں نے (خازنِ جنت) حضرت رضوان عَلَيْهِ السَّلَام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب دیا: یہ معروف کرخی ہیں جنہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت جہنم کے خوف اور جنت کے حُصول کے لئے نہیں بلکہ محض اس کی محبت کی وجہ سے کی، لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں قیامت تک اپنی طرف دیکھنے کی اجازت عطا فرما دی ہے۔"[36] اور دیگر دو افراد کے بارے میں بتایا کہ وہ حضرتِ سیِّدُنا بشر حافی اور حضرتِ سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمَا ہیں۔

حضرتِ سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں: "جو آج اپنے نفس میں مشغول ہے وہ کل بھی اسی میں مشغول ہو گا اور جو آج اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ مشغول ہے وہ کل بھی اسی کے ساتھ مشغول رہے گا۔[37]

محبَّتِ الٰہی کے سبب عبادت:

حضرتِ سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی نے حضرتِ سیِّدَتُنا رابعہ بصری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهَا سے فرمایا: آپ کے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: "میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت اس کی جہنم کے خوف اور جنت کی

35... طبقات الحنابلة لابن ابی یعلی الحنبلی، ۱/ ۲۰۲، الرقم: ۲۸۱ عبد الوهاب بن عبد الحکیم

36... قوت القلوب، شرح مقام التوکل ووصف احوال المتوکلین، ۲/ ۹۳

37... قوت القلوب، شرح مقام التوکل ووصف احوال المتوکلین، ۲/ ۹۴

Go To Index

محبت کی وجہ سے نہیں کی کہ میری حالت بُرے مزدور جیسی ہو بلکہ میں نے اُس کی عبادت صرف اس کی محبت اور اس کے شوق کی وجہ سے کی ہے۔"[38] پھر انہوں نے محبت کے بارے میں یہ اشعار کہے:

اُحِبُّکَ حُبَّیْنِ حُبَّ الْھَوٰی	وَحُبًّا لِاَنَّکَ اَھْلٌ لِّذَاکَا
فَاَمَّا الَّذِیْ ھُوَ حُبُّ الْھَوٰی	فَشُغْلِیْ بِذِکْرِکَ عَمَّنْ سِوَاکَا
وَاَمَّا الَّذِیْ اَنْتَ اَھْلٌ لَّہٗ	فَکَشْفُکَ لِی الْحُجُبَ حَتّٰی اَرَاکَا
لَا الْحَمْدُ فِیْ ذَا وَلَا ذَاکَ لِیْ	وَلٰکِنْ لَّکَ الْحَمْدُ فِیْ ذَا وَ ذَاکَا

ترجمہ:(۱)...میں تجھ سے دو باتوں کی وجہ سے محبت کرتی ہوں، ایک عشق اور دوسرا تُو ہی محبت کا اہل ہے۔

(۲)... عشق والی محبت یہ ہے کہ میں تیرے سوا سب کو چھوڑ کر تیرے ذکر میں مشغول ہوں۔

(۳)...اور محبت کا اہل تُو ہی ہے کیونکہ تو نے حجابات و پردے اٹھا کر مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا۔

(۴)...میرے لئے اِس محبت میں کوئی تعریف ہے نہ اُس میں بلکہ دونوں میں تعریف تیرے ہی لئے ہے۔

شاید حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بَصْرِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا نے عشق والی محبت سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت مراد لی ہو جو اس کے دنیاوی احسانات اور اِنعامات کی وجہ سے ہوتی ہے اور وہ محبت جس کا اہل صرف وہی ہے تو اس سے مراد وہ محبت ہو جو اس کے جلال اور جمال کی وجہ سے ہوتی جو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا کے لیے منکشف ہوئے اور محبت کی یہ قسم اعلیٰ اور اقوی ہے۔

جمالِ رُبُوبیت پر آگاہی کی لذّت:

جمالِ رَبُوبِیَّت پر آگاہی وواقفیت کی لذّت وہ ہے جسے حدیثِ قُدسی[39] میں یوں تعبیر فرمایا گیا: "اَعْدَدْتُّ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنَ رَاَتْ وَلَا اُذُنَ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ یعنی میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر اس کا کھٹکا گزرا۔"[40]

38...قوت القلوب، شرح مقام التوکل ووصف احوال المتوکلین، ۲/ ۹۴

39...وہ حدیث جس کے راوی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہوں اور نسبت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف ہو۔(نصاب اصول حدیث، ص۷۷)

40...بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفۃ الجنۃ وانھا مخلوقۃ، ۲/ ۳۹۱، حدیث: ۳۲۴۴

Go To Index

لوگ پتھر مارتے ہیں:

اور جس شخص کی قلبی صفائی انتہا کو پہنچ جائے اس کو ان لذّتوں میں سے بعض دنیا میں ہی حاصل ہو جاتی ہیں۔ اسی لئے ایک بزرگ نے فرمایا: "میں یَارَب اور یَااللہ کہتا ہوں تو اپنے دل پر پہاڑوں سے زیادہ بوجھ محسوس کرتا ہوں کیونکہ پکارا تو اسے جاتا ہے جو پردے کی آڑ میں ہو، کیا تم نے کبھی کسی شخص کو دیکھا ہے کہ اپنے ہم نشین کو پکارتا ہو؟ نیز فرمایا: جب بندہ اس عِلْم کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو لوگ اس کو پتھر مارنے لگتے ہیں۔ مطلب یہ کہ اس کا کلام لوگوں کی عقلوں کی حد سے باہر ہوتا ہے تو اس کی باتوں کو جنون اور کفر سمجھتے ہیں۔

آگ بھی اثر نہیں کرتی:

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام عارفین کا مقصد صرف اس ذات کا وصال اور اس کی لِقا ہے اور یہی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس میں سے جو اُن کے لئے چھپا رکھا ہے اسے کوئی نہیں جانتا اور جب وہ حاصل ہو جاتی ہے تو تمام خواہشات اور ارادے مٹ جاتے ہیں اور دل اس کی لذّتوں میں ایسا ڈوب جاتا ہے کہ اگر اسے آگ میں بھی ڈال دیا جائے تو وہ تکلیف محسوس نہیں کرے گا اور اگر اس پر جنت کی نعمتیں بھی پیش کی جائیں تو اس لذّت کے کمال وانتہا پر پہنچنے کے سبب وہ لذّاتِ جنت کی طرف التفات نہیں کرے گا۔

کاش میں جان پاتا کہ جو صرف محسوسات کی محبت کو ہی سمجھتا ہے وہ رُویَتِ باری تعالٰی کی لذت پر کیسے ایمان لاتا ہے حالانکہ وہ ذات شکل وصورت سے پاک ہے اور پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے بندوں سے جو اس کا وعدہ فرمایا ہے اور اس کو تمام نعمتوں سے عظیم تر قرار دیا ہے اس کا کیا مطلب ہو گا؟ حتّٰی کہ جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت حاصل ہے وہ جانتا ہے کہ مختلف خواہشات کی متفرق لذّتیں سب کی سب اسی ایک لذّت میں جمع ہیں جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

كَانَتْ لِقَلْبِیْ اَهْوَاءٌ مُفَرَّقَةٌ	فَاسْتَجْمَعَتْ مُذْ رَاَتْكَ الْعَيْنُ اَهْوَائِیْ
فَصَارَ يَحْسُدُنِیْ مَنْ كُنْتُ اَحْسُدُهٗ	وَصِرْتُ مَوْلَى الْوَرٰى مُذْ صِرْتَ مَوْلَائِیْ
تَرَكْتُ لِلنَّاسِ دُنْيَاهُمْ وَدِيْنَهُمْ	شُغْلًا بِذِكْرِكَ يَا دِيْنِیْ وَدُنْيَائِیْ

ترجمہ: (۱)... میرے دل میں مختلف خواہشات تھیں، جب آنکھ نے تمہیں دیکھا تو میں نے سب کو پالیا۔

Go To Index

(۲)...تو میں جس پر حسد کرتا تھا وہ مجھ پر حسد کرنے لگا اور جب سے میں تیرا غلام بنا مخلوق کا آقا بن گیا۔

(۳)...میں نے تیرے ذکر میں مشغول ہو کر لوگوں کی دنیا اور دین کو ان کے لئے چھوڑ دیا اے میرے دین و دنیا۔

ایک شاعر نے اسے یوں بیان کیا ہے:

وَهِجْرُهٗ اَعْظَمُ مِنْ نَّارِهٖ وَوَصْلُهٗ اَطْيَبُ مِنْ جَنَّتِهٖ

ترجمہ: اس کا فراق جہنم سے بڑھ کر تکلیف دہ اور اس کا وصال جنت سے لذیذ تر ہے۔

لذّتیں اور مخلوق کے احوال کی مثال:

عارفین کی غرض فقط **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی معرفت میں قلبی لذّت کو کھانے، پینے اور نکاح کی لذّت پر ترجیح دینا ہے کیونکہ جنت حواس کے فائدہ اٹھانے کی جگہ ہے اور رہا دل تو اس کی لذّت صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات میں ہے اور لذّتوں کے معاملے میں مخلوق کی مثال بچے کی طرح ہے کہ جس طرح بچے میں اس کی پہلی حرکت اور تمیز کے وقت ایک قوت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ کھیل کود میں لذّت پاتا ہے حتّٰی کہ یہ اس کے نزدیک تمام اشیاء سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے پھر اس کے بعد زیب وزینت، کپڑے پہننے اور سُواری کرنے کی لذّت ظاہر ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ کھیل کی لذّت کو حقیر سمجھنے لگتا ہے، اس کے بعد لذّتِ جماع اور عورتوں کی خواہش ظاہر ہوتی ہے پس وہ اس لذّت کو پانے کے لئے پہلی تمام لذّتیں چھوڑ دیتا ہے، پھر ریاست، غلبہ اور کثرتِ مال و اولاد کی لذّت ظاہر ہوتی ہے اور دنیاوی لذّتوں میں یہ سب سے آخری، اعلیٰ اور اقویٰ لذّت ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ

(پ۲۷، الحدید: ۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور (مال اور اولاد میں) ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا۔

پھر اس کے بعد ایک دوسری قوّت ظاہر ہوتی ہے جس کے ذریعے معرفتِ ذاتِ باری تعالٰی اور معرفتِ افعالِ باری تعالٰی کی لذّت کا اِدراک ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ پہلی تمام لذّتوں کو اس لذّت کے سامنے حقیر سمجھتا ہے اور ہر بعد والی لذّت ما قبل سے قوِی ہوتی ہے اور یہی سب سے آخری لذّت ہے کیونکہ کھیل کود

Go To Index

کی محبت تمیز کی عمر میں جبکہ عورتوں اور زینت کی محبت بلوغت کی عمر میں ظاہر ہوتی ہے اور ریاست کی محبت بیس سال کے بعد جبکہ محبتِ علم تقریباً چالیس سال کی عمر میں ظاہر ہوتی ہے اور یہی انتہا غایت ہے۔اور جس طرح بچہ اس شخص پر ہنستا ہے جو کھیل کود چھوڑ کر عورتوں کے ساتھ مُلاعبَت اور طلبِ ریاست میں مشغول ہو جائے اسی طرح ریاست والے اس شخص پر ہنستے ہیں جو ریاست چھوڑ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت میں مشغول ہو جاتا ہے جبکہ عارفین گویا یہ کہہ رہے ہوتے ہیں: ''اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم تم پر ہنسیں گے جیسا تم ہنستے ہو تو تم جلد جان جاؤ گے۔''

پانچویں فصل: دُنیاوی معرفت کی نسبت آخرت میں لَذّتِ دیدار کے زیادہ ہونے کا سبب

دنیاوی معرفت کی نسبت آخرت میں لذّتِ دیدارِ باری تعالٰی کی زیادتی کا سبب جاننے کے لئے پہلے یہ جان لیجئے کہ جن اشیاء کا ادراک کیا جاتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں:(۱)...وہ جو خیال میں آتے ہیں جیسے خیالی صورتیں اور رنگ برنگے حیوانات اور نباتات جو مختلف جسم اور شکل رکھتے ہیں اور (۲)...وہ جو خیال میں نہیں آتے جیسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات اور تمام وہ چیزیں جو جسم نہیں رکھتیں جیسے علم، قدرت اور ارادہ وغیرہ۔

جو کسی انسان کو دیکھے پھر اپنی آنکھ بند کر لے وہ اس کی صورت کو اپنے خیال میں موجود پائے گا گویا کہ اس کی طرف دیکھ رہا ہے لیکن جب آنکھ کھول کر دیکھے تو دونوں حالتوں میں فرق محسوس کرے گا اور یہ فرق دونوں صورتوں کے درمیان نہیں ہے کیونکہ دکھائی دینے والی صورت اس صورت کے موافق ہے جو خیال میں ہے بلکہ فرق محض کشف اور واضح ہونے کی زیادتی میں ہے کیونکہ دکھائی دینے کے سبب دکھائی دینے والی صورت کا اِنکشاف اور وضاحت تام ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ جس طرح کسی شخص کو دن کی روشنی پھیلنے سے قبل دیکھا جائے پھر خوب روشنی پھیلنے کے وقت اس کو دیکھا جائے تو دونوں حالتوں میں تفاوُت صرف زیادتیِ کشف اور وضاحت کا ہے۔یوں ہی خیال کو ادراک کا آغاز اور ادراکِ خیال کی تکمیل کو رُویت کہتے ہیں اور یہ انتہائے کشف ہے اور اس کا نام رویت بھی اسی وجہ سے ہے کہ یہ انتہا درجے کا کشف ہوتا ہے۔یہ وجہ نہیں کہ اس کا آنکھ سے تعلق ہے بلکہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کامل اور واضح ادراک کو پیشانی یا سینے میں پیدا

Go To Index

فرما دیتا تو بھی اس کو رویت ہی کہا جاتا۔

معرفت وادراک کے دو درجے:

جب آپ خیالی صورتوں کے بارے میں یہ بات سمجھ گئے تو جان لیجئے کہ وہ معلومات جو خیال میں بھی غَیرِ مُتَشَکِّل ہیں ان کی معرفت اور ادراک کے دو درجے ہیں: **ایک** آغازِ ادراک ہے اور **دوسرا** اس کی تکمیل اور ان دونوں ادراکوں میں زیادتیٔ کَشْف اور وضاحت کے اعتبار سے فرق ہے جو ویسے ہی ہے جیسے خیالی صورت اور دیکھی جانے والی چیز میں فرق تھا۔ دوسرے ادراک کو پہلے ادراک کی طرف نسبت کرتے ہوئے مشاہدہ، لقاء (یعنی ملاقات) اور رُویَت کہتے ہیں اور دوسرے ادراک کا یہ نام رکھنا حق ہے کیونکہ رویت کو اس لئے رویت کہتے ہیں کہ اس میں انتہا درجے کا کشف ہوتا ہے اور جس طرح **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عادتِ جاریہ ہے کہ آنکھوں کی پلکیں خوب ملی ہونے کی صورت میں کشف تام نہیں ہوتا اور نگاہ اور وہ چیز جسے دیکھنا ہو اس کے درمیان حجاب رہتا ہے اور حصولِ رُویَت کے لئے اس حجاب کا اٹھنا ضروری ہوتا ہے جب تک حِجاب دور نہیں ہوتا تب تک حاصل ہونے والا ادراک محض خیال ہوتا ہے۔ اسی طرح **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے طریقہ جاریہ کا تقاضا ہے کہ جب تک نفس عوارضِ بدنیہ، شہوات اور غالب بشری صفات کے تقاضوں کی وجہ سے حجاب میں رہے گا تب تک اس کو خیال سے خارج معلومات کا مشاہدہ اور لقاء حاصل نہیں ہوگا بلکہ دنیاوی زندگی ہی اس رُویَت سے حجاب ہے جس طرح پلکوں کا بند کرنا آنکھوں کی رُویَت سے حجاب تھا اور دنیاوی زندگی کے حجاب ہونے کا سبب طویل ہے جو اس علم کے مناسب نہیں۔ اسی وجہ سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا موسٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے فرمایا:

لَنْ تَرٰىنِیْ (پ۹، الاعراف: ۱۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ٘ (پ۷، الانعام: ۱۰۳) ترجمۂ کنزالایمان: آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں۔

یہاں یہ مراد ہے کہ "دنیا میں احاطہ نہیں کرتیں" اور صحیح یہ ہے کہ رسولِ اکرم، شفیعِ مُعَظَّم صَلَّی اللہُ

Go To Index

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے معراج کی رات **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو نہیں دیکھا۔[41]

دیدارِ الٰہی سے ہمیشہ کی محرومی:

پس جب موت کی وجہ سے حجاب اٹھ جاتا ہے تو نفس دنیاوی کَدُورَتوں میں مُلَوَّث رہتا ہے اس سے **مکمل**

41...بخاری، کتاب التوحید، باب:۴، ۴/ ۵۳۳،حدیث:۷۳۸۰

حافظ عراقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی کا اس بات کو صحیح قرار دینا کہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے معراج کی رات رب تعالیٰ کو نہیں دیکھا یہ حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا قول ہے جبکہ حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور اکثر علما کا قول یہ ہے کہ دیکھا ہے۔(اتحاف السادۃ المتقین، ۱۲/ ۳۷۴) امام ابوزکریا یحیی بن شرف نووی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی **"شرح صحیح مسلم"، جلد3، صفحہ 5** پر فرماتے ہیں: "اَنَّ الرَّاجِحَ عِنْدَ اَکْثَرِ الْعُلَمَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رَاٰی رَبَّہٗ بِعَیْنَیْ رَاْسِہٖ لَیْلَۃَ الْاِسْرَاء یعنی اکثر علما کے نزدیک راجح یہی ہے کہ معراج کی رات آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے سر کی آنکھوں سے رب عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کیا۔" اس قول کی بنیاد جن احادیث وآثار پر ہے ان میں سے چند یہ ہیں: (1) رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں "میں نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو دیکھا۔"(المسند للامام احمد، مسند عبداللہ بن العباس، ۱/ ۶۲۱، حدیث:۲۶۳۴)(2) حضور سیِّدُ المرسلین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو کلام کی نعمت بخشی اور مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا۔"(فردوس الاخبار، ۱/ ۱۰۶، حدیث: ۶۵۱) (3) رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: "میں نے ابراہیم کو اپنی دوستی دی اور موسیٰ سے کلام فرمایا اور اے محبوب! تمہیں بلا حجاب اپنا دیدار عطا فرمایا۔"(تاریخ مدینۃ دمشق، باب ذکر عروجه الی السماء...الخ، ۳/ ۵۱۷، حدیث:۸۰۱)(4) حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ارشاد فرماتے ہیں: ہم بنی ہاشم (آلِ رسول) تو کہتے ہیں کہ بے شک رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے رب کو دوبار دیکھا۔(الشفاء، فصل واما رؤیته صلی اللہ علیه وسلم لربه عزوجل، ۱/ ۱۹۶)(5) حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: "بے شک حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو دیکھا۔(کتاب التوحید لابن خزیمۃ، باب ذکر الاخبار الماثورۃ فی اثبات رؤیۃ النبی صلی اللہ علیه وسلم خالقه عزوجل، ۲/ ۴۸۷، حدیث:۲۸۰) (6) مروان نے حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا: کیا رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے رب کو دیکھا؟ ارشاد فرمایا: "ہاں۔"(شرح الزرقانی علی المواهب، المقصد الخامس، ۸/ ۲۴۴) (7) حضرت سیِّدُنا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے: بے شک محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو دیکھا ہے۔(کتاب التوحید لابن خزیمۃ، باب ذکر الاخبار الماثورۃ فی اثبات رؤیۃ النبی صلی اللہ علیه وسلم خالقه عزوجل، ۲/ ۴۸۸، حدیث:۲۸۱)

مزید تفصیل کے لئے سیدی اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کے رسالہ "مُنَبِّہُ الْمُنْیَۃ بِوُصُوْلِ الْحَبِیْبِ اِلَی الْعَرْشِ وَ الرُّؤْیَۃ" **فتاویٰ رضویہ، جلد30، صفحہ 636 تا 656** کا مطالعہ فرمائیے۔

Go To Index

طور پر خالی نہیں ہوتا اگرچہ کُدُورَتوں میں تفاوُت ہوتا ہے۔ بعض نُفوس پر تو خباثت اور زنگ کی تہہ چڑھی ہوتی ہے اور وہ اس آئینے کی طرح ہو جاتے ہیں جس کا جوہر طویل عرصے تک زنگ آلود رہنے کی وجہ سے خراب ہو چکا ہے اور اب صفائی اور پالش کو قبول نہیں کرتا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے حجاب میں رہیں گے۔ نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ ذَالِكَ (ہم اس سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتے ہیں) اور بعض نُفوس ایسے ہوتے ہیں جن کی کدورت اس حد کو نہیں پہنچی ہوتی اور نہ وہ تزکیہ اور قبولِ اصلاح سے نکلے ہوتے ہیں تو ایسوں کو جہنم پر پیش کیا جائے گا جو ان سے گندگیوں کو دور کر دے گا جس سے وہ ملوث تھے اور ان کو جہنم پر اسی قدر پیش کیا جائے گا جس قدر صفائی کی حاجت ہو گی اور اہلِ ایمان کے حق میں اس کی کم از کم مقدار ایک خفیف لحظہ ہے جبکہ زیادہ سے زیادہ مقدار حدیث کی رو سے سات ہزار سال ہے[42] اور اس دنیا سے جو بھی نفس کوچ کرتا ہے اس پر کچھ نہ کچھ غبار اور کدورت ہوتی ہے۔ اسی لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا (۷۱) ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا (۷۲) (پ۱۶، مریم: ۷۱تا۷۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے۔

پہلی بات یقینی اور دوسری غَیرِیقینی:

مذکورہ آیتِ مُبارَکہ سے پتا چلا کہ ہر نفس کا جہنم پر سے گزرنا تو حتمی ہے لیکن وہاں سے واپس نکل آنا غیر یقینی ہے۔ واپسی اسی وقت ہو گی جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کو مکمل طور پر پاک وصاف فرما دے اور تقدیر کا لکھا اپنے وقت کو پہنچ جائے اور شریعت نے جن باتوں کا وعدہ فرمایا ہے یعنی حساب، پیشی وغیرہ وہ ہو لیں اور جنت کا استحقاق ثابت ہو جائے اور یہ ایک مبہم وقت ہے جس پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مخلوق میں کسی کو مطلع نہیں کیا کیونکہ یہ تمام مُعاملات قیامت کے بعد ہوں گے اور قیامت کا وقت معلوم نہیں، لہٰذا بندے کو کدورتوں سے صفائی ستھرائی میں مشغول رہنا چاہئے یوں کہ اس کے چہرے پر کوئی گرد وغبار نہ چڑھے کیونکہ اسی کے

42...نوادر الاصول، الاصل الثالث والمائة، ۱/ ۴۳۰، حدیث: ۶۲۱

Go To Index

لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجلی فرمائے گا اور وہ ایسی تجلی فرمائے گا کہ اس کے علم کی نسبت تجلی ایسے ہی واضح ہو گی جیسے خیال کی نسبت رُویَت زیادہ واضح ہوتی ہے اور اسی مشاہدے اور تجلی کا نام رُویَت ہے۔

دیدارِ الٰہی کی کیفیت:

معلوم ہوا کہ رویت حق ہے بشر طیکہ رویت کا یہ معنی نہ سمجھا جائے کہ کسی صورتِ خیالیہ کا ادراک جو مخصوص جہت اور مکان میں ہو اس کی تکمیل کا نام رُویَت ہے کیونکہ اس معنی سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پاک و منزہ ہے بلکہ جس طرح تم نے دنیا میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو بغیر شکل و صورت اور خیال کے مکمل اور حقیقی معرفت کے ساتھ جانا اسی طرح تم آخرت میں اس کا دیدار کرو گے بلکہ میں کہتا ہوں کہ دنیا میں حاصل ہونے والی معرفت ہی ہے جس کو کمال تک پہنچایا جاتا ہے اور کمالِ کشف اور وضاحت تک پہنچنے کے بعد وہ مشاہدے میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اُخروی مشاہدے اور معلومِ دنیوی کے درمیان فرق صرف کشف اور وضاحت کی زیادتی کی جہت سے ہے جیسا کہ ہم نے خیال کی مثال میں بیان کیا۔

معلوم ہوا کہ معرفَتِ الٰہی میں صورت اور جہت کا اثبات نہیں ہے۔ لہٰذا اسی معرفت کے کمال اور غایت کشف و وضاحت میں پہنچنے کی صورت میں بھی جہت اور صورت کا اثبات نہیں ہو گا کیونکہ وہ دونوں ایک ہی ہیں ان میں فرق صرف زیادتِیِ کَشف کا ہے جس طرح دکھائی دینے والی صورت خیالی صورت ہی ہوتی ہے لیکن فرق صرف زیادتی کشف کا ہوتا ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان میں اسی کی طرف اشارہ ہے:

نُوْرُهُمْ یَسْعٰى بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا (پ۲۸، التحریم:۸)

ترجمۂ کنزالایمان: ان کا نور دوڑتا ہو گا ان کے آگے اور ان کے دہنے عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے۔

کیونکہ نور کی تمامیت زیادتِیِ کشف کی صورت میں ہو جاتی ہے۔ اسی لئے دیدار اور رُویت کے درجے کو وہی لوگ پہنچیں گے جو دنیا میں عارف ہوں گے کیونکہ دنیاوی معرفت ہی وہ بیج ہے جو آخرت میں مشاہدہ کی صورت میں بدل جائے گا، جس طرح گٹھلی درخت اور بیج کھیتی بن جاتے ہیں اور جس کی زمین میں گٹھلی ہی نہ ہو تو وہاں درخت کیسے اُگے گا؟ اور جو کھیت میں بیج نہ ڈالے وہ کھیتی کیسے کاٹے گا؟ اسی طرح جس کو دنیا[43]

43...نوادر الاصول، الاصل الثالث والمائة، ۱/ ۴۳۰، حدیث: ۶۲۱

Go To Index

میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی معرفت نہ ہو وہ آخرت میں اس کو کیسے دیکھے گا؟

تجلّی کے درجات میں تفاوت:

چونکہ معرفت کے مختلف دَرَجات ہیں تو تجلّی کے درجات میں بھی تفاوُت ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے بیج مختلف ہونے سے نباتات مختلف ہوتے ہیں کیونکہ ان میں لازمی طور پر کثرت، قِلَّت، حُسن، قُوت اور ضُعف کے اعتبار سے تفاوت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اللّٰہَ یَتَجَلّٰی لِلنَّاسِ عَامَّۃً وَّلِاَبِیْ بَکْرٍ خَاصَّۃً یعنی بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ لوگوں کے لئے عام تجلّی فرمائے گا اور ابو بکر کے لئے خاص۔''[44] یہاں یہ گمان نہ کیا جائے کہ ''دیدار اور مشاہدے کی جو لذّت حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پائیں گے ویسی ہی لذّت آپ سے کم درجے والے کو بھی حاصل ہو گی۔'' بلکہ اگر دنیا میں عام عارف کی معرفت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی معرفت کا سوواں حصہ ہو گی تو وہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حاصل ہونے والے لذّتِ دیدار کا سوواں حصہ پائے گا۔ نیز حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رازِ معرفت میں لوگوں پر فضیلت رکھتے تھے اور یہ راز آپ کے سینے میں موجزن تھا، اس لئے آخرت میں اس تجلّی کو پانے میں یکتا ہوں گے اور جس طرح کہ تم دنیا میں دیکھتے ہو کہ بعض لوگ لذّتِ ریاست کو کھانے اور نکاح کی لذّت پر ترجیح دیتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہو کہ بعض لوگ لذّتِ علم اور زمین وآسمان کے اسرار کے انکشاف اور تمام اُمورِ الٰہیہ کو ریاست، نکاح اور تمام کھانے پینے کی لذّات پر ترجیح دیتے ہیں، اسی طرح آخرت میں ہو گا کہ ایک جماعت دیدارِ الٰہی کی لذّت کو جنتی نعمتوں پر ترجیح دے گی کیونکہ جنتی نعمتیں کھانے پینے اور نکاح کی طرف ہی لوٹتی ہیں اور یہ لوگ وہی ہیں جن کا دنیاوی حال ہم نے ذکر کیا کہ علم، معرفت اور اسرارِ الٰہی کی لذّت کو کھانے پینے اور نکاح کی لذّت پر ترجیح دیتے ہیں حالانکہ تمام مخلوق ان چیزوں سے لذّت حاصل کرنے میں مشغول ہے۔ حضرت سیّدَتُنا رابعہ بصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا سے عرض کی گئی: آپ جنّت کے بارے میں کیا فرماتی ہیں؟ فرمایا: ''اَلْجَارُ ثُمَّ الدَّار یعنی پہلے پناہ دینے والا پھر پناہ گاہ۔'' تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا نے واضح کر دیا کہ ان کا قلبی میلان جنّت کی طرف نہیں بلکہ مالکِ جنت کی طرف ہے۔

44...الکامل فی ضعفاء الرجال، ٦/٣٧٠، الرقم: ١٣٧٠: علی بن عبدۃ

Go To Index

جوبوئے گاوہی کاٹے گا:

جس کو دنیا میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پہچان نہیں ہو گی وہ آخرت میں بھی اس کا دیدار نہیں کر سکے گا اور جو دنیا میں معرفَتِ الٰہی کی لذّت نہ پاسکا وہ آخرت میں لذّتِ دیدار بھی نہیں پاسکے گا کیونکہ جس کے ساتھ دنیا سے کوئی چیز نہیں جائے گی تو آخرت میں اس کے لئے وہ نئی پیدا نہیں کی جائے گی جو یہاں بوئے گا وہی کاٹے گا اور آدمی جس حالت پر مرے گا اسی حالت پر اٹھایا جائے گا اور موت اسی حالت پر آتی ہے جس پر زندگی گزاری ہو تو جس قدر معرفت دنیا سے ساتھ لے جائے گا اسی قدر لذّت پائے گا مگر یہ کہ حجاب اٹھ جانے کی وجہ سے معرفت مشاہدے میں تبدیل ہو جائے گی جس کے باعث اس کی لذّت ایسے دوبالا ہو گی جیسے معشوق کی صورتِ خیالی جب مشاہدے اور رویَتِ بصری میں تبدیل ہو تو عاشق کی لذّت دوبالا ہوتی ہے کیونکہ یہی اس کی لذّت کی انتہا ہے اور چونکہ جنت میں ہر شخص کو من چاہی نعمتیں ملیں گی تو جو دیدارِ الٰہی کے سوا کوئی خواہش نہیں کرے گا اسے اس کے علاوہ میں لذّت نہیں ملے گی بلکہ ممکن ہے اس کی وجہ سے اذیّت محسوس کرے۔

گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ جنتی نعمتیں اسی قدر ملتی ہیں جس قدر محبتِ الٰہی ہو اور محبتِ الٰہی بقدرِ معرفتِ الٰہی کے ہوتی ہے لہٰذا ہر سعادت کی اصل وہ معرفت ہے جس کو شریعت میں ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ایک اشکال اوراس کا جواب:

اگر لذّتِ معرفت کی طرف لذّتِ دیدار کی کچھ نسبت ہے تو قلیل ہے اگرچہ وہ معرفت کی نسبت کئی گنا زیادہ ہو کیونکہ دنیا میں لذّتِ معرفت بہت ضعیف ہے لہٰذا اس کا دوچند ہونا اس حد کو نہیں پہنچائے گا جس کے سامنے جنت کی نعمتیں حقیر معلوم ہوں۔

جواب: جان لیجئے: لذّتِ معرفت کو حقیر سمجھنا اُس سے صادر ہو سکتا ہے جو معرفت سے خالی ہو تو جو معرفت سے خالی ہے وہ اس کی لذّت کیسے پاسکتا ہے؟ اور اگر کسی کی معرفت کمزور ہو لیکن اس کا دل دنیاوی علائق سے بھرا ہوا ہو تو وہ لذّتِ معرفت کیسے پائے گا؟ جبکہ حقیقی عارفین کو معرفت، فکر اور مناجاتِ الٰہی میں ایسی لذّتیں ملتی ہیں کہ اگر انہیں ان کے بدلے جنتی لذّتیں پیش کی جائیں تو وہ ان لذّتوں کو جنتی لذّتوں سے تبدیل نہیں کریں گے۔ پھر یہ لذّتِ معرفت کمال کے باوُجود لذّتِ دیدارِ الٰہی کے ساتھ کچھ نسبت نہیں

Go To Index

رکھتی جس طرح خیالِ معشوق کی لذّت کو اس کے دیدار سے کوئی نسبت نہیں ہوتی اور نہ ہی پسندیدہ کھانوں کو سونگھنے کی لذّت ان کو چکھنے کی لذّت سے کچھ نسبت رکھتی ہے اور نہ ہی ہاتھ کے ساتھ چھونے کی لذّت کو جماع کی لذّت کے ساتھ کوئی نسبت ہے۔

لذّتِ دیدار میں تفاوت کے اسباب:

بیان کردہ دونوں لذّتوں کے درمیان عظیم تفاوت کو مثال کے بغیر ظاہر کرنا ممکن نہیں پس ہم کہتے ہیں کہ دنیا میں دیدارِ معشوق کی لذّت چند اسباب سے متفاوت ہوتی ہے:

☆... **جمالِ معشوق کا کامل اور ناقص ہونا:** کیونکہ لازمی طور پر کامل جمال والے کی طرف دیکھنے کی لذّت زیادہ ہوتی ہے۔

☆... **قوتِ محبت، عشق اور خواہش کا کامل ہونا:** کیونکہ قوی عشق والے کو جو لذّت ملتی ہے وہ کمزور خواہش اور محبت والے کو نہیں ملتی۔

☆... **کمالِ ادراک:** کیونکہ معشوق کو اندھیرے میں یا باریک پردے کی آڑ سے یا دور سے دیکھنے میں ویسی لذّت نہیں ہوتی جیسی لذّت اس کو قریب سے بغیر پردے کی آڑ کے اور خوب روشنی میں دیکھنے سے ہوتی ہے۔ اسی طرح کپڑا حائل ہونے کی صورت میں ہمبستری کی وہ لذت نہیں ہوتی جو حالتِ برہنگی میں ہوتی ہے۔

☆... **دل کو پریشان اور تشویش میں ڈالنے والے اُمور کا نہ ہونا:** کیونکہ جو لذّت ایک صحیح البدن، فارِغُ الْبال اور شَواغِل سے خالی نوجوان کو معشوق کی طرف دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے وہ خوف زدہ، مریض، درد میں مبتلا یا مشغولُ الْقَلب شخص کو حاصل نہیں ہوتی۔

ایک فرضی مثال:

فرض کرو ایک عاشق ہے جس کا عشق کمزور ہے وہ اپنے معشوق کو باریک پردے کے پیچھے سے دور سے دیکھتا ہے اس طرح کہ اس کی صورت منکشف نہیں ہوتی ایسی حالت میں اس پر بچھو اور بھڑیں جمع ہیں جو اس کو کاٹ رہے ہیں اور اذیت پہنچا رہے ہیں اور اس کے دل کو مشغول کرتے ہیں، ایسی حالت میں بھی وہ اپنے معشوق کے دیدار کی کچھ نہ کچھ لذّت پاتا ہے اگر یکایک اس پر ایسی حالت طاری ہو جائے جس کے سبب پردہ دور ہو

Go To Index

جائے، روشنی خوب پھیل جائے اور تمام موذی جانور اس سے دور ہو جائیں اور یہ صحیح اور فارغ البال ہو جائے اور اس پر قوی شہوت اور شدتِ عشق اس طرح چھا جائے کہ انتہا کو پہنچ جائے تو غور کرو اس کی لذّت کتنی بڑھے گی حتّٰی کہ اس کی پہلی حالت کو اس کے ساتھ کوئی نسبت نہیں رہے گی ، اسی طرح لذّتِ دیدار کی نسبت لذّتِ معرفت کی طرف سمجھو۔ پس باریک پردہ بدن کی مثال ہے اور شواغِلِ بدنیہ، بچھو اور بھڑیں ان خواہشات کی مثالیں ہیں جو انسان پر مسلّط ہیں جیسے بھوک، پیاس، غصہ، غم اور رنج وغیرہ اور ضعفِ شہوت و محبت دنیا میں نفس کی کوتاہی اور مَلاءِ اعلیٰ کی طرف شوق کی کمی اور اَسْفَلُ السّٰفِلِیْن کی طرف میلان کی مثال ہے جیسے بچہ لذّتِ ریاست ملاحظہ کرنے سے قاصر ہوتا ہے اور اس کی توجہ پرندوں کے ساتھ کھیلنے کی طرف ہوتی ہے۔ عارف کی معرفت اگرچہ دنیا میں قوی ہو لیکن پھر بھی ان شواغل سے خالی نہیں ہوتا اور نہ ان شواغل سے بالکل خالی ہونا ممکن ہے۔ ہاں بعض اوقات یہ مشاغل اور رکاوٹیں بعض صورتوں میں کمزور ہو جاتے ہیں اور دائمی نہیں رہتے تو بلاشبہ جمالِ معرفت اس طرح چمکتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے اور اس کی لذّت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ اس زیادتی کی وجہ سے دل پھٹنے کے قریب ہو جاتا ہے لیکن اس حالت میں بجلی کی چمک کی مانند ہمیشگی بہت کم ہوتی ہے بلکہ ایسے شواغل، فکریں اور خیالات عارض ہوتے ہیں جو عارف کو پریشان اور اس کی زندگی کو بے مزہ کر دیتے ہیں، اچھی زندگی تو موت کے بعد ہی ہے اور حدیث کی رُو سے عیش تو آخرت کی عیش ہے۔

سچی زندگی اور افضل ترین سعادت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ (۶۴) (پ۲۱، العنکبوت: ۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے۔

اور جو اس درجے کو پہنچ جاتا ہے وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اسی لئے وہ موت کو بھی پسند کرتا ہے اور معرفت میں کمال پانے کی اُمید کی وجہ سے ہی موت کو ناپسند کرتا ہے کیونکہ معرفت بیج کی طرح ہے اور معرفت کے سمندر کا کوئی کنارہ نہیں اس لئے ماہیّتِ جلالِ الٰہی کا احاطہ ناممکن ہے۔ جس قدر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات و صفات اور افعال و مملکت کے اَسرار کی معرفت زیادہ اور قوی ہوگی اسی قدر آخرت میں نعمتیں زیادہ اور

Go To Index

بڑی ہوں گی جیسا کہ اگر بیج کثیر اور اچھا ہو تو کھیتی زیادہ اور اچھی ہوتی ہے اور اس بیج کو دنیا میں ہی حاصل کیا جاسکتا ہے اور اسے دل کی کھیتی میں بویا اور آخرت میں کاٹا جاسکتا ہے۔

رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اَفْضَلُ السَّعَادَاتِ طُوْلُ الْعُمْرِفِیْ طَاعَۃِ اللہِ یعنی سب سے افضل سعادت اطاعتِ الٰہی میں بسر ہونے والی لمبی عمر ہے۔''[45]

کیونکہ معرفت میں کمال، کثرت اور وسعت اسی وقت ممکن ہے جب عمر لمبی ہو، فکر اور مجاہدے پر ہمیشگی و پابندی ہو، دنیاوی علائق سے الگ ہو اور طلبِ معرفت کے لئے خلوت ہو۔ ان تمام اُمور کے لئے لازمی طور پر وقت درکار ہوتا ہے تو جو شخص موت کو محبوب سمجھتا ہے اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو معرفت کے اس انتہائی مقام پر پہنچا ہوا دیکھتا ہے جس کی اسے توفیق دی گئی ہوتی ہے اور جو موت کو ناپسند کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ لمبی عمر کی وجہ سے زیادتیِ معرفت کی امید رکھتا ہے اور درازیٔ عمر کی صورت میں اس کی قوت جس چیز کی متحمل ہو سکتی ہے اس سے خود کو قاصر سمجھتا ہے اور اہْلِ معرفت کے ہاں موت کو ناپسند اور محبوب سمجھنے کا یہی سبب ہے اور جہاں تک باقی ساری مخلوق کا تعلق ہے تو ان کی نظریں دنیاوی خواہشات تک محدود ہوتی ہیں اگر دنیا وسیع ہو تو باقی رہنا پسند کرتے اور اگر تنگ ہو تو موت کی تمنا کرتے ہیں اور یہ دونوں باتیں محرومی اور خسارے کی ہیں اور ان کا سبب جہالت اور غفلت ہے۔ پس ہر شقاوت کی جڑ جہالت اور غفلت ہے جبکہ ہر سعادت کی بنیاد علم اور معرفت ہے۔

جو گفتگو ہم نے ذکر کی اس سے تم محبت اور عشق کے معنی سمجھ گئے کہ محبت کی زیادتی اور پختگی کو عشق کہتے ہیں اور لذّتِ معرفت، رویت اور لذّتِ رویت کا معنی بھی سمجھ گئے اور تم یہ بھی سمجھ گئے کہ اربابِ عقل و کمال کے نزدیک لذّتِ دیدار تمام تر لذّات سے بڑھ کر لذیذ ہے اگرچہ اہْلِ نقصان کے نزدیک ایسا نہ ہو جس طرح لذّتِ ریاست بچوں کے نزدیک کھانوں کی لذّت سے بڑھ کر نہیں ہوتی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار آنکھ سے ہوگا:

آخرت میں دیدارِ الٰہی کا محل دل ہو گا یا آنکھ ہو گی؟ جان لیجئے کہ لوگوں کا اس بارے میں اختلاف ہے

45... سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی طول العمر للمؤمن، ۴/۱۴۷، حدیث: ۲۳۳۶، مفھومًا

Go To Index

لیکن اہلِ بصیرت نہ تو اس کی طرف توجہ کرتے ہیں اور نہ اس میں غور وفکر کرتے ہیں بلکہ عقلمند پھل کھاتا ہے پیڑ کے بارے میں سوال نہیں کرتا اور جو اپنے محبوب کو دیکھنے کی خواہش رکھتا ہو اس کا عشق اس بات کی طرف توجہ دینے سے اس کو باز رکھتا ہے کہ محبوب کا دیدار آنکھ سے ہوگا یا پیشانی سے؟ بلکہ اس کی غرض دیدارِ محبوب اور اس کی لذّت ہے چاہے وہ آنکھ سے حاصل ہو یا کسی دوسرے عضو سے۔ کیونکہ آنکھ تو ایک محل اور ظرف ہے نہ یہ دیکھتی ہے اور نہ اس کا کوئی اعتبار ہے اور اس میں حق بات یہ ہے کہ قدرتِ اَزَلِیَّہ وسیع ہے، اس لئے ہمیں قدرت پر یہ حکم لگانا جائز نہیں کہ دونوں (آنکھ اور دل) میں سے ایک رویت سے قاصر ہے (بلکہ رُویت دونوں سے ہو سکتی ہے) یہ جواز کی صورت ہے۔ بہر حال آخرت میں دونوں جائز صورتوں میں سے واقع کون سی ہوگی تو یہ شارع عَلَیْہِ السَّلَام سے سنے بغیر معلوم نہیں ہو سکتی اور حق وہی ہے جو شرعی دلائل کی روشنی میں اہل سنت وجماعت کے لیے ظاہر ہوا کہ **"دیدارِ الٰہی آنکھ سے ہوگا۔"**[46] لفظ رویت، نظر اور شریعت میں وارد تمام الفاظ سے ان کے ظاہری معنٰی ہی مراد ہوتے ہیں کیونکہ لفظ کو بغیر ضرورت کے ظاہری معنٰی سے دوسری طرف پھیرنا جائز نہیں۔ وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ (اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے)

چھٹی فصل: محبتِ الٰہی کو پختہ کرنے والے اسباب کا بیان

جان لیجئے کہ سب سے زیادہ سعادت مند شخص آخرت میں وہ ہوگا جس کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت سب سے زیادہ قوی ہوگی کیونکہ آخرت کا مطلب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور سعادتِ دیدار سے مشرف ہونا ہے اور محب کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے جب وہ دیرینہ شوق کے بعد محبوب کے پاس جائے تو اس کے لئے کوئی روک ٹوک نہ ہو اور اِنقطاع کے خوف کے بغیر وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دائمی دیدارِ محبوب پر قادر ہو مگر یہ لذّت قوتِ محبت کے بقدر ہوگی تو جیسے جیسے محبت زیادہ ہوگی لذّت میں بھی اضافہ ہوگا اور بندہ دنیا میں ہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت حاصل کر سکتا ہے اور اصْلِ محبت سے تو کوئی مومن خالی نہیں کیونکہ اصْلِ معرفت اس سے جدا نہیں ہوتی لیکن جہاں تک تعلق ہے فرطِ محبت اور غلبۂ محبت کا حتّٰی کہ یہ فریفتگی کی اس حد کو پہنچ جائے جسے عشق کہتے ہیں تو اکثر لوگ اس سے خالی ہیں۔

46...بخاری، کتاب الاذان، باب فضل السجود، ۱/۲۸۱، حدیث:۸۰۶

Go To Index

حصولِ عشق کے دو سبب

پہلا سبب:

دنیاوی علائق سے الگ ہونا اور دل سے غیر اللہ کی محبت نکال دینا کیونکہ دل کی مثال برتن کی سی ہے کہ جب تک اس سے پانی نہیں نکالا جائے گا تب تک سرکہ ڈالنے کی گنجائش نہیں ہو گی۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ ۚ (پ۲۱،الاحزاب:۴) ترجمۂ کنزالایمان: **اللہ** نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے۔

اور کمالِ محبت اس میں ہے کہ اپنے پورے دل سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو چاہے اور جب تک غیر کی طرف توجہ کرے گا تو اس کے دل کا ایک زاویہ غیر کے ساتھ مشغول رہے گا لہذا جس قدر غیر اللہ کے ساتھ مشغول ہو گا اسی قدر محبّتِ الٰہی میں کمی ہو گی کیونکہ جس قدر پانی برتن میں باقی رہتا ہے اسی قدر سرکہ کم اُنڈیلا جاتا ہے اور اسی فراغت اور خلوت کی طرف قرآنِ پاک میں یوں اشارہ کیا گیا ہے:

قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ (پ۷،الانعام:۹۱) ترجمۂ کنزالایمان: **اللہ** کہو پھر انہیں چھوڑ دو ان کی بیہودگی میں۔

نیز ارشاد فرمایا گیا:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (پ۲۶،الاحقاف:۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا ربّ **اللہ** ہے پھر ثابت قدم رہے۔

بلکہ تم جو یہ کہتے ہو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا الله'' اس کا بھی یہی معنی ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ کے سوا کوئی معبود اور محبوب نہیں۔ کیونکہ ہر محبوب معبود ہوتا ہے اس لئے کہ عَبْد مُقَیَّد ہوتا ہے اور مقید بہ (یعنی مقید جس کی قید میں ہو وہ) معبود ہوتا ہے اور ہر محب اپنے محبوب کی قید میں ہوتا ہے جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ (پ۱۹،الفرقان:۴۳)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنے جی کی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا۔

اور سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَبْغَضُ اِلٰهٍ عُبِدَ فِی الْاَرْضِ

Go To Index

اَلْھَوٰی یعنی زمین پر پوجا جانے والا سب سے بُرا معبود خواہشِ نفس ہے۔“[47]

اسی لئے پیارے آقا، دوعالَم کے داتا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ یعنی جس نے اخلاص کے ساتھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔“[48]

اور اخلاص کا معنٰی یہ ہے کہ وہ اپنے دل کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے خالص کرے کہ اس میں غیر کی شرکت باقی نہ رہے اور اس کے دل کا محبوب، معبود اور مقصود فقط **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہو اور جس کا حال یہ ہوتا ہے دنیا اس کے لئے قید ہوتی ہے کیونکہ یہ مشاہدۂ محبوب سے رکاوٹ ہوتی ہے اور اس کی موت قید سے خلاصی اور محبوب کے پاس جانے کا ذریعہ ہے تو جس کا ایک ہی محبوب ہو اور وہ اس کا دیرینہ مشتاق ہو پھر عرصہ دراز سے قید میں بھی ہو اب جو قید سے چھوٹے اور لقائے محبوب پر قادر ہو اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے امن چین میں رہے تو اس کا حال کتنا اچھا ہو گا۔

محبَّتِ دنیا محبَّتِ الٰہی کو کمزور کرتی ہے:

دلوں میں محبَّتِ الٰہی کے کمزور ہونے کا ایک سبب محبتِ دنیا کی پختگی ہے اور اس میں اہل، مال، اولاد، اَقارب، جائیداد، چوپائے، باغات اور تفریحی مقامات کی محبت بھی شامل ہے حتّٰی کہ جو شخص پرندوں کی خوش آوازی اور نسیمِ سحر کے جھونکوں سے لطف اندوز ہوتا ہے وہ بھی دنیاوی نعمتوں کی طرف متوجہ ہے جس کی وجہ سے وہ محبَّتِ الٰہی میں کمی کے درپے ہوتا ہے تو جس قدر دنیا سے مانوس ہوگا اسی قدر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اُنسیّت کم ہوگی اور جس قدر انسان کو دنیا میں دیا جاتا ہے اسی قدر آخرت میں سے کم کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح انسان مشرق کے جتنا قریب آئے گا لازمی طور پر اتنا ہی مغرب سے دور ہو جائے گا اور جتنا اس کی ایک بیوی کا دل خوش ہوتا ہے اتنا ہی اس کی سَوتن کا دل تنگ ہوتا ہے اور دنیا اور آخرت دو سوتنیں ہیں اور دونوں مشرق اور مغرب کی طرح ہیں اور اہلِ دل کے لئے یہ بات یقینی طور پر آنکھ کے مشاہدے سے بھی زیادہ واضح اور منکشف ہوتی ہے۔

47... المعجم الکبیر، ۸/ ۱۰۳، حدیث: ۷۵۰۲، تحت ظل السمآء۔

الکامل فی ضعفاء الرجال، ۳/ ۵۲۲، الرقم: ۶۱۸، تحت ظل السمآء، خَصِیْب بن جَحْدر البصری

48... المعجم الکبیر، ۵/ ۱۹۷، حدیث: ۵۰۷۴

Go To Index

دل سے حُبِّ دنیا ختم کرنے کی صورت زُہد کے راستے پر چلنا اور صبر اختیار کرنا ہے اور خوف و امید کی لگام سے ان دونوں (زُہد اور صبر) کا مطیع ہونا ہے۔ پس جو مقامات ہم نے ذکر کئے جیسے توبہ، صبر، زُہد، خوف اور رَجا (امید) وغیرہ یہ مقدمات ہیں تا کہ ان کے ذریعے محبت کے دو ارکان میں سے ایک کو حاصل کیا جاسکے اور وہ دل کو غیر اللہ سے خالی کرنا ہے۔ اس کی ابتدا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ، یومِ آخرت، جنت اور جہنم پر ایمان لانا ہے پھر اس سے خوف و رَجا پیدا ہوتے ہیں اور پھر ان دونوں سے توبہ اور خوف و رَجا پر صبر کا ظہور ہوتا ہے۔ پھر یہ صبر دنیا، مال، مرتبہ اور تمام دنیاوی فوائد سے بے رغبتی اختیار کرنے کی طرف لے جاتا ہے حتّٰی کہ ان تمام باتوں کی وجہ سے دل صرف غیر اللہ کی محبت سے پاک ہوتا ہے، اس کے بعد دل میں معرفتِ الٰہی اور محبت خداوندی آنے کی گنجائش ہو جاتی ہے۔ پس یہ تمام اُمور قلبی طہارت کے مقدمات ہیں اور طہارتِ قلبی محبت کے دو ارکان میں سے ایک ہے اور حُضور اکرم، نورِ مجسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان: ''اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَان یعنی طہارت ایمان کا حصہ ہے۔''[49] میں اسی کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ ہم **"طہارت کے بیان"** کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔

دوسرا سبب:

محبَّتِ الٰہی کے پختہ ہونے کا دوسرا سبب معرفَتِ الٰہی کی پختگی، وسعت اور اس کا دل پر غالب ہونا ہے اور یہ دل کو تمام دنیاوی مشاغل اور علائق سے پاک کرنے کے بعد ہوتا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے زمین کو گھاس وغیرہ سے صاف کرنے کے بعد اس میں بیج ڈالا جائے یہ محبت کا دوسرا رکن ہے پھر اس بیج سے محبت اور معرفت کا درخت پیدا ہوتا ہے اور یہی پاکیزہ کلمہ ہے جس کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے یہ مثال بیان فرمائی:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ (۲۴) (پ۱۳، ابراھیم: ۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: **اللہ** نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں۔

ایک جگہ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ (پ۲۲، فاطر: ۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے۔

49... مسلم، کتاب الطھارۃ، باب فضل الوضوء، ص ۱۴۰، حدیث: ۲۲۳

Go To Index

یہاں پاکیزہ کلام سے مراد معرفت ہے۔ پس عملِ صالح اس معرفت کے حق میں جمال اور خادم کی طرح ہے اور ہر عملِ صالح اوّلاً دل کو دنیا سے پاک کرنے پھر اس کی پاکی کو باقی رکھنے کے لئے ہے، عمل صرف اس معرفت کے لئے مقصود ہوتا ہے اور رہا عمل کی کیفیت کا علم تو وہ عمل کے لئے مطلوب ہوتا ہے، لہٰذا علم اوّل بھی ہے اور آخر بھی۔

اوّل علم مُعاملہ ہے جس سے عمل مقصود ہوتا ہے اور معاملہ یعنی عمل کی غرض قلبی صفائی اور پاکی ہے تاکہ اس میں تَجَلِّیِ حق واضح ہو اور عِلْمِ معرفت سے آراستہ ہو اور یہ عِلْمِ مُکاشَفہ ہے۔ پھر جب یہ معرفت حاصل ہو جائے گی تو اس کے بعد محبت لازمی طور پر ہو گی جس طرح ایک معتدل مزاج شخص جب کوئی خوبصورت چیز دیکھے اور ظاہری آنکھوں سے اس کا اِدراک کرے تو اس سے محبت کرے گا اور اس کی طرف مائل ہو گا اور جب اس سے محبت کرے گا تو لذّت حاصل ہو گی۔ پتا چلا کہ محبت کے پیچھے لذّت ضرور ہوتی ہے اور معرفت کے بعد محبت ضرور ہوتی ہے اور دل سے تمام دنیاوی مشاغل ختم کرنے کے بعد اس معرفت تک خالص فکر، دائمی ذکر، طلب کی انتہائی جستجو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات وصفات، زمین وآسمان کے ملکوت اور اس کی تمام مخلوق میں دائمی غور وفکر کے ذریعے ہی پہنچا جا سکتا ہے۔

درجۂ معرفت تک پہنچنے والوں کی اقسام:

اس مرتبے تک پہنچنے والوں کی دو اقسام ہیں:(۱)...قوی (۲)...ضعیف۔ **قوی** سب سے پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت حاصل کرتے ہیں پھر معرفتِ الٰہی کے ذریعے مخلوق کو پہچانتے ہیں اور **ضعیف** پہلے افعال کی معرفت کرتے ہیں پھر افعال سے فاعل کی طرف ترقی کرتے ہیں۔ پہلی قسم کی طرف اِن دو فرامین باری تعالٰی میں اشارہ ہے:

...(1)

اَوَلَمْ یَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ(۵۳) (پ۲۵، حم سجدۃ:۵۳)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں۔

...(2)

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (پ۳، اٰل عمرٰن:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

Go To Index

کسی عارف سے پوچھا گیا کہ "آپ نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو کیسے پہچانا؟" تو انہوں نے اسی لحاظ سے جواب دیا: "میں نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے ہی پہچانا ہے اگر میرا ربّ عَزَّوَجَلَّ نہ ہوتا تو میں اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو نہ پہچان سکتا۔"

دوسری قسم کی طرف درج ذیل آیاتِ مُبارَکہ میں اشارہ ہے:

(1)... سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ (پ۲۵، حم سجدۃ:۵۳)

ترجمۂ کنزالایمان: ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود ان کے آپے میں یہاں تک کہ ان پر کُھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے۔

(2)... اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ۹، الاعراف:۱۸۵)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا انہوں نے نگاہ نہ کی آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں۔

(3)... قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ (پ۱۱، یونس:۱۰۱)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ دیکھو آسمانوں اور زمین میں کیا کیا ہے۔

(4)... الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ (۳) ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ (۴) (پ۲۹، الملک:۳ تا۴)

ترجمۂ کنزالایمان: جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر دوسرا تو رحمٰن کے بنانے میں کیا فرق دیکھتا ہے تو نگاہ اٹھا کر دیکھ تجھے کوئی رخنہ (خرابی وعیب) نظر آتا ہے پھر دوبارہ نگاہ اٹھا نظر تیری طرف ناکام پلٹ آئے گی تھکی ماندی۔

یہی راستہ اکثر لوگوں پر آسان ہے اور اسی میں سالکین کے لیے زیادہ وسعت ہے اور قرآن کریم بھی اکثر اسی کی دعوت دیتا ہے جیسا کہ کثیر آیات میں تدبُّر، تفکر اور عبرت پکڑنے کا حکم ہے۔

Go To Index

ایک سوال اوراس کا جواب:

اگر تم کہو کہ بیان کردہ دونوں طریقے مشکل ہیں، لہٰذا ہمیں کوئی ایسی صورت بتائی جائے جس سے معرفتِ الٰہی میں مدد ملے اور محبتِ خداوندی تک پہنچا جاسکے ؟

جواب: اعلیٰ طریقہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی معرفت سے تمام مخلوق کی معرفت حاصل کرنا ہے لیکن یہ بہت پیچیدہ ہے اور اس بارے میں گفتگو کرنا اکثر لوگوں کی سمجھنے کی حد سے خارج ہے۔ عقلیں اس کو سمجھنے سے صرف اس لئے قاصر ہیں کیونکہ لوگوں نے تدبر کو چھوڑرکھا ہے۔ دنیاوی خواہشات اور نفسانی لذّات میں مشغولیت ہے اور اس کو بیان کرنے سے یہ بات رکاوٹ ہے کہ یہ گفتگو بہت وسیع اور زیادہ ہے اور اس کے ابواب اتنے پھیلے ہوئے ہیں کہ حد اور شمار سے باہر ہیں کیونکہ آسمانوں کی بلندیوں سے لے کر زمین کی گہرائیوں تک ہر ذرے میں عجائبات اور نشانیاں ہیں جو اس ذاتِ کریم کی کمالِ قدرت وحکمت اور اس کے انتہائی جلال وعظمت پر دلالت کرتے ہیں اور ذَرّات بے انتہاہیں۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ (پ۱۶،الکھف:۱۰۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرمادو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔

حصولِ معرفت کاآسان طریقہ:

لہٰذا اس میں غور وفکر کرنا عُلومِ مکاشَفہ کے سمندروں میں غوطہ لگانا ہے اور علومِ معاملہ کے طفیلی کی حیثیت سے اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا لیکن مختصر طور پر ایک مثال کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے تاکہ اس کی جنس پر تنبیہ ہو جائے۔ چونکہ بیان کردہ دونوں طریقوں میں سے آسان طریقہ افعال کی طرف نظر کرنا ہے اس لئے ہم اعلیٰ طریقے سے صرفِ نظر کرتے ہوئے آسان طریقے کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔

سورج کا حجم اوراس کا مکان:

افعالِ الٰہیہ کثیر ہیں تو ہم ان میں سے سب سے کم تر، خفیف اور چھوٹے فعل کو تلاش کرکے اس میں

Go To Index

نظر کرتے ہیں۔ چنانچہ ملائکہ اورآسمانوں کی سلطنت کے اعتبار سے مخلوقات میں سب سے کم تر زمین اور اس کے اوپر پائی جانے والی چیزیں ہیں کیونکہ اگر تم زمین کو اس کے جسم اور حجم کے اعتبار سے دیکھو تو سورج کم حجم نظر آنے کے باوجود زمین سے ایک سو ساٹھ گنا سے زیادہ بڑا ہے تو غور کرنا چاہئے کہ سورج کی بنسبت زمین کس قدر چھوٹی ہے۔ پھر جس فلک میں سورج مرکوز ہے اس کی نسبت سورج کا چھوٹا ہونا دیکھو کیونکہ سورج کو فلک کے ساتھ کوئی نسبت نہیں حالانکہ یہ چوتھے آسمان میں ہے اور چوتھا آسمان اپنے سے اوپر آسمانوں کی نسبت چھوٹا ہے۔ پھر ساتوں آسمان کرسی کی نسبت ایسے ہیں جس طرح میدان میں کوئی ذرہ پڑا ہو یہی نسبت کرسی کو عرش کے ساتھ ہے۔

سمندر کے مقابلے میں خشکی کی مثال:

یہ باعتبار حجم کے ان کے ظاہری اجسام کی طرف نظر کرنا ہوا اور تمام زمین ان کی بنسبت کتنی حقیر ہے بلکہ سمندروں کی بنسبت بھی زمین کتنی چھوٹی ہے اس کے متعلق مروی ہے کہ ”اَلْاَرْضُ فِی الْبَحْرِ کَالْاِصْطَبْلِ فِی الْاَرْضِ یعنی زمین سمندر کی نسبت ایسے ہے جیسے زمین کے مقابلے کوئی اصطبل ہو۔“

تجربہ اور مشاہدہ سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ معلوم ہوا زمین کا جو حصہ پانی سے باہر ہے اس کو تمام کرۂ اَرض کے ساتھ وہ نسبت ہے جو ایک چھوٹے سے جزیرے کو تمام خشکی کے ساتھ ہے۔ پھر آدمی کو دیکھو جو مٹی سے پیدا کیا گیا اور مٹی زمین کا ایک جز ہے اور اسی طرح تمام حیوانات کہ زمین کی نسبت کس قدر چھوٹے ہیں۔

مچھر کی تخلیق میں عجائبات:

تم بیان کردہ ان سب چیزوں کو بھی جانے دو اور حیوانات میں جس کو ہم سب سے چھوٹا سمجھتے ہیں وہ مچھر اور شہد کی مکھی وغیرہ ہیں۔ مچھر کے چھوٹے سے جسم کی طرف دیکھو اور عقلِ حاضر و فکرِ صافی کے ساتھ اس میں غور کرو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کو کس طرح سب سے بڑے جانور ہاتھی کی شکل پر پیدا فرمایا کہ ہاتھی کی طرح اس کی بھی ایک سونڈ بنائی اور چھوٹی سی شکل ہونے کے باوجود اس کے لئے وہ تمام اعضاء پیدا کئے جو ہاتھی کے لیے پیدا کئے اور اسے دو پَر زیادہ دیئے۔ غور کرو! اس کے ظاہری اعضاء کو کس طرح تقسیم کیا کہ

Go To Index

اس کے پر اُگائے، اس کے ہاتھ اور پاؤں نکالے، اس کے کان اور آنکھیں پیدا کیں اور باقی تمام حیوانات کی طرح اس کے اندر بھی غذا کے اعضاء اور آلات کی تدبیر فرمائی اور تمام حیوانات کی طرح اس میں بھی قوتِ غاذِیہ، جاذِبہ، دافِعہ، ماسِکہ اور ہاضمہ پیدا فرمائی۔ یہ تو شکل و صورت اور صفات کا معاملہ تھا پھر یہ دیکھو کہ کیسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے اس کی غذا کی راہ بتائی اور اس کو پہچان دے دی کہ اس کی غذا انسانی خون ہے۔ پھر یہ دیکھو کہ اُس نے کس طرح آدمی تک پہنچنے کے لئے اس میں اُڑنے کی قوت پیدا کر دی، کیسے اس کی لمبی اور نوکیلی تھوتھنی بنائی، کیسے اس کو انسانی کھال کے مَساموں کی راہ بتائی کہ ان میں سے کسی ایک میں اپنی سونڈ رکھے۔ پھر اس کو کیسی قوت دی کہ مسام میں اپنی سونڈ پیوست کر دیتا ہے اور کیسے اس کو خون چوسنے اور پینے کا طریقہ بتا دیا اور سونڈ کو باریک ہونے کے باوجود کس طرح کھوکھلا پیدا کیا کہ اس کے ذریعے خون پتلا ہو کر اس کے پیٹ میں پہنچتا ہے اور تمام اجزاء میں پھیل کر اس کو غذا دیتا ہے۔ پھر کیسے اس کو بتا دیا کہ انسان اپنے ہاتھ سے اس کو مارنا چاہتا ہے تو بھاگنے کا حیلہ سکھا دیا اور اس کے اسباب بھی عطا کر دیئے۔ اس کے کان بنائے جن سے وہ ہاتھ کے دور ہونے کے باوجود اس کی ہلکی سی حرکت بھی سن لیتا ہے اور خون چوسنا چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے، پھر جب ہاتھ ٹھہر جاتا ہے تو دوبارہ آ جاتا ہے۔

مچھر اور دیگر حیوانات کی آنکھوں میں فرق:

پھر غور کرو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کیسے اس کی آنکھوں کے دو ڈھیلے بنائے کہ وہ اپنی غذا کی جگہ دیکھ لیتا ہے اور چہرہ چھوٹا ہونے کے باوجود اس جگہ کا قصد کرتا ہے اور دیکھو کہ ہر چھوٹے جانور کی آنکھ کا ڈھیلا چھوٹے ہونے کی وجہ سے پپوٹوں کا متحمل نہیں ہوتا اور پپوٹے ڈھیلوں کے لئے خس و خاشاک سے صفائی کا آلہ ہیں لہٰذا مچھر اور مکھی کے دو بازوں بنا دیئے تو تم ہمیشہ مکھی کو اپنے دونوں بازوؤں سے اپنے ڈھیلے صاف کرتے دیکھو گے۔

انسان اور بڑے جانوروں کے ڈھیلوں کے لئے پپوٹے پیدا کئے کہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں اور ان کے کنارے باریک بنائے تا کہ جو غبار ڈھیلے پر آئے اس کو جمع کر کے پلکوں کے کناروں پر پھینک دیں اور پلکیں سیاہ بنائیں تا کہ آنکھ کی روشنی مجتمع رہے، دیکھنے میں مدد دیں، آنکھ کی صورت کو حسین بنائیں اور

Go To Index

گرد وغبار کے وقت ان پر جال بن جائیں، اسی لئے پلکوں کے جال کے پیچھے سے نظر آتا ہے اور یہ جال گرد و غبار کو آنکھ میں داخل ہونے سے روکتا ہے لیکن دیکھنے میں رُکاوٹ نہیں بنتا۔ انسان کے برعکس مچھر کے دو صاف شفاف ڈھیلے بغیر پپوٹوں کے بنائے اور دونوں ہاتھوں سے صاف کرنے کا طریقہ بھی اس کو سکھا دیا اور چونکہ اس کی بصارت میں ضعف ہوتا ہے اس لئے چراغ پر گر پڑتا ہے لہٰذا دن کی روشنی تلاش کرتا ہے اور جب یہ بیچارہ رات میں چراغ کی روشنی دیکھتا ہے تو خود کو کسی تاریک گھر میں خیال کرتا ہے اور چراغ کو روشن دان سمجھتا ہے جو تاریک مکان سے روشنی کی طرف نکالا گیا ہے۔ وہ روشنی کی طلب میں خود کو مسلسل چراغ پر گراتا رہتا ہے جب وہ چراغ سے آگے گزرتا ہے اور اندھیرا پاتا ہے تو گمان کرتا ہے کہ وہ روشن دان کو نہیں پاسکا اور اس کی سیدھ میں نہیں گیا اس لئے دوبارہ چراغ کی طرف لوٹتا ہے حتّٰی کہ جل جاتا ہے۔

مچھر کی جہالت سے بڑی جہالت:

شاید تم گمان کرو کہ یہ فعل اس کے نقصان اور جہالت کی وجہ سے ہے تو یاد رکھو کہ انسان کی جہالت اس کی جہالت سے بڑھ کر ہے بلکہ دنیاوی خواہشات پر گرنے میں آدمی کی صورت ویسی ہی ہے جیسی پروانے کی صورت آگ میں گرنے کی ہے کیونکہ آدمی کے لئے خواہشات کی روشنی ظاہری صورت کے اعتبار سے چمکتی ہے اور اس کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے نیچے زہر قاتل ہے تو وہ اپنے نفس کو مسلسل اس پر گراتا رہتا ہے حتی کہ ان خواہشات میں ڈوب جاتا ہے اور ان کا اسیر بن کر ہمیشہ کے لئے ہلاک ہو جاتا ہے۔ اے کاش! آدمی کی جہالت پروانے جیسی ہوتی کیونکہ پروانہ ظاہری روشنی سے دھوکا کھا کر اگر جل جائے تو فی الحال اس کا قصہ تمام ہو گیا جبکہ آدمی تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یا مدتوں جہنم کی آگ میں رہے گا۔ اسی لئے رسولِ اکرم، شفیع مُعَظَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِنِّیْ مُمْسِكٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَ اَنْتُمْ تَتَهَافَتُوْنَ فِيْهَا تَهَافُتَ الْفِرَاشِ یعنی میں تمہارا کمر بند پکڑے تمہیں آگ سے بچا رہا ہوں اور تم پروانوں کی طرح پے در پے آگ میں گرنا چاہتے ہو۔''[50]

یہ انتہائی چھوٹی مخلوق میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عجائبِ صنعت میں سے ایک کرشمہ ہے اور اس میں اتنے

50...بخاری، کتاب الرقاق، باب الانتهاء عن المعاصی، ۴/ ۲۴۳، حدیث: ۶۴۸۳
مسند البزار، مسند عمر بن الخطاب، ۱/ ۳۱۴، حدیث: ۲۰۴

Go To Index

عجائبات ہیں کہ اگر سب پہلے اور بعد والے لوگ مل کر اس کی گہرائی کا احاطہ کرنا چاہیں تو اس کی حقیقت تک پہنچنے سے عاجز رہیں اور اس کی ظاہری صورت کے واضح اور روشن اُمور پر بھی مطلع نہ ہو سکیں اور جہاں تک اس کے مخفی اُمور کا تعلق ہے اس پر تو صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات ہی باخبر ہے۔

شہد کی مکھی میں عجائبات:

پھر ہر حیوان اور پودے میں ایسے عجائبات ہیں جو اسی کے ساتھ خاص ہیں اور ان میں کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں مثلاً شہد کی مکھی اور اس میں موجود عجائبات کی طرف دیکھو کہ کیسے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ پہاڑوں، درختوں اور گھروں میں چھتے بناتی ہے اور کیسے اس کے لُعاب سے موم اور شہد نکلتا ہے۔ ان میں سے ایک کو روشنی کا ذریعہ اور دوسرے کو شفا بنایا۔ پھر اگر تم اس کی عجیب باتوں میں غور کرو کہ وہ صرف پھولوں اور کلیوں کا رس چوستی ہیں اور نجاست و گندگی سے اجتناب کرتی ہیں اور اپنے میں سے ایک (ملکہ مکھی) کی اطاعت کرتی ہیں جو جسمانی اعتبار سے بڑی ہوتی ہے اور وہی ان کی امیر ہوتی ہے۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی امیر کو اس بات کا پابند کیا ہے کہ وہ ان میں عدل وانصاف کرے حتی کہ اگر ان میں سے کوئی نجاست پر بیٹھتی ہے تو اس کو چھتّے کے دروازے پر ہی قتل کر دیا جاتا ہے۔ پس تم انتہائی تعجب کرو بشر طیکہ تم اپنی ذات میں غور وفکر کرنے والے اور اپنے پیٹ اور شرم گاہ کی فکروں سے فارغ ہو نیز اپنے ہم عصروں کے ساتھ عداوت اور مسلمان بھائیوں کے ساتھ محبت کرنے میں اپنے نفس کی خواہشات سے خالی ہو۔

شہد کا چھتّا مُسَدَّس کیوں ہوتا ہے؟

بیان کردہ سب باتوں سے قطع نظر اس بات پر غور کرو کہ وہ کیسے موم سے اپنا چھتا بناتی ہیں اور تمام اشکال میں سے مسدس شکل کو اختیار کرتی ہیں۔ وہ اپنا گھر گول، مُرَبَّع اور مُخَمَّس شکل میں نہیں بناتیں بلکہ مسدس شکل میں بناتی ہیں کیونکہ مسدس شکل کی ایک خاص وجہ ہے جس کا ادراک کرنے سے انجینئرز کی عقلیں بھی قاصر ہیں۔ وہ خاص وجہ یہ ہے کہ سب شکلوں سے وسیع اور جامع شکل دائرے کی اور جو اس کے قریب ہو اس کی ہے۔ اس لئے کہ مربع سے نکلنے والے زاویے بیکار ہوتے ہیں اور مکھی کی شکل گول اور لمبی ہوتی ہے

Go To Index

اس لئے مربع شکل کو چھوڑ دیا تاکہ زاویے خالی نہ رہ جائیں پھر اگر گول شکل میں گھر بناتی تو اس کے باہر ضائع رہ جانے والی کشادگی باقی رہتی کیونکہ گول شکلوں کو جب ملایا جائے تو وہ اتصال کے ساتھ جمع نہیں ہوتیں اور زاویوں والی اشکال میں کوئی شکل ایسی نہیں جو گنجائش میں گول شکل کے قریب ہو اور جب اس کو ملایا جائے تو کشادگی بھی نہ بچے سوائے مسدس کے اور یہ خاصیت اسی شکل کی ہے۔

غور کرو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے شہد کی مکھی کو اس کے چھوٹے ہونے کے باوُجود محض اس پر لُطف و کرم کرتے ہوئے ان چیزوں کے بارے میں کیسے بتا دیا جن کی اسے حاجت ہے تاکہ وہ چین سے رہے۔ تو اس حقیر سے حیوان میں قدرت کے ان کرشموں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو اور زمین وآسمان کی سلطنت کے عجائبات کو جانے دو کیونکہ جس قدر پر ہماری ناقص عقل کو رسائی ہوئی اس کی وضاحت کرنے میں عمریں گزر جائیں جبکہ ہمارے علم کو حضراتِ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور علمائے عظام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے علم کے ساتھ کوئی نسبت نہیں اور تمام مخلوق کے علم کو عِلْمِ الٰہی کے ساتھ کچھ نسبت نہیں بلکہ مخلوق جو کچھ جانتی ہے اس کو علمِ الٰہی کے سامنے علم بھی نہیں کہا جاسکتا۔

حاصل یہ کہ اس جیسی باتوں میں غور و فکر کرنے سے اس معرفت میں اضافہ ہوگا جو دونوں طریقوں میں سے آسان طریقے سے حاصل ہوتی ہے اور معرفت بڑھنے سے محبت بڑھتی ہے۔ پس اگر تم دیدارِ الٰہی کی سعادت کے طالب ہو تو دنیا کو پَسِ پُشت پھینک دو اور عمر بھر دائمی غور و فکر میں مُسْتَغْرَق ہو جاؤ۔ ممکن ہے تمہیں کچھ نہ کچھ مل جائے لیکن تم اس تھوڑی سی چیز کے بدلے میں ایسی بادشاہت پاؤ گے جس کی انتہا نہیں۔

ساتویں فصل: محبّت میں لوگوں کے مختلف ہونے کا سبب

جان لیجئے کہ اَصْلِ ایمان میں اِشْتِراک کی وجہ سے تمام مومن اَصْلِ محبت میں مشترک ہوتے ہیں لیکن معرفَتِ الٰہی اور حُبِّ دنیا میں مختلف ہونے کی وجہ سے وہ محبَّتِ الٰہی میں بھی مختلف ہوتے ہیں کیونکہ اشیاء اسباب کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہی مختلف ہوتی ہیں اور اکثر لوگ تو ایسے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے جو اسما اور صفات ان کے کانوں میں پڑتے ہیں ان کو سیکھ کر یاد کر لیتے ہیں اور بعض اوقات ان کے ایسے معانی خیال کر لیتے ہیں جن سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پاک و مُنَزَّہ ہے۔ بعض لوگ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اسما اور صفات کی حقیقت پر مُطَّلَع

Go To Index

ہوتے ہیں نہ ان کا کوئی فاسد معنٰی خیال میں لاتے ہیں بلکہ سرِ تسلیم خم کرتے ہیں، تصدیق کے طور پر ایمان لائے اور بحث ومباحثہ کے بغیر عمل میں مشغول ہوتے ہیں یہی لوگ سلامتی والے اور اصحابِ یمین میں سے ہیں اور فاسد معنٰی خیال کرنے والے گمراہ ہیں جبکہ حقیقت سے واقف لوگ مُقَرَّبِیْنِ بارگاہ ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تینوں اقسام کے لوگوں کا ذکر اس طرح فرمایا ہے:

فَاَمَّاۤ اِنۡ کَانَ مِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ ﴿ۙ۸۸﴾ فَرَوۡحٌ وَّ رَیۡحَانٌ ۬ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِیۡمٍ ﴿۸۹﴾ (پ۲۷،الواقعۃ:۸۸، ۸۹)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر وہ مرنے والا اگر مقرّبوں سے ہے تو راحت ہے اور پھول اور چین کے باغ۔[51]

تفاوُتِ محبت کو مثال سے سمجھئے:

اگر تم تفاوتِ محبت کو بغیر مثال کے نہیں سمجھ سکتے تو ہم ایک مثال سے بیان کرتے ہیں جیسے حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی کے پیروکار خواہ فقہا ہوں یا عوام سب کے سب اُن سے محبت کرنے میں مشترک ہیں کیونکہ امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی کے فضل وکمال، دینداری، حُسنِ سیرت اور خصالِ حمیدہ کی معرفت میں سب مشترک ہیں لیکن عام آدمی کو ان کے علم کی اجمالی معرفت ہوگی جبکہ فقیہ اس کو تفصیل کے ساتھ جانتا ہے۔ اس لئے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں فقیہ کی معرفَتِ تام اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے خوشی اور محبت زیادہ ہوگی کیونکہ جو شخص کسی مصنف کی تصنیف دیکھے اور اس کو اچھا سمجھے اور اس کی وجہ سے اس کا فضل جانے تو لازمی طور پر وہ اس سے محبت کرتا ہے اور اس کی طرف میلانِ قلبی رکھتا ہے اور اگر کوئی دوسری تصنیف دیکھے جو اس سے زیادہ اچھی اور عمدہ ہو تو لازمی طور پر اس کی محبت میں اضافہ ہوگا کیونکہ اس کے علم کی وجہ سے اس کی معرفت میں اضافہ ہوا۔ اسی طرح جب آدمی کا کسی شاعر کے بارے میں عقیدہ ہو کہ وہ عمدہ شاعر ہے تو اس سے محبت کرتا ہے اور جب اس سے نادر اور عمدہ قسم کے اشعار سنے جس سے

51... مکمل مضمون یوں ہے: وَ اَمَّاۤ اِنۡ کَانَ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡیَمِیۡنِ ﴿ۙ۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّکَ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡیَمِیۡنِ ﴿ؕ۹۱﴾ وَ اَمَّاۤ اِنۡ کَانَ مِنَ الۡمُکَذِّبِیۡنَ الضَّآلِّیۡنَ ﴿ۙ۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنۡ حَمِیۡمٍ ﴿ۙ۹۳﴾ وَّ تَصۡلِیَۃُ جَحِیۡمٍ ﴿۹۴﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ور اگر دہنی طرف والوں سے ہو تو اے محبوب تم پر سلام ہے دہنی طرف والوں سے اور اگر جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہو تو اس کی مہمانی کھولتا پانی اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا۔ (پ۲۷،الواقعہ:۹۰ تا ۹۴)

Go To Index

اس کی عظیم مہارت اور فَنِ شاعری ظاہر ہوتی ہو تو اس کی وجہ سے معرفت بڑھ جاتی ہے اور محبت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ تمام پیشوں اور فضائل کا یہی حال ہے۔

بعض اوقات کوئی عام آدمی سنتا ہے کہ فلاں مصنف ہے اور اس کی تصنیف اچھی ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ تصنیف میں ہے کیا؟ جس کی وجہ سے اس کو مجمل معرفت ہوتی ہے اور اسی اعتبار سے اس کی طرف میلان بھی اجمالی سا ہوتا ہے اور جب کوئی ماہر شخص اس تصنیف کا مطالعہ کرتا ہے اور اس کے عجائبات پر مطلع ہوتا ہے تو لازمی طور پر اس کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ فن، شعر اور تصنیف کے عجائبات فاعل اور مصنف کے کمالِ صفات پر دلالت کرتے ہیں اور سارے کا سارا عالَم اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی صنعت اور اس کی تصنیف ہے عام آدمی صرف اس بات کو جانتا اور اس کا اعتقاد رکھتا ہے جبکہ صاحبِ بصیرت تو صنعَتِ الٰہی کی تفصیل میں غور و فکر کرتا ہے حتیٰ کہ وہ مچھر کے اندر اتنے عجائباتِ صنعت دیکھتا ہے کہ اس کی عقل حیران اور دنگ رہ جاتی ہے اور اس کے سبب لامُحالہ دل میں ذاتِ باری تعالیٰ، اس کے جلال اور کمالِ صفات کی عظمت بڑھ جاتی ہے جس کی وجہ سے محبَّتِ الٰہی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ پھر جیسے جیسے صنعَتِ الٰہی کے عجائبات پر اطلاع بڑھتی ہے تو اس سے ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کے جلال کی عظمت پر استدلال کیا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے معرفت بڑھتی ہے اور اس کے بڑھنے سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور اس معرفت یعنی صنعتِ الٰہیہ کے عجائبات کی معرفت کا سمندر ناپیدا کنار ہے اسی لئے محبت میں اہْلِ معرفت کا مختلف ہونا بھی ناقابل شمار ہے۔ پھر جن اسباب کی وجہ سے محبت میں تفاوت ہوتا ہے وہ اُن پانچ اسباب کا اختلاف ہے جو ہم محبت کے لئے بیان کر چکے۔ مثال کے طور پر کوئی شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت اس لئے کرے کہ وہ اس پر احسان اور انعام کرتا ہے لیکن اس کی ذات کی وجہ سے اس سے محبت نہ کرے تو اس کی محبت کمزور ہے کیونکہ احسان کے بدلنے سے محبت بدل جاتی ہے جیسا کہ آزمائش کی حالت میں ویسی محبت نہیں ہوتی جیسی محبت، رضا اور نعمت کی حالت میں ہوتی ہے لیکن جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کی ذات کی وجہ سے اور اس وجہ سے محبت کرتا ہے کہ وہی ذات اپنے کمال، جمال، بُزرگی اور عظمت کی وجہ سے محبت کی مستحق ہے تو اس کی محبت احسان کے بدلنے سے نہیں بدلتی۔ اس طرح کی باتیں محبت میں لوگوں کے مختلف ہونے کا سبب ہیں اور محبت میں مختلف ہونا ہی سعادتِ اُخروی میں مختلف ہونے کا سبب ہے۔

Go To Index

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا (۲۱) (پ۱۵،بنی اسرآئیل:۲۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک آخرت درجوں میں سب سے بڑی اور فضل میں سب سے اعلیٰ۔

آٹھویں فصل: معرفتِ الٰہی میں مخلوق کی کوتاہ فہمی کے اسباب

ہر شے گواہ:

موجودات میں سب سے ظاہر تر اور روشن ذاتِ باری تعالیٰ ہے اور یہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ تمام معرفتوں سے پہلے اس ذات کی معرفت ذہنوں میں ہو اور یہی سب سے زیادہ عقلوں پر آسان ہو لیکن مُعاملہ اس کے برعکس نظر آتا ہے۔ لہٰذا اس کا سبب بیان کرنا ضروری ہے اور ہم نے یہ جو کہا کہ " اللہ عَزَّوَجَلَّ تمام موجودات سے زیادہ ظاہر اور روشن ہے۔" اس کی ایک وجہ ہے جسے ایک مثال سے ہی سمجھا جاسکتا ہے اور مثال یہ ہے کہ جب ہم کسی انسان کو لکھتے ہوئے یا کپڑے سیتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ہمارے نزدیک اس کا زندہ ہونا تمام موجودات میں سے ظاہر تر ہوتا ہے۔ پس ہمارے نزدیک اس کی حیات، علم ، قدرت اور کپڑے سینے کا ارادہ اس کی تمام ظاہری اور باطنی صفات سے زیادہ روشن ہوتے ہیں کیونکہ اس کی باطنی صفات مثلاً اس کی شہوت، غصہ، اخلاق، صحت اور مرض وغیرہ ہیں اور ان کو ہم نہیں جانتے اور ظاہری صفات میں سے بعض کو تو جانتے ہیں اور بعض میں ہم کو شک ہوتا ہے جیسے اس کی لمبائی کی مقدار اور جلد کی رنگت مختلف ہونا وغیرہ دیگر صفات لیکن جہاں تک اس کی حیات، قدرت، ارادہ، علم اور اس کے حیوان ہونے کا تعلق ہے تو یہ ہمارے نزدیک واضح ہے حالانکہ ان صفات کے ساتھ حِسِّ بصر (دیکھنے کی قوت) کا بھی تعلق نہیں کیونکہ یہ صفات حواسِ خمسہ کے ساتھ محسوس نہیں کی جاتیں۔ پھر یہ کہ اس کی حیات، قدرت اور ارادے کو اس کی سلائی اور حرکت کے ذریعے ہی جانا جاسکتا ہے تو اگر ہم اس شخص کے سوا عالَم میں موجود تمام اشیاء کی طرف دیکھیں تو ان کی وجہ سے ہم اس شخص کی صفت نہ پہچان سکیں پس اس کے وُجود پر صرف ایک دلیل ہے، اس کے باوجود وہ واضح اور جلی ہے جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے وُجود، اس کی قدرت، اس کے علم اور اس کی تمام صفات پر وہ تمام چیزیں گواہی دیتی ہیں جن کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں اور ظاہری و باطنی حواس سے جن کا ہم ادراک کرتے

Go To Index

ہیں جیسے پتھر، ڈھیلے، نباتات، درخت، حیوان، آسمان، زمین، ستارے، خشکی، سمندر، آگ، ہوا، جوہر اور عرض وغیرہ کہ ان سے پہلے خود ہمارے نُفوس، اجسام، اوصاف، احوال، دلوں کا بدلنا اور ہماری حرکات و سکنات کی تمام حالتیں وجودِ باری تعالٰی پر گواہ ہیں۔

ہر ذرہ اپنے خالق کا پتا دیتا ہے:

ہمارے علم کے مطابق سب سے ظاہر چیز ہمارے نُفوس ہیں پھر محسوس کی جانے والی اشیاء ہیں جن کا ہم حواسِ خمسہ سے ادراک کرتے ہیں پھر وہ ہیں جن کا عقل و بصیرت سے ادراک کیا جاتا ہے اور ادراک کی جانے والی ہر شے کا ایک مُدرِک (ادراک کرنے والا)، ایک شاہد اور ایک دلیل ہے اور عالَم میں جو کچھ ہے وہ اپنے خالق ومُدبِّر اور مُصَرِّف ومُحَرِّك کے وُجود پر گواہ ہے اور اس کے علم، قدرت، لطف اور حکمت پر دلیل ہے اور ادراک کئے جانے والے موجودات کی کوئی حد نہیں۔ الغرض اگر کاتب کی حیات ہمارے نزدیک ایک ہی دلیل یعنی اس کے ہاتھ کی حرکت سے ظاہر ہو سکتی ہے تو اس ذات کا وُجود اور صفات ہمارے لئے کیوں ظاہر اور واضح تر نہ ہو گا کہ موجودات میں کوئی شے خواہ ہمارے نفس کے اندر ہو یا باہر ایسی نہیں جو اس کے وُجود، عظمت اور جلال پر گواہ نہ ہو کیونکہ ہر ذرَّہ اپنی زبانِ حال سے پکار رہا ہے کہ "اس کا اپنا وُجود اور حرکت ذاتی نہیں بلکہ وہ کسی وجود دینے اور حرکت پیدا کرنے والے کا محتاج ہے۔" اس پر اولاً تو ہمارے اعضاء کی ترکیب، ہڈیوں کے جوڑ، ہمارے گوشت، ہمارے اعصاب، بال اُگنے کی جگہیں، ہمارے ہاتھ پاؤں اور تمام ظاہری و باطنی اجزاء گواہی دیتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ سب اعضاء و اجزاء خود بخود مُرَکَّب نہیں ہوئے جس طرح ہم یہ جانتے ہیں کہ کاتب کا ہاتھ خود بخود حرکت نہیں کرتا لیکن چونکہ موجودات میں کوئی شے مدرَک، محسوس، معقول، حاضر اور غائب ایسی نہیں جو اس کے وُجود پر گواہ نہ ہو اور اس کی پہچان نہ کرائے۔ لہٰذا اس ذات کا ظہور اتنا عظیم ہوا کہ عقلیں اس کے ادراک سے حیران اور مدہوش ہو گئیں۔

عقل کے قاصر رہنے کے دو اسباب:

جس شے کو سمجھنے سے ہماری عقلیں قاصر ہوں اس کے دو سبب ہیں:

(۱)...شے کا ذاتی طور پر خفی اور دقیق ہونا۔ اس کی مثال واضح ہے۔

Go To Index

(۲)...شے کا انتہائی واضح اور روشن ہونا جس کی مثال یہ ہے: چمگادڑ رات میں دیکھتی ہے اور دن میں نہیں دیکھ سکتی۔ اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ دن رات کی بنسبت خفی اور پوشیدہ ہے بلکہ اس کی وجہ دن کا انتہائی ظہور ہے کیونکہ چمگادڑ کی بینائی کمزور ہوتی ہے اور جب سورج چمکتا ہے تو اس کی روشنی اس پر غالب آجاتی ہے اس لئے چمگادڑ کی کمزور بینائی کے ساتھ ساتھ دن کا انتہائی ظہور اس کے دیکھنے میں رکاوٹ بن جاتا ہے تو وہ اسی وقت کوئی چیز دیکھ سکتی ہے جب دن میں کچھ اندھیرا مل جائے اور اس کا ظہور کمزور پڑ جائے۔ اسی طرح ہماری عقلیں بھی کمزور ہیں اور جمالِ بارگاہِ الٰہی انتہائی روشن اور اِستِغْراق وشُمول کی انتہا کو پہنچا ہوا ہے حتّٰی کہ آسمان وزمین کی سلطنت کا ایک ذرہ بھی اس کے ظہور سے پوشیدہ نہیں تو یہ ظہور اس کے خفا کا سبب ہو گیا تو پاک ہے وہ ذات جو اپنے نور کی چمک کی وجہ سے حجاب میں ہے اور اپنے انتہائی ظہور کے سبب بصیرت اور بصارت سے مخفی ہے اور شدتِ ظہور کے سبب اس خفی رہنے پر تعجب نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اشیاء اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں اور جس کا وُجود ایسا عام ہو کہ اس کی کوئی ضد ہی نہ ہو اس کا ادراک مشکل ہو گا۔ اگر اشیاء مختلف ہوں کہ بعض بعض پر دلالت کرتی ہوں تو ان میں فرق جلد معلوم ہو سکتا ہے اور اگر وہ ایک ہی طریقے سے دلالت کرنے میں مشترک ہوں تو مُعاملہ دشوار ہو جائے گا۔

سورج کی روشنی سے مثال:

اس کی مثال سورج کی روشنی ہے جو زمین پر پڑتی ہے۔ ہم یہ بات یقینی طور پر جانتے ہیں کہ یہ ایک عرض[52] ہے جو وُجودِ آفتاب کے وقت زمین پر پڑتی ہے اور اس کے غروب کے وقت زائل ہو جاتی ہے تو اگر سورج غروب نہ ہوتا اور دائمی طور پر روشن رہتا تو ہم گمان کرتے کہ اجسام میں ان کے رنگوں یعنی سیاہی اور سفیدی وغیرہ کے سوا کوئی چیز نہیں کیونکہ ہم سیاہ چیز میں سیاہی اور سفید میں سفیدی کا ہی مشاہدہ کرتے ہیں تنہا روشنی کا ادراک نہیں کر سکتے لیکن جب سورج غروب ہو گیا اور ہر جگہ تاریکی پھیل گئی تو ہم نے دونوں حالتوں کے درمیان فرق جان لیا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ اجسام دھوپ کی وجہ سے روشن تھے اور ایسی صفت کے ساتھ متصف تھے جو غروبِ آفتاب کے وقت ان سے جُدا ہو گئی تو ہم نے دھوپ کے وُجود کو اس کے

52...جو بذاتِ خود قائم نہ ہو بلکہ قائم بالغیر ہو۔

Go To Index

عدم سے جانا اور اگر دھوپ معدوم نہ ہوتی تو ہم اس کے وُجود پر انتہائی مشکل سے ہی مُطّلَع ہوتے کیونکہ اندھیرے اور روشنی میں فرق نہ ہو تو ہمیں تمام اجسام ایک جیسے نظر آئیں حالانکہ روشنی تمام محسوسات میں ظاہر تر ہے کہ اسی کے ذریعے تمام محسوسات کا ادراک کیا جاتا ہے۔ تو پھر جو ذات خود ظاہر اور دوسروں کو ظاہر کرنے والی ہو تو غور کرو کہ اگر ظہور کی ضد طاری نہ ہوتی تو اس کے ظہور کے سبب اس کا مُعاملہ کس قدر مبہم ہوتا۔ پس اللہ عَزَّوَجَلَّ سب سے ظاہر ہے اور اسی کی وجہ سے تمام اشیاء کا ظہور ہے اگر اس کے لئے عدم یا غائب ہونا یا متغیر ہونا ہوتا تو ضرور آسمان و زمین گر پڑتے ملک و ملکوت باطل ہو جاتے۔ اس سے دونوں حالتوں کے درمیان فرق معلوم ہو گیا۔

بصیرت وروحانیت والے کا نظریہ:

اسی طرح اگر بعض اشیاء اس کے سبب موجود ہوتیں اور بعض کے وُجود کا سبب کوئی اور ہوتا تو دونوں چیزوں کے درمیان دلالت کرنے میں فرق معلوم ہو جاتا لیکن اس کی دلالت تمام اشیاء میں یکساں ہے اور اس کا وُجود تمام احوال میں دائمی ہے کہ اس کا خلاف محال ہے۔ اس لئے شدتِ ظہور خفا کا سبب بنا تو اَذہان کے قاصر رہنے کا یہی سبب ہے لیکن جس کی بصیرت قوی اور روحانیت غالب ہو تو وہ اپنے اعتدال کی حالت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا اور نہ اس کے علاوہ کسی کو پہچانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ حقیقی وجود صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ہے اور غیر کے افعال اسی ذات کے آثارِ قُدرت میں سے ہیں اور اس کے تابع ہیں، لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کا وُجود حقیقی نہیں، صرف ایک ذاتِ حق کا ہی وجود ہے جس کے سبب تمام افعال کا وجود ہے اور جس کا حال یہ ہو اس کی نظر تمام افعال میں فاعِلِ حقیقی کی طرف ہوتی ہے اور وہ فعل سے صَرفِ نظر کئے ہوتا ہے۔ آسمان، زمین، حیوان اور درخت کو فعل کی حیثیت سے نہیں بلکہ ان میں صرف اس حیثیت سے نظر کرتا ہے کہ یہ سب تنہا بنانے والے یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صنعت ہیں تو اس کی نظر فاعِلِ حقیقی سے غیر کی طرف نہیں جاتی جس طرح کوئی آدمی کسی انسان کے شعر یا اس کے خط یا اس کی تصنیف میں نظر کر کے اس میں شاعر اور مصنف کو دیکھے اور ان چیزوں کو اس کے آثار کی حیثیت سے دیکھے نہ کہ اس حیثیت سے کہ یہ سیاہی وغیرہ ہے جس سے کاغذ پر لکھا گیا ہے۔ یوں اس کی نظر غَیرِ مصنف کی طرف نہیں جاتی اور سارا عالَم اللہ عَزَّوَجَلَّ

Go To Index

کی تصنیف ہے تو جس نے اس کی طرف فعلِ الٰہی کی حیثیت سے دیکھا اوراسی لحاظ سے اس کو پہچانا اوراسی اعتبار سے اس سے محبت کی تو وہ ذاتِ باری تعالٰی کا ہی ناظر اور عارف ہوا اور اسی کا محب ہوا اور یہ سچا مُوَحِّد ہے کہ جس کی نظر صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف ہوتی ہے بلکہ اپنے نفس کی طرف بھی صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا بندہ ہونے کی حیثیت سے نظر کرتا ہے تو ایسے شخص کے بارے میں ہی کہا جاتا ہے کہ توحید میں فنا ہے اور اپنے نفس سے فنا ہے اور کسی بُزرگ کے اس قول میں اسی طرف اشارہ ہے: ''کُنَّا بِنَا فَفَنِیْنَا عَنَّا فَبَقِیْنَا بِلَا نَحْنُ یعنی ہم تھے اور خود سے فنا ہو گئے تو اب اپنی ذات کے بغیر باقی ہیں۔''

طویل اُنسیّت اور معرفت میں کوتاہ فہمی:

یہ اُمور اربابِ بصیرت کے ہاں معلوم ہیں لیکن یہ مشکل ہیں کیونکہ عقل کمزور ہونے کی وجہ سے ان کا ادراک نہیں کرسکتی اور دوسرا یہ کہ علما اس کی ایسی تشریح وتوضیح کرنے سے قاصر ہیں کہ جس سے لوگوں کو غرض سمجھ میں آجائے، اس کے علاوہ وہ اپنے نفس میں مشغول ہیں اور یہ اعتقاد رکھے ہوئے ہیں کہ ''اس کو لوگوں سے بیان کرنا بے فائدہ ہے۔'' تو معرفتِ الٰہی میں کوتاہ فہمی کا یہی سبب ہے۔ نیز ادراک کی جانے والی تمام اشیاء جو ذاتِ باری تعالٰی پر شاہد ہیں انسان (کامل) عقل نہ ہونے کے باوُجود ان کا ادراک بچپن ہی میں کرلیتا ہے پھر جب اس میں آہستہ آہستہ عقل پیدا ہوتی ہے تو وہ خواہشات میں مُسْتَغْرَق ہو جاتا ہے اور ادراک کی جانے والی اشیاء اور محسوسات سے مانوس ہو چکا ہوتا ہے اور طویل اُنسِیَّت کے باعث اس کے دل سے اِن کی وُقعت ختم ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ اچانک کوئی عجیب وغریب جانور یا نباتات یا افعالِ الٰہیہ میں سے کوئی عجیب اور خلافِ عادت فعل دیکھتا ہے تو طبعی طور پر اس کی زبان سے معرفت کا ظہور ہوتا ہے اور وہ بے ساختہ پکار اٹھتا ہے ''سُبْحَانَ اللہ'' حالانکہ وہ دن بھر اپنے آپ کو، اپنے اعضاء کو اور تمام حیوانات کو دیکھتا ہے جن سے اس کو اُلفت ہوتی ہے اور یہ تمام کے تمام ذاتِ باری تعالٰی پر قطعی شاہد ہیں لیکن طویل اُنسیت کی وجہ سے ان کا شاہد ہونا محسوس نہیں ہوتا۔ البتہ اگر کوئی عاقل بالغ اندھا ہو پھر اچانک اسے بینائی مل جائے اور اس کی نگاہ آسمان وزمین، اَشجار ونباتات اور حیوانات پر دفعۃً پڑے تو اس بات کا ڈر ہوگا کہ خالقِ کائنات پر ان عجائبات کی شہادت کی وجہ سے انتہائی تعجب کے باعث کہیں اس کی عقل زائل نہ ہو جائے۔

Go To Index

اَلْغَرَض اس جیسے اسباب اور خواہشات میں اِنْہماک ہی کی وجہ سے انوارِ معرفت سے روشنی حاصل کرنے اور اس کے وسیع سمندروں میں تیرنے کی راہ مخلوق پر بند ہوتی ہے۔ لہٰذا معرفَتِ الٰہی کے طالب لوگ اُس مدہوش شخص کی طرح ہیں جس کے لئے مثال دی جائے کہ "گدھے پر سوار ہو کر گدھے کو تلاش کرتا ہے۔" اور بات یہ ہے کہ بدیہی اور روشن اُمور جب مقصود بن جائیں تو مشکل ہو جاتے ہیں۔ اس بات کا راز یہی ہے، لہٰذا اسے خوب سمجھ لیا جائے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

لَقَدْ ظَهَرْتَ فَمَا تَخْفٰى عَلٰى اَحَدٍ ۔۔۔ اِلَّا عَلٰى اَكْمَهَ لَا يَعْرِفُ الْقَمَرَا

لٰكِنْ بَطَنْتَ بِمَا اَظْهَرْتَ مُحْتَجِباً ۔۔۔ فَكَيْفَ يُعْرَفُ مَنْ بِالْعُرْفِ قَدْ سَتَرَا

ترجمہ: (۱) بے شک تُو ظاہر ہے، کسی پر پوشیدہ نہیں، سوائے اس کے جو پیدائشی اندھا ہو اور چاند کو نہ دیکھ سکتا ہو۔
(۲) لیکن تیرا ظہور ہی سببِ حجاب ہو گیا تو وہ کیسے معلوم ہو جس کی شہرت ہی حجاب ہے۔

نویں فصل: شوق خُداوندی کا مطلب

شوق اِلَی اللہ کا ثبوت:

جان لیجئے کہ جو محبَّتِ الٰہی کی حقیقت کا منکر ہے وہ لازمی طور پر حقیقتِ شوق کا منکر ہو گا کیونکہ شوق بغیر محبوب کے ناممکن ہے اور ہم ثابت کرتے ہیں کہ شوقِ خداوندی ہوتا ہے اور عارف اس کی طرف مجبور ہوتا ہے یہ ثبوت دو طرح سے ہے: (۱) تجربہ و بصیرت کے اعتبار سے اور (۲) احادیث و آثار کے ذریعے سے۔

تجربہ و بصیرت سے ثبوت:

جہاں تک تجربہ و بصیرت کا تعلق ہے تو اس کے اثبات میں وہی کافی ہے جو محبت کے اثبات میں گزر چکا ہے کیونکہ محبوب کے غائب ہونے کی صورت میں اس کی طرف اشتیاق ضرور ہوتا ہے لیکن جو موجود ہو اور پاس ہو اس کی طرف اشتیاق نہیں ہوتا کیونکہ **"شوق ہے کسی چیز کو طلب کرنے اور اس کی طرف مشتاق ہونے کا نام۔"** اور موجود کو طلب نہیں کیا جاتا۔ لیکن اس کی تفصیل یہ ہے کہ شوق اسی شے کا ممکن ہے جس کا ایک جہت سے ادراک ہو سکے اور دوسری جہت سے نہ ہو سکے اور جس کا بالکل ادراک نہ ہو سکے تو اس کا

Go To Index

اِشتیاق نہیں ہوتا کیونکہ اگر کسی شخص کو دیکھا ہو نہ اس کی کوئی تعریف سنی ہو تو اس کی طرف اشتیاق ناممکن ہے نیز جس کا ادراک کامل طور پر ہو جائے اس کا بھی اشتیاق نہیں ہوتا اور کامل ادراک دیکھنے سے ہوتا ہے تو جو اپنے محبوب کے مشاہدے میں ہو اور وہ دائمی طور پر اسے دیکھتا ہو اس کے حق میں شوق کا تصور نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا تعلق صرف اس چیز کے ساتھ ہے جس کا ایک جہت سے ادراک ہو اور ایک جہت سے نہ ہو۔

شوق کی پہلی صورت:

اس کی دو جہتیں ہیں اور مُشاہدات میں ایک مثال سے ہی اس کی وضاحت ہو جائے گی۔ **اول** یہ کہ اگر کسی کا معشوق غائب ہو اور اس کا خیال عاشق کے دل میں باقی ہو تو وہ اپنے خیال کی تکمیل کے لئے دیدار کا مشتاق ہو گا اور اگر اس کے دل سے محبوب کا ذکر، اس کا خیال اور اس کی پہچان مٹ جائے حتی کہ اس کو بھول ہی گیا ہو تو اب یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ یہ اُس کا مشتاق ہو اور اگر اس کو دیکھ لے تو بھی مُتَصَوَّر نہیں کہ وقتِ دیدار اس کا مشتاق ہو کیونکہ شوق کا معنی یہ ہے کہ نفس خیال کی تکمیل کا مشتاق ہو، اسی طرح بعض اوقات انسان اپنے محبوب کو تاریکی میں دیکھتا ہے ایسے کہ اس کی صورت واضح نہیں ہوتی تو یہ تکمیلِ رُویَت کا مشتاق ہوتا ہے اور اس کی صورت کا کامل اِنکشاف اس پر روشنی چمکنے کے وقت ہوتا ہے۔

دوسرا یہ کہ اگر اس نے اپنے محبوب کا چہرہ دیکھا مگر اس کے بال اور دیگر مَحاسِن نہ دیکھے اس لئے ان کو دیکھنے کا مشتاق ہوتا ہے اگرچہ وہ محاسن پہلے کبھی نہ دیکھے ہوں اور نہ ہی اس کے دل میں ان کو دیکھنے کا کوئی خیال آیا مگر وہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی عضو یا کئی اعضاء خوبصورت ہیں لیکن دیدار کے وقت اس کے جمال کی تفصیل کا ادراک نہیں ہوا اس لئے جس چیز کو اس نے کبھی دیکھا نہیں ہوتا اس کے انکشاف کا مشتاق ہوتا ہے۔

یہ دونوں صورتیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حق میں ممکن ہیں بلکہ یہ دونوں تمام عارفین کے لئے لازم اور ضروری ہیں کیونکہ اُمورِ الٰہیہ جو عارفین کے لیے واضح ہوئے اگرچہ انتہائی واضح ہوں لیکن پھر بھی گویا کہ باریک پردے کے پیچھے سے دیکھا ہے اس لئے غایت درجہ پر واضح نہ ہوئے، بلکہ تخیلات کا شائبہ ہو گا کیونکہ اس عالم میں تمام معلومات کے لئے خیالات تمثیل اور حکایت سے جدا نہیں ہوتے اور یہ خیالات عارف کی زندگی کو بے کیف اور تلخ بنادیتے ہیں اسی طرح دنیاوی مشاغل ان کے ساتھ مزید مل جاتے ہیں۔ بہر حال

Go To Index

کمالِ ظہور مشاہدہ اور کامل تجلّی سے ہی ہوتا ہے اور یہ آخرت میں ہی ہوگا تو لازمی طور پر اس سے شوق پیدا ہوگا کیونکہ یہی عارفین کے محبوب کا منتہیٰ ہے۔ یہ شوق کی دو اقسام میں سے ایک ہے یعنی جو چیز کچھ نہ کچھ واضح و ظاہر ہو اس کے کمالِ ظہور کا مشتاق ہونا۔

شوق کی دوسری صورت:

اُمورِ الٰہیہ لامتناہی ہیں اور ان میں سے بعض ہی تمام مخلوق پر منکشف ہوتے ہیں اور باقی لامتناہی اُمور پوشیدہ رہتے ہیں اور عارف کو ان کے وُجود کا علم ہوتا ہے اور وہ یہ جانتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو یہ اُمور معلوم ہیں اور یہ بھی جانتا ہے کہ "جو باتیں مجھے معلوم نہیں وہ معلوم باتوں کی بَنِسْبَت بہت زیادہ ہیں" اس لئے وہ ہمیشہ طالب اور مشتاق رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو ان چیزوں کی اصلِ معرفت حاصل ہوجائے جو معلومات میں سے باقی ہیں اور وہ ان کو بالکل نہیں جانتا، نہ واضح طور پر اور نہ ہی پوشیدہ طور پر۔

پہلے شوق کی انتہا:

پہلا شوق تو آخرت میں انتہا کو پہنچے گا جب وہ مقام حاصل ہوگا جسے دیدار، لِقا اور مشاہَدہ کہتے ہیں اور دنیا میں اس شوق کا تھمنا ممکن نہیں۔

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم اہْلِ اشتیاق میں سے تھے۔ آپ فرماتے ہیں: ایک دن میں نے عرض کی: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! اگر تو اپنے محبین میں کسی کو اپنے دیدار سے قبل ایسی چیز عطا فرماتا ہو جس سے اس کے دل کو تسکین ملتی ہو تو وہ چیز مجھے عطا فرما کیونکہ بے قراری نے مجھے بہت پریشان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے خواب میں دیکھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا: "اے ابراہیم تمہیں مجھ سے یہ سوال کرتے ہوئے حیا نہیں آتی کہ میں اپنے دیدار سے پہلے تمہیں وہ چیز عطا کردوں جس سے تیرے دل کو تسکین ملے؟ کیا کسی مشتاق کو اپنے محبوب کے دیدار سے پہلے سکون ملتا ہے؟ میں نے عرض کی: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں تیری محبت میں خود رفتہ تھا، اس لئے مجھے پتہ نہ چلا کہ کیا بول رہا ہوں۔ تُو مجھے معاف فرمادے اور مجھے سکھا دے کہ میں کیا کہوں؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: اس طرح کہو کہ "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنی قضا پر راضی رکھ اور اپنی آزمائشوں پر مجھے صبر دے اور اپنی نعمتوں پر شکر

Go To Index

کرنے کی توفیق عطا فرما۔" کیونکہ اس شوق کی انتہا آخرت میں ہو گی۔

دوسرے شوق کی انتہا نہیں:

جہاں تک شوقِ ثانی کا تعلق ہے تو یوں لگتا ہے کہ دنیا وآخرت میں اس کی کوئی انتہا نہیں ہے کیونکہ اس کی انتہا یہ ہے کہ آخرت میں بندے کے واسطے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا جلال، اس کی صفات، اس کی حکمتیں اور اس کے اَفعال اور تمام معلوماتِ باری تعالٰی منکشف ہو جائیں اور یہ محال ہے کیونکہ معلوماتِ الٰہیہ غیر متناہی ہیں اور بندہ ہمیشہ یہ سمجھے گا کہ جلال وجمالِ خداوندی میں سے بہت باقی ہے جو مجھ پر منکشف نہیں ہوا جس کی وجہ سے اس کا شوق کبھی تھمے گا نہیں خصوصاً وہ شخص جو اپنے درجے سے اوپر کئی درجات دیکھتا ہے۔ البتہ! اَصلِ وصال حاصل ہونے کے بعد اس کی تکمیل کا اشتیاق ہوتا ہے، اس وجہ سے وہ شوق کو لذیذ پاتا ہے جس میں کوئی درد واَلم نہیں ہوتا اور کوئی بعید نہیں کہ الطافِ کشف ونظر پے درپے اور بے انتہا ہوں جس کے نتیجے میں چین اور لذّت اَبَدُ الآباد تک روز افزوں رہے اور الطاف وکرم کی نئی نئی لذّتیں اس چیز کے شوق سے مشغول کر دیں جو حاصل نہیں ہوئی۔ یہ اس شرط کے ساتھ ہے کہ جن چیزوں کے بارے میں دنیا میں بالکل کشف نہیں ہوا ان میں کشف کا حصول ممکن ہو اور اگر ایسا ہونا ممکن نہ ہو تو راحت ولذّت ایک حد پر جا کر ٹھہر جائے گی اور اس سے بڑھے گی نہیں لیکن ہمیشہ برقرار رہے گی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان میں اس معنٰی کا احتمال پایا جاتا ہے:

نُوْرُهُمْ یَسْعٰى بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا (پ۲۸، التحریم: ۸)

ترجمۂ کنزالایمان: ان کا نور دوڑتا ہو گا ان کے آگے اور ان کے دہنے عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر دنیا میں اَصلِ نور ہو گا تو آخرت میں اس نور کو کامل کر دیا جائے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ جو نور دنیا میں روشن ہوا مگر مزید کمال اور روشنی کا محتاج تھا تو وہ آخرت میں تکمیل کو پہنچے۔ ہو سکتا ہے کہ اِتمامِ نور سے یہی مراد ہو۔

اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے:

اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِیْلَ ارْجِعُوْا　　ترجمۂ کنزالایمان: ہمیں ایک نگاہ دیکھو ہم تمہارے نور سے

Go To Index

وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ (پ۲۷،الحدید:۱۳) کچھ حصہ لیں کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھونڈو۔

یہ آیتِ طَیِّبَہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دنیا میں اَصْلِ نور پاس ہونا ضروری ہے پھر آخرت میں اس کی چمک بڑھے گی۔ ایسا نہیں ہے کہ آخرت میں کوئی نیا نور عطا کیا جائے گا اور اس طرح کے اُمور میں اندازہ وقیاس سے کوئی بات کہہ دینا خطرے سے خالی نہیں اور اس بارے میں ہم پر اب تک کوئی ایسی بات منکشف نہیں ہوئی جس پر اعتماد کیا جاسکے۔ ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے علم اور ہدایت میں اضافہ فرمائے اور حق کا حق ہونا ہم پر ظاہر فرمائے۔ شوق کی حقیقت اور اس کے معانی کی وضاحت کے لئے انوارِ بصیرت کی اتنی مقدار کافی ہے۔

احادیث وآثار سے ثبوت:

شوق کے ثبوت پر اس قدر احادیث وآثار دلالت کرتے ہیں کہ انہیں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ یہاں ان میں سے بعض کا بیان ہوگا۔

شوقِ الٰہی کے متعلق روایات:

(1)...رسولِ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ دعا مشہور ہے: ”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ وَ بَرْدَ الْعَیْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظْرِ اِلٰی وَجْھِكَ الْكَرِیْمِ وَالشَّوْقَ اِلٰی لِقَائِكَ یعنی الٰہی! میں تجھ سے قضا کے بعد رضا کا، موت کے بعد اچھی زندگی کا اور تیرے دیدار کی لذّت کا اور تیری ملاقات کے شوق کا سوال کرتا ہوں۔“[53]

نیک بندوں کا شوق:

(2)...حضرت سیِّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار سے فرمایا: مجھے تورات شریف کی کسی خاص آیت کے بارے میں بتاؤ تو انہوں نے بتایا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تورات میں ارشاد فرماتا ہے: ”نیک بندے میری ملاقات کا بہت شوق رکھتے ہیں اور میں ان کی ملاقات کا بہت زیادہ مشتاق ہوں۔“ پھر فرمایا کہ تورات میں اسی آیت کے قریب یہ بھی ہے کہ ”جو میری جستجو کرے گا وہ مجھے پالے گا اور جس نے

53...المعجم الکبیر،۱۸/۳۱۹،حدیث:۸۲۵،دون ”الکریم“

Go To Index

میرے علاوہ کی جستجو کی وہ مجھے نہیں پا سکے گا۔"[54] یہ سن کر حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "میں گواہی دیتا ہوں بے شک میں نے رسولِ اکرم، شفیع مُعَظَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے۔"

نورِ الٰہی سے تخلیق کردہ دل:

(3)... منقول ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ارشاد فرمایا: اے داوٗد! زمین والوں کو یہ بات پہنچا دو کہ میں اس کا حبیب ہوں جو مجھ سے محبت کرتا ہے اور اس کا ہم نشین ہوں جو میرے پاس بیٹھتا ہے اور اس کا اَنیس ہوں جو میرے ذکر سے مانوس ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہوں جو میری مُصاحَبَت اختیار کرتا ہے اور اس کو اختیار کرتا ہوں جو مجھے اختیار کرتا ہے اور اس کی بات مانتا ہوں جو میری اطاعت کرتا ہے۔ جو بندہ اپنے دل اور یقین کے ساتھ مجھ سے محبت کرتا ہے میں اس کو اپنی ذات کے لئے قبول کر لیتا ہوں اور اس سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ میری مخلوق میں کوئی بھی اس سے آگے نہیں بڑھتا۔ جو میری سچی جستجو کرے گا وہ مجھے پالے گا اور جو غیر کی جستجو کرے گا وہ مجھے نہیں پائے گا۔ اے اہلِ زمین ! تم جس دھوکے میں ہو اُسے چھوڑ کر میرے اکرام، مصاحبت اور ہم نشینی کی طرف آوٗ۔ تم مجھ سے دل لگاوٗ میں تمہاری وحشت دور کروں گا اور تمہاری محبّت کی طرف جلدی کروں گا کیونکہ میں نے اپنے محبوبوں کے خمیر کو اپنے خلیل ابراہیم، اپنے نجی موسٰی اور اپنے صفی محمد مصطفٰی، احمد مجتبٰی (عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم) کے خمیر سے پیدا فرمایا ہے اور میں نے اپنے مشتاقوں کے دل اپنے نور سے پیدا کئے اور انہیں اپنے جلال سے آسودہ کیا ہے۔"

اہلِ شوق پر تین انعامات:

(4)... منقول ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کسی صدیق بندے کی طرف اِلہام فرمایا: "میرے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے ہیں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ وہ میرے مشتاق ہیں اور میں ان کا مشتاق ہوں۔ وہ مجھے یاد کرتے ہیں اور میں ان کا چرچا کرتا ہوں۔ وہ میری طرف دیکھتے ہیں اور میں ان پر نظرِ رحمت فرماتا ہوں۔ اگر تم ان کے راستے پر چلو گے تو میں تم سے محبت کروں گا اور اگر تم نے ان کے

54... حلیۃ الاولیاء، ۱۰ / ۲۰۲، حدیث: ۱۴۹۲۴، الرقم: ۵۴۴، سھل بن عبد اللہ

Go To Index

راستے سے اِنحراف کیا تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گا۔" انہوں نے عرض کی: اے میرے رب! ان کی علامات کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: "وہ دن کے سائے کی اس طرح حفاظت کرتے ہیں جس طرح شفیق چرواہا اپنی بھیڑ بکریوں کی حفاظت کرتا ہے اور وہ غروبِ آفتاب کے ایسے مشتاق ہوتے ہیں جیسے پرندہ غروبِ آفتاب کے وقت اپنے گھونسلے کا مشتاق ہوتا ہے۔ پھر جب رات انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے اور بستر لگ جاتے ہیں اور افرادِ خانہ تھکاوٹ سے چُور ہوتے ہیں اور ہر حبیب اپنے حبیب کے پاس چلا جاتا ہے تو وہ میرے لئے اپنے قدموں کو نصب کر لیتے ہیں اور میرے لئے اپنی پیشانی بچھا دیتے ہیں اور میرے کلام کے ساتھ مجھ سے مناجات کرتے ہیں اور مجھ سے میرے انعامات کی دعا کرتے ہیں۔ ان میں سے کوئی چیختا اور روتا ہے تو کوئی آہیں بھرتا ہے اور کوئی اپنا دکھ درد بیان کرتا ہے، کوئی کھڑا ہے تو کوئی بیٹھا ہے، کوئی رکوع میں ہے تو کوئی سجدے میں ہے۔ میری رضا کے لئے وہ جو بھی مشقت اٹھاتے ہیں میں اسے دیکھتا ہوں اور میری محبت کی وجہ سے جس دکھ درد کا اظہار کرتے ہیں میں اُسے سنتا ہوں۔ سب سے پہلے میں انہیں جو عطا کرتا ہوں وہ تین چیزیں ہیں: (۱)...اپنا نور ان کے دلوں میں ڈالتا ہوں تو وہ میرے بارے میں ایسے بتاتے ہیں جیسے میں ان کے بارے میں بتاتا ہوں۔ (۲)...تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اگر ان کے میزان میں ہو تو اسے ان کی نظروں میں کم کر دیتا ہوں۔ (۳)...اپنی رحمت کو ان کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور تم جانتے ہو کہ جس کی طرف میری رحمت متوجہ ہو جاتی ہے کون جانے کہ میں اسے کیا عطا کرنا چاہتا ہوں۔

سَیِّدُنا داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام اور 14 اہلِ شوق:

(5)... منقول ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: **اے داوٗد!** کب تک جنت کا تذکرہ ہو گا اور کب مجھ سے شوق کا سوال کرو گے؟ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ تیرے مشتاق کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: بے شک میرے مشتاق وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو میں نے ہر کدورت سے پاک صاف کر دیا ہے اور انہیں چوکنّا کر دیا ہے۔ ان کے دلوں میں اپنی طرف سوراخ کر دیا ہے جس سے وہ میری طرف دیکھتے ہیں اور ان کے دلوں کو اپنے دستِ قدرت میں لے کر آسمانوں میں رکھ دیتا ہوں، پھر اپنے خاص فرشتوں کو بلاتا ہوں جب وہ جمع ہو کر مجھے سجدہ کرتے ہیں تو

میں ان سے کہتا ہوں کہ "میں نے تمہیں اس لیے نہیں بلایا کہ مجھے سجدہ کرو بلکہ تمہیں اس لیے بلایا ہے تاکہ اپنے مشتاقوں کے دل تمہیں دکھاؤں اور ان کے باعث تم پر فخر کروں۔" بے شک ان کے دل میرے آسمان میں میرے فرشتوں کو اس طرح منور کرتے ہیں جس طرح سورج اہلِ زمین کو روشنی دیتا ہے۔

اے داؤد! بے شک میں نے مشتاقوں کے دل اپنی رضا سے پیدا کئے، اپنے وجہِ کریم کے نور سے انہیں آسودہ کیا، انہیں اپنی ذات کے لئے گفتگو کرنے والا بنایا، ان کے بدنوں کو زمین میں اپنی نظرِ رحمت کا محل بنایا اور ان کے دلوں میں ایک راستہ رکھا جس سے وہ میری طرف دیکھتے ہیں اور ہر روز ان کے شوق میں اضافہ ہوتا ہے۔ حضرت سیّدُنا داؤد عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: "الٰہی عَزَّوَجَلَّ مجھے اپنے عاشق دکھا۔" ارشاد فرمایا: **اے داؤد!** لبنان پہاڑ پر جاؤ، وہاں چودہ افراد ہیں جن میں جوان، بوڑھے اور ادھیڑ عمر کے لوگ ہیں۔ جب تم ان کے پاس جاؤ تو ان سے کہنا کہ تمہارا رب عَزَّوَجَلَّ تمہیں سلام کہتا ہے اور تم سے فرماتا ہے: "تم اپنی کسی حاجت کا سوال مجھ سے کیوں نہیں کرتے؟ تم میرے محبوب، برگزیدہ اور دوست ہو۔ تمہارے خوش ہونے سے میں خوش ہوتا ہوں اور تمہاری محبت کی طرف جلدی کرتا ہوں۔"

حضرت سَیِّدُنا داؤد عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں ایک چشمے کے پاس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عظمت میں غوروفکر کرتے پایا۔ انہوں نے جب آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھا تو آپ سے الگ ہونے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت سَیِّدُنا داؤد عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: میں تمہاری طرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا رسول ہوں اور تمہارے پاس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا پیغام پہنچانے آیا ہوں۔ تو وہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف متوجہ ہوگئے اور کان آپ کی طرف لگا کر نگاہیں جھکا لیں۔ حضرت سَیِّدُنا داؤد عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: میں تمہاری طرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا رسول ہوں۔ وہ تمہیں سلام کہتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ "تم مجھ سے کسی حاجت کا سوال کیوں نہیں کرتے؟ کیوں مجھے نہیں پکارتے ہو کہ تمہاری آواز اور تمہارا کلام سنوں؟ تم میرے محبوب، برگزیدہ اور دوست ہو۔ تمہارے خوش ہونے سے میں خوش ہوتا ہوں اور تمہاری محبت کی طرف جلدی کرتا ہوں اور ہر وقت ایک شفیق اور مہربان ماں کی طرح تم پر نظر رکھتا ہوں۔" یہ پیغام سن کر وہ رونے لگے۔

☆... **اُن میں سے بڑے** نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: "اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو پاک ہے، ہم تیرے بندے ہیں

Go To Index

اور تیرے بندوں کی اولاد ہیں۔ ہماری گزشتہ زندگی میں ہمارے دل جس قدر تیری یاد سے غافل رہے وہ ہمیں معاف فرما۔"

☆... **دوسرا** عرض گزار ہوا: "اے **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ! تو پاک ہے، ہم تیرے بندے اور تیرے بندوں کی اولاد ہیں ہمارے اور تیرے درمیان جو مُعاملہ ہے اس میں ہم پر حُسنِ نظر کے ساتھ احسان فرما۔"

☆... **تیسرے** نے کہا: "اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو پاک ہے، ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے بندوں کی اولاد ہیں کیا ہم دعا کی جرأت کریں؟ تو جانتا ہے کہ ہمیں اپنے کسی کام کی حاجت نہیں۔ بس ہم پر یہ احسان فرما کہ ہمیں ہمیشہ اپنے راستے پر ثابت قدم رکھ۔"

☆... **چوتھے** نے عرض کی: "الٰہی عَزَّوَجَلَّ! تیری رضا طلب کرنے میں ہم عاجز وکمزور ہیں، تو اپنے جود وکرم سے اس پر ہماری مدد فرما۔"

☆... **پانچویں** نے کہا: "الٰہی عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہمیں ایک نطفے سے پیدا کیا اور اپنی عظمت میں غور وفکر کرنے کے سبب ہم پر احسان فرمایا تو جو تیری عظمت میں مشغول ہو اور تیرے جلال میں متفکر ہو کیا وہ کلام کی جرأت کرے گا؟ ہمارا مقصود تو تیرے نور کا قرب حاصل کرنا ہے۔"

☆... **چھٹا** عرض گزار ہوا: "ہماری زبانیں تجھ سے دعا مانگنے سے عاجز ہیں کیونکہ تیری شان عظیم ہے تو اپنے اولیا کے قریب ہے اور تیرے احسانات اہلِ محبت پر کثیر ہیں۔"

☆... **ساتویں** نے کہا: "اے **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ! تو نے ہمارے دلوں کی اپنے ذکر کی طرف راہنمائی فرمائی اور اپنی ذات میں مشغول ہونے کے لئے ہمیں فراغت بخشی، لہٰذا اس نعمت کے شکرانے میں ہم سے جو کمی ہوئی وہ معاف فرما۔"

☆... **آٹھویں** نے عرض کی: "الٰہی عَزَّوَجَلَّ! بے شک تو ہماری حاجت کو جانتا ہے اور وہ صرف تیرے وجہِ کریم کی زیارت ہے۔"

☆... **نواں** عرض گزار ہوا: "غلام اپنے آقا پر کیونکر جرأت کر سکتا ہے؟ لیکن جب تو نے اپنے لُطف وکرم سے ہمیں دعا کا حکم دیا ہے تو تُو ہمیں ایسا نور عطا فرما جس کے ذریعے ہمیں آسمانی طبقات کے اندھیروں میں

Go To Index

راستہ ملے۔"

☆...**دسویں** نے عرض کی:"اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ ہم پر اپنی دائمی توجہ کے ساتھ متوجہ رہ۔"

☆...**گیارھویں** نے کہا:"الٰہی عَزَّوَجَلَّ! تونے جو نعمتیں ہمیں عطا فرمائیں اور ہم پر جو احسانات کئے ان کی تمامیت کا سوال کرتے ہیں۔"

☆...**بارھویں** نے کہا:"تیری مخلوق میں ہمیں کسی چیز کی حاجت نہیں بس اپنے وجہِ کریم کے جمال کی زیارت سے ہم پر احسان فرما۔"

☆...**تیرھواں** عرض گزار ہوا:"الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں تجھ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ میری آنکھوں کو دنیا اور اہلِ دنیا کی طرف نظر کرنے اور میرے دل کو آخرت سے غافل ہونے سے اندھا کر دے۔"

☆...**چودھویں** نے عرض کی:"اے بابرکت اور بلند و بالا ذات! میں جانتا ہوں کہ بے شک تو اپنے اولیا سے محبت کرتا ہے بس ہم پر یہ احسان فرما کہ ہمارے دل سب کو چھوڑ کر صرف تیری ذات میں مشغول رہیں۔"

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سَیِّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ "ان سے فرمادو کہ میں نے تمہاری باتیں سنیں اور جو تمہیں پسند ہے میں نے اسے قبول کیا پس تم میں سے ہر ایک اپنے رفیق سے جدا ہو جائے اور اپنے لئے زمین میں ایک تہہ خانہ بنالے کیونکہ میں اپنے اور تمہارے درمیان سے حجاب اٹھانے والا ہوں تا کہ تم میرا نور اور جلال دیکھ سکو۔"

حضرت سَیِّدُنا داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: مولا! یہ لوگ اس مقام تک کیسے پہنچے؟ ارشاد فرمایا: میرے بارے میں حُسنِ ظن رکھنے، دنیا اور اہلِ دنیا سے الگ رہنے، میرے لئے خَلْوَت اختیار کرنے اور مجھ سے مناجات کرنے کی وجہ سے اس مقام تک پہنچے اور یہ وہ مقام ہے جس کو صرف وہ شخص پا سکتا ہے جو دنیا اور اہلِ دنیا کو چھوڑ دے اور کسی دنیاوی چیز کی یاد میں مشغول نہ ہو اور اپنے دل کو میرے لئے خالی رکھے اور میری تمام مخلوق پر مجھے اختیار کرے۔ اس وقت میں اس پر لطف و کرم کرتا ہوں، اس کے نفس کو فارغ کر کے اپنے اور اس کے درمیان سے حجاب اٹھا دیتا ہوں تا کہ وہ مجھ کو اس طرح دیکھے جس طرح کوئی شخص اپنی آنکھ سے کسی چیز کو دیکھتا ہے اور میں ہر گھڑی اس کو اپنی بزرگیاں دکھاتا ہوں، اُسے اپنے وجہِ کریم کے نور سے قریب کرتا ہوں

Go To Index

اور اگر وہ بیمار پڑ جائے تو میں اس کی اس طرح تیمار داری کرتا ہوں جس طرح ایک شفیق ماں اپنے بیٹے کی تیمارداری کرتی ہے، اگر وہ پیاسا ہو تو اس کو سیراب کرتا ہوں اور اس کو اپنے ذکر کا مزہ و حلاوت چکھاتا ہوں۔

اے داوٗد! اس کے بعد اس کے نفس کو دنیا اور اہلِ دنیا سے اندھا کر دیتا ہوں اور دنیا کو اس کی نظروں میں محبوب نہیں بناتا اور وہ میری ذات میں مشغول ہونے سے کوتاہی نہیں کرتا، میرے پاس جلدی آنا چاہتا ہے لیکن میں اس کو موت دینا پسند نہیں کرتا کیونکہ مخلوق میں وہ میری نظر کا محل ہوتا ہے، وہ میرے سوا کسی کو نہیں دیکھتا اور میں اس کے سوا کسی پر نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔

اے داوٗد! جب میں اس کو دیکھتا ہوں کہ اس کا نفس گُھل گیا، جسم لاغر ہو گیا ہے اور اعضاء ٹوٹ کر چورہ چورہ ہو چکے ہیں اور جب میرا ذکر سنتا ہے تو اس کا دل اپنی جگہ چھوڑ دیتا ہے تو میں اپنے تمام فرشتوں اور آسمان والوں پر اس کے باعث فخر کرتا ہوں تو اس کے خوف اور عبادت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! میں اسے جنّتُ الفردوس میں جگہ عطا فرماؤں گا اور اپنے دیدار سے اس کا دل ٹھنڈا کروں گا حتی کہ وہ راضی ہو جائے۔

اہلِ شوق اور قلبی نگاہوں سے دیدار:

(6)...اسی طرح منقول ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سَیِّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ارشاد فرمایا: "**اے داوٗد!** جو بندے میری محبت کی طرف متوجہ ہیں ان سے فرما دو تمہارا اس میں کیا نقصان ہے اگر میں اپنی مخلوق سے تو حجاب میں رہوں اور اپنے اور تمہارے درمیان سے حجاب اٹھا دوں تاکہ تم مجھے اپنی قلبی نگاہوں سے دیکھو اور تمہارا کیا نقصان ہے اگر میں دنیا کو تم سے ہٹا دوں اور اپنے دین کو تمہارے لئے پھیلا دوں اور مخلوق کی ناراضی سے تمہیں کیا نقصان ہو گا جبکہ تم میری رضا چاہتے ہو۔"

اہلِ شوق کے لئے خُدائی ہدایات:

(7)... حضرت سَیِّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات میں یہ بھی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی کہ "تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو اپنے دل سے دنیا کی محبت دور رکھو کیونکہ ایک دل میں میری محبت اور دنیا کی محبت جمع نہیں ہو سکتی۔ **اے داوٗد!** میرے خالص مُحِب بنے رہو اور اہلِ دنیا کے ساتھ

اس طرح میل ملاپ رکھو کہ دین میں میری پیروی کرو اور لوگوں کی پیروی سے بچتے رہو لیکن تمہیں ان کی جو بات میری محبت کے موافق معلوم ہو اس کو اختیار کرو اور جو بات تم پر مشتبہ رہے تو اس میں میری پیروی کرو۔ میرے ذِمَّۂِ کرم پر ہے کہ میں تمہاری تدبیر وسیاست اور دُرستی کو جلد پایۂ تکمیل تک پہنچاؤں اور تمہارا قائد اور ہادی رہوں۔ میں بغیر سوال کے تمہیں عطا کرتا ہوں اور شدائد میں تمہاری اِعانت کرتا ہوں اور مجھے قسم ہے کہ صرف اسی بندے کو ثواب عطا کروں گا جس کا مقصد اور ارادہ میرے حضور عاجزی کرنا ہے اور وہ مجھ سے بے نیاز نہ ہو۔ **اے داؤد!** اگر تم ایسے ہو تو میں ذِلَّت اور وحشت کو تم سے دور رکھوں گا اور تمہارے دل کو غَنا سے آباد رکھوں گا کیونکہ میرے ذِمَّۂِ کرم پر ہے کہ میرا جو بندہ اپنے نفس پر مطمئن ہو کر افعالِ نفس کی نگرانی کرتا ہے تو میں اس کے نفس کو اس کے سپرد کر دیتا ہوں۔ اشیاء کی نسبت میری طرف کرو اور تمہارا عمل اس کے خلاف نہ ہو ورنہ تم مشقت میں پڑ جاؤ گے اور تمہارے ساتھی تم سے نفع نہیں اٹھا پائیں گے اور تم میری معرفت کی کوئی حد نہیں پاؤ گے کیونکہ اس کی کوئی انتہا نہیں۔ جب تم مجھ سے زیادہ مانگو گے میں زیادہ عطا کروں گا لیکن تم میری طرف سے زیادتی کی کوئی حد نہیں پاؤ گے۔

پھر تم بنی اسرائیل کو بتادو کہ میرے اور مخلوق کے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہے اس لئے میرے نزدیک ان کی رغبت اور ارادہ زیادہ ہونا چاہئے۔ میں انہیں ایسی نعمتیں عطا کروں گا جن کو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا۔ مجھے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھیں اور ان لوگوں کی طرف اپنے سر کی آنکھوں سے مت دیکھیں جن کی عقلیں مجھ سے حجاب میں ہیں، جنہوں نے اپنی عقلوں کو کہیں اور مگن کر لیا ہے اور جن سے میں نے اپنا ثواب مُنْقَطَع کر دیا ہے کیونکہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! میں اپنا ثواب اس بندے کے لئے نہیں کھولوں گا جو تجربہ یا ٹال مٹول کے طور پر میری طاعت میں داخل ہوا ہو۔ جس کو تم سکھاؤ اس کے لئے تواضع کرو اور اہْلِ ارادت پر زیادتی نہ کرو۔ اگر اہْلِ محبت جان لیں کہ ارادت مندوں کا میرے نزدیک کیا مقام ہے تو وہ اُن کے لئے زمین بن جائیں تاکہ وہ ان پر چلیں۔

اے داؤد! اگر تم کسی ارادت مند کو غفلت کے نشہ سے نکالو اور اسے اِس نشے سے نجات دلاؤ تو میں تمہیں اپنے ہاں انتہائی کوشش کرنے والا لکھوں گا اور جس کو میں اپنے ہاں ایسا لکھ لیتا ہوں اس پر کوئی وحشت نہیں ہوتی اور نہ اس کو مخلوق کی محتاجی ہوتی ہے۔

اے داؤد! میرے کلام کو مضبوطی سے تھام لو اور اپنے نفس کے لئے اپنے نفس سے ہی حصہ لو اور اس میں سے دو مت ورنہ میں تم سے اپنی محبت کو حجاب میں کر دوں گا۔ میرے بندوں کو میری رحمت سے مایوس نہ کرنا۔ میرے لئے اپنی خواہشات کو ختم کر دو کیونکہ میں نے اپنی مخلوق میں سے کمزور لوگوں کے لئے خواہشات کو مباح کر دیا ہے اور قوی لوگ خواہشات سے دور رہیں کیونکہ اس کے سبب مجھ سے مناجات کی حلاوت کم ہو جاتی ہے اور جو قوی لوگ خواہشات کو اختیار کریں میرے ہاں ان کی کم از کم سزا یہ ہے کہ میں اپنی طرف سے ان کی عقلوں پر حجاب ڈال دیتا ہوں کیونکہ میں اپنے پسندیدہ بندے کے لئے دنیا پسند نہیں کرتا اور اس کو دنیا سے پاک صاف رکھتا ہوں۔

اے داؤد! اپنے اور میرے درمیان کسی ایسے عالم کو وسیلہ نہ بنانا جو اپنی مدہوشی کی وجہ سے تمہیں میری محبت سے محجوب کر دے۔ یہ لوگ میرے ارادت مند بندوں کے لئے راہزن ہیں اور ترکِ خواہشات پر دائمی روزوں سے مدد حاصل کرو اور تجربے کے طور پر روزہ رکھنے سے بچو کیونکہ مجھے دائمی روزے ہی پسند ہیں۔ **اے داؤد!** اپنے نفس کے ساتھ دشمنی کر کے میرے محبوب بن جاؤ، نفس کو خواہشات سے باز رکھو تا کہ میں تمہاری طرف دیکھوں اور تم میرے اور اپنے درمیان حجاب کو اٹھا ہوا دیکھو، میں تمہاری مُدارات صرف اس لئے کرتا ہوں تا کہ جب میں تم پر ثواب کا احسان کروں تو تم میرے ثواب پر قادر ہو جاؤ اور جب تک تم میری اطاعت کرتے رہو گے میں تمہارے لئے ثواب ذخیرہ کرتا رہوں گا۔"

شوق کے سبب مرجائیں!

(8)...**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا داوٗد علٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ **اے داؤد!** مجھ سے رُوگردانی کرنے والوں کو اگر معلوم ہو جائے کہ میں کس طرح ان کا منتظر ہوں اور کس قدر ان پر مہربان ہوں اور ان کے گناہ سے درگزر کرنے کا کیسا مشتاق ہوں تو میرے شوق کی وجہ سے وہ مر جائیں اور میری محبت کی وجہ سے ان کے جوڑ ٹوٹ جائیں۔ **اے داؤد!** میرا یہ ارادہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو مجھ سے رُوگرداں ہیں تو جو لوگ میری طرف متوجہ ہیں اُن کے بارے میں میرا اردہ کیسا ہو گا؟ **اے داؤد!** بندہ سب سے زیادہ اس وقت میرا محتاج ہوتا ہے جب وہ خود کو مجھ سے بے نیاز سمجھتا ہے اور مجھے اپنے بندے پر

Go To Index

زیادہ رَحم اس وقت آتا ہے جب وہ مجھ سے رُوگردانی کرتا ہے اور وہ میرے نزدیک عظیم اس وقت ہوتا ہے جب وہ میری طرف رجوع کرتا ہے۔

اس طرح کے واقعات اور مثالیں لاتعداد ہیں جو محبت، شوق اور اُنس کے اِثبات پر دلالت کرتی ہیں اور ان کے معانی کی تحقیق پہلے بیان ہوچکی ہے۔

دسویں فصل: اللہ تعالٰی کی بندے سے محبت اور اس کا معنٰی

جان لیجئے! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندے سے محبت کے حوالے سے قرآنِ پاک میں واضح طور پر آیاتِ مبارکہ موجود ہیں جن کا معنی جاننا ضروری ہے لہٰذا پہلے ہم اثباتِ محبت پر دلائل پیش کرتے ہیں:

اثباتِ محبّت کے سلسلے میں چار قرآنی دلائل:

...(1)

يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ (پ۶،المائدۃ:۵۴) ترجمۂ کنزالایمان: وہ **اللہ** کے پیارے اور **اللہ** ان کا پیارا۔

...(2)

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا (پ۲۸،الصف:۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک **اللہ** دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پرا(صف) باندھ کر۔

...(3)

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ(۲۲۲) (پ۲،البقرۃ:۲۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک **اللہ** پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔

چونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ توبہ والوں اور ستھروں کو پسند کرتا ہے لہٰذا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس شخص کا رَد فرمایا جس نے اپنے لئے "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا محبوب" ہونے کا دعوٰی کیا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا:

...(4)

قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ (پ۶،المآئدۃ:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرمادو پھر تمہیں کیوں تمہارے گناہوں پر عذاب فرماتا ہے۔

Go To Index

اثباتِ محبّت کے سلسلے میں چار فرامین مصطفٰے:

(1)...رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ تَعَالٰی عَبْدًا لَمْ یَضُرَّہٗ ذَنْبٌ وَّ التَّآئِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ یعنی جب **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ پھر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ(۲۲۲) (پ۲،البقرۃ:۲۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک **اللہ** پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔[55]

نقصان نہ دینے کا مطلب:

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جب **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کسی سے محبت کرتا ہے تو موت سے پہلے اسے توبہ کی توفیق دے دیتا ہے جس کی وجہ سے گزشتہ گناہ اگرچہ زیادہ ہوں اس کو نقصان نہیں دیتے جس طرح اسلام لانے کے بعد گزشتہ کفر نقصان نہیں دیتا۔

اہل محبت کے گناہ معاف:

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے محبت کے لئے گناہوں کی معافی شرط ٹھہرائی ہے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ (پ۳،اٰل عمرٰن:۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم **اللہ** کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ **اللہ** تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

(2)...اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُعْطِی الدُّنْیَا مَنْ یُّحِبُّ وَ مَنْ لَّا یُحِبُّ وَلَا یُعْطِی الْاِیْمَانَ اِلَّا مَنْ یُّحِبُّ یعنی بے شک **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ اس شخص کو بھی دنیا عطا کرتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اور اس کو بھی جس سے محبت نہیں کرتا لیکن ایمان اسی کو عطا فرماتا ہے جس سے محبت کرتا ہے۔[56]

55...نوادر الاصول، الاصل السادس والمائتان، ۲/ ۷۶۰، حدیث:۱۰۳۰، دون "اذا احب اللہ تعالی...الی...ذنب"

سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبۃ، ۴/ ۴۹۱، حدیث:۴۲۵۰، دون "اذا احب اللہ تعالی...الی...ذنب"

56...المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام ابن مسعود، ۸/ ۱۶۱، حدیث:۳۰

Go To Index

(3)...مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللهُ وَ مَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَه اللهُ وَ مَنْ اَكْثَرَ ذِكْرَ اللهِ اَحَبَّه اللهُ یعنی جو شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کو بلندی عطا فرماتا ہے(57) اور جو تکبر کرتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کو پست کر دیتا ہے اور جو شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے محبت فرماتا ہے۔"(58)

(4)...سرکارِ **مدینہ** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم **فرماتے ہیں کہ اللہ** عَزَّوَجَلَّ **ارشاد فرماتا ہے:** "لَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَ بَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ یعنی بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتی کہ وہ میرا محبوب بن جاتا ہے پس جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اس کے کان ہوتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔"(59)

تو جو چاہے کر میں نے تجھے بخش دیا:

حضرت سَیِّدُنا زید بن اسلم عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْاَكْرَم فرماتے ہیں: بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بندے سے محبت کرتا ہے حتّٰی کہ اس کی محبت یہاں تک **پہنچ جاتی ہے** کہ وہ بندے سے فرماتا ہے: "اِعْمَلْ مَاشِئْتَ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ یعنی تو جو چاہے کر، میں نے تجھے بخش دیا ہے۔"(60)

بندے سے محبت کا معنیٰ:

محبت کے بارے میں وارد تعریفات و تعبیریں شمار سے باہر ہیں اور یہ بات ہم بیان کر چکے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے بندے کی محبت حقیقی معنی پر ہے مجازی پر نہیں کیونکہ محبت کا لغوی معنٰی ہے "**موافق چیز کی طرف نفس کا مائل ہونا**" اور جب اس میلان میں شدت و غلبہ آجائے تو اسے عشق کہتے ہیں اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ احسان نفس کے موافق ہوتا ہے اور جمال بھی نفس کے موافق ہوتا ہے اور جمال و احسان کا ادراک کبھی بصارت

57...سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب البراءة من الكبر والتواضع، ۴/۴۵۸، حديث: ۴۱۷۶

58...موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، كتاب التواضع والخمول، ۳/۵۵۲، حديث: ۷۷

59...بخاری، كتاب الرقاق، باب التواضع، ۴/۲۴۸، حديث: ۶۵۰۲

60...قوت القلوب، شرح مقام التوكل ووصف احوال المتوكلين، ۲/ ۸۲

بخاری، كتاب الجهاد والسير، باب الجاسوس، ۲/۳۱۱، حديث: ۳۰۰۷

Go To Index

(آنکھ) سے ہوتا ہے اور کبھی بصیرت سے جبکہ محبت صرف آنکھ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس کا ادراک دونوں سے ہوتا ہے لیکن جہاں تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندے سے محبت کا تعلق ہے تو وہ اس معنٰی پر ممکن نہیں بلکہ تمام اسما کا اطلاق جب ذاتِ باری تعالٰی اور مخلوق پر ہو تو دونوں پر ایک ہی معنیٰ کا اطلاق نہیں ہوگا حتّٰی کہ لفظ "وجود" جو اشتراک کے اعتبار سے الفاظ میں عام تر ہے خالق اور مخلوق کو ایک ہی حیثیت سے شامل نہیں ہوتا بلکہ ہر غیرُاللہ کا وُجود **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے وُجود سے مُسْتَفاد ہے تو تابع کا وجود متبوع کے وُجود کے مُساوی نہیں ہوگا مساوات تو صرف لفظ کے اطلاق میں ہے۔ اس کی مثال یہ ہے جس طرح گھوڑا اور درخت لفظ "جسم" میں مشترک ہیں کیونکہ جسم کا معنٰی اور اس کی حقیقت بغیر کسی اِستحقاق کے دونوں میں ایک جیسی ہے۔ ایسا نہیں کہ ایک میں معنٰی اصلی ہو اور دوسرے میں مجازی کیونکہ ایک کی "جسمیت" دوسرے سے مستفاد نہیں ہے لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور مخلوق پر لفظ "وُجود" کے اطلاق کا معاملہ اس کے برعکس ہے اور یہ فرق تمام اسما جیسے علم، ارادہ، قدرت وغیرہ میں بہت واضح ہے کیونکہ ان تمام الفاظ میں خالق اور مخلوق کے درمیان کوئی مشابہت نہیں اور اس لئے کہ لغت وضع کرنے والے نے ان الفاظ کو اوّلاً مخلوق کے لئے وضع کیا کیونکہ ان کو ذکر کرنے سے عقل و فہم میں پہلے مخلوق آتی ہے لہٰذا خالق کے حق میں ان کا استعمال بطورِ اِستِعارہ مجاز اور نقل کے ہوا۔

پھر یہ کہ محبت کا لغوی معنٰی ہے "**نفس کا اپنے موافق و مناسب شے کی طرف مائل ہونا**" اور یہ بات اس نفس میں ہوسکتی ہے جو ناقص ہو اور موافق شے پاکر اس سے اِستِفادہ کرے اور کامل ہو جائے اور یہ اسی لئے موافق شے کو پاکر لذّت محسوس کرتا ہے اور یہ بات **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حق میں محال ہے کیونکہ ہر کمال، جمال اور جلال جو اس ذات کے حق میں ممکن ہے وہ اس کے لئے اَبدی و اَزَلی طور پر حاصل و موجود اور واجِبُ الحُصُول ہے اور اس کا تَجَدُّد اور زوال نہیں ہوسکتا تو اس کی نظر غیر کی طرف اس اعتبار سے نہیں ہوتی کہ وہ غیر ہے بلکہ اس کی نظر صرف اپنی ذات اور اپنے افعال کی طرف ہوتی ہے اور حقیقت میں وُجود صرف اس کی ذات اور افعال کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب شیخ ابوسعید مِیْھَنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کے پاس یہ آیتِ طیبہ:

يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ (پ۶، المائدۃ:۵۴) ترجمۂ کنزالایمان: وہ **اللہ** کے پیارے اور **اللہ** ان کا پیارا۔

تلاوت کی گئی تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: یہ حق ہے کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے ہیں کیونکہ وہ اپنی

Go To Index

ہی ذات سے محبت فرماتا ہے اس معنیٰ پر کہ وہی کل ہے اور اس کے علاوہ کوئی موجود نہیں تو جو صرف اپنی ذات، اپنے افعال اور اپنی تَصانیف(یعنی تخلیقات) سے محبت کرے تو اس کی محبت اپنی ذات اور توابع ذات سے مُتَجاوِز نہیں ہوتی کیونکہ توابع بھی اس کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا اس کی محبت اپنی ذات ہی سے ہوتی ہے۔

بعض تاویلیں اور معنیٰ محبت:

بندوں سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت کے سلسلے میں جو الفاظ وارد ہوئے ہیں ان سب میں تاویل کی گئی ہے اور اس کا حاصِلِ معنیٰ یہ بنتا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بندے کے دل سے حجاب دور فرما دیتا ہے حتی کہ بندہ اپنے دل سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو دیکھتا ہے یا یہ تاویل ہوگی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بندے کو اپنے قُرب پر قادر بنا دیتا ہے یا یہ معنیٰ ہوگا کہ اَزَل میں ہی بندے کو اپنے قُرب پر قادر بنا دینے کا ارادہ تھا، جب محبت کی نسبت ارادۂ اَزَلی کی طرف کی جائے جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ بندے کو قُرب کے راستوں پر چلنے کی قدرت ہو تو اس صورت میں بندے سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت اَزَلی ہوگی اور اگر محبت کی نسبت اس کے فعل کی طرف کی جائے جس کے ذریعے وہ بندے کے دل سے حجاب دور کر دیتا ہے تو اس صورت میں محبت حادث ہوگی کہ سبب پائے جانے کی صورت میں محبت بھی پائی جائے گی جیسا کہ (حدیث قدسی میں ہے:) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''لَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ یعنی بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتّٰی کہ وہ میرا محبوب بن جاتا ہے۔''

نوافل کے ذریعے اس کا قُرب حاصل کرنا اس کی باطنی صفائی، اس کے دل سے حجاب دور ہونے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں قُرب کا درجہ پالینے کا سبب ہوتا ہے تو یہ تمام باتیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فعل اور بندے پر اس کے لُطف و کرم کی وجہ سے ہیں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت کا یہی معنیٰ ہے۔

دو مثالیں:

☆... **پہلی مثال:** یہ بات ایک مثال کے بغیر سمجھ میں نہیں آئے گی۔ مثال یہ ہے کہ ایک بادشاہ اپنے کسی غلام کو اپنے قُربِ خاص سے نوازتا ہے اور ہر وقت دربارِ شاہی میں حاضر رہنے کا حکم دیتا ہے کیونکہ بادشاہ کا اس کی طرف میلان ہوتا ہے جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی قوت و طاقت کے ذریعے بادشاہ کی مدد کرے

Go To Index

یا بادشاہ اس کو دیکھ کر راحت حاصل کرے یا اس سے مشورہ لینا چاہے یا اس کے لئے کھانے پینے کے اَسباب مہیا کرے۔ تو کہا جائے گا کہ بادشاہ اس سے محبت کرتا ہے اور اس کا معنٰی یہ ہو گا کہ بادشاہ کا اس کی طرف میلان ہے کیونکہ اس میں ایک ایسی بات ہے جو بادشاہ کے موافق اور مناسب ہے۔ اور کبھی بادشاہ کسی غلام کو مُقَرَّب بناتا ہے اور دربارِ شاہی میں آنے سے منع نہیں کرتا اس لئے نہیں کہ اس سے فائدہ اٹھانا یا قوت حاصل کرنا مقصود ہے بلکہ اس وجہ سے کہ بذاتِ خود غلام اچھے اخلاق اور عُمدہ صفات کے ساتھ موصوف ہے جن کی وجہ سے وہ اسی لائق ہے کہ قُربِ شاہی میں رہ کر اس کا وافر حصہ پائے حالانکہ بادشاہ کو اس سے بالکل کوئی غرض نہیں ہوتی تو ایسی صورت میں جب بادشاہ اپنے اور اس کے درمیان سے حجاب اٹھائے تو یہی کہا جائے گا کہ بادشاہ کو اس سے محبت ہے اور اگر غلام کو وہی عمدہ خصلتیں حاصل ہوں جو حجاب اٹھانے کا تقاضا کرتی ہیں تو کہا جائے گا کہ اس نے ذریعہ اختیار کر کے خود کو بادشاہ کا محبوب بنا دیا۔

پس بندے سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت دوسرے معنٰی کے اعتبار سے ہے نہ کے پہلے معنٰی کے اعتبار سے اور دوسرے معنٰی کے اعتبار سے بھی مثال دینا اس شرط کے ساتھ دُرُست ہو گا کہ قرب میں تَجَدُّد اور تَغَیُّر کے وقت ذاتِ باری تعالٰی کا تغیر تیرے وہم و گمان میں نہ آئے کیونکہ حبیب وہ ہوتا ہے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے قریب ہو اور اس کے قرب کا مطلب یہ ہے کہ بندہ چوپایوں، درندوں اور شیاطین کی صفات سے دُور ہو اور اَخلاقِ الٰہیہ سے موسوم مکارمِ اخلاق کو اختیار کرے تو یہ قُرب صفات کے اعتبار سے ہے مکان کے اعتبار سے نہیں لہٰذا جو پہلے قریب نہیں تھا اور اب قریب ہو گیا تو اس میں تغیر آ گیا۔ اس سے بعض اوقات یہ گمان ہوتا ہے کہ جب قُرب میں تبدیلی واقع ہو گئی تو بندے اور ربّ عَزَّوَجَلَّ دونوں کے وصف میں تبدیلی آ گئی کیونکہ وہ پہلے قریب نہ تھا اب قریب ہو گیا اور یہ بات **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حق میں محال ہے کیونکہ اس پر تغیر آنا محال ہے بلکہ وہ تو ہمیشہ ان صفاتِ کمال و جلال کے ساتھ متصف رہتا ہے جن پر وہ اَزَل میں تھا۔

☆... **دوسری مثال:** بیان کردہ بات اشخاص کے قُرب کی ایک مثال سے ہی مُنکَشِف ہو گی۔ مثال کے طور پر دو آدمی بعض اوقات ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں۔ اس طرح کہ دونوں ایک دوسرے کی طرف حرکت کرتے ہیں اور بعض اوقات ایک ساکن رہتا ہے اور دوسرا حرکت کرتا ہے پس ایک میں تغیر کی وجہ سے قرب

Go To Index

حاصل ہو جاتا ہے جبکہ دوسرے میں کوئی تغیر نہیں آتا اور صفات میں قُرب بھی اسی طرح ہے مثلاً طالِبِ عِلْم کمالِ علم اور جمال میں اپنے استاذ کا قُرب چاہتا ہے اور استاذ اپنے کمالِ علم کے درجہ پر ساکن ہو تا ہے اور اپنے شاگرد کے مقام کی طرف حرکت نہیں کرتا جبکہ شاگرد حرکت کر کے جہالت کی پستیوں سے علم کی بلندیوں کی طرف ترقی کرتا جاتا ہے پس وہ تبدیلی اور ترقی کے لئے مسلسل محنت اور کوشش کرتا رہتا ہے حتّٰی کہ اپنے استاذ کے قریب ہو جاتا ہے جبکہ استاذ ساکن اور غیر مُتَغَیِّر ہو تا ہے۔ اسی طرح دَرَجاتِ قُرب میں بندے کی ترقی کو سمجھنا چاہئے تو جب وہ صفات میں کامل، علم اور حقائقِ اشیاء جاننے میں تام، شیطان کو مغلوب کرنے اور خواہشات کا قَلْع قَمْع کرنے میں ثابت قدم اور صفاتِ بد سے اجتناب کرنے میں ظاہر ہو تا ہے تو درجۂ کمال وانتہائے کمال کے قریب ہو جاتا ہے اور ہر شخص کو اس کے کمال کی مقدار ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے قُرب حاصل ہو تا ہے۔

پھر یہ شاگرد استاذ کے قریب ہوتے ہوتے بعض اوقات اس کے برابر ہونے بلکہ اس سے آگے بڑھ جانے پر بھی قادر ہو تا ہے لیکن یہ بات باری تعالٰی کے حق میں محال ہے کیونکہ اس کے کمال کی کوئی انتہا نہیں اور دَرَجاتِ کمال میں بندے کا سُلوک مُتناہی ہے اور ایک محدود حد تک ہی رہے گا۔ اس لئے بندے کو برابری کی کوئی طمع نہیں ہو سکتی اور قُرب کے دَرَجات میں بھی ایسا تفاوت ہے جس کی کوئی انتہا نہیں کیونکہ اس کے کمال کی کوئی انتہا نہیں۔

حاصل یہ کہ بندے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ اس سے شواغل اور گناہ دور کر کے اور دنیاوی کدورتوں سے اس کا باطن پاک کر کے اور اس کے دل سے حجاب دور کر کے اپنے قریب کر لے تاکہ بندہ اس ذات کا مشاہَدہ کرے گویا کہ اس کو اپنے دل سے دیکھتا ہے۔ جبکہ بندے کی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت یہ ہے کہ وہ اس کمال کو پانے کی طرف مائل ہو جس سے وہ محروم وخالی ہے۔ لہٰذا وہ یقینی طور پر اس چیز کا مشتاق ہو گا جو اس کے پاس نہیں ہے اور جب اس میں سے کچھ پائے گا تو اس سے لذت حاصل کرے گا، اس معنی کے اعتبار سے شوق اور محبت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے محال ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

اگر تم یہ کہو کہ بندے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت ایک پوشیدہ مُعاملہ ہے، بندے کو کیسے معلوم ہو گا کہ وہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا محبوب ہے ؟ تو اس کا **جواب** یہ ہے کہ اس کا محبوب ہونا کچھ علامات سے معلوم ہو گا۔ جیسے رسولِ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا **فرمانِ ذیشان** ہے: اِذَا اَحَبَّ اللہُ عَبْدًا اِبْتَلَاہُ فَاِذَا اَحَبَّہُ الْحُبَّ الْبَالِغَ اقْتَنَاہُ قِیْلَ وَ مَا اقْتَنَاہُ قَالَ لَمْ یَتْرُکْ لَہٗ اَھْلًا وَّ لَا مَالًا یعنی جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے اور جب اس سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے تو اس کو خالص کر لیتا ہے۔ عرض کی گئی: اس کو خالص کر لینے کا کیا مطلب ہے ؟ ارشاد فرمایا: اس کے پاس اہل اور مال نہیں رہنے دیتا۔[61]

معلوم ہوا بندے سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ اس کو غیرُ اللہ سے دور کر دے اور اس کے اور غیر کے درمیان ہو جائے۔

حضرت سیِّدُنا **عیسٰی** عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے عرض کی گئی: آپ سُواری کے لئے گدھا کیوں نہیں خرید لیتے؟ ارشاد فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو یہ گوارہ نہیں کہ مجھے اپنی ذات سے ہٹا کر گدھے میں مشغول کر دے۔

محبوب کو آزمائش میں ڈالا جاتا ہے:

ایک حدیث شریف میں یوں آیا ہے: ”اِذَا اَحَبَّ اللہُ عَبْدًا اِبْتَلَاہُ فَاِنْ صَبَرَ اجْتَبَاہُ فَاِنْ رَضِیَ اصْطَفَاہُ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو آزمائش میں ڈال دیتا ہے پس اگر صبر کرے تو اس کو چن لیتا ہے اور اگر راضی رہے تو اس کو بَرگُزیدہ بنالیتا ہے۔“[62]

بعض علمانے فرمایا کہ جب تم خود کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتا دیکھو اور وہ تمہیں آزمائش میں ڈالے تو جان لو کہ وہ تمہیں برگُزیدہ بنانا چاہتا ہے۔

حکایت: ایک مرید اور شیخ

کسی مرید نے اپنے شیخ سے کہا: میں کچھ محبت محسوس کرتا ہوں۔ شیخ نے فرمایا: بیٹا! کیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں اپنے علاوہ کسی اور کی محبت میں مبتلا کیا اور تم نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو اس پر فوقیت دی؟ مرید نے جواب دیا: نہیں۔ شیخ نے فرمایا: تب تم محبت کی طمع نہ کرو کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آزمائش میں ڈالے بغیر کسی بندے کو محبت عطا نہیں فرماتا۔

61...فردوس الاخبار، ۱/۱۵۱، حدیث: ۹۷۳، بتغیرقلیل

62...فردوس الاخبار، ۱/۱۵۱، حدیث: ۹۷۶

Go To Index

اہلِ محبّت پر نعمت:

رسولِ کریم، رءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: اِذَا اَحَبَّ اللہُ عَبْدًا جَعَلَ لَہٗ وَاعِظًا مِّنْ نَّفْسِہٖ وَزَاجِرًا مِّنْ قَلْبِہٖ یَاْمُرُہٗ وَیَنْھَاہُ یعنی جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کے نفس کو اس کے لئے نصیحت کرنے والا اور دل کو تنبیہ کرنے والا بنا دیتا ہے جو اسے بھلائی کا حکم دیتا اور بُرائی سے منع کرتا ہے۔[63]

دوسری حدیثِ پاک میں ارشاد فرمایا: اِذَا اَرَادَ اللہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا بَصَّرَہٗ بِعُیُوْبِ نَفْسِہٖ یعنی جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے عیب اس پر ظاہر فرما دیتا ہے۔[64]

ظاہر و باطن کا کفیل:

پھر محبتِ الٰہی کی خاص علامت یہ ہے کہ بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرے کیونکہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے کی دلیل ہے اور جہاں تک اس فعل کا تعلق ہے جو بندے کے محبوبِ الٰہی ہونے پر دلالت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ بندے کے تمام ظاہری وباطنی اور سِرّی وجَہری اُمور کا کفیل ہو، وہی اس کو مشورہ دینے والا، اس کے اُمور کی تدبیر فرمانے والا، اس کے اخلاق کو مزیّن کرنے والا، اس کے اعضاء کو کام میں لگانے والا اور اس کے ظاہر اور باطن کو سدھارنے والا ہوتا ہے۔ وہی اس کی تمام فکروں کو ایک فکر بنا دیتا ہے، اس کے دل میں دنیا سے نفرت اور اپنے علاوہ سے وحشت ڈال دیتا ہے۔ خلوت میں اس کو مناجات کی لذّت سے مانوس کرتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے اور اپنی معرفت کے درمیان سے حجابات کو اٹھالیتا ہے۔ اَلْغَرَض یہ سب باتیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندے سے محبت کی علامت ہیں اور اب ہم بندے کی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کی علامات بیان کرتے ہیں کیونکہ یہ بھی بندے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت کی علامت ہیں۔

گیارہویں فصل: بندے کی اللہ تعالٰی سے مَحبت کی علامات

محبت ایک پاکیزہ درخت:

جان لیجئے کہ محبت کا دعوٰی تو ہر کوئی کرتا ہے اور دعوٰی کرنا بہت آسان ہے لیکن محبت نادرُ الوجود ہے

63...حلیۃ الاولیاء، ۱۰/ ۱۰۲، حدیث: ۱۴۶۶۵، الرقم: ۴۶۳، الحارث المحاسبی

64... شعب الایمان، باب فی الزھد وقصر الامل، ۷/ ۳۴۷، حدیث: ۱۰۵۳۵

Go To Index

اس لئے انسان کو نفس و شیطان کے مکر و فریب سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کا دعویٰ کر دے جب تک نفس کو علاماتِ محبت سے آزمانہ لے اور اَدِلّہ وبراہین کا اس سے مطالبہ نہ کر لے۔ محبت تو ایک پاکیزہ درخت ہے جس کی جڑیں قائم اور شاخیں آسمان میں ہیں۔ اس کے پھل دل، زبان اور جوارح میں ظاہر ہوتے ہیں اور اس سے دل اور جوارح پر ظاہر ہونے والے آثار محبت پر ایسے ہی دلالت کرتے ہیں جیسے دھواں آگ پر اور پھل درختوں پر دلالت کرتے ہیں اور یہ علامات بہت زیادہ ہیں۔

پہلی علامت:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ دارُ السَّلام (سلامتی والے گھر جنت) میں محبوب یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کو کشف اور مشَاہدہ کے طور پر پسند کرے کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ دل کسی محبوب کو چاہے لیکن اس کے دیدار اور ملاقات کو پسند نہ کرے۔ پھر جب وہ جانتا ہے کہ محبوب سے ملاقات کے لئے موت کا جام پی کر دنیا کو چھوڑنا اور اس سے کوچ کرنا ضروری ہے تو اسے چاہئے کہ موت کو محبوب جانے اسے ناپسند نہ جانے کیونکہ محبوب کی زیارت سے بہرہ مند ہونے کے لئے اپنے وطن سے دیارِ محبوب کی طرف راہِ سفر اختیار کرنا محب پر گراں نہیں ہوتا اور موت ملاقات کی چابی اور مشاہدے میں داخل ہونے کا دروازہ ہے۔

رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللهِ اَحَبَّ اللهُ لِقَآءَهٗ یعنی جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات پسند کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔“[65]

حضرت سیِّدُنا حُذیفہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے بوقتِ وصال فرمایا: ”حَبِیْبٌ جَآءَ عَلٰی فَاقَةٍ لَّا اَفْلَحَ مَنْ نَّدِمَ یعنی موت بڑے انتظار کے بعد آئی تو اس پر غم کرنے والا فلاح نہیں پائے گا۔“[66]

پسندیدہ خصلت:

ایک بزرگ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا قول ہے: ”بندے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کی محبت کے بعد کثرتِ سجود سے بڑھ کر کوئی خصلت اللہ عَزَّوَجَلَّ کو محبوب نہیں۔“

65...بخاری، کتاب الرقاق، باب من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ، ۴/۲۴۹، حدیث:۶۵۰۷

66...المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الفتن، باب من کرہ الخروج فی الفتنۃ و تعوذ عنہا، ۸/۶۰۲، حدیث:۹۵

Go To Index

انہوں نے دیدارِ الٰہی کی محبت کو سجدے پر مقدم کیا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے محبت میں سچائی کے ثبوت کے لئے اپنے راستے میں شہادت کو شرط قرار دیا ہے چنانچہ جب لوگوں نے کہا تھا کہ ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتے ہیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے راستے میں قتل کیا جانا اور طلبِ شہادت کو اس کی علامت قرار دیا جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا (پ۲۸،الصف:۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک **اللہ** دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پرا (صف) باندھ کر۔

نیز ارشاد فرماتا ہے:

يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ (پ۱۱،التوبة:۱۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: **اللہ** کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وصیت جو حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمائی تھی اس میں مذکور تھا: حق بات گراں ہوتی ہے مگر اس کے باوُجود خوشگوار اور عمدہ ہے اور باطل ہلکا ہوتا ہے لیکن اس کے باوُجود ناموافق اور برا ہوتا ہے پس اگر تم میری وصیت کو یاد رکھو گے تو تمہیں کوئی غائب چیز موت سے زیادہ محبوب نہیں ہوگی اور وہ تمہیں آکر ہی رہے گی اور اگر تم نے میری وصیّت کو ضائع کر دیا تو کوئی غائب چیز تمہارے ہاں موت سے زیادہ ناپسند نہیں ہوگی اور تم اس سے ہرگز بچ نہیں سکو گے۔

سیِّدُنا عبداللہ بن جحش رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی دعائے شہادت:

حضرت سیِّدُنا اسحاق بن سعد بن ابی وقاص رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن جحش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جنگ اُحد کے دن مجھ سے کہا: کیا ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا نہ کریں؟ یہ کہہ کر وہ ایک جانب کو ہوگئے اور اس طرح دعا کرنے لگے: الٰہی! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ کل جب میرا دشمن سے سامنا ہو تو میرا مقابلہ کسی بہادر اور سخت غصیلے شخص سے ہو اور میں تیری رضا کے لئے اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے پھر وہ مجھے پکڑے اور میرا ناک اور کان کاٹ دے اور میرا پیٹ پھاڑ دے اور کل جب میں تجھ سے ملاقات کروں اور تو فرمائے: "اے عبداللہ! تیرا

Go To Index

ناک اور کان کس نے کاٹا؟" تو میں عرض کروں: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! تیرے اور تیرے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے راستے میں میرا یہ حال ہوا ہے۔ اور تو فرمائے: "تو نے سچ کہا۔"

حضرت سیِّدُنا سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن جحش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دن کے آخری حصے میں اس حال میں دیکھا کہ ان کا ناک اور کان ایک دھاگے میں لٹک رہے تھے۔[67]

حضرت سیِّدُنا سعید بن مُسَیَّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے امید ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ عبد اللہ بن جحش کی قسم کے دوسرے حصے کو یونہی پورا فرمائے گا جیسے اس کے پہلے حصے کو پورا کیا۔[68]

موت کو ناپسند کرنے والا:

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اور حضرت سیِّدُنا بِشْر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی ارشاد فرماتے ہیں: موت کو وہی ناپسند کرتا ہے جس کو شک ہو کیونکہ حبیب تو کسی بھی حال میں اپنے حبیب کی ملاقات کو ناپسند نہیں کرتا۔[69]

حضرت سیِّدُنا ابو یعقوب یوسف بن یحیٰی بُوَیْطِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے کسی زاہد سے پوچھا: کیا تم موت سے محبت کرتے ہو؟ اس نے کچھ توقف کیا تو آپ نے فرمایا: اگر تم زُہد میں سچے ہوتے تو ضرور موت سے محبت کرتے۔ پھر آپ نے یہ آیتِ طیبہ تلاوت فرمائی:

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (۹۴) (پ۱، البقرۃ: ۹۴) ترجمۂ کنزالایمان: تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو۔

اس شخص نے کہا کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تو یہ فرمایا ہے: "لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ یعنی تم میں کوئی ہرگز موت کی تمنا نہ کرے۔"[70] یہ سن کر حضرت سیِّدُنا امام بُوَیْطِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے فرمایا: رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مصیبت آنے پر موت کی تمنا کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ قضائے الٰہی پر راضی رہنا اس سے فرار اختیار کرنے سے افضل ہے۔

67... معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم الاصبھانی، ۳/ ۱۱۵، حدیث: ۴۰۶۳، الرقم: ۱۵۹۲: عبد اللہ بن جحش

68... المصنف لعبد الرزاق، کتاب الجھاد، باب من سال الشھادۃ، ۵/ ۱۷۷، حدیث: ۹۶۱۵

69... قوت القلوب، شرح مقام التوکل ووصف احوال المتوکلین، ۲/ ۸۵

70... بخاری، کتاب المرضی، باب تمنی المریض الموت، ۴/ ۱۳، حدیث: ۵۶۷۱

Go To Index

موت کوناپسند کرنے کے دواسباب:

☆...**پہلا سبب:** اگر تم سوال کرو کہ جو شخص موت کو پسند نہیں کرتا کیا وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا مُحِب ہو سکتا ہے؟ تو میں کہوں گا کہ موت کو پسند نہ کرنا بعض اوقات تو دنیا کی محبت اور اہل وعیال اور مال سے جُدائی پر افسوس کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ بات کمالِ محبتِ الٰہی کے منافی ہے کیونکہ کامل محبت وہ ہے جو سارے دل کو شامل ہو مگر ساتھ ہی اہل و اولاد کی محبت کے باوُجود محبتِ الٰہی کا ضعیف سا شائبہ ہونا بعید نہیں کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے میں لوگوں کے درمیان تفاوت ہے۔ اس پر درج ذیل روایت دلالت کرتی ہے۔

فضیلَتِ سالِم بزبانِ مصطفٰے:

حضرت سیِّدُنا ابوحُذیفہ بن عُتْبہ بن رَبِیعہ بن عَبْدِ شَمْس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب اپنی بہن فاطمہ کا نکاح اپنے غلام سالم سے کر دیا تو اس پر قریش نے ان کو ملامت کی اور کہنے لگے کہ تم نے قریش کی ایک عقل مند خاتون کا نکاح غلام سے کر دیا؟ تو انہوں نے جواب دیا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے سالم کا نکاح فاطمہ سے کیا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ سالم فاطمہ سے بہتر ہے۔ قریش کو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ جواب آپ کے فعل سے بھی زیادہ سخت لگا تو وہ کہنے لگے: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ فاطمہ تمہاری بہن ہے اور سالم تمہارا غلام ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ یُّحِبُّ اللہَ بِکُلِّ قَلْبِہٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی سَالِمٍ یعنی جو شخص ایسے بندے کو دیکھنا چاہے جو سچے دل سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتا ہے وہ سالم کو دیکھ لے۔''[71]

یہ حدیثِ پاک اس بات کی دلیل ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو سچے دل سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت نہیں کرتے بلکہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے کے ساتھ غیرُاللہ سے بھی محبت کرتے ہیں۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو بارگاہِ ربُّ العزت میں حاضری کے وقت ملاقات کی لذّت بقدرِ محبت ہوگی اور موت کے وقت دنیا چھوڑنے کا غم اسی قدر ہوگا جس قدر دنیا کی محبت ہوگی۔

71...حلیۃ الاولیاء، سالم مولی ابی حذیفۃ، ۱/ ۲۳۳، حدیث: ۵۷۳، الرقم: ۲۹، سالم مولی ابی حذیفۃ، مفھومًا، عن عمر بن خطاب

قوت القلوب، شرح مقام التوکل ووصف احوال المتوکلین، ۲/ ۸۵

Go To Index

☆... **دوسرا سبب:** موت کو ناپسند کرنے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ بندہ مقامِ محبت کی ابتدا میں ہوتا ہے اور وہ موت کو تو نہیں بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کی تیاری سے پہلے ہی موت کے آنے کو برا جانتا ہے اور یہ بات ضعفِ محبت پر دلالت نہیں کرتی اور اس شخص کی مثال اس محب کی سی ہے جس کو محبوب کے آنے کی خبر پہنچے اور محب یہ چاہتا ہو کہ اس کا آنا کچھ دیر کے لیے مؤخر ہو جائے تاکہ اس کے لئے اپنے گھر کو آراستہ کر لے اور اس کے لئے تمام سامان تیار کر لے تاکہ قلبی شواغِل اور مَوانِع سے فارغ اور ہلکا ہو کر جیسے چاہتا ہے ویسے ملاقات کرے تو اس سبب سے موت کو برا جاننا کمالِ محبت کے بالکل منافی نہیں ہے۔ اس کی علامت عمل میں کوشش کرنا اور فکرِ آخرت میں ڈوبے رہنا ہے۔

دوسری علامت:

محبَّتِ الٰہی کی علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پسند کو اپنے ظاہر اور باطن سے اپنی پسند پر ترجیح دے، لہٰذا اعمالِ شاقہ بجالائے، خواہشات کی پیروی سے اجتناب کرے، سستی و غفلت سے اِعراض کرے، ہمیشہ عبادتِ الٰہی پر کاربند رہے، نوافل کے ذریعے اس کا قُرب حاصل کرتا رہے اور اس کی بارگاہ میں بلندیٔ دَرَجات کا طالب رہے جس طرح محب اپنے محبوب کے دل میں زیادہ قرب کا طالب ہوتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ مجید میں محبین کا وصفِ ایثار یوں بیان فرمایا: **یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَ لَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ** (پ۲۸،الحشر:۹)

ترجمۂ کنزالایمان: دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو۔

اور جو مسلسل خواہشات کی پیروی کرنے میں لگا رہے تو اس کا محبوب وہی ہے جس کی وہ خواہش کرتا ہے بلکہ محب تو محبتِ محبوب میں اپنی ذات سے محبت کرنا بھی چھوڑ دیتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے:

اُرِیْدُ وِصَالَهٗ وَیُرِیْدُ هِجْرِیْ　　　فَاَتْرُكُ مَا اُرِیْدُ لِمَا یُرِیْدُ

ترجمہ: میں اس کے وصال کا طالب ہوں اور وہ مجھ سے جُدائی چاہتا ہے، لہٰذا میں اپنی چاہت کو اس کی چاہت پر قربان کرتا ہوں۔

Go To Index

بلکہ جب محبَّتِ الٰہی کا غلبہ ہوتا ہے توخواہشات کا صفایا ہوجاتا ہے تو اس کے لئے محبوب کے علاوہ کوئی لذت باقی نہیں رہتی جیسا کہ منقول ہے کہ

حکایت: میں اس محبت کا بدل نہیں چاہتی

زَلیخا جب ایمان لے آئیں اور حضرت سیِّدُنا یوسُف عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زَوْجِیت میں داخل ہو گئیں تو وہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام سے الگ ہو کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مصروف ہو گئیں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ہو رہیں۔ حضرت سیِّدُنا یوسف عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام دن کے وقت انہیں بلاتے تو وہ آپ کو رات کا کہہ دیتیں اور جب آپ انہیں رات کے وقت بلاتے تو وہ دن پر ٹال دیتیں اوران سے عرض کرتیں: ''میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی معرفت سے قبل آپ سے محبت کرتی تھی لیکن جب سے مجھے اس کی معرفت حاصل ہوئی ہے اس ذات کی محبت نے میرے دل میں اپنے سوا کسی کی محبت کو باقی نہیں چھوڑا اور میں اس محبت کا بدل نہیں چاہتی۔'' آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ان سے فرمایا: مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہی اس کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ تیرے بطن سے دو لڑکے پیدا فرمائے گا اور ان دونوں کو منصبِ نبُوَّت عطا فرمائے گا۔ یہ سُن کر انہوں نے عرض کی: اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے اور مجھے اس کا ذریعہ بنایا ہے تو حکمِ الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم ہے، چنانچہ انہوں نے خلوت لے لی۔[72]

محبَّتِ الٰہی والا نافرمان نہیں ہوتا:

معلوم ہوا کہ جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتا اسی وجہ سے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ **فرماتے ہیں:**

تَعْصِی الْاِلٰہَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ ۔۔۔ هٰذَا لَعَمْرِیْ فِی الْفَعَالِ بَدِیْعُ

لَوْكَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَّاَطَعْتَهٗ ۔۔۔ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعُ

ترجمہ: (۱)...تم ربّ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرتے ہو اور اس سے محبت کا اظہار بھی کرتے ہو بخدا! یہ بہت عجیب فعل ہے۔

(۲)...اگر تمہاری محبت سچی ہوتی تو تم ضرور اس کی اطاعت کرتے کیونکہ محب تو اپنے محبوب کا اطاعت گزار ہوتا ہے۔

72...قوت القلوب، شرح مقام التوکل ووصف احوال المتوکلین، ۲ / ۸۶

Go To Index

درج ذیل شعر بھی یہی معنٰی بیان کر رہا ہے:

وَاَتْرُكُ مَا اَهْوٰى لِمَا قَدْ هَوَيْتَهٗ　　　فَاَرْضٰى بِمَا تَرْضٰى وَاِنْ سَخَطَتْ نَفْسِی

ترجمہ: تیری خواہش کے لئے میں اپنی خواہش چھوڑ دیتا ہوں پس میں تیری رضا پر راضی ہوں اگرچہ میرا نفس بُرا منائے۔

اصل محبت ممنوعات سے بچنا ہے:

حضرت سیِّدُنا سَہْل تُستری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: محبت کی علامت یہ ہے کہ محبوب کو اپنے نفس پر ترجیح دو اور ایسا نہیں ہے کہ جو بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کرتا ہے وہ اس کا حبیب بن جاتا ہے، حبیب تو وہی بنتا ہے جو اس کی منع کردہ باتوں سے باز رہے۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے بندے کا محبت کرنا بندے سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت کا سبب ہے جیسا کہ فرمانِ باری تعالٰی ہے:

یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ (پ٦، المائدۃ: ٥٤)　　　ترجمۂ کنزالایمان: وہ **اللہ** کے پیارے اور **اللہ** ان کا پیارا۔

پھر جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بندے سے محبت فرماتا ہے تو اس کا کفیل ہو جاتا ہے اور اس کے دشمنوں کے خلاف اس کی مدد کرتا ہے اور بندے کا دشمن اس کا نفس اور اس کی خواہشات ہیں پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کو رُسوا نہیں کرتا اور نہ اس کو خواہشات کے حوالے کرتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: **وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآىٕكُمْؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِیًّا٘ۗ وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِیْرًا(۴۵)** (پ٥، النساء: ٤٥) ترجمۂ کنزالایمان: اور **اللہ** خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور **اللہ** کافی ہے والی اور **اللہ** کافی ہے مددگار۔

نافرمانی کمالِ محبت کے خلاف ہے:

اگر تم کہو کہ کیا نافرمانی اَصْلِ محبت کے خلاف ہے؟ تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ یہ اَصْلِ محبت کے تو خلاف نہیں البتہ کمالِ محبت کے خلاف ہے۔ مثال کے طور پر کتنے ہی لوگ ہیں جو اپنے نفس سے محبت کرتے ہیں اور بیماری کی حالت میں صحت کے طالب ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جان بوجھ کر مُضِر (نقصان دہ) اشیاء کھالیتے ہیں تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ انہیں اپنی جان سے محبت نہیں بلکہ بات دراصل یہ ہے کہ کبھی معرفت کمزور پڑ جاتی ہے اور شہوت غالب آجاتی ہے تو انسان محبت کا حق ادا کرنے سے عاجز آجاتا ہے۔ جیسا کہ

Go To Index

مروی ہے حضرت سیِّدُنا نُعَیْمان بن عَمْرو اَنصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک گناہ کے اِرتکاب پر بار بار بار گاہِ رسالت میں پیش کیاجاتا اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انہیں سزا دیتے حتّٰی کہ ایک دن جب انہیں لایا گیا اور آپ نے ان پر شرعی سزا نافذ فرمائی تو کسی شخص نے ان پر لعنت کی اور کہا: ان کو کتنا زیادہ بارگاہِ رسالت میں لایا جاتا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''لَاتَلْعَنْہُ فَاِنَّہٗ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یعنی اس پر لعنت نہ کرو کیونکہ یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کرتا ہے۔''(73)

غور کیجئے کہ گناہ کی وجہ سے ان کو محبت سے خارج نہ فرمایا۔ البتہ اِرتکابِ گناہ بندے کو کمالِ معرفت سے خارج کر دیتا ہے جیسا کہ ایک عارف نے فرمایا ہے: جب ایمان دل کے بیرونی حصے میں ہوتا ہے تو بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے متوسط درجے کی محبت کرتا ہے اور جب ایمان دل کے سیاہ نقطے میں داخل ہو جاتا ہے اس وقت بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے کامل وانتہائی محبت کرتا ہے اور گناہ چھوڑ دیتا ہے۔(74)

دعوائے محبت میں خطرہ:

حاصِلِ کلام یہ ہے کہ محبت کا دعوٰی کرنے میں بہت خطرہ ہے۔ اسی لئے حضرت سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرمایا کرتے کہ اگر تم سے پوچھا جائے: کیا تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتے ہو؟ تو خاموش رہو کیونکہ اگر تم نے کہا ''نہیں'' تو تم کافر ہو گئے اور اگر تم نے کہا ''ہاں'' تو تمہارا حال محبین جیسا نہیں، لہٰذا غضبِ الٰہی سے ڈرو۔

بعض علما فرماتے ہیں: جنت میں کوئی نعمت اہْلِ معرفت اور اہْلِ محبت کی نعمت سے بڑھ کر نہیں اور جہنم میں کوئی عذاب اس شخص کے عذاب سے بڑھ کر نہیں جو معرفت اور محبت کا دعوٰی کرے اور اس میں محبت و معرفت نام کی کوئی چیز نہ ہو۔

تیسری علامت:

بندے کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کا بہت شیدائی ہو،

73... بخاری، کتاب الحدود، باب ما یکرہ من لعن شارب الخمر وانہ لیس بخارج من الملۃ، ۴/ ۳۳۰، حدیث: ۶۷۸۰

74... تفسیر روح البیان، پ ۱۱، سورۃ یونس، تحت الآیۃ: ۳۵، ۴/ ۴۵

Go To Index

زبان اس سے کوتاہی نہ کرے اور نہ دل اس سے خالی ہو کیونکہ جو کسی سے محبت کرتا ہے وہ لازمی طور پر اس کا اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والی چیزوں کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتا ہے۔ پس محبّتِ الٰہی کی علامت یہ ہے کہ اس کے ذکر سے محبت ہو، اس کے کلام یعنی قرآنِ پاک سے محبت ہو، اس کے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت ہو اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت ہو کیونکہ جو کسی انسان سے محبت کرتا ہے وہ اس کے محلے کے کتے سے بھی محبت کرتا ہے۔

یہ محبت میں شراکت نہیں:

جب محبت قوی ہو جاتی ہے تو محبوب سے مُتَجَاوِز ہو کر ہر اس چیز تک پہنچ جاتی ہے جو محبوب کو گھیرے اور احاطہ کئے ہوتی ہے اور جس کا تعلق محبوب کے دوستوں اور قرابت داروں سے ہوتا ہے۔ یہ محبت میں شرکت نہیں ہے کیونکہ جو محبوب کے قاصد سے اس لئے محبت کرے کہ وہ محبوب کا قاصد ہے اور اس کے کلام سے اس لئے محبت کرے کہ وہ محبوب کے قاصد کا کلام ہے تو اس کی محبت محبوب سے متجاوز ہو کر غیر تک نہیں پہنچی بلکہ یہ تو محبوب سے کمالِ محبت کی علامت ہے اور جس کے دل پر محبّتِ الٰہی غالب ہو وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تمام مخلوق سے محبت کرتا ہے کیونکہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پیدا کی ہوئی ہے۔ پس وہ قرآنِ کریم، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں سے کیسے محبت نہیں کرے گا؟ اور اس بات کی تحقیق ہم اُخُوَّت اور صحبت کے بیان میں کر چکے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (پ۳، اٰل عمرٰن: ۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم **اللہ** کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ **اللہ** تمہیں دوست رکھے گا۔

اور رسولِ اَکرم، شاہِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ بِہٖ مِنْ نِّعَمِہٖ وَاَحِبُّوْنِیْ لِلّٰہِ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت اس لئے کرو کہ وہ اپنی نعمتوں سے تمہاری پَرْوَرِش فرماتا ہے اور مجھ سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے مَحبت کرو۔“[75]

75...سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اھل بیت النبی، ۵/ ۴۳۴، الحدیث: ۳۸۱۴

Go To Index

اہلِ محبت سے محبت:

حضرت سیِّدُنا سُفیان ثوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے والے سے محبت کی اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی سے محبت کی اور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم بجالانے والے کی تعظیم کرے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی تعظیم کرتا ہے۔

قرآنِ کریم سے محبت:

ایک ارادت مند سے منقول ہے کہ میں ابتدائے سُلوک میں مناجات کی لذت پاتا تھا تو میں نے دن رات تلاوتِ قرآن پر مُداوَمَت اختیار کی پھر سستی کے سبب تلاوتِ قرآن چھوٹ گئی تو میں نے خواب میں سنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: "اگر تم مجھ سے محبت کا گمان کرتے ہو تو تم نے میری کتاب سے جفا کیوں کی؟ کیا تم نے ہمارے لطیف عِتاب میں غور نہیں کیا؟" پس میں بیدار ہوا تو میرا دل قرآنِ پاک کی محبت سے مَمْلُو (پُر) تھا اور میں اپنی سابِقہ حالت پر لوٹ آیا۔

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: تم میں سے کسی کو اپنے نفس سے قرآنِ پاک کے سوا کسی چیز کا سوال نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اگر وہ قرآن کریم سے محبت کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتا ہے اور اگر قرآن پاک سے محبت نہیں کرتا ہو گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بھی محبت نہیں کرتا ہو گا۔[76]

سنت سے محبت کی علامت:

حضرت سیِّدُنا سَہل تُسْتَرِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی ارشاد فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ بندہ قرآنِ کریم سے محبت کرے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور قرآنِ کریم سے محبت کی علامت یہ ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کرے اور آپ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ سنت سے محبت کرے اور سنت سے محبت کی علامت آخرت سے محبت کرنا ہے اور آخرت سے محبت کی علامت دنیا سے نفرت کرنا ہے اور دنیا سے نفرت کی علامت یہ ہے کہ اس میں سے توشَۂ آخرت کے علاوہ کچھ نہ لے۔

76... المعجم الکبیر، ۹/ ۱۳۲، حدیث: ۸۶۵۷، مفہومًا وبتغیر

Go To Index

چوتھی علامت:

محبَّتِ الٰہی کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ بندے کو خلوت، مناجاتِ الٰہی اور تلاوتِ قرآن کریم سے اُنسیت ہو۔ لہٰذا تہجُّد پر ہمیشگی اختیار کرے اور رکاوٹیں دور ہونے کی وجہ سے رات کے سکون اور صاف وقت کو غنیمت جانے کیونکہ محبت کا کم سے کم درجہ حبیب کے ساتھ خلوت کی لذت پانا اور اس کی مناجات سے راحت حاصل کرنا ہے تو جس کے نزدیک سونا اور غیر کے ساتھ گفتگو میں مشغول ہونا مناجاتِ الٰہی کی نسبت زیادہ لذیذ اور عمدہ ہو اس کی محبت کیسے صحیح ہو سکتی ہے؟

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْاَکْرَم پہاڑ سے اتر رہے تھے کسی نے پوچھا: آپ کہاں سے آرہے ہیں؟ تو جواب دیا: **الله** عَزَّوَجَلَّ سے اُنس حاصل کر کے آرہا ہوں۔

حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام فرماتے ہیں کہ **الله** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: میری مخلوق میں سے کسی سے اُنسیت حاصل نہ کرنا کیونکہ میں دو بندوں کو اپنی بارگاہ سے دور کر دیتا ہوں: (۱)... ایک وہ شخص جو میرے ثواب میں تاخیر سمجھ کر الگ ہو گیا اور (۲)... دوسرا وہ شخص جس نے مجھے بھلا دیا اور اپنے حال پر خوش رہا اور اس کی علامت یہ ہے کہ میں اس کو اس کے نفس کے حوالے کر دیتا ہوں اور اس کو دنیا میں حیران چھوڑ دیتا ہوں۔

بندہ جب غیرُاللہ سے مانوس ہوتا ہے تو جس قدر وہ غیرُاللہ سے مانوس ہوتا ہے اسی قدر **الله** عَزَّوَجَلَّ سے وحشت محسوس کرتا ہے اور محبت کے درجے سے گر جاتا ہے۔

حکایت: ایک عیب بھی نقصان دہ ہے

مروی ہے کہ بُرخ نامی غلام جس کے وسیلہ سے حضرت سیِّدُنا موسٰی کَلِیْمُ الله عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بارش کی دعا کی تھی اس کے متعلق **الله** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا موسٰی عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا: بُرخ میرا کتنا اچھا بندہ ہے لیکن اس میں ایک عیب ہے۔ عرض کی: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! اس میں کون سا عیب ہے؟ ارشاد فرمایا: اس کو صبح کی ہوا اچھی لگتی ہے تو یہ اس سے لُطف اندوز ہوتا ہے حالانکہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ کسی شے سے لطف نہیں اٹھاتا۔

Go To Index

حکایت:پرندے سے محبت کا نقصان

منقول ہے کہ ایک عابد نے کسی جنگل میں طویل عرصہ تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی۔ اس نے ایک مرتبہ کسی پرندے کو دیکھا جس نے ایک درخت میں گھونسلا بنا رکھا ہے اور وہ وہاں آکر چہچہاتا ہے تو اس عابد نے دل میں کہا: ”کیا ہی اچھا ہو جو میں اپنی جائے عبادت اس درخت کے قریب بنالوں تاکہ اس پرندے کی آواز سے مانوس ہوتا رہوں۔“ پھر اس نے ایسا کر لیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس وقت کے نبی عَلَیْہِ السَّلَام پر وحی نازل فرمائی: ”فلاں عابد سے کہہ دو: تم مخلوق سے مانوس ہوئے میں نے تمہارا درجہ ایسا کم کر دیا ہے کہ اب کسی بھی عمل سے اسے نہیں پاسکو گے۔“

اُنسِ مناجات کی علامت:

معلوم ہوا محبت کی علامت یہ ہے کہ مناجاتِ محبوب کے ساتھ کمال درجے کا اُنس ہو اور اس کے ساتھ تنہائی سے کمالِ لذت ہو اور ہر وہ شے جو خلوت اور لذتِ مناجات میں خَلَل اور رَخْنہ ڈالے اس سے سخت نفرت ہو اور اُنس کی علامت یہ ہے کہ عقل اور فہم سب کا سب لذتِ مناجات میں مُسْتَغْرَق ہو جس طرح کوئی شخص اپنے معشوق کو مخاطب کر کے اس سے مناجات کرتا ہو۔ اسلافِ کرام میں سے ایک بزرگ کو اس درجے کی لذت پہنچی کہ وہ نماز میں مشغول تھے اور ان کے گھر میں آگ لگ گئی لیکن ان کو پتا تک نہ چلا اور ایک بزرگ کا بیماری کی وجہ سے نماز کی حالت میں پاؤں کاٹ دیا گیا اور انہیں معلوم تک نہ ہوا۔

خلوت و مناجات آنکھوں کی ٹھنڈک:

جب محبت اور اُنس بندے پر غالب ہوتے ہیں تو خلوت اور مناجات اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتے ہیں جس کی وجہ سے تمام فکریں دفع ہو جاتی ہیں بلکہ اُنس اور محبت دل کو اس طرح ڈھانپ لیتے ہیں کہ اُمورِ دنیا جب تک کئی بار کانوں سے نہ ٹکرائیں تب تک سمجھ میں نہیں آتے چنانچہ ایسے کی مثال اس عاشق کی طرح ہے جو اپنی زبان سے تو لوگوں کے ساتھ گفتگو کر رہا ہوتا ہے لیکن باطن میں وہ محبوب کے ذکر سے مانوس ہو رہا ہوتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

Go To Index

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُؕ(۲۸) (پ۱۳،الرعد:۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل **اللہ** کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو **اللہ** کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

حضرت سیِّدُنا قتادہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: وہ دل جو اس کے خواہش مند اور اس سے مانوس ہیں۔

خالص محبت کا مزہ:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: جو شخص خالص محبتِ الٰہی کا مزہ چکھ لیتا ہے تو یہ اس کو طلبِ دنیا سے روک دیتا ہے اور تمام لوگوں سے مُتَنَفِّر کر دیتا ہے۔[77]

حضرت سیِّدُنا مُطَرِّف بن ابو بکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: محب اپنے محبوب کی باتوں سے اکتاتا نہیں۔

محبت کا جھوٹا دعویدار:

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی: ”جو مجھ سے محبت کا دعوٰی کرے اور رات آنے پر میرے ذکر سے غافل ہو کر سو رہے وہ جھوٹا ہے۔ کیا ہر محب اپنے محبوب کی ملاقات کا طالب نہیں ہوتا؟ میں اپنے طالبین کے لئے موجود رہتا ہوں۔“

حضرت سیِّدُنا موسٰی کَلِیْمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: ”اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! تو کہاں ہے کہ میں تیرا قصد کروں؟“ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ”جب تو قصد کرے گا پہنچ جائے گا۔“

مُحِبّ کی تین خصلتیں:

حضرت سیِّدُنا یحیٰی بن مُعاذ رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی نے فرمایا: ”مَنْ اَحَبَّ اللہَ اَبْغَضَ نَفْسَہٗ یعنی جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتا ہے وہ اپنے نفس سے نفرت کرتا ہے۔“ نیز فرماتے ہیں: جس میں تین خصلتیں نہ ہوں وہ محب نہیں: (۱)...کلامِ الٰہی کو مخلوق کے کلام پر (۲)... **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کو مخلوق کی ملاقات پر اور (۳)...عبادت کو مخلوق کی خدمت پر ترجیح دے۔

77...المعجم الکبیر، ۹/ ۱۳۲، حدیث: ۸۶۵۷، مفہومًا وبتغیر

Go To Index

پانچویں علامت:

باری تعالیٰ سے محبت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا جو چیز بھی اس سے جاتی رہے اس پر افسوس نہ کرے لیکن ہر وہ گھڑی جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر اور اس کی عبادت کے بغیر گزر جائے اس پر انتہائی افسوس کرے اور جب غفلت ہو جائے تو بکثرت طلبِ رحم، رضاجوئی اور توبہ کے ساتھ رجوع کرے۔

ایک عارف فرماتے ہیں: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اسی سے محبت کرتے ہیں اور اسی سے چین پاتے ہیں لہٰذا جانے والی چیز پر انہیں افسوس ہوتا ہے نہ وہ نفسانی لذات میں مشغول ہوتے ہیں کیونکہ ان کے مالکِ حقیقی کی ملکیت کامل ہے، وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ پس جو ان کے لئے مقدر ہو چکا وہ انہیں مل کر رہے گا اور جو نہیں مل سکا تو وہ اس لئے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ان کے لئے حُسنِ تدبیر یہی ہے۔

محب کا حق یہ ہے کہ جب خوابِ غفلت سے بیدار ہو تو اپنے محبوب کی طرف متوجہ ہو اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے یہ سوال کرنے میں مشغول ہو جائے: "اے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ! تو نے میرے کس گناہ کی وجہ سے اپنا احسان مجھ سے مُنْقَطَع کیا اور مجھے اپنی بارگاہ سے دور کر کے نفس و شیطان کی پیروی میں مشغول کر دیا؟" اس طرح خالص ذکر اور رِقَّتِ قلبی پیدا ہو گی جو اس کی سابقہ غفلت کا کَفّارہ ہو جائے گی اور اس کی لغزش نئے ذکر اور صفائے قلب کا سبب ہو گی اور جب محب صرف محبوب پر نظر رکھے اور ہر شے کو اسی کی طرف سے جانے تو نہ اس کو کسی چیز کا افسوس ہو گا اور نہ وہ شک کرے گا بلکہ تمام اَحوال میں راضی رہے گا اور یقین کرلے گا کہ محبوبِ حقیقی نے اس کے لئے وہی مقدر فرمایا ہے جو اس کے حق میں بہتر ہے اور اس ارشادِ ربانی کو یاد کرے:

وَ عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْۚ (پ۲، البقرۃ:۲۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔

چھٹی علامت:

علاماتِ محبت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ طاعتِ الٰہی میں لذت پائے اور اس کو بوجھ نہ جانے اور عبادت میں تھکاوٹ نہ ہو جیسا کہ ایک بزرگ کا قول ہے: میں نے 20 سال تک رات کی تکلیف برداشت کی پھر 20 سال اس سے لذت اٹھائی۔

Go To Index

سیِّدُ الطائفہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: محبت کی علامت دائمی نَشاط اور ایسی کوشش و مشقت کرنا ہے کہ بدن تھک جائے لیکن دل نہ تھکے۔

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: محبت کے ہوتے ہوئے عمل کرنے میں تھکاوٹ نہیں ہوتی۔

بعض علما نے فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! محب طاعتِ الٰہی سے سیر نہیں ہوتا اگرچہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے قُرب کی بلند منازل پر پہنچ جائے۔

اس طرح کی تمام باتیں مشاہَدات میں موجود ہیں کیونکہ عاشق اپنے معشوق کی محبت میں تگ ودو کرنے کو بوجھ نہیں سمجھتا اور دل سے اس کی خدمت کو اچھا سمجھتا ہے اگرچہ بدن پر شاق ہو اور جب اس کا بدن عاجز ہو جائے تو اس کے نزدیک سب سے محبوب چیز یہ ہوتی ہے کہ اس کو پھر سے قدرت حاصل ہو جائے اور عجز جاتا رہے تاکہ وہ خدمتِ محبوب میں مشغول ہو سکے، محبتِ الٰہی کا معاملہ بھی اسی طرح ہے کیونکہ جو محبت غالب ہوتی ہے وہ اپنے سے کم تر کو دبا دیتی ہے۔ مثال کے طور پر جس شخص کے نزدیک اس کا محبوب سُستی سے زیادہ پسندیدہ ہو وہ اپنے محبوب کی خدمت کی وجہ سے سستی چھوڑ دے گا اور اگر وہ مال سے زیادہ محبوب ہو تو اس کی محبت میں مال کو چھوڑ دے گا۔

منقول ہے کہ ایک محب نے اپنی جان، مال سب کچھ محبوب پر قربان کر دیا یہاں تک کہ اس کے پاس کچھ باقی نہ رہا تو اس سے پوچھا گیا: محبت میں آپ کا یہ حال کیسے ہو گیا؟ تو اس نے جواب دیا: میں نے ایک دن کسی محب کو اپنے محبوب سے یہ کہتے سنا: بخدا! میں سچے دل سے تمہیں چاہتا ہوں اور تم مجھ سے بالکل رُخ پھیرے ہوئے ہو۔ محبوب نے اس سے کہا: اگر تمہیں مجھ سے محبت ہے تو تم مجھ پر کیا چیز خرچ کرو گے؟ محب نے کہا: اے میرے آقا! اولاً میں اپنی ہر چیز کا آپ کو مالک بنا دوں گا پھر اپنی روح آپ پر قربان کر دوں گا حتّٰی کہ آپ راضی ہو جائیں۔ پس میں نے دل میں کہا: مخلوق کا مخلوق کے ساتھ اور بندے کا بندے کے ساتھ یہ مُعاملہ ہے تو بندے کا معبود کے ساتھ مُعاملہ کیسا ہونا چاہئے تو محبت میں اس حال کا یہی سبب ہے۔

ساتویں علامت:

محبت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے تمام بندوں پر مُشْفِق اور مہربان ہو اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ

Go To Index

کے تمام دشمنوں اور ہر اس شخص پر سخت ہو جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی والے اَفعال کا ارتکاب کرتا ہے جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا ہے:

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ (پ۲۶،الفتح:۲۹) ترجمۂ کنزالایمان: کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔

اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اسے اس بات سے باز نہیں رکھتی اور نہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے غصہ کرنے سے کوئی فعل اس کو پھیر سکتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے اولیا کا یہی وصف بیان کیا ہے جیسا کہ

محبّتِ الٰہی پر فریفتہ:

حدیثِ قدسی میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''وہ میری محبت پر ایسے فریفتہ ہیں جیسے بچہ کسی چیز پر فریفتہ ہوتا ہے اور میرے ذکر کو اس طرح جائے پناہ بناتے ہیں جس طرح گدھ اپنے گھونسلے میں پناہ لیتا ہے اور میرے منع کردہ افعال پر انہیں اس طرح غصہ آتا ہے جس طرح چیتا ناراضی کے وقت غَضَب ناک ہوتا ہے تو لوگوں کے کم یا زیادہ ہونے کی پروا نہیں کرتا۔''

اس مثال میں غور کرنا چاہئے کیونکہ بچہ جب کسی شے پر فریفتہ ہوتا ہے اس سے بالکل جدا نہیں ہوتا اور اگر اس سے وہ شے لے لی جائے تو جب تک اس کو واپس نہ دی جائے وہ رونے اور چیخنے کے سوا کچھ نہیں کرتا اور سوتے وقت اس کو اپنے ساتھ کپڑوں میں رکھ لیتا ہے اور جب جاگتا ہے تو دوبارہ اس کو پکڑ لیتا ہے جب اس سے جُدا ہوتا ہے رونا شروع کر دیتا ہے اور جب اس کو پالیتا ہے تو خوش جاتا ہے اور اس شے کے بارے میں جو اس سے جھگڑا کرتا ہے اس سے ناراض ہوتا ہے اور جو اس کو وہ شے دے اس سے محبت کرتا ہے۔ یوں ہی چیتا غصے کے وقت اپنے قابو میں نہیں رہتا حتّٰی کہ شدت غضب کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

آمیزش والی شراب:

یہ محبت کی علامات ہیں تو جس بندے میں یہ علامات پوری ہوں گی اس کی محبت بھی تام اور خالص ہو گی اور آخرت میں اس کی شراب صاف اور میٹھی ہو گی اور جس کی محبت میں غیرُ اللہ کی محبت کی آمیزش ہو گی وہ

Go To Index

آخرت میں اپنی محبت کی مقدار نعمتیں پائے گا۔ لہٰذا اس کی شراب میں مُقَرَّبِیْن کی شراب کی کچھ مقدار ملادی جائے گی جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مُقَرَّبِیْن کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ (۲۲) عَلَى الْاَرَآىِٕكِ یَنْظُرُوْنَ (۲۳) تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ (۲۴) یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ (۲۵) خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَ فِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ (۲۶) وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ (۲۷) عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ (۲۸) (پ۳۰، المطففین: ۲۲تا۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک نکوکار ضرور چین میں ہیں تختوں پر دیکھتے ہیں تو ان کے چہروں میں چین کی تازگی پہچانے نتھری (خالص وپاک) شراب پلائے جائیں گے جو مہر کی ہوئی رکھی ہے اس کی مہر مشک پر ہے اسی پر چاہیے کہ للچائیں للچانے والے اور اس کی ملونی (ملاوٹ) تسنیم سے ہے وہ چشمہ جس سے مقربانِ بارگاہ پیتے ہیں۔

ابرار کی شراب اس لئے مزیدار ہوگی کہ اس میں مقربین کی خالص شراب کی آمیزش ہوگی اور شراب سے مراد تمام جنتی نعمتیں ہیں جس طرح کتاب سے مراد تمام اعمال ہیں جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ (۱۸) (پ۳۰، المطففین: ۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: ہاں ہاں بے شک نیکوں کی لکھت سب سے اونچے محل علیین میں ہے۔

پھر ارشاد فرمایا:

یَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ (۲۱) (پ۳۰، المطففین: ۲۱) ترجمۂ کنزالایمان: کہ مقرب جس کی زیارت کرتے ہیں۔

جنت میں دنیا جیسا حال:

ان کے اعمال کی بلندی کی علامت یہ ہے کہ اتنی بلند ہوگی کہ مُقَرَّبِیْن اس کی زیارت کریں گے اور جس طرح ابرار دنیا میں مقربین کے قُرب اور مشاہدے سے اپنے حال اور معرفت میں زیادتی پاتے ہیں یہی حال ان کا آخرت میں ہوگا۔ (درج ذیل تین فرامین میں اسی کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:)

...(1)

مَا خَلْقُكُمْ وَ لَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ (پ۲۱، لقمٰن: ۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا۔

Go To Index

...(2)

كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ (پ۱۷،الانبیآء:۱۰۴)

ترجمۂ کنزالایمان: ہم نے جیسے پہلے اسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کر دیں گے۔

...(3)

جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿ؕ۲۶﴾ (پ۳۰،النبا:۲۶) ترجمۂ کنزالایمان: جیسے کو تیسا بدلہ۔

مطلب یہ ہے کہ جزا ان کے اعمال کے موافق ہوگی لہٰذا خالص اعمال کی جزا خالص شراب اور مخلوط اعمال کی جزا مخلوط شراب ہوگی اور محبّتِ الٰہی اور اعمال میں جتنی مقدار آمیزش ہوگی اتنی مقدار شراب میں بھی آمیزش ہوگی۔(جیسا کہ درج تین فرامین باری تعالٰی سے واضح ہے:)

...(1)

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿ؕ۷﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿٪۸﴾ (پ۳۰، الزلزال:۷،۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔

...(2)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا (پ۵،النساء:۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: **اللہ** ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دونی کرتا۔

...(3)

وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ (پ۱۷،الانبیآء:۴۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کو۔

جیسی نیت ویسی مراد:

پس جو شخص دنیا میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرے مگر اس کا مطلوب جنت کی نعمتیں اور جنتی حور و قصور ہو تو اسے جنت میں قدرت دے دی جائے گی کہ جہاں چاہے رہے تو وہ جنتی غلمان کے ساتھ کھیلے گا اور جنتی عورتوں سے لطف اندوز ہوگا آخرت میں اس کی لذت اسی پر منتہی ہو جائے گی کیونکہ ہر انسان کو محبت میں

Go To Index

وہی عطا کیا جائے گا جو اس کا نفس چاہتا ہو اور جس سے اس کی آنکھ کو لذت ملتی ہو اور جس کا مقصود ربِّ آخرت اور تمام جہان کا مالک ہو گا اور اس کے دل پر خالص اور سچی محبّتِ الٰہی کا غلبہ ہو گا اس کو سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور اتارا جائے گا۔

اہل عقل مقامِ علیین میں:

حاصِلِ کلام یہ ہے کہ ابرار باغات میں سیر کریں گے اور حور وغلماں کے ساتھ جنت میں چین پائیں گے جبکہ مُقَرَّبِیْن بار گاہِ ربُّ العزت میں حاضر رہیں گے اور اسی کی طرف نظر جمائے ہوں گے اور اس لذت کے ایک ذرہ کے مقابلے میں تمام جنتوں کی نعمتوں کو حقیر جانیں گے لہٰذا پیٹ اور شرم گاہ کی شہوت کو پورا کرنے میں مشغول لوگ اور ہوں گے جبکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بار گاہ میں بیٹھنے والے اور ہوں گے۔ اسی لئے رسولِ اکرم، **شفیعِ مُعَظَّم** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **ارشاد فرمایا:** ”اَکْثَرُاَھْلِ الْجَنَّۃِ الْبُلْہُ وَعِلِّیُّوْنَ لِذَوِی الْاَلْبَاب یعنی اکثر اہلِ جنت بھولے بھالے ہیں اور مقامِ علیین کے مستحق عقل والے ہیں۔“[78]

چونکہ علیین کا معنیٰ سمجھنے سے عقل قاصر تھی تو اس کے معاملے کو عظیم بنایا جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّیُّوْنَ(۱۹) (پ۳۰، المطففین:۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور تو کیا جانے علیین کیسی ہے۔

یونہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: **اَلْقَارِعَةُ(۱) مَا الْقَارِعَةُ(۲) وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ(۳)** (پ۳۰، القارعۃ:۱تا۳)

ترجمۂ کنزالایمان: دل دہلانے والی کیا وہ دہلانے والی اور تونے کیا جانا کیا ہے دہلانے والی۔

آٹھویں علامت:

محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ بندہ محبّتِ الٰہی میں خائف اور اس کی ہیبت و تعظیم کی وجہ سے ناتواں رہے اور بعض دفعہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ خوف محبت کی ضد ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ عظمت کا ادراک ہیبت کو لازم

78... شعب الایمان، باب التوکل باللہ والتسلیم، ۲/۱۲۵، حدیث:۱۳۶۶

قوت القلوب، الفصل الثامن والعشرون: مراقبہ الموقنین من المقربین، ۱/ ۱۸۸

Go To Index

کرتا ہے جس طرح جمال کا ادراک محبت کو لازم کرتا ہے اور خاص محبین کو مقامِ محبت میں ایسے خوف لاحق ہوتے ہیں جو دوسروں کو نہیں ہوتے اور ان کے بعض خوف بعض کی بنسبت سخت ہوتے ہیں۔ جیسے سب سے پہلے اعراض کا خوف ہے اور اس سے بڑا خوف حجاب کا ہے اور اس سے بھی سخت تر قُربِ الٰہی سے دور کر دیئے جانے کا خوف ہے اور سورۂ ھود میں یہی معنی ہے جس نے سَیِّدُ الْمَحْبُوبِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بوڑھا کر دیا اس وقت جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان سنا: ”اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ (۶۸)“[79] اور یہ فرمان سنا: ”اَلَا بُعْدًا لِّمَدْیَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ (۹۵)“۔[80]

دوری کی ہیبت اور دل میں اس کا خوف اسی کو ہو گا جو قُرب سے مانوس اور اس کے ذائقے سے لُطف اندوز ہو لہٰذا دور کئے گئے لوگوں کے حق میں بُعد کی بات اہلِ قُرب کے کان میں پڑ کر ان کو بوڑھا کر دیتی ہے اور جو شخص دوری سے مانوس ہو وہ قرب کا مشتاق نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ شخص دوری کے خوف سے روتا ہے جس کو بساطِ قُرب میسر نہیں۔ اس کے بعد وقوف اور زیادتیِ دَرَجات کے سلب ہونے کا خوف ہے۔

قُرب میں اضافہ کی کوشش:

ہم یہ بات پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ قُرب کے دَرَجات کی کوئی انتہا نہیں اور بندے کا حق یہ ہے کہ ہر دم اس کوشش میں رہے کہ اس کے قُرب میں اضافہ ہو جائے۔ اسی لئے رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَھُوَ مَغْبُوْنٌ وَّمَنْ كَانَ یَوْمُہٗ شَرًّا مِّنْ اَمْسِہٖ فَھُوَ مَلْعُوْنٌ یعنی جس کے دو دن برابر ہوں وہ خسارے میں ہے اور جس کا آج گزشتہ کل کے مقابلے میں برا ہے وہ ملعون ہے۔“[81]

یوں ہی حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ”میرے دل پر دن اور رات میں پردہ آتا رہتا ہے حتّٰی کہ میں 70 مرتبہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے استغفار کرتا ہوں۔“[82]

79...ترجمۂ کنزالایمان: ارے لعنت ہو ثمود پر۔ (پ۱۲، ھود: ۶۸)

80...ترجمۂ کنزالایمان: ارے دور ہوں مدین جیسے دور ہوئے ثمود۔ (پ۱۲، ھود: ۹۵)

81...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/۱۲۴، حدیث: ۲۴۳

82...مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب الاستغفار والاستکثار منہ، ص۱۴۴۹، حدیث: ۲۷۰۲

سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب الاستغفار، ۴/ ۲۵۶، حدیث: ۳۸۱۶

Go To Index

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا استغفار پہلے قدم پر اس لئے تھا کیونکہ دوسرے قدم کی نسبت اس میں بُعد پایا جاتا ہے اور راہِ سلوک میں تھک جانے اور محبوب کے علاوہ کی طرف التفات کرنے پر سالکین کے لیے یہ ایک طرح کی سزا ہے۔ حدیثِ قُدسی میں ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''جب کوئی عالِم میری عبادت پر دنیاوی خواہشات کو ترجیح دیتا ہے تو میں کم از کم اس کو یہ سزا دیتا ہوں کہ اپنی مناجات کی لذت اس سے سلب کر لیتا ہوں۔''[83]

معلوم ہوا کہ خواہشات کے سبب دَرَجات کی زیادتی کا سلب ہو جانا عام لوگوں کے حق میں سزا ہے اور جہاں تک خواص کا تعلق ہے تو فقط دعوٰی کرنے یا خود پسندی میں مبتلا ہونے یا جو لُطف کے مبادی ظاہر ہوں ان کی طرف توجہ کرنے سے ہی وہ دَرَجات کی زیادتی سے محجوب کر دیئے جاتے ہیں اور یہ وہ خفیہ تدبیر ہے جس سے صرف وہ لوگ بچ سکتے ہیں جن کے قدم راہِ سُلوک میں خوب راسخ ہوں۔

اشعار سن کر بے ہوش ہوگئے:

پھر اس سے بڑا خوف اُس چیز کے فوت ہونے کا ہے جسے بعد میں حاصل کرنا ممکن نہ ہو۔ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم دورانِ سیاحت ایک پہاڑ پر تشریف فرما تھے تو کسی کہنے والے کو کہتے سنا:

کُلُّ شَیْءٍ مِّنْکَ مَغْفُوْ ... رٌ سِوَی الْاِعْرَاضِ عَنَّا

قَدْ وَھَبْنَا لَکَ مَا فَا ... تَ فَھَبْ مَا فَاتَ مِنَّا

ترجمہ:(۱)...ہم سے اعراض کرنے کے سوا تمہیں ہر شے کی معافی ہے۔

(۲)...فوت شدہ کو ہم نے چھوڑا اور جو ہماری طرف سے رُک گیا اُسے بھول جا۔

یہ سن کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تڑپ اٹھے اور بیہوش ہو گئے اور ایک رات دن آپ ہوش میں نہیں آئے اور بہت سے احوال آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پر طاری ہوئے۔ پھر فرمایا: میں نے پہاڑ سے ایک آواز سنی کہ ''اے ابراہیم عبد (بندہ) ہو جا۔'' تو میں عبد ہو گیا اور ہوش میں آ گیا۔

83...قوت القلوب، باب ذکر الفرق بین علماء الدنیا وعلماء الآخرہ، ۱/ ۲۴۴

Go To Index

محبت میں بے غمی کا خوف:

پھر محبوب سے بے غم ہو جانے کا خوف ہے کیونکہ شوق، طلب اور حرص ہمیشہ محب کے ساتھ رہتی ہے اس لئے وہ زیادتی طلب کرنے سے سستی نہیں کرتا اور لطفِ جدید سے ہی تسلی پاتا ہے۔ پس اگر وہ اس سے بے غم ہو جائے تو یہ اس کے ٹھہر جانے یا واپسی کا سبب بن جائے گا اور بے غم ہونا بندے پر اس طرح داخل ہو جاتا ہے کہ اس کو پتا بھی نہیں چلتا۔ جس طرح بعض اوقات محبت بندے پر اس طرح داخل ہو جاتی ہے کہ اس کو پتا بھی نہیں چلتا۔ ان تبدیلیوں کے اسباب پوشیدہ وسماوی ہوتے ہیں جن پر مُطَّلَع ہونا بندے کے بس کی بات نہیں پس جب اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے ساتھ اپنی خفیہ تدبیر فرمانا چاہتا ہے تو بندے پر وارد بے غمی کو اس سے مخفی رکھتا ہے اس طرح بندہ امید ہی امید میں ٹھہرا رہتا ہے اور حُسنِ ظن کی وجہ سے یا غفلت، خواہش اور نسیان کے غلبے کے باعث سستی کرتا ہے اور یہ سب (یعنی غفلت، شہوت اور نسیان) شیطان کے لشکر ہیں جو لشکرِ ملائکہ یعنی علم، عقل، ذِکر اور بیان پر غالب آجاتے ہیں اور جس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اوصاف جیسے لُطف، رحمت اور حکمت جب بندے میں ظاہر ہوتے ہیں تو جوشِ محبت کا تقاضا کرتے ہیں اسی طرح اس کے ایسے اوصاف ہیں جیسے جبریت، عِزت اور استغنا کہ جو ظاہر ہوتے ہیں تو بے غمی کو لازم کرتے ہیں۔

محبت میں بڑا خوف:

پھر ان تمام خوفوں سے بڑھ کر اس بات کا خوف ہے کہ دل محبَّتِ الٰہی سے غیر کی محبت کی طرف منتقل نہ ہو جائے اور اسی کا نام مَقت (ناراضی) ہے اور محبوبِ حقیقی سے بے غمی اس مقام کی ابتدا ہے اور اعراض و حجاب بے غمی کی ابتدا ہے اور نیکیوں سے دل تنگ ہونا، دائمی ذکر سے جی گھبرانا اور اوراد و ظائف سے ملال محسوس کرنا اعراض اور حجاب کی ابتدا اور اسباب ہیں اور ان اسباب کا ظہور مقامِ محبت سے مقامِ مقت کی طرف منتقل ہونے کی دلیل ہے اور ان اُمور سے ہمیشہ خائف رہنا اور خالص مراقبہ کے ذریعے ان سے بچنا سچی محبت کی دلیل ہے کیونکہ جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے وہ لازمی طور پر اس کے جاتے رہنے سے ڈرتا ہے۔ پتا چلا کہ جب محبوب کا جاتے رہنا ممکن ہو تو محب کو ہمیشہ خوف رہتا ہے۔

Go To Index

محبت وخوف ساتھ ساتھ:

بعض عارفین کا قول ہے: جو شخص محض محبت کی وجہ سے بغیر خوف کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتا ہے وہ زیادہ پاؤں پھیلانے اور ناز کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوتا ہے اور جو بغیر محبت کے صرف خوف کی وجہ سے عبادت کرتا ہے وہ بُعد (دوری) اور وحشت کی وجہ سے اس سے مُنْقَطِع ہو جاتا ہے اور جو شخص خوف اور محبت دونوں کی وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتا ہے اس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنا محبوب اور مُقَرَّب بنالیتا ہے اور اس کو قدرت اور علم عطا فرماتا ہے۔

حاصل یہ کہ محب خوف سے خالی نہیں ہوتا اور خائف محبت سے خالی نہیں ہوتا، لیکن جس پر محبت غالب ہو یہاں تک کہ اس میں خوب پھیل گئی ہو اور خوف تھوڑا ہو اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ مقامِ محبت میں ہے اور اس کو محبین میں شمار کیا جائے گا اور خوف کی آمیزش محبت کے نشے کو کچھ ساکن کرے گی اور اگر محبت غالب ہو اور معرفت بھی حاصل ہو تو طاقتِ بشری اس کی متحمل نہیں ہو سکتی، خوف ہی اس کو اعتدال میں لاتا ہے اور دل پر اس کے اثر کو کم کرتا ہے۔

معرفت کا ذرہ اور لاکھ سوالی:

منقول ہے کہ ایک ابدال نے کسی صدیق سے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اپنی معرفت کا ایک ذرہ عطا فرمادے۔ انہوں نے دعا کی (اور وہ قبول ہوئی) تو وہ ابدال پہاڑوں میں سرگرداں پھرنے لگے اور ان کی عقل حیران اور دل پریشان تھا۔ سات دن تک بے قرار رہے اور انہوں نے کسی شے سے نفع اٹھایا نہ کسی نے ان سے نفع اٹھایا۔ صدیق نے ان کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہوئے عرض کی: "الٰہی! اس کے ذرۂ معرفت میں سے کچھ کم کر دے۔" اللہ عَزَّوَجَلَّ نے صدیق کے دل میں یہ بات اِلقا فرمائی کہ ہم نے اس کو معرفت کے ذرّے کا لاکھواں حصہ عطا فرمایا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ جس وقت تم نے مجھ سے اس کے لئے دعا کی تھی اس وقت ایک لاکھ بندوں نے مجھ سے معرفت کے ایک ذرے کی دعا کی تھی اور میں نے ان کی دعا کو مؤخر کیا حتّٰی کہ تم نے اس کے لئے سفارش کی تو جب میں نے تمہاری دعا قبول کی ان کی دعا بھی قبول کی اور معرفت کے ایک ذرّے کو ایک لاکھ آدمیوں میں تقسیم فرمادیا تو اس ابدال کی یہ حالت اسی وجہ سے ہوئی ہے۔

Go To Index

صدیق نے پھر بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: ''اے اَحۡکَمُ الۡحاکمین عَزَّوَجَلَّ! تو پاک ہے، تونے جو کچھ اس کو عطا فرمایا ہے اس میں سے کچھ کم فرمادے۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ذرہ معرفت کے لاکھویں حصے کا دس ہزارواں حصہ رہنے دیا اور باقی تمام اجزا سلب کر لئے۔ یوں اس کا خوف، محبت اور رجا اعتدال پر آگئے اور وہ پُر سکون ہو کر دیگر عارفین کی طرح ہو گیا۔

عارفین کے احوال:

عارف کے حال کا وصف اس طرح بیان کیا گیا ہے:

قَرِیۡبُ الۡوَجۡدِ ذُوۡ مَرۡمًی بَعِیۡدٍ عَنِ الۡاَحۡرَارِ مِنۡهُمۡ وَالۡعَبِیۡدِ

غَرِیۡبُ الۡوَصۡفِ ذُوۡ عِلۡمٍ غَرِیۡبٍ کَاَنَّ فُؤَادَهٗ زُبَرُ الۡحَدِیۡدِ

لَقَدۡ عَزَّتۡ مَعَانِیۡهِ وَجَلَّتۡ عَنِ الۡاَبۡصَارِ اِلَّا لِلشَّهِیۡدِ

یَرَی الۡاَعۡیَادَ فِی الۡاَوۡقَاتِ تَجۡرِیۡ لَهٗ فِیۡ کُلِّ یَوۡمٍ اَلۡفُ عِیۡدِ

وَلِلۡاَحۡبَابِ اَفۡرَاحٌ بَعِیۡدٌ وَلَا یَجِدُ السُّرُوۡرَ لَهٗ بَعِیۡدِ

ترجمہ: (۱)...عارف کا وجد لوگوں سے قریب اور اس کا مقصد آزاد و غلام ہر ایک سے دور ہوتا۔

(۲)... اس کا انداز نرالا اور علم اجنبی ہے۔ اس کا دل گویا کہ لوہے کی تختیاں ہیں۔

(۳)...اس کے مقاصد بڑے بلند اور صاحبِ بصیرت کے سوا ہر آنکھ سے اوجھل ہیں۔

(۴)...وہ ہر وقت عیدوں کا نظارہ کرتا ہے۔ اس کے لئے ہر دن ہزاروں عیدیں ہیں۔

(۵)... لوگوں کی خوشیاں تو دور ہیں لیکن وہ خوشی کو دور نہیں پاتا۔

عارفین کے اسرار:

سیِّدُ الطَّائفہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیۡهِ رَحۡمَةُ اللهِ الۡهَادِی احوالِ عارفین کے اَسرار ورُموز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے درج ذیل اشعار پڑھا کرتے تھے۔ صرف اشارہ کیا ہے کیونکہ ان اسرار کا اظہار جائز نہیں:

سَرَتۡ بِاُنَاسٍ فِی الۡغُیُوۡبِ قُلُوۡبُهُمۡ فَحَلُّوۡا بِقُرۡبِ الۡمَاجِدِ الۡمُتَفَضِّلِ

عِرَاصًا بِقُرۡبِ اللهِ فِیۡ ظِلِّ قُدۡسِهٖ تَجُوۡلُ بِهَا اَرۡوَاحُهُمۡ وَتَنَقَّلُ

Go To Index

مَوَارِدُھُمْ فِیْھَا عَلَی الْعِزِّ وَالنُّھٰی — وَ مَصْدَرُھُمْ عَنْھَا لِمَا ھُوَ اَکْمَل

تَرُوْحُ بِعِزٍّ مُفْرَدٍ مِّنْ صِفَاتِہٖ — وَفِیْ حُلَلِ التَّوْحِیْدِ تَمْشِیْ وَ تَرْفُل

وَ مِنْ بَعْدِ ھٰذَا مَا تَدُقُّ صِفَاتُہٗ — وَمَا کَتْمُہٗ اَوْلٰی لَدَیْہِ وَ اَعْدَل

سَاَکْتُمُ مِنْ عِلْمِیْ بِہٖ مَا یَصُوْنُہٗ — وَ اَبْذُلُ مِنْہُ مَا اَرَی الْحَقَّ یَبْذُل

وَ اُعْطِیْ عِبَادَ اللّٰہِ مِنْہُ حُقُوْقَھُمْ — وَ اَمْنَعُ مِنْہُ مَا اَرَی الْمَنْعَ یَفْضُل

عَلٰی اَنَّ لِلرَّحْمٰنِ سِرًّا یَصُوْنُہٗ — اِلٰی اَھْلِہٖ فِی السِّرِّ وَ الصَّوْنِ اَجْمَل

ترجمہ:(۱)...میں ایسے لوگوں کے ساتھ چلا جن کے دل عالَمِ غیب میں رہتے ہیں، جو بُزرگی و فضل والی ذاتِ اَقدس کے قریب اُترے۔

(۲)...وہ ایسے میدان میں اترتے ہیں جو اس کے سایۂ اقدس میں ہیں۔ ان کی ارواح وہاں گھومتی اور ادھر ادھر جاتی ہیں۔

(۳)...یہ حضرات مقامِ عزت اور آخری حد پر اترتے ہیں اور اس حد سے آگے اکمل مقام کے لئے نکلتے ہیں۔

(۴)...یہ ہستیاں اپنی صفات میں یکتا ذات کے غلبہ کے ساتھ اور توحید کے لباس میں ناز سے چلتی ہیں۔

(۵)...اس کے بعد وہ مقام ہے جہاں بابِ صفات کو کھٹکھٹایا جاتا ہے اور اس کا چھپانا زیادہ مناسب اور قرینِ انصاف ہے۔

(۶)...ابھی میں اُس کے متعلق اپنا علم چھپاؤں گا جس کا چھپانا ضروری ہے اور جس کا بتانا حق ہے اس کو ظاہر کر دوں گا۔

(۷)...اس میں سے جو بندوں کا حق بنتا ہے انہیں دوں گا اور جس کا روکنا بہتر ہے اس کو روک لوں گا۔

(۸)...کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کچھ راز چھپا کر ان کے اہل تک پہنچائے جاتے ہیں اور حفاظت اچھی چیز ہے۔

جن مَعارف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان جیسے مَعارف میں سب کا شریک ہونا ممکن نہیں اور یہ بھی جائز نہیں کہ جس کے لئے ان معارف میں سے کچھ منکشف ہو وہ اس کو ایسے شخص کے سامنے ظاہر کرے جس کے لئے ان میں سے کچھ منکشف نہیں ہوا بلکہ اگر تمام لوگ ان معارف میں شریک ہو جائیں تو نظامِ دنیا میں فساد برپا ہو جائے۔ لہٰذا دنیا کے آباد رہنے کے لئے حکمتِ الٰہی کا یہی تقاضا ہے کہ غفلت طاری رہے بلکہ اگر تمام لوگ چالیس دن تک حلال کھائیں تو ان کے زُہد کی وجہ سے دنیاوی نظام خراب ہو جائے۔ بازار اور معیشت کے ذرائع بے کار ہو کر رہ جائیں بلکہ اگر علما حلال کھائیں تو وہ اپنے آپ میں ہی مشغول ہو جائیں اور علم

Go To Index

کی کثیر نشر و اشاعت سے زبانیں اور قلم رک جائیں۔ پھر یہ کہ جو چیزیں بظاہر بُری لگتی ہیں ان میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بے شمار حکمتیں اور اَسرار ہوتے ہیں جس طرح کہ اُمورِ خیر میں بے شمار اَسرار اور حکمتیں ہوتی ہیں اور اس کی قدرت کی طرح اس کی حکمتوں کی بھی کوئی انتہا نہیں۔

نویں علامت:

علاماتِ محبت میں سے یہ بھی ہے کہ محبت کو چھپائے اور محبوب کے اِجلال، تعظیم، اس کی ہیبت اور اس کے راز پر غیرت کی وجہ سے دعوئ محبت سے اجتناب کرے اور اظہارِ وجد و محبت سے بچے کیونکہ محبت محبوب کے رازوں میں سے ایک راز ہے اور یہ وجہ بھی ہے کہ دعوئ محبت میں ایسی بات بھی داخل ہو سکتی ہے جو زائد اور حد سے گزری ہوئی ہو تو یہ بہتان ہو گا جس کی وجہ سے آخرت میں سخت سزا اور دنیا میں آفات کا سامنا ہو گا۔ ہاں بعض دفعہ محب محبت کے نشے میں ایسا مدہوش ہوتا ہے کہ اس کا حال مُضطرِب ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس پر محبت ظاہر ہوتی ہے۔ اگر یہ حالت بغیر تکلف اور اختیار کے ہو تو وہ معذور ہے کیونکہ وہ مجبور ہے اور بعض اوقات آتشِ محبت اس طرح مشتعل ہوتی ہے کہ اس کی تاب کسی کو نہیں ہوتی اور کبھی دل پر اس کا ایسا فیضان ہوتا ہے کہ اس کو روکا نہیں جا سکتا تو جو رازِ محبت چھپانے پر قادر ہے وہ یوں کہتا ہے:

وَقَالُوْا قَرِیْبٌ قُلْتُ: مَا اَنَا صَانِعٌ　　　بِقُرْبِ شُعَاعِ الشَّمْسِ لَوْکَانَ فِیْ حَجْرِیْ

فَمَالِیْ مِنْہُ غَیْرُ ذِکْرٍ بِخَاطِرٍ　　　یَھِیْجُ نَارُ الْحُبِّ وَالشَّوْقِ فِیْ صَدْرِیْ

ترجمہ: (۱)...لوگوں نے کہا: وہ قریب ہے۔ میں نے کہا: سورج کی شعاعوں کے قرب کا میں کیا کروں اگرچہ میری گود میں ہوں۔

(۲)...میرے دل میں صرف اسی کی یاد ہے اور میرے سینے میں محبت اور شوق کی آگ بھڑکتی ہے۔

اور جو رازِ محبت چھپانے سے عاجز ہو وہ کہتا ہے:

یَخْفٰی فَیُبْدِیَ الدَّمْعُ اَسْرَارَہٗ　　　وَیُظْھِرُ الْوَجْدَ عَلَیْہِ النَّفَسُ

ترجمہ: وہ چھپاتا ہے مگر آنسو اس کے اسرار کو ظاہر کر دیتے ہیں اور آہ بھرنا اس کے وجد کو ظاہر کر دیتا ہے۔

اور وہ یہ بھی کہتا ہے:

Go To Index

وَمَنْ قَلْبُهُ مَعَ غَيْرِهٖ كَيْفَ حَالُهُ　　　　وَمَنْ سِرُّهُ فِيْ جَفْنِهٖ كَيْفَ يَكْتُمُ

ترجمہ: جس کا دل غیر کے ساتھ ہو اس کا کیا حال ہو گا اور جس کا راز اس کی پلکوں میں ہو وہ اس کو کیسے چھپائے گا؟

اللہ تعالیٰ سے زیادہ دور:

ایک عارف نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے زیادہ دور وہی شخص ہے جو اس کی طرف زیادہ اشارے کرے۔

مطلب یہ ہے کہ جو ہر چیز میں بکثرت تعریض سے کام لے اور جب کسی کے پاس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا نام لے تو تَصَنُّع ظاہر کرے۔ ایسا شخص محبین اور عارفین کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔

اظہارِ محبت والے کی اصلاح:

حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اپنے ایک مسلمان بھائی کے ہاں تشریف لے گئے جو لوگوں سے محبت کا ذکر کرتا تھا آپ نے اس کو آزمائشوں میں مبتلا دیکھا تو فرمایا: "جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے دی گئی تکلیف پر درد محسوس کرے وہ اس سے محبت نہیں کرتا۔" اس نے کہا: "میں کہتا ہوں جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کی لذّت نہیں پاتا وہ اس سے محبت نہیں کرتا۔" حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: "مگر میں کہتا ہوں جو خود کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا محب مشہور کرتا ہے وہ اس سے محبت نہیں رکھتا۔" اس نے کہا: میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے توبہ کرتا ہوں اور اس کی طرف رجوع لاتا ہوں۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

اگر تم کہو کہ محبت تو مقامات کی انتہا کا نام ہے اور اس کا اظہار کرنا بھلائی کا اظہار کرنا ہے تو پھر یہ بُرا کیوں ہے؟ میں **جواب** میں کہوں گا کہ محبت قابلِ تعریف شے ہے اور اس کا اظہار بھی اچھا ہے لیکن اس کو بناوٹ و تَصَنُّع کے ساتھ ظاہر کرنا بُرا ہے کیونکہ اس میں دعوٰی محبت اور تکبر پایا جاتا ہے اور عاشقِ صادق کا حق یہ ہے کہ وہ اپنی مخفی محبت کو اپنے اَفعال اور اَحوال سے پورا کرے اپنے اَقوال سے نہیں۔ اسے چاہئے کہ اس کی محبت بغیر قصد اور ارادے کے ظاہر ہو اور کسی ایسے فعل کو ظاہر کرنے کا بھی قصد نہ کرے جو محبت پر دلالت

Go To Index

کرتا ہو بلکہ محب کا مقصود صرف محبوب کو مُطلع کرنا ہو اور اگر دوسرے کو بتانے کا بھی اِردہ ہے تو یہ بات محبت میں شراکت اور باعثِ خلل ہے۔

انجیل مُقَدَّس کا درس:

اللہ عَزَّوَجَلَّ انجیل مقدس میں فرماتا ہے: جب تو صدقہ کرے تو اس طرح صدقہ کر کہ تیرے بائیں ہاتھ کو پتا نہ چلے کہ تیرے دائیں ہاتھ نے کیا کیا۔ غیبوں کو جاننے والا تجھے اس کا اعلانیہ بدلہ دے گا اور جب تو روزہ رکھے تو اپنا منہ دھو اور اپنے سر پر تیل لگا تاکہ تیرے رب عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کو اس کا علم نہ ہو۔"

پتا چلا کہ قول و فعل دونوں سے اظہار مذموم ہے مگر یہ کہ جب محبت کا نشہ غالب ہو اور زبان چل پڑے اور اعضاء مضطرب ہوں تو اس وقت اس کو ملامت نہیں کی جائے گی۔

ایک مجنون کی باتیں:

منقول ہے کہ ایک شخص نے کسی مجنون سے ایسا عمل دیکھا جس کو اس نے جنون اور جہالت سمجھا۔ یہ بات اس نے حضرت سیِّدُنا معروف کرخی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے بیان کی تو آپ مسکرانے لگے اور فرمایا: بھائی! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے والے چھوٹے، بڑے، عقل مند اور مجنون ہر طرح کے لوگ ہیں اور جو حالت تم نے دیکھی وہ مجنون محبین کی ہے۔

پھر بناوٹ و تَصَنُّع کے ساتھ اظہارِ محبت کے ناپسندیدہ ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ محب اگر عارف ہو اور احوالِ ملائکہ یعنی ان کی دائمی محبت اور شوق سے واقف ہو کہ وہ رات دن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پاکی بیان کرتے ہیں نہ تھکتے ہیں اور نہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں جو ان کو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں تو وہ بندہ شرم کی وجہ سے اظہارِ محبت سے باز رہے گا اور یقینی طور پر جان لے گا کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی سلطنت میں سب محبین سے کمتر ہے اور اس کی محبت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے تمام محبین کی محبت سے کم ہے۔

تین لاکھ سال سے عبادت:

ایک صاحبِ کشف و اہْلِ محبت نے بیان کیا کہ "میں نے تیس سال تک دل اور ظاہری اعضاء کے ساتھ

Go To Index

حتَّی المقدور کوشش اور طاقت صَرف کرکے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی حتّٰی کہ مجھے گمان ہوا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں میرا کچھ مقام ہے۔" پھر اسرارِ سماوی کے مکاشفات سے متعلق کچھ باتیں ذکر کیں اور ایک طویل قصہ بیان کرکے آخر میں کہا کہ "میں ملائکہ کی ایک صف تک پہنچا جن کی تعداد تمام مخلوقات کی تعداد کے برابر تھی میں نے ان سے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبین ہیں اور تین لاکھ سال سے یہاں اس کی عبادت کر رہے ہیں، ہمارے دلوں میں اس کے سوا کسی کا خیال نہیں آیا اور نہ ہم نے اس کے علاوہ کسی کا ذکر کیا۔" وہ بزرگ فرماتے ہیں: مجھے اپنے اعمال سے بہت حیا آئی، لہٰذا میں نے تمام اعمال ان لوگوں کو بخش دیئے جن پر جہنم کا عذاب واجب ہو چکا تھا تاکہ ان پر جہنم میں تخفیف ہو۔

معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے نفس کو اور اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو پہچان لیتا ہے اور اس سے کماحقہ حیا کرتا ہے تو اس کی زبان دعویٰ محبت کا اظہار کرنے سے گونگی ہو جاتی ہے۔ہاں اس کی حرکات وسکنات اور کچھ کرنا نہ کرنا وغیرہ اس کی محبت پر گواہی دیتے ہیں۔ چنانچہ،

قارورے سے محبت کا ظہور:

سیّدُ الطائفہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے اُستاد حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بیمار ہوئے اور ہمیں ان کی بیماری کا نہ تو سبب معلوم ہو سکا اور نہ ہی اس کی دوا تو ہمیں ایک طبیبِ حاذِق کے بارے میں بتایا گیا۔ ہم ان کا قارورہ (پیشاب) طبیب کے پاس لے گئے تو اس نے قارورہ دیکھا اور دیر تک دیکھتا ہی رہا پھر مجھ سے کہنے لگا: "یہ کسی عاشق کا قارورہ لگتا ہے۔" حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: یہ سن کر میں گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا اور قارورہ میرے ہاتھ سے گر گیا۔ ہوش آنے پر میں اپنے استاذ حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ بیان کیا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مسکرائے پھر فرمایا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کو مارے کیا خوب پہچان رکھتا ہے۔" میں نے عرض کیا: قبلہ استادِ مُکَرَّم! کیا قارورے سے بھی محبت ظاہر ہو جاتی ہے؟ فرمایا: ہاں!

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اگر چاہوں تو اس طرح کہہ دوں کہ اُسی کی محبت نے میری کھال کو میری ہڈیوں پر خشک کیا اور اسی کی محبت نے میرے جسم کو لاغر کیا۔ پھر آپ

Go To Index

بے ہوش ہو کر گر پڑے اور بے ہوشی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یہ کلمات غلبۂ وجد میں اس وقت فرمائے تھے جب بے ہوشی طاری ہونے والی تھی۔

یہ محبت اور اس کے ثمرات کی جامع علامات تھیں۔

دسویں علامت:

محبت کی علامات میں سے اُنس و رضا بھی ہیں جیسا کہ عنقریب ان کی تفصیل آئے گی۔ حاصِلِ کلام یہ ہے کہ تمام محاسِنِ دین اور مکارِمِ اخلاق محبت کا ثمرہ ہیں اور جو محبت ثمر آور نہ ہو وہ خواہِشِ نفس کی اِتّباع ہے جو کہ اخلاقِ رَذیلہ میں سے ہے۔ البتہ بعض دفعہ انسان اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس لئے محبت کرتا ہے کہ اس نے اس پر احسان کیا ہے اور بعض دفعہ اس کے جمال اور جلال کی وجہ سے محبت کرتا ہے اگرچہ اس معاملے میں اس پر احسان نہ ہوا ہو اور محبین ان دو اقسام سے خارج نہیں۔

محبَّتِ الٰہی میں لوگوں کی دو اقسام:

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں دو اقسام پر ہیں: (۱)... عام لوگ (۲)... خاص لوگ۔ عام لوگوں نے اس مرتبے کو اس لئے پایا کہ وہ اس کا دائمی احسان اور کثرتِ نعمت دیکھتے ہیں تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرنے سے اپنے آپ کو روک نہ سکے لیکن انعام واحسان کی بقدر ان کی محبت میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ جہاں تک خاص لوگوں کا تعلق ہے تو انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدر، قدرت، علم اور حکمت کی عظمت اور سلطنت میں یکتائی کی وجہ سے محبت حاصل ہوئی ہے۔ جب انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صفاتِ کاملہ اور اس کے اسمائے حُسنٰی کو پہچانا تو اس سے محبت کئے بغیر نہ رہ سکے کیونکہ ان کے نزدیک اس وجہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ مستحق محبت ہے کیونکہ وہی اس کا اہل ہے اگرچہ ان سے تمام نعمتوں کو زائل فرما دے۔ البتہ بعض لوگ ایسے ہیں جو خواہش نفس اور دشمنِ خدا ابلیس سے محبت کرتے ہیں اس کے باوُجود وہ دھوکے اور جہالت کو خَلْط مَلْط کر کے یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ محبِّ الٰہی ہیں حالانکہ ان میں علاماتِ محبت مفقود ہوتی ہیں۔ وہ نفاق، ریاکاری اور شہرت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں اور ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ دنیا کا حصہ پالیں اور اس کے خلاف ظاہر کرتے ہیں جیسے عُلَمائے سُوء اور بُرے قاری ہیں کہ یہ لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی زمین میں اس کے دشمن ہیں۔

Go To Index

شیطان کا حبیب:

حضرت سیِّدُنا سَہل تُستری عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللهِ الۡقَوِی جب کسی انسان سے مخاطِب ہوتے تو فرماتے: ”اے دوست! یعنی اے حبیب!“ ایک بار آپ رَحۡمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیۡہ سے کہا گیا کہ ہو سکتا ہے مخاطَب حبیب نہ ہو تو آپ اس کو کیسے دوست کہتے ہیں؟ تو آپ رَحۡمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے سوال کرنے والے کے کان میں آہستہ سے فرمایا کہ وہ دو حال سے خالی نہیں ہو گا یا تو مومن ہو گا یا منافق۔ اگر مومن ہے تو وہ رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا حبیب ہے اور اگر منافق ہے تو وہ شیطان لعین کا حبیب ہے۔

علاماتِ محبت بصورتِ اشعار:

حضرت سیِّدُنا ابوتراب نَخۡشَبِی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللهِ الۡقَوِی نے محبت کی علامات میں کچھ اشعار کہے ہیں:

لَا تُخۡدَعَنَّ فَلِلۡحَبِیۡبِ دَلَائِلُ ۔۔۔ وَلَدَیۡہِ مِنۡ تُحَفِ الۡحَبِیۡبِ رَسَائِلُ

مِنۡهَا تَنَعُّمُهٗ بِمُرِّ بَلَائِهٖ ۔۔۔ وَسُرُوۡرُهٗ فِیۡ کُلِّ مَا هُوَ فَاعِلُ

فَالۡمَنۡعُ مِنۡهُ عَطِیَّةٌ مَقۡبُوۡلَةٌ ۔۔۔ وَالۡفَقۡرُ اِکۡرَامٌ وَبِرٌّ عَاجِلُ

وَمِنَ الدَّلَائِلِ اَنۡ تَرٰی مِنۡ عَزۡمِهٖ ۔۔۔ طَوۡعَ الۡحَبِیۡبِ وَاِنۡ اَلَحَّ الۡعَاذِلُ

وَمِنَ الدَّلَائِلِ اَنۡ یُرٰی مُتَبَسِّمًا ۔۔۔ وَالۡقَلۡبُ فِیۡهِ مِنَ الۡحَبِیۡبِ بَلَابِلُ

وَمِنَ الدَّلَائِلِ اَنۡ یُرٰی مُتَفَهِّمًا ۔۔۔ لِکَلَامِ مَنۡ یُّحۡظٰی لَدَیۡهِ السَّائِلُ

وَمِنَ الدَّلَائِلِ اَنۡ یُرٰی مُتَقَشِّفًا ۔۔۔ مُتَحَفِّظًا مِنۡ کُلِّ مَا هُوَ قَائِلُ

ترجمہ: (۱)...دھوکا میں نہ رہنا، ہر عاشق کی کچھ علامات ہیں اور اس کے پاس محبوب سے ملنے والے تحائف ہیں۔

(۲)...ان میں سے ایک یہ ہے کہ محبوب کی ہر کڑوی تکلیف سے لطف اندوز ہو اور محبوب کے ہر سلوک پر خوش رہے۔

(۳)...اس کے انعام واکرام روک لینے کو مقبول عطیہ سمجھے اور فقر ومحتاجی کو اکرام اور فوری بھلائی جانے۔

(۴)...ایک علامت یہ ہے کہ تو محب کو محبوب کی اطاعت کے لئے پر عزم دیکھے گا اگرچہ ملامت کرنے والا مسلسل ملامت کرے۔

(۵)...ایک علامت یہ ہے کہ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دکھائی دے گی اور دل یادِ محبوب میں سخت غمزدہ ہو گا۔

Go To Index

(۶)...ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ اس شخص کی بات کو سمجھنے والا دکھائی دے گا جو اپنے ہاں سائل کو ترجیح دیتا ہے۔

(۷)...اور ایک علامت یہ ہے کہ وہ بدحال نظر آئے گا مگر اپنے کلام میں احتیاط کرنے والا ہوتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی فرماتے ہیں:

وَمِنَ الدَّلَائِلِ اَنْ تَرَاهُ مُشَمِّرًا فِیْ خِرْقَتَیْنِ عَلٰی شُطُوْطِ السَّاحِلِ

وَمِنَ الدَّلَائِلِ حُزْنُهٗ وَنَحِیْبُهٗ جَوْفَ الظَّلَامِ فَمَا لَهٗ مِنْ عَاذِلِ

وَمِنَ الدَّلَائِلِ اَنْ تَرَاهُ مُسَافِرًا نَحْوَ الْجِهَادِ وَکُلِّ فِعْلٍ فَاضِلِ

وَمِنَ الدَّلَائِلِ زُهْدُهٗ فِیْمَا یَرٰی مِنْ دَارِ ذُلٍّ وَالنَّعِیْمِ الزَّائِلِ

وَمِنَ الدَّلَائِلِ اَنْ تَرَاهُ بَاکِیًا اَنْ قَدْ رَاٰهُ عَلٰی قَبِیْحِ فَعَائِلِ

وَمِنَ الدَّلَائِلِ اَنْ تَرَاهُ مُسَلِّمًا کُلَّ الْاُمُوْرِ اِلَی الْمَلِیْكِ الْعَادِلِ

وَمِنَ الدَّلَائِلِ اَنْ تَرَاهُ رَاضِیًا بِمَلِیْکِهٖ فِیْ کُلِّ حُکْمٍ نَازِلِ

وَمِنَ الدَّلَائِلِ ضِحْکُهٗ بَیْنَ الْوَرٰی وَالْقَلْبُ مَحْزُوْنٌ کَقَلْبِ الثَّاکِلِ

ترجمہ: (۱)...محب کی ایک علامت یہ ہے کہ تو اس کو لبِ ساحل دو چیتھڑوں میں کمربستہ دیکھے گا۔

(۲)...ایک علامت یہ ہے کہ وہ رات کے اندھیرے میں روتا اور فراق میں آہ وزاری کرتا ہے۔

(۳)...ایک علامت یہ ہے کہ تو اس کو جہاد اور ہر باعثِ فضیلت کام کے لئے تیار دیکھے گا۔

(۴)...ایک علامت یہ ہے کہ وہ ذلت والے گھر اور ناپائیدار نعمتوں سے بے رغبت ہوگا۔

(۵)... ایک علامت یہ ہے کہ بُرے فعل کے ارتکاب پر تو اسے روتا ہوا دیکھے گا۔

(۶)...ایک علامت یہ ہے کہ تو اس کو تمام اُمور عادل بادشاہ (یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ) کے سپرد کرتا پائے گا۔

(۷)...ایک علامت یہ ہے کہ تو اسے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے ہر حکم پر راضی دیکھے گا۔

(۸)...ایک علامت یہ ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان ہنستا ہے مگر اس کا دل گمشدہ بچے کی ماں کی مثل غمگین ہوتا ہے۔

(...تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ...)

(صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد...)

Go To Index

باب نمبر2: اللہ تعالیٰ سے اُنْسِیَّت

(اس میں دو فصلیں ہیں)

پہلی فصل: اُنْسِیَّت کا معنٰی

شوق، اُنس اور خوف کی تعریفات:

ہم بیان کر چکے ہیں کہ اُنس، خوف اور شوق محبت کے آثار میں سے ہیں لیکن یہ آثار مُحب پر اس کی نظر کے اعتبار سے اور بوقتِ غلبۂ کیفیت کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ تو جس وقت اس پر پردۂ غیب سے منتہائے جمال تک اطلاع غالب ہو اور حقیقتِ جلال پر مُطَّلَع ہونے سے اپنا قصور سمجھ لے تو اس وقت دل طلب کی طرف برانگیختہ ہوتا ہے اور اس کی طرف جوش مارتا ہے پس اس برَانگیختگی اور جوش کی حالت کو شوق کہتے ہیں اور یہ امرِ غائب کی نسبت سے ہوتا ہے اور جب اس پر قرب اور کشف سے حاصل ہونے والے مشاہدۂ حضوری کی وجہ سے فرحت کا غلبہ ہو اور اس کی نظر ظاہر ہونے والے جمال پر لگی ہو اور جس کا ادراک ابھی تک نہیں ہوا اس کی طرف توجہ نہ ہو تو اب جو کچھ ملاحظہ کرتا ہے اس سے دل کو خوشی ہوتی ہے، اسی خوشی کا نام اُنس ہے اور اگر اس کی نظر عزت، استغنا، عدمِ مبالات اور امکانِ زوال اور بُعد کے خطرے کی طرف ہو تو اس شعور سے دل تکلیف محسوس کرتا ہے اس تکلیف کا نام خوف ہے اور یہ احوال اپنے مُلاحَظات کے تابع ہوتے ہیں اور ملاحظات تابع ہوتے ہیں ایسے اسباب کے جو ملاحظات کا تقاضا کرتے ہیں اور ان کا شمار ناممکن ہے۔

پتا چلا کہ اُنس کا معنٰی ہے **جمال کو دیکھ کر دل کا خوشی اور فرحت حاصل کرنا** حتّٰی کہ یہ خوشی اور سُرور جب غالب ہو اور غائب شے کی طرف بندے کی توجہ نہ رہے اور زوال کا خطرہ بھی اس کی طرف راہ نہ پائے تو اس کا چین اور لذت بڑھ جاتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا: "کیا آپ مشتاق ہیں؟" تو انہوں نے جواب دیا: نہیں! شوق تو صرف غائب چیز کا ہوا کرتا ہے اور جب غائب حاضر ہو جائے تو شوق کس کا ہوگا؟ یہ ایسے شخص کا قول ہے جو حاصل شدہ شے کی خوشی میں ڈوبا ہوا تھا اور باقی رہنے والے ممکنہ مدارجِ الطاف کی طرف اس کا اِلتفات نہیں تھا اور جس پر حالتِ اُنس کا غلبہ ہو اس کو صرف تنہائی اور خلوت کی خواہش ہوتی ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم پہاڑ سے اتر رہے تھے تو کسی نے پوچھا: "آپ کہاں سے آرہے ہیں؟" جواب دیا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اُنس حاصل کر کے آرہا ہوں۔"

Go To Index

وجہ اس کی یہ ہے کہ اُنس بِاللہ غیر سے نفرت کو لازم کرتا ہے بلکہ ہر وہ امر جو خلوت سے مانع ہوتا ہے وہ دل پر سب سے زیادہ گراں ہوتا ہے جیسا کہ مروی ہے: جب حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُوَالسَّلَام **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ہم کلام ہوئے تو ایک مدت تک یہ سلسلہ رہا کہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام لوگوں میں سے جس کا کلام بھی سنتے تو آپ پر بے ہوشی طاری ہو جاتی۔ کیونکہ محبت کی وجہ سے محبوب کا کلام اور اس کا ذکر اس طرح میٹھا لگتا ہے کہ دل سے اس کے ماسوا کی مٹھاس نکل جاتی ہے۔ اسی لئے بعض حکما اپنی دعا میں یوں کہتے: اے وہ ذات جس نے اپنے ذکر سے مجھے مانوس کیا اور اپنی مخلوق سے مجھے وحشت دلائی۔

ماسوی اللہ سے مُتَنفِّر رہو:

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا: اے داوٗد! میرے ہی مشتاق رہو اور مجھ سے اُنس حاصل کرو اور میرے ماسوا سے متنفر رہو۔

حضرت سَیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا سے عرض کی گئی: آپ نے یہ مقام کیسے پایا؟ جواب دیا: ”لا“ یعنی اُمور کو ترک کرنے اور ذاتِ لم یَزَل سے اُنس کی وجہ سے۔

اُنس کی حلاوت کب ملتی ہے؟

حضرت سیِّدُنا عبدالواحد بن زید بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں ایک راہب کے پاس سے گزرا اور اس سے کہا: اے راہب! تمہیں تنہائی بہت پسند ہے؟ اس نے جواب دیا: اے فلاں! اگر تم تنہائی کا مزہ چکھ لو تو اپنے آپ سے بھی نفرت کرنے لگو، تنہائی عبادت کی بنیاد ہے۔ میں نے کہا: اے راہب! تم تنہائی سے کم از کم کیا فائدہ پاتے ہو؟ اس نے کہا: لوگوں کی خوشامد کرنے سے چھٹکارا اور ان کے شر سے سلامتی پاتا ہوں۔ میں نے کہا: اے راہب! بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اُنس کی حلاوت کب پاتا ہے؟ اس نے جواب دیا: جب محبت صاف اور مُعاملہ خالص ہو۔ میں نے کہا: محبت صاف کب ہوتی ہے؟ اس نے جواب دیا: جب تمام فکریں جمع ہو کر طاعت میں یکجا ہو جائیں۔

ایک عقل مند ودانا نے فرمایا: ”مخلوق پر تعجب ہے وہ کیسے تجھ سے بدل چاہتے ہیں؟ دلوں پر تعجب ہے وہ تیرے سوا کسی اور سے کیسے مانوس ہوتے ہیں؟“

Go To Index

ایک سوال اور اس کا جواب:

اُنس کی کیا علامت ہے ؟اس کا **جواب** یہ ہے کہ جان لیجئے !اُنس کی خاص علامت یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ مل کر رہنے اور ان کے ساتھ اختلاط سے اس کا سینہ تنگ ہو اور ذکرِ الٰہی کی حلاوت پر فریفتہ ہو پس اگر وہ لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہے تو وہ ایسے ہو گا جیسے جماعت میں منفرد، خلوت میں مجتمع، وطن میں اجنبی، سفر میں مقیم، غائب ہونے کی حالت میں موجود، حاضر ہونے کی حالت میں غائب، جسمانی طور پر لوگوں سے ملا ہوا مگر قلبی طور پر اکیلا ہوتا ہے اور حلاوتِ ذکر میں مُسْتَغْرَق ہوتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتَضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا:وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس حقیقتِ امر کا علم آیا تو وہ یقین کی آسائشوں میں لگ گئے۔ جس چیز کو اہلِ ثروت نے مشکل جانا اس کو انہوں نے آسان سمجھا۔ جس سے جاہلوں نے وحشت محسوس کی اس سے وہ مانوس ہوئے۔ جسمانی طور پر وہ دنیا کے ساتھ رہے اوران کی روحیں مَلاءِ اَعْلٰی میں مُعَلَّق رہیں۔ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی زمین میں اس کے خُلَفا ہیں اور اس کے دین کی طرف بلانے والے ہیں۔

بعض لوگوں کا اِنکار:

یہ اُنس بِاللہ کا معنٰی ہے اور یہ اس کی علامت اور شواہد ہیں اور بعض متکلمین نے اُنس، شوق اور محبت کا انکار کیا ہے اس گمان پر کہ یہ باتیں تشبیہ پر دلالت کرتی ہیں اور وہ یہ بات نہیں جانتے کہ باطن سے ادراک کی جانے والی اشیاء کا جمال ظاہری حواس سے ادراک کی جانے والی اشیاء کے جمال سے کامل ہوتا ہے اور اہلِ دل پر پہلی قسم کی معرفت کی لذت غالب ہوتی ہے۔ان انکاری لوگوں میں سے ایک احمد بن غالب ہے جو غلام خلیل کے نام سے مشہور و معروف ہے، اُس نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی، حضرت سیِّدُنا ابوالحسین نوری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا اور ایک جماعت پر محبت، شوق اور عشق کے بارے میں اعتراض کیا۔ حتّٰی کہ بعض نے مقامِ رضا کا بھی انکار کیا اور کہا: صرف مقامِ صبر ہی ہے اور مقامِ رضا ممکن نہیں۔

یہ سب ناقص اور کم فہموں کا کلام ہے جو مقاماتِ دین میں صرف چھلکے کو جانتے ہیں اور اپنے خیال میں صرف چھلکے کو سب کچھ سمجھتے ہیں ، کیونکہ محسوسات اور جو چیز دین کے راستے سے خیال میں داخل ہوتی ہے وہ

Go To Index

صرف چھلکا ہے اور مطلوب مَغْز اس کے بعد ہے۔ پس جو شخص اخروٹ کے صرف چھلکے تک ہی پہنچ سکے وہ تمام اخروٹ کو لکڑی ہی سمجھتا ہے اور لازمی طور پر اس میں سے روغن نکالنا اس کے نزدیک محال و ناممکن ہو گا۔ ایسا شخص معذور تو ہے مگر اس کا عذر نا قابل قبول ہے اسی بارے میں کہا گیا ہے:

اَلْاُنْسُ بِاللّٰہِ لَا یَحْوِیْہِ بَطَّالٌ　　وَلَیْسَ یُدْرِکُہٗ بِالْحَوْلِ مُحْتَالُ

وَالْاٰنِسُوْنَ رِجَالٌ کُلُّھُمْ نَجَبٌ　　وَکُلُّھُمْ صَفْوَۃٌ لِلّٰہِ عُمَّالُ

ترجمہ: (۱)...باطل پرست اُنس باللہ کو سمجھ نہیں سکتا اور حیلہ ساز اس کا ادراک نہیں کر سکتا۔

(۲)...اور اُنس رکھنے والے تمام لوگ شریف، مخلص اور باعمل ہوتے ہیں۔

دوسری فصل: غلبۂ اُنس سے پیدا ہونے والی بے تکلفی اور ناز کا مطلب

جان لیجئے کہ جب اُنس دائمی، غالب اور مستحکم ہو اور شوق کا قَلَق خَلَل نہ ڈالے اور نہ ہی تغیر اور حجاب کا خوف اس کی زندگی کو مُکَدَّر (میلا) کرے تو اس طرح کا اُنس اقوال ، افعال اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ مناجات کرنے میں ایک طرح کا اِنْبِساط (یعنی بے تکلُّفی) پیدا کرتا ہے اور یہ بظاہر ناپسندیدہ ہوتا ہے کیونکہ اس میں جرأت اور ہیبت کی قِلّت ہوتی ہے لیکن جو شخص مقام اُنس پر فائز ہو اس سے یہ برداشت کر لیا جاتا ہے اور جو اس مقام پر فائز نہیں ہوتا اور فعل و کلام میں اہْلِ اُنس کی مشابہت کرتا ہے تو وہ اس وجہ سے ہلاک ہو جاتا ہے اور کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے۔

"بَرْخُ الْاَسْوَد" کی نرالی دعا:

اس کی مثال "بَرْخُ الْاَسْوَد" کی مناجات ہے جس کے بارے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ کَلِیْمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے فرمایا تھا کہ اس سے جا کر فرماؤ کہ "بنی اسرائیل کے لیے بارش کی دعا کرے۔" یہ اس وقت فرمایا تھا جب بنی اسرائیل سات سال سے قحط سالی کا شکار تھے اور حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام 70 ہزار آدمیوں کے ساتھ نکلے تاکہ ان کے لئے بارش طلب کریں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ "میں ان لوگوں کی دعا کیسے قبول کروں حالانکہ ان پر ان کے گناہوں کی تاریکی

چھائی ہوئی ہے، ان کے باطن خبیث ہیں، بغیر یقین کے مجھ سے دعا مانگتے ہیں اور میری خفیہ تدبیر سے بے خوف ہیں۔ تم میرے ایک بندے کے پاس جاؤ جس کو برخ کہا جاتا ہے اور اس سے کہو کہ باہر نکل کر بارش کی دعا کرے تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں۔" یہ سن کر حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے بنی اسرائیل سے "برخ" کے بارے میں پوچھا لیکن پتا نہ چل سکا۔ ایک دن آپ کسی راستے پر جارہے تھے کہ اچانک سامنے سے ایک حبشی غلام آرہا تھا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدہ کی مٹی لگی ہوئی تھی اور ایک چادر گلے سے بندھی ہوئی تھی۔ حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عطا کردہ نور سے اس کو پہچان لیا۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اسے سلام کر کے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: میرا نام برخ ہے۔ آپ نے فرمایا: ایک مدت سے تم ہمیں مطلوب تھے، اب چلو اور ہمارے لئے بارش کی دعا کرو۔

پس اس نے باہر نکل کر یوں دعا مانگی: "الٰہی! نہ یہ تیرا کام ہے اور نہ یہ تیرا حلم ہے، پھر ایسا کیوں ہے! کیا تیرے پاس چشمے کم ہوگئے یا ہواؤں نے تیری اطاعت سے انکار کر دیا ہے یا تیرے خزانے ختم ہوگئے یا گناہگاروں پر تیرا غضب شدید ہوگیا ہے! کیا تو خطا کاروں کو پیدا کرنے سے پہلے ہی غفار نہیں تھا! تو نے رحمت کو پیدا کیا اور مہربانی کا حکم دیا یا یہ دکھاتا ہے کہ تو نے ہمیں چھوڑ دیا ہے یا تجھے مخلوق کے بھاگ جانے کا خوف ہے اس لئے عذاب میں جلدی فرماتا ہے۔"

"بُرْخُ الاَسْوَد" اس طرح کی باتیں کرتا رہا حتّٰی کہ بنی اسرائیل بارش سے تر ہوگئے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آدھے دن میں گھاس کو اُگا دیا اور اتنا بڑا کر دیا کہ گھٹنوں تک پہنچ گئی۔ جب برخ واپس ہونے لگا تو حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اس کے سامنے آئے تو اس نے کہا: آپ نے دیکھا کہ میں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کیسا جھگڑا کیا اور اس نے کیسے میرے ساتھ انصاف کیا؟ اس بات پر حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس کی سرزنش کا ارادہ کیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی طرف وحی فرمائی: (ایسا نہ کرو کیونکہ) برخ روزانہ مجھے میری شان کے لائق تین بار ہنساتا ہے۔

حکایت: اللہ عَزَّوَجَلَّ قسم کو پورا کرتا ہے

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بصرہ میں کچھ جھونپڑیاں

Go To Index

آگ سے جل گئیں لیکن ان کے درمیان ایک جھونپڑی سلامت رہی۔ ان دنوں حضرت سیِّدُنا ابو مُوسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بصرہ کے امیر تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جب اس کا پتا چلا تو اس جھونپڑی کے مالک کو بلوا بھیجا۔ چنانچہ ایک بوڑھے شخص کو لایا گیا تو آپ نے اس سے فرمایا: شیخ! کیا وجہ ہے کہ تمہاری جھونپڑی کو آگ نہیں لگی؟ اس نے جواب دیا: ”میں نے اپنے ربّ عَزَّ وَجَلَّ کو قسم دی تھی کہ اس کو نہ جلائے۔“ تو حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ بے شک میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے بال پراگندہ اور کپڑے میلے ہوں گے اگر وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر قسم کھائیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کی قسم کو ضرور پورا کرے گا۔“[84]

حکایت: قسم دیتے ہی آگ بجھ گئی

منقول ہے کہ ایک بار بصرہ میں کہیں آگ لگ گئی تو حضرت سیِّدُنا ابو عُبَیْدہ خوّاص عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب تشریف لائے اور آگ پر چلنے لگے۔ بصرہ کے امیر نے ان سے کہا: دیکھئے! کہیں آپ آگ میں جل نہ جائیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: بے شک میں نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو قسم دی ہے کہ وہ مجھے آگ سے نہ جلائے۔ اس پر امیر نے عرض کی: پھر آپ آگ کو قسم دیں کہ بجھ جائے۔ پس آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے آگ کو قسم دی تو وہ بجھ گئی۔

حکایت: ہاتھوں ہاتھ دعا کا ظہور

ایک دن حضرت سیِّدُنا ابو حفص نیشاپوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کہیں جا رہے تھے کہ سامنے سے ایک دیہاتی آیا جس کے ہوش و حواس سلامت نہیں تھے۔ حضرت سیِّدُنا ابو حفص رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس سے فرمایا: تمہیں کیا مصیبت پہنچی ہے؟ اس نے کہا: میرا گدھا گُم ہو گیا ہے اور اس کے علاوہ میرے پاس کوئی گدھا نہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ٹھہر گئے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے کہ تیری عزت اور جلال کی قسم! میں اس وقت تک ایک قدم بھی نہیں اٹھاؤں گا جب تک تو اس کا گدھا لوٹا نہ دے۔ اسی وقت اس کا گدھا ظاہر ہو گیا اور ابو حفص رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ وہاں سے چل پڑے۔

84...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الاولیاء، ۲/۳۹۸، حدیث: ۴۲

Go To Index

اہلِ اُنس کی باطنی باتیں:

اس طرح کے واقعات اُنس والوں کے لئے ہوتے رہتے ہیں۔ دوسروں کو حق نہیں کہ ان سے مشابہت کریں ۔حضرت سیّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں:"اہلِ اُنس اپنے کلام اور خلوت کی مناجات میں ایسی باتیں کہہ گزرتے ہیں جو عوام کے نزدیک کفر ہوتی ہیں۔" ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اگر یہ باتیں عوام سن لیں تو ان کو کافر سمجھیں جبکہ اہلِ اُنس ان باتوں کے ذریعے اپنے احوال میں ترقی پاتے ہیں اور یہ باتیں ان سے برداشت کی جاتی ہیں اور یہ انہی کے لائق ہے۔

اسی بات کی طرف ایک شاعر نے اشارہ کیا ہے:

قَوْمٌ تَخَالَجَھُمْ زَھْوٌ بِسَیِّدِھِمْ　　وَالْعَبْدُ یَزْھُوْ عَلٰی مِقْدَارِ مَوْلَاہُ

تَاھُوْا بِرُؤْیَتِہٖ عَمَّا سِوَاہُ لَہُ　　یَا حُسْنَ رُؤْیَتِھِمْ فِیْ عِزِّ مَا تَاھُوْا

ترجمہ:(۱)...یہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے مولیٰ پر ناز و فخر کرتے ہیں اور بندہ اپنے مولی کی قدر کے مطابق ناز کرتا ہے۔

(۲)...اسے دیکھ کر وہ سب کچھ چھوڑ بیٹھے واہ! ان کی یہ قابلِ عزت رویت بھی کیا خوب ہے۔

بات ایک اور نتیجے دو:

اس بات کو بعید مت جانو کہ ایک بات پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کسی بندے سے راضی ہو اور اسی بات پر دوسرے بندے سے ناراض ہو جبکہ دونوں کے مقامات مختلف ہوں۔ قرآنِ پاک میں اس بات پر بہت سے اشارات موجود ہیں بشرطیکہ تو عقل اور فہم رکھتا ہو۔ تمام قرآنی قصے اہلِ بصیرت اور اہلِ بصارت کے لئے اشارات ہیں تاکہ وہ اس کو عبرت کی نگاہ سے دیکھیں ورنہ دھوکے میں پڑے لوگوں کے لئے یہ محض قصے ہیں۔

قرآنِ کریم میں سب سے پہلا قصہ حضرت سیّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ابلیس لعین کا ہے کیا تم دیکھتے نہیں کہ لفظ معصیت اور مخالفت میں شراکت ہے جبکہ اجتباء اور عصمت میں علیحدگی ہے۔ بہرحال ابلیس تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے دور ہوا اور فرمایا گیا کہ "وہ دُھتکارے ہوؤں میں سے ہے" جبکہ حضرت سیّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے بارے میں ارشاد ہوا:

Go To Index

وَ عَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى(۱۲۱) ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَیْهِ وَ هَدٰى(۱۲۲) (پ۱۶،طٰہٰ:۱۲۲،۱۲۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی پھر اسے اس کے رب نے چن لیا تو اس پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائی اور اپنے قربِ خاص کی راہ دکھائی۔

یوں ہی ایک بندے سے اعراض کرنے اور دوسرے کی طرف متوجہ ہونے کے سبب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر عتاب فرمایا حالانکہ وہ دونوں بندہ ہونے میں برابر تھے لیکن حال دونوں کا مختلف تھا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ یَسْعٰى(۸) وَ هُوَ یَخْشٰى(۹) فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى(۱۰) (پ۳۰،عبس:۸تا۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو تمہارے حضور ملکتا (نازسے دوڑتا ہوا) آیا اور وہ ڈر رہا ہے تو اسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہو۔

اور دوسرے کے بارے میں فرمایا: اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى(۵) فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى(۶) (پ۳۰،عبس:۵،۶)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو بے پرواہ بنتا ہے تم اس کے تو پیچھے پڑتے ہو۔

اسی طرح **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھنے کا حکم ارشاد فرمایا:

وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ (پ۷،الانعام:۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام۔

جبکہ دوسرے گروہ سے اعراض کا حکم فرمایا: وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ ؕ وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ(۶۸)

(پ۷،الانعام:۶۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے سننے والے جب تو انہیں دیکھے جو ہماری آیتوں میں پڑتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے جب تک اور بات میں پڑیں اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

Go To Index

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اصۡبِرۡ نَفۡسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَ الۡعَشِیِّ (پ۱۵،الکہف:۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

اہلِ اُنس کی نازبرداری:

جیسا کہ اوپر بندوں کے درمیان فرق بیان ہوا اسی طرح بے تکلفی اور ناز بھی بعض بندوں سے برداشت کیا جاتا ہے اور بعض سے نہیں۔ جیسے حالتِ اُنس کی بے تکلفی میں سے حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیۡہِ السَّلَام کا یہ قول بھی ہے:

اِنۡ ہِیَ اِلَّا فِتۡنَتُکَ ؕ تُضِلُّ بِہَا مَنۡ تَشَآءُ وَ تَہۡدِیۡ مَنۡ تَشَآءُ ؕ (پ۹،الاعراف:۱۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ نہیں مگر تیرا آزمانا تو اس سے بہکائے جسے چاہے اور راہ دکھائے جسے چاہے۔

اور جب آپ عَلَیۡہِ السَّلَام سے فرمایا گیا:

اِذۡہَبۡ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ (پ۱۶،طٰہٰ:۲۴) ترجمۂ کنزالایمان: فرعون کے پاس جا۔

تو آپ عَلَیۡہِ السَّلَام نے عذر کرتے ہوئے درج ذیل باتیں کہیں:

...(1)

وَ لَہُمۡ عَلَیَّ ذَنۡبٌ (پ۱۹،الشعراء:۱۴) ترجمۂ کنزالایمان: اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے۔

...(2)

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ یُّکَذِّبُوۡنِ ﴿ؕ۱۲﴾ وَ یَضِیۡقُ صَدۡرِیۡ وَ لَا یَنۡطَلِقُ لِسَانِیۡ (پ۱۹،الشعرآء:۱۲،۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی۔

...(3)

اِنَّنَا نَخَافُ اَنۡ یَّفۡرُطَ عَلَیۡنَاۤ اَوۡ اَنۡ یَّطۡغٰی ﴿۴۵﴾ (پ۱۶،طٰہٰ:۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت سے پیش آئے۔

Go To Index

غور کیجئے کہ اگر حضرت سیِّدُنا موسٰیعَلَیْہِ السَّلَام کے علاوہ کوئی اور اس طرح کی گفتگو کرتا تو بے ادبی شمار کی جاتی کیونکہ جو مقامِ اُنس پر فائز ہوتا ہے اس کے ساتھ لُطف برتا جاتا ہے اور اس کی ناز بَرداری کی جاتی ہے اور حضرت سیِّدُنا یونس عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُوَالسَّلَام مقامِ قبض و ہیبت میں تھے تو ان سے اس سے بھی کم بات کو برداشت نہ کیا گیا اور انہیں تین اندھیروں میں مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا اور قیامت تک یہ منادی کر دی گئی:

لَوۡ لَاۤ اَنۡ تَدٰرَکَهٗ نِعۡمَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالۡعَرَآءِ وَ هُوَ مَذۡمُوۡمٌ (۴۹) (پ۲۹، القلم:۴۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر اس کے رب کی نعمت اس کی خبر کو نہ پہنچ جاتی تو ضرور میدان پر پھینک دیا جاتا الزام دیا ہوا۔

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ''اَلۡعَرَآءِ'' سے مراد قیامت ہے۔

پھر یہ کہ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو (عجلت اور غضب کے معاملے میں) اُن کی اقتدا سے منع کرتے ہوئے فرمایا گیا:

فَاصۡبِرۡ لِحُکۡمِ رَبِّکَ وَ لَا تَکُنۡ کَصَاحِبِ الۡحُوۡتِ ۘ اِذۡ نَادٰی وَ هُوَ مَکۡظُوۡمٌ (۴۸) (پ۲۹، القلم:۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تو تم اپنے رب کے حکم کا انتظار کرو اور اس مچھلی والے کی طرح نہ ہونا جب اس حال میں پکارا کہ اس کا دل گھٹ رہا تھا۔

اَزَلی فضیلتیں:

یہ اختلافات بعض تو احوال اور مقامات کے اختلاف کی وجہ سے ہوتے ہیں اور بعض اس وجہ سے کہ اَزَل میں ہی بندوں کی ایک دوسرے پر فضیلت اور ان کی قسمت میں باہم تفاوُت لکھ دیا گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

وَ لَقَدۡ فَضَّلۡنَا بَعۡضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعۡضٍ (پ۱۵، بنی اسرآئیل:۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی۔

نیز ارشاد فرماتا ہے:

مِنۡهُمۡ مَّنۡ کَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعۡضَهُمۡ دَرَجٰتٍ ؕ (پ۳، البقرۃ:۲۵۳)

ترجمۂ کنزالایمان: ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

Go To Index

نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے خود پر سلام بھیجا:

حضرت سیِّدُنا عیسٰی رُوحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُوَالسَّلَام ان انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام میں سے ہیں جن کو دیگر پر فضیلت دی گئی اور ناز کی وجہ سے انہوں نے خود پر سلام بھیجا۔ قرآنِ کریم میں ہے:

وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا(۳۳) (پ۱۶،مریم:۳۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے جب مقامِ انس میں لطف کا مشاہدہ کیا تو بطورِ ناز یہ کلام فرمایا لیکن حضرت سیِّدُنا یحیٰی بن زکریا عَلَیْہِمَا السَّلَام نے مقامِ حیاو ہیبت پر فائز ہونے کی وجہ سے یہ کلام نہیں فرمایا حتّٰی کہ خود خالقِ کائنات نے ان کی تعریف میں فرمایا: وَ سَلٰمٌ عَلَیْہِ (پ۱۶،مریم:۱۵، ترجمۂ کنزالایمان: اور سلامتی ہے اس پر۔)

اور یہ دیکھئے کہ حضرت سیِّدُنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے بھائیوں نے جو معاملہ آپ کے ساتھ کیا اس کو کیسے برداشت کیا گیا حالانکہ ایک عالِم فرماتے ہیں: میں نے پارہ 12، سورۂ یوسف کی آیت نمبر 8 سے لے کر آیت نمبر 20 تک برادرانِ یوسُف کی 40 سے اوپر خطائیں شمار کیں جن میں سے بعض، بعض سے بڑی ہیں اور کہیں تو ایک ہی کلمے میں تین تین اور چار چار تک خطائیں جمع ہیں۔ لیکن ان کی خطائیں معاف کی گئیں اور ان سے درگزر فرمایا گیا۔

کسی کو معافی تو کسی کی گرفت:

اسی طرح بَلعم بن باعورا کہ اکابر عُلَما میں سے تھا اور اس نے دین کے عوض دنیا کمائی تو اس سے درگزر نہ کیا گیا اور حضرت سیِّدُنا آصف بن برخیا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مُسْرِفِیْن میں سے تھے اور ان کی خطا ظاہری اعضاء سے متعلق تھی تو اس کو معاف کر دیا گیا۔

مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: "اے عابدین کے سردار اور اے راہنمائے زاہدین کے بیٹے! تیری خالہ کا بیٹا آصف کب تک میرے نافرمانی کرتا رہے گا اور میں بار بار اس سے درگزر کرتا ہوں مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! اگر میری آندھیوں کے کسی جھونکے نے

Go To Index

اسے پکڑ لیا تو میں اس کے ساتھیوں کے لئے اسے مثال اور بعد والوں کے لئے عبرت بنا دوں گا۔" پھر جب آصف بن برخیا حضرت سیّدُنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے وحی الٰہی کے بارے میں انہیں بتایا تو وہ اٹھ کر باہر چلے گئے حتّٰی کہ ریت کے ایک ٹیلے پر چڑھ گئے پھر اپنے سر اور ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض گزار ہوئے: "اے میرے معبود عَزَّوَجَلَّ! اے میرے مالک! تُو تُو ہے اور میں میں ہوں۔ اگر تو مجھے توبہ کی توفیق نہ دے گا تو میں کیسے توبہ کروں گا؟ اور اگر تو مجھے نہیں بچائے گا تو میں کیسے بچ پاؤں گا؟ میں دوبارہ گناہ کی طرف لوٹ جاؤں گا۔" اس پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیّدُنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کے ذریعے ان کی طرف پیغام بھیجا: اے آصف! تو نے سچ کہا کہ تُو تُو ہے اور میں میں ہوں توبہ کی طرف متوجہ ہو جا میں نے تیری توبہ قبول کی کیونکہ میں توبہ قبول کرنے اور رَحم فرمانے والا ہوں۔

حضرت سیّدُنا آصف بن برخیا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا یہ کلام ناز کے ساتھ کلام کرنے والے کی طرح ہے اور اس کی طرح ہے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اسی کی طرف دوڑے اور اس سے اسی کو دیکھے۔

مروی ہے کہ ایک بندہ ہلاکت کے کنارے پر تھا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کو اپنی پناہ اور حفاظت میں لے لیا اور اس کی طرف الہام فرمایا: "تو نے کتنے ہی ایسے گناہ میرے سامنے کئے جو میں نے معاف کر دیئے حالانکہ اُن سے کم تر گناہ کی وجہ سے میں نے ایک امت کو ہلاک کر دیا۔"

قرآنِ کریم میں واقعات کیوں ہیں؟

حاصل یہ کہ مشِیَّتِ ازلی کے مطابق بندوں کی ایک دوسرے پر فضیلت اور تقدیم و تاخیر میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عادتِ جاریہ یہی ہے اور قرآنِ پاک میں ان واقعات کے وارد ہونے کی وجہ یہ ہے کہ گزشتہ لوگوں کے ساتھ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا طریقہ معلوم ہو جائے تو قرآنِ پاک میں موجود ہر چیز ہدایت اور نور اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے مخلوق کو آشنا کرنا ہے۔ وہ کبھی مخلوق کو اپنی تقدیس کی پہچان کراتا ہے جیسے اس کا ارشاد ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ (پ۳۰، الاخلاص: ۱تا۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ وہ **اللہ** ہے وہ ایک ہے **اللہ** بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

Go To Index

اور کبھی ان کو اپنی صفاتِ جلال کی پہچان کراتا ہے:

اَلۡمَلِكُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُهَيۡمِنُ الۡعَزِيۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَكَبِّرُ ؕ (پ۲۸،الحشر:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: بادشاہ نہایت پاک سلامتی دینے والا امان بخشنے والا حفاظت فرمانے والا عزت والا عظمت والا تکبر والا۔

بعض اوقات مخلوق کو خوف ورجا پر مشتمل اپنے افعال کی پہچان کراتا ہے تو انہیں اپنے دشمنوں اور اپنے پیاروں یعنی انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے ساتھ اپنا مُعاملہ بیان کرتا ہے جیسے وہ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۙ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ ۙ﴿۷﴾ (پ۳۰،الفجر:۶،۷)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے عاد کے ساتھ کیسا کیا وہ ارم حد سے زیادہ طول والے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِيۡلِ ؕ﴿۱﴾ (پ۳۰،الفیل:۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا۔

تین اقسام میں قرآنِ پاک کی تقسیم:

قرآنِ پاک ان تین اقسام سے متجاوِز نہیں: (۱)... ذاتِ باری تعالٰی اور تقدیسِ اُلوہیت کی معرفت یا (۲)... اس کی صفات اور اسما کی معرفت یا (۳)... پھر اس کے افعال اور بندوں کے ساتھ مُعاملے کی معرفت۔ سورۂ اخلاص ان تین اقسام میں سے ایک قسم پر مشتمل ہے اور وہ تقدیس اُلوہیت ہے۔ اس لئے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے تہائی قرآن کے برابر قرار دیا۔ فرمانِ مصطفٰے ہے: مَنْ قَرَءَ سُوْرَۃَ الْاِخْلَاصِ فَقَدْ قَرَءَ ثُلُثَ الْقُرْاٰن یعنی جس نے سورۂ اخلاص پڑھی بے شک اس نے تہائی قرآن پڑھا۔[85] "کیونکہ غایتِ تقدیس یہ ہے کہ وہ تین اُمور میں یکتا ہو: **ایک** یہ کہ اس کا کوئی مثل اور مشابہ اس سے پیدا نہ ہوا ہو اس پر یہ فرمان "لَمۡ يَلِدۡ ۙ" (ترجمۂ کنزالایمان: نہ اس کی کوئی اولاد) دلالت کرتا ہے **دوسرا** یہ کہ وہ اپنی مثل اور شبیہ سے پیدا نہ ہوا ہو اور اس پر یہ ارشادِ ربّانی "وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾" (ترجمۂ کنزالایمان: اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا) دلالت کرتا ہے اور **تیسرا** یہ کہ اصل و فرع نہ ہونے کے باوُجود اس کے درجے کا کوئی نہ ہو اور اس پر یہ

85...سنن الترمذی، کتاب فضائل القراٰن، باب ما جاء فی سورۃ الاخلاص، ۴/۴۱۰، حدیث: ۲۹۰۵

Go To Index

آیتِ طیبہ دلالت کرتی ہے: وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۠ (۴) (پ۳۰،الاخلاص:۴،ترجمۂ کنزالایمان:اورنہ اس کے جوڑ کا کوئی) الغرض یہ تینوں باتیں اس سورت میں جمع ہیں اور پوری سورت کلمہ ”لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ“ کی تفصیل ہے۔

قرآنِ کریم کے بے اِنتہا اَسرار:

یہ قرآنِ پاک کے اسرار ہیں اور اس طرح کے اسرارِ قرآنی بے انتہا ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ(۵۹) (پ۷،الانعام:۵۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

اسی وجہ سے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ”قرآن کے معانی میں غور و فکر کرو اور اس کے عجائبات تلاش کرو کہ اس میں اگلوں اور پچھلوں کا علم ہے۔“(86)

بے شک بات یہی ہے جیسے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا ہے۔ قرآن کریم کے اسرار کو وہی شخص جان سکتا ہے جو اس کے ایک ایک کلمے میں غور و فکر کرے اور اس کی فہم بھی صاف ہو حتی کہ ہر کلمہ اس کے لئے شہادت دے کہ یہ جَبَّار، قَہَّار، مالک اور قادِر کا کلام ہے اور طاقتِ بشری کی حد سے خارج ہے۔ اکثر اسرارِ قرآنی قصص اور اخبار کے ضمن میں ہیں اس لئے تم ان کے استنباط کے حریص ہو تاکہ اس میں سے تمہارے لئے وہ عجائبات منکشف ہوں جن کے مقابلے میں تم ان مُزَیَّن عُلوم کو حقیر سمجھو گے جو قرآنِ پاک سے خارج ہیں۔

یہی وہ باتیں تھیں جو ہم اُنس اور انبساط یعنی بے تکلفی کے معنیٰ اور بندوں کے درمیان بیانِ تفاوت کے سلسلے میں ذکر کرنا چاہتے تھے۔ وَاللہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَم

باب نمبر3: قضائے الٰہی پر راضی ہونے کا معنی اس کی حقیقت اور فضیلت

(اس میں چار فصلیں ہیں)

تمہیدی گفتگو:

جان لیجئے! بے شک رضا ثمراتِ محبت میں سے ایک ثمرہ اور مُقَرَّبِین کے اعلیٰ مقامات میں سے ہے لیکن

86...الزھد لابن المبارک، باب ما جاء فی ذم التنعم فی الدنیا، ص۲۸۰، حدیث:۸۱۴

Go To Index

اس کی حقیقت اکثر پر مخفی ہے اور اس میں جو شبہ اور ابہام داخل ہو جاتا ہے وہ صرف انہی پر منکشف ہوتا ہے جن کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تاویل کا علم اور فہم اور دین کی سمجھ عطا فرمائی ہے اور منکرین نے خلافِ نفس اُمور میں امکانِ رضا کا انکار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: "اگر ہر چیز میں اس وجہ سے رضا ممکن ہے کہ وہ فعلِ الٰہی ہے تو کفر اور گناہ پر بھی راضی ہونا چاہئے۔" اس سے بعض لوگ دھوکا کھا گئے اور انہوں نے فسق وفجور پر راضی رہنے اور اعتراض وانکار ترک کرنے کو بھی قضائے الٰہی تسلیم کرنا سمجھا۔

اگر یہ اَسرار ظاہری احکامِ شرع سننے سے منکشف ہو جاتے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے رسول، رسول مقبول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے یہ دعا نہ فرماتے: "اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ وَعَلِّمْہُ التَّاْوِیْل یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اسے دین کی سمجھ اور تاویل کا علم عطا فرما۔"[87]

لہٰذا پہلے ہم رضا کی فضیلت بیان کریں گے پھر راضی رہنے والوں کے احوال کی حکایات پھر حقیقتِ رضا پھر خلافِ نفس اُمور میں رضا کے ممکن ہونے کی کیفیت اور اس کے بعد وہ اُمور بیان کریں گے جن کو رضا کی تکمیل میں سے سمجھا جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں جیسے دُعا نہ کرنا اور گناہوں پر خاموش رہنا۔

پہلی فصل: رِضا کی فضیلت کا بیان

رضا کے متعلق تین فرامین باری تعالٰی:

یہاں وہ آیات طیبہ بیان کی جاتی ہیں جو رضا کی فضیلت کے بارے میں وارد ہیں:

...(1)

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ ؕ (پ۷، المآئدۃ:۱۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: **اللہ** ان سے راضی اور وہ **اللہ** سے راضی۔

...(2)

ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (۶۰) (پ۲۷، الرحمٰن:۶۰)

ترجمۂ کنزالایمان: نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی۔

87...بخاری، کتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، ۱/ ۷۳، حدیث: ۱۴۳

المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن العباس، ۱/ ۷۱۷، حدیث: ۳۱۰۲

Go To Index

احسان کی انتہا یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے سے راضی ہو اور یہ وہ ثواب ہے جو بندے کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے راضی ہونے کی صورت میں ملتا ہے۔

رضائے الٰہی جنت سے بڑھ کر ہے:

(3)...وَ مَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍؕ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُؕ (پ۱۰،التوبة:۷۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور پاکیزہ مکانوں کا بسنے کے باغوں میں اور **اللہ** کی رضا سب سے بڑی۔

اس آیتِ طیبہ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنی رضا کو جنتِ عدن سے بڑھ کر قرار دیا، جس طرح اپنے ذکرِ پاک کو نماز سے بڑا قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُؕ (پ۲۱،العنكبوت:۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے اور بے شک **اللہ** کا ذکر سب سے بڑا۔

پس جس طرح نماز میں مشاہدہ (یادِ الٰہی) نماز سے بڑھ کر ہے اسی طرح خالقِ جنّت کی رضا بھی جنت سے ارفع و اعلیٰ ہے بلکہ اہلِ جنت کا سب سے بڑا مقصد یہی رضا ہے۔ حدیث پاک میں ہے: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ مؤمنین کے لئے تجلی فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا: مجھ سے مانگو۔ وہ عرض کریں گے: تیری رضا چاہتے ہیں۔"[88]

تو ان کا دیدارِ خُداوندی کے بعد رضا کا سوال کرنا رضا کی انتہائی فضیلت کو ثابت کرتا ہے اور رہا بندے کا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے راضی ہونا تو اس کی حقیقت ہم عنقریب بیان کریں گے اور جہاں تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا بندے سے راضی ہونے کا تعلق ہے تو اس کا ایک دوسرا معنیٰ ہے جو اس معنی کے قریب ہے جس کو ہم نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندے سے محبت کے تحت ذکر کیا ہے اور اس کی حقیقت کو کھولنا جائز نہیں کیونکہ اس کا اِدراک کرنے سے لوگوں کے ذہن قاصر ہیں اور جو اس پر قادر ہے تو وہ خود ہی اس کا اِدراک کر لیتا ہے۔

خلاصۂ کلام:

دیدارِ باری تعالٰی سے بڑھ کر کوئی رُتبہ نہیں لہٰذا اہلِ جنت رضا کا سوال اسی لئے کریں گے کیونکہ یہ

88...المعجم الاوسط،۱/۵۶۶،حدیث:۲۰۸۴

Go To Index

دائمی دیدار کا سبب ہے۔ گویا ان کے نزدیک رضا تمام غایات کی غایت اور تمام مطالب کی انتہا ہو گی پس جب وہ لذتِ دیدار سے سرفراز ہوں گے اور ان کو سوال کا حکم ہو گا تو وہ دائمی دیدار کا ہی سوال کریں گے اور جان لیں گے کہ رضا ہی دائمی حجاب اٹھنے کا سبب ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: **وَ لَدَيْنَا مَزِيْدٌ** (۳۵) (پ۲۶،قٓ:۳۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔

بارگاہِ الٰہی سے تین تحفے:

اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ وقتِ مزید میں جنتیوں کے پاس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے یہ تین تحائف آئیں گے:

پہلا یہ کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ایسا ہدیہ عطا ہو گا کہ جنت میں اس کی مثل جنتیوں کے پاس نہیں ہو گا اسی کے بارے میں **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کا ارشاد ہے: **فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ** ۚ (پ۲۱،السجدۃ:۱۷)
ترجمۂ کنزالایمان: تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے۔

دوسرا ان کے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ان پر سلام ہو گا اور یہ ہدیہ پر فضیلت رکھتا ہے۔ اسی کے بارے میں ارشادِ باری تعالٰی ہے:
سَلٰمٌ ۟ **قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ** (۵۸) (پ۲۳،یٰسٓ:۵۸) ترجمۂ کنزالایمان: ان پر سلام ہو گا مہربان ربّ کا فرمایا ہوا۔

تیسرا یہ کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان سے فرمائے گا: "میں تم سے راضی ہوں۔" یہ ہدیہ اور سلام دونوں سے افضل ہو گا اسی کے متعلق **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: **وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ** ؕ (پ۱۰،التوبۃ:۷۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور **اللہ** کی رضا سب سے بڑی۔

اس آیت طیبہ کا مطلب یہ ہوا کہ رضائے الٰہی ان تمام نعمتوں اور لذتوں سے بڑی ہے جس میں اہلِ جنت ہوں گے۔ یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی فضیلت ہے جو کہ بندے کی رضا کا ثمرہ ہے۔

رضا کے متعلق 19 روایات:

(1)...مروی ہے کہ رسولِ اکرم، **شفیعِ مُعَظَّم** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی

Go To Index

ایک جماعت سے پوچھا: تم لوگ کیا ہو؟ انہوں نے عرض کی: ہم مومن ہیں۔ استفسار فرمایا: تمہارے ایمان کی کیا نشانی ہے؟ عرض کی: ہم آزمائشوں پر صبر کرتے ہیں، آسودگی میں شکرِ الٰہی بجالاتے ہیں اور ربّ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہتے ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ربِّ کعبہ کی قسم! تم مومن ہو۔[89]

(2)...رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حکمت نشان ہے: اصحابِ حکمت عُلَما قریب ہے کہ اپنی سمجھ بوجھ اور معرفت کے سبب مقامِ انبیا کے قریب قریب پہنچ جائیں۔[90]

(3)... سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خوشبودار ہے: طُوْبٰی لِمَنْ ھُدِیَ لِلْاِسْلَامِ وَکَانَ رِزْقُہٗ کَفَافًا وَرَضِیَ بِہٖ یعنی خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس کو اسلام کی ہدایت دی گئی اور اس کا رزق بقدرِ کفایت ہے اور وہ اس پر راضی ہے۔[91]

(4)...رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: مَنْ رَضِیَ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی بِالْقَلِیْلِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِالْقَلِیْلِ مِنَ الْعَمَلِ یعنی جو شخص تھوڑے رزق پر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے راضی رہے اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اس کے تھوڑے عمل پر راضی ہو جاتا ہے۔[92]

(5)... مُحسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ تَعَالٰی عَبْدًا ابْتَلَاہُ فَاِنْ صَبَرَ اجْتَبَاہُ فَاِنْ رَضِیَ اصْطَفَاہُ یعنی جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے پس اگر بندہ صبر کرے تو وہ اس کو چن لیتا ہے اور اگر راضی رہے تو اس کو برگزیدہ بنالیتا ہے۔[93]

قبروں سے اڑ کر جنت میں داخل ہونے والے:

(6)...نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ میری امت کے ایک گروہ کو پَر عطا فرمائے گا جن کے ذریعے وہ اپنی قبروں سے اڑ کر جنت میں

89...المعجم الاوسط، ۶ / ۲۶۷، حدیث: ۹۴۲۷، بتغیر

90...حلیۃ الاولیاء، ۱۰ / ۲۰۱، حدیث: ۱۴۹۱۹، الرقم: ۵۴۴، سھل بن عبد اللہ

91...سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی الکفاف والصبر علیہ، ۴ / ۱۵۶، حدیث: ۲۳۵۶

92...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الفرج بعد الشدۃ، ۲ / ۸۴، حدیث: ۱

93...فردوس الاخبار، ۱ / ۱۵۱، حدیث: ۹۷۶

Go To Index

چلے جائیں گے اور وہاں جیسے چاہیں گے لطف اندوز ہوں گے۔ فرشتے ان سے پوچھیں گے: کیا تم حساب دیکھ چکے ہو؟ وہ جواب دیں گے: ہم نے حساب نہیں دیکھا۔ فرشتے پھر پوچھیں گے: کیا تم پُل صراط سے گزر چکے؟ وہ جواب دیں گے: ہم نے پُل صراط کو نہیں دیکھا۔ پھر فرشتے پوچھیں گے: کیا تم نے جہنم کو دیکھا؟ وہ کہیں گے: ہم نے کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ تب فرشتے ان سے کہیں گے: تم کس کی امت میں سے ہو؟ وہ جواب دیں گے: "ہم امام الانبیا حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت ہیں۔" فرشتے کہیں گے: ہم تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتے ہیں کہ ہمیں بتاؤ دنیا میں تمہارے کیا اعمال تھے؟ وہ جواب دیں گے: ہم میں دو خصلتیں تھیں جس کی وجہ سے ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے اس مرتبے کو پہنچے۔ فرشتے پوچھیں گے: وہ دو خصلتیں کیا ہیں؟ وہ جواب دیں گے: (۱)... جب ہم تنہائی میں ہوتے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرنے سے حیا کرتے اور (۲)... ہم اس قلیل رزق پر راضی رہتے جو ہمارے لئے لکھ دیا گیا۔ اس پر فرشتے کہیں گے: اسی لئے تم اس کے حق دار ہوئے۔[94]

(7)... **سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **ارشاد فرماتے ہیں:** یَامَعْشَرَ الْفُقَرَاءِ اَعْطُوا اللّٰہَ الرِّضَا مِنْ قُلُوْبِکُمْ تَظْفَرُوْا بِثَوَابِ فَقْرِکُمْ وَاِلَّا فَلَا یعنی اے گروہِ فقرا! دل کی گہرائیوں سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے راضی رہو گے تو اپنے فقر کا ثواب پاؤ گے ورنہ نہیں۔[95]

رضائے الٰہی پانے کا عمل:

(8)... منقول ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت سیِّدُنا موسٰی کَلِیْمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے عرض کی: ہمارے لئے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے کوئی ایسا عمل پوچھئے کہ جب ہم اس کو بجالائیں تو وہ ہم سے راضی ہو جائے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: الٰہی! تو نے سن لیا جو انہوں نے کہا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: "اے موسٰی! ان سے فرمادو کہ مجھ سے راضی رہیں میں ان سے راضی ہوں۔"

اس بات کی تائید ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ ذیشان سے بھی ہوتی ہے کہ آپ

94... قوت القلوب، شرح مقام التوکل ووصف احوال المتوکلین، ۲/ ۶۵

95... فردوس الاخبار، ۲/ ۴۷۵، حدیث: ۸۲۴۲

Go To Index

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں:

(9)...جو شخص یہ جاننا چاہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس کا کیا مقام ومرتبہ ہے تو وہ دیکھ لے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا اس کے ہاں کیا مقام ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ بندے کو اپنے ہاں اسی لحاظ سے مقام عطا فرماتا ہے جس لحاظ سے بندہ اپنے ہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ معاملہ کرتا ہے۔[96]

فکرِ دنیا حلاوتِ مُناجات کو ختم کرتی ہے:

(10)...اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی: اے داود! میرے اولیا کو غَمِ دنیا سے کیا تعلق۔ بے شک فکرِ دنیا میری مناجات کی حلاوت کو ان کے دلوں سے نکال دیتی ہے۔ اے داوٗد! میں اپنے اولیا سے یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ روحانی ہوں اور غم نہ کریں۔

میری قضا پر راضی رہو:

(11)...حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے بارگاہِ ربُّ العزت میں عرض کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے کوئی ایسا کام بتا جس میں تیری رضا ہو تاکہ میں اسے بجالاؤں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی طرف وحی فرمائی: میری رضا اس میں ہے جو تمہیں پسند نہیں اور جو تمہیں ناپسند ہے اس پر صبر نہیں کروگے۔ عرض کی: الٰہی! میری اس پر راہنمائی فرما۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: میری رضا اس میں ہے کہ تم میری مَشِیَّت پر راضی رہو۔

زیادہ محبوب بندہ:

(12)...حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے مناجات کرتے ہوئے عرض کی: اے میرے ربّ! تیری مخلوق میں سے کون سا بندہ تجھے زیادہ محبوب ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ جس سے میں اس کی محبوب چیز لے لوں تو وہ مجھ سے راضی رہے۔ عرض کی: تو اپنی مخلوق میں کس پر ناراض ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا: جو کسی معاملے میں مجھ سے استخارہ کرتے ہیں پھر جب میں ان کے لیے فیصلہ کردوں تو میرے فیصلے سے ناراض ہوتے ہیں۔

وہ کوئی اور تلاش کرلے:

ایک روایت مذکورہ روایت سے بھی سخت ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

96...مسند ابی یعلی الموصلی، مسند جابر بن عبد اللہ، ۲/ ۲۲۴، حدیث: ۱۸۶۰

Go To Index

(13)... میں ہی **اللہ** ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو میری مصیبت پر صبر نہ کرے اور میری نعمتوں پر شکر نہ کرے اور میری تقدیر پر راضی نہ ہو اسے چاہئے کہ وہ میرے علاوہ کوئی اور رب بنالے۔[97]

سختی میں مذکورہ روایت کی مثل ایک حدیث قدسی یہ بھی ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیان کرتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

(14)... میں نے تمام مقادیر کو مقررہ اندازے پر رکھا، اُمور کی تدبیر فرمائی اور کام ٹھیک و مستحکم کیا پس جو راضی ہوا تو اس کے لئے میری طرف سے رضا ہے حتّٰی کہ مجھ سے ملاقات کرے اور جو ناراض ہوا تو اس کے لئے میری ناراضی ہے حتّٰی کہ مجھ سے ملے۔[98]

"کیوں" اور "کیسے" کی ہلاکت:

ایک مشہور حدیثِ قُدسی میں ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا:

(15)... میں نے خیر اور شر کو پیدا کیا تو اس شخص کے لئے خوش خبری ہے جس کو میں نے خیر کے لئے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر خیر کو جاری کیا اور اس شخص کے لئے خرابی ہے جس کو میں نے شر کے لئے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر شر کو جاری کیا اور اس شخص کے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہے جو کہے: "کیوں؟ اور کیسے؟"[99]

تقدیر پر رضامندی:

(16)... سابقہ امتوں کے واقعات میں سے یہ بھی ہے کہ کسی نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے دس سال تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بھوک، فقر اور جوؤں کی شکایت کی مگر ان کے ارادے کا جواب نہ دیا گیا۔ پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ "تم کب تک شکایت کرتے رہو گے میرے ہاں لوحِ محفوظ میں آسمانوں اور زمین کی

97... المعجم الکبیر، ۲۲ / ۳۲۰، حدیث:۸۰۷، بتغیر

98... تفسیر روح البیان، سورۃ الکھف، تحت الآیۃ:۲۶، ۵ / ۲۳۷

سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء، ۴ / ۱۷۸، حدیث:۲۴۰۴

99... سنن ابن ماجه، کتاب السنة، باب من کان مفتاحا للخیر، ۱ / ۱۵۵، حدیث:۲۳۸، ۲۳۷

المعجم الکبیر، ۱۲ / ۱۳۴، حدیث:۱۲۷۹۷

Go To Index

پیدائش سے پہلے تمہارا حال ایسا ہی لکھا ہے اور دنیا کی پیدائش سے قبل میں نے تمہارے بارے میں یہی فیصلہ فرمایا ہے۔ کیا تم چاہو گے کہ میں تمہارے لئے دنیا کو پھر سے پیدا کروں یا یہ چاہو گے کہ جو میں نے تمہارے لئے مقدر کر دیا ہے اس کو بدل دوں اور تمہاری چاہت میری چاہت سے بڑھ جائے۔ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! اگر یہ بات تمہارے دل میں دوبارہ کھٹکی تو میں دَفْتَرِ نبوت سے تمہارا نام مٹا دوں گا۔"

عزت وچین والا گھر:

(17)...منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے چند چھوٹے بچے آپ کے جسم پر چڑھتے اور اترتے تھے ان میں سے کوئی اپنا پاؤں سیڑھی کی طرح آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی پسلیوں پر رکھتا اور سر تک چڑھ جاتا پھر اسی طرح پسلیوں پر سے نیچے اتر آتا اور آپ زمین کی طرف سر جھکائے رہتے اور آپ عَلَیْہِ السَّلَام کچھ بولتے نہ ہی اپنا سر اٹھاتے۔ ایک بیٹے نے آپ سے عرض کی: ابا جان! دیکھتے نہیں، یہ آپ کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ آپ انہیں منع کیوں نہیں کرتے؟ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: "بیٹا! جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے اور جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ مجھ سے ایک ایسا فعل صادر ہوا جس کے سبب میں عزت اور چین والے گھر (جنت) سے ذلت اور بد بختی والے گھر (دنیا) میں آ گیا۔ لہٰذا مجھے ڈر ہے کہ کہیں دوبارہ کوئی فعل صادر ہو جائے تو نہ جانے مجھے کیا مصیبت پہنچے۔"

رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور رضائے الٰہی:

(18)...حضرت سیِّدُنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے دس سال رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں گزارے لیکن آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی میرے کسی کام پر یہ نہ فرمایا: "کیوں کیا" اور نہ ہی جو کام میں نے نہیں کیا اس پر یہ فرمایا: "کیوں نہیں کیا" اور نہ کسی ہو جانے والے کام کے بارے میں فرمایا: "کاش نہ ہوتا" اور جو نہ ہوا اس کے بارے میں یہ نہ فرمایا: "کاش ہو جاتا" اور اگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہل میں سے کوئی مجھ سے جھگڑتا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے: "اس کو چھوڑ دو اگر تقدیر میں کسی کام کا ہونا لکھا ہے تو ہو کر رہے گا۔"[100]

100...المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالك النضر، ۴/ ۴۶۱، حدیث: ۱۳۴۱۷، مختصرًا

Go To Index

ہوگا وہی جو میری چاہت ہے:

(19)…مروی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا داود عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی نازل فرمائی: اے داود! ایک تمہاری چاہت ہے اور ایک میری چاہت ہے اور ہوگا وہی جو میری چاہت ہے۔ اگر تم میری چاہت کو مان لوگے تو میں تمہاری چاہت کو پورا کردوں گا اور اگر تم نے میری چاہت کو نہ مانا تو میں تمہیں تمہاری چاہت میں تھکا دوں گا پھر بھی ہوگا وہی جو میری چاہت ہے۔

رضا کے متعلق 15 اقوالِ بزرگانِ دین:

(1)…حضرت سیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: بروزِ قیامت سب سے پہلے ان لوگوں کو جنت کی طرف بلایا جائے گا جو ہر حال میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر کرتے ہیں۔[101]

(2)…حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز نے فرمایا: مجھے مواقعِ تقدیر کے علاوہ میں کوئی خوشی باقی نہیں رہی۔ ان سے عرض کی گئی: آپ کیا چاہتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فیصلہ فرمائے۔

(3)…حضرت سیِّدُنا میمون بن مہران عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: جو تقدیر پر راضی نہیں اس کی حماقت کا کوئی علاج نہیں۔

(4)…حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر تو تقدیرِ الٰہی پر صبر نہیں کرسکتا تو اپنے نفس کی تقدیر پر بھی صبر نہیں کرسکے گا۔

(5)…حضرت سیِّدُنا عبد العزیز بن روّاد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَہَّاب فرماتے ہیں: جَو کی روٹی اور سرکہ کھانے اور نہ ہی اون اور بالوں کا لباس پہننے میں شان ہے بلکہ شان تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا میں ہے۔

(6)…حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: میں کسی انگارے کو زبان سے چاٹوں اور وہ جلا دے جو جلا دے اور باقی رہنے دے جو باقی رہنے دے، یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں ہو چکنے والے کام کے بارے میں کہوں: کاش نہ ہوتا یا نہ ہونے والے کام کے بارے میں

101…الزھد لابن المبارک، باب الاخلاص والنیۃ، ص۶۸، حدیث:۲۰۶، عن سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ

Go To Index

کہوں: کاش ہو جاتا۔[102]

(7)...کسی شخص نے حضرت سیِّدُنا محمد بن واسع عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ النَّافِع کے پاؤں میں زخم دیکھ کر کہا: مجھے اس زخم کی وجہ سے آپ پر بہت ترس آرہا ہے۔ آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: یہ زخم جب سے ہوا ہے میں اس پر شکر کرتا ہوں کہ یہ میری آنکھ میں نہیں ہوا۔

بکریاں چَرانے والی کی عظیم خصلت:

(8)...منقول ہے کہ پچھلی امتوں کے ایک عابد نے عرصۂ دراز تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی تو اس کو خواب میں دکھایا گیا کہ بکریاں چَرانے والی فلانی عورت جنت میں تیری رفیق ہوگی۔ اس نے عورت کے بارے میں معلومات کیں حتّٰی کہ اس کو پالیا اور اس سے تین دن کی ضیافت چاہی تاکہ اس کا عمل دیکھے۔ عابد تو رات قیام میں گزارتا اور وہ رات بھر سوئی رہتی، اسی طرح عابد دن میں روزے سے رہتا اور وہ بغیر روزے کے رہتی۔ عابد نے اس سے پوچھا: اس کے علاوہ بھی تیرا کوئی عمل ہے؟ اس نے جواب دیا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم: جو کچھ تُو نے دیکھا بس یہی ہے اس کے علاوہ میں نہیں جانتی۔ عابد مسلسل کہتا رہا کہ یاد کرو حتّٰی کہ اس عورت نے کہا: ایک چھوٹی سی خصلت مجھ میں ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر میں سختی و تنگی میں ہوں تو وُسعت وکُشادگی کی تمنا نہیں کرتی، اگر مرض میں مبتلا ہوں تو صحت یابی کی آرزو نہیں کرتی اور اگر دھوپ میں ہوں تو سائے میں ہونے کی خواہش نہیں کرتی۔ یہ سن کر عابد نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور کہا: "کیا یہ چھوٹی سی خصلت ہے؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ ایسی عظیم خصلت ہے جس سے بڑے بڑے عبادت گزار عاجز ہیں۔"

(9)...کسی بزرگ کا قول ہے: جب اللہ عَزَّوَجَلَّ آسمانوں میں کوئی حکم فرماتا ہے تو زمین والوں سے یہ چاہتا ہے کہ اس کے حکم پر راضی ہوں۔

(10)...حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ایمان کی سربلندی حُکمِ الٰہی پر صبر کرنا اور تقدیر پر راضی رہنا ہے۔[103]

102...الزهد لابن المبارك في نسخته زائدا، باب في الرضا بالقضاء، ص۳۱، حديث:۱۲۲

103...الزهد لابن المبارك في نسخته زائدا، باب في الرضا بالقضاء، ص۳۱، حديث:۱۲۳

Go To Index

(11)...امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: میں شدت و سختی یا وُسعت وکشادگی میں سے جس حال پر بھی صبح یا شام کروں مجھے کوئی پرواہ نہیں۔[104]

مصیبت پہنچنے پر بھی خوشی:

(12)...منقول ہے کہ ایک دن حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی نے حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہَا کے سامنے کہا: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہم سے راضی ہو جا۔ حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہَا نے فرمایا: تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حیاء نہیں آتی کہ اس سے رضا کا سوال کرتے ہو اور خود تم اس سے راضی نہیں ہو۔ حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا: میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے استغفار کرتا ہوں۔ وہاں موجود حضرت سیِّدُنا جعفر بن سلیمان ضبعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی نے پوچھا: بندہ کب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے راضی کہلاتا ہے؟ حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہَا نے فرمایا: جب وہ مصیبت پہنچنے پر اتنا ہی خوش ہو جتنا نعمت ملنے پر خوش ہوتا ہے۔

(13)...حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرمایا کرتے: ”جب بندے کے نزدیک منع اور عطا برابر ہو تو وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے راضی ہے۔“

(14)...حضرت سیِّدُنا ابو الحسن احمد بن ابو حواری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْبَارِی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے فرمایا: بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے کرم سے اپنے بندوں سے اس بات پر راضی ہوتا ہے جس بات پر غلام اپنے آقاؤں سے راضی ہوتے ہیں۔ میں نے عرض کی: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: کیا غلام یہ نہیں چاہتا کہ اس کا آقا اس سے راضی ہو؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: بلا تشبیہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بھی اپنے بندوں سے یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اس سے راضی ہوں۔

(15)... حضرت سیِّدُنا سہل تُستری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: بندوں کو یقین میں سے اتنا ہی حصہ ملتا ہے جتنا ان کو رضا میں سے حصہ ملتا ہے اور ان کو رضا میں سے اتنا ہی حصہ ملتا ہے جتنا وہ بارگاہِ الٰہی میں زندگی گزارتے ہیں۔

104...الزھد لابن المبارك، باب فضل المشی الی الصلوۃ والجلوس فی المسجد، حدیث: ۴۲۵، ص ۱۴۳، بتغیر قلیل

Go To Index

حضور نَبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنی حکمت اور جلال سے چین اور فرحت کو رضا اور یقین میں رکھا ہے جبکہ غم اور حُزن کو شک اور ناراضی میں رکھا ہے۔[105]

دوسری فصل: حقیقتِ رِضا اور خلافِ نفس اُمور میں اس کا تصوُّر

تکالیف پر رِضا کی دو وجہیں:

یاد رکھئے جس نے یہ کہا کہ ”خلافِ نفس اُمور اور مختلف قسم کی تکالیف پر صرف صبر ہی ہو سکتا ہے اور رضا متصور نہیں“ تو وہ محبت کے انکار پر اتر آیا ہے کیونکہ جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے محبت اور اس کی طرف استغراقِ توجہ ثابت ہے تو پھر یہ بھی مخفی نہیں کہ محبت محبوب کے اَفعال سے راضی ہونے کا سبب بنتی ہے اور ایسا دو وجہوں سے ہوتا ہے:

پہلی وجہ:

پہلی وجہ تکلیف کا احساس ختم ہو جانا ہے حتّٰی کہ اگر اسے کوئی تکلیف پہنچے تو محسوس نہ ہو اور کوئی زخم لگ جائے تو دَرد کا اداراک نہ ہو جیسے کسی لڑنے والے شخص کو غضب یا خوف کی حالت میں کوئی زخم لگ جاتا ہے تو اس کو محسوس نہیں ہوتا حتی کہ جب خون دیکھتا ہے تب زخم کا علم ہوتا ہے، بلکہ جو کسی کام میں مشغول ہو اور اس کے پاؤں میں کانٹا لگ جائے تو دل مشغول ہونے کی وجہ سے اس کو تکلیف کا احساس نہیں ہوتا بلکہ جس کو کُند چھری سے پچھنے لگائے جائیں یا کُند اُسترے سے اس کا سر مونڈا جائے تو اس کی وجہ سے تکلیف پائے گا لیکن اگر اس کا دل کسی اہم بات میں مشغول ہو تو نائی اور پچھنے لگانے والا اپنے کام سے فارغ ہو جاتا ہے اور اس کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ ان سب کی وجہ یہ ہے کہ جب دل کسی معاملے میں انتہائی درجہ مشغول ہوتا ہے تو اس کے علاوہ کا ادراک نہیں کرتا۔ اسی طرح جب عاشق کی پوری توجہ اپنے معشوق کے مشاہدے یا اس کی مَحبت کی طرف ہوتی ہے تو بسا اوقات اسے ایسے اذیت ناک واقعات پیش آتے ہیں کہ اگر عشق نہ ہوتا تو وہ ان کی تکلیف محسوس کرتا یا ان کے سبب غمگین ہوتا لیکن دل پر غَلَبۂ محبت کی وجہ سے وہ کوئی تکلیف اور غم

105...حلیۃ الاولیاء، ۱۰/ ۴۲، حدیث: ۱۴۴۶۰، الرقم: ۴۵۶، ابویزید بسطامی، دون ”الیقین“

محسوس نہیں کرتا۔ غور کیجئے کہ یہ کیفیت اس صورت میں ہے جب تکلیف محبوب کے علاوہ کسی اور سے پہنچے تو پھر جب خود محبوب کی طرف سے تکلیف پہنچے تو کیا کیفیت ہو گی؟

قوی محبت کا نتیجہ:

دل کا محبت اور عشق میں مشغول ہونا عظیم مشاغل میں سے ہے اور جب یہ بات ہلکی سی محبت کے سبب تھوڑی تکلیف میں ممکن ہے تو بڑی محبت کے سبب بڑی تکلیف میں بھی ممکن ہے کیونکہ جس طرح تکلیف میں کمی وزیادتی ممکن ہے اسی طرح محبت میں بھی کمی و زیادتی ممکن ہے اور جس طرح ظاہری آنکھ سے ادراک کی جانے والی ظاہری صورتِ جمیلہ کی محبت قوی ہوتی ہے، اسی طرح باطنی آنکھ (نورِ بصیرت) سے ادراک کی جانے والی باطنی صورتِ جمیلہ کی محبت بھی قوی ہوتی ہے اور بارگاہِ رَبُوبیت کا جمال و جلال تو ایسا ہے کہ اس پر کسی جمال اور جلال کو قیاس ہی نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا جس شخص پر اس میں سے کچھ منکشف ہوتا ہے تو کبھی کبھار اس پر ایسا غلبہ طاری ہو جاتا ہے کہ مدہوش ہو کر بے ہوش ہو جاتا ہے اور اس پر جو گزرتا ہے اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔

لذّتِ ثواب نے تکلیف ختم کردی:

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا فتح مَوصِلی کی زوجہ محترمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کا پاؤں پھسلا اور ان کا ناخن ٹوٹ گیا تو وہ مسکرانے لگیں۔ ان سے عرض کی گئی: کیا آپ کو تکلیف نہیں پہنچی؟ ارشاد فرمایا: "ثواب کی لذت نے میرے دل سے تکلیف کی کڑواہٹ کو زائل کر دیا ہے۔"

حضرت سیِّدُنا سَہل تُستری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو ایک مرض تھا کہ اگر کسی اور کو ہو جاتا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس کا علاج کیا کرتے لیکن خود اپنا علاج نہیں کرتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: "اے دوست! ضَرْبُ الْحَبِیْبِ لَا یُوْجَعُ یعنی محبوب کی مار تکلیف نہیں دیتی۔"

دوسری وجہ:

تکالیف پر راضی رہنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ تکلیف کا احساس تو ہو لیکن پھر بھی اس پر راضی رہے بلکہ اس میں رغبت رکھتا ہو اور اپنی عقل سے اس کا طالب ہو اگرچہ طبیعت پر ناگوار ہو۔ مثال کے طور پر جو شخص

Go To Index

فَصْد لگانے والے سے فصد یا پَچھنے لگواتا ہے تو وہ اس کی تکلیف پاتا ہے لیکن اس پر راضی ہوتا ہے اور اس میں رغبت بھی رکھتا ہے اور فصد لگانے والے کا احسان مند ہوتا ہے۔ یہی حال اس شخص کا ہے جو تکلیف پر راضی رہتا ہے۔ اسی طرح ہر وہ شخص جو نفع کمانے کی غرض سے سفر کرتا ہے وہ سفر کی مشقت اٹھاتا ہے لیکن اس کے نزدیک سفر کے ثمرات (یعنی منافع) کی محبت سفر کی مشقت سے اچھی ہوتی ہے اور وہ مشقت پر راضی ہوتا ہے۔

یوں ہی جب بندے کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور اُسے یہ یقین ہو کہ مصیبت کا ثواب جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پاس ذخیرہ ہے وہ اس چیز سے بڑھ کر ہے جو اس سے جاتی رہی تو وہ مصیبت پر راضی ہو گا اور اس میں راغب ہو گا اور اس کو اچھا جانے گا اور اس پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر بجالائے گا۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ اس کے پیشِ نظر ثواب اور احسان ہو جو اس کو مصیبت کے عوض ملے گا۔

صرف رضائے محبوب کی طلب:

یہ بھی ممکن ہے کہ محبت کا ایسا غلبہ ہو کہ محبوب کی مراد اور رضا ہی محب کا مطلوب ہو اس کے علاوہ کچھ مقصود نہ ہو تو ایسی صورت میں محبوب کی مراد اور رضا ہی اس کے ہاں مطلوب ہو گی اور ان سب باتوں کا مخلوق کی محبت میں عام مشاہدہ ہے۔ بیان کرنے والوں نے اس کو اپنی نظموں اور نثروں میں بیان کیا ہے اور اس کی وجہ صرف آنکھ سے ظاہری صورت کے جمال کا مشاہدہ ہے۔ پس اگر جمالِ ظاہری کی طرف نظر کرو تو وہ صرف کھال، گوشت اور خون ہے جس میں نجاستیں اور غلاظتیں ملی ہوئی ہیں، اس کی ابتدا ایک ناپاک نطفہ ہے اور انتہا ناپاک مردار۔ ان دونوں حالتوں کے درمیان وہ گندگی اٹھائے پھرتا ہے اور اگر جمال کا ادراک کرنے والے کی طرف دیکھو تو وہ خسیس آنکھ ہے جو دیکھنے میں اکثر خطا کرتی ہے، چھوٹے کو بڑا اور بڑے کو چھوٹا، دور کو قریب اور بدصورت کو خوبصورت دکھاتی ہے پس جب اس محبت کا غلبہ ممکن ہے تو پھر یہ امر اُس اَزَلی اَبَدی جمال کی محبت میں کیسے ناممکن ہو سکتا ہے جس کے کمال کی کوئی انتہا نہیں اور اس کا ادراک باطنی آنکھ سے کیا جاتا ہے جس میں نہ غلطی کا امکان ہوتا ہے نہ موت اس کے قریب آتی ہے بلکہ موت کے بعد بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں زندہ رہتی ہے۔ اس کے رزق پر خوش ہوتی ہے اور موت کی وجہ سے اس کے ادراک اور کشف میں زیادتی ہو جاتی ہے۔

Go To Index

صبرورضاپرمبنی 27 حکایات واقوال

اگر غوروفکر کی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہے نیز اہل محبت کے اقوال اور ان کے احوال کی حکایات اس کے وُجود پر شاہد ہیں۔

(1)...حضرت سیِّدُنا شقیق بَلْخِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "جو شخص مصیبت کا ثواب دیکھ لیتا ہے وہ اس سے چھٹکارے کی خواہش نہیں کرتا۔"

تلوار کے پے درپے 70وار:

(2)...حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا سری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے عرض کی: کیا محب مصیبت کی تکلیف پاتا ہے؟ انہوں نے ارشاد فرمایا: "نہیں۔" میں نے عرض کی: اگرچہ اس کو تلوار سے مارا جائے؟ فرمایا: "ہاں اگرچہ اسے تلوار کی پے درپے ستر ضربیں ماری جائیں۔"

(3)...کسی بزرگ کا قول ہے: میں ہر اس شے سے محبت کرتا ہوں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پسند ہے حتّٰی کہ اگر وہ میرے لئے آگ کو پسند کرے تو میں آگ میں داخل ہونا محبوب رکھوں گا۔

حکایت: عشق مجازی پرہزار کوڑے کھالئے

(4)...حضرت سیدنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی بیان کرتے ہیں کہ میں بغداد کے شرقی حصے میں ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرا جس کو ایک ہزار کوڑے لگائے گئے تھے اور اس نے اُف تک نہ کی پھر اس کو قید خانے کی طرف لایا گیا تو میں اس کے پیچھے ہو لیا۔ موقع پا کر میں نے اس سے پوچھا: تمہیں کیوں مارا گیا؟ اس نے جواب دیا: اس لئے کہ میں عاشق ہوں۔ میں نے پوچھا: تم چپ کیوں رہے؟ اس نے کہا: اس لئے کہ میرا معشوق میرے سامنے تھا اور وہ مجھے دیکھ رہا تھا۔ میں نے پھر کہا: کیا ہی اچھا ہوتا جو تم محبوبِ اکبر (یعنی ربِّ تعالٰی) کی طرف دیکھتے! یہ سن کر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس حال میں نیچے گرا کہ اس کی روح پرواز کر چکی تھی۔

آنکھوں کادل میں قیام:

(5)...حضرت سیِّدُنا یحیٰی بن مُعاذ رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: جب اہْلِ جنت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف

Go To Index

دیکھیں گے تو دیدار کی لذت کے سبب ان کی آنکھیں ان کے دلوں میں چلی جائیں گی اور800سال تک ان کی طرف نہیں لوٹیں گی تو جو دل اس کے جمال اور جلال کے درمیان پڑے ہوئے ہیں ان کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے کہ مشاہَدۂ جلال کے وقت خائف اور مُلاحَظۂ جمال کے وقت حیران ہوتے ہیں۔

حکایت: چیونٹیاں گوشت کھا رہی تھیں

(6)... حضرت سیِّدُنا بشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی راہِ سُلوک کی ابتدا میں جزیرۂ عَبّادان کا قصد کیا۔ وہاں میں نے ایک شخص کو پایا کہ اندھا، کوڑھی اور مجنون ہے۔ وہ زمین پر پڑا ہوا ہے اور چیونٹیاں اس کا گوشت کھا رہی ہیں۔ میں نے اس کا سر زمین سے اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا اور بار بار اس سے کچھ کلام کیا۔ جب اس کو کچھ افاقہ ہوا تو کہنے لگا: ''میرے اور میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان دخل اندازی کرنے والا یہ کون ہے؟ اگر وہ میرا ایک ایک عضو کاٹ ڈالے تو بھی میری محبت میں اضافہ ہی ہو گا۔'' حضرت سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: اس واقعے کے بعد سے میں نے بندے اور ربّ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان کسی مُعاملے کو اذیت نہیں سمجھا کہ اس کو ناپسند کروں۔

نبی کی زیارت بھوک مٹا دیتی:

(7)... حضرت سیِّدُنا ابو عمرو محمد بن اَشعث رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اہْلِ مصر چار ماہ تک اس طرح رہے کہ ان کی غذا صرف حضرت سیِّدُنا یوسف عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے چہرے کی زیارت تھی۔ انہیں جب بھوک لگتی تو وہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے مبارک چہرے کو دیکھ لیتے تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے جمال کی وجہ سے انہیں بھوک کی تکلیف محسوس نہ ہوتی۔ بلکہ قرآنِ پاک میں تو اس سے بھی بڑھ کر واقعہ موجود ہے، وہ یہ کہ مصر کی عورتیں حضرت سیِّدُنا یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کے حسن و جمال پر ایسی فریفتہ ہوئیں کہ اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں اور انہیں احساس تک نہ ہوا۔

حکایت: ایک دن کی جُدائی نے جان لے لی

(8)... حضرت سیِّدُنا سعید بن یحییٰ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں عطاء بن مسلم کے سرائے

Go To Index

میں ایک نوجوان کو دیکھا جس کے ہاتھ میں ایک چھری تھی اور وہ لوگوں کے درمیان باآوازِ بلند پکار کر کہہ رہا تھا:

یَوْمُ الْفِرَاقِ مِنَ الْقِیَامَةِ اَطْوَل　　وَالْمَوْتُ مِنْ اَلَمِ التَّفَرُّقِ اَجْمَل

قَالُوا الرَّحِیْلُ فَقُلْتُ لَسْتُ بِرَاحِل　　لٰکِنْ مُھْجَتِی الَّتِیْ تَتَرَحَّل

ترجمہ: (۱)...جُدائی کا دن قیامت کے دن سے زیادہ لمبا ہے اور دردِ جُدائی سے موت زیادہ اچھی ہے۔

(۲)...لوگ کہتے ہیں: کُوچ کرنا ہے میں کہتا ہوں: مجھے نہیں بلکہ میری روح نے سفر کرنا ہے۔

یہ کہہ کر اس نوجوان نے چھری سے اپنا پیٹ چیر دیا اور مر گیا۔ میں نے لوگوں سے اس کے اور اس کے مُعاملے کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا: ''یہ بادشاہ کے ایک غلام پر فریفتہ تھا، وہ صرف ایک دن اس سے اوجھل رہا۔''

ایک اپاہج کا صبرورضا:

(9)...منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا یونس عَلَیْہِ السَّلَام نے حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا: ''مجھے روئے زمین کے سب سے بڑے عابد کے بارے میں بتاؤ۔'' تو انہوں نے ایک ایسے آدمی کے بارے میں بتایا جس کے ہاتھ اور پاؤں کوڑھ کی وجہ سے کٹ چکے تھے اور اس کی بینائی بھی جاچکی تھی ۔ حضرت سیِّدُنا یونس عَلَیْہِ السَّلَام نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا: '' اے میرے معبود! تو نے جب تک چاہا مجھے ان سے فائدہ دیا اور جب تو نے چاہا انہیں مجھ سے لے لیا اور اپنی ذات میں میری اُمید کو باقی رکھا۔ اے احسان فرمانے اور اے نیکی تک پہنچانے والے۔''

بیٹے کی موت پر خوشی ورضا:

(10)...مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا ایک بیٹا بیمار ہو گیا تو آپ کو اس قدر غم لاحق ہوا حتّٰی کہ بعض لوگ یہ کہنے لگے: ''ہمیں اندیشہ ہے کہ اس لڑکے کے سبب اِن کے ساتھ کوئی معاملہ نہ بن جائے۔'' پھر وہ لڑکا فوت ہو گیا۔ جب حضرت سیِّدُنا ابنِ عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس کے جنازے کے ساتھ جارہے تھے تو بڑے خوش تھے۔ آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: ''میرا غم صرف اس پر شفقت کی وجہ سے تھا اور جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا حکم آگیا تو ہم اس پر راضی ہو گئے۔ ''

حکایت:صبرورضانے گرفتاری سے بچالیا

(11)... حضرت سیِّدُنا ابو عُکاشہ مسروق کوفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جنگل میں رہتا تھا۔ اس کے پاس ایک کتا، ایک گدھا اور ایک مرغ تھا۔ مرغ تو ان گھر والوں کو نماز کے لئے جگایا کرتا تھا اور گدھے پر وہ پانی بھر کر لاتے اور خیمے وغیرہ لادا کرتے اور کتا ان کی پہرہ داری کرتا تھا۔ ایک دن لومڑی آئی اور مرغ کو پکڑ کر لے گئی، گھر والوں کو اس بات کا بہت رنج ہوا مگر وہ شخص نیک تھا تو اس نے کہا: "ہو سکتا ہے اسی میں بہتری ہو۔" پھر ایک دن بھیڑیا آیا اور گدھے کا پیٹ پھاڑ کر اس کو مار دیا اس پر بھی گھر والے رنجیدہ ہوئے مگر اس شخص نے کہا: "ممکن ہے اسی میں بھلائی ہو۔" پھر ایک دن کتا بھی مر گیا تو اس شخص نے پھر بھی یہی کہا: "ممکن ہے اسی میں بہتری ہو۔" ابھی کچھ دن ہی گزررہے تھے کہ ایک صبح انہیں معلوم ہوا کہ ان کے اطراف میں آباد تمام لوگ قید کر لئے گئے ہیں اور صرف یہ اہل خانہ محفوظ رہے۔ حضرت سیِّدُنا مسروق رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: دیگر تمام لوگ کتوں، گدھوں اور مرغوں کی آوازوں کی وجہ سے ہی پکڑے گئے۔ پس تقدیرِ الٰہی کے مطابق ان کے حق میں بہتری ان جانوروں کی ہلاکت میں تھی۔

معلوم ہوا کہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لُطفِ خفی کو جانتا ہے وہ ہر حال میں اس کے فعل پر راضی رہتا ہے۔

حکایت:تکلیف پر رضا کا انعام

(12)... منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عیسٰی رُوحُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو اندھا، کوڑھی، اپاہج اور مکمل فالج زدہ تھا اور جزام کی وجہ سے اس کا گوشت بھی بکھرا ہوا تھا مگر وہ کہہ رہا تھا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلٰی بِہٖ کَثِیْرًا مِّنْ خَلْقِہٖ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے جس نے مجھے اس بیماری سے محفوظ رکھا جس میں اس نے اپنی بہت ساری مخلوق کو مبتلا کیا ہے۔" یہ کلمات سن کر حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام نے اس سے فرمایا: اے بندۂ خدا! کونسی مصیبت ہے جس سے تو محفوظ ہے؟ عرض کی: "اے روحُ اللہ! میں اس شخص سے بہتر ہوں جس کے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی وہ معرفت نہیں ڈالی جو میرے دل میں ڈالی ہے۔" آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو، اپنا ہاتھ بڑھاؤ۔ پھر جیسے ہی آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس کا ہاتھ پکڑا اس کا چہرہ انتہائی خوبصورت اور باقی جسم درست ہو گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کی تمام بیماریوں کو دور فرما دیا۔

Go To Index

پھر اس نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی صحبت اختیار کی اور آپ کے ساتھ ہی مصروفِ عبادت ہو گیا۔

پاؤں کٹوادیا:

(13)... حضرت سیِّدُنا عُروہ بن زُبَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مرض آکلہ (عضو کو ختم کر دینے والے خارشی مرض) کی وجہ سے اپنا ایک پاؤں گھٹنے سے کٹوا دیا پھر کہا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے جس نے مجھ سے ایک لے لیا اور تیری ذات کی قسم! اگر تو نے لے لیا تو باقی بھی تو نے رکھا تھا اور اگر تو نے آزمائش میں ڈالا تو عافیت بھی تو نے دی تھی۔ پھر رات بھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یہی کہتے رہے۔

دوسواریاں:

(14)... حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے: فقر اور دولت مندی دو سواریاں ہیں مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ ان دونوں میں سے کس پر سوار ہوں، اگر فقر ہے تو اس میں صبر ہے اور اگر دولت مندی ہے تو اس میں خرچ کرنا ہے۔

مقامِ رضا کی خوشبو:

(15)... حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں کہ میں نے سوائے رضا کے ہر مقام سے ایک کیفیت پائی ہے مگر مقامِ رضا کی صرف خوشبو سونگھی ہے اور اتنے ہی پر حال یہ ہے کہ اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمام مخلوق کو جنت میں داخل فرمادے اور مجھے دوزخ میں ڈال دے تو میں اس پر راضی ہوں۔

تقسیمِ الٰہی پر رِضا مندی:

(16)... ایک عارف سے پوچھا گیا: کیا آپ نے رضائے الٰہی کا انتہائی درجہ پالیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: انتہائی درجے پر تو نہیں پہنچا البتہ مقامِ رضا کو پالیا ہے اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے جہنم کا پل بنائے کہ لوگ مجھ پر سے گزر کر جنت میں داخل ہو جائیں پھر اپنی قسم پوری کرنے کے لئے مخلوق کے بجائے مجھ سے ہی جہنم کو بھر دے تو میں اس کے حکم کو پسند کروں گا اور اس کی تقسیم پر راضی رہوں گا۔

Go To Index

اولیا کو خود پر قیاس مت کرو:

یہ ایسے شخص کا کلام ہو سکتا ہے جسے علم ہو کہ محبت نے اس کی تمام تر ہمت کو گھیر لیا ہے حتّٰی کہ اس کو آگ کی تکلیف کا احساس تک نہ ہونے دے اور اگر احساس ہو بھی تو اس پر اپنے محبوب کی رضا کے حُصول کی لذت چھا جائے اور ایسی حالت کا غلبہ ہونا اپنی ذات کے اعتبار سے محال نہیں اگرچہ ہمارے کمزور احوال کی جہت سے بعید معلوم ہو۔ لہٰذا کمزور اور محروم کے لئے مناسب نہیں کہ قوی لوگوں کے احوال کا انکار کرے اور گمان کرے کہ جس بات سے میں عاجز ہوں اس سے اولیا بھی عاجز ہیں۔

قینچیوں سے کاٹ دیا جائے:

(17)... حضرت سیِّدُنا ابو علی احمد بن محمد روذباری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو عبد اللہ بن جلاء دمشقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے پوچھا کہ فلاں شخص کا قول ہے کہ "میں چاہتا ہوں میرا جسم قینچیوں سے کاٹ دیا جائے اور یہ لوگ اس کی اطاعت کریں۔" اس کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: "بھائی! اگر یہ بات اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم و تکریم کے لئے ہے تو مجھے معلوم نہیں اور اگر ڈرانے اور لوگوں کی خیر خواہی کے لئے ہے تو میں جانتا ہوں۔" حضرت سیِّدُنا احمد روذباری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: پھر وہ بے ہوش ہو گئے۔

حکایت: فِرشتے زیارت کو آتے

(18)... حضرت سیِّدُنا عمران بن حُصین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دست کا مرض لگ گیا اور آپ 30 سال تک چت لیٹے رہے، نہ کھڑے ہو سکتے تھے اور نہ بیٹھ سکتے تھے۔ آپ کے لئے چارپائی میں سوراخ کر کے قضائے حاجت کے لئے جگہ بنائی گئی تھی۔ ایک دن حضرت سیِّدُنا مُطَرِّف بن عبد اللہ بن شِخِّیر اپنے بھائی ابو العلاء یزید بن عبد اللہ بن شِخِّیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کے ساتھ آئے اور ان کا حال دیکھ کر رونے لگے۔ حضرت سیِّدُنا عمران بن حُصین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ جواب دیا: اس لئے کہ آپ کو اتنی سخت حالت میں دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا: مت رو کیونکہ جو بات اللہ عَزَّوَجَلَّ کو زیادہ پسند ہے وہ مجھے بھی زیادہ پسند ہے۔ پھر فرمایا: "میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں امید ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں اس سے نفع پہنچائے اور

Go To Index

میرے مرنے تک کسی کو نہ بتانا۔بے شک فرشتے میری زیارت کو آتے ہیں اور میں ان سے انس پاتا ہوں اور مجھ کو سلام کرتے ہیں اور میں ان کا سلام سنتا ہوں۔اس سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیماری کوئی عذاب نہیں کیونکہ یہ تو عظیم نعمت کا سبب ہے۔"

غور فرمایئے کہ جو اپنی بیماری میں ایسی باتوں کا مشاہدہ کرے گا وہ کیونکر راضی نہیں ہو گا؟

تکلیف میں معمولی کمی بھی گوارا نہیں:

(19)...حضرت سیِّدُنا مُطَرِّف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں : ہم حضرت سُوید بن مُثْعَبہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ہاں ان کی عیادت کے لئے گئے تو ہم نے ایک کپڑا پڑا ہوا دیکھا ہمارا گمان بھی نہیں تھا کہ اس کے نیچے کوئی چیز ہو گی حتّٰی کہ کپڑا ہٹانے پر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس کے نیچے سے ظاہر ہوئے تو ان کی زوجہ نے ان سے کہا: آپ کے اہل آپ پر فدا ہوں! آپ کو کیا کھلائیں، کیا پلائیں؟انہوں نے فرمایا: عرصہ دراز سے لیٹا ہوں کہ سرین زخمی ہو گئے اور پرانے کپڑے کی طرح لاغر ہو گیا ہوں اتنی مدت سے کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے لیکن اس کیفیت میں ناخن برابر کمی کرنا بھی مجھے پسند نہیں۔

حکایت:ربّ تعالٰی کا فیصلہ بہتر ہے

(20)...حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مستجاب الدعوات تھے (یعنی جو دعا کرتے قبول ہوتی)۔ایک بار جب مکہ مکرمہ تشریف لائے اور اس وقت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نابینا تھے۔لوگ دوڑتے ہوئے آپ کے پاس حاضر ہوئے اور ہر ایک آپ سے دعا کی درخواست کرتا اور آپ سبھی کے لئے دعا کرتے۔ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن سائب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں :میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں اس وقت نو عمر تھا۔میں نے ان سے اپنا تعارف کرایا تو وہ مجھے پہچان گئے اور فرمایا تم مکہ والوں کے قاری ہو؟میں نے عرض کی:"جی ہاں۔"پھر کچھ اور باتیں ہوئیں، آخر میں نے ان سے عرض کی: چچا جان! آپ لوگوں کے لئے دعا کرتے ہیں اپنے لئے بھی دعا کریں تا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کی بینائی لوٹا دے۔تو وہ مسکرا دیئے اور ارشاد فرمایا:"بیٹا!میرے نزدیک ربّ تعالٰی کا فیصلہ میری بینائی سے زیادہ اچھا ہے۔"

(21)...ایک صوفی بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا چھوٹا بیٹا گم ہو گیا اور تین دن تک اس کا پتا نہ چلا۔ان سے کہا

گیا: آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کریں کہ وہ بچہ آپ کو لوٹا دے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فیصلے پر اعتراض کرنا مجھ پر میرے بیٹے کے جاتے رہنے سے زیادہ سخت ہے۔

(22)...ایک عابد سے منقول ہے کہ "مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا جس پر میں ساٹھ سال سے رو رہا ہوں۔" اور انہوں نے اس گناہ سے توبہ کے لئے بہت زیادہ عبادت کی، جب ان سے پوچھا گیا کہ وہ گناہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ایک مرتبہ کچھ ہو گیا تو میں نے یہ کہہ دیا: "کاش ایسا نہ ہوتا۔"

(23)...ایک بزرگ کا قول ہے: اگر میرے جسم کو قینچیوں سے کاٹ دیا جائے تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کسی فیصلے کے بارے میں کہوں: "کاش ایسا نہ ہوتا۔"

50 سالہ عیب دار مُعاملہ:

(24)...حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن زید بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو بتایا گیا کہ یہاں ایک شخص ہے جو پچاس سال سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کر رہا ہے تو آپ اس شخص سے ملنے گئے اور اس سے پوچھا: پیارے بھائی! مجھے اپنے حال کے بارے میں بتاؤ، کیا تم نے اسی ذات (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ) پر قناعت کی؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: کیا اس سے اُنس ہوا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ پوچھا: کیا تم اس سے راضی ہوئے ہو؟ جواب دیا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: اس کی طرف سے تمہارا حصہ صرف نماز روزہ ہی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا: "اگر مجھے تم سے حیا نہ آتی تو میں تمہیں بتا دیتا کہ تمہارا معاملہ 50 سال سے عیب دار ہے۔"

آخری جملے سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی مراد یہ تھی کہ اتنی مدت سے تمہارے دل کا دروازہ نہیں کھلا تا کہ اعمالِ قلبی کے سبب دَرَجاتِ قُرب کی طرف ترقی کرتے اور تم صرف اصحابِ یمین میں ہی شمار ہوتے ہو کیونکہ اس ذات کی طرف سے تمہیں ظاہری اعمال سے ہی حصہ ملا ہے جو عام لوگوں کو بھی حاصل ہے۔

محبت کا دعوٰی:

(25)...کچھ لوگ "مارَستان" میں حضرت سیِّدُنا شیخ ابو بکر شِبْلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ وہاں قید تھے اور آپ نے اپنے سامنے بہت سے پتھر اکٹھے کر رکھے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا: تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا: "آپ سے محبت کرنے والے ہیں۔" آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی

Go To Index

عَلَیْہ انہیں پتھر مارنے لگے اور وہ سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس پر آپ نے فرمایا: "تمہیں کیا ہوا کہ مجھ سے محبت کا دعوٰی کرتے ہو؟ اگر دعوٰیٔ محبت میں سچے ہو تو میری تکلیف پر صبر کرو۔"

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا شعر ہے:

اِنَّ الْمَحَبَّۃَ لِلرَّحْمٰنِ اَسْکَرَنِیْ　　　وَھَلْ رَاَیْتَ مُحِبًّا غَیْرَ سَکْرَانٖ

ترجمہ: بے شک رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی محبت نے مجھے مدہوش کر رکھا ہے اور کیا تم نے کوئی غیر مدہوش عاشق دیکھا ہے۔

(26)...ایک شامی عبادت گزار نے فرمایا: تم سب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اس کی تصدیق کرتے ہوئے ملو گے جبکہ ہو سکتا ہے کہ اس نے تکذیب کی ہو اور یہ اس لئے کہ اگر تم میں سے کسی کی انگلی سونے کی ہو تو اس سے اشارہ کرتا پھرتا ہے اور اگر اس میں کوئی عیب ہو تو اس کو چھپاتا ہے۔

ان بزرگ کی اس سے مراد یہ ہے کہ سونا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں ناپسندیدہ ہے جبکہ لوگ اس پر باہم فخر کرتے ہیں اور تکلیف اہلِ آخرت کی زینت ہے جبکہ لوگ اس کو عار سمجھتے ہیں۔

حکایت: عمر بھر کے لئے دُکان چھوڑ دی

(27)...منقول ہے کہ ایک دفعہ بازار میں آگ لگ گئی تو حضرت سیِّدُنا سَرِی سَقَطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کو بتایا گیا کہ بازار جل گیا اور آپ کی دکان بچ گئی۔ آپ نے کہا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" پھر فرمایا: صرف اپنا مال بچ جانے پر میں نے کیسے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہہ دیا؟ چنانچہ انہوں نے تجارت کو خیرباد کہہ دیا اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہنے پر توبہ و مُعافی کی خاطر عمر بھر کے لئے دُکان چھوڑ دی۔

حکایات سے حاصل ہونے والا نتیجہ:

پس اگر تم ان حکایات میں غور کرو گے تو یقیناً جان لو گے کہ خواہشات کی مخالف باتوں میں رضا محال نہیں بلکہ وہ تو اہلِ دین کے مقامات میں سے ایک بڑا مقام ہے اور جب یہ بات مخلوق کی محبت اور ان سے حصہ لینے میں ممکن ہے تو محبَّتِ الٰہی اور اُخروی حصہ لینے کے حق میں بھی یقیناً ممکن ہے اور اس کا ممکن ہونا دو وجہ سے ہے:

(1)... متوقع ثواب کی وجہ سے تکلیف پر راضی رہنا جس طرح شفا کے انتظار میں فَصْد اور حَجامہ یعنی پَچھنے لگوانے اور دوا پینے پر راضی ہوتا ہے۔

Go To Index

(2)...تکلیف پر راضی رہنا کسی اور مقصد کے لئے نہ ہو بلکہ اس لئے کہ یہ محبوب کی مراد اور رضا ہے۔

مرادِ محب کا مرادِ محبوب میں ڈوبنا:

بعض اوقات محبت کا اس طرح غلبہ ہوتا ہے کہ محب کی مراد محبوب کی مراد میں ڈوب جاتی ہے۔ایسی صورت میں اس کے نزدیک سب چیزوں سے زیادہ لذیذ اپنے محبوب کی قلبی خوشی اور رضا اور اس کے ارادے کا نفاذ ہوتا ہے اگرچہ اس میں جان ہی کیوں نہ چلی جائے جیسا کہ یہ مقولہ ہے:"فَمَا لِجُرْحٍ اِذَا اَرْضَاكُمْ اَلَمٌ یعنی اُس زخم میں تکلیف کہاں جس میں تمہاری خوشی ہو۔"اور یہ رضادرد کے احساس کے باوُجود ممکن ہے۔

کبھی محبت اس طرح غالب ہوتی ہے کہ ادراکِ تکلیف سے مدہوش کر دیتی ہے چنانچہ قیاس، تجربہ اور مشاہدہ ایسی حالت کے وُجود پر دلالت کرتے ہیں۔اس لئے جو اپنے اندر ایسی حالت نہ پائے اسے اس کا انکار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس کے نہ پائے جانے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا سبب نہیں پایا گیا اور سبب محبت کی زیادتی ہے اور جس نے محبت کا مزہ نہیں چکھا وہ اس کے عجائبات کو بھی نہیں پہچانتا تو محبت والوں کی جو باتیں ہم بیان کر چکے ہیں ان کے عجائب تو اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔

عاشقوں کے چار عجیب واقعات

ذِلَّتِ عشق کی نشانی:

(1)... عَمْرو بن حارث رافقی سے منقول ہے کہ میں اپنے ایک دوست کے پاس مقامِ رَقَّہ کی ایک مجلس میں تھا اور ہمارے ساتھ ایک نوجوان تھا جو ایک گانے والی لونڈی سے بہت عشق کرتا تھا اور وہ لونڈی بھی اسی مجلس میں موجود تھی۔اس لونڈی نے راگ بجایا اور یہ اشعار کہے:

عَلَامَةُ ذُلِّ الْهَوٰى	عَلَى الْعَاشِقِيْنَ الْبُكٰى
وَلَا سِيَّمَا عَاشِقٌ	ذَا لَمْ يَجِدْ مُشْتَكٰى

ترجمہ: عاشقوں کے لئے ذلتِ عشق کی نشانی رونا ہے بالخصوص وہ عاشق جسے کوئی جائے شکایت نہ ملے۔

اشعار سن کر اس نوجوان نے لونڈی سے کہا:"اے میری سردار!قسم سے تم نے بہت خوب گایا، کیا تم

Go To Index

مجھے مرنے کی اجازت دیتی ہو؟" اس نے کہا: "اگر تو سچا ہے تو مر جا۔" چنانچہ اُس نوجوان نے اپنا سر تکیے پر رکھا، منہ کو چھپایا اور آنکھیں بند کر لیں، ہم نے اس کو ہلا کر دیکھا تو وہ مر چکا تھا۔

تم کہو تو مر جاؤں:

(2)... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک بچے کی آستین پکڑے اس کے سامنے عاجزی وزاری کرتے ہوئے اس سے محبت کا اظہار کر رہا ہے۔ بچے نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا: تم کب تک اس منافقت کو میرے سامنے ظاہر کرتے رہو گے؟ اس شخص نے کہا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے[106] کہ میں اپنی بات میں سچا ہوں حتّٰی کہ اگر تو مجھ سے کہے کہ مر جا تو میں مر جاؤں گا۔ یہ سن کر بچے نے کہا: اگر تو سچا ہے تو مر جا۔ چنانچہ وہ شخص علیحدہ ہوا اور اپنی آنکھیں بند کیں تو اس کو مردہ حالت میں پایا گیا۔

تیری آہ کا نتیجہ:

(3)... حضرت سیِّدُنا سَمْنُون مُحِب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک شخص تھا اور اس کی ایک لونڈی تھی جس سے وہ انتہائی محبت کرتا تھا۔ ایک بار وہ بیمار ہو گئی تو وہ شخص اس کے لئے حلوہ تیار کرنے لگا۔ وہ ہنڈیا میں چمچہ ہلا رہا تھا کہ اسی دوران لونڈی کے منہ سے ایک "آہ" نکلی تو وہ شخص "آہ" کی آواز سن کر مدہوش ہو گیا اور چمچہ اس کے ہاتھ سے گر گیا اور چمچہ کی جگہ اپنے ہاتھ کو ہی ہنڈیا میں پھیرنے لگا حتی کہ اس کی انگلیاں کٹ کر گر گئیں۔ لونڈی نے پوچھا: یہ کیا؟ اس نے کہا: یہ تیری "آہ" کا نتیجہ ہے۔

106... یہاں چونکہ ایک جملہ آیا ہے "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے" ہمارے عرف میں بھی یہ جملہ بولا جاتا ہے اور اسے بولنے میں بہت زیادہ احتیاط برتنی چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ جملہ بول کر ہم کسی آفت میں پھنس جائیں کیونکہ کبھی اس طرح کہنے پر سخت شرعی حکم لگتا ہے۔ چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 692 صفحات پر مشتمل کتاب "**کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب**" کے صفحہ 581 پر دیا گیا ایک سوال اور اس کا جواب ملاحظہ فرمائیے: **سوال:** جھوٹی بات پر یہ کہنا کیسا کہ **اللہ** جانتا ہے میں سچ بول رہا ہوں؟ **جواب:** کسی بھی جھوٹی بات پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو گواہ بنانا یا جُھوٹی بات پر جان بوجھ کر یہ کہنا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے یہ کلمۂ کفر ہے۔ فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں: جو شخص کہے: "**اللہ** جانتا ہے کہ یہ کام میں نے کیا ہے حالانکہ وہ کام اِس نے نہیں کیا ہے" تو اس نے کفر کیا۔ (مِنَحُ الرَّوْض، ص ۵۱۱)

Go To Index

عشق میں بِلا موت بھلائی نہیں:

(4)... حضرت سیِّدُنا محمد بن عبداللہ بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: میں نے بصرہ میں ایک نوجوان کو بلند وبالا اونچی چھت پر دیکھا کہ جھانک جھانک کر لوگوں سے کہہ رہا تھا:

مَنْ مَاتَ عِشْقًا فَلْیَمُتْ ھٰکَذَا　　　　لَا خَیْرَ فِی عِشْقٍ بِلَا مَوْت

ترجمہ: جو عشق میں مرنا چاہے وہ اس طرح مرے کیونکہ عشق میں موت کے بغیر کوئی بھلائی نہیں۔

پھر اس نے خود کو چھت سے نیچے گرا دیا۔ لوگوں نے اس کو مردہ حالت میں اٹھایا۔

جب اس طرح کے واقعات مخلوق کی محبت میں ہو سکتے ہیں تو خالق عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں بطریقِ اولیٰ ہو سکتے ہیں کیونکہ ظاہری بصارت کی بنسبت باطنی بصیرت زیادہ صداقت پر مبنی ہوتی ہے اور بارگاہِ ربانی کا جمال ہر جمال سے کامل تر ہے بلکہ کائنات کا سارا جمال اسی جمال کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے۔ ہاں جو شخص آنکھ سے محروم ہو وہ صورتوں کے جمال کا انکار کرتا ہے اور جس کی قوتِ سماعت نہ ہو وہ خوبصورت اور موزوں کلام کی لذت کا انکار کرتا ہے اور جس کا دل ہی نہ ہو لازمی طور پر وہ ان تمام لذات کا انکار کرے گا جن کا ادراک بغیر دل کے نہیں کیا جا سکتا۔

تیسری فصل: دعا کے رضا کے خلاف نہ ہونے کا بیان

اہلِ باطل کی لاعلمی اور غفلت:

واضح رہے کہ دعا مانگنے والا مقامِ رضا سے خارج نہیں ہوتا۔ اسی طرح گناہوں سے نفرت کرنا اور گناہ کے مرتکب سے ناراض ہونا اور اسبابِ گناہ کو برا جاننا اور اَمْرٌ بِالْمَعْرُوف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کے ذریعے اس کو ختم کرنے کی کوشش کرنا بھی رضا کے خلاف نہیں ہے۔ اس بارے میں بعض اہلِ باطل اور حقیقت سے بے خبر لوگوں سے غلطی ہوئی۔ انہوں نے سمجھا کہ گناہ، فسق وفجور اور کفر، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قضا وقدر سے ہیں لہٰذا اس پر راضی رہنا واجب ہے۔ اور یہ بات تاویل سے لاعلمی اور اسرارِ شرع سے غفلت پر مبنی ہے۔

دعا کرنے والوں کی تعریف وتوصیف:

بہر حال جہاں تک دعا کا تعلق ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کو ہمارے لئے عبادت ٹھہرایا ہے رسولِ اکرم

Go To Index

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کا بکثرت دعا کرنا جیسا کہ "دعاؤں کے بیان" میں گزرا، اس پر دلالت کرتا ہے اور رسولِ اکرم، شفیعِ مُعَظَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو رضا کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے بعض بندوں کی تعریف اس طرح فرمائی ہے:

وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ (پ۱۷، الانبیاء: ۹۰) ترجمۂ کنزالایمان: ہمیں پکارتے تھے اُمید اور خوف سے۔

گناہوں کو بُرا جاننے پر آیاتِ طیبہ:

اور رہا گناہوں کو ناپسند کرنا اور انہیں برا جاننا اور ان پر راضی نہ ہونا تو بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے بندوں کو اس کا مکلَّف بنایا ہے اور ان پر راضی ہونے والوں کی مَذَمَّت فرمائی ہے چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا (پ۱۱، یونس: ۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے اور اس پر مطمئن ہو گئے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

رَضُوْا بِاَنْ یَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ (پ۱۰، التوبۃ: ۹۳)

ترجمۂ کنزالایمان: انہیں پسند آیا کہ عورتوں کے ساتھ پیچھے بیٹھ رہیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی۔

گناہوں کو بُرا جاننے کے متعلق چار روایات:

مشہور حدیثِ پاک ہے:

(1)...مَنْ شَهِدَ مُنْكَرًا فَرَضِیَ بِهٖ فَكَاَنَّهٗ قَدْ فَعَلَهٗ یعنی جو کسی بُرائی کے وقت موجود ہو اور اس پر راضی رہے تو گویا وہ برائی کا مرتکب ہوا۔[107]

حدیثِ شریف میں ارشاد فرمایا:

(2)...اَلدَّالُ عَلَی الشَّرِّ كَفَاعِلِهٖ یعنی بُرائی کا راستہ دکھانے والا برائی کرنے والے کی طرح ہے۔[108]

107...مسند ابی یعلی الموصلی، مسند الحسین بن علی بن ابی طالب، ۶/ ۳۳، الحدیث: ۶۷۵۲، مفہومًا

108...فردوس الاخبار، باب الدال، ۱/ ۳۹۲، حدیث: ۲۹۴۳

Go To Index

غائب ہونے کے باوُجود شریکِ گناہ:

(3)...حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: بے شک بندہ گناہ کے وقت غائب ہوتا ہے لیکن اس پر اتنا ہی گناہ ہوتا ہے جتنا گناہ کرنے والے موجود شخص پر۔ عرض کی گئی: وہ کیسے؟ ارشاد فرمایا: اس کو گناہ کی خبر پہنچتی ہے تو اس پر راضی ہوتا ہے۔

راضی ہونے والا بھی قاتل:

حدیثِ پاک میں ہے:

(4)...اگر کوئی بندہ مشرق میں قتل ہو اور دوسرا بندہ مغرب میں اس کے قتل پر راضی ہو تو وہ بھی اس کے قتل میں شریک ہے۔(109)

قابلِ رشک لوگ:

بلاشبہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے نیکی کے کاموں پر رشک کرنے اور للچانے کا جبکہ بُرے کاموں سے بچنے کا حکم فرمایا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ فِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ (۲۶) (پ۳۰، المطففین: ۲۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اسی پر چاہئے کہ للچائیں للچانے والے۔

تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: رشک نہیں ہے مگر دو آدمیوں پر۔ **ایک** وہ جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حکمت و دانائی عطا فرمائی اور وہ اس کو لوگوں میں پھیلاتا اور اس کی تعلیم دیتا ہے اور **دوسرا** وہ جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مال عطا فرمایا ہے اور وہ اس کو راہِ حق میں خرچ کرتا ہے۔(110)

ایک روایت یوں ہے: دو آدمی ہی قابلِ رشک ہیں: **ایک** وہ جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مال عطا فرمایا ہے اور وہ اس کو دن اور رات کے اوقات میں خرچ کرتا ہے اور **دوسرا** وہ جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے قرآنِ پاک کی محبت

109...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، باب الورع فی الفرج، ۲/۲۲۳، حدیث: ۱۱۲، بتغیر

110...بخاری، کتاب العلم، باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ، ۱/۴۳، حدیث: ۷۳، بتقدم وتاخر

Go To Index

عطا فرمائی ہے اور وہ رات اور دن کے اوقات میں اس کی تلاوت کرتا ہے[111] یہ دیکھ کر کوئی شخص کہتا ہے کہ اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے بھی اس کی مثل عطا فرمائے تو میں بھی ایسا ہی کروں گا۔[112]

کُفّار وفجار سے بیزاری:

جہاں تک تعلق ہے کفار اور فُجّار سے بغض رکھنے، ان سے ناراض ہونے اور نفرت کرنے کا تو اس پر قرآن وحدیث سے بے شمار دلائل موجود ہیں۔

تین فرامینِ باری تعالٰی:

(1)... لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَۚ (پ۳، اٰل عمرٰن:۲۸)

ترجمۂ کنز الایمان: مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا۔

(2)... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ ﲬ (پ٦، المآئدۃ:۵۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو یہود ونصارٰی کو دوست نہ بناؤ۔

(3)... وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ۠(۱۲۹) (پ۸، الانعام:۱۲۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور یونہی ہم ظالموں میں ایک کو دوسرے پر مسلط کرتے ہیں بدلہ ان کے کئے کا۔

بغض رکھنے کا عہد:

حدیثِ پاک میں ہے: بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہر مومن سے اس بات کا عہد لیا ہے کہ وہ ہر منافق سے بُغض رکھے اور ہر منافق سے عہد لیا ہے کہ وہ ہر مومن سے بغض رکھے۔[113]

111... مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل من یقوم بالقراٰن... الخ، ص۴۰۷، حدیث:۸۱۵، بتقدم وتاخر

112... المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب فضائل القراٰن، باب من قال: الحسد فی قراءۃ القراٰن، ۷/ ۲۰۳، حدیث:۲

113... مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان حب الانصار... الخ، ص۵۵، حدیث:۷۵، بتغیر

تاریخ بغداد، ۹/ ۳۴۸، الرقم:۴۸۹۵ ضرار بن سهل الضراری، بتغیر

Go To Index

جس سے محبت اُسی کا ساتھ:

رحمتِ عالَم، نورِ مُجسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے محبت کرتا ہے۔''[114]

پیارے آقا، دو عالَم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: جو کسی قوم سے محبت اور دوستی رکھے گا بروزِ قیامت انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔[115]

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: ایمان کی رسیوں میں سب سے مضبوط رسی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے محبت کرنا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے بغض رکھنا ہے۔[116]

اس کے تفصیلی دلائل ہم ''آدابِ صحبت'' کے بیان میں'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے محبت اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے بغض رکھنے'' کے تحت اور ''اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر'' کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں لہٰذا یہاں دوبارہ ذکر نہیں کریں گے۔

ایک سوال اوراس کا جواب:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر پر راضی رہنے کے بارے میں آیات اور احادیث وارد ہوئی ہیں۔ پس اگر معاصی قضائے الٰہی کے بغیر ہیں تو یہ محال اور عقیدۂ توحید میں رخنے کا باعث ہیں اور اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر سے ہیں تو پھر ان کو بُرا جاننا اور ان پر ناراض ہونا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر کو ناپسند کرنا ہے تو دو ضدیں کس طریقے سے جمع ہوں گی؟ اور ایک ہی بات میں رضا اور ناپسندیدگی کو کیسے جمع کیا جاسکتا ہے؟

اس کا **جواب** یہ ہے کہ جان لیجئے! یہ امر کمزور اور اسرارِ عُلوم سے ناواقف لوگوں پر مشتبہ ہوتا ہے اور بعض لوگوں کو اشتباہ ہوا حتّٰی کہ انہوں نے گناہوں پر سُکوت اختیار کرنے کو مقامِ رضا سمجھا اور اس کا نام حُسنِ خُلق رکھا یہ محض جہالت ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ رضا اور کراہت اس وقت ایک دوسرے کی ضد ہیں جب یہ

114...بخاری، کتاب الادب، باب علامۃ حب اللہ...الخ، ۴/ ۱۴۷، حدیث: ۶۱۶۸

115...المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، ۹/ ۴۷۸، حدیث: ۲۵۱۷۵

116...مسند ابی داود الطیالسی، البراء بن عازب، ص ۱۰۱، حدیث: ۷۴۷

Go To Index

دونوں ایک چیز پر ایک جہت سے وارد ہوں، لیکن اگر ایک چیز میں رضا ایک جہت سے ہو اور کراہت کسی دوسری جہت سے تو تضاد بالکل نہیں ہے جیسے بعض اوقات تمہارا وہ دشمن مر جاتا ہے جو تمہارے کسی دشمن کا بھی دشمن اور اس کی ہلاکت کے لئے کوشاں ہوتا ہے تو تم اس کی موت کو اس جہت سے تو ناپسند کرتے ہو کہ تمہارے دشمن کا دشمن مر گیا لیکن اس وجہ سے تمہیں اچھا لگے گا کہ تمہارا دشمن مر گیا۔ اسی طرح معصیت و گناہ کی بھی دو جہتیں ہیں: **ایک** کا تعلق **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات سے ہے وہ یوں کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فعل ،اختیار اور اس کے ارادے سے ہوئی پس اس جہت سے بندہ اس پر راضی ہو گا کہ مالک اپنی چیز میں جو چاہے اور جیسا چاہے تَصَرُّف کرے اور ایک کا تعلق بندے سے ہے وہ اس طرح کہ گناہ اس کا کَسب اور وصف ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں بندے کے ناپسند اور مبغوض ہونے کی علامت ہے کیونکہ اس نے بندے پر دوری اور ناراضی کے اسباب مسلط فرما دیئے تو اس جہت سے گناہ بُری اور قابلِ مذمَّت شے ہے اور یہ بات ایک مثال سے ہی واضح ہو گی۔

ایک مثال:

فرض کیجئے کہ ایک محبوب اپنے محبین کے سامنے کھڑا ہو کر کہے: "میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کون مجھ سے محبت کرتا ہے اور کون مجھ سے بغض رکھتا ہے اور اس کے لئے ایک کھری اور سچی کسوٹی (جانچنے کا طریقہ) مقرر کرتا ہوں وہ یہ کہ میں فلاں شخص کو ایذا پہنچاؤں اور اس کو اتنا ماروں کہ وہ مجھے گالی دینے پر مجبور ہو جائے حتّٰی کہ جب وہ مجھے گالی دے گا تو میں اس سے نفرت کروں گا اور اس کو اپنا دشمن سمجھوں گا پس جو اس سے محبت و ہمدردی ظاہر کرے گا مجھے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بھی میرا دشمن ہے اور جو اس سے نفرت ظاہر کرے گا میں سمجھ جاؤں گا کہ وہ میرا دوست اور مُحِب ہے۔" پھر اس نے ایسا ہی کیا اور اس کی مراد پوری ہوئی یعنی جس کو مارا اس نے گالی دی جو کہ نفرت کا سبب تھا اور نفرت بھی پیدا ہو گئی جو عداوت کا سبب تھی۔ ایسی صورت میں ہر وہ شخص جو اپنی محبت میں سچا اور شرائطِ محبت جانتا ہے اس پر لازم ہے کہ یوں کہے: تم نے جو اس شخص کو ایذا دینے ،مارنے، دھتکارنے اور بغض وعداوت پر اُبھارنے کی تدبیر کی ہے یہ مجھے پسند آئی اور میں اس پر راضی ہوں کیونکہ یہ تمہاری رائے، تدبیر، فعل اور ارادہ ہے لیکن اس شخص کا تمہیں گالی دینا زیادتی ہے کیونکہ اس پر لازم تھا کہ صبر کرتا۔ مگر تم نے اس سے یہی چاہا تھا کیونکہ اس کو مارنے سے تمہارا مقصد یہی تھا کہ وہ تمہیں گالی دے جو نفرت کا

Go To Index

سبب ہے، تو اس حیثیت سے کہ یہ فعل تمہارے ارادے اور تدبیر کے موافق ہوا ہے اور میں اس پر راضی ہوں اس لئے کہ اگر تمہارا مقصد حاصل نہ ہوتا تو تمہاری تدبیر میں نقصان اور مراد میں اِلْتِوا ہوتا اور مجھے تمہاری مراد کا حاصل نہ ہونا پسند نہیں۔ لیکن اس جہت سے کہ یہ فعل اس شخص کا وصف، کسب اور زیادتی ہے اور اس کی طرف سے تم پر جرأت ہے جو تمہارے جمال کے تقاضے کے خلاف ہے کیونکہ تمہارے جمال کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ تمہاری مار کو برداشت کرتا اور اس کے بدلے میں گالی نہ دیتا پس اس جہت سے کہ یہ فعل اس شخص کی طرف منسوب ہے اور اس کا وصف ہے میں اس کو برا جانتا ہوں اس وجہ سے نہیں کہ وہ تمہاری مراد ہے یا تمہاری تدبیر کا تقاضا ہے۔ رہا تمہارا اس سے گالی کی وجہ سے نفرت کرنا تو میں اس پر راضی اور خوش ہوں کیونکہ یہ تمہاری مراد ہے اور تمہاری موافقت کرتے ہوئے میں بھی اس سے نفرت کرتا ہوں کیونکہ محبت کی شرط یہ ہے کہ وہ محبوب کے محب کا محب اور اس کے دشمن کا دشمن ہو۔ پھر یہ کہ اس شخص کے تم سے نفرت کرنے کو بھی میں پسند کرتا ہوں کیونکہ تم نے خود یہ چاہا تھا کہ وہ تم سے نفرت کرے، اس لئے کہ تم نے اس کو اپنی ذات سے دور کر دیا اور اس پر نفرت کے اسباب مُسَلَّط کر دیئے۔ مگر میں اس سے نفرت اس لئے کرتا ہوں کہ یہ (نفرت کرنا) اس نفرت کرنے والے کا وصف، اس کا کسب اور اس کا فعل ہے لہٰذا میں اس سے ناراض ہوں۔ پس میرے نزدیک وہ اس لئے مبغوض ہے کیونکہ وہ تم سے بغض رکھتا ہے اور اس کا تم سے ناراض ہونا اور تم سے نفرت کرنا مجھے ناپسند ہے، اس اعتبار سے کہ یہ اس کا وصف ہے اور یہ تمام افعال چونکہ تمہاری مراد ہیں اس لئے پسندیدہ ہیں۔

اس مثال میں تناقض اس وقت ہو گا جب وہ یہ کہے کہ "تمہاری مراد ہونے کی وجہ سے وہ پسند ہے اور تمہاری مراد ہونے کی وجہ سے وہ ناپسند ہے۔" لیکن اگر غیر کا وصف اور کسب ہونے کی وجہ سے ناپسند ہو اور اپنے محبوب کی مراد ہونے کی وجہ سے پسند ہو تو اس میں کوئی تناقض نہیں اور ہر وہ بات جو ایک جہت سے ناپسند اور دوسری جہت سے پسند ہو وہ اس پر شاہد ہے۔

مثال کا ماحاصل:

معلوم ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بندے پر گناہ اور شہوت کے اسباب مسلط کرنا اور ان کا گناہ کی محبت تک کھینچ کر لے جانا اور پھر گناہ کی محبت کا فعل (ارتکابِ گناہ) تک لے جانا اس مثال کے مشابہ ہے جو ہم نے بیان کی یعنی

Go To Index

محبوب کا محبت کے دعویدار شخص کو اتنا مارنا کہ وہ غصے میں آجائے پھر غصے کی وجہ سے گالی دے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا اپنے گناہ گار بندے سے ناراض ہونا اگرچہ بندے کا گناہ کرنا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تدبیر سے ہوا ایسا ہی ہے جیسے گالی کھانے والا گالی دینے والے سے ناراض ہوتا ہے اگرچہ اس کے گالی دینے میں خود گالی کھانے والے کی تدبیر اور اسباب اختیار کرنے کا دخل ہوا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا اپنے بندوں کے ساتھ یہ فعل یعنی ان پر گناہ کے اسباب مسلط کر دینا اس پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے سے ہی اس کی مشیت میں بندے کو دور کرنا اور اس پر ناراض ہونا ہے۔ لہٰذا جو شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتا ہے اس پر لازم ہے کہ جس سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ناراض ہو اس سے یہ بھی ناراض ہو اور جس پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ غضب فرمائے اس پر یہ بھی غصہ کرے اور جس کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی بارگاہ سے دور کر دے اس سے یہ بھی عداوت رکھے اگرچہ وہ شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کے غلبہ اور قدرت کی وجہ سے اس کی دشمنی اور مخالفت پر مجبور ہوا مگر پھر بھی وہ بارگاہِ الٰہی سے دور ، مردود اور ملعون ہے اگرچہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دور کرنے سے دور ہوا ہو پھر بھی جو دَرَجاتِ قُرب سے دور کیا گیا ہے وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے والے تمام لوگوں کے نزدیک مبغوض اور قابلِ نفرت ہونا چاہئے تاکہ محبوب کے ساتھ موافقت ہو جائے کہ جس کو محبوب نے اپنی بارگاہ سے دور کر کے اس پر غصے کا اظہار کیا اس پر محب بھی غصے کا اظہار کرے۔

اس گفتگو سے وہ تمام روایات مزید پختہ و مستحکم ہو گئیں جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فیصلے پر راضی رہتے ہوئے اس کے لئے عداوت اور محبت کرنے، کفار پر سختی کرنے اور ان سے انتہائی نفرت کرنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں اور یہ تمام روایات تقدیر کے راز سے مدد چاہتی ہیں جس کے اِفشا (ظاہر کرنے) کی بالکل اجازت نہیں اور وہ یہ ہے کہ شر اور خیر دونوں مَشِیَّت اور ارادے میں داخل ہیں لیکن شر مکروہ اور ناپسندیدہ مراد ہے جبکہ خیر پسندیدہ مراد ہے لہٰذا جو کہے: ''شر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے نہیں ہے۔'' وہ جاہل ہے۔ اسی طرح جو یہ کہے: ''شر اور خیر دونوں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہیں اور ان میں رضا اور کراہت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ۔'' وہ بھی کوتاہی کرنے والا ہے۔

رازِالٰہی کو فاش نہ کرو:

اس مسئلۂ تقدیر کی تشریح کرنے کی اجازت نہیں اس لئے سُکوت اور شرعی آداب کو ملحوظ رکھنا اولیٰ

Go To Index

ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: "اَلْقَدَرُ سِرُّ اللہِ فَلَا تُفْشُوْہُ یعنی تقدیر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا راز ہے اسے فاش نہ کرو۔"[117] اور اس کا تعلق علمِ مکاشَفہ سے ہے اور یہاں ہمارا مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فیصلے پر راضی رہنا اور گناہوں سے نفرت کرنا باوجود یہ کہ گناہ بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر سے ہیں دونوں کو جمع کرنا ممکن ہے اور کشفِ راز کی حاجت کے بغیر غرض پوری ہو گئی۔

دعا تقدیر کے خلاف نہیں:

اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ گناہوں سے بچنے کی دعا کرنا، مغفرت طلب کرنا اور تمام اسباب جو دین پر معاون ہیں یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر پر راضی رہنے کے خلاف نہیں کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بندوں کو دعا کا مکلّف بنایا ہے تاکہ دعا کے ذریعے ان میں ذکر کی صفائی، قلبی خُشوع اور رقت و عاجزی پیدا ہو اور یہ قلبی جَلا کشف کی چابی اور مسلسل الطاف و کرم کا سبب ہو جائے۔ جس طرح پیاس کے وقت کوزہ اٹھانا اور پانی پینا قضائے الٰہی پر راضی ہونے کے خلاف نہیں اور پیاس دور کرنے کے لئے پانی پینا اور اسباب کو اختیار کرنا جن کو مُسَبِّبُ الْاَسْباب نے پیدا کیا ہے رضا کے خلاف نہیں۔ یوں ہی دعا ایک سبب ہے جس کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پیدا فرمایا ہے اور اس کا حکم دیا ہے۔

شکوہ خلافِ رضا ہے:

ہم بیان کر چکے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عادتِ جاریہ کے مطابق اسباب کو اختیار کرنا توکُّل کے منافی نہیں اور اس کو ہم نے "توکل کے بیان" میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہ بھی رضا کے خلاف نہیں کیونکہ رضا ایک مقام ہے جو توکل کے ساتھ متصل ہے۔ البتہ! شکوہ کے طور مصیبت کا اظہار کرنا اور دل سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر ناراض ہونا رضا کے خلاف ہے جبکہ شکر اور قدرتِ الٰہی ظاہر کرنے کے طور پر تکلیف کا اظہار کرنا رضا کے خلاف نہیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر پر حُسنِ رضا میں سے ہے کہ بندہ (بطورِ شکوہ) یہ نہ کہے: "آج بہت گرمی ہے۔" یہ گرمیوں میں کہنے کی صورت میں ہے لیکن سردیوں میں اس طرح کہنا شکر میں داخل ہے۔ شکوہ ہر حال میں رضا کے خلاف ہے، اسی طرح کھانے کی اشیاء کو برا کہنا اور ان میں

---

117 ...الکامل فی ضعفاء الرجال، ۸/ ۳۹۷، الرقم: ۲۰۱۸ الھیثم بن جماز بصری

Go To Index

عیب نکالنا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قضا پر راضی رہنے کے خلاف ہے کیونکہ کسی چیز کی مذمت اس کے بنانے والے کی مَذَمت ہے اور ہر چیز اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پیدا کی ہوئی ہے اور کوئی اس طرح کہے: ”فقر آزمائش ہے، اہل وعیال غم اور تھکاوٹ کا باعث ہیں، پیشہ اختیار کرنا تکلیف اور مشقت ہے۔“ یہ تمام باتیں رضا میں خلل ڈالتی ہیں بلکہ بندے کو چاہئے کہ وہ تدبیر اور مملکت کو اس کے مُدبِّر اور مالک کے سپرد کر دے اور وہ کہے جو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا تھا: ”مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ تونگری کی حالت میں صبح کروں یا فقر کی حالت میں کیونکہ میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں سے میرے لئے کونسی حالت بہتر ہے۔“

چوتھی فصل: گناہوں کی سرزمین سے بھاگنا اور اس کی مَذَمَّت کرنا رضا میں خلل نہیں ڈالتا

جان لیجئے کہ بسا اوقات کوتاہ نظر آدمی گمان کرتا ہے کہ رسولِ اکرم، شفیعِ مُعَظَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا طاعون والے شہر سے نکلنے کو منع فرمانا[118] اس پر دلالت کرتا ہے کہ جس شہر میں گناہ ظاہر ہو جائیں وہاں سے بھی نکلنا منع ہے کیونکہ دونوں صورتوں میں قضائے الٰہی سے بھاگنا لازم آتا ہے حالانکہ ممانعت کی وجہ یہ نہیں بلکہ طاعون ظاہر ہونے کے بعد اس شہر سے نہ جانے کی وجہ یہ ہے کہ اگر ایسے شہر سے جانے کی اجازت ہو تو تندرست لوگ وہاں سے چلے جائیں گے اور بیمار لوگوں کی تیمارداری کے لئے کوئی نہیں بچے گا یوں وہ تنہا رہ جائیں گے اور لاغری اور بیماری سے مر جائیں گے۔ یہی وجہ ہے ایک روایت میں رسولِ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے طاعون سے بھاگنے کو میدانِ جنگ سے بھاگنے کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔[119]

اور اگر ممانعت قضائے الٰہی سے بھاگنے کی وجہ سے ہوتی تو طاعون زدہ شہر کے قریب پہنچنے والے شخص کو وہاں سے پلٹ جانے کی اجازت نہ دی جاتی اور اس کا حکم ہم نے ”توکل کے بیان“ میں ذکر کر دیا ہے۔ پھر جب ممانعت کی وجہ معلوم ہو گئی تو ظاہر ہو گیا کہ گناہوں کی سرزمین سے ہجرت کر جانا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قضا سے بھاگنے میں داخل نہیں بلکہ جہاں سے ہجرت ضروری ہے وہاں سے ہجرت اختیار کرنا بھی قضائے الٰہی میں

118...بخاری، کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون، ۴/ ۲۸، حدیث: ۵۷۲۸

119...المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدة عائشة، ۹/ ۴۷۸، حدیث: ۲۵۱۷۲

Go To Index

داخل ہے۔ اسی طرح وہ جگہیں اور اسباب جو گناہ کی طرف بُلاتے ہیں ان کی برائی بیان کرنا تاکہ لوگوں کو گناہ سے نفرت ہو یہ مذموم نہیں۔ حضرات سلفِ صالحین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِيْن کی ہمیشہ سے یہ عادتِ مُبارَکہ رہی ہے حتّٰی کہ لوگوں کی ایک جماعت نے بغداد کی بُرائی بیان کرنے پر اتفاق کیا اور اس برائی کو ظاہر کیا اور وہ وہاں سے ہجرت کی تلاش میں رہتے تھے۔

اہلِ بغداد کی ابتر حالت:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مبارک رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے ارشاد فرمایا: میں مشرق اور مغرب میں گھوما لیکن بغداد سے بُرا کوئی شہر نہیں دیکھا۔ لوگوں نے عرض کی: وہ کیسے؟ ارشاد فرمایا: "اس شہر میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کو حقیر جانا جاتا ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کو معمولی سمجھا جاتا ہے۔" یوں ہی جب آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه خُراسان تشریف لائے تو لوگوں نے آپ سے بغداد کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے وہاں پر یا تو سپاہی کو دیکھا کہ حالتِ غضب میں ہے یا تاجر کو دیکھا کہ حسرت اور افسوس کر رہا ہے یا پھر قاری کو دیکھا کہ حیرت زدہ ہے۔

16 دن کا کفّارہ 16 دینار:

آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه کا یہ قول غیبت نہیں ہے کیونکہ آپ نے کسی معین شخص کو ذکر نہیں کیا کہ اس کو آپ کی بات سے ضرر پہنچا ہو بلکہ آپ کا مقصد تو صرف لوگوں کو ڈرانا تھا اور آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه مکہ مکرمہ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَّتَعْظِيْمًا کے لیے نکلتے تو اثنائے سفر بغداد میں بھی قیام ہوتا اور 16 دن تک قافلہ تیار ہونے کا انتظار کرتے اور وہاں ٹھہرنے کی وجہ سے بطورِ کفارہ 16 دینار خیرات کرتے تاکہ ہر دن کے عوض میں ایک دینار ہو جائے۔

عراق میں مصیبت:

ایک جماعت نے عراق کی بھی مَذَمَّت کی ہے جن میں حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز اور حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمَا بھی شامل ہیں۔ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا نے اپنے ایک غلام سے پوچھا: تم کہاں رہتے ہو؟ اس نے جواب دیا: عراق میں۔ آپ نے پوچھا: تم وہاں کیا کرتے ہو؟ مجھے خبر پہنچی ہے کہ جو شخص عراق میں رہتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے مصیبت کو مقدر کر دیتا ہے۔

Go To Index

حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار نے ایک دن عراق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "وہاں برائی کے دس حصوں میں سے نو حصے ہیں اور وہاں لا علاج بیماری ہے (یعنی ایسا مرض ہے جس کا علاج دریافت نہیں ہوا)۔" اور اسی طرح منقول ہے کہ بھلائی کے دس حصے کئے گئے جن میں سے نو حصے شام میں اور ایک حصہ عراق میں ہے اور یوں ہی شر کے دس حصے کئے گئے تو ان میں سے نو حصے عراق میں اور ایک حصہ شام میں ہے۔

ظالموں کا گھونسلا:

ایک محدث نے بیان فرمایا کہ ایک دن ہم حضرت سیِّدُنا فُضیل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں موجود تھے کہ ایک صوفی جبہ پہنے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس کو اپنی ایک طرف بٹھایا اور اس کی جانب متوجہ ہو کر پوچھا: تم کہاں رہتے ہو؟ اس نے جواب دیا: بغداد میں۔ یہ سن کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: اہْلِ بغداد میں سے کوئی ایک ہمارے پاس زاہدوں کا سا لباس پہن کر آتا ہے اور جب ہم اس سے پوچھتے ہیں کہ کہاں رہتے ہو تو جواب دیتا ہے: "ظالموں کے گھونسلے میں رہتا ہوں۔"

حضرت سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرمایا کرتے تھے: "بغداد میں عبادت کے لئے خلوت اختیار کرنے والا بیت الخلا میں عبادت کے لئے خلوت اختیار کرنے والے کی طرح ہے۔" آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ یہ بھی فرماتے کہ بغداد میں اقامت اختیار کرنے میں میری اقتدا نہ کرو جو یہاں سے جانا چاہتا ہو وہ چلا جائے۔

حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَوَّل فرمایا کرتے: اگر یہ بچے ہمارے ساتھ نہ ہوتے تو میں اس شہر سے نکل جانے کو ترجیح دیتا۔ لوگوں نے عرض کی: پھر آپ کہاں رہنا پسند کرتے؟ ارشاد فرمایا: پہاڑوں اور وادیوں میں۔

ایک بزرگ سے بغداد والوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا: "یہاں کے زاہد بھی پکے ہیں اور بدکار بھی پکے ہیں۔" [120]

---

120 ... یہاں امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی کا شہر بغداد کی مَذمّت بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ اہْلِ بغداد کی ابتر حالت کو ذکر کرنا ہے۔ حضرت سیِّدُنا معروف کرخی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بغداد کے بارے میں اپنے ارادے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے: مجھے تو بغداد میں مرنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ اس شہر کے یہ نیک لوگ سچے ابدالوں میں سے ہیں۔ (اتحاف السادۃ المتقین، ۱۲/ ۵۶۰)

Go To Index

اگر کہیں گناہ زیادہ ہوں تو کیا کریں؟

اسلاف کے مذکورہ اقوال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جو ایسے شہر میں سکونت اختیار کرنے میں مبتلا ہو جہاں گناہ زیادہ اور نیکی کم ہوتی ہو تو اس کے پاس وہاں رہنے کے لیے کوئی عذر نہیں بلکہ اس کو وہاں سے ہجرت کرنا چاہئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ (پ۵،النساء:۹۷)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔

تو اگر اس کو اہل و عیال اور تعلق داری ہجرت سے رکاوٹ ہوں تو اُسے اپنے حال پر راضی اور دلی طور پر مطمئن نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہمیشہ دل برداشتہ ہو کر یہ دعا مانگتا رہے: رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ[121]

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ظلم عام ہو جاتا ہے تو آفات وبَلِیّات نازل ہوتی ہیں اور سب کو تباہ کر دیتی ہیں اور اطاعت گزاروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ (پ۹،الانفال:۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو ہرگز تم میں خاص ظالموں ہی کو نہ پہنچے گا۔

پس دین کے نقصان کے اسباب میں سے کسی شے میں مطلق رضا نہیں مگر اس حیثیت سے کہ وہ فعلِ الٰہی کی طرف منسوب ہے اور جہاں تک شے کی ذات کا تعلق ہے تو اس میں کسی حال میں رضا کی کوئی وجہ نہیں۔

تین میں سے افضل کون؟

علمائے کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ درج ذیل تین مختلف مقامات والے لوگوں میں سے افضل کون ہے؟(۱)...اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دیدار کے شوق میں موت کو محبوب جاننے والا۔(۲)...اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لئے زندہ رہنے کو پسند کرنے والا۔(۳)...وہ جو کہے: میں کسی چیز کو اختیار نہیں کرتا بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر راضی ہوں۔

121...ترجمۂ کنزالایمان: اے رب ہمارے ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں۔(پ۵،النساء:۷۵)

Go To Index

جب کسی عارف سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: رضائے الٰہی پر راضی رہنے والا ان سب سے افضل ہے کیونکہ وہ ان سب سے کم فضولیات میں مبتلا ہوتا ہے۔

ایک دن حضرت سیِّدُنا وُہَیب بن وَرد، حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری اور حضرت سیِّدُنا یوسُف بن اَسباط رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی ایک جگہ جمع ہوئے تو حضرت سیِّدُنا سُفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا: میں آج سے پہلے اچانک آنے والی موت کو ناپسند کرتا تھا مگر آج چاہتا ہوں کہ موت آجائے۔ حضرت سیِّدُنا یوسُف بن اَسباط رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی؟ ارشاد فرمایا: کیونکہ مجھے فتنے کا خوف ہے۔ حضرت سیِّدُنا یوسف بن اَسباط رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: لیکن میں طویل زندگی کو ناپسند نہیں کرتا۔ حضرت سیِّدُنا سُفیان ثوری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا: ہو سکتا ہے مجھے کوئی ایسا دن مل جائے جس میں توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے اور عمَلِ صالح کرلوں۔ پھر حضرت سیِّدُنا وُہیب بن وَرد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا کہ آپ کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں کچھ بھی پسند نہیں کرتا مجھے تو وہی پسند ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پسند ہے۔ یہ سُن کر حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان کی پیشانی کو چوما اور فرمایا: ربِّ کعبہ کی قسم! یہ روحانیت ہے۔

باب نمبر4: حکایات واقوال

(اس میں دو فصلیں ہیں)

پہلی فصل: مُحِبّین کی حکایات، اقوال اور مکاشفات

جسے سیِّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام دیکھنا چاہیں:

کسی عارف سے پوچھا گیا: کیا تم محب ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں محب نہیں بلکہ محبوب ہوں کیونکہ محب کو زیادہ مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ پھر کسی نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں: آپ سات میں سے ایک ہو۔ انہوں نے فرمایا: میں پورا سات ہوں۔ مزید فرمایا: جب تم نے مجھے دیکھ لیا تو بے شک تم نے 40 ابدالوں کو دیکھ لیا۔ عرض کی گئی: یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ آپ تو فردِ واحد ہیں؟ ارشاد فرمایا: اس لئے کہ میں نے 40 ابدالوں کو دیکھا ہے اور ہر ابدال کے اخلاق میں سے ایک خُلق پایا ہے۔ ان سے پوچھا گیا: ہمیں خبر پہنچی ہے کہ آپ نے

Go To Index

حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام کی زیارت کی ہے۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اس شخص پر تعجب نہیں جو حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھتا ہے بلکہ تعجب تو اس پر ہے کہ جس کو حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام دیکھنا چاہیں اور وہ ان سے چھپ جائے۔

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: آج تک جب بھی میرے دل میں یہ بات آئی کہ کوئی بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ولی ایسا نہیں رہا جس کو میں نہ جانتا ہوں تو اسی دن میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ایسا ولی دیکھا جس کو میں جانتا نہیں تھا۔

نفس نے قسم پوری کردی:

حضرت سیِّدُنا بایزید بِسطامی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی سے عرض کی گئی: آپ کو جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا مشاہدہ ہے اس بارے میں ہمیں بتائیے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایک زور دار چیخ ماری پھر فرمایا: تم اس کو جاننے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ لوگوں نے عرض کی: تو پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں آپ نے جو انتہائی سخت مجاہدہ اپنے نفس پر کیا اس کے بارے میں ہمیں بتائیے۔ آپ نے فرمایا: تمہیں اس بات پر مُطَّلَع کرنا بھی جائز نہیں۔ لوگوں نے عرض کی: سُلوک کی ابتدا میں اپنے نفس کی ریاضت کے بارے میں ہی بتا دیجئے۔ فرمایا: ہاں! (یعنی اس کے بارے میں بتاتا ہوں) میں نے اپنے نفس کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلایا تو اس نے میری بات نہیں مانی، میں نے اس کو قسم دی کہ ایک سال تک پانی نہیں پیوں گا اور نہ ہی ایک سال تک نیند کا مزہ چکھوں گا تو نفس نے میری یہ قسم پوری کر دی۔

زمین وآسمان کی سیر:

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا بایزید بِسطامی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی کو ایک بار دیکھا کہ نمازِ عشاء کے بعد سے لے کر صبح تک بیٹھے رہے۔ انداز یہ تھا کہ پنجوں کے بل بیٹھے ہیں، ایڑیوں سمیت پاؤں کے تلووں کو اٹھایا اور ٹھوڑی کو سینے سے لگایا ہوا ہے، دونوں آنکھیں کھلیں ہیں اور جھپکتے نہیں۔ پھر سحر کے وقت ایک طویل سجدہ کیا پھر بیٹھ گئے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض گزار ہوئے: اے میرے پَرْوَرْدَگار عَزَّوَجَلَّ! کچھ لوگوں نے تجھ سے مانگا اور تو نے ان کو پانی اور ہوا پر چلنا عطا فرمایا پس وہ اس پر راضی ہوئے اور میں ان باتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور کچھ لوگوں نے تجھ سے سوال کیا تو تو نے ان کو زمین کاٹے کرنا عطا فرما

دیا اور وہ اس پر راضی ہو گئے اور میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور بعض لوگوں نے تجھ سے مانگا تو تونے انہیں زمین کے خزانے عطا کئے اور وہ اس پر راضی ہو گئے لیکن میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

حتّٰی کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسی طرح 20 سے اوپر کراماتِ اولیا کے مقامات شمار کئے پھر میری طرف متوجہ ہوئے تو مجھے دیکھ کر پوچھا: "یحییٰ ہو؟" میں نے عرض کی: "جی ہاں! میرے آقا۔" انہوں نے پوچھا: "تم یہاں کب سے ہو؟" میں نے عرض کی: کافی دیر سے حاضر ہوں۔ پھر آپ خاموش ہو گئے تو میں نے عرض کی: حضور! مجھے کوئی بات بیان کریں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں تجھے تیرے حال کے مناسب بات بیان کرتا ہوں۔ سنو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے نچلے آسمان میں داخل کیا اور سِفْلِی مَلَکُوت میں گھمایا، تمام زمینیں تحتَ الثّٰری تک دکھائیں پھر مجھے فَلَکِ عُلْوِی میں داخل کیا اور تمام آسمانوں میں پھرایا اور جنت سے لے کر عرش تک جو کچھ اس میں تھا مجھے دکھایا۔ پھر مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا: "جو چیزیں تو نے دیکھیں ان میں سے مانگ، میں تجھے عطا کروں گا۔" میں نے عرض کی: "اے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ! میں نے کوئی شے ایسی نہیں دیکھی جسے میں اچھا سمجھتا ہوں کہ وہ تجھ سے مانگوں۔" **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: "تو میرا سچا بندہ ہے اور خالص میرے لئے ہی میری عبادت کرتا ہے۔ میں تیرے ساتھ ایسا کروں گا اور ایسا کروں گا۔" اور آپ نے کئی باتیں ذکر کیں۔

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں اس بات سے گھبرا گیا اور میرا دل بھر گیا اور مجھے تعجب ہوا تو میں نے عرض کی: میرے آقا! آپ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اس کی معرفت کا سوال کیوں نہیں کیا؟ حالانکہ اُس شہنشاہ عَزَّوَجَلَّ نے فرما دیا تھا کہ مجھ سے جو چاہو مانگو۔ یہ سن کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایک زور دار چیخ ماری اور فرمایا: خاموش رہو، مجھے اپنے نفس سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر اس قدر غیرت آئی کہ مجھے پسند نہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی اور اسے پہچانے۔

حکایت: قلبی راز کا بوجھ

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابوتُراب نَخْشَبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اپنے ایک مرید سے بہت خوش تھے۔ اس کو اپنے پاس بٹھاتے اور اس کی ضروریات کو پورا کرتے جبکہ مرید اپنی عبادت اور وجد میں مشغول رہتا۔ ایک دن آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مرید سے فرمایا: اگر تم بایزید بِسطامی کو دیکھ لو تو! مرید نے جواب

Go To Index

دیا: مجھے ان کی حاجت نہیں۔ جب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بار بار یہ جملہ دوہرایا تو مرید کا وجد جوش میں آیا اور اس نے کہا: تم پر افسوس ہے میں بایزید کو کیا کروں گا، میں نے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو دیکھا ہے اور اس نے مجھے بایزید سے مُسْتَغْنِی کر دیا ہے۔ حضرت سیِّدُنا ابو تراب نَخْشَبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: یہ سُن کر میری طبیعت میں بھی اِضْطِراب پیدا ہو گیا اور مجھے خود پر قابو نہ رہا تو میں نے کہا: تیری ہلاکت ہو، تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو دیکھ کر مغرور ہوتا ہے اگر تو ایک بار سیِّدُنا بایزید بِسطامی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو دیکھ لے تو تیرے حق میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو 70 بار دیکھنے سے زیادہ نافع ہو گا۔ اس بات سے مرید بہت حیران ہوا اور انکاری لہجے میں کہنے لگا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس سے فرمایا: تیرا ناس ہو! تو اپنے ہاں باری تعالیٰ کے ظہور کو اپنے مقام کے لحاظ سے دیکھتا ہے اور حضرت سیِّدُنا بایزید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس اُس کے ظہور کو ان کے مقام کے اعتبار سے دیکھے گا۔ مرید بات سمجھ گیا اور کہا: مجھے ان کے پاس لے چلیں۔ حضرت سیِّدُنا ابو تُراب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا بایزید بِسطامی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی چونکہ درندوں کے جنگل میں رہا کرتے تھے تو ہم وہاں ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر ان کا انتظار کرنے لگے کہ وہ جنگل سے نکل کر ہماری طرف تشریف لائیں۔ اسی دوران وہ تشریف لائے اور انہوں نے ایک پوستین اپنی کمر پر ڈال رکھی تھی۔ میں نے اس جوان سے کہا: دیکھ یہ ہیں بایزید۔ جیسے ہی جوان نے ان کی طرف دیکھا تو بے ہوش ہو کر گر پڑا ہم نے اس کو ہلایا تو وہ مر چکا تھا۔ ہم نے مل کر اس کو دفنا دیا۔ پھر میں نے حضرت سیِّدُنا بایزید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے عرض کی: اے میرے آقا! یہ جوان آپ کی طرف دیکھنے سے مر گیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ تمہارا مرید سچا تھا اور اس کے دل میں ایک راز چھپا ہوا تھا جس کی حقیقت اس پر مُنْکَشِف (یعنی ظاہر) نہیں ہوئی تھی پس جب اس نے ہمیں دیکھا تو اس کے دل کا راز اس پر منکشف ہو گیا جس کا بوجھ وہ اُٹھا نہ سکا کیونکہ وہ کمزور مریدوں کے مقام میں تھا اور اس بوجھ کی وجہ سے مر گیا۔

ظالموں کے خلاف بددعا نہ کی:

منقول ہے کہ جب سوڈان کے حبشی بصرہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے قتل وغارت کا بازار گرم کیا تو حضرت سیِّدُنا سَہل بن عبداللہ تُستَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے مریدین آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض

Go To Index

گزار ہوئے: اگر آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا کریں تو وہ ان کو مسلمانوں سے دور کر دے گا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کچھ دیر خاموش رہے پھر ارشاد فرمایا: اس شہر میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ اگر ظالموں کے لئے بد دعا کریں تو روئے زمین پر کوئی ظالم صبح کا منہ نہ دیکھے اور ایک ہی رات میں سب مر جائیں لیکن وہ بد دعا نہیں کرتے۔ عرض کی گئی: کیوں؟ ارشاد فرمایا: کیونکہ وہ اس چیز کو پسند نہیں کرتے جس کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پسند نہیں فرماتا۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دعا کی قبولیت کے متعلق کچھ باتیں ذکر کیں جنہیں بیان کرنا ممکن نہیں، حتّٰی کہ ارشاد فرمایا: اگر وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے قیامت قائم نہ کرنے کی دعا کریں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قیامت قائم نہیں فرمائے گا۔

ضروری وضاحت:

یہ باتیں فی نفسہٖ ممکن ہیں۔ لہٰذا جس کو ان میں سے کچھ حصہ نہ ملا ہو اسے چاہیئے کہ ان اُمور کے ممکن ہونے پر ایمان رکھے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قدرت وسیع، اس کا فضل عام اور مُلک و مَلَکُوت کے عجائبات کثیر ہیں اور مقدوراتِ الٰہیہ کی کوئی انتہا نہیں اور نہ ہی اس کے برگزیدہ بندوں پر اس کے فضل کی کوئی حد ہے۔ اسی لئے حضرت سیِّدُنا بایزید بِسطامی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرمایا کرتے: اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں حضرت سیِّدُنا موسٰی کَلِیْمُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سی مناجات، حضرت سیِّدُنا عیسٰی رُوحُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سی روحانیت اور حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سی خلت عطا فرمائے تو تم اس سے بھی زائد کا سوال کرو کیونکہ اس کے پاس ان سے کئی گنا زیادہ مراتب ہیں پس اگر تم اسی درجے پر مطمئن ہو گئے تو وہی تمہارا حجاب ہو جائے گا اور یہ باتیں ان کے اور ان جیسا حال رکھنے والوں کے لئے آزمائش ہیں کیونکہ ان کے احوال میں تفاوت ہے۔

اسی طرح ایک عارف بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے کہ بحالتِ کشف میرے سامنے 40 حوریں ظاہر کی گئیں میں نے انہیں دیکھا کہ ہوا میں دوڑ رہی ہیں، ان پر سونے، چاندی اور جواہر کا لباس ہے جس کی جھنکار سنائی دے رہی ہے، میں نے ان کو ایک نظر دیکھا تو اس وجہ سے مجھے چالیس دن تک سزا دی گئی۔ اس کے بعد میرے سامنے 80 حوریں ظاہر کی گئیں جو حسن و جمال میں اُن سے بڑھ کر تھیں اور مجھے کہا گیا: انہیں دیکھو۔ فرماتے ہیں کہ میں نے سجدہ کیا اور سجدے میں اپنی آنکھیں بند کر لیں تاکہ ان کی طرف نہ دیکھ

Go To Index

سکوں اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں تیرے غیر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، مجھے ان کی کوئی حاجت نہیں۔'' فرماتے ہیں: میں مسلسل گڑگڑاتا رہا حتّٰی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کو مجھ سے دور کر دیا۔

انتہائی دَرَجہ کی جہالت وگمراہی:

صاحبِ ایمان کو اس طرح کے مکاشفات کا اس وجہ سے انکار نہیں کرنا چاہئے کہ وہ خود اس سے خالی ہے اس لئے کہ اگر ہر ایک آدمی صرف اسی چیز پر ایمان لائے جس کا وہ اپنے تاریک نفس اور سخت دل سے مشاہدہ کرتا ہے تو اس پر ایمان کی راہ تنگ ہو جائے گی بلکہ یہ احوال کئی گھاٹیوں سے گزرنے اور بہت سے مقامات پانے کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ ان مقامات کا ادنٰی دَرَجہ اخلاص اور تمام ظاہری و باطنی اعمال سے نفس کے فوائد اور مخلوق کے لحاظ کو نکالنا ہے پھر اس امر کو مخلوق سے چھپانا ہے حتّٰی کہ گمنامی کے قلعے میں بند ہو رہے تو یہ ان لوگوں کے آغازِ سُلوک اور سب سے کم مقام کی باتیں ہیں جو کہ بڑے بڑے متقی اور پرہیزگار لوگوں میں بھی کم ہی پائی جاتی ہیں اور دل کو مخلوق کی طرف التفات کی کدورتوں سے صاف کرنے کے بعد اس پر نورِ یقین کا فیضان ہوتا ہے اور حق کے مبادی مُنکَشِف ہونے لگتے ہیں اور تجربہ و طریقت کی راہ پر چلے بغیر اس کا انکار کرنا اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص لوہے میں شکل وصورت کے ظہور کا انکار کرے اگرچہ اسے رگڑ کر صاف ستھرا کر کے شیشے کی مانند کر دیا جائے۔ چونکہ منکر کی نگاہ لوہے کے سیاہ ٹکڑے پر ہوتی ہے جو اس کے ہاتھ میں ہے جس پر زنگ اور میل چڑھا ہوا ہے اور اس میں کوئی صورت نظر نہیں آتی، اسی لئے وہ ظہورِ جوہر کے وقت صورت کے ظاہر ہونے کا بھی انکار کر دیتا ہے مگر اس کا یہ انکار انتہائی دَرَجہ کی جہالت اور گمراہی ہے۔

پس یہی حکم ہر اس شخص کا ہے جو کراماتِ اولیا کا منکر ہے (یعنی وہ انتہائی دَرَجہ کا جاہل و گمراہ ہے) اور اس کے پاس کوئی دلیل نہیں سوائے اس بات کے کہ وہ خود اس کیفیت سے محروم ہے لہٰذا دوسروں کو بھی اس سے محروم سمجھتا ہے جبکہ قُدرتِ خداوندی کا انکار کرنے کی یہ بہت بُری دلیل ہے اور مکاشَفہ کی خوشبو وہی سونگھتا ہے جس نے راہِ طریقت کی کچھ مسافت طے کی ہو اگرچہ اس کی ابتدا ہی میں ہو۔

اپنا مقام چھپانے کی دعا:

حضرت سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی سے پوچھا گیا: آپ اس مقام پر کیسے پہنچے؟ ارشاد فرمایا: ''میں **اللہ**

Go To Index

عَزَّوَجَلَّ سے دعا کیا کرتا تھا کہ وہ مجھ سے میرے حال کو پوشیدہ رکھے اور میرے مُعاملے کو مخلوق پر ظاہر نہ فرمائے۔"

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ ہی کے **متعلق** منقول ہے کہ آپ نے حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیۡہِ السَّلَام کی زیارت کی اور ان سے اپنے لئے دعا کی التجا کی تو حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیۡہِ السَّلَام نے یوں دعا فرمائی: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر اپنی عبادت کو آسان کرے۔" آپ نے مزید دعا کے لئے عرض کی تو انہوں نے فرمایا: "اور اس عبادت کو تم پر پوشیدہ رکھے۔"

اس دعا کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ "مخلوق سے اس کو پوشیدہ رکھے۔" اور یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ "اس کو تم سے پوشیدہ رکھے تاکہ تم اس کی طرف اِلْتِفات نہ کرو۔"

حکایت: نرالی دُعا کا حیرت انگیز اثر

ایک بزرگ فرماتے ہیں: مجھے حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیۡہِ السَّلَام کی ملاقات کا شوق ہوا تو ایک بار میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی کہ وہ مجھے ان کی زیارت سے مشرف فرمائے تاکہ میں ان سے اپنے حق میں زیادہ ضروری چیز کے بارے میں علم حاصل کروں۔ چنانچہ مجھے ان کی زیارت ہوئی تو میں ان سے صرف یہ کہہ سکا: اے ابو العباس![122] مجھے ایسی چیز سکھا دیجئے کہ جب میں اس کو پڑھوں تو لوگوں کے دلوں سے پوشیدہ ہو جاؤں اور میری ان میں کوئی قدر و منزلت نہ رہے اور نہ ہی کوئی شخص میری نیکو کاری اور دیانت کو جانے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تم اس طرح دعا کیا کرو: اَللّٰھُمَّ اَسْبِلْ عَلَیَّ کَثِیْفَ سِتْرِكَ وَحُطَّ عَلَیَّ سُرَادِقَاتِ حُجُبِكَ وَاجْعَلْنِی فِی مَکْنُوْنِ غَیْبِكَ وَاحْجُبْنِی عَنْ قُلُوْبِ خَلْقِكَ یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر اپنا موٹا پردہ ڈال دے اور مجھ پر اپنے حجابات کے پردے اتار اور مجھے اپنے مخفی غیب میں کر دے اور اپنی مخلوق کے دلوں سے مجھے چھپا دے۔" فرماتے ہیں: اتنا کہہ کر وہ غائب ہو گئے اور میں انہیں پھر نہ کبھی دیکھ سکا اور نہ ہی مجھے دوبارہ ان کے ملنے کا شوق ہوا اور میں ان کی بتائی ہوئی دعا کو روزانہ پڑھتا تھا۔

منقول ہے کہ اس دعا کی تاثیر یہ ہوئی کہ ان کی ذلت و اہانت اس قدر کی جاتی کہ ذِمّی کافر بھی ان کا مذاق

122... یہ حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیۡہِ السَّلَام کی کنیت ہے اور آپ کا نام "بَلْیا" اور والد کا نام "مَلْکان" ہے۔ "بلیا" سریانی زبان کا لفظ ہے، عربی زبان میں اس کا ترجمہ "احمد" ہے اور "خضر" آپ کا لقب ہے۔ پورا نام یہ ہوا "ابو العباس بَلْیا ابن ملکان"۔ بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان ان کا اور ان کے والد کا نام اور ان کی کنیت یاد رکھے گا، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔ (صاوی، ۴/۱۲۰۷)

Go To Index

اڑاتے اور بغیر اجرت کے اپنا سامان ان سے اٹھواتے کیونکہ ان کی کوئی وقعت ان کی نظروں میں نہ تھی اور بچے ان کے ساتھ کھیلتے تھے۔ اَلْغَرَض ان کا راحت وآرام، دل کا چین اور حال کی دُرستی ذلت اور گمنامی میں تھی۔

اولیا کو کہاں تلاش کریں؟

یہی حال اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اولیا کا ہے اور ایسے ہی لوگوں میں انہیں تلاش کرنا چاہئے جبکہ دھوکے کے شکار افراد انہیں ایسے لوگوں میں ڈھونڈتے ہیں جو صوفیانہ لباس اور چادریں پہنے ہوں اور لوگوں میں علم، وَرَع اور ریاست میں مشہور ہوں حالانکہ اولیائے کرام کے بارے میں غیرتِ الٰہی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ مخفی رہیں جیسا کہ حدیثِ قُدسی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: "میں اپنے اولیا کو پوشیدہ رکھتا ہوں ان کی حقیقت میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔"[123]

رسولِ اکرم، شفیعِ مُعظَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِیْ طِمْرَیْنِ لَایُؤْبَہُ لَہٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللہِ لَاَبَرَّہٗ یعنی بہت سے پراگندہ بال، غبار آلود چہرے اور پھٹے پرانے کپڑوں والے لوگ جن کو حقیر سمجھا جاتا ہے، ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر قسم کھائیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کو ضرور پورا کرے۔"[124]

اولیاء سے محبت کام آئے گی:

خلاصہ یہ ہے کہ ان معانی کی خوشبُو سے زیادہ دور وہ دل ہیں جو تکبر اور خود پسندی میں مبتلا ہیں اور اپنے علم و عمل پر نازاں ہیں اور نزدیک تر وہ دل ہیں جو شکستہ ہیں اور اپنی ذلت اس قدر سمجھتے ہیں کہ جب انہیں ذلیل ورُسوا کیا جائے تو اس کا احساس بھی نہ ہو، جس طرح غلام کو ذلت کا احساس نہیں ہوتا جب اس کا آقا اس سے اونچا بیٹھتا ہے۔ پس جب حالت یہ ہو کہ نہ ذِلَّت کا احساس ہو اور نہ اس کی طرف اِلْتِفات ہونے کی وجہ سے اس کا شعور ہو بلکہ وہ اپنے آپ کو اس سے بھی کم درجہ میں سمجھتا ہو کہ تمام اقسام کی ذلت کو اپنے حق میں ذلت سمجھے، حتّٰی کہ طبعی طور پر تواضُع کرنا اس کی صفتِ ذات بن جائے تو ایسے دل کے بارے میں توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ ان خوشبوؤں کے آغاز وشروع کو سونگھ لے۔ پس اگر ہم اس طرح کے دل اور ایسی روح

123... تفسیر نیشاپوری، پ۳، سورۃ البقرۃ، تحت الاٰیۃ:۲۷۳، ۲ / ۵۸

124... سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب البراء بن مالک، ۵ / ۴۶۰، حدیث:۳۸۸۰

Go To Index

سے محروم ہوں تو مناسب نہیں کہ جو لوگ اس کے اہل ہیں ان کے لئے اس کے ممکن ہونے پر ایمان نہ رکھیں۔ لہٰذا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ولی نہ بن سکے اسے چاہئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اولیا کو مانتے ہوئے ان سے محبت رکھے۔ امید ہے جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ حشر ہو۔

اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت سیِّدُنا عیسٰی رُوحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بنی اسرائیل سے پوچھا: کھیتی کہاں اگتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: مٹی میں۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ حکمت بھی اسی دل میں پیدا ہوتی ہے جو مٹی کی طرح ہو۔

اور ولایتِ الٰہی کے طالبین نے شر وطِ ولایت کی جستجو میں نفس کو ایسا ذلیل کیا کہ انتہائی دَرَجہ کی عاجزی اور خَساسَت تک پہنچا دیا۔

حکایت: عاجزی وانکساری کی انتہا

حضرت سیِّدُنا ابنِ کَرَبِّی جو حضرت سیِّدُنا جنیدِ بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کے استاذ ہیں ان کے بارے میں منقول ہے کہ ان کو ایک شخص نے تین بار کھانے کی دعوت دی جب آپ جاتے تو وہ لوٹا دیتا یہاں تک چوتھی مرتبہ انہیں اپنے گھر لے گیا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے بار بار لوٹائے جانے کے باوجود ناراض نہ ہونے کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا: "میں 20 سال تک اپنے نفس کو ذلت پر راضی رہنے کا عادی بناتا رہا حتّٰی کہ اب اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی ہے کہ جب اس کو دھتکارا جائے تو چلا جاتا ہے پھر جب اس کو بلا کر ہڈی ڈالی جائے تو لوٹ آتا ہے۔ تم اگر مجھے 50 مرتبہ بھی لوٹا دیتے اور اس کے بعد پھر بلاتے تو میں چلا آتا۔"

حکایت: حمام کا چور

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہی سے منقول ہے کہ میں ایک محلے میں گیا تو وہاں مجھے ایک نیکوکار کی حیثیت سے پہچانا گیا۔ اس بات نے میرے دل کو پریشان کیا تو میں ایک حمام میں داخل ہوا اور وہاں موجود قیمتی کپڑے اٹھا کر پہن لئے پھر ان کے اوپر اپنی گدڑی پہن لی اور وہاں سے نکل آیا اور آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ پس لوگوں نے مجھے پکڑ لیا اور میری گدڑی اتار کر اپنے کپڑے لے لئے اور مجھے خوب مارا پیٹا۔ اس کے بعد میں حمام کا چور مشہور ہو گیا، تب میرے دل کو سکون ملا۔

Go To Index

سب سے بڑا حجاب:

یہ حضرات اسی طرح اپنے نفس کو سدھایا کرتے تھے تا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کو مخلوق کی طرف نظر کرنے سے نجات دے اور پھر آہستہ آہستہ نفس کی طرف بھی اِلتِفات نہ رہے کیونکہ اپنے نفس کی طرف التفات کرنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ سے پردے میں رہتا ہے اور اس کا اپنے نفس میں مشغول رہنا ہی اس کے لئے رکاوٹ ہے اس لئے کہ دل اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان کوئی حجاب اور رکاوٹ حائل نہیں ہوتی بلکہ دلوں کی دوری یہی ہے کہ وہ غیرُاللہ یا اپنے نفس کے ساتھ مشغول رہیں اور سب سے بڑا حجاب اپنے نفس کے ساتھ مشغول ہونا ہے۔

حکایت: سیِّدُنا بایزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اور ایک مُعَزز

منقول ہے کہ اَہْلِ بِسطام کا ایک معزز شخص حضرت سیِّدُنا بایزید بِسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی کی مجلس سے کبھی جدا نہیں ہوتا تھا۔ ایک دن اس نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمَتِ بابرکت میں عرض کی: میں 30 سال سے مسلسل روزہ رکھتا ہوں اور افطار نہیں کرتا اور رات بھر جاگتا ہوں سوتا نہیں لیکن اس کے باوُجود میں اپنے دل میں وہ علم نہیں پاتا جو آپ بیان کرتے ہیں حالانکہ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اس کو پسند کرتا ہوں۔ حضرت سیِّدُنا بایزید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اگر تم تین سو سال بھی دن میں روزہ رکھو اور رات میں قیام کرو تو اس کا ایک ذرہ بھی نہیں پاسکو گے۔ اس نے عرض کی: ایسا کیوں ہے؟ ارشاد فرمایا: کیونکہ تم اپنے نفس کی وجہ سے پردے میں ہو۔ اس نے عرض کی: کیا اس کی کوئی دوا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ عرض کی: مجھے بتایئے تا کہ اس کو استعمال کروں۔ فرمایا: تم اس کو قبول نہیں کرو گے۔ اس نے پھر عرض کی: بس آپ مجھے دوا بتائیں تا کہ میں اسے استعمال کروں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ابھی حجام کے پاس جاؤ اور اپنا سر اور داڑھی منڈوا دو[125] اور یہ لباس اتار کر بغیر آستین والا چوغہ پہن لو اور اپنی گردن میں اخروٹوں سے بھرا تھیلا لٹکا لو اور اپنے ارد گرد بچوں کو جمع کر کے کہو: ''جو بچہ مجھے ایک تھپڑ مارے گا میں اسے ایک اخروٹ دوں گا۔'' اسی طرح بازار میں موجود لوگوں کے پاس چکر لگاؤ نیز جو تمہارے جاننے والے ہیں ان کے پاس بھی اسی حالت میں جاؤ۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا: سُبْحٰنَ اللہ! آپ مجھ سے ایسی بات کہتے ہیں۔ اس پر حضرت سیِّدُنا بایزید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''تمہارا

125... یہ سمجھانے کے لئے بطورِ تنبیہ فرمایا، اگر وہ منڈوانے جاتا تو ضرور روکتے۔ (از علمیہ)

Go To Index

سُبْحٰنَ الله کہنا ایک طرح سے شرک ہے۔ اس نے عرض کی: وہ کیسے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کیونکہ تم نے خود کو بڑا سمجھ کر اس کی تسبیح بیان کی ہے تم نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی پاکی بیان نہیں کی۔ اس نے عرض کی: یہ کام تو میں نہیں کروں گا۔ ہاں! کچھ اور بتائیے۔ ارشاد فرمایا: سب سے پہلے یہی کرنا ہوگا۔ اس شخص نے کہا: یہ میں نہیں کر سکتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم قبول نہیں کروگے۔

حضرت سیِّدُنا بایزید بسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی نے جو یہ طریقہ بیان فرمایا یہ اس شخص کی دوا ہے جو اپنے نفس کی طرف نظر کرنے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی بیماری میں مبتلا ہے اور اس بیماری سے نجات صرف اسی یا اس جیسے دوسرے علاج سے ہی مل سکتی ہے۔ اور جو شخص علاج کی طاقت نہ رکھتا ہو اسے اس شخص کے حق میں شفا کے ممکن ہونے کا انکار نہیں کرنا چاہئے جو اس بیماری میں مبتلا ہونے کے بعد اپنے نفس کا اسی طریقے سے علاج کرتا ہو یا اس طرح کے مرض میں کبھی مبتلا ہی نہ ہوا ہو کیونکہ کم تر دَرَجہ صحت کا یہ ہے کہ اس کے ممکن ہونے پر ایمان رکھتا ہو پس اس کے لئے ہلاکت ہے جو اس قلیل مقدار سے بھی محروم ہے۔ اور یہ اُمور شریعت میں ظاہر اور واضح ہیں مگر اس کے باوُجود اس شخص کے نزدیک خارج از امکان ہیں جو اپنے آپ کو علمائے شریعت میں سے گردانتا ہے۔

ایمانِ کامل کی شرائط:

رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: بندے کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک شے کی قِلَّت اس کے ہاں کثرت سے زیادہ محبوب نہ ہو اور جب تک غَیرِ مشہور ہونا اس کے نزدیک مشہور ہونے سے زیادہ پسندیدہ نہ ہو۔[126]

سَیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: تین باتیں جس میں پائی جائیں اس کا ایمان کامل ہے: (۱)...**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ ہو۔ (۲)...اپنے کسی عمل میں ریاکاری نہ کرے اور (۳)... جب اس پر دو باتیں پیش کی جائیں ایک کا تعلق دنیا سے ہو اور دوسری

126... قوت القلوب، شرح مقام التوکل ووصف احوال المتوکلین، ۲ / ۱۲۲

کا آخرت سے تو وہ آخرت کی بات کو دنیا کی بات پر ترجیح دے۔[127]

مروی ہے کہ ”بندے کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو تا جب تک اس میں تین خصلتیں نہ ہوں:(۱)...جب وہ غصے میں ہو تو اس کا غصہ اس کو حق سے نہ نکالے (۲)...جب راضی ہو تو اس کی رضا اس کو باطل میں داخل نہ کرے اور (۳)...جب طاقتور ہو تو وہ مال نہ لے جو اس کا نہیں۔“[128]

رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خوشبودار ہے: تین باتیں ایسی ہیں کہ جس کو عطا کی گئیں اس کو داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام کی مثل عطا گیا:(۱)...رضا اور غصے کی حالت میں انصاف کرنا(۲)... تَوَنگَری اور فقر کی حالت میں میانہ روی اختیار کرنا اور (۳)...باطن اور ظاہر میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا۔[129]

یہ وہ شرطیں ہیں جو رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اہلِ ایمان کے لئے ارشاد فرمائیں تو اس شخص پر تعجب ہے جو عِلْمِ دین کا دعوٰی تو کرتا ہے لیکن اپنے آپ میں ان شرائط میں سے ایک ذرہ نہیں پاتا پھر وہ اپنے علم اور عقل سے اسی قدر حصہ رکھتا ہے کہ جو بات ایمان لانے کے بعد بڑے بڑے مقامات طے کر کے حاصل ہوتی ہے اس کا انکار کر دے۔

رب تعالٰی کا خلیل کون؟

مروی ہے کہ ربّ تعالٰی نے اپنے ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ ”میں اسی کو اپنا خلیل بناتا ہوں جو میرے ذکر میں غفلت نہ کرے اور میرے علاوہ اس کو کسی کی فکر نہ ہو اور نہ ہی میری مخلوق میں سے کسی کو مجھ پر ترجیح دے اور اگر اس کو آگ میں جلا دیا جائے تو آگ کی جلن سے تکلیف نہ پائے اور اگر اس کو آروں سے چیر دیا جائے تو اس کا بھی درد محسوس نہ کرے۔“

جس شخص کی محبت اس حد کو نہ پہنچی ہو وہ محبت کے بعد کی کرامات اور مُکاشَفات کو کیسے جانے گا؟ کیونکہ یہ کشف و کرامت کے سارے سلسلے محبت کے بعد ہوتے ہیں اور محبت کمالِ ایمان کے بعد ہوتی ہے اور

127... قوت القلوب، الفصل الثالث والعشرون: محاسبة النفس، ۱/ ۱۳۹

128... شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، ۶/ ۳۲۰، حدیث: ۸۳۲۹، قول سری سقطی علیه الرحمه

129... نوادر الاصول للحکیم ترمذی، الاصل الثانی والتسعون، ۱/ ۳۹۵، حدیث: ۵۶۷

Go To Index

ایمان کے مقامات اور اس میں کمی وزیادتی کے اعتبار سے تفاوت کا کوئی شمار نہیں۔

سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ عَنۡہ کے چند فضائل:

اسی وجہ سے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے ارشاد فرمایا: بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں مجھ پر ایمان لانے والے میرے تمام امتیوں کی مثل ایمان عطا فرمایا اور مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لانے والے تمام بنی آدم کی مثل ایمان عطا کیا۔[130]

300 خوبیاں:

ایک موقع پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے 300 خوبیاں ہیں جو شخص عقیدۂ توحید کے ساتھ ساتھ ان میں سے کسی ایک خوبی کے ساتھ بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ملے گا جنت میں داخل ہو گا۔ حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا اُن میں سے کوئی خوبی مجھ میں بھی موجود ہے؟ ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! تم میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں اور ان میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب خوبی سخاوت ہے۔[131]

سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ عَنۡہ کا پلڑا بھاری:

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک ترازو دیکھا کہ آسمان سے لٹکایا گیا ہے۔ اس کے ایک پلڑے میں مجھے رکھا گیا اور دوسرے پلڑے میں میری اُمت کو رکھا گیا تو میرا پلڑا بھاری تھا اور پھر ابو بکر کو ایک پلڑے میں رکھا گیا اور میری اُمت کو لاکر دوسرے پلڑے میں رکھا گیا تو ابو بکر کا پلڑا بھاری تھا۔[132]

اور ان تمام اُمور کے باوجود آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات کے ساتھ ایسا اِسْتِغْراق تھا کہ آپ کے دل میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی اور کو خلیل بنانے کی گنجائش نہ تھی۔

130... المجالسة وجواهر العلم، الجزء السادس والعشرون، ۳/ ۲۸۸، حدیث:۳۶۵۵

131... مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا، ص ۳۴، حدیث:۲۸......قوت القلوب، شرح مقام التوکل ووصف احوال المتوکلین، ۲/ ۱۲۸، ۱۲۷

132... المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث ابی امامة الباهلی، ۸/ ۲۸۹، حدیث:۲۲۲۹۵

Go To Index

اسی وجہ سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا لیکن تمہارے صاحب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خلیل ہیں۔[133]

دوسری فصل: محبت کے متعلق مختلف مفید باتیں

مَحبت اتباعِ رسول کا نام ہے:

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: محبت اتباعِ رسول کا نام ہے۔

محبت کیا ہے؟

کسی نے دائمی ذکر کو محبت کہا ہے اور کسی نے محبوب کو ترجیح دینے کو محبت سے تعبیر کیا ہے۔ بعض نے کہا: دنیا میں باقی رہنے کو ناپسند کرنے کا نام محبت ہے۔

اور یہ تمام اقوال محبت کے ثمرات کی طرف اشارہ ہیں۔ رہا نفسِ محبت تو کوئی بھی اس کی وضاحت کے درپے نہیں ہوا۔ بعض نے کہا: محبت محبوب کے ایسے وصف کا نام ہے جس کے اِدراک سے دل مغلوب اور زبانیں بیان سے عاجز ہوتی ہیں۔

عِوَض گیا محبت گئی:

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: غیرُاللہ سے تعلق رکھنے والے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے محبت کو حرام کر دیا ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہی سے منقول ہے: ہر محبت عوض کے مقابل ہوتی ہے جب عوض جاتا رہے تو محبت بھی جاتی رہتی ہے۔

اظہارِ محبت:

حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جو شخص محبتِ الٰہی کا اظہار کرے اس سے کہہ دو کہ غیرُاللہ کے لئے ذلیل ہونے سے ڈرے۔

133... مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بکر، ص۱۲۹۹، حدیث: ۲۳۸۳

Go To Index

حضرت سیِّدُنا شیخ شِبْلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے عرض کی گئی: ہمیں عارف اور محب کے بارے میں بتائیے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: عارف اگر بولے تو ہلاک ہو اور محب اگر چپ رہے تو ہلاک ہو۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اشعار کی صورت میں فرماتے ہیں:

یَا اَیُّھَا السَّیِّدُ الْکَرِیْمُ	حُبُّکَ بَیْنَ الْحَشَا مُقِیْم
یَا رَافِعَ النَّوْمِ عَنْ جُفُوْنِیْ	اَنْتَ بِمَا مَرَّبِیْ عَلِیْم

ترجمہ: (۱)...اے مولائے کریم! تیری محبت میرے دل میں قائم ہے۔

(۲)... اے میری پلکوں سے نیند دور کرنے والے! جو مجھ پر گزرتی ہے تو اسے جانتا ہے۔

محبت میں جینا مرنا:

کسی اور نے یوں اظہار کیا ہے:

عَجِبْتُ لِمَنْ یَّقُوْلُ ذَکَرْتُ اِلْفِیْ	وَھَلْ اَنْسٰی فَاَذْکُرُ مَانَسِیْتُ
اَمُوْتُ اِذَا ذَکَرْتُکَ ثُمَّ اَحْیَا	وَلَوْلَا حُسْنَ ظَنِّیْ مَا حَیِیْتُ
فَاَحْیَا بِالْمُنٰی وَاَمُوْتُ شَوْقًا	فَکَمْ اَحْیَا عَلَیْکَ وَکَمْ اَمُوْتُ
شَرِبْتُ الْحُبَّ کَاْسًا بَعْدَ کَاْسٍ	فَمَا نَفَدَ الشَّرَابُ وَمَا رَوِیْتُ
فَلَیْتَ خِیَالَہٗ نَصْبٌ لِعَیْنِیْ	فَاِنْ قَصَّرْتُ فِیْ نَظَرِیْ عَمِیْتُ

ترجمہ: (۱)...اس پر تعجب ہے جو کہے: مجھے محبوب یاد آیا۔ کیا میں بھول گیا ہوں جو کہوں کہ یاد آیا؟

(۲)... تیری یاد میں مرتا ہوں پھر جی اٹھتا ہوں، اگر مجھے حسن ظن نہ ہوتا تو زندہ نہ رہتا۔

(۳)... آرزوؤں کے سہارے جیتا ہوں اور شوق کے سبب مرتا ہوں، تو تیرے لئے کتنا جیتا اور مرتا ہوں۔

(۴)... میں نے محبت کے جام پر جام پیئے، نہ تو شراب ختم ہوئی اور نہ میں سیراب ہوا۔

(۵)... کاش! اس کا خیال میری آنکھوں کے سامنے رہے پھر اگر دیکھنے میں کوتاہی کروں تو اندھا ہو جاؤں۔

محبوب ہمارے ساتھ ہے:

ایک دن حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْھا نے فرمایا: کون ہے جو ہمیں ہمارے محبوب کا پتہ

Go To Index

دے؟تو ان کی خادمہ نے عرض کی: ہمارا محبوب ہمارے ساتھ ہے مگر دنیا نے ہمیں اس سے جدا کر رکھا ہے۔

محبَّتِ الٰہی سے بھرا ہوا دل:

حضرت سیِّدُنا ابوعبداللہ بن جَلّاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا عیسٰی رُوحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی: جب میں کسی بندے کے دل میں دنیا اور آخرت کی محبت نہیں پاتا تو اس کو اپنی محبت سے بھر دیتا ہوں اور اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہوں۔

منقول ہے کہ ایک دن حضرت سیِّدُنا سَمْنُون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے محبت کے بارے میں گفتگو کی تو اسی دوران ایک پرندہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے سامنے آکر بیٹھ گیا اور مسلسل اپنی چونچ کو زمین پر مارتا رہا حتی کہ اس سے خون بہنے لگا اور پھر وہ مر گیا۔

محبَّتِ الٰہی کا کوئی مقابل نہیں:

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے میرے معبود! تو جانتا ہے کہ اپنی محبت کے ذریعے جو تو نے میرا اکرام کیا اور مجھے اپنے ذکر سے اُنسیت بخشی اور اپنی عظمت میں غور و فکر کے لئے مجھے فراغت عطا فرمائی ان کے مقابلے میں جنت کی حیثیت میرے نزدیک مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں۔

محبت زندگی ہے:

حضرت سیِّدُنا سَرِی سَقَطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کی وہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور جس نے دنیا کی طرف رغبت کی وہ عقل کھو بیٹھتا ہے اور احمق وہ ہے جو صبح شام بے کار کاموں میں گزارے اور عقل مند وہ ہے جو اپنے عیبوں کی تلاش میں رہے۔

حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہا سے پوچھا گیا: آپ کو رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کیسی محبت ہے؟ فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بے پناہ محبت ہے لیکن خالق کی محبت نے مجھے مخلوق کی محبت (کے اظہار) سے روک رکھا ہے۔[134]

134... یاد رہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابوالقاسم قُشَیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو سعید خَرَّاز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَہَّاب نے بیان فرمایا: میں نے خواب میں امامُ الانبیاء، سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کی تو عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرا عذر قبول فرمایئے، مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں مشغولیت نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت سے روک رکھا ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یَامُبَارَك! مَنْ اَحَبَّ اللہَ فَقَدْ اَحَبَّنِی یعنی اے مبارک! جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ (الرسالة القشيرية، باب المحبة، ص۳۵۶)

Go To Index

سب سے افضل عمل:

حضرت سیِّدُنا عیسٰی رُوحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے سب سے افضل عمل کے بارے میں پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے راضی رہنا اور اس سے محبت کرنا۔

حضرت سیِّدُنا بایزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: محب نہ دنیا سے محبت کرتا ہے اور نہ ہی آخرت سے بلکہ وہ تو صرف اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتا ہے۔

تعظیم میں حیرت:

حضرت سیِّدُنا شِبلی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: لذت میں مدہوشی اور تعظیم میں حیرت کا نام محبت ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے: محبت یہ ہے کہ وہ تیرے نشانات تجھ سے مٹادے حتّٰی کہ تیرے اندر کوئی ایسی شے باقی نہ رہے جو تجھ سے تیری طرف لوٹتی ہو۔

بعض نے کہا: محبت یہ ہے کہ دل خوشی اور فرحت کے ساتھ محبوب کے قریب ہو۔

حضرت سیِّدُنا ابراہیم خوّاص عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب کے نزدیک: ارادوں کو مٹادینے اور تمام صفات اور حاجات کو جلادینے کا نام محبت ہے۔

حضرت سیِّدُنا سَہل تُستَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: اپنی مراد سمجھنے کے لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے کے دل کو اپنے مشاہدات کی طرف پھیر دے۔

اہل محبت کی چار منزلیں:

بعض نے کہا کہ محب کا مُعاملہ چار منزلوں پر ہے: (۱)... محبت (۲)... ہیبت (۳)... حیا اور (۴)... تعظیم۔

Go To Index

ان چاروں میں سے افضل تعظیم اور محبت ہیں کیونکہ یہ دونوں منزلیں جنتیوں کے ساتھ جنت میں باقی رہیں گی جبکہ دوسری دونوں منزلیں ان سے اٹھالی جائیں گی۔

دنیاوی تھکاوٹ،اُخروی راحت:

حضرت سیِّدُنا ہَرِم بن حَیّان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں : مومن جب اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو پہچان لیتا ہے تو اس سے محبت کرتا ہے اور جب اس سے محبت کرتا ہے تو اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب اس کی طرف متوجہ ہونے کی حلاوت پاتا ہے تو دنیا کی طرف خواہش کی نگاہ سے اور آخرت کی طرف سُستی کی نگاہ سے نہیں دیکھتا اور یہ بات اس کو دنیا میں تھکاتی اور آخرت میں راحت پہنچاتی ہے۔

اگر موت خریدی جاسکتی:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الصَّمَد فرماتے ہیں : میں نے ایک عبادت گزار خاتون کو دیکھا کہ وہ رو رہی تھی، آنسو (آں۔سو) اس کے رُخسار پر بہہ رہے تھے اور وہ کہہ رہی تھی: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں زندگی سے اُکتا چکی ہوں حتّٰی کہ اگر موت خریدی جاسکتی تو میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے شوق اور اس سے ملاقات کی محبت میں اس کو خرید لیتی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا: کیا تمہیں اپنے اعمال پر بھروسا ہے؟ اس نے جواب دیا: اعمال پر تو بھروسا نہیں مگر میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتی ہوں اور میں اس کے ساتھ حُسنِ ظن رکھتی ہوں، تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ مجھے محبت کے ہوتے ہوئے بھی عذاب دے گا؟

ربّ تعالٰی کا بندوں سے پیار:

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی: مجھ سے روگردانی کرنے والوں کو اگر پتہ چل جائے کہ مجھے ان کا کتنا انتظار ہے اور ان پر کس قدر مہربان ہوں اور ان کے گناہ معاف کرنے کا کیسا مشتاق ہوں تو وہ میرے شوق کی وجہ سے مر جائیں اور میری محبت کی وجہ سے ان کے جوڑ اُکھڑ جائیں۔ اے داوٗد! میرا یہ ارادہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو مجھ سے روگردانی کئے ہوئے ہیں تو جو میری طرف متوجہ ہیں ان کے بارے میں میرا ارادہ کیسا ہوگا؟ اے داوٗد! بندہ اس وقت میرا زیادہ محتاج ہوتا ہے جب وہ مجھ سے بے نیاز ہو اور میں بندے پر زیادہ رَحم اس وقت کرتا ہوں جب وہ مجھ سے پیٹھ پھیرے

Go To Index

اور میرے نزدیک بندہ زیادہ معزز اس وقت ہوتا ہے جب وہ میری طرف رجوع کرے۔

حضرت سیّدُنا ابو خالد صَفّار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: کسی نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی ایک عبادت گزار سے ملاقات ہوئی تو اس سے ارشاد فرمایا: اے گروہِ عابدین! تم ایسے طریقے پر عمل کرتے ہو جس پر ہم گروہِ انبیا عمل نہیں کرتے۔ تم خوف ورجا پر عمل کرتے ہو اور ہم محبت و شوق پر عمل کرتے ہیں۔

میں اہل محبت کے لئے ہوں:

حضرت سیّدُنا شیخ شبلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بیان کرتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیّدُنا داود عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: اے داوٗد! میرا ذکر ذاکرین کے لئے، میری جنت اطاعت گزاروں کے لئے اور میرا دیدار اہْلِ شوق کے لئے ہے اور میں خود اہْلِ محبت کے لئے ہوں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی: اے آدم! جو کسی محبوب سے محبت کرتا ہے وہ اس کی بات کو سچ جانتا ہے اور جو اپنے محبوب سے مانوس ہوتا ہے وہ اس کے فعل پر راضی رہتا ہے اور جو اپنے محبوب کا مشتاق ہوتا ہے وہ اس کی طرف جانے میں جلدی کرتا ہے۔

حضرت سیّدُنا ابراہیم خوّاص عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب اپنے سینے پر ہاتھ مارتے اور کہتے: ہائے اس کا شوق! جو مجھے دیکھتا ہے اور میں اس کو نہیں دیکھتا۔

آگ کا سمندر:

حضرت سیّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا یونس عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اتنا روئے کہ بینائی جاتی رہی اور اس قدر قیام کیا کہ کمر میں خم پڑ گیا اور اس قدر نماز پڑھی کہ چلنے پھرنے کی طاقت نہ رہی ۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: تیری عزت و جلال کی قسم! اگر میرے اور تیرے درمیان آگ کا سمندر ہوتا تو میں تیرے شوق کی وجہ سے اس میں بھی داخل ہو جاتا۔

محبت اَساس اور شوق سواری ہے:

امیر المومنین حضرت سیّدُنا علیُّ المُرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بیان کرتے ہیں کہ میں نے مُحسِنِ کائنات، فَخْرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے آپ کے طریقے کے بارے میں پوچھا تو ارشاد فرمایا: ”معرفت میرا

Go To Index

سرمایہ ہے، عقل میرے دین کی اصل ہے، محبت میری اَساس ہے، شوق میری سواری ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر میرا انیس ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر بھروسا میرا خزانہ ہے، حُزن میرا رفیق ہے، علم میرا ہتھیار ہے، صبر میری چادر ہے، رضا میری غنیمت ہے، عاجزی میرا فخر ہے، زُہد میرا پیشہ ہے، یقین میری قوت ہے، سچ میرا شفیع ہے، اطاعت میرا حسب اور جہاد میرا خُلق ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔"[135]

مشتاق روحیں جلالی قُدسی ہیں:

حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے فرمایا: پاک ہے وہ ذات جس نے روحوں کو جمع شدہ لشکر بنادیا پس عارفین کی ارواح جلالی قدسی ہیں اسی لئے تو وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مشتاق ہیں اور مؤمنین کی ارواح نورانی ہیں اسی وجہ سے وہ جنت کی طرف مائل ہیں اور غافلین کی ارواح ہوائی ہیں اسی وجہ سے وہ دنیا کی طرف مائل ہیں۔

ایک بزرگ بیان کرتے ہیں: میں نے جبَلِ لُکام میں گندمی رنگ اور کمزور بدن والا ایک آدمی دیکھا وہ ایک پتھر سے دوسرے پتھر کی طرف اچھلتے ہوئے جارہا تھا اور کہہ رہا تھا:

اَلشَّوْقُ وَ الْھَوٰی   صَیَّرَانِیْ کَمَا تَرٰی

ترجمہ: شوق اور عشق نے مجھے ایسا کر دیا جیسا تم دیکھ رہے ہو۔

منقول ہے کہ شوق نارِ الٰہی ہے جس کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے اولیا کے دلوں میں روشن کرتا ہے حتّٰی کہ اس کی وجہ سے ان کے دلی خطرات، ارادے، عوارض اور حاجات سب جل جاتی ہیں۔

محبت، اُنس، شوق اور رضا کی شرح میں اس قدر گفتگو کافی ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی حق کی توفیق دینے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے "محبت، شوق، اُنس اور رضا کا بیان" مکمل ہوا

☆...☆...☆...☆...☆...☆

(...تُوْبُوْا اِلَی اللہ   اَسْتَغْفِرُ اللہ...)

(...صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب   صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد...)

135... الشفا، فصل وأما خوفه ربه... الخ، ۱/۱۴۶

Go To Index

نِیَّت، اِخلاص اور صِدْق کا بیان

ہم شکر گزار بندوں کی تعریف کی طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تعریف بجالاتے ہیں اور یقین والوں کے ایمان کی طرح اس پر ایمان لاتے ہیں اور صادقین کے اقرار کی طرح اس کی وَحدانیَّت کا اقرار کرتے ہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا، زمین وآسمان کا خالق، جن وانس اور ملائکہ مُقَرَّبِیْن کو (ان کی قدرت وطاقت کے مطابق) اس بات کا مکلَّف بنانے والا ہے کہ وہ خالصتاً اسی کی عبادت کریں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۙ (پ۳۰، البینۃ:۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اوران لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نِرے اسی پر عقیدہ لاتے۔

پس خالص دینِ متین اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے لئے ہے کیونکہ وہ ذات شرکَتِ غیر سے بے نیاز، لوگوں سے بڑھ کر بے نیاز ہے اور درود ہو اس کے نبی رسولوں کے سردار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اور تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام پر اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پاکیزہ آل واصحاب پر۔

بے شک اہلِ دل حضرات کے سامنے بصیرتِ ایمان اور نورِ قرآن سے یہ بات مُنکَشَف ہوچکی ہے کہ علم وعبادت کے بغیر سعادتِ اَبَدی تک کوئی رسائی نہیں اور عُلَما کے سوا سب لوگ ہلاکت میں ہیں اور عاملین کے علاوہ سب عُلَما ہلاکت میں ہیں اور مخلصین کے سوا سب عامِلین ہلاکت میں ہیں اور مخلصین بھی بہت بڑے خطرے میں ہیں۔ عمل بغیر نیت کے مَحْض مَشَقَّت اور نیت بغیر اخلاص کے ریا (دکھاوا) ہے اور یہ نفاق کا ساتھی اور گناہ میں اس کے برابر ہے۔ اخلاص، صِدْق اور تحقیق کے بغیر گرد وغبار کے ذرات کی طرح ہے اور ہر وہ عمل جو غَیْرُاللہ کے ارادے کی آمیزش کے ساتھ کیا جائے اس کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ قَدِمْنَاۤ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (۲۳) (پ۱۹، الفرقان:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر اُنھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرّے کر دیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

کاش! میں جان لیتا کہ جو شخص نیت کی حقیقت کو نہیں جانتا وہ اسے درست کیسے کرے گا؟ یا جو شخص

Go To Index

اخلاص کی حقیقت سے ناواقف ہے وہ نیت درست کر کے اس میں اخلاص کیسے پیدا کرے گا؟اور جب اخلاص کا پیکر شخص صدق کا معنٰی ہی نہ جانتا ہو تو اپنے نفس سے صدق کا مطالبہ کیسے کرے گا؟لہٰذا جو بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت بجالانے کا ارادہ رکھتا ہو اس پر سب سے پہلے نیت کا علم سیکھنا ضروری ہے تا کہ نیت کی معرفت حاصل ہو، پھر صدق اور اخلاص کی حقیقت سمجھ لینے کے بعد نیت کو عمل کے ذریعے درست کرے کیونکہ صدق واخلاص ہی بندے کی نجات اور چھٹکارے کا سبب ہیں۔ پس ہم صدق اور اخلاص کے معانی کو تین ابواب میں بیان کریں گے:(۱)...**نیت کی حقیقت اور اس کے معنٰی کا بیان(۲)...اخلاص اور اس کے حقائق کا بیان(۳)...صدق اور اس کی حقیقت کا بیان۔**

باب نمبر1:

نیت کا بیان

(اس میں پانچ فصلیں ہیں)

اس باب میں درج ذیل اُمور کو بیان کیاجائے گا:(۱)...نیت کی فضیلت(۲)...نیت کی حقیقت(۳)... نیت عمل سے بہتر ہے(۴)... نفس سے متعلق اعمال کی ترجیح(۵)...نیت کا غیر اختیاری ہونا۔

پہلی فصل:

نیت کی فضیلت کا بیان

نیت کی فضیلت سے متعلق آیات، احادیث اور اقوال:

اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ

(پ۷،الانعام:۵۲) ترجمۂ کنزالایمان:اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اس کی رضا چاہتے۔

اس آیتِ مُقَدَّسہ میں "یُرِیْدُوْنَ "(ارادے، چاہت) سے مراد **نیت** ہے۔

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے:

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ امْرِیءٍ مَّانَوٰی فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوِ امْرَأَةٍ یَّنْکِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَاهَاجَرَ اِلَیْهِ یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی تو

Go To Index

جس کی ہجرت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف ہو تو اس کی ہجرت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف ہی ہو گی اور جس کی ہجرت دنیا کو پانے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہو تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہو گی جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔[136]

مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **ارشاد فرمایا:** اَکْثَرُ شُھَدَآءِ اُمَّتِیْ اَصْحَابُ الْفُرُشِ وَرُبَّ قَتِیْلٍ بَیْنَ الصَّفَّیْنِ اللہُ اَعْلَمُ بِنِیَّتِہٖ یعنی میری امت کے اکثر شہدا بستر پر مرنے والے لوگ ہونگے اور جہاد میں قتل کئے گئے بہت سے لوگوں کی نیتوں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے (کہ ان کی کیا نیت تھی)۔[137]

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللہُ بَیْنَهُمَاؕ (پ۵،النسآء:۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو **اللہ** ان میں میل (موافقت پیدا) کر دے گا۔

اس آیتِ طَیِّبَہ میں نیت کو توفیق کا سبَب قرار دیا گیا ہے۔

نیت سے متعلق 18 احادیث وروایات:

(1)...اِنَّ اللہَ تَعَالٰی لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَاِنَّمَا یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ یعنی بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کی طرف نظر نہیں فرماتا بلکہ وہ تو تمہارے دلوں کی طرف نظر فرماتا ہے۔[138]

دلوں کی طرف نظر فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ نیت کا محل ہیں۔

(2)...بے شک بندہ نیک اَعمال کرتا ہے اور فرِشتے اس کو مُہر لگے ہوئے صحیفوں میں لے کر اوپر چڑھتے اور بارگاہِ الٰہی میں پیش کرتے ہیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اس صحیفے کو ڈال دو کیونکہ اس میں جو اعمال ہیں وہ میری رضا کے لئے نہیں کئے گئے۔ پھر فرِشتوں کو حکم ارشاد فرماتا ہے: اس بندے کے لئے یہ یہ لکھو۔ تو

136... بخاری، کتاب النکاح، باب من ھاجر او عمل خیرا...الخ، ۳/ ۴۲۳، حدیث:۵۰۷۰۔

سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب النیۃ فی الوضوء، ص۲۰، حدیث:۷۵

137... المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن مسعود، ۲/ ۵۳، حدیث:۳۷۷۲

138... مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم ظلم المسلم...الخ، ص۱۳۸۷، حدیث:۲۵۶۴

Go To Index

فِرِشتے عرض کرتے ہیں: اے ربّ عَزَّوَجَلَّ! اس نے تو ان میں سے کوئی بھی عمل نہیں کیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اس نے ان اعمال کو بجالانے کی نیت کی تھی۔[139]

(3)...لوگ چار طرح کے ہیں: ایک وہ شخص جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے علم اور مال عطا فرمایا، وہ اپنے مال میں اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے تو دوسرا شخص کہتا ہے: اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے بھی اس کی مثل عطا فرماتا تو میں بھی ایسے ہی کرتا جیسے یہ کرتا ہے۔ یہ دونوں اجر میں برابر ہیں۔ تیسرا شخص وہ ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مال تو دیا ہے لیکن علم عطا نہیں کیا، وہ اپنی جہالت کی وجہ سے مال کو فضول کاموں میں اڑاتا ہے تو چوتھا شخص کہتا ہے: اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے بھی اس کی مثل عطا کرتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا جیسے یہ کرتا ہے تو یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔[140]

کیا تم نہیں دیکھتے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صرف نیت کی وجہ سے اچھے اور برے اعمال میں شریک فرما دیا۔ اسی طرح

(4)...حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جب پیارے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوۂ تبوک کے لئے تشریف لے گئے تو ارشاد فرمایا: بے شک مدینہ طیبہ میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ ہم نے جس وادی کو طے کیا یا جس زمین کو پامال کیا جس سے کفار کو غصہ آئے یا جو مال ہم نے خرچ کیا یا ہمیں بھوک پہنچی تو وہ ان سب کاموں میں ہمارے ساتھ شریک رہے ہیں حالانکہ وہ مدینہ میں ہیں۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ کیسے؟ حالانکہ وہ ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ تو ارشاد فرمایا: انہیں عذر نے روک لیا تو وہ حُسنِ نیت کی وجہ سے ہمارے ساتھ شریک ہیں۔[141]

مُہاجِرِ اُمِّ قیس:

(5)...حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی حدیث میں ہے: مَنْ هَاجَرَ يَبْتَغِيْ شَيْئًا فَهُوَ

139... المجالسة وجواهر العلم، الجزء السادس والعشرون، ۳/ ۲۷۹، حدیث: ۳۶۲۸

قوت القلوب، الفصل الثامن والثلاثون في الاخلاق...الخ، ۲/ ۲۷۰

140... سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب النية، ۴/ ۴۸۱، حدیث: ۴۲۲۸

141... بخاری، کتاب المغازی، باب رقم ۸۳، ۳/ ۱۵۰، حدیث: ۴۴۲۳

سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب في الرخصة في القعود من العذر، ۳/ ۱۷، حدیث: ۲۵۰۸

Go To Index

لَہٗ فَھَاجَرَ رَجُلٌ فَتَزَوَّجَ اِمْرَاَۃً مِّنَّا فَکَانَ یُسَمّٰی مُھَاجِرُاُمِّ قَیْسٍ یعنی جو شخص کسی چیز کی طلب میں ہجرت کرے تو وہ اسی کے لیے ہے[142] تو ایک شخص نے ہمارے قبیلے کی ایک عورت سے نکاح کرنے کی غرض سے ہجرت کی تو اس کا نام ہی ''مہاجرِ اُمِّ قَیس'' (یعنی اُمِّ قَیس کی طرف ہجرت کرنے والے) پڑ گیا۔

قَتِیْلُ الْحِمَار:

(6)...راہِ خدا میں مارے جانے والے ایک شخص کو ''قَتِیْلُ الْحِمار'' کہہ کر پکارا جاتا تھا کیونکہ اس نے ایک شخص سے اس کا سامان اور گدھا لینے کے لئے قتال کیا تھا اسی نیت پر وہ مارا گیا تو وہ اپنی نیت کی طرف منسوب ہوا۔[143]

(7)...حضرت سیِّدُنا عُبادہ بن صامت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی حدیث میں ہے: مَنْ غَزَا وَھُوَلَا یَنْوِیْ اِلَّا عِقَالًا فَلَہٗ مَانَوٰی یعنی جو شخص صرف ایک رسی حاصل کرنے کے لئے لڑا تو اس کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔[144]

(8)...حضرت سیِّدُنا اُبَی بن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص سے مدد چاہی جو میرے ساتھ مل کر جہاد کر رہا تھا تو اس نے کہا: جب تک تم میرے لئے کچھ اُجرت مُقَرَّر نہیں کرو گے تو میں تمہاری مدد نہیں کرونگا۔ چنانچہ میں نے اس کے لئے کچھ اُجرت مقرر کر دی پھر اس کے متعلق بارگاہِ رسالت میں عرض کی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس کے لئے دنیا و آخرت میں وہی کچھ ہے جو تم نے اس کے لئے مُقَرَّر کر دیا۔[145]

اچھی نیت کا صلہ:

(9)...اسرائیلی روایت میں ہے کہ ایک شخص قحط کے زمانے میں ریت کے ایک ٹیلے کے پاس سے گزرا تو اس نے اپنے دل میں کہا: اگر یہ ریت غلہ ہوتا تو میں اسے لوگوں میں تقسیم کر دیتا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس وقت

142... المعجم الکبیر، ۹/ ۱۰۳، حدیث: ۸۵۴۰

143... قوت القلوب، الفصل الثامن والثلاثون فی الاخلاص...الخ، ۲/ ۲۷۰

144... سنن النسائی، کتاب الجھاد، باب من غزا فی سبیل اللہ ولم ینو من غزاتہ الا عقالا، ص ۵۱۰، حدیث: ۳۱۳۶، ۳۱۳۵

145... سنن ابی داود، کتاب الجھاد، باب فی الرجل یغزو باجر لیخدم، ۳/ ۲۴، حدیث: ۲۵۲۷

Go To Index

کے نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ اس بندے سے کہہ دیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہارا صدقہ قبول کیا اور تمہاری اچھی نیت کا بدلہ دیا کہ اتنی ریت برابر غلہ صدقہ کرنے کا ثواب عطا کیا۔[146]

(10)... کئی احادیث میں مروی ہے: مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ وَّلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ یعنی جو کسی نیکی کا ارادہ کرے لیکن کرنہ سکے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔[147]

(11)... حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عَمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی روایت میں ہے کہ جس کی نیت دنیا ہو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کا فقر اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور وہ اس وقت دنیا سے جدا ہوتا ہے جب اسے دنیا کی زیادہ رغبت ہوتی ہے اور جس کی نیت آخرت ہو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کا دل غَنا سے بھر دیتا ہے اور اس کا سامان اس کے لئے جمع کر دیتا ہے اور وہ دنیا سے انتہائی بے رغبتی کے وقت جدا ہوتا ہے۔[148]

(12)... حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سَلَمَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ حضور نبیّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک لشکر کا ذکر فرمایا جسے (مکہ و مدینہ کے درمیان) مقامِ بَیْدا میں دھنسا دیا جائے گا۔ میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان میں مجبور کئے گئے اور اُجرت پر آئے ہوئے لوگ بھی ہونگے؟ ارشاد فرمایا: وہ اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔[149]

(13)... امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے حضور نبیّ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: اِنَّمَا يَقْتَتِلُ الْمُقْتَتِلُوْنَ عَلَى النِّيَّاتِ یعنی لڑنے والے اپنی نیتوں پر ہی لڑتے ہیں۔[150]

146... المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، باب ما قالوا فی البکاء، ۸ / ۳۱۷، حدیث: ۱۵۹، مختصرًا
تنبیہ الغافلین للسمرقندی، باب العمل بالنیۃ، تحت الحدیث: ۷۱۷، ص ۲۶۰

147... مسلم، کتاب الایمان، باب اذا ھم العبد بحسنۃ کتبت...الخ، ص ۷۹، حدیث: ۱۳۰

148... سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الھم بالدنیا، ۴ / ۴۲۴، حدیث: ۴۱۰۵
سنن الدارمی، المقدمۃ، باب الاقتصاد بالعلماء، ۱ / ۸۶، حدیث: ۲۲۹، بتقدم وتاخر

149... سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب جیش البیداء، ۴ / ۳۹۳، حدیث: ۴۰۶۵، ۴۰۶۴

150... الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم: ۱۲۹۲ع مرو بن شَمِر الجعفی، ۶ / ۲۲۷

Go To Index

(14)...جب دو صفوں کی آپس میں مڈ بھیڑ ہوتی ہے تو فِرشتے نازل ہوتے ہیں اور مخلوق کو درجہ بدرجہ لکھتے ہیں کہ فلاں دنیا کے لئے لڑتا ہے، فلاں غیرت کی وجہ سے لڑتا ہے، فلاں عَصَبِیت (رشتہ داری) کی بنا پر لڑتا ہے، خبر دار یہ مت کہو کہ فلاں راہِ خدا میں مارا گیا کیونکہ جو شخص دین کی سربلندی کے لئے لڑتا ہے وہی راہِ خدا میں لڑنے والا ہے۔[151]

(15)...حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یُبْعَثُ کُلُّ عَبْدٍ عَلٰی مَا مَاتَ عَلَیْہِ یعنی ہر بندہ اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ مرا۔[152]

قاتل اور مقتول دونوں جہنمی:

(16)...حضرت سیِّدُنا ابو بَکْرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور پر نور، شافِعِ یومُ النُّشُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْہِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللہِ ھٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ لِاَنَّہٗ اَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِہٖ یعنی جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے سے لڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے عرض کی گئی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! قاتل کے جہنم میں جانے کی وجہ تو ہم سمجھ گئے لیکن مقتول کس سبب سے جہنم میں جائے گا؟ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرمایا: اس لئے کہ اس نے اپنے مدمقابل کو مارنے کا ارادہ کیا تھا۔[153]

وہ چور ہے:

(17)...حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی حدیث میں ہے: مَنْ تَزَوَّجَ امْرَاَۃً عَلٰی صِدَاقٍ وَّھُوَ لَا یَنْوِیْ اَدَائَہٗ فَھُوَ زَانٍ وَّمَنْ اَدَانَ دَیْنًا وَّھُوَ لَا یَنْوِیْ قَضَائَہٗ فَھُوَ سَارِقٌ یعنی جس نے کسی عورت سے مہر کی مخصوص مقدار پر نکاح کیا لیکن اس کی

151... الزھد لابن المبارك، باب العمل والذکر الخفی، ص۴۶، حدیث:۱۴۲

بخاری، کتاب العلم، باب من سال وھو قائم عالما جالسا، ۱/ ۶۵، حدیث:۱۲۳

152... مسلم، کتاب الجنة، باب الامر بحسن الظن باللہ عند الموت، ص۱۵۳۸، حدیث:۲۸۷۸

153... بخاری، کتاب الایمان، باب: وان طائفتان من المؤمنین...الخ، ۱/ ۲۴، حدیث:۳۱

سنن ابن ماجه، کتاب الزھد، باب اذا التقی المسلمان بسیفھما، ۴/ ۳۳۸، حدیث:۳۹۶۴

Go To Index

نیت ادا کرنے کی نہ ہو تو وہ زانی ہے اور جو شخص کچھ قرض لے لیکن اس کا ارادہ واپس دینے کا نہ ہو تو وہ چور ہے۔[154]

مردار سے بھی زیادہ بدبودار:

(18)...مَنْ تَطَیَّبَ لِلّٰهِ تَعَالٰی جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَرِیْحُهٗ اَطْیَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَمَنْ تَطَیَّبَ لِغَیْرِاللّٰهِ جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَرِیْحُهٗ اَنْتَنُ مِنَ الْجِیْفَةِ یعنی جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے خوشبو لگائے گا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی خوشبو مشک سے زیادہ عمدہ ہوگی اور جو غَیْرُاللہ کے لئے خوشبو لگائے گا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی خوشبو مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہوگی۔[155]

نیت سے متعلق 13 اقوال وروایات:

(1)...امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: افضل عمل اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرائض کو ادا کرنا، اس کی حرام کردہ چیزوں سے بچنا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں نیت کا سچا ہونا ہے۔

(2)...حضرت سیِّدُنا سالم بن عبداللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز کو مکتوب لکھا کہ جان لو! بندے کے لئے مددِ الٰہی اس کی نیت کے مطابق ہوتی ہے، پس جس کی نیت کامل ہوگی اس کے لئے مددِ الٰہی بھی کامل ہوگی اور اگر نیت ناقص ہو تو اسی قدر مدد میں بھی کمی ہوتی ہے۔

(3)...ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: کئی چھوٹے عمل ایسے ہوتے ہیں جنہیں نیت بڑا کر دیتی ہے اور کئی بڑے کام ایسے ہوتے ہیں جنہیں نیت چھوٹا بنا دیتی ہے۔

(4)...حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: نیکوکار شخص جس کی نیت تقویٰ کی ہو اگر اس کے تمام اعضاء بھی دنیا سے متعلق ہو جائیں تو اس کی نیت ایک دن اسے نیتِ صالحہ کی طرف پھیر دے گی اسی طرح جاہل کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔

(5)...حضرت سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: سَلَف صالحین عمل کے لئے نیت اس

154... المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث صهیب بن سنان، ٦/ ٥٠٣، حدیث: ١٨٩٥٤

كتاب المجروحين لابن حبان، باب الميم، ٢/ ٢٧٠، الرقم: ٩٣٧: محمد بن ابان بن صالح بن عمير الجعفي

155... المصنف لعبد الرزاق، كتاب الصيام، باب المراة تصلي وليس في رقبتها قلادة وتطيب الرجال، ٤/ ٢٤٧، حدیث: ٧٩٢٣

Go To Index

طرح سیکھتے تھے جس طرح تم عمل سیکھتے ہو۔

(6)... بعض علما فرماتے ہیں: عمل سے پہلے اس کے لئے نیت تلاش کرو اور جب تک تم خیر کی نیت کرو گے تب تک خیر کے ساتھ رہو گے۔

حکایت: اخلاص کا طلب گار

منقول ہے کہ ایک طالبِ علم، عُلَما کے پاس آیا کرتا اور کہتا: کون ہے جو میری ایسے عمل کی طرف راہ نمائی کرے جس کی وجہ سے میں ہمیشہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے عمل کیا کروں کیونکہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ دن اور رات کی کوئی گھڑی مجھ پر ایسی گزرے میں جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے عمل نہ کرتا ہوں۔ اس سے کہا گیا: تم نے اپنا مقصد پالیا جہاں تک ہو سکے نیکی کیا کرو اور جب عملِ خیر سے تھک جاؤ یا اسے چھوڑ دو تو اسے کرنے کی نیت کر لو کیونکہ عملِ خیر کی نیت کرنے والا بھی نیک عمل کرنے والے کی طرح ہے۔

(7)... بعض اکابرین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن فرماتے ہیں: تم پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بے شمار نعمتیں ہیں اور تمہارے گناہ تمہارے علم سے بہت پوشیدہ ہیں، لہٰذا تم صبح شام توبہ کر لیا کرو وہ تمہارے درمیان کے گناہ بھی بخش دے گا۔

(8)... حضرت سیِّدُنا عیسٰی رُوحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فرماتے ہیں: خوش خبری ہے اس آنکھ کے لئے جو گناہ کے ارادے کے بغیر سوئے اور بغیر گناہ کئے بیدار ہو۔

(9)... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه فرماتے ہیں: قیامت کے دن لوگوں کو ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

ہم رُسوا ہو جائیں گے:

(10)... حضرت سیِّدُنا فضیل بن عِیاض رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه جب یہ آیتِ مُبارَکہ تلاوت کرتے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَاۡ اَخْبَارَكُمْ (۳۱) (پ۲۶، محمد: ۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ضرور ہم تمہیں جانچیں گے یہاں تک کہ دیکھ لیں تمہارے جہاد کرنے والوں اور صابروں کو اور تمہاری خبریں آزمالیں۔

Go To Index

تو روتے ہوئے اسے بار بار پڑھتے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے: اگر تو نے ہماری جانچ کی تو ہم ذلیل ورسوا ہو جائیں گے۔

(11)... حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: نیتوں کی وجہ سے ہی جنتی ہمیشہ جنت میں اور جہنمی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

عمل کے تھوڑا اور زیادہ ہونے کا معیار:

(12)... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: تورات شریف میں ہے کہ جو عمل میری رضا کی خاطر کیا جائے وہ تھوڑا بھی بہت ہے اور جس عمل سے غَیْرُاللہ کی رضا مقصود ہو وہ زیادہ بھی کم ہے۔

سب کام نیت پر موقوف ہیں:

(13)... حضرت سیِّدُنا بلال بن سعد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَحَد فرماتے ہیں: بے شک کوئی بندہ، (کامل) مومن جیسی کوئی بات کرتا ہے لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اور اس کے قول کو اس وقت تک نہیں چھوڑتا جب تک اس کے عمل کو نہیں دیکھ لیتا اور جب بندہ عمل کر لے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس وقت تک اس کے عمل کو نہیں چھوڑتا جب تک اس کی وَرَع (پرہیز گاری) کو نہ دیکھ لے، جب وہ پرہیز گاری اختیار کر لیتا ہے تو اسے اس وقت تک نہیں چھوڑتا جب تک یہ نہ دیکھ لے کہ اس کی نیت کیا ہے، اگر اس کی نیت درست ہوئی تو باقی سب کام بھی درست ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ اعمال کا سُتُون نیتیں ہیں۔ عمل نیت کا محتاج ہے تاکہ اس کی وجہ سے بہتر ہو جائے جبکہ نیت بذاتِ خود خیر (بھلائی) ہے اگرچہ کسی مانع (رکاوٹ) کی وجہ سے عمل دشوار ہو جائے۔

دوسری فصل: نیت کی حقیقت

جان لو! نیت، ارادہ اور قصد ایک ہی معنٰی پر دلالت کرنے والے مترادف الفاظ ہیں اور وہ ایک قلبی حالت اور صفت ہے جسے علم اور عمل نے گھیر رکھا ہے۔ علم اس سے پہلے ہوتا ہے کیونکہ اس حالت کی اصل اور شرط علم ہی ہے، جبکہ عمل اس کے تابع ہوتا ہے کیونکہ یہ اس حالت کا ثمرہ اور اس کی فرع ہے اس لئے کہ ہر عمل یعنی ہر حرکت اور سکونِ اختیاری علم، ارادہ اور قدرت تین چیزوں سے پورا ہوتا ہے، وجہ یہ ہے کہ

Go To Index

انسان اسی چیز کا ارادہ کر سکتا ہے جس کا علم ہو لہٰذا علم کا ہونا ضروری ہے اور ارادے کے بغیر عمل نہیں کر سکتا لہٰذا ارادہ بھی ضروری ہے اور ارادے کا معنٰی یہ ہے کہ دل اس چیز کی طرف برانگیختہ ہو جسے وہ اپنی غرض کے موافق سمجھے خواہ ابھی یا مستقبل میں۔

ہدایت ومعرفت کی تخلیق کا سبب:

انسان کی تخلیق اس طرح ہوئی ہے کہ بعض امور اس کے موافق اور اس کی غرض کے مناسب ہوتے ہیں اور بعض اس کے مخالف ہوتے ہیں اس لئے یہ مناسب اور موافق چیزوں کو اپنی طرف کھینچنے اور باعثِ ضَرَر اور نفس کے منافی باتوں کو دور کرنے کا محتاج ہے ،اسی لئے مضر اور مفید (نقصان دہ اور فائدہ مند) چیزوں کی پہچان اور ادراک ضروری ہے تاکے مفید چیزوں کو حاصل کر سکے اور مضر اشیاء سے بچ سکے کیونکہ جو شخص غذا کو دیکھ نہ سکتا ہو اور نہ ہی اس کی پہچان ہو تو اس کے لئے غذا کھانا ممکن نہیں اور جو شخص آگ کو نہیں دیکھتا اس کے لئے آگ سے بھاگنا ممکن نہیں۔یہی وجہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہدایت ومعرفت کو پیدا کیا اور ان کے اسباب بنائے یعنی حواسِ ظاہری وباطنی پیدا کئے اس وقت یہ ہمارا موضوعِ بحث نہیں ہیں۔

رغبت وارادے کی تخلیق کا سبب:

پھر اگر بندہ غذا کو دیکھ اور پہچان لے کہ یہ اس کے موافق ہے تو اتنی بات کھانے کے لئے کافی نہیں جب تک بندے کا اس کی طرف میلان ،رغبت اور اس کی طرف برانگیختہ کرنے والی خواہش نہ ہو کیونکہ مریض غذا کو دیکھتا اور جانتا ہے کہ یہ اس کے موافق ہے لیکن اس کی طرف رغبت ومیلان نہ ہونے اور قوتِ مُحَرِّکہ مفقود ہونے کی وجہ سے اس کے لئے کھانا ممکن نہیں ہوتا،اس لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بندے کے لئے میلان،رغبت اور ارادے کو پیدا کیا اور میری مراد اس سے یہ ہے کہ بندے کے نفس میں چیز کی طرف ایک اشتیاق اور اس کے دل میں ایک توجہ اس چیز کی رکھ دی۔

قدرت رکھنے اور حرکت کرنے والے اعضاء کی تخلیق کا سبب:

پھر کھانے کے لئے رغبت وارادہ بھی کافی نہیں،کتنے ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کھانے کو دیکھتے ہیں اس

Go To Index

میں رغبت بھی رکھتے ہیں اور اسے کھانا بھی چاہتے ہیں مگر اپاہج ہونے کی وجہ سے کھا نہیں سکتے، اس لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بندے کے لئے قدرت رکھنے اور حرکت کرنے والے اعضاء کو پیدا فرمایا تا کہ اس کے ذریعے فعلِ طعام پورا ہو اور اعضاء قدرت کے بغیر حرکت نہیں کرتے اور قدرت ارادے کی منتظر رہتی ہے اور ارادہ علم ومعرفت یا ظن واعتقاد کا منتظر رہتا ہے یعنی دل میں یہ بات پختہ ہو جائے کہ وہ چیز اس کے موافق ہے۔ جب چیز کے موافق ہونے کی معرفت پختہ ہو جائے تو اس کا کرنا ضروری ہے اور اس سے پھیرنے والا کوئی اور مانع نہ ہو تو ارادہ برانگیختہ ہوتا اور میلان ثابت ہوتا ہے، تو جب ارادہ برانگیختہ ہوتا ہے تو قدرت اعضاء کو حرکت دینے کے لئے تیار ہو جاتی ہے، پس قدرت ارادے کی خادمہ اور ارادہ اعتقاد اور معرفت کے تابع ہے۔

خلاصۂ کلام:

نیت صِفَتِ مُتَوَسِّطہ کا نام ہے یعنی ارادہ اور غرض کے موافق خواہ ابھی یا مستقبل میں چیز کی طرف رغبت اور میلان کی وجہ سے نفس کا برانگیختہ ہونا۔ تو پہلا محرک غرض ہے جو مطلوب ہوتی ہے اور اسے باعث (سبب) بھی کہتے ہیں اور یہ غرض اور باعث ہی وہ مقصد ہے جس کی نیت کی گئی ہے اور برانگیختگی قصد اور نیت ہے اور قدرت کا اعضاء کو حرکت دینے کی صورت میں ارادے کی خدمت کے لئے برانگیختہ ہونے کو عمل کہتے ہیں مگر قدرت کا عمل کے لئے برانگیختہ ہونا کبھی ایک باعث کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی اس کے دو باعث ہوتے ہیں جو ایک ہی فعل میں اکٹھے ہو جاتے ہیں اور جب اس کے باعث دو ہوں تو بعض اوقات ہر ایک باعث قدرت کو برانگیختہ کرنے پر قادر ہوتا ہے اور بعض اوقات قاصر جب تک کہ دوسرے کا اجتماع نہ ہو جائے اور بعض اوقات ایک بھی کافی ہوتا ہے لیکن دوسرا اس کے لئے مُعاوِن ومددگار ہوتا ہے۔ پس اس تقسیم سے چار اقسام حاصل ہوئیں ہم ان میں سے ہر ایک کی مثال اور نام بیان کرتے ہیں:

☆... **پہلی قسم: باعث ایک اور اکیلا ہو۔** مثال کے طور پر کوئی درندہ انسان پر حملہ کرے تو جب یہ اسے دیکھے گا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو گا اور اس کا مُحرِّک سوائے درندے سے بھاگنے کی غرض کے اور کوئی نہیں کیونکہ اس نے درندے کو دیکھ کر مُضِر (نقصان دہ) جانا تو اس کے نفس میں بھاگنے کی رغبت پیدا ہوئی اور اس رغبت کے نتیجے میں قدرت عمل کے لئے برانگیختہ ہوئی، پس کہا جائے گا کہ اس کی نیت درندے سے بھاگنے کی ہے اس کے

Go To Index

علاوہ اٹھ کھڑے ہونے کی اور کوئی نیت نہیں، اسے خالص نیت کہتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرنے کو باعث کی طرف نسبت کرتے ہوئے اخلاص کہتے ہیں معنیٰ اس کا یہ ہے کہ یہ غیر کی مشارکت سے پاک ہے۔

☆...**دوسری قسم: دوباعث مجتمع ہوں لیکن دونوں میں سے ہر ایک تنہا مستقل باعث ہو۔** اس کی مثال محسوسات میں یہ ہے کہ کسی چیز کو اٹھانے کے لئے دو آدمی مل کر اتنا زور لگائیں کہ اگر ایک اکیلا اتنا زور لگاتا تو کافی ہو جاتا۔ ہماری غرض کے موافق مثال یہ ہے کہ آدمی سے اس کا کوئی رشتہ دار فقیر اپنی حاجت کا سوال کرے اور یہ اس کی حاجت کو اس کے فقر اور رشتہ داری کی وجہ سے پورا کر دے اور جانے کہ اگر یہ فقیر نہ ہوتا تو محض رشتہ داری کی وجہ سے اور اگر رشتہ داری نہ ہوتی تو محض فقر کی وجہ سے اس کی حاجت کو پورا کر دیتا اور دل میں اس بات کا یقین ہو کہ اگر کوئی غنی رشتہ دار اس کے پاس آئے تو اس کی حاجت بھی پوری کرے گا اور اگر کوئی فقیر اجنبی آئے تو اس کی حاجت پوری کرنے میں بھی رغبت کرے گا۔

اسی طرح جس آدمی کو طبیب نے کھانا چھوڑنے کا کہا ہو اور عرفہ کا دن آجائے اور وہ روزہ رکھ لے اور جانتا ہو کہ اگر نویں ذوالحجہ کا دن نہ ہوتا تو وہ پرہیز کی وجہ سے کھانا چھوڑ دیتا اور اگر پرہیز نہ ہوتا تو عرفہ کا دن ہونے کی وجہ سے کھانا ترک کر دیتا اب دونوں باعث جمع ہوگئے اور اس نے ترکِ طعام کا فعل کر لیا اور دوسرا باعث پہلے کا رفیق ہو گیا اس صورت کو ہم ''مُرَافَقَةُ الْبَوَاعِث'' کہتے ہیں۔

☆...**تیسری قسم:** ہر ایک انفرادی طور پر مستقل باعث تو نہ ہو لیکن دونوں مل کر قدرت کو برانگیختہ کرنے کی طاقت رکھتے ہوں۔ محسوسات میں اس کی مثال یہ ہے کہ دو کمزور آدمی مل کر کسی چیز کو اٹھائیں کہ ہر ایک انفرادی طور پر اس کو نہ اٹھا سکتا ہو۔ ہمارے موضوع کے مطابق اس کی مثال یہ ہے کہ اس کا غنی رشتہ دار اس کے پاس آکر ایک درہم مانگے تو اسے نہ دے اور اجنبی فقیر آکر مانگے تو اسے بھی نہ دے، پھر رشتہ دار فقیر آکر درہم کا سوال کرے تو اسے دے دے اس صورت میں اس کے ارادے کا باعث قرابت اور فقر دونوں کا مجموعہ ہے۔ اسی طرح کوئی شخص لوگوں کے سامنے ثواب اور اپنی تعریف کی غرض سے تو مال صدقہ کرتا ہے اس کے برعکس اگر وہ اکیلا ہوتا تو صرف ثواب کا ارادہ اسے خرچ کرنے پر نہ ابھارتا۔ اسی طرح اگر مانگنے والا فاسق ہوتا کہ اسے دینے میں ثواب نہ ہوتا تو صرف ریا (دکھاوا) اسے دینے پر برانگیختہ نہ کرتا اور جب

Go To Index

دونوں باتیں جمع ہو گئیں تو دونوں نے مل کر دل کو حرکت دی اس قسم کو ہم **"مُشارَکت"** کہتے ہیں۔

☆...**چوتھی قسم:** دونوں باعثوں میں سے ایک تو مستقل ہو کہ اکیلا بھی کافی ہو اور دوسرا مستقل نہ ہو لیکن جب اس کے ساتھ مل جائے تو مدد اور آسانی پیدا کرنے سے خالی نہ ہو۔ محسوسات میں اس کی مثال یہ ہے کہ بوجھ اٹھانے میں کمزور شخص کسی طاقتور آدمی کی معاونت کرے کہ اگر طاقتور آدمی اکیلا ہوتا تو بھی اٹھالیتا اور اگر کمزور شخص اکیلا ہوتا تو نہ اٹھاسکتا، پھر بھی اس کی وجہ سے کچھ نہ کچھ کام آسان اور ہلکا ہو جاتا ہے۔ ہمارے موضوع کے مطابق اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی آدمی نماز کا وظیفہ کرنے یا صدقات دینے کا عادی ہو اور اتفاقاً وظیفہ یا صدقہ کرنے کے وقت کچھ لوگ آ گئے تو ان کے دیکھنے کی وجہ سے اس پر وہ عمل آسان ہو گیا اور یہ اپنے دل میں جانے کہ اگر تنہا ہوتا تو پھر بھی اپنے عمل سے سستی نہ کرتا اور یہ کہ اگر اس کا عمل عبادت نہ ہوتا تو صرف ریاکاری اسے اس کام پر برانگیختہ نہ کرتی تو اس قسم کی نیت میں کچھ آمیزش ہو جاتی ہے اس قسم کو ہم **"مُعاوَنَت"** کہتے ہیں۔

غرضیکہ دوسرا باعث یا رفیق ہوتا ہے یا شریک یا معین (یعنی مدد گار)۔ ان کا حکم ہم اخلاص کے باب میں بیان کریں گے اس وقت ہماری غرض نیتوں کی اقسام بیان کرنا ہے کیونکہ جو چیز عمل پر اُبھارتی ہے عمل اسی کے تابع ہوتا ہے اور اسی کا حکم تابع پر لگتا ہے اسی لئے فرمایا گیا: "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔"[156] کیونکہ یہ تابع ہیں ان (اعمال) کا ذاتی کوئی حکم نہیں ہوتا حکم تو فقط متبوع کا ہوتا ہے۔

تیسری فصل: حدیث "مومن کی نِیَّت اس کے عَمَل سے بہتر ہے"[157] کے اَسرار و رُمُوز

جان لو بعض اوقات یہ گمان ہوتا ہے کہ اس ترجیح کا سبب یہ ہے کہ نیت ایک پوشیدہ چیز ہے جسے **الله** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی نہیں جانتا جبکہ عمل ظاہر ہوتا ہے اور پوشیدہ عمل کو ایک گونہ فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ یہ بات درست ہے لیکن مراد یہ نہیں کیونکہ اگر کوئی شخص اپنے دل سے ذِکْرُ الله کرنے کی نیت کرے یا

156... بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول الله، ۱/ ۵، حدیث: ۱

157... المعجم الکبیر، ۶/ ۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

مسلمانوں کے مصالح کے بارے میں غور و فکر کرنے کی نیت کرے تو حدیثِ پاک کا عموم تقاضا کرتا ہے کہ تفکر کرنے کی نیت نَفْسِ تفکر سے بہتر ہو۔

کبھی یہ گمان ہوتا ہے کہ سببِ ترجیح یہ ہے کہ نیت عمل کے آخر تک باقی رہتی ہے جبکہ اعمال میں دوام نہیں ہوتا، یہ بات بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کثیر عمل تھوڑے عمل سے بہتر ہے اور بات ایسے نہیں ہے کیونکہ اعمالِ نماز کی نیت بعض اوقات دائمی نہیں ہوتی صرف چند گنتی کے لمحات تک ہوتی ہے جبکہ اعمالِ نماز میں دوام ہوتا ہے اور حدیثِ پاک کا عموم اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہو۔

بعض اوقات اس کا معنٰی یوں بیان کیا جاتا ہے کہ نیَّتِ محض بلانیت عمل سے بہتر ہے اور یہ بات ایسے ہی ہے لیکن اس کا مراد ہونا بعید ہے کیونکہ بغیر نیت یا غفلت کے ساتھ عمل کرنے میں کوئی خیر نہیں جبکہ محض نیت خیر ہے اور ترجیح ان چیزوں میں ظاہر ہوتی ہے جو اَصلِ خیر میں مشترک ہوں۔

خلاصۂ کلام:

اس کا معنٰی یہ ہے کہ ہر عبادت نیت اور عمل پر مرتب ہوتی ہے تو نیت بھی امورِ خیر میں سے ہے اور عمل بھی لیکن جملہ عبادات میں سے نیت، عمل سے بہتر ہے مطلب یہ کہ دونوں میں سے ہر ایک کی مطلوب میں تاثیر ہوتی ہے اور نیت کی تاثیر عمل کی نسبت زیادہ ہوتی ہے، تو حدیثِ پاک کے معنٰی یہ ہوئے کہ جملہ عبادات میں سے مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے جو خود ایک نیکی ہے۔

حدیثِ مذکور کا معنیٰ:

مذکورہ فرمانِ مصطفٰے کا معنٰی یہ ہے کہ بندے کو نیت میں بھی اختیار ہے اور عمل میں بھی اس اعتبار سے یہ دونوں عمل ہیں لیکن ان دونوں میں سے بہتر نیت ہی ہے۔

جہاں تک نیت کے خیر اور عمل پر اس کی ترجیح کا تعلق ہے تو اسے وہی سمجھ سکتا ہے جو مقاصِدِ دِین اور اس کے طریقے کو سمجھتا ہو اور یہ بھی جانتا ہو کہ مقصد تک پہنچنے میں طریق (راستے) کی تاثیر کیا ہوتی ہے اور بعض آثار کو بعض پر قیاس کرے تا کہ مقصود کی طرف نسبت کرتے ہوئے زیادہ راجح اثر ظاہر ہو۔

Go To Index

ایک مثال:

مثال کے طور پر جو شخص کہتا ہے کہ روٹی پھل سے بہتر ہے تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ یہ (روٹی) مقصود یعنی قوت اور غذا کے اعتبار سے بہتر ہے اور اس بات کو وہی سمجھے گا جو یہ سمجھتا ہو کہ غذا کا ایک مقصد ہوتا ہے اور وہ صحت اور بقا ہے اور غذا کی مختلف تاثیریں ہوتی ہیں اور ہر تاثیر کو سمجھے اور بعض کو بعض پر قیاس کرے۔ اسی طرح عبادات دلوں کی غذا ہیں اور مقصود دلوں کی شِفا، بقا، آخرت میں ان کی سلامتی، سعادت مندی اور دیدارِ الٰہی سے لُطف اندوز ہونا ہے تو مقصدِ اصلی صرف دیدارِ الٰہی کے ذریعے لذتِ سعادت پانا ہے اور دیدارِ باری تعالیٰ سے صرف وہی شخص لطف اندوز ہو سکتا ہے جو محبَّتِ الٰہی اور معرفَتِ الٰہی میں دنیا سے رخصت ہو۔ اس سے محبت وہی کرے گا جسے اس ذات کی معرفت حاصل ہو اور اس ذات سے اُنس اسی کو حاصل ہوتا ہے جو اس کا کثرت سے ذکر کرے۔

خلاصۂ کلام:

انس دوامِ ذِکر سے اور معرفت دوامِ فکر سے حاصل ہوتی ہے اور معرفت کے بعد محبت ضرور ہوا کرتی ہے اور دائمی ذکر و فکر کے لئے دل اسی وقت فارغ ہو سکتا ہے جب دنیاوی مشاغل سے خالی ہو اور دنیاوی مشاغل سے اسی وقت خالی ہو سکتا ہے جب دنیاوی خواہشات اس سے جدا ہو جائیں تاکہ وہ خیر کی طرف مائل ہو اور اس کا ارادہ کرے، شر سے نفرت و بغض رکھے اور نیکیوں اور عبادات کی طرف میلان اسی وقت ہوتا ہے جب جانتا ہو کہ آخرت میں اس کی سعادت مندی کا دارومدار انہی چیزوں پر ہے، جس طرح عقل مند شخص فصد اور پچھنے لگوانے کی طرف اس لئے مائل ہوتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی سلامتی اسی میں ہے۔ جب معرفت کے ذریعے اصْلِ میلان حاصل ہو جاتا ہے تو عمل اور مُواظَبَت (ہمیشگی) کے ذریعے یہ قوی ہوتا ہے کیونکہ صفاتِ قلبی کے تقاضے اور ارادے کے مطابق عمل کرنا ان صفات کے لئے بمنزلہ غذا کے ہے حتّٰی کہ اس وجہ سے صِفَت قوی ہو جاتی ہے۔

ایک مثال:

مثال کے طور پر جو شخص علم یا ریاست طلب کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے تو ابتدا میں اس کا میلان کمزور

Go To Index

ہوتا ہے۔ پس اگر وہ میلان کے تقاضے پر عمل کرتے ہوئے علم، ریاست اور اس کے لئے مطلوبہ اعمال میں مشغول ہو تو اس کا میلان پختہ اور راسخ ہو جاتا ہے اور اس سے جدا ہونا اس پر دشوار ہو جاتا ہے اور اگر وہ مقتضائے میلان کے خلاف کرے تو اس کا میلان مزید کمزور ہو جاتا ہے اور اکثر تو ختم ہی ہو جاتا ہے۔ مثلاً: جو شخص کسی خوبصورت چہرے کی طرف دیکھتا ہے تو اس کی طبیعت میں دیکھنے کا کمزور سا میلان پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر میلانِ طبعی کے تقاضے پر عمل کرے اور کثرت سے اسے دیکھے، اس کے پاس بیٹھے، گفتگو کرے تو اس کا میلان پختہ ہو جائے گا حتّٰی کہ معاملہ اس کے اختیار سے نکل جائے گا لیکن میلان کو اپنے آپ سے دور نہیں کر سکے گا اور اگر ابتدا میں ہی اپنے نفس کو باز رکھے اور مقتضائے میلان کا خلاف کرے تو یہ ایسا ہو گا گویا کہ میلان کی غذا منقطع کر دی تو اس وجہ سے میلان کمزور ہو جاتا بلکہ ٹوٹ کر ختم ہو جاتا ہے اور یہی حال تمام صفات، خیرات اور عبادات کا ہے جن سے آخرت کا قصد کیا جاتا ہے اس کے برخلاف برائیوں سے دنیا کا ارادہ کیا جاتا ہے نہ کہ آخرت کا۔

اُخروی بھلائیوں کی طرف نفس کا مائل ہونا اور دنیاوی امور سے پھرنا بھی دل کو ذکر و فکر کے لئے فارغ کر دیتا ہے اور اس میں پختگی اسی وقت ہوتی ہے جب اعمالِ خیر پر ہمیشگی ہو اور اعضاء سے گناہوں کا اِرتکاب ترک کیا جائے کیونکہ دل اور اعضاء کے درمیان ایک تعلُّق ہے یہاں تک کہ دونوں ایک دوسرے کا اثر لیتے ہیں تم دیکھو گے کہ اگر کسی عضو کو زخم پہنچے تو اس کی وجہ سے دل کو درد پہنچتا ہے اور جب کسی عزیز کی موت یا خوفناک بات کی وجہ سے دل کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس کا اثر تمام اعضاء پر پڑتا ہے بدن کانپ اٹھتا ہے اور رنگ مُتَغَیِّر ہو جاتا ہے، ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ دل اصل اور متبوع ہے گویا کہ یہ امیر اور راعی ہے جبکہ اعضاء خُدّام، رعایا اور تابع ہیں۔ پس صِفاتِ قلبی کو پختہ کرنے کے اعتبار سے اعضاء دل کے خادم ہیں۔

گوشت کا ایک ٹکڑا:

اَلْغَرَض مقصود دل ہی ہے جبکہ دیگر اعضاء مقصود تک پہنچانے والے اسباب ہیں اسی وجہ سے حضور نبیِّ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ لَھَا سَآئِرُ الْجَسَد یعنی بے شک جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو تو اس کی وجہ سے تمام بدن درست رہتا ہے۔ (158)

158... بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرألدینہ، ۱/ ۳۳، حدیث: ۵۲

Go To Index

ایک روایت میں ہے: اَللّٰھُمَّ اَصْلِحِ الرَّاعِیَ وَالرَّعِیَّۃَ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ حاکم ورعیت کی اصلاح فرما۔[159]

اس روایت میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے راعی (حاکم) سے دل مراد لیا اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ (پ۱۷، الحج: ۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کو ہر گز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔

اور تقویٰ دل کی صِفَت ہے تو اس اعتبار سے ضروری ہے کہ تمام قلبی اعمال اعضاء کی حرکات سے افضل ہوں پھر ضروری ہے کہ ان تمام میں سے نیت افضل ہو کیونکہ نیت نام ہے دل کا خیر کی طرف میلان اور اس کا ارادہ کرنا اور اعمالِ جوارح سے غرض یہ ہوتی ہے کہ دل کو ارادۂ خیر کا عادی بنایا جائے اور اس کے اندر خیر کے میلان کو پختہ کیا جائے تاکہ یہ دنیاوی خواہشات سے خالی ہو کر ذکر و فکر میں مشغول ہو، لہٰذا غرض کے اعتبار سے وہ (یعنی نیت اعمالِ جوارح) سے لازماً بہتر ہے اور یہ اس طرح ہے جیسے معدے میں اگر درد ہو تو اس کے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ سینے پر لیپ کیا جائے یا ایسی دوائی پی جائے جو معدے تک پہنچے تو لیپ کی بنسبت دوا پینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ لیپ سے بھی مقصود یہی ہوتا ہے کہ اس کا اثر معدے تک پہنچے تو جو چیز عینِ معدہ سے مل جائے وہ زیادہ بہتر اور نفع مند ہوگی۔

تمام عبادات کی تاثیر کو اسی طرح سمجھ لینا چاہئے کیونکہ ان سے مقصود صرف دل اور اس کی صفات میں تبدیلی لانا ہوتا ہے اعضاء میں تبدیلی مطلوب نہیں ہوتی، تو تم یہ گمان نہ کرو کہ پیشانی کو زمین پر رکھنے کی ایک غرض ہے اور وہ پیشانی اور زمین کو جمع کرنا ہے بلکہ بحُکمِ عادت اس کی وجہ سے صِفَتِ تواضُع دل میں پختہ ہوتی ہے کیونکہ جو شخص اپنے دل میں تواضع پائے اور وہ اپنے اعضاء سے عاجزی کرے اور تواضع کی سی صورت بنائے تو اس کی تواضع پختہ ہو جائے گی اور جو شخص اپنے دل میں یتیم پر ترس کھانا پائے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرے، اس کا بوسہ لے تو اس کے دل میں یہ صفت پختہ ہو جائے گی، اسی لئے نیت کے بغیر عمل کچھ مفید نہیں کیونکہ جو یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے حالانکہ اس کا دل غافل ہو یا یہ گمان کرے کہ کسی کپڑے پر ہاتھ

159... حلیۃ الاولیاء، الجنید بن محمد الجنید، ۱۰/ ۳۰۴، حدیث: ۱۵۳۰۳

Go To Index

پھیر رہا ہے تو ایسے اعمال کی تاثیر اعضاء سے دل تک نہیں پہنچتی کہ جس سے رِقَّتِ قلبی پختہ ہو، اسی طرح جو شخص غفلت کی حالت میں سجدہ کرے یوں کہ دل دنیاوی فکروں میں مشغول ہو تو اس کی پیشانی اور اس کو زمین پر رکھنے سے اس کے دل پر کوئی تاثیر نہیں ہوگی کہ جس سے تواضع پختہ ہو، تو اس طرح سجدے کا ہونا نہ ہونے کی طرح ہے اور مطلوبہ غرض کے اعتبار سے جس عمل کا وجود اور عدم برابر ہو اسے باطل کہتے ہیں، پس کہا جائے گا کہ عبادت نیت کے بغیر باطل ہے اور یہ معنٰی اس وقت ہو گا جب عمل غفلت کے ساتھ ہو اور اگر مقصود ریاکاری یا کسی دوسرے شخص کی تعظیم ہو تو اس کا وجود عدم (نہ ہونے) کی طرح نہیں ہو گا بلکہ برائی میں اضافہ ہو جائے گا کیونکہ جس صِفَت کی پختگی مطلوب تھی وہ تو نہ پائی گئی بلکہ جس صِفَت کا قَلْع قَمْع کرنا مقصود تھا وہ پختہ ہو گئی اور وہ صِفَت ریا ہے جو میلانِ دنیا میں داخل ہے، اس وجہ سے نیت عمل سے بہتر ہے۔

اسی سے اس فرمانِ مصطفٰے کو سمجھا جا سکتا ہے: مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ یعنی جو کسی نیکی کا ارادہ کرے لیکن کر نہ سکے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔[160]

اس لئے کہ دل کا ارادہ کرنا ہی خیر کی طرف میلان اور حُبِّ دنیا و خواہشات سے انحراف کرنا ہے جو کہ اعلیٰ درجے کی نیکی ہے اور عمل کے ذریعے اس کی تمامیت اس کی تاکید کو بڑھاتی ہے تو قربانی کا خون بہانے سے مقصود خون اور گوشت نہیں بلکہ حُبِّ دُنیا سے دل کا پھر جانا اور رضائے الٰہی کو ترجیح دیتے ہوئے مال خرچ کرنا ہوتا ہے اور یہ بات پختہ نیت اور ارادے کے وقت ہی حاصل ہو جاتی ہے اگرچہ کسی مانع (رُکاوٹ) کی وجہ سے عمل نہ کر سکے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاس خون اور گوشت نہیں پہنچتا بلکہ تقوٰی پہنچتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ (پ۱۷، الحج: ۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کو ہر گز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیز گاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔

اور تقوٰی دل میں ہوتا ہے۔ اسی لئے حضور نبیِّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ قَوْمًا بِالْمَدِيْنَةِ قَدْ شَرِكُوْنَا فِيْ جِهَادِنَا یعنی بے شک کچھ لوگ مدینے میں رہتے ہوئے بھی ہمارے ساتھ جہاد میں

160... مسلم، کتاب الایمان، باب اذا ھم العبد بحسنۃ کتبت...الخ، ص۷۹، حدیث: ۱۳۰

Go To Index

شریک ہیں۔[161] جیسا کہ گزر چکا ہے کیونکہ ان کے دلوں میں خیر کا، مال و جان خرچ کرنے کا، طَلَبِ شہادت میں رغبت کا اور دِیْنِ اسلام کی سر بلندی کا سچا ارادہ ایسے ہی تھا جیسے ان لوگوں کے دلوں میں تھا جو جہاد کے لئے نکلے تھے، پیچھے رہ جانے والے جسمانی طور پر چند مخصوص مَوانِع کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے جن کا تعلق دل سے نہیں اور دل سے تعلق نہ رکھنے والے امور صرف صفات کی تاکید کے لئے مطلوب ہوتے ہیں۔

اِن معانی کی رُو سے اُن تمام اَحادیث کو سمجھا جاسکتا ہے جو ہم نے نیت کی فضیلت کے بارے میں ذکر کی ہیں، لہٰذا ان احادیث کو اِن معانی کے مطابق کر لو تاکہ ان کے اَسرار تم پر منکشف ہو جائیں، ہم انہیں دوبارہ ذکر کر کے کلام کو طول نہیں دینا چاہتے۔

چوتھی فصل: نِیَّت سے مُتَعَلِّق اَعمال کی ترجیح کا بیان

جان لیجئے کہ اگرچہ اعمال کی بہت سی اقسام ہیں۔ مثلاً: قول، فعل، حرکت، سُکُون، فائدے کا حصول، دفعِ ضَرَر، فکر اور ذکر وغیرہ اتنے افعال ہیں کہ انہیں شمار نہیں کیا جاسکتا لیکن اصل میں ان کی تین قسمیں ہیں: (۱)...طاعات (۲)...مَعاصی (۳)...مُباحات۔

پہلی قسم: معاصی (گناہ)

نیت کی وجہ سے ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اس لئے کسی جاہل کو فرمانِ مصطفٰے: "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے"[162] کے عموم سے یہ گمان نہیں کرنا چاہئے کہ نیت کی وجہ سے گناہ، نیکی میں تبدیل ہو جائے گا، جیسے ایک شخص کسی کا دل خوش کرنے کی خاطر کسی دوسرے کی غیبت کرے یا غیر کے مال سے کسی فقیر کو کھلائے یا حرام مال سے کوئی مدرسہ یا مسجد یا سرائے بنائے اور اس کا ارادہ نیکی کا ہو تو یہ سب باتیں جہالت پر مبنی ہیں اور نیت انہیں ظلم، زیادتی اور گناہ ہونے سے نکالنے میں مؤثر نہیں ہو گی بلکہ مقتضائے شرع کے خلاف بُرے کام سے خیر کا ارادہ کرنا دوسری بُرائی ہے اگر جانتے ہوئے ایسا کرتا ہے تو وہ

161... بخاری، کتاب المغازی، باب رقم۸۳، ۳/ ۱۵۰، حدیث:۴۴۲۳

سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب فی الرخصة فی القعود من العذر، ۳/ ۱۷، حدیث:۲۵۰۸

162... بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول الله، ۱/ ۵، حدیث:۱

Go To Index

شریعت کا دشمن ہے اور اگر جہالت کی وجہ سے کرے گا تو اپنی جہالت کی وجہ سے گناہ گار ہو گا کیونکہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور افعالِ خیر کا خیر ہونا شرع سے ہی معلوم ہوتا ہے تو جو شر ہے وہ خیر کیسے ہو سکتا ہے؟ ایسا ہونا بہت بعید ہے، بلکہ شہوتِ خفی اور خواہشِ باطنی اسے دل کے سامنے مُزَیَّن کرتی ہیں کیونکہ دل جب حصولِ جاہ اور لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور تمام نفسانی فوائد کی طرف مائل ہوتا ہے تو جاہل شخص کو دھوکا دینے کے لیے شیطان کو موقع مل جاتا ہے۔

جہالت سے بھی سخت تر:

اسی وجہ سے حضرت سیِّدُنا سہل تُستَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جہالت سے بڑھ کر کسی اور گناہ سے **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی نافرمانی نہیں کی گئی۔ عرض کی گئی: اے ابو محمد! کیا آپ کے نزدیک جہالت سے بھی سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ہاں! اپنی جہالت سے جاہل رہنا۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دُرُست فرمایا کیونکہ اگر اپنے جاہل ہونے کا علم بھی نہ ہو تو اس کی وجہ سے علم سیکھنے کا دروازہ بالکل بند ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جو شخص خود کو عالِم سمجھتا ہو وہ عِلْم کیوں سیکھے گا؟ اسی طرح طاعاتِ الٰہی کے کاموں میں سب سے افضل علم ہے اور اصلِ علم، علم کے بارے میں علم ہونا ہے جس طرح اصلِ جہالت، اپنی جہالت سے جاہل رہنا ہے کیونکہ جو شخص عِلْمِ نافع اور عِلْمِ ضار (یعنی مفید و نقصان دہ علم) میں فرق نہیں کر سکتا وہ ان بناوٹی مُزَیَّن عُلُوم میں مشغول ہو جائے گا جن میں لوگ مشغول ہیں اور وہ حصولِ دنیا کے اسباب ہیں اس لئے وہ جہالت کا مادہ اور عالَم کے فساد (بگاڑ) کا سر چشمہ ہے۔

خلاصۂ کلام:

جو شخص بر بنائے جہالت گناہ سے خیر کا ارادہ کرے وہ معذور نہیں سوائے یہ کہ وہ نو مسلم ہو اور علم سیکھنے کا ابھی تک موقع نہ ملا ہو۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ(۴۳) (پ۱۴، النحل: ۴۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا یُعْذَرُ الْجَاهِلُ عَلَی الْجَهْلِ وَلَا یَحِلُّ

لِلْجَاهِلِ اَنْ یَّسْکُتَ عَلٰی جَهْلِهٖ وَلَا لِلْعَالِمِ اَنْ یَّسْکُتَ عَلٰی عِلْمِهٖ یعنی جاہل، جہالت کی وجہ سے معذور نہیں سمجھا جائے گا اور جاہل کے لئے اپنی جہالت پر خاموش رہنا جائز نہیں اور نہ ہی عالِم کے لئے اپنے علم پر خاموش رہنا جائز ہے۔[163]

راہِ خدا کے راہ زن:

جو بادشاہ بِنِیَّتِ تقرُّب (یعنی ثواب کی نیت سے) مالِ حرام سے مساجد و مدارس بناتے ہیں ان کے قریب وہ علمائے سوء (برے علما) ہوتے ہیں جو تقرُّب (ثواب) کے لئے بے وقوفوں، شریروں، فسق و فجور میں مشغول لوگوں کو علم سکھاتے ہیں، جن کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ علما سے جھگڑا اور بے وقوفوں سے مقابلہ کریں، لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کریں، دنیا کا مال جمع کریں، بادشاہوں، یتیموں اور مسکینوں کے مال پر قبضہ کریں، یہ لوگ جب علم حاصل کر لیتے ہیں تو راہِ خدا کے راہ زن (لوٹ مار کرنے والے) بن جاتے ہیں، ان میں سے ہر ایک اپنے شہر میں دَجّال کا نائب ہو کر اٹھتا، دنیا پر حریص ہوتا، خواہشات کا تابع اور تقویٰ سے دور ہوتا ہے، انہیں دیکھ کر لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی پر دلیر ہو جاتے ہیں پھر یہ علم ان کی مثل اور لوگوں تک پہنچتا ہے وہ بھی اس کو شر اور اِتّباعِ نفس کا آلہ اور ذریعہ بناتے ہیں یوں یہ سلسلہ برابر چلتا رہتا ہے اور ان سب کا وَبال اس مُعَلِّم (سکھانے والے) پر پڑتا ہے جو ایسے لوگوں کو ان کی فسادِ نیت و ارادہ معلوم ہونے اور ان سے قول، فعل، کھانے، پہننے اور رہنے کے متعلق طرح طرح کے گناہوں کا مشاہدہ کرنے کے باوجود علم سکھائے۔ پس یہ عالِم تو دنیا سے چلا جائے گا لیکن اس کے شر کے آثار سالہا سال تک دنیا میں پھیلتے رہیں گے جبکہ وہ شخص قابلِ رشک ہے جس کی موت کے ساتھ اس کے گناہوں کا بھی خاتمہ ہو جائے پھر تعجب ہے اس کی جہالت پر کہ کہتا ہے: "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات یعنی اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔" میں نے تو اس سے دین کی نشر و اشاعت کا ارادہ کیا ہے، اب اگر کوئی اس علم کو فساد میں استعمال کرتا ہے تو قصور اس کا ہے میرا نہیں میرا ارادہ تو یہی تھا کہ وہ اس سے امورِ خیر پر مدد حاصل کرے۔ اس کے قول کا منشا ریاست اور مقتدا (پیشوا) بننے کی محبت اور کثرتِ علم پر فخر کرنا ہے ان باتوں کو وہ اپنے دل میں اچھا سمجھتا ہے اور شیطان حُبِّ ریاست کے ذریعے اسے دھوکا دیتا ہے۔

163... المعجم الاوسط، ۴/۱۰۶، حدیث: ۵۳۶۵ ...... قوت القلوب، الفصل السابع والثلاثون فی شرح الکبائر...الخ، ۲/ ۲۵۸

Go To Index

کاش! میں جان لیتا کہ اس کا جواب کیا ہو گا جو شخص کسی راہ زن کو تلوار ہبہ کرے اور اس کے ساتھ گھوڑا اور دیگر اسباب بھی مہیا کر دے جن سے وہ اپنے مقصود پر مدد حاصل کرے، اب یہ شخص کہے کہ میں نے سخاوت اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اخلاقِ جمیلہ کو اپنانے کا ارادہ کیا ہے اور میری یہ نیت تھی کہ وہ شخص اس تلوار اور گھوڑے کے ساتھ راہِ خدا میں جہاد کرے کیونکہ غازیوں کو گھوڑے اور قوت فراہم کرنا اعلیٰ درجے کی نیکی ہے، اب اگر وہ ان چیزوں کو راہ زنی میں استعمال کرے تو وہ خود گناہ گار ہو گا۔

سب سے پسندیدہ خُلق:

فقہا کا اس پر اجماع ہے کہ یہ (یعنی راہ زن کی مدد کرنا) حرام ہے حالانکہ سخاوت اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بے حد محبوب ہے یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ لِلّٰہِ ثَلَاثَمِائَۃِ خُلُقٍ مَّنْ تَقَرَّبَ اِلَیْہِ بِوَاحِدٍ مِّنْھَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَاَحَبُّھَا اِلَیْہِ السَّخَآءُ یعنی بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے 300 اخلاق ہیں جو ان میں سے کسی ایک کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب حاصل کرے گا داخِلِ جنَّت ہو گا اور ان میں سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ سخاوت ہے۔[164]

کاش! میں جان لیتا کہ اس سخاوت کو کیوں حرام کیا گیا ہے؟ اور اس ظالم راہ زن کے حال کو دیکھنا اس شخص پر کیوں واجب ہے؟ لٰہذا جب اس پر اس (راہ زن) کی عادت ظاہر ہو گئی کہ وہ ہتھیاروں سے فساد پر مدد لیتا ہے تو اس سے ہتھیار لے لینے کی کوشش کرنی چاہئے نہ یہ کہ ہتھیار دے کر اس کی مدد کی جائے۔

علم بھی ایک ہتھیار ہے:

علم بھی ایک ایسا ہتھیار ہے جس کے ذریعے شیطان اور دشمنانِ خدا کے خلاف جنگ کی جاتی ہے، بعض اوقات اس کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمنوں مثلاً: خواہِشِ نفس کو مدد ملتی ہے تو جو شخص ہمیشہ اپنی دنیا کو دین پر اور خواہشات کو آخرت پر ترجیح دیتا ہو اور کم علمی کے سبب مقصود تک پہنچنے سے عاجز ہو تو کسی ایسے علم کے ذریعے اس کی مدد کرنا کیسے جائز ہو گا جس کی وجہ سے وہ اپنی خواہشات کے حصول پر قادر ہو جائے؟ بلکہ

164... مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا، ص۳۴، حدیث:۲۸ ...... قوت القلوب، شرح مقام التوکل ووصف احوال المتوکلین، ۲/۱۲۸، ۱۲۷

Go To Index

علمائے سلف کا یہ طریقہ تھا کہ جو شخص ان کے پاس آتا جاتا تھا وہ اس کے احوال کی نگرانی کیا کرتے تھے اگر اس سے نفلی امور میں بھی کوتاہی دیکھتے تو اسے برا جانتے اور اس کی تعظیم ترک کر دیتے اور اگر اس سے کوئی گناہ یا حرام کو حلال سمجھنا دیکھتے تو اسے چھوڑ دیتے، اپنی مجالس سے نکال دیتے اور اس سے گفتگو ترک فرما دیتے چہ جائیکہ اسے علم سکھائیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جو شخص کوئی مسئلہ سیکھتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا بلکہ اس سے غیر کی طرف تجاوز کرتا ہے تو وہ صرف شر کا آلہ تلاش کرتا ہے اور تمام سلف صالحین نے سُنَّت کے عالِم بدکار شخص سے تو پناہ مانگی ہے لیکن جاہل بدکار سے پناہ نہیں مانگی۔

حکایت: ایک طالب علم کی اصلاح

منقول ہے کہ ایک شخص حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَوَّل کے پاس (حصولِ علم کے لئے) کئی سال تک آتا جاتا رہا، اِتِّفاقاً ایسا ہوا کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس سے منہ پھیر لیا، اسے چھوڑ دیا حتّٰی کہ اس سے گفتگو تک نہ فرماتے وہ مسلسل آپ سے اس تبدیلی کا سبب پوچھتا لیکن آپ جواب نہ دیتے آخرِ کار آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے سڑک کی جانب سے اپنی دیوار کو لیپا ہے اور سڑک کے کنارے سے قدِ آدم کے برابر مٹی لی ہے حالانکہ وہ مسلمانوں کی عام گزر گاہ ہے اس لئے تم علم منتقل کئے جانے کے قابل نہیں ہو۔

تو سلف صالحین اس طرح طالبانِ علم کے احوال کی نگرانی کیا کرتے تھے۔

اس طرح کی مثالیں غبی (کم عقل) لوگوں اور شیطان کے پیروکاروں پر مخفی رہتی ہیں اگرچہ ان پر وسیع آستینوں والے بڑے بڑے جبے ہوں، زبان دراز اور کثیر علم رکھتے ہوں یعنی ایسا علم جو دنیا سے زَجر و توبیخ کرنے اور آخرت کی ترغیب دلانے پر مشتمل نہ ہو بلکہ وہ علم جو مخلوق سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے ذریعے مالِ حرام جمع کرنا، لوگوں کا پیشوا بننا اور ہم عصروں سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔

خلاصۂ کلام:

فرمانِ مصطفٰے: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔[165] یہ طاعات و مباحات (یعنی نیک اور مباح

165... بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ، ۱/ ۵، حدیث: ۱

Go To Index

کاموں) کے ساتھ خاص ہے گناہوں کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ نیت کی وجہ سے عبادت، گناہ میں تبدیل ہو جاتی ہے اور مباح کام نیت کی وجہ سے گناہ اور عبادت بن جاتا ہے لیکن گناہ، نیت کی وجہ سے کسی طرح بھی نیکی میں نہیں بدل سکتا البتہ نیت کا اس میں کچھ عمل دخل ہوتا ہے وہ یہ کہ جب اس کے ساتھ کئی خبیث نیتیں مل جائیں تو اس کا گناہ اور وبال بڑھ جاتا ہے جیسا کہ ہم نے توبہ کے باب میں بیان کیا ہے۔

دوسری قسم: طاعات

عبادات اپنی اَصْلِ صحت اور ثواب کی زیادتی میں نیت کے ساتھ مربوط (ملی ہوئی) ہیں۔ جہاں تک اَصْلِ صحت کا تعلُّق ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ صرف عبادتِ الٰہی کی نیت سے وہ عمل بجالائے کسی اور کے لیے نہیں۔ پس اگر ریا (دکھاوے) کی نیت کرے گا تو وہ عمل مَعْصِیَّت (نافرمانی) ہو جائے گا اور رہا ثواب میں اضافہ تو اس کی صورت یہ ہے کہ ایک عَمَلِ خیر میں کئی نیتیں کرے کیونکہ ایک نیک کام میں کئی اچھی نیتیں کی جاسکتی ہیں اور ہر نیت کا ثواب ملے گا کیونکہ ان میں سے ہر نیت ایک نیکی ہے پھر ہر نیکی کا ثواب 10 گنا بڑھ جاتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔[166] مثال کے طور پر کوئی شخص مسجد میں بیٹھے تو یہ ایک ثواب کا کام ہے اور وہ اس میں کئی نیتیں کر سکتا ہے حتّٰی کہ اس کی وجہ سے متقین کے اعمال کا ثواب حاصل کر سکتا اور مُقَرَّبِیْن کے درجات تک پہنچ سکتا ہے۔

مسجد میں بیٹھنے کی آٹھ نیتیں:

☆... **پہلی نیت:** اس بات کا اعتقاد رکھے کہ یہ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کا گھر ہے اور اس میں داخل ہونے والا **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی زیارت کرتا ہے، لہٰذا مسجد میں بیٹھنے والا زیارتِ الٰہی کی نیت سے بیٹھے اور پیارے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو وعدہ فرمایا ہے اس کے حصول کی امید رکھے۔ چنانچہ

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **مَنْ قَعَدَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَدْ زَارَ اللّٰہَ تَعَالٰی وَحَقٌّ عَلَی الْمَزُوْرِ اِکْرَامُ زَائِرِہٖ** یعنی جو مسجد میں بیٹھا تحقیق اس نے **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی زیارت کی اور جس کی

166... بخاری، کتاب الایمان، باب حسن الاسلام المرء، ۱ / ۲۷، حدیث: ۴۱

Go To Index

زیارت کی جائے اس پر حق ہے کہ وہ زیارت کرنے والا کا اکرام کرے۔[167]

☆... **دوسری نیت:** ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار کی نیت کرے تو جب تک وہ نماز کے انتظار میں رہے گا نماز کا ثواب پائے گا[168]، اس فرمانِ باری تعالیٰ " وَ رَابِطُوْا [169] " کا یہ بھی معنیٰ ہے۔

☆... **تیسری نیت:** کان، آنکھ، اور دیگر اعضاء کو حرکات اور تردُّدات سے روک کر رُہبانیّت اختیار کرنے کی نیت کرے کیونکہ اعتکاف روزے کی طرح رک جانے کا نام ہے اور یہ ایک طرح کی رُہبانیّت ہے۔ چنانچہ

اس امت کی رُہبانیّت:

مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: رُهْبَانِيَّةُ أُمَّتِيَ الْقُعُوْدُ فِي الْمَسَاجِدِ یعنی میری اُمّت کی رُہبانیّت مساجد میں بیٹھنا ہے۔[170]

☆... **چوتھی نیت:** اپنی تمام تر توجُّہ ذاتِ باری تعالیٰ پر مرکوز رکھے، دل کو امورِ آخرت کی طرف لگائے اور جو مشاغل اس معاملے میں رکاوٹ بنتے ہیں انہیں مسجد میں خَلْوَت (تنہائی) اختیار کر کے دور کرنے کی کوشش کرے۔

☆... **پانچویں نیت:** **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنے یا سننے کے لئے تنہائی اختیار کرے جیسا کہ

راہِ خدا میں جہاد کرنے والے کی طرح:

حدیثِ پاک میں ہے: مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسَاجِدِ لِيَذْكُرَ اللهَ تَعَالٰى اَوْ يُذْكَرُ بِهٖ كَانَ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ تَعَالٰى یعنی جو شخص صبح کے وقت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنے یا لوگوں کو ذکر کی طرف مائل کرنے کے لئے مسجد میں گیا وہ راہِ خدا میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔[171]

167... المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، باب ما جاء فی لزوم المساجد، ۸ / ۱۷۳، حدیث: ۸، بتغیر قلیل

جامع معمر بن راشد ملحق مصنف عبد الرزاق، باب فضل المساجد، ۱۰ / ۲۶۷، حدیث: ۲۰۷۵۱، مختصرًا

168... نسائی، کتاب المساجد، باب الترغیب فی الجلوس فی المسجد وانتظار الصلاۃ، ص ۱۲۷، حدیث: ۷۳۱

169... ترجمۂ کنزالایمان: اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو۔ (پ ۴، اٰل عمرٰن: ۲۰۰)

170... الزھد لابن المبارک، باب التواضع، ص ۲۹۰، حدیث: ۸۴۵

معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم الاصبہانی، عثمان بن مظعون، ۳ / ۳۶۶، حدیث: ۴۹۴۱

171... حلیۃ الاولیاء، کعب الاحبار، ۶ / ۱۲، حدیث: ۷۶۵۵، ۷۶۵۴

الموطا للامام مالک بن انس، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب انتظار الصلاۃ والمشی الیہا، ۱ / ۱۵۹، حدیث: ۳۹۱

Go To Index

☆... **چھٹی نیت:** اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر (یعنی نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے) کی صورت میں علم کا فائدہ پہنچانے کی نیت کرے کیونکہ مساجد میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو نماز درست نہیں پڑھتے یا ناجائز امور کا اِرتکاب کرتے ہیں تو یہ انہیں نیکی کا حکم دے اور دین کا راستہ بتائے تاکہ جو خیر کی بات وہ اس سے سیکھیں یہ اس میں شریک ہو اور اس طرح اس کی نیکیوں میں اضافہ ہو۔

☆... **ساتویں نیت:** کسی دینی بھائی سے اِستفادہ کی نیت کرے کیونکہ یہ غنیمت اور آخرت کا ذخیرہ ہے اور مسجدیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے محبت کرنے والے دین داروں کے پائے جانے کی جگہیں ہیں۔

☆... **آٹھویں نیت:** **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حیا کرتے ہوئے گناہ چھوڑ دے اور اس بات سے ڈرے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے گھر میں کوئی ایسا کام نہ ہو جس سے اس کی عزت پامال ہوتی ہو۔

مسجد میں آنے والا محروم نہیں رہتا:

نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتُول حضرت سیِّدُنا امام حسن بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جو شخص مسجد میں آنے جانے کا عادی ہو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے سات خصلتوں میں سے ایک ضرور عطا فرماتا ہے: (۱)... ایسا بھائی ملتا ہے جس سے معرفتِ الٰہی سے متعلق اِستفادہ کیا جائے (۲)... یا رحمت کا نزول ہوتا ہے (۳)... یا عمدہ و اعلیٰ علم حاصل ہوتا ہے (۴)... یا ایسی بات سیکھنے کو ملتی ہے جو راہِ راست کی طرف راہ نمائی کرتی ہے (۵)... یا ہلاکت سے بچاتی ہے (۶)... یا وہ خوفِ خدا (۷)... یا حیا کی وجہ سے گناہ چھوڑ دیتا ہے۔

تو بھلائی کے کاموں میں بہت سے نیتیں کی جاسکتی ہیں تمام عبادات و مباحات کو اسی پر قیاس کر لیا جائے کیونکہ کوئی عبادت ایسی نہیں جس میں بہت سی نیتیں نہ ہو سکتی ہوں اور بندۂ مومن کے دل میں اسی قدر نیتیں حاضر ہوتی ہیں جتنی وہ طلَبِ خیر میں کوشش اور غور و فکر کرے اور اس کے لئے کمربستہ ہو، اس طرح اعمال پاکیزہ ہوتے اور نیکیاں بڑھتی ہیں۔

تیسری قسم: مُباحات (جائز امور)

ہر مباح (جائز) کام میں ایک یا اس سے زیادہ نیتیں ہو سکتی ہیں جن کی وجہ سے وہ مباح کام عُمدہ عبادات میں سے ہو جاتا ہے اور ان کی وجہ سے بلند درجات حاصل ہوتے ہیں تو وہ شخص بہت بڑے خسارے میں ہے

Go To Index

جو ان سے غافل ہے اور ان کاموں کو آوارہ چھوڑے پھرتے جانوروں کی طرح سہو (بھول) اور غفلت سے بجالاتا ہے۔ بندے کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی خطرے، قدم یا لمحے کو حقیر سمجھے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ کیوں کیا؟ اور کس نیت سے کیا؟ یہ معاملہ ان مباح امور کا ہے جن میں کسی کراہت کا شائبہ نہیں، اسی وجہ سے،

حلال کا حساب اور حرام پر عذاب ہے:

حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: حَلَالُهَا حِسَابٌ وَّحَرَامُهَا عِقَابٌ یعنی اس (دنیا) کے حلال کا حساب اور حرام پر عذاب ہے۔[172]

بروزِ قیامت ہر چیز کے بارے میں سوال ہوگا:

حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جَبَل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی حدیث میں ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الْعَبْدَ لَيُسْاَلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْ كُلِّ شَیْءٍ حَتّٰى عَنْ كُحْلِ عَيْنَيْهِ وَعَنْ فُتَاتِ الطِّيْنَةِ بِاُصْبُعِهٖ وَعَنْ لَمْسِهٖ ثَوْبَ اَخِيْهِ یعنی بے شک بندے سے بروزِ قیامت ہر چیز کے بارے میں پوچھا گا حتّٰی کہ اپنی آنکھوں میں سرمہ لگانے، انگلی سے زمین کریدنے اور اپنے بھائی کا کپڑا چھونے کے بارے میں بھی۔[173]

ایک روایت میں ہے: جو شخص رضائے الٰہی کے لئے خوشبو لگائے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی خوشبو مشک سے زیادہ عُمدہ ہوگی اور جو غَیْرُاللہ کے لئے خوشبو لگائے گا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی خوشبو مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہوگی۔[174]

معلوم ہوا کہ خوشبو لگانا مباح کام ہے لیکن اس میں بھی نیت ضروری ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

خوشبو لگانا کسی نفسانی فائدے کے لیے ہی ہوتا ہے، لہٰذا کوئی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے کیسے خوشبو لگائے گا؟

172... کتاب الزھد لابی داود، اخبار علی بن ابی طالب وزھدہ، ص۱۱۹، حدیث:۱۱۶، "عقاب" بدلہ "عذاب"

173... حلیة الاولیاء، احمد بن الحواری، ۱۰/ ۳۱، حدیث:۱۴۴۰۶...... قوت القلوب، الفصل السابع والثلاثون فی شرح الکبائر... الخ، ۲/ ۲۷۳

174... المصنف لعبد الرزاق، کتاب الصیام، باب المراة تصلی ولیس فی رقبتها قلادة وتطیب الرجال، ۴/ ۲۴۷، حدیث:۷۹۶۳

Go To Index

جواب: جان لو! جو شخص جمعہ کے دن یا اور اوقات میں خوشبو لگائے تو ممکن ہے کہ اس کا مقصود دنیاوی لذّات سے لطف اٹھانا ہو یا کثرتِ مال کے ذریعے تفاخُر مقصود ہو تا کہ اس کے ساتھی اس پر حسد کریں یا لوگوں کو دکھانے کا ارادہ ہو تا کہ ان کے دلوں میں اس کی دھاک بیٹھ جائے اور خوشبو پسند آدمی ہونے کی جہت سے اس کا ذکر کیا جائے یا یہ چاہتا ہو کہ اجنبی عورتوں کے دلوں میں محبوب ہو جاؤں جبکہ ان کی طرف دیکھنا جائز سمجھتا ہو، اس کے علاوہ بہت سی باتیں ہیں جو خوشبو لگانے کو معصیت بنا دیتی ہیں اسی وجہ سے وہ مردار سے زیادہ بدبودار ہو گی سوائے پہلی صورت کے یعنی جب مقصود تلذُّذ اور لُطف اندوز ہونا ہو کیونکہ یہ معصیت نہیں لیکن اس کے بارے میں سوال ہو گا اور جس سے حساب لیا جائے گا وہ عذاب میں مبتلا ہو گا اور جو شخص دنیا کی کوئی مباح چیز استعمال کرتا ہے آخرت میں اگرچہ اسے عذاب تو نہیں دیا جائے گا لیکن اُتنی مقدار اُخروی نعمتیں کم کر دی جائیں گی اور خسارے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ بندہ فنا ہونے والی چیزوں کی طرف جلدی کرے اور ان کے بدلے میں ہمیشہ رہنے والی نعمتوں میں کمی کر کے نقصان اٹھائے۔

خوشبو لگانے کی نیتیں:

☆...جمعہ کے دن سنّتِ رسول کے اِتّباع کی نیت کرے، ☆...مسجد کی تعظیم اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے گھر کے احترام کی بھی نیت کرے، پس وہ یہ خیال کرے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی زیارت کے لئے مسجد میں خوشبو لگا کر ہی جانا چاہیے، ☆...اپنے پاس بیٹھنے والوں کو راحت پہنچانے کی نیت کرے تا کہ وہ مسجد میں میرے پاس بیٹھ کر خوشبو سے راحت حاصل کریں، ☆...اپنے آپ سے ناپسندیدہ بُو دور کرنے کی نیت کرے، ☆...غیبت کرنے والوں پر غیبت کا دروازہ بند کرنے کی نیت کرے کیونکہ ناپسندیدہ بُو کی وجہ سے لوگ اس کی غیبت کر کے گناہ گار ہونگے اور جو غیبت کے درپے شخص کو غیبت سے بچانے پر قادر ہو (لیکن نہ بچائے) تو وہ بھی گناہ میں اس کا شریک ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے:

اِذَا تَرَحَّلْتَ عَنْ قَوْمٍ وَّ قَدْ قَدَرُوْا   اَنْ لَّا تُفَارِقَهُمْ فَالرَّاحِلُوْنَ هُمُ

ترجمہ: اگر تم کسی قوم سے کوچ کر لو حالانکہ وہ تمہیں اپنے سے جدا کرنے پر قادر نہ ہوں تو وہی کوچ کرنے والے ہیں۔

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Go To Index

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدۡوًۢا بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ؕ (پ۷،الانعام:۱۰۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اورانہیں گالی نہ دو جن کو وہ **اللہ** کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ **اللہ** کی شان میں بے ادبی کریں گے زیادتی اور جہالت سے۔

آیتِ طیبہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ شر (برائی) کا سبب بننا بھی شر ہے۔

☆... خوشبو لگانے سے اپنے دماغ کے علاج (یعنی تقویت پہنچانے) کی نیت کرے تا کہ اس کی ذہانت و فطانت زیادہ ہو اور دین کے مشکل مسائل غور و فکر کے ذریعے سمجھنا آسان ہو۔

حضرت سیِّدُنا ابوعبدُ اللہ امام محمد بن ادریس شافعی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡکَافِی فرماتے ہیں: ''جس کی خوشبو اچھی ہوتی ہے اس کی عقل زیادہ ہوتی ہے۔''

اس طرح کی نیتیں کرنے سے فقیہہ شخص عاجز نہیں بشرطیکہ اس کے دل پر تجارتِ اُخروی اور طلَبِ خیر کا غَلَبہ ہو اور اگر اس کے دل پر دنیاوی آسائشیں ہی غالب ہوں تو یہ نیتیں اس کے دل میں موجود نہیں ہو سکتیں اور اگر کوئی بیان بھی کرے جب بھی اس کا دل ان کی طرف برانگیختہ نہیں ہوتا اگر نیت کرے بھی تو صرف حدیثِ نفس اور خیال کے طور پر ہوتی ہے اور نیت سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔

مباحات بہت زیادہ ہیں، ان میں نیتوں کا شمار ناممکن ہے، لہٰذا اس ایک مثال پر باقی سب کو قیاس کرلو۔

ہر مباح کام میں کوئی نیت ضرور ہو:

کسی عارف بِاللہ کا قول ہے: اِنِّیۡ لَاَسۡتَحِبُّ اَنۡ یَکُوۡنَ لِیۡ فِیۡ کُلِّ شَیۡءٍ نِیَّۃٌ حَتّٰی فِیۡ اَکۡلِیۡ وَ شُرۡبِیۡ وَنَوۡمِیۡ وَ دُخُوۡلِیۡ اِلَی الۡخَلَاءِ یعنی میں پسند کرتا ہوں کہ اپنے ہر کام میں حتّٰی کہ کھانے، پینے، سونے اور بیت الخلا (استنجا خانے) جانے میں بھی کوئی نیت کرلوں۔

ان سب باتوں میں تَقَرُّب اِلَی اللہ (یعنی قُربِ الٰہی کے حُصُول) کی نیت ہو سکتی ہے کیونکہ ہر وہ چیز جو بدَن کی بقا اور بدَنی معاملات سے دل کے فارغ ہونے کا سبب ہو وہ دین پر مُعاوِن ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر جو شخص کھانا اس نیت سے کھائے کہ عبادت پر قوت حاصل ہو اور جماع سے مقصود اپنے دین کی حفاظت اور اہلیہ کی دل جوئی اور نیک اولاد کا حصول ہو جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرے اور اس طرح اُمَّتِ محمدیہ میں اضافہ ہو تو وہ

Go To Index

شخص اپنے کھانے اور جماع کرنے میں بھی طاعَتِ الٰہی بجالانے والا ہو گا۔

نفس کو زیادہ رغبت کھانے اور جماع کی ہوتی ہے اور ان دونوں کاموں میں اچھی نیت کرنا اس شخص کے لئے مشکل نہیں جس کے دل پر فکرِ آخرت غالِب ہو، اسی لئے چاہئے کہ جب بندے کا مال ہلاک ہو جائے تو وہ اچھی نیت کرے اور یوں کہے: ھُوَفِیْ سَبِیْلِ اللہ یعنی وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے راستے میں ہے۔ جب پتا چلے کہ کسی نے میری غیبت کی ہے تو دل میں خوشی ہو کہ غیبت کرنے والا میرے گناہوں کا بوجھ اٹھائے گا اور اس کی نیکیاں میرے نامۂ اَعمال میں منتقل ہو جائیں گی اور یہ نیت اس طرح کرے کہ جواب نہ دے بلکہ خاموشی اختیار کرے۔ چنانچہ

غیبت کرنے والا نقصان میں ہے:

حدیثِ پاک میں ہے کہ "بے شک بندے کا حساب لیا جائے گا تو اس کے اعمال آفت داخل ہونے کی وجہ سے باطل ہو جائیں گے حتّٰی کہ وہ جہنم کا مستحق ہو جائے گا پھر اس کے نیک اعمال کا دفتر کھولا جائے گا جس کی وجہ سے وہ جنت کا حق دار ہو جائے گا تو وہ شخص تعجُّب کرتے ہوئے کہے گا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ اعمال تو میں نے کبھی نہیں کئے۔ تو کہا جائے گا: یہ ان لوگوں کے اعمال ہیں جنہوں نے تیری غیبت کی، تجھے تکلیف پہنچائی اور تجھ پر ظُلم کیا۔"[175]

ایک روایت میں ہے کہ "بندہ قیامت کے دن پہاڑوں کے مثل نیک اعمال لائے گا کہ اگر وہ سب اس کے ہوتے تو داخِلِ جنت ہوتا لیکن وہ اس حال میں آئے گا کہ کسی پر ظلم کیا ہو گا، کسی کو گالی دی ہو گی، کسی کو مارا ہو گا، تو ان سب کو اس کی نیکیوں میں سے بدلہ دیا جائے گا حتّٰی کہ اس کے پاس کوئی نیکی بھی باقی نہیں رہے گی تو فِرِشتے کہیں گے: اس کی نیکیاں ختم ہو چکی ہیں لیکن مطالبہ کرنے والے ابھی باقی ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ان کے گناہ اس پر ڈال دو پھر اسے جہنم کا پروانہ لکھ دو۔"[176]

خلاصۂ کلام:

تم پر لازم ہے کہ اپنے کسی بھی فعل (کام) کو حقیر نہ سمجھو، ایسا نہ ہو کہ تم اس عمَلِ حقیر کے دھوکے اور

175... مساوئ الاخلاق للخرائطی، باب ما جاء فی الغیبۃ من الکراھۃ، الجزء الثانی، ص۱۰۶، حدیث:۱۹۹

قوت القلوب، الفصل السابع والثلاثون فی شرح الکبائر...الخ، ۲/ ۲۵۶

176... المعجم الاوسط، ۲/ ۱۳۵، حدیث:۲۷۷۸ ......قوت القلوب، الفصل السابع والثلاثون فی شرح الکبائر...الخ، ۲/ ۲۵۹، ۲۵۸

Go To Index

شر سے نہ بچو اور پھر سوال و حساب کے دن تم سے اس کا جواب نہ بن پڑے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے تمام احوال سے باخبر اور تمہیں دیکھ رہا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (۱۸) (پ۲۶،ق:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔

حکایت: مٹی کی کیا حیثیت ہے؟

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے مکتوب لکھا اور اسے اپنے پڑوسی کی دیوار سے خشک کرنا چاہا لیکن اس سے باز رہا پھر دل میں کہا: یہ مٹی ہے اور مٹی کی کیا حیثیت ہے؟ چنانچہ اسے مٹی سے خشک کر لیا تو ہاتِفِ غیبی سے آواز آئی: جو شخص دیوار سے مٹی لینے کو معمولی سمجھتا ہے وہ کل قیامت کے دن اس کی سزا دیکھ لے گا۔

غَیْرُاللہ کے لئے عمل نہ کیا:

منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے ساتھ نماز پڑھی اس نے دیکھا کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا کپڑا اُلٹا ہے۔ اس کے عرض کرنے پر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کپڑا سیدھا کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا پھر کھینچ لیا اور کپڑا درست نہ کیا۔ اس شخص نے اس کا سبب دریافت کیا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں نے اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے پہنا تھا اس لئے غیر کے لئے اسے درست نہیں کرنا چاہتا۔

ایک اینٹ اور ایک دھاگا:

حضرت سیِّدُنا حسن بَصْرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: قیامت کے دن دو شخص آپس میں الجھیں گے، ایک کہے گا: میرا اور تمہارا معاملہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سامنے ہے۔ دوسرا کہے گا: بخدا! میں تمہیں نہیں جانتا۔ تو وہ کہے گا: کیوں نہیں! تم نے ہی تو میری دیوار سے ایک اینٹ اور میرے کپڑے سے ایک دھاگا لیا تھا۔

اس طرح کے آثار و واقعات خائفین کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ پس اگر تم حوصلہ اور عقل رکھتے ہو اور دھوکا کھانے والوں میں سے نہیں ہو تو ابھی دنیا میں اپنے نفس پر رَحم کرو اور قبل اس کے

Go To Index

کہ تم سے حساب لیاجائے اپنے نفس کا گہرے غور و فکر سے محاسبہ کرو اور اپنے احوال کی نگرانی کرو اس وقت تک حرکات و سکنات نہ کرو جب تک یہ غور و فکر نہ کرلو کہ حرکت کیوں کر رہے ہو؟ اور تمہاری نیت کیا ہے؟ اور اس کے سبب تم دنیا میں سے کیا پاؤ گے؟ اور آخرت میں سے کیا گنواؤ گے؟ اور تم دنیا کو آخرت پر ترجیح کیوں دیتے ہو؟ اگر جانو کہ اس کا باعث صرف دین ہے تو جس کام کا خیال تمہارے دل میں آیا اسے کر گزرو ورنہ رک جاؤ اور کسی کام کو ترک کرنے میں بھی اپنے دل کی نگرانی کرو کیونکہ ترکِ فعل بھی ایک کام ہے اور اس کے لئے بھی درست نیت کا ہونا ضروری ہے اس لئے ترکِ فعل کا سبب پوشیدہ خواہش نہیں ہونی چاہئے جس پر اطلاع نہیں ہوا کرتی اور ظاہری امور اور نیکیوں کی شہرت تمہیں ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے، اسرار میں خوب غور کرو تاکہ دھوکا کھانے والوں کے درجے سے نکل جاؤ۔

صاحِبِ بصیرت کون؟

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا زکریاعَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنے ہاتھ کی کمائی ہی سے کھاتے تھے۔ چنانچہ ایک بار اُجرت پر گارے سے کسی کی دیوار بنارہے تھے،اس نے ایک روٹی آپ کی خدمت میں پیش کی،(آپ کھارہے تھے کہ اسی دوران)کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے انہیں کھانے کی دعوت نہ دی حتّٰی کہ کھاکر فارغ ہوگئے،لوگوں کو بڑا تعجب ہوا،کیونکہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی سخاوت وزہد بہت مشہور تھا،اس لئے انہوں نے سمجھا کہ شریکِ طعام کرنا بہتر ہے تو حضرت سیِّدُنا زکریاعَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: میں اُجرت پر کسی کا کام کر رہا ہوں،انہوں نے مجھے ایک روٹی دی تاکہ مجھے ان کے کام پر قوت حاصل ہو،لہٰذا اگر تم بھی میرے ساتھ مل کر کھالیتے تو نہ تمہیں کفایت کرتا نہ مجھے اور میں ان کا کام کرنے سے عاجز رہتا۔

توصاحِبِ بصیرت شخص اس طرح **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نور سے باطن کو دیکھتا ہے کیونکہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کا کام کرنے سے عاجز ہونا فرض کی ادائیگی میں نقصان تھا اور کھانے کی دعوت نہ دینا نفل کا نقصان اور نوافل کو فرائض کے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کھانا تناول فرمارہے تھے، آپ نے مجھ سے کوئی کلام نہ کیا حتّٰی کہ کھانے سے فارغ ہوگئے پھر فرمایا: اگر میں

Go To Index

نے یہ کھانا قرض کے بدلے نہ لیا ہوتا تو میں ضرور پسند کرتا کہ تم اس میں سے کھاؤ۔

دَو گُناہ:

حضرت سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جو شخص کسی کو کھانے کی دعوت دے حالانکہ اسے کھلانا نہیں چاہتا، اگر وہ اس کی دعوت قبول کر کے کھالے تو دعوت دینے والے پر دو گناہ ہوں گے اور اگر نہ کھائے تو اس پر ایک گناہ ہے۔

ایک گناہ سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی مراد نفاق جبکہ دوسرا گناہ یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو ایسے کام پر برانگیختہ کیا کہ اگر وہ جان لیتا تو ضرور اسے ناپسند کرتا۔

پس بندے کو چاہیئے کہ اس طرح اپنے تمام اعمال میں نیت تلاش کرے، لہٰذا کسی کام کا کرنا، نہ کرنا نیت کے بغیر نہ ہو اگر اس وقت نیت حاضر نہ ہو تو توقُّف کرے کیونکہ نیت تحتِ اختیار نہیں ہے۔

پانچویں فصل: نِیَّت کے غَیرِ اِخْتِیاری ہونے کا بیان

جان لیجئے کہ ہم نے نیتوں کے اچھا اور زیادہ ہونے کے بارے میں جو وصیت ذکر کی ہے جاہل شخص جب اس کے ساتھ یہ فرمانِ مصطفٰے "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے[177]" سنتا ہے تو تدریس (پڑھانے) یا تجارت کرنے یا کھانے کے وقت اپنے دل میں کہتا ہے: "میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے پڑھانے یا تجارت کرنے یا کھانے کی نیت کرتا

177... بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ، ۱ / ۵، حدیث: ۱

ہوں۔ ''اور سمجھتا ہے کہ یہ نیت ہے مگر افسوس یہ تو حدیثِ نفس یا زبانی کلام یا فکر یا ایک خیال سے دوسرے خیال کی طرف انتقال ہے اور نیت ان سب سے کوسوں دور ہے کیونکہ نیت تو نام ہے **نفس کا کسی چیز کی طرف برانگیختہ، متوجہ اور مائل ہونا** جس میں اس کی فوری یا بدیر کوئی غرض ظاہر ہو۔

تو جب نفس کا میلان نہیں ہو گا تو صرف ارادے سے فعل کا ایجاد اور اکتساب ممکن نہیں بلکہ یہ ایسا ہی ہو گا جیسے کوئی شکم سیر آدمی کہے: '' میں خواہشِ طعام اور اس کی طرف میلان کی نیت کرتا ہوں۔'' یا کوئی عشق سے خالی شخص کہے: ''میں فلاں شخص سے عشق و محبت کرنے اور اسے اپنے دل سے عظیم سمجھنے کی نیت کرتا ہوں۔'' یہ بات محال ہے۔ بلکہ دل کا کسی چیز کی طرف پھرنا اور اس کی طرف مائل اور متوجہ ہونا اسی وقت ہو سکتا ہے جب اس کے اسباب کا حصول ہو اور اسباب پر کبھی قدرت ہوتی ہے اور کبھی نہیں اور نفس کسی غرض کی وجہ سے ہی فعل کی طرف اُبھرتا ہے جو اس کے موافق اور مناسب ہوتی ہے اور جب تک انسان یہ اعتقاد نہیں کر لیتا کہ اس کی غرض فلاں فعل کے ساتھ وابستہ ہے تب تک اپنا قصد اس فعل کی طرف متوجہ نہیں کرتا اور یہ ایسی بات ہے کہ جس کے اعتقاد پر وہ ہر وقت قادر نہیں ہوتا اور اگر اعتقاد ہو تو دل اسی وقت متوجہ ہو گا جب یہ فارغ ہو اور اس سے بڑھ کر کسی اور قوی غرض میں مشغول نہ ہو اور یہ بات بھی ہر وقت ممکن نہیں ہوتی اور رغبت دلانے والی اور پھیرنے والی چیزوں کے بہت سے اسباب ہوتے ہیں جن سے وہ جمع ہو جاتے ہیں اور یہ اجتماع اشخاص، احوال اور اعمال کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً: اگر نکاح کی شہوت بندے پر غالب ہو اور اولاد ہونے کے حوالے سے کسی دینی یا دنیاوی غرضِ صحیحہ کا اعتقاد نہ ہو تو وہ حصولِ اولاد کی نیت سے جماع نہیں کر سکے گا بلکہ صرف قضائے شہوت کی نیت سے جماع کر سکے گا کیونکہ نیت تو غرضِ مطلوب کا نام ہے اور اس کی غرض صرف شہوت ہے تو اولاد کی نیت کیسے کرے گا؟ اسی طرح اگر اس کے دل پر یہ غالب نہ ہو کہ سُنَّتِ نکاح کی ادائیگی اِتّباعِ رسول کی وجہ سے ہے جس سے ثواب زیادہ ملتا ہے تو نکاح سے اِتّباعِ سُنَّت کی نیت نہیں کر سکے گا زبان یا دل سے کہنا تو محض حدیث نفس یا زبانی کلام ہے نہ کہ نیت۔ ہاں! اس نیت کے حصول کا ایک طریقہ ہے وہ یہ کہ پہلے شریعت پر اپنا ایمان پختہ کرے اور اس بات پر ایمان قوی کرے کہ جو شخص اُمَّتِ محمدیہ میں اضافہ کی کوشش کرتا ہے اسے زیادہ ثواب ملتا ہے اور بچے سے نفرت دلانے والی تمام چیزیں جیسے بچے کی پرورش اور اس کا بوجھ وغیرہ اپنے دل سے نکال دے، تو جب وہ اس طرح کر لے گا تو ہو سکتا ہے کہ اس کے دل میں ثواب کی خاطر اولاد کی رغبت پیدا ہو اور وہ رغبت اسے حرکت دے اور یوں اس کے اعضاء عقدِ نکاح کے لئے متحرک ہو جائیں تو جب دل پر غالب غرض کی وجہ سے قبولِ عقد کے لئے زبان کو حرکت دینے والی قوت برانگیختہ ہو جائے تو وہ نکاح کی نیت کرنے والا ہو گا اور اگر ایسا نہ ہو تو جو وہ اپنے نفس میں سوچتا اور دل میں بار بار کہتا ہے کہ میرا اولاد کا قصد ہے وہ وسوسہ اور بکواس ہے اسی وجہ سے کئی سَلَف صالحین نیت نہ ہونے کی وجہ سے بعض افعالِ خیر سے رک جاتے اور فرماتے: اس فعل سے متعلق ہماری کوئی نیت مستحضر نہیں۔ چنانچہ

Go To Index

اسلاف کرام بغیر نیت کے کوئی بھی کام نہ کرتے تھے

☆... منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا امام محمد بن سیرین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن نے حضرت سیِّدُنا امام حسن بَصْرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی (پوچھنے پر) فرمایا: میرے دل میں نیت حاضر نہ تھی۔

☆... ایک بزرگ نے اپنی زوجہ سے کنگھی لانے کو کہا وہ بالوں میں کنگھی کرنا چاہتے تھے تو زوجہ محترمہ نے عرض کی: آئینہ بھی لے آؤں؟ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا: ہاں! (وہ بھی لے آؤ)۔ سکوت کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: کنگھی کی تو میری نیت تھی لیکن آئینہ دیکھنے کی نہیں تھی اس لئے میں نے توقف کیا یہاں تک کہ اس کی نیت بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دل میں پیدا فرمادی۔

☆... حضرت سیِّدُنا حماد بن سلیمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان کا انتقال ہوا جو عُلَمائے کوفہ میں سے تھے تو کسی نے حضرت سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی سے کہا: آپ ان کے جنازے میں تشریف کیوں نہیں لے جاتے؟ فرمایا: اگر میری نیت ہوتی تو ضرور جاتا۔

☆... اسلاف میں سے جب کسی ایک سے اعمالِ خیر کے بارے میں عرض کی جاتی تو فرماتے: اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نیت عطا فرمائے گا تو ضرور کریں گے۔

☆... حضرت سیِّدُنا طاؤس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نیت کے بغیر حدیث بیان نہیں فرماتے تھے۔ آپ سے حدیث بیان کرنے کا کہا جاتا لیکن آپ بیان نہ کرتے اور بعض اوقات بغیر مطالبے کے حدیث بیان کرنا شروع کر دیتے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں بغیر نیت کے حدیث بیان کروں؟ جب میری نیت مستحضر ہوتی ہے تو میں حدیث بیان کر دیتا ہوں۔

☆... منقول ہے کہ ابو سلیمان داود بن مُحَبَّر نے جب "کتابُ العَقْل" تصنیف کی تو حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَوَّل اس کے پاس تشریف لائے اور کتاب طلب فرمائی، اس میں سے ایک آدھ صفحہ دیکھ کر کتاب واپس کر دی، تو اس نے کہا: کیا ہوا؟ فرمایا: اس میں ضعیف اسناد ہیں۔ داود بن مُحَبَّر نے کہا: میں نے یہ اسناد کے اعتبار سے تصنیف نہیں کی، آپ اسے امتحان کی نظر سے دیکھیں میں نے تو اسے عمل کی نظر سے دیکھا اور نفع اٹھایا۔ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَوَّل نے فرمایا: کتاب واپس لاؤ تاکہ میں بھی اسے اس

نظر سے دیکھوں جس نظر سے تم نے دیکھا ہے۔ چنانچہ آپ نے کتاب لی اور کافی دیر تک وہاں ٹھہرے رہے پھر فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے! بے شک میں نے اس کتاب سے فائدہ اٹھایا۔

☆... حضرت سیِّدُنا طاؤس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے کسی نے عرض کی: ہمارے لئے دعا فرمادیں۔ تو آپ نے فرمایا: اس وقت نیت مستحضر نہیں جب حاضر ہوگی تو دعا کر دوں گا۔

☆... ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں ایک مہینے سے ایک شخص کی تیمار داری کے لئے نیت تلاش کر رہا ہوں جو ابھی تک درست نہیں ہوئی۔

☆... عیسٰی بن کثیر فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا میمون بن مہران عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان کے ساتھ چلا پس جب وہ اپنے مکان کے دروازے پر پہنچے میں واپس لوٹنے لگا تو ان کے بیٹے نے کہا: آپ انہیں رات کا کھانا پیش نہیں کریں گے؟ انہوں نے فرمایا: اس وقت میری نیت نہیں ہے۔

یہ اس لئے کہ نیت نظر کے تابع ہوتی ہے تو جب نظر بدلتی ہے نیت بھی تبدیل ہو جاتی ہے اور اسلاف نیت کے بغیر کوئی بھی کام کرنا روا نہیں سمجھتے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ نیت عمل کی روح ہے اور نِیَّتِ صادِقہ (سچی نیت) کے بغیر عمل ریا اور تکلُّف ہے اور یہ (یعنی ریا و تکلُّف والا عمل) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دوری کا سبب ہے نہ کہ قُرب کا۔ وہ جانتے تھے کہ نیت یہ نہیں کہ کوئی شخص اپنی زبان سے کہے: "میں نے نیت کی۔" بلکہ نیت تو دل کے اُبھار کا نام ہے جو مددِ الٰہی کے قائم مقام ہے بعض اوقات اس کا حصول آسان ہوتا ہے اور بعض اوقات مشکل، البتہ جس کے دل پر دین اور آخرت کا غلبہ ہو اس پر اکثر اوقات امورِ خیر کے لیے نیت کو حاضر کرنا آسان ہوتا ہے کیونکہ اس کا دل کسی نہ کسی طرح اَصْلِ خیر کی طرف مائل رہتا ہے اس لئے وہ عام طور پر دوسرے نیک اعمال کی طرف بھی اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور جس کا قلبی میلان دنیا کی طرف ہو اور اس پر دنیا غالب ہو اسے یہ حالت میسر نہیں ہوتی بلکہ فرائض میں بھی بڑی محنت اور کوشش کے ساتھ اسے یہ نیت میسر ہوتی ہے اور زیادہ سے زیادہ اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ جہنم کو یاد کرتا ہے اور اپنے نفس کو اس کے عذاب سے ڈراتا ہے یا جنتی نعمتوں کو یاد کر کے اپنے نفس کو ان میں رغبت دلاتا ہے، ایسی صورت میں بعض اوقات ایک کمزور سا اِرادہ اُبھرتا ہے تو اسے اپنی رغبت و نیت کے مطابق ہی ثواب ملتا ہے۔

Go To Index

سب سے اعلیٰ نیت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کو عبادت کا مستحق سمجھ کر تعظیمِ الٰہی کی نیت سے عبادت کرنے کا جہاں تک تعلق ہے تو ایسی عبادت دنیا میں راغب شخص کو میسر نہیں ہوتی اور یہ نیت سب سے اعلیٰ اور کم یاب ہے، اس پر عمل کرنا تو دور کی بات روئے زمین پر بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس نیت کو سمجھ سکیں۔

عبادت میں لوگوں کی نیتیں مختلف ہیں:

بعض لوگ خوف وڈر کے باعث عمل کرتے ہیں کیونکہ وہ جہنم کی آگ سے ڈرتے ہیں اور بعض امید کے باعث یعنی جنت کی رغبت میں عمل کرتے ہیں یہ نیت اگرچہ اس نیت کی بنسبت کم درجہ رکھتی ہے جس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت محض اس کی ذات کی تعظیم اور جلال کے قصد سے ہو اس کے علاوہ کوئی اور نیت نہ ہو لیکن اس کے باوجود یہ درست نیتوں میں سے ہے کیونکہ یہ اس چیز کی طرف میلان ہے جس کا آخرت میں وعدہ دیا گیا ہے اگرچہ وہ چیز اس جنس میں سے ہے جس سے دنیا میں الفت ومحبت ہوا کرتی ہے، انسان پر سب شہوتوں سے زیادہ شرم گاہ اور پیٹ کی شہوت غالب ہوتی ہے اور اس خواہش کی تکمیل کی جگہ جنت ہے تو جنت کے لئے عمل کرنے والا گویا اپنے پیٹ اور شرم گاہ کے لئے عمل کرتا ہے جیسے بُرا مزدور (کہ اسے دیا جائے تو کام کرے، نہ دیا جائے تو نہ کرے) ایسے شخص کا درجہ بھولے بھالے اور سادہ لوگوں کا سا درجہ ہوگا اور وہ اپنے عمل سے اس درجے کو پالے گا کیونکہ اکثر اہلِ جنت بھولے بھالے ہوں گے۔[178]

اہلِ عقل کی عبادت:

لیکن عقل والوں کی عبادت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر وفکر سے تجاوز نہیں کرتی اس لئے کہ وہ اس ذات کے جمال وجلال سے محبت کرتے ہیں، اعمال تو اس محبت اور ذکر وفکر کی تاکید وتائید کے لئے ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کا درجہ اس سے بہت بلند ہے کہ جنت میں نکاح اور کھانے کی چیزوں کی طرف التفات کریں کیونکہ ان کا مقصود جنت نہیں تھا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں صرف اس کی رضا چاہتے اور

178... شعب الایمان، باب التوکل باللہ والتسلیم، ۲/ ۱۲۵، حدیث:۱۳٦٦

Go To Index

لوگوں کو ان کی نیتوں کے مطابق ثواب ملے گا اس لئے یقیناً یہ لوگ دیدارِ باری تعالیٰ سے لطف اندوز ہوں گے اور حوروں کی طرف التفات کرنے والوں پر ہنسیں گے جس طرح حوروں کی طرف دیکھنے والے ان لوگوں پر ہنسیں گے جو مٹی سے بنی ہوئی تصویروں کو دیکھ کر لطف اٹھاتے ہیں، بلکہ اس سے بھی زیادہ ہنسیں گے کیونکہ جمالِ باری تعالیٰ اور حوروں کے جمال کے درمیان تفاوُت اس سے بھی کہیں زیادہ ہے جو تفاوُت حوروں کے جمال اور مٹی کی تصویروں کے درمیان ہے، بلکہ چوپایہ صِفَت نُفُوس کا شہوت کی تکمیل کے لئے خوبصورت چہروں والی حوروں کو بڑا سمجھنا اور جمالِ وجہِ الٰہی سے اعراض کرنا ایسے ہی ہے جیسے **خُنْفُساء** (گوبر کا کیڑا) اپنے جوڑے (یعنی ساتھ رہنے والے) کو بڑا سمجھتا اور اس سے مانوس ہوتا ہے اور عورتوں کے جمال کی طرف دیکھنے سے اعراض کرتا ہے تو اکثر دلوں کا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے جمال اور جلال کو دیکھنے سے اندھا ہونا ایسا ہی ہے جیسے **خُنْفُساء** عورتوں کا جمال دیکھنے سے اندھا ہے، اسے اس بات کی بالکل خبر نہیں اور نہ ہی اس کی طرف التفات ہے اگر اسے عقل ہوتی اور اس کے سامنے عورتوں کے جمال کو بیان کیا جاتا تو وہ ضرور ان لوگوں کی عقل کو داد دیتا جو ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے سچ فرمایا ہے:

وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ(۱۱۸) (پ۱۲، ھود: ۱۱۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ(۵۳) (پ۱۸، المؤمنون: ۵۳) ترجمۂ کنزالایمان: ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اس پر خوش ہے۔

ایک جگہ فرمایا:

وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ (پ۱۲، ھود: ۱۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور لوگ اسی لئے بنائے ہیں۔

بایزید بِسطامی صرف میرا طالب ہے:

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا احمد بن خَضْرَوَیہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه خواب میں دیدارِ باری تعالیٰ[179] سے

179... دنیا کی زندگی میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا دیدار نبی صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم کے لیے خاص ہے اور آخرت میں ہر سُنّی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع۔ رہا قلبی دیدار یا خواب میں، یہ دیگر انبیا عَلَیْهِمُ السَّلَام بلکہ اولیا کے لیے بھی حاصل ہے۔ ہمارے امام اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کو خواب میں سو ۱۰۰ بار زیارت ہوئی۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱، ۱/ ۲۰)

Go To Index

مشرف ہوئے تو **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے ان سے ارشاد فرمایا: ''سب لوگ مجھ سے جنت مانگتے ہیں سوائے بایزید بسطامی کے کہ وہ صرف میرا طالب ہے۔'' اور حضرت سیِّدُنا بایزید بِسطامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی خواب میں دیدارِ باری تعالیٰ سے مشرف ہوئے تو عرض کی: مولا! تیری طرف آنے کا راستہ کیا ہے؟ تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: اپنے نفس کو چھوڑ اور میری طرف آجا۔

سب سے بڑا خسارہ:

حضرت سیِّدُنا ابو بکر شِبْلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کو وصال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَافَعَلَ اللہُ بِکَ یعنی **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو انہوں نے جواب دیا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کسی دعوٰی پر مجھ سے دلیل طلب نہیں کی سوائے ایک بات کے وہ یہ کہ میں نے ایک دن کہا تھا: جنت کے خسارے سے بڑھ کر کون سا خسارہ ہے؟ تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: میرے دیدار کے خسارے سے بڑھ کر کون سا خسارہ ہو گا؟

نفل افضل ہے یا مباح؟

غرضیکہ نیتوں کے درجات میں تفاوت ہے اور جس کے دل پر ان میں کسی ایک کا غلبہ ہوتا ہے تو بعض اوقات اس کو دوسری نیت کی طرف پھرنا آسان نہیں ہوتا اور ان حقائق کی معرفت ایسے اعمال وافعال کا سبب بنتی ہے کہ فقہائے ظاہر بھی ان کا انکار نہیں کرتے۔ پس ہم کہتے ہیں: جس کی نیت مباح کام میں موجود ہو لیکن نفل میں موجود نہ ہو تو اس کے حق میں مباح افضل ہے اور فضیلت اس کی طرف منتقل ہو جائے گی اور ایسی صورت میں نفل اس کے حق میں نقصان کا باعث ہو گا اس لئے کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

مثال:

مثال کے طور پر معاف کرنا بنسبت انتقام لینے کے افضل ہے اور بعض اوقات اس کی نیت انتقام لینے کی تو ہوتی ہے لیکن معاف کرنے کی نہیں ہوتی تو ایسی صورت میں انتقام اور بدلہ لینا افضل ہے۔ یا اس کی نیت کھانے پینے اور سونے کی ہے تا کہ اپنے نفس کو راحت پہنچائے اور مستقبل میں عبادت پر قُوت پائے جب کہ فِی الْوَقْت (نفل) نماز و روزے کی نیت نہیں ہے تو اس کے حق میں کھانا اور سونا افضل ہے، بلکہ اگر مسلسل

Go To Index

عبادت کرنے کی وجہ سے تھک جائے اور نَشاط باقی نہ رہے اور رغبت بھی کم ہو جائے اور جانتا ہو کہ اگر کچھ وقت کھیل کود یا گفتگو میں گزارے گا تو نشاط بحال ہو جائے گی تو ایسی صورت میں کھیلنا اس کے حق میں (نفل) نماز سے افضل ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: بے شک میں تھوڑے سے کھیل سے اپنے نفس کو راحت پہنچاتا ہوں اور یہ میرے لئے حق پر مددگار ثابت ہوتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَهُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: دلوں کو راحت پہنچایا کرو کیونکہ اگر ان سے زبردستی کوئی کام کروایا جائے گا تو یہ اندھے ہو جائیں گے۔

یہ وہ باریک نکات ہیں جنہیں جیِّد عُلَمائے کرام ہی سمجھ سکتے ہیں چھوٹے اور رَذِیْل (گھٹیا) قسم کے لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ بعض اوقات ماہر طبیب گرمی میں مبتلا شخص کا علاج گوشت سے کرتا ہے حالانکہ گوشت بھی گرم ہوتا ہے اور طِب سے ناواقف شخص اسے بعید از عقل سمجھتا ہے جبکہ طبیب یہ چاہتا ہے کہ پہلے اس کی قوت بحال ہو جائے تاکہ مریض گرمی کا علاج اس کی ضد کے ساتھ برداشت کر سکے۔ اسی طرح جو شخص شطرنج کھیلنے کا ماہر ہوتا ہے وہ بعض اوقات رخ اور گھوڑا بلا عوض چھوڑ دیتا ہے تاکہ اس حیلے کے ذریعے سے غلبہ پالے لیکن جو اس کھیل میں ماہر نہیں ہوتا وہ اس پر ہنستا اور تعجب کرتا ہے۔ اسی طرح جنگ کے داؤ پیچ جاننے والا شخص کبھی اپنے مدمقابل سے حیلہ بازی کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے تاکہ اپنے حریف کو تنگ جگہ کی طرف کھینچے اور موقع پا کر اس پر حملہ کر دے اور اس پر غلبہ پالے۔ اسی طرح **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے راستے پر چلنا بھی شیطان کے ساتھ لڑائی اور دل کا علاج کرنا ہے تو صاحِبِ بصیرت توفیق یافتہ شخص دورانِ سلوک باریک حیلے اختیار کرتا ہے جنہیں کم عقل لوگ بعید سمجھتے ہیں۔

اس سے پتا چلا کہ مرید کے لئے مناسب نہیں کہ جو بات وہ اپنے شیخ سے دیکھے اس پر دل میں انکار چھپائے رکھے اور نہ ہی طالِبِ علم کو چاہئے کہ اپنے اُستاد پر اعتراض کرے بلکہ اپنی بصیرت کی حد تک سمجھنے کی کوشش کرے اور ان کی جو بات اس کی سمجھ میں نہ آئے وہ اُنہی کے حوالے کر دے یہاں تک کہ اس پر اسرار منکشف ہو جائیں اس طرح کہ یہ ان کے رتبے کو پہنچ جائے اور ان کا مقام پالے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی اچھی توفیق دینے والا ہے۔

Go To Index

باب نمبر2: اخلاص، اس کی فضیلت، حقیقت اور اس کے درجات کا بیان

(اس میں پانچ فصلیں ہیں)

پہلی فصل: اِخلاص کی فضیلت

اخلاص کی فضیلت پر مشتمل چار فرامین باری تعالٰی:

(1)...

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ (پ۳۰،البینة:۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نِرے اسی پر عقیدہ لاتے۔

(2)...

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ (پ۲۳،الزمر:۳) ترجمۂ کنزالایمان: ہاں خالص اللہ کی بندگی ہے۔

(3)...

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ (پ۵،النسآء:۱۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: مگر وہ جنہوں نے توبہ کی اور سنورے (اپنی اصلاح کی) اور اللہ کی رسی مضبوط تھامی اور اپنا دین خالص اللہ کے لئے کر لیا۔

(4)...

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (۱۱۰) (پ۱۶،الکھف:۱۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

یہ آیتِ طیبہ اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے عمل کرے اور چاہے کہ اس پر اس کی تعریف کی جائے۔

Go To Index

اخلاص کی فضیلت پر مشتمل چھ فرامینِ مصطفےٰ:

(1)...ثَلَاثٌ لَّا یَغِلُّ عَلَیْھِنَّ قَلْبُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰہِ وَالنَّصِیْحَۃُ لِلْوُلَاۃِ وَلُزُوْمُ الْجَمَاعَۃِ یعنی تین باتیں ایسی ہیں جن پر بندۂ مومن کا دل خیانت نہیں کرتا(۱)...خالص اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے لئے عمل کرنا(۲)...حکمرانوں کی خیر خواہی اور (۳)...(مسلمانوں کی)جماعت کو لازم پکڑنا۔[180]

(2)... حضرت سیِّدُنا مُصْعَب بن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں:میرے والدِ ماجد حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو گمان ہوا کہ انہیں مال دار صحابہ پر فضیلت حاصل ہے تو مصطفےٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:اِنَّمَا نَصَرَاللہُ عَزَّوَجَلَّ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ بِضُعَفَآئِھَا وَدَعْوَتِھِمْ وَاِخْلَاصِھِمْ وَصَلَاتِھِمْ یعنی اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اس اُمَّت کی ان کے ناتوانوں،ان کی دعا،اخلاص اور نماز کے ذریعے مدد فرمائی ہے۔[181]

(3)... حضرت سیِّدُنا حسن بَصْری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:اَلْاِخْلَاصُ سِرٌّ مِّنْ سِرِّیْ اِسْتَوْدَعْتُہٗ قَلْبَ مَنْ اَحْبَبْتُہٗ مِنْ عِبَادِیْ یعنی اخلاص میرے رازوں میں سے ایک راز ہے جس کو میں اپنے محبوب بندوں کے دلوں میں ودیعت رکھتا ہوں۔[182]

(4)...امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: قِلَّتِ عمل کی فکر نہ کرو بلکہ قبولیَّتِ عمل کی فکر کرو کیونکہ حضور نبیِّ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا:''اَخْلِصِ الْعَمَلَ یُجْزِئْکَ مِنْہُ الْقَلِیْلُ یعنی اخلاص کے ساتھ عمل کرو کہ اخلاص کے ساتھ تھوڑا عمل بھی تمہیں کافی ہو گا۔''[183]

(5)... مَا مِنْ عَبْدٍ یَخْلُصُ لِلّٰہِ الْعَمَلَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اِلَّا ظَھَرَتْ یَنَابِیْعُ الْحِکْمَۃِ مِنْ قَلْبِہٖ عَلٰی لِسَانِہٖ یعنی جو بندہ 40دن خالص رضائے الٰہی کے لئے عمل کرتا ہے تو اس کے دل سے اس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔[184]

180... سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب من بلغ علما، ۱/ ۱۵۱، حدیث:۲۳۰

181... نسائی، کتاب الجھاد، باب الستنصار بالضعیف، ص۵۱۸، حدیث:۳۱۷۵

182... فردوس الاخبار، ۲/ ۱۴۵، حدیث:۴۵۳۹

183... نوادر الاصول، الاصل السادس، ۱/ ۴۴، حدیث:۴۵، بتغیرقلیل

184... الزھد لابن المبارک، باب فضل ذکر اللہ، ص۳۵۹، حدیث:۱۰۱۴

Go To Index

عالِم، سخی اور شہید کا اَنجام:

(6)...بروزِ قیامت سب سے پہلے تین قسم کے لوگوں سے سوال ہوگا: ایک وہ شخص ہوگا جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے علم عطا کیا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے ارشاد فرمائے گا: تونے جو علم سیکھا اس سے کیا کیا؟ تو وہ عرض کرے گا: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں نے دن رات اس کے مطابق عمل کیا۔ تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: تونے جھوٹ بولا، فِرِشتے بھی کہیں گے کہ تونے جھوٹ بولا بلکہ تیری نیت یہ تھی کہ لوگ کہیں فلاں شخص عالِم ہے، خبردار! بے شک وہ کہہ لیا گیا۔ دوسرا وہ شخص ہوگا جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مال عطا کیا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے ارشاد فرمائے گا: میں نے تم پر انعام کیا تو تم نے کیا کیا؟ بندہ عرض کرے گا: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں نے دن رات اس میں سے صدقہ کیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: تونے جھوٹ کہا، فِرِشتے بھی کہیں گے کہ تونے جھوٹ کہا بلکہ تیری نیت یہ تھی کہ تجھے سخی کہا جائے، خبردار! بے شک وہ کہہ لیا گیا۔ تیسرا شخص وہ ہوگا جسے راہِ خُدا میں قتل کیا گیا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے اشاد فرمائے گا: تونے کیا کیا؟ وہ کہے گا: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھے جہاد کا حکم دیا گیا تو میں نے جہاد کیا یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: تونے جھوٹ بولا، فِرِشتے بھی کہیں گے کہ تونے جھوٹ بولا بلکہ تیری نیت یہ تھی کہ لوگ تجھے بہادر کہیں، خبردار! بے شک وہ کہہ لیا گیا۔ حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: پھر رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میری ران پر ایک خط کھینچ کر فرمایا: اے ابوہریرہ! بروزِ قیامت سب سے پہلے اِنہی لوگوں پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔[185]

اس حدیث کے راوی حضرت سیِّدُنا ناتِل بن قَیس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا امیرِ مُعاوِیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ حدیث بیان کی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اتنا روئے قریب تھا کہ آپ کا دم نکل جاتا۔ پھر فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے سچ فرمایا:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ

ترجمۂ کنزالایمان: جو دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو ہم اس

185... مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء والسمعۃ استحق النار، ص۱۰۵۵، حدیث:۱۹۰۵

سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی الریاء والسمعۃ، ۴/ ۱۶۹، حدیث:۲۳۸۹

المستدرك، کتاب الجہاد، باب سبب نزول آیۃ: فمن کان یرجو لقاء ربہ، ۲/ ۴۴۲، حدیث:۲۵۷۴

Go To Index

اِلَیۡهِمۡ اَعۡمَالَهُمۡ فِیۡهَا وَ هُمۡ فِیۡهَا لَا یُبۡخَسُوۡنَ (۱۵) (پ۱۲،ھود:۱۵)

میں ان کا پورا پھل دے دیں گے اور اس میں کمی نہ دیں گے۔

حکایت: عابد اور شیطان

منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس نے طویل عرصہ تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی، اس کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے: فلاں قوم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا ایک درخت کی پوجا کرتی ہے۔ یہ سن کر وہ غصے میں آگیا اور اپنا کلہاڑا کاندھے پر رکھ کر درخت کاٹنے کے ارادے سے چل پڑا، راستے میں اسے ایک شیخ کے روپ میں شیطان ملا اور پوچھنے لگا: کہاں کا ارادہ ہے؟ عابد نے کہا: فلاں درخت کو کاٹنے جارہا ہوں۔ شیطان کہنے لگا: تجھے اس سے کیا غرض؟ تو اپنی عبادت چھوڑ کر دوسرے معاملات میں کیوں پڑتا ہے؟ عابد نے کہا: یہ بھی میری عبادت ہے۔ شیطان نے کہا: میں تجھے ہرگز یہ درخت نہیں کاٹنے دوں گا۔ چنانچہ دونوں لڑ پڑے، عابد نے اسے پکڑ کر زمین پر دے مارا اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ شیطان نے کہا: مجھے چھوڑ دو میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ عابد نے اسے چھوڑ دیا۔ شیطان اس سے کہنے لگا: اے فلاں! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھ سے یہ چیز ساقط کی ہے تجھ پر فرض نہیں کی، نہ تو تُو اس درخت کی عبادت کرتا ہے اور نہ ہی دوسروں کا گناہ تجھ پر ہوگا، روئے زمین پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بے شمار انبیا ہیں، اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ چاہتا تو انہیں ان کی طرف بھیج دیتا اور انہیں درخت کاٹنے کا حکم دیتا۔ عابد نے کہا: میں اسے ضرور کاٹوں گا۔ دونوں پھر لڑ پڑے، عابد اس پر غالب آگیا اور اسے پچھاڑ کر اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا، جب ابلیس عاجز آگیا تو اس نے کہا: میرے پاس تیرے لئے ایک تجویز ہے جس سے میرے اور تیرے درمیان فیصلہ ہو جائے گا اور وہ تیرے لئے زیادہ بہتر اور نفع بخش ہے۔ عابد نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ کہا: مجھے چھوڑ دو پھر بتاؤں گا۔ عابد نے اسے چھوڑ دیا تو شیطان بولا: تم فقیر و حاجت مند ہو، تمہارے پاس کچھ نہیں، تم لوگوں پر بوجھ ہو، لوگ تمہاری خبر گیری کرتے ہیں، تم چاہتے ہوگے کہ تم اپنے بھائیوں سے اچھا سلوک کرو، پڑوسیوں کی غم خواری کرو، خود سیر ہو کر کھاؤ اور لوگوں سے بے نیاز ہو جاؤ۔ عابد نے کہا: ہاں! یہ بات تو ہے۔ شیطان نے کہا: تم درخت کاٹنے کا ارادہ چھوڑو اور واپس چلے جاؤ، میں ہر رات تمہارے سرہانے دو دینار رکھ دیا کروں گا، جب صبح اٹھو تو انہیں اٹھا لینا، اپنے اور اپنے اہل

Go To Index

وعیال پر خرچ کرنا، اپنے بھائیوں پر صدقہ کرنا، یہ تمہارے اور مسلمانوں کے لئے درخت کاٹنے سے زیادہ مفید ہے کہ درخت کاٹنے سے ان لوگوں کو کوئی نقصان نہ ہوگا نہ ہی تمہارے مسلمان بھائیوں کو کوئی فائدہ ہوگا کیونکہ اس کی جگہ دوسرا درخت لگا دیا جائے گا۔ عابد نے شیطان کی بات میں غور و فکر کیا اور (دل ہی دل میں) کہنے لگا: اس نے سچ کہا، میں کوئی نبی نہیں ہوں کہ مجھ پر اسے کاٹنا لازم ہو اور نہ ہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اسے کاٹنے کا حکم دیا ہے کہ میں اس پر عمل نہ کرنے سے گناہ گار ہو جاؤں گا اور جو کچھ اس شیخ نے کہا ہے اس میں زیادہ نفع ہے۔ چنانچہ عابد نے شیطان سے اس عہد و پیمان پر قسم لے لی اور اپنے عبادت خانے کی طرف لوٹ آیا، صبح ہوئی تو دیکھا کہ اس کے سرہانے دو دینار رکھے ہوئے ہیں۔ اس نے انہیں اٹھالیا، دوسرے دن بھی اسی طرح ہوا لیکن تیسرے دن اسے کچھ نہ ملا تو وہ غصے میں آگیا اور کلہاڑا کاندھے پر رکھ کر درخت کی طرف چل دیا، راستے میں پھر شیطان شیخ کی صورت میں اس سے ملا اور پوچھا: کہاں جارہے ہو؟ عابد نے کہا: اس درخت کو کاٹنے جارہا ہوں۔ شیطان نے کہا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم جھوٹ بولتے ہو، تم اس پر قادر نہیں اور نہ اس کام کو کرسکتے ہو۔ چنانچہ عابد نے اسے پکڑ کر پہلے کی طرح گرانا چاہا تو شیطان نے کہا: اب ایسا نہیں ہوسکتا۔ پھر شیطان نے اسے پکڑ کر پچھاڑ دیا، اب وہ عابد شیطان کے سامنے چڑیا کی طرح تھا، ابلیس لعین اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا اور کہنے لگا: اپنے اس ارادے سے باز آجاؤ ورنہ تمہیں جان سے ماردوں گا۔ عابد نے جب اپنے آپ کو بے بس پایا تو اس سے کہا: اے فلاں! مجھے چھوڑ دے اور یہ بتا کہ تو مجھ پر کیسے غالب آگیا؟ حالانکہ پہلی مرتبہ میں تجھ پر غالب آگیا تھا۔ شیطان نے کہا: پہلی مرتبہ تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے غصہ آیا تھا اور تیری نیت آخرت کی تھی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے تیرے ہاتھوں مغلوب کر دیا جب کہ اس مرتبہ تجھے اپنی ذات اور دنیا کے لئے غصہ آیا تو میں نے تجھے پچھاڑ دیا۔ یہ حکایت اس فرمانِ باری تعالیٰ کی تصدیق کرتی ہے:

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ (۸۳) (پ۲۳، ص: ۸۳) ترجمۂ کنزالایمان: مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔

کیونکہ بندہ اخلاص کے ذریعے ہی شیطان سے بچ سکتا ہے۔

اخلاص کی فضیلت پر مشتمل بزرگانِ دین کے 18 اقوال وحکایات:

(1)... حضرت سیّدُنا معروف کرخی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی خود کو مارتے ہوئے کہتے: اے نفس! خالص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ

Go To Index

کے لئے عمل کرتا کہ شیطان کے مکر و فریب سے بچ جائے۔

مخلص کون؟

(2)...حضرت سیِّدُنا یعقوب مکفوف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو ایسے چھپائے جیسے اپنے گناہوں کو چھپاتا ہے۔

(3)...حضرت سیِّدُنا ابو سیلمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرتے ہیں: سعادت مند ہے وہ شخص جس کا ایک قدم بھی صحیح ہو جائے کہ اس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی اور کی نیت نہ ہو۔

(4)...امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف مکتوب بھیجا: جس کی نیت خالص ہوتی ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ان امور میں کفایت کرتا ہے جو اس کے اور لوگوں کے مابین ہوتے ہیں۔

(5)...ایک وَلِیُّ اللہ نے اپنے بھائی کو لکھا: اپنے عمل میں اخلاص پیدا کرو (کہ اخلاص کے ساتھ کیا جانے والا) تھوڑا عمل بھی تمہیں کافی ہو گا۔

(6)...حضرت سیِّدُنا ایوب سختیانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: عمل کرنے والوں پر سب اعمال سے زیادہ سخت عمل نیت کو خالص کرنا ہے۔

(7)...حضرت سیِّدُنا مُطَرِّف بن عبد اللہ بن شِخِّیر عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَدِیْر فرماتے ہیں: جس کے عمل میں اخلاص ہو اس کے لئے ویسا ہی اجر ہو گا اور جس کے عمل میں اختلاط (ملاوٹ) ہو اس کے لئے اجر بھی ویسا ہی ہو گا۔

حکایت: گدھا اور بلی

(8)...منقول ہے کہ ایک بزرگ کو بعدِ وفات خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: آپ نے اپنے اعمال کو کیسا پایا؟ انہوں نے جواب دیا: جو عمل بھی میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے کیا تھا اسے دفترِ اعمال میں پایا یہاں تک کہ انار کا ایک دانہ جو میں نے راستے سے ہٹا دیا تھا اور ہماری ایک بلی جو مر گئی تھی اسے بھی میں نے نیکیوں کے پلڑے میں دیکھا، میری ٹوپی میں ریشم کا ایک دھاگا تھا جسے میں نے گناہوں کے پلڑے میں دیکھا اور میرا ایک گدھا مر گیا تھا جس کی قیمت 100 دینار تھی میں نے اس کا ثواب نہ پایا تو عرض کیا: بلی کا مرنا تو نیکیوں کے پلڑے میں ہے

Go To Index

لیکن گدھے کا مرنا اس میں نہیں؟ تو مجھ سے کہا گیا کہ اسے وہاں بھیج دیا گیا ہے جہاں تم نے اسے بھیجا تھا کیونکہ جب تمہیں اس کے مرنے کی خبر ملی تھی تو تم نے اس پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی لعنت کی تھی اس وجہ سے گدھے میں تمہارا ثواب باطل ہو گیا اگر تم اس طرح کہتے "فِیْ سَبِیْلِ اللہ" تو ضرور اس کا ثواب بھی نیکیوں کے پلڑے میں پاتے۔

ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا: ایک دن میں نے لوگوں کے سامنے صدقہ دیا تو لوگوں کا میری طرف دیکھنا مجھے اچھا لگا تو میں نے نہ اس کا ثواب پایا اور نہ گناہ۔

حضرت سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے جب یہ واقعہ سنا تو فرمانے لگے: ان کا حال کتنا اچھا ہوا کہ نہ ثواب ملا اور نہ ان پر گناہ ہوا ان کے ساتھ تو اچھا سلوک کیا گیا ہے۔

(9)...حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: اخلاص عمل کو عیوب سے اس طرح جدا کر دیتا ہے جس طرح دودھ، گوبر اور خون سے جدا ہو کر نکلتا ہے۔

حکایت: اخلاص کے ساتھ کی جانے والی دعا قبول ہوگئی

(10)...منقول ہے کہ ایک شخص عورتوں کی شکل وصورت بنا کر نکلتا اور جہاں شادی یا مرگ کی وجہ سے عورتیں جمع ہوتیں وہاں جاتا، ایک دن اتفاق سے وہ عورتوں کے مجمع میں گیا وہاں کسی عورت کا ایک موتی چوری ہو گیا تو لوگوں نے شور مچایا کہ دروازہ بند کر دو تا کہ ہم تلاشی لیں، وہ ایک ایک کی تلاشی لے رہے تھے یہاں تک کہ اس شخص کی اور اس کے ساتھ ایک عورت کی باری آگئی، اس شخص نے اخلاص کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں دعا کی: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر آج میں اس رُسوائی سے بچ گیا تو آئندہ کبھی ایسا کام نہیں کروں گا۔ چنانچہ وہ موتی اس عورت کے پاس سے برآمد ہو گیا تو انہوں نے بآوازِ بلند کہا: ہمیں موتی مل گیا ہے اب عورتوں کی تلاشی نہ لی جائے۔

70 حج سے بڑھ کر:

(11)...ایک صوفی بزرگ فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا ابو عُبَیْد محمد بن حسان تُستَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے پاس کھڑا تھا، وہ عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ) کے دن عصر کے بعد اپنی زمین میں ہل چلا رہے تھے، اسی دوران ان

Go To Index

کا کوئی بھائی جو ابدال میں سے تھا ان کے پاس آیا اور ان کے کان میں کچھ سرگوشی کی تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: نہیں! تو وہ بادلوں کی طرح زمین کو چھوتا ہوا چلا گیا یہاں تک کہ میری نظروں سے غائب ہو گیا، میں نے عرض کی: اس نے آپ سے کیا کہا تھا؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: یہ مجھ سے پوچھ رہا تھا کہ میرے ساتھ حج کرو گے، میں نے کہا: نہیں۔ بزرگ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: آپ نے انکار کیوں کیا؟ تو حضرت ابو عبید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میری حج کی نیت نہیں بلکہ شام تک زمین کا کام پورا کرنے کی نیت تھی تو مجھے خوف ہوا کہ اگر اس کی خاطر حج کرنے اس کے ساتھ جاؤں تو کہیں غَضَبِ الٰہی کا شکار نہ ہو جاؤں کیونکہ اس طرح میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے کئے جانے والے عمل میں دوسری چیز داخل کر دیتا اس لئے جو کام میں کر رہا ہوں یہ میرے نزدیک 70 حج سے بڑھ کر ہے۔

حکایت: میں تو جہاد کے لئے ہی نکلا ہوں

(12)...ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں براستہ سمندر جہاد کے لئے نکلا تو ہم میں سے کسی نے توشہ دان بیچنا چاہا، میں نے کہا: میں اسے خرید لیتا ہوں تاکہ جہاد میں اس سے فائدہ اٹھاؤں اور جب فلاں شہر پہنچ جاؤں گا تو اسے بیچ دوں گا اور کچھ نفع کما لوں گا۔ چنانچہ وہ توشہ دان میں نے خرید لیا، اسی رات میں نے خواب دیکھا کہ آسمان سے دو آدمی اترے ہیں، ان میں سے ایک دوسرے سے کہتا ہے: مجاہدین کے نام لکھو۔ چنانچہ وہ اسے لکھوانے لگا کہ فلاں شخص سیر و تفریح کی نیت سے نکلا، فلاں دکھاوے کے لئے آیا، فلاں تجارت کی غرض سے اور فلاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے راستے میں ہے۔ پھر اس نے میری طرف دیکھ کر کہا: لکھو فلاں شخص تجارت کے ارادے سے نکلا۔ میں نے کہا: میرے بارے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو میں تجارت کے لئے نہیں نکلا، نہ میرے پاس سامانِ تجارت ہے جس کی میں تجارت کروں گا، میں تو جہاد کے لئے ہی نکلا ہوں۔ تو اس نے کہا: اے شیخ! تم نے کل ایک توشہ دان خریدا تھا اور تم اس میں نفع حاصل کرنا چاہتے تھے۔ یہ سن کر میں نے روتے ہوئے کہا: مجھے تاجر نہ لکھو۔ تو اس نے اپنے رفیق کی طرف دیکھ کر کہا: کیا خیال ہے؟ اس نے کہا: لکھو کہ فلاں شخص نکلا تو جہاد کے لئے تھا لیکن راستے میں اس نے ایک توشہ دان خرید لیا تھا کہ اس سے نفع حاصل ہو، پھر اس کے بارے میں جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ چاہے گا حکم فرمائے گا۔

Go To Index

عالی سند کے ساتھ 70 یا 700 احادیث لکھنے سے بہتر عمل:

(13)... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: تمہارا خلوت میں اخلاص کے ساتھ دو رکعت پڑھنا 70 یا 700 احادیث عُلُو(عالی)سند[186] کے ساتھ لکھنے سے بہتر ہے۔

(14)... ایک بزرگ فرماتے ہیں: گھڑی بھر کے اخلاص میں اَبدی نجات ہے لیکن اخلاص نادر ہے۔

بیج، کھیتی اور پانی:

مقولہ ہے: اَلْعِلْمُ بَذْرٌ وَّالْعَمَلُ زَرْعٌ وَّمَآؤُہُ الْاِخْلَاصُ یعنی علم بیج، عمل کھیتی اور اخلاص اس کا پانی ہے۔

تین عطائیں تین محرومیاں:

(15)... ایک بزرگ فرماتے ہیں: جب **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کسی بندے کو ناپسند فرماتا ہے تو اسے تین چیزیں عطا فرما کر تین چیزوں سے محروم کر دیتا ہے: (۱)... صالحین کی صحبت عطا فرماتا ہے لیکن ان کی بات قبول کرنے سے محروم کر دیتا ہے (۲)... اعمالِ صالحہ کی توفیق بخشتا ہے لیکن اخلاص سے محروم فرما دیتا ہے (۳)... حکمت عطا فرماتا ہے لیکن صِدق سے محروم کر دیتا ہے۔

(16)... حضرت سیِّدُنا ابو یعقوب سُوسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: اعمال میں **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ مخلوق سے صرف اخلاص چاہتا ہے۔

(17)... حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کے کچھ سمجھ دار بندے ہیں، وہ سمجھ داری کا مظاہر کرتے ہوئے اخلاص کے ساتھ عمل کرتے ہیں تو اخلاص ہی انہیں نیکیوں پر اُبھارتا ہے۔

تمام معاملات کی بنیاد:

(18)... حضرت سیِّدُنا محمد بن سعید مَرْوَزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: تمام معاملات کی بنیاد دو باتیں ہیں: (۱)... **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کا تیرے بارے میں فیصلہ فرمانا اور (۲)... تیرا اس کے لئے عمل بجالانا یعنی تُو اس کی مَشِیَّت پر

186... علو کے لغوی معنیٰ "بلندی" کے ہیں اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ سند جس کے راویوں کی تعداد دوسری حدیث کے راویوں کی تعداد سے کم ہو۔ (نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، ص۱۱۵، ملخصًا)

Go To Index

راضی رہ اور جو عمل تُو اس کے لئے کرتا ہے اس میں اخلاص پیدا کر اگر تو ان دونوں باتوں پر عمل پیرا رہا تو دونوں جہاں میں کامیاب ہو گا۔

دوسری فصل: اخلاص کی حقیقت کا بیان

اِخلاص کا معنٰی ومفہوم:

جان لیجئے کہ ہر چیز میں غیر کی آمیزش ہو سکتی ہے اور جب وہ چیز غیر کی آمیزش سے پاک صاف ہو تو اس کو خالص کہتے ہیں اور جس فعل سے چیز کی مِلاوَٹ وآمیزش دور کی جاتی ہے اسے اخلاص کہتے ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

مِنۢ بَیۡنِ فَرۡثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیۡنَ (۶۶) (پ۱۴، النحل:۶۶)

ترجمۂ کنزالایمان: گوبر اور خون کے بیچ میں سے خالص دودھ گلے سے سہل اتر تا پینے والوں کے لئے۔

دودھ کا خالص ہونا یہی ہے کہ اس میں خون اور گوبر کی آمیزش نہ ہو نیز ہر وہ شے جس کا اس سے اختلاط ممکن ہے اس کی آمیزش نہ ہو۔

لفظ "اخلاص" اور "مخلص" کا استعمال:

اخلاص کی ضد اشراک (شریک بنانا) ہے تو جو مخلِص نہیں وہ مشرِک (یعنی شریک بنانے والا) ہے البتہ شرک کے کچھ درجات ہیں۔ توحید میں اخلاص کی ضد اُلُوہِیَّت میں شریک ٹھہرانا ہے۔ کوئی شرکِ خفی ہوتا ہے اور کوئی ظاہر و جلی اور یہی معاملہ اخلاص کا ہے ۔ اخلاص اور اس کی ضد دونوں دل پر وارد ہوتے ہیں ان کا محل دل ہے اور یہ وارد ہونا قصد ونیت میں ہوتا ہے اور ہم نیت کی حقیقت بیان کر چکے ہیں اور یہ بات بھی بیان کر چکے ہیں کہ نیت باعث کے موافق ہوتی ہے، لہٰذا جب باعث خالی ایک ہو تو اس کی وجہ سے صادر ہونے والے فعل کو اخلاص کہا جائے گا۔ مثلاً کوئی شخص صدقہ کرے اور اس کی نیت محض ریا کی ہو تو اس لحاظ سے وہ مخلص ہے اور جس کی غرض محض تَقَرُّب اِلَی اللہ (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب پانا) ہو وہ بھی اس اعتبار سے مخلص ہے۔ لیکن عرف میں لفظ "اخلاص" اسی فعل کے لئے بولا جاتا ہے جو صرف تَقَرُّب اِلَی اللہ کی نیت سے ہو اور اس میں کسی

Go To Index

طرح کی آمیزش نہ ہو جس طرح اِلحاد لُغَوی اعتبار سے ''میلان'' کا نام ہے۔لیکن عرف نے اسے ''حق سے اعراض کرنے'' کے ساتھ خاص کر دیا(یعنی جو حق سے مُنْحَرِف ہو صرف اسی کو مُلْحِد کہیں گے)۔

معلوم ہوا کہ جس کے فعل کا باعث محض ریا ہو وہ محل ہلاکت میں ہوتا ہے اور ہم اس کے بارے میں گفتگو نہیں کریں گے کیونکہ اس سے متعلق باتیں ہم ''کتاب الریاء'' میں بیان کر چکے ہیں۔ریا کے بارے میں سب سے ہلکی بات وہ ہے جو حدیث میں بیان ہوئی۔چنانچہ

ریاکار کے چار نام:

اِنَّ الْمُرَآئِیْ یُدْعٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِاَرْبَعِ اَسَامٍ یَّا مُرَآئِیْ یَا مُخَادِعُ یَامُشْرِكُ یَاکَافِرُ یعنی ریاکار کو قیامت کے دن چار ناموں سے پکارا جائے گا:اے ریاکار!اے دھوکے باز!اے مشرک!اے کافر![187]

اخلاص میں نفسانی اغراض ملنے کی صورتیں:

یہاں ہم صرف اس بارے میں کلام کریں گے کہ جس کی نیت تَقَرُّب اِلَی اللہ کی ہو لیکن اس کے ساتھ کوئی دوسرا باعث مثلاً:ریا یا کوئی نفسانی غرض وغیرہ مل جائے۔اس کی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں جیسے:

(۱)...بندہ روزہ رکھے تاکہ تقرب کے ساتھ ساتھ روزے سے حاصل ہونے والے پرہیز سے بھی فائدہ اٹھائے۔(۲)...غلام آزاد کرے تاکہ اس کے نان نفقہ اور بد خُلقی سے چھٹکارا پائے۔(۳)... حج کرے تاکہ سفر کی وجہ سے اس کا مزاج ٹھیک ہو جائے یا اپنے شہر میں ظاہر ہونے والے کسی شر سے بچ جائے یا اپنے گھر میں کسی دشمن سے بھاگنا مقصود ہو یا اپنے اہل وعیال سے پریشان ہو یا کسی اور کام میں مشغولیت کی وجہ سے تھک گیا ہو اور چند دن آرام کرنا چاہتا ہو۔(۴)...جہاد کرے تاکہ لڑائی کے فن میں مہارت حاصل ہو اور اس کے لئے اسباب اور لشکر تیار کرنے کا طریقہ سیکھ لے۔(۵)... تہجد کی نماز پڑھے اور جاگنے کا ایک مقصد یہ ہو کہ اپنے اہل وعیال اور سواری کی حفاظت کر سکے۔(۶)... علم حاصل کرے تاکہ اس کی وجہ سے بقدرِ کفایت مال کا حصول آسان ہو جائے یا خاندان میں عزت ہو یا علم کی وجہ سے اس کی جائیداد اور مال طمع(لالچ) کرنے والوں سے محفوظ رہیں۔(۷)...درس اور وعظ میں مشغول ہو تاکہ چپ رہنے کی تکلیف سے جان چھوٹ جائے اور گفتگو و

187... فردوس الاخبار،۲/۳۵۶،حدیث:۶۹۰۱،بتغیر

Go To Index

تقریر کی لذت سے غم دور ہوں۔(۸)... عُلَما و صُوفِیا کی خدمت بجالائے تاکہ ان کی اور دیگر لوگوں کی نظروں میں اس کی عزت بڑھ جائے یا یہ چاہتا ہو کہ دنیا میں اس کے ساتھ نرمی برتی جائے۔(۹)... قرآنِ پاک کی کتابت کرے تاکہ بار بار لکھنے سے اس کا خط اچھا ہو جائے۔(۱۰)...پیدل حج اس لئے کرے تاکہ کرائے کا بوجھ کم ہو جائے۔(۱۱)...وضو اس لئے کرے تاکہ بدن صاف یا ٹھنڈا ہو جائے۔(۱۲)... غسل کرے تاکہ بدبو دور ہو جائے۔(۱۳)...حدیث شریف کی روایت اس لئے کرے تاکہ لوگوں کو اس کی عُلُوِّسند کا علم ہو جائے۔(۱۴)... مسجد میں اس لئے قیام کرے تاکہ گھر کے کرائے کا بوجھ نہ پڑے۔(۱۵)... روزہ اس لئے رکھے تاکہ کھانا پکانے کے تکلُّف سے آسانی ہو یا اپنے دیگر کاموں کے لئے فارغ ہو جائے تاکہ کھانے کی وجہ سے ان میں خلل نہ ہو۔(۱۶)... کسی مانگنے والے کو اس لئے صدقہ دے تاکہ اس کے مانگنے سے پیدا ہونے والا ملال اور پریشانی خود سے دور کرے۔(۱۷)... کسی مریض کی عیادت اس لئے کرے کہ جب یہ بیمار ہو تو اس کی بھی عیادت کی جائے۔(۱۸)... کسی جنازہ کے ساتھ اس لئے جائے تاکہ لوگ اس کے اہل وعیال کے جنازے کے ساتھ بھی جائیں۔(۱۹)... مذکورہ افعال میں سے کوئی کام اس لئے بجالائے تاکہ اس کی پہچان بھلائی کے ساتھ ہو اور بھلائی کے ساتھ اس کا ذکر کیا جائے اور اس کی طرف وقار اور اچھی نظر سے دیکھا جائے۔

ان تمام صورتوں میں اگر عمل کا باعث قُربِ الٰہی ہو لیکن ان خطرات میں سے کوئی خطرہ بھی اس کے ساتھ مل جائے حتّٰی کہ ان امور کی وجہ سے عمل کرنا اس کے لئے آسان ہو جائے تو اس کا عمل حدِّ اخلاص اور محض اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہونے سے نکل جائے گا اور اس میں شرک راہ پائے گا اور حدیثِ قُدسی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکَةِ یعنی میں شرکت سے تمام شُرکا کی نسبت زیادہ بے نیاز ہوں۔[188]

ایک لمحے کا اخلاص نجات کا باعث:

حاصِلِ کلام یہ ہے کہ دُنیاوی فوائد میں سے ہر وہ فائدہ جس سے نفس کو سکون ملے اور دل اس کی طرف مائل ہو خواہ وہ (دُنیاوی فائدہ) تھوڑا ہو یا زیادہ جب وہ عمل میں داخل ہو گا تو اس کی وجہ سے عمل کی صفائی میں گدلا پن آجائے گا اور اخلاص جاتا رہے گا اور انسان اپنے فوائد کے ساتھ جڑا ہوا اور اپنی خواہشات میں ڈوبا

188... مسلم، کتاب الزهد، باب من اشرك فی عمله غیر الله، ص ۱۵۹۴، حدیث: ۲۹۸۵

Go To Index

ہوا ہے۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ اس کا کوئی فعل یا اس کی کوئی عبادت اس جنس کے فوائد اور اغراض سے خالی ہو، اسی لئے کہا گیا ہے کہ "**جس شخص کو زندگی میں ایک لحظہ (لمحہ) خالص رضائے الٰہی کے لئے مل گیا وہ نجات پا گیا۔**" اس کی وجہ یہ ہے کہ اخلاص نادر ہے اور دل کو ان آمیزشوں سے صاف کرنا انتہائی مشکل ہے بلکہ خالص وہی ہے جس کے عمل کا باعث صرف قُربِ الٰہی کی طلب ہو۔

عمل ہر آمیزش سے خالی ہو:

اگر تنہا یہ امور عمل کا باعث ہوں تو ظاہر ہے کہ ایسے عامل کا معاملہ انتہائی سخت ہو گا لیکن ہماری نظر ان صورتوں میں ہے کہ جن میں قصدِ اصلی تو تَقَرُّب اِلَی اللہ (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب پانا) ہے لیکن اس کے ساتھ ان امور کی بھی آمیزش ہو جائے۔ پھر یہ آمیزشیں یا تو موافقت کے رتبے میں ہوں گی یا مشارکت کے درجے میں یا پھر مُعاوَنت کے طور پر جیسا کہ نیت کے بیان میں گزرا اور باعثِ نفسی یا تو باعثِ دینی کی مثل ہو گا یا اس سے قوی یا اس سے کمزور۔ ان میں سے ہر ایک کا علیحدہ حکم ہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور اخلاص تو یہی ہے کہ عمل ان تمام آمیزشوں سے خالی ہو خواہ یہ آمیزشیں کم ہوں یا زیادہ حتّٰی کہ اس میں صرف تَقَرُّب کا قصد ہو اور اس کے سوا کوئی اور عمل کا باعث نہ ہو۔

یہ بات اسی شخص کے لئے ممکن ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا محب، اس کا عاشق اور فکرِ آخرت میں اس طرح ڈوبا ہوا ہو کہ اس کے دل میں محبَّتِ دنیا کی کوئی گنجائش نہ ہو یہاں تک کہ کھانے پینے سے بھی محبت نہ ہو، بلکہ اس کی رغبت اسے ایسے ہی ہو جیسے قضائے حاجت کی رغبت ہوتی ہے کہ یہ ایک فطری اور طبعی ضرورت ہے۔ پس اسے کھانے کی رغبت اس لئے نہ ہو کہ وہ کھانا ہے بلکہ اس لئے ہو کہ عبادتِ الٰہی پر قوت حاصل ہو گی اور تمنا کرے کہ "کاش! بھوک کی آفت سے بے نیاز ہو جاؤں تا کہ کھانے کی حاجت نہ پڑے۔" اور اس کے دل میں ضرورت سے زائد کسی امرِ فضول کی جگہ نہ رہے اور اس کے نزدیک قدرِ ضرورت ہی مطلوب ہو کیونکہ یہ اس کی دینی ضرورت ہے، اس کی فکر اور توجہ صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف ہو۔

مخلص بندے کا سونا بھی عبادت:

اس طرح کا شخص اگر کھائے، پیئے یا قضائے حاجت کرے تو اس کا عمل خالص ہی رہے گا اور تمام حرکات

Go To Index

وسکنات میں اس کی نیت درست ہوگی۔ مثلاً: اگر وہ نفس کو آرام پہنچانے کے لئے سوئے تا کہ عبادت پر قوت حاصل ہو تو اس کا سونا بھی عبادت ہوگا اور اس میں اسے مخلصین کا درجہ حاصل ہوگا اور جس شخص کا حال اس طرح نہ ہو اس پر اعمال میں اخلاص کا دروازہ بند رہتا ہے، البتہ! کبھی کبھار کھلتا بھی ہے اور جس طرح وہ شخص کہ جس پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور آخرت کی محبت غالب ہو تو اس کی تمام حرکات یہ صِفَت حاصل کر کے اخلاص بن جاتیں ہیں اور اسی طرح جس شخص کے دل پر دنیا، برتری، ریاست یا اور کوئی چیز غالب ہو تو اس کی تمام حرکات میں بھی وہی صِفَت پیدا ہو جاتی ہے، تو اس کی عبادات، نماز روزہ وغیرہ بہت کم سلامت رہتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اخلاص پانے کا نسخہ یہ ہے کہ نفسانی فوائد کو توڑ دے، دنیا سے طَمع (لالچ) ختم کر دے، صرف آخرت مدِّ نظر رکھے۔ اس طرح کہ وہی دل پر غالب ہو تب کہیں اخلاص میسر ہوگا اور بہت سے اعمال ایسے ہیں جن میں انسان مشقت اٹھاتا ہے اور انہیں خالص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے گمان کرتا ہے حالانکہ وہ دھوکے میں ہوتا ہے کیونکہ وہ ان میں آفت کی کوئی وجہ نہیں سمجھتا۔ چنانچہ،

30 سال کی نمازیں دہرائیں:

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے 30 سال کی نمازیں دہرائیں جو میں نے مسجد کی پہلی صف میں ادا کی تھیں کیونکہ ایک دن کسی عذر کی بنا پر میں دیر سے پہنچا اور میں نے دوسری صف میں نماز پڑھی تو مجھے لوگوں سے بہت شرم آئی کہ انہوں نے مجھے دوسری صف میں دیکھا۔ اس سے میں جان گیا کہ لوگوں کا مجھے پہلی صف میں دیکھنا میری خوشی اور قلبی راحت کا سبب تھا لیکن مجھے اس کی خبر نہیں تھی۔

یہ بہت باریک اور پیچیدہ بات ہے کہ اعمال اس جیسی باتوں سے بہت کم محفوظ ہوتے ہیں اور بہت کم لوگ اس سے آگاہ ہوتے ہیں مگر جنہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ توفیق دے وہ خبردار ہو جاتے ہیں اور جو لوگ اس سے غافل ہیں وہ قیامت کے دن اپنی تمام نیکیوں کو گناہوں کی صورت میں پائیں گے۔ درج ذیل آیاتِ طَیِّبَہ سے یہی لوگ مراد ہیں:

(1)...

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ (۴۷)　　　ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں **اللہ** کی طرف سے وہ بات

Go To Index

وَبَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا کَسَبُوْا (پ۲۴،الزمر:۴۸،۴۷)

ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی اور ان پر اپنی کمائی ہوئی برائیاں کھل گئیں۔

(2)...قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا (۱۰۳) اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ هُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (۱۰۴) (پ۱۶،الکھف:۱۰۴،۱۰۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ کیا ہم تمہیں بتادیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کے ہیں ان کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم گئی اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔

واعظین شیطان کے جال میں:

بندوں میں سب سے زیادہ اس فتنے کا شکار عُلَماہیں کیونکہ اکثر عُلَما کے لئے علم پھیلانے کا باعث غلبے کی لذت، پیشوا بننے کی فرحت اور اپنی تعریف و ثنا سے خوشی وراحت وغیرہ ہوتا ہے اور شیطان ان سے حق بات کو مخفی رکھ کر کہتا ہے: "تمہاری غرض تو دینِ الٰہی کی نشر واِشاعت اور رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شریعت کا مخالفین سے دفاع کرنا ہے۔" اسی طرح واعظ کو دیکھ لو کہ بادشاہوں اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کر کے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر احسان جتاتا ہے اور اس پر خوش ہوتا ہے کہ لوگ اس کی بات مانتے اور اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور وہ دعوٰی کرتا ہے کہ " میری خوشی کا سبب یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دین کی مدد میرے لئے آسان کر دی ہے۔" حالانکہ اگر اس کا کوئی ہم عصر اس سے اچھا وعظ کرنے والا ظاہر ہو جائے اور لوگ اسے چھوڑ کر اُس کی طرف متوجہ ہو جائیں تو یہ بات اسے بُری لگتی ہے اور وہ غم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر وعظ کا باعث صرف دین ہوتا تو وہ ضرور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتا کہ "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے یہ کام کسی اور سے لے لیا۔" پھر اس کے باوجود شیطان اسے نہیں چھوڑتا اور کہتا ہے: "تمہیں اس وجہ سے غم نہیں کہ لوگ تمہیں چھوڑ کر دوسرے واعظ کی طرف چلے گئے بلکہ تمہارا غم اس وجہ سے ہے کہ تمہارا ثواب ختم ہو گیا کیونکہ اگر لوگ تمہارے وعظ سے نصیحت پکڑتے تو تمہیں ضرور ثواب ملتا اور ثواب فوت ہونے کی وجہ سے تمہارا غمگین ہونا اچھی بات ہے۔"

Go To Index

افسوس! اس مسکین کو یہ معلوم نہیں کہ حق کی اِتِّباع کرنے اور وعظ کا کام اپنے سے افضل اور اَعْلَم کے سپُرد کر دینے میں اُخروی ثواب زیادہ ہے بَنِسْبَت اس کے کہ تنہا خود کرے۔ کاش! کوئی مجھے بتائے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اگر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صِدِّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت پر غمگین ہوتے تو آیا یہ غم کرنا اچھا ہوتا یا قابلِ مذمت؟ بلاشبہ ہر دین دار آدمی کہے گا کہ "بالفرض امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایسا کرتے تو یہ ایک مذموم کام ہوتا کیونکہ ان کا خود لوگوں کے مصالح کی ذمہ داری اٹھانا اگرچہ بہت بڑا کارِ ثواب ہوتا لیکن ان کا حق کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا اور امورِ خلافت اپنے سے افضل کے حوالے کرنا دینی اعتبار سے زیادہ بہتر ہوتا۔" بلکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس بات سے خوش ہوئے کہ جو ذات ان سے اعلیٰ و افضل ہے اس نے تنہا یہ ذمہ داری اٹھائی۔

اہلِ علم شیطان کے دھوکے میں:

عُلَما کو کیا ہوا وہ ایسی باتوں پر خوش کیوں نہیں ہوتے؟ (کہ میری جگہ کوئی اور یہ دینی کام کرلے)۔ بسا اوقات کچھ اہلِ علم شیطان کے دھوکے میں آکر اپنے دل میں کہتے ہیں کہ "اگر کوئی ہم سے بڑا عالِم آئے گا تو اس سے ہمیں خوشی ہوگی۔" لیکن امتحان اور تجربہ سے قبل اپنے بارے میں ایسی بات کہنا محض جہالت اور دھوکا ہے کیونکہ معاملہ درپیش ہونے سے پہلے اس طرح کے وعدے کرنے میں نفس بڑی آسانی سے تابعداری کرتا ہے لیکن جب معاملہ آپڑتا ہے تو بدل جاتا ہے اور وعدہ پورا نہیں کرتا اور یہ بات وہی جان سکتا ہے جو نفس و شیطان کی مکاریوں اور فریب کاریوں سے آگاہ ہو اور ان کی آزمائشوں کا طویل تجربہ رکھتا ہو۔ اَلْغَرَض اخلاص کی حقیقت کو پہچاننا اور اس پر عمل کرنا ایک گہرا سمندر ہے جس میں سب لوگ ڈوب جاتے ہیں، شاذ ونادر ہی کوئی بچتا ہے اور اسی کا استثنا اس فرمانِ باری تعالیٰ میں ہے:

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ (۸۳) (پ۲۳، ص: ۸۳) ترجمۂ کنزالایمان: مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔

لٰہذا بندے کو چاہئے کہ ان دقائق کی خوب تلاش اور چھان بین کرے ورنہ شیطان کے گروہ میں جاملے گا اور اسے خبر بھی نہیں ہوگی۔

Go To Index

تیسری فصل: اِخلاص کے بارے میں 14 اَقوالِ بُزُرگانِ دِین

اخلاص کو اخلاص کی ضرورت:

(1)... حضرت سیِّدُنا ابویعقوب سُوسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: "اِخلاص یہ ہے کہ اِخلاص نظر نہ آئے کیونکہ جو شخص اپنے اخلاص میں اخلاص تلاش کرتا ہے اس کے اخلاص کو بھی اخلاص کی ضرورت ہے۔"

اس قول میں اس طرف اشارہ ہے کہ عمل کو عُجب (خود پسندی) سے پاک صاف رکھا جائے کیونکہ اخلاص کی طرف اِلتفات اور نظر کرنا عجب ہے جو کہ جملہ آفات میں سے ایک آفت ہے اور خالص عمل وہی ہے جو تمام آفات سے پاک صاف ہو۔ پس اس (عجب والے) اخلاص میں ایک آفت ہے۔

اخلاص کے متعلق جامع قول:

(2)... حضرت سیِّدُنا سہل تُستَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اِخلاص یہ ہے کہ بندے کا ٹھہرنا اور حرکت کرنا سب خالصتاً اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہو۔

یہ قول جامع اور مقصد کا اِحاطہ کئے ہوئے ہے اور اسی کے ہم معنٰی حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم کا یہ قول ہے:

(3)... آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اِخلاص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ صِدْقِ نیت کا نام ہے۔

نفس پر سب سے بھاری:

(4)... حضرت سیِّدُنا سہل تُستَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے عرض کی گئی: کون سی چیز نفس پر زیادہ بھاری ہے؟ فرمایا: اِخلاص کیونکہ نفس کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔

(5)... حضرت سیِّدُنا ابو محمد رُوَیْم بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: "عمل میں اخلاص یہ ہے کہ عمل کرنے والا دنیا و آخرت میں عمل کا کوئی عِوَض (بدلہ) نہ چاہے۔"

اخلاصِ مطلق کسے کہتے ہیں؟

مذکورہ قول اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تمام نفسانی فوائد خواہ دنیوی ہوں یا اخروی آفت ہیں اور جو

شخص اس لئے عبادت کرے کہ جنت کی لذّتوں سے نفس کو سکون ملے گا تو وہ آفت زدہ ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ عمل سے مقصود صرف رضائے الٰہی ہو اور یہ صِدِّیْقِیْن کے اِخلاص کی طرف اشارہ ہے اور اسی کو اخلاصِ مطلق کہتے ہیں۔ تو جو شخص امیدِ جنت اور خوفِ جہنم کی وجہ سے عمل کرتا ہے وہ دنیاوی فوائد کے اعتبار سے مُخْلِص ہے، ورنہ در حقیقت وہ پیٹ اور شرم گاہ کے فوائد کا طالب ہے اور عقل مندوں کا مقصودِ حقیقی تو صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رِضا ہے۔

خاص لوگوں کا مقصود:

اگر کوئی یہ کہے کہ انسان کسی نہ کسی فائدے کے لئے حرکت کرتا ہے اور تمام فوائد سے مُنَزہ ہونا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی صِفَت ہے اور جو اس کا دعوٰی کرے وہ کافر ہے۔ اسی لئے حضرت سیِّدُنا امام قاضی ابو بکر باقِلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے ایسے لوگوں پر کفر کا حکم لگایا جو تمام فوائد و اَغراض سے پاک ہونے کا دعوٰی کرتے تھے اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: "یہ تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی صِفات میں سے ہے۔"

ہم کہیں گے کہ حضرت سیِّدُنا امام قاضی ابو بکر باقِلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے بالکل ٹھیک فرمایا ہے لیکن (فوائد و اَغراض سے پاک ہونے سے) لوگوں کی مراد یہ ہے کہ ان فوائد و اَغراض سے پاک ہوں جنہیں لوگ فوائد و اَغراض کہتے ہیں اور وہ جنت کی خواہشات اور لذّات ہیں۔ جہاں تک صرف مَعْرِفَت، مُناجات اور دیدارِ الٰہی سے لطف اندوز ہونے کا تعلُّق ہے تو یہ خاص لوگوں کی غَرَض اور فائدہ ہے عام لوگ اس کو غَرَض اور فائدہ شمار نہیں کرتے بلکہ وہ اس پر تعجب کرتے ہیں جبکہ اُن لوگوں کا حال یہ ہے کہ اِطاعت، مُناجات اور بارگاہِ ربُّ الْعِزت کی سِری اور جَہری دائمی حاضری کی جو لذّت انہیں حاصل ہے اگر اس کے بدلے میں جنت کی تمام نعمتیں انہیں دے دی جائیں تو وہ اسے حقیر سمجھیں گے اور اس کی طرف توجہ تک نہیں کریں گے تو عام لوگوں کی حرکت کسی غَرَض کے لئے اور طاعت بھی کسی غَرَض و فائدے کے لئے ہوتی ہے لیکن خاص لوگوں کی غَرَض اور مقصود صرف ان کا معبود عَزَّوَجَلَّ ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

ہمیشہ کی توجہ:

(6)... حضرت سیِّدُنا ابو عُثمان نیشاپوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: "اخلاص یہ ہے کہ فقط خالق کی طرف

ہمیشہ متوجہ رہنے کی وجہ سے مخلوق کو دیکھنا بھول جائے۔“

اس قول میں صرف آفتِ ریا کی طرف اشارہ ہے، اسی وجہ سے ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:

(7)... عمل میں اخلاص یہ ہے کہ شیطان اس پر مطلع نہ ہو کہ بگاڑ پیدا کر سکے اور فِرشتے کو خبر نہ ہو کہ اسے لکھ لے۔[189]

اس قول میں صرف عمل کو چھپانے کی طرف اشارہ ہے۔

مخلوق سے مخفی، علائق سے پاک:

(8)... ایک قول یہ بھی ہے کہ ”اِخلاص وہ ہے جو مخلوق سے مخفی اور علائق سے پاک صاف ہو۔“

یہ قول مقاصد کو جامع ہے۔[190]

(9)... حضرت سیِّدُنا حارِث بن اَسَد مُحاسِبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ”اِخلاص یہ ہے کہ مخلوق کو رب عَزَّوَجَلَّ کے معاملے سے نکال دے۔“ اس قول میں صرف ریا کی نفی کی طرف اشارہ ہے۔

ریاست کا جام:

(10)... حضرت سیِّدُنا ابرہیم خوّاص رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”جس نے ریاست کے جام سے پیا وہ عُبُودِیَّت (بندگی) کے اخلاص سے نکل گیا۔“

189... یہ قول سیِّدُ الطائِفہ حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْھَادِی کا ہے۔ حضرت سیِّدُنا اُستاد ابُو الْقَاسِم قشیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَلِی کے ہاں ان الفاظ کے ساتھ ہے کہ حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْھَادِی نے فرمایا: اِخلاص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور بندے کے درمیان ایک راز ہے۔ اسے فِرِشتہ نہ جانے کہ لکھ لے اور شیطان بھی نہ جانے کہ خرابی پیدا کرے اور خواہشِ نفس کو بھی اس کا علم نہ ہو کہ اسے اپنی طرف مائل کرے۔ (الرسالة القشيرية، ص ۲۴۴) اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ان چیزوں میں کوئی بھی شے ایسی کیفیت وحالت والے شخص کے دل پر اثر انداز نہ ہو اور یہ حالت و کیفیت اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے خاص اولیا ہی کو عطا فرماتا ہے۔ (اتحاف السادة المتقين، ۱۳/ ۱۰۴، ملخصًا)

190... شارحِ اِحیَاءُ الْعُلُوْم علامہ سیِّد محمد مُرتضٰی زَبِیدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْوَلِی فرماتے ہیں: یہ اس لئے جامع ہے کہ پہلا جُز چھپانے اور دوسرا فوائد ختم کرنے کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ پہلے میں ریا سے سلامتی جبکہ دوسرے میں خواہش سے سلامتی ہے اور اِخلاص کی حقیقت ان دونوں سے سلامتی ہے۔ (اتحاف السادة المتقين، ۱۳/ ۱۰۴، ملخصًا)

Go To Index

(11)... حضرت سیِّدُنا عیسٰی رُوْحُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے حواریوں نے آپ کی بارگاہ میں عرض کی: اعمال میں خالص کون ہے؟ ارشاد فرمایا: "جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے عمل کرتا ہے اور پسند نہیں کرتا کہ اس پر کوئی اس کی تعریف کرے۔"

اس فرمان میں بھی ترکِ رِیا کی طرف اشارہ ہے اور اسے خاص طور پر اس لئے ذکر فرمایا کیونکہ یہ اخلاص میں خلل ڈالنے والے اسباب میں سے قوی سبب ہے۔

کدورتوں سے صاف عمل:

(12)... حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: عمل کو کدورتوں سے صاف کرنے کا نام اخلاص ہے۔

(13)... حضرت سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگوں کی وجہ سے عمل چھوڑ دینا رِیا اور لوگوں کی خاطر عمل کرنا شرک ہے اور اِخلاص یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں ان دونوں باتوں سے بچائے۔

(14)... کسی نے کہا ہے: "دائمی مراقبہ اور تمام فوائد کو فراموش کر دینے کا نام اخلاص ہے۔"

اخلاص کے متعلق یہ کامل بیان ہے۔[191]

اِخلاص کا نبوی بیان:

اخلاص کے بارے میں اقوال کثیر ہیں اور حقیقتِ اخلاص منکشف ہو جانے کے بعد زیادہ اقوال نقل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں اور اس بارے میں بیانِ شافی اَوَّلین و آخرین کے سردار، نبوت کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ خوشبودار ہے۔ چنانچہ جب بارگاہِ رسالت میں اخلاص کے متعلق سوال ہوا تو ارشاد فرمایا: (اِخلاص یہ ہے کہ) تُو کہے: "میرا رب اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے۔" پھر استقامت اختیار کرے جیسا تجھے حکم دیا گیا۔[192]

191... کیونکہ دائمی مراقبہ ہمہ وقت عبادت میں مستغرق رہنے کا تقاضا کرتا ہے اور اس میں مستغرق شخص اپنے تمام اَحوال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی طرف اِلتفات نہیں کرتا اور فوائد کو فراموش کرنا اپنے اخلاص میں کسی طرف نہ دیکھنے کا تقاضا کرتا ہے۔ پس اس لحاظ سے یہ اخلاص کے تمام معانی کو جامع ہے۔ (اتحاف السادۃ المتقین، ۱۳/ ۱۰۶)

192... سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب کف اللسان فی الفتنۃ، ۴/ ۳۴۱، حدیث: ۳۹۷۲

Go To Index

حدیث پاک کی شرح:

حدیث شریف کا معنٰی ومفہوم یہ ہے کہ ”تُو اپنی خواہشات اور نفس کی اطاعت نہ کر صرف اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کر پھر اس کی عبادت میں جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے اس کے مطابق استقامت اختیار کر۔“ یہ غَیْرُاللہ سے قَطْعِ نظر کرنے کی طرف اشارہ ہے اور یہی حقیقی اخلاص ہے۔

چوتھی فصل: اِخلاص کو گدَلا کرنے والی آفات اور آمیزشوں کے دَرَجات کا بیان

پہلا درجہ:

جان لیجئے کہ اخلاص کو خراب کرنے والی آفات میں سے بعض واضح ہیں، بعض پوشیدہ پھر بعض واضح ہونے کے باوجود کمزور ہیں اور بعض پوشیدہ ہونے کے باوجود قوی ہیں۔ پوشیدہ اور ظاہر ہونے میں ان کے درجات میں تفاوُت کو ایک مثال کے ذریعے ہی سمجھا جا سکتا ہے اور اخلاص کو خراب کرنے والی چیزوں میں سب سے زیادہ واضح اور ظاہر ریا ہے تو ہم اسی کے تعلُّق سے ایک مثال ذکر کرتے ہیں:

ایک مثال:

جیسے شیطان اس وقت نمازی پر آفت ڈھاتا ہے جب وہ اخلاص کے ساتھ اپنی نماز پڑھ رہا ہو اور پھر کچھ لوگ اسے دیکھ لیں یا کوئی آدمی اس کے پاس آئے تو شیطان اس سے کہتا ہے: نماز اچھی طرح پڑھو تاکہ یہ دیکھنے والا تمہیں تعظیم کی نگاہ سے دیکھے، تمہیں نیک سمجھے، تمہیں حقیر نہ جانے اور تمہاری غیبت نہ کرے۔ پس اس وجہ سے وہ اپنے اعضاء میں خشوع و خضوع ظاہر کرے اور نماز عمدگی سے پڑھے تو یہ واضح اور ظاہر ریا ہے اور ریا کی یہ قسم مُبْتَدی مریدین پر بھی مخفی نہیں ہوتی۔

دوسرا درجہ:

مرید اس آفت کو سمجھ گیا ہو اور اس سے اپنا بچاؤ کر لیا ہو پس وہ شیطان کی اطاعت نہیں کرتا اور نہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے بلکہ جس طرح پہلے نماز میں تھا اسی طرح اسے جاری رکھتا ہے، اب شیطان اس کے پاس

Go To Index

نیکی کے بہانے آتا ہے اور کہتا ہے: ''لوگ تیری اِتّباع واقتدا کرتے ہیں اور تیرے عمل کو دیکھتے ہیں جو کام تم کروگے اس میں لوگ تمہاری پیروی کریں گے اگر اچھا عمل کروگے تو ان کے اعمال کا ثواب بھی تمہیں ملے گا اور اگر برا کام کروگے تو اس کا گناہ بھی تم پر پڑے گا، اس لئے دیکھنے والے شخص کے سامنے اپنا عمل عمدگی سے کرو ہو سکتا ہے وہ خشوع و خضوع اور عبادت کو خوبصورت بنانے میں تمہاری اقتدا کرے۔'' یہ درجہ پہلے کی بَنِسبَت دقیق ہے اور جو لوگ پہلے درجے سے دھوکا نہیں کھاتے وہ بعض دفعہ اس درجے سے دھوکا کھاجاتے ہیں اور یہ بھی عین ریا اور اخلاص کو برباد کرنے والا ہے کیونکہ اگر وہ خشوع اور حُسنِ عبادت کو اچھا سمجھتا کہ غیر کی وجہ سے اسے چھوڑنے پر راضی نہیں ہے تو خَلْوَت میں اسے اپنے لئے پسند کیوں نہیں کیا؟ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کے نزدیک غیر کا نفس اس کے اپنے نفس سے زیادہ عزیز ہو، لہٰذا یہ محض دھوکا ہے بلکہ مقتدا و پیشوا وہ شخص ہوتا ہے جو اپنے احوال اور اعمال میں سیدھا ہو اور اس کا دل روشن ہو پھر اس کی روشنی دوسروں تک پہنچے تو ان کا ثواب اِسے ملے گا (اور ان کے اپنے ثواب میں کمی نہ ہوگی)۔ لیکن مذکورہ صورت تو محض نفاق اور دھوکا ہے۔ پس جو شخص اس کی اقتدا کرے گا اسے تو ثواب ملے گا لیکن جس کی اقتدا کی گئی خود اس سے دھوکا دہی کی باز پرس ہوگی اور جو بات اس میں نہیں تھی اس کے ساتھ اپنے آپ کو موصوف ظاہر کرنے پر سزا دی جائے گی۔

تیسرا درجہ:

یہ پہلے دونوں درجوں سے زیادہ پیچیدہ ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ بندہ اس بارے میں اپنا امتحان لے اور شیطان کے مکر و فریب پر مُتَنَبِّہ ہو اور جان لے کہ خلوت اور لوگوں کی موجودگی میں اس کی عبادت کی کیفیت مختلف ہونا محض ریا ہے اور یہ بات بھی جان لے کہ اخلاص یہ ہے کہ خلوت میں اس کی نماز ایسی ہو جیسے لوگوں کے سامنے ہوتی ہے اور اپنے آپ سے اور اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ سے حیا کرے کہ لوگوں کے سامنے عادت سے زیادہ خشوع دکھائے۔ پس وہ خلوت میں اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو اور نماز کو اس انداز سے پڑھے جس انداز سے لوگوں کے سامنے پڑھنا پسند ہے اور اسی طرح لوگوں کے سامنے بھی پڑھے، تو یہ بھی خفی ریا کی صورت ہے کیونکہ اس نے خلوت میں اپنی نماز کو اس لئے آراستہ کرکے پڑھا تاکہ لوگوں کے سامنے بھی اسی طرح پڑھے، تو خلوت و جلوت دونوں جگہ اس کی توجہ مخلوق کی طرف ہوئی بلکہ کامل اخلاص یہ ہے کہ جانوروں

Go To Index

اورانسانوں کا اسے نماز کی حالت میں دیکھنا اس کے نزدیک یکساں ہو۔ تو گویا اس کا نفس لوگوں کے سامنے کوتاہی کے ساتھ نماز ادا کرنا پسند نہیں کرتا پھر اپنے دل میں شرماتا ہے کہ کہیں ریاکاروں کی صورت میں داخل نہ ہوجائے اور سمجھتا ہے کہ اگر اس کی خلوت وجلوت کی نمازوں میں یکسانیت ہوجائے تو ریاکاری ختم ہوجائے گی۔ مگر افسوس ایسا نہیں ہے بلکہ ریاکاری اس طرح ختم ہوسکتی ہے کہ جلوت وخلوت میں انسانوں کی طرف التفات ایسا ہی ہو جیسے جانوروں کی طرف ہوتا ہے اور یہ اسی شخص سے ہوسکتا ہے جس کی توجہ جلوت وخلوت دونوں حالتوں میں مخلوق سے ہٹی ہوئی ہو۔ اَلْغَرَض اس درجہ کا معاملہ شیطان کے خفیہ فریبوں میں سے ہے۔

چوتھا درجہ:

یہ سب سے زیادہ دقیق اور پوشیدہ ہے کہ لوگ اسے نماز پڑھتا ہوا دیکھیں، شیطان اس سے یہ تو نہ کہہ سکے کہ "ان کی خاطر خشوع اختیار کر" کیونکہ شیطان کو معلوم ہے کہ نمازی یہ فریب سمجھتا ہے، اس لئے شیطان اس سے یوں کہتا ہے: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عظمت وجلال میں تفکر کر اور غور کر کہ تُو کس کے سامنے کھڑا ہے اور اس بات سے حیا کر کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تیرے دل کی طرف نظر فرمائے اور تیرا دل اس سے غافل ہو۔" یہ خیال آنے سے اس کا دل حاضر اور اعضاء میں خشوع پیدا ہوجاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ عین اخلاص ہے حالانکہ یہ عین مکر اور دھوکا ہوتا ہے کیونکہ اگر یہ خشوع **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے جلال کی طرف نظر کرنے کی وجہ سے ہوتا تو خلوت میں بھی ایسا ہوتا اور یہ کیفیت کسی کے حاضر ہونے اور دیکھنے کے ساتھ خاص نہ ہوتی۔ اس آفت سے محفوظ ہونے کی علامت یہ ہے کہ یہ خیال خلوت میں بھی اس کے ساتھ اسی طرح رہے جس طرح جلوت میں رہتا ہے اور کسی کی موجودگی اس خیال کا سبب نہ بنے جس طرح جانوروں کی موجودگی اس خیال کا سبب نہیں بنتی۔

بہرحال جب تک وہ انسان کے دیکھنے اور جانور کے دیکھنے سے اپنے احوال میں فرق کرتا رہے گا تب تک وہ پاک صاف اور کامل اخلاص سے خارج رہے گا۔ اس کا باطن شرکِ خفی یعنی ریا سے آلودہ رہے گا اور یہ شرک انسان کے دل میں سیاہ چیونٹی کی چال سے زیادہ خفی ہے جو اندھیری رات میں سخت پتھر پر چلے، جیسا کہ حدیثِ پاک میں آیا ہے۔[193]

193... نوادر الاصول، الاصل السادس والسبعون والمائتان، ۲/۱۱۹۷، حدیث:۱۴۹۶

Go To Index

ہر حرکت پر ریاکاری کا خطرہ:

شیطان سے کوئی نہیں بچ سکتا مگر وہ جس کی نظر گہری ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حفاظت، توفیق اور اس کی ہدایت سے بہرہ مند ہو۔ ورنہ شیطان تو ہر وقت عبادتِ الٰہی کے لئے کمر بستہ لوگوں کی تاک میں لگا ہوا ہے، ایک لمحہ کے لئے ان سے غافل نہیں ہوتا یہاں تک کہ انہیں ہر ہر حرکت حتّٰی کہ آنکھوں میں سُرمہ لگانے، مونچھیں پست کرنے، جمعہ کے دن خوشبو لگانے اور اچھے کپڑے پہننے میں بھی ریاکاری پر اُبھارتا ہے کیونکہ یہ تمام افعال مخصوص اوقات میں سنت ہیں اور نفس کا ان میں ایک خفی فائدہ اور غَرَض ہے کیونکہ لوگوں کی نظریں ان افعال کی طرف ہوتی ہیں اور طبیعت کو ان میں رغبت ہوتی ہے۔ پس شیطان بندے کو ان افعال کی طرف بلاتا ہے اور کہتا ہے: "یہ کام سنت ہے اسے ترک نہیں کرنا چاہئے۔" اور خفی شہوت کی وجہ سے باطنی طور پر دل میں اس فعل کی طرف اُبھار پیدا ہوتا ہے یا اس میں کچھ آمیزش ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ اخلاص کی حد سے نکل جاتا ہے اور جو ان تمام آفات سے خالی نہ ہو وہ خالص نہیں بلکہ جو شخص کسی آباد، صاف ستھری اور عمدہ بنی ہوئی مسجد میں اعتکاف کرے جس میں اس کا دل لگتا ہے تو شیطان اسے اس مسجد میں اعتکاف کی رغبت دلاتا اور اس کے سامنے اعتکاف کے فضائل بکثرت بیان کرتا ہے ایسی صورت میں بعض اوقات اس کا مُحَرِّک خفی یعنی مسجد کی خوبصورتی کی وجہ سے دل لگنا اور طبیعت کا اس سے راحت پانا ہوتا ہے اور یہ بات اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب دو مسجدیں خوبصورت ہوں اور اس کا میلان دونوں میں سے زیادہ خوبصورت مسجد کی طرف ہو۔ یہ تمام صورتیں طبیعت کی آمیزشوں اور نفس کی کدورتوں کے ساتھ مخلوط اور حقیقتِ اخلاص کو برباد کرنے والی ہیں۔

سب سے زیادہ مخفی کھوٹ:

وہ کھوٹ جو خالص سونے کے ساتھ ملی ہوئی ہو اس کے مختلف دَرَجات ہیں، کوئی کھوٹ سونے پر غالب ہوتی ہے اور کوئی کم ہوتی ہے لیکن بآسانی معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی کھوٹ انتہائی دقیق ہوتی ہے کہ خوب پرکھنے والا تجربہ کار آدمی ہی اسے جان سکتا ہے۔ دل کا کھوٹ، شیطان کا مکر و فریب اور نفس کی خباثت اس سے کہیں زیادہ دقیق اور پوشیدہ ہوتے ہیں۔

Go To Index

ایک سالہ عبادت سے افضل:

اسی لئے فرمایا گیا ہے: رَکْعَتَانِ مِنْ عَالِمٍ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ مِّنْ جَاهِلٍ یعنی عالِم کی دو رکعتیں جاہل کی ایک سالہ عبادت سے افضل ہیں۔

اس سے مراد وہ عالِم ہے جو آفاتِ اعمال کی باریکیوں کو جانتا ہو تاکہ اپنے اعمال کو ان (آفات) سے بچا سکے کیونکہ جاہل ظاہری عبادت کو دیکھتا اور اس سے دھوکا کھا بیٹھتا ہے، جیسے کوئی دیہاتی دینار کی ظاہری سرخی اور گولائی دیکھ کر دھوکے میں آجائے حالانکہ فی نفسِہٖ وہ کھوٹا دینار ہوتا ہے اور ایک قیراط (یعنی درہم کا بارواں حصہ) خالص سونا جسے ماہر اور تجربہ کار آدمی پسند کرتا ہے اس دینار سے بہتر ہے جسے جاہل اور غبی شخص اچھا سمجھتا ہے۔

اسی طرح عبادات کے معاملے میں تفاوُت ہوتا ہے بلکہ بہت زیادہ اور بڑا تفاوُت ہوتا ہے اور مختلف اعمال میں اس قدر آفات داخل ہوتی ہیں کہ ان کا شمار ناممکن ہے۔ جو مثال ہم نے ذکر کی ہے اسی سے فائدہ حاصل کرنا چاہئے اور سمجھدار آدمی کے لئے تھوڑی سی بات بھی کافی ہوتی ہے جبکہ غَبِی شخص کو طویل گفتگو بھی فائدہ نہیں دیتی، اس لئے تفصیل کا اس کے حق میں کوئی فائدہ نہیں۔

پانچویں فصل: مَخْلُوط عَمَل کا حُکْم اور اس کے ثواب کا بیان

اس بارے میں قاعدہ:

جان لیجئے کہ عمل جب خالصتاً اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے نہ ہو بلکہ اس میں ریا یا نفسانی اَغراض کی آمیزش ہو تو عُلَما کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ ایسے عمل پر آیا ثواب ملے گا یا عذاب ہو گا یا کچھ بھی نہیں ہو گا کہ نہ اس کو ثواب ملے اور نہ اس پر عذاب ہو؟ لیکن جس عمل سے مقصود صرف ریا ہو تو اس کا قطعی طور پر گناہ ہو گا اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی اور عذاب کا سبب ہے اور جو عمل خالصتاً اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہو گا تو وہ ثواب کا سبب ہے، اختلاف صرف اس عمل میں ہے جو غیر کے ساتھ مخلوط ہو اور روایات کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس عمل کا کوئی ثواب نہیں[194] لیکن اس بارے میں واردرِوایات میں تعارُض ہے۔ اس سلسلے میں جو

194... نسائی، کتاب الجہاد، باب من غزا یلتمس الاجر والذکر، ص ۵۱۰، حدیث: ۳۱۳۷

سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب فیمن یغزو ویلتمس الدنیا، ۳/ ۲۰، حدیث: ۲۵۱۶

Go To Index

بات ہمارے لئے ظاہر ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ قوتِ باعث کی مقدار کو دیکھا جائے، اگر باعثِ دینی باعثِ نفسی کے مساوی (برابر) ہو تو دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہو کر ساقط ہو جائیں گے اور اس عمل کا نہ ثواب ہو گا، نہ گناہ اور اگر ریا کا باعث غالب اور قوی ہو تو وہ عمل کچھ نفع نہ دے گا بلکہ الٹا نقصان دہ اور عذاب کو لازم کرے گا۔ البتہ اِس عمل کا عذاب اُس عمل کے عذاب سے ہلکا ہو گا جو خالص ریا کے ساتھ ہو اور جس میں تَقَرُّبْ اِلَی اللہ کا شائبہ تک نہ ہو اور اگر تقرُّب کا قصد کسی دوسرے باعث کی نسبت غالب ہو تو جس قدر باعثِ دینی قوی ہو گا اسی قدر ثواب بھی زیادہ ہو گا اوراس پر درج ذیل فرامین باری تعالٰی دلالت کرتے ہیں:

(1)...

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ(۷) وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ(۸) (پ۳۰، الزلزال:۷،۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔

(2)...

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا (پ۵، النسآء:۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: **اللہ** ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دونی کرتا۔

پتا چلا کہ خیر کا ارادہ ضائع نہیں ہو گا بلکہ اگر ریا کے ارادے پر خیر کا ارادہ غالب ہو تو ارادۂ ریا کے مساوی (برابر) ثواب باطل ہو جائے گا اور جو زائد مقدار ہو گی وہ باقی رہے گی اور اگر ارادۂ خیر مغلوب ہو تو اتنی مقدار ارادۂ فاسد کے عذاب میں سے ساقط ہو جائے گی۔

قاعدے کی وضاحت:

اس امر کی وضاحت یہ ہے کہ اعمال کی دلوں میں تاثیر ان کی صِفات کی تاکید کے اعتبار سے ہوا کرتی ہے۔ مثلاً: صِفَتِ ریا مُھْلِکات (ہلاکت میں ڈالنے والے امور) میں سے ہے اور اس مہلک کی غذا اور قوت یہ ہے کہ اس کے موافق عمل کیا جائے اور صِفَتِ خیر مُنْجِیَات (نجات دلانے والے امور) میں سے ہے اور اس کی قوت اس کے موافق عمل کرنا ہے۔ پس جب دل میں دو صِفات جمع ہو جائیں اور وہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہوں تو اگر وہ

Go To Index

ریا کے تقاضے کے موافق عمل کرے تو وہ صِفَت قوی ہو گی اور اگر تَقَرُّب کے تقاضے کے موافق عمل کرے تو یہ صِفَت بھی قوی ہو گی اور دونوں میں سے ایک ہلاک کرنے والی اور دوسری نجات دینے والی ہے۔ اب اگر دونوں کی قوت برابر ہو تو وہ ایک دوسرے کے مقابل ہو جائیں گی جیسے کسی شخص کو گرم چیزوں سے نقصان ہوتا ہو اور وہ گرم چیزیں کھانے کے بعد اتنی مقدار قوت کی ٹھنڈی چیزیں کھالے تو دونوں طرح کی چیزیں کھانے کے بعد ایسی کیفیت ہو گی گویا کہ اس نے دونوں ہی چیزیں نہیں کھائیں۔ اگر دونوں میں سے ایک غالب ہو تو وہ کسی اثر سے خالی نہیں ہو گی ۔ تو جس طرح کھانے، پانی اور دواؤں میں سے ذرہ بھر ضائع نہیں ہوتا اور سنَّتِ الٰہیہ کے مطابق جسم پر اس کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے۔ اسی طرح ذرہ بھر بھلائی اور برائی ضائع نہیں ہوتی اور دل کو روشن یا تاریک کرنے، یوں ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قریب یا اس سے دور کرنے میں ضرور مُؤَثِّر ہوتی ہے۔

پس جب بندہ ایسا عمل کرے جو اسے بالِشت بھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قریب کر دے اس کے ساتھ ساتھ ایسے عمل کا بھی اختلاط ہو جائے جو اسے بالِشت بھر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دور کر دے تو وہ اپنی پہلی حالت پر رہے گا، نہ اسے ثواب ملے گا، نہ گناہ اور اگر عَمَلِ خیر ایسا ہو کہ دو بالِشت قریب کرتا ہے اور دوسرا عمل ایک بالِشت ہی دور کرتا ہے تو لامُحالہ عَمَلِ خیر کے لئے ایک بالِشت کی فضیلت باقی رہے گی۔

نیکی گناہ کو مٹا دیتی ہے:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ محبوب ہے: ''اَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُهَا یعنی گناہ کے بعد نیکی کر لے کہ وہ اسے مٹا دے گی۔ [195]

اجماعِ اُمَّت سے تائید:

غور کیجئے کہ جب خالص ریا کے بعد محض اخلاص اسے مٹا دیتا ہے تو جس صورت میں دونوں جمع ہو جائیں تو لازمی طور پر دونوں ایک دوسرے کو دور کریں گے۔ اس بات کی تائید اجماعِ اُمَّت سے بھی ہوتی ہے کہ جو شخص حج کے لئے نکلے اور اس کے پاس سامانِ تجارت بھی ہو تو اس کا حج صحیح ہے اور اسے ثواب بھی ملے گا حالانکہ اس کے ساتھ ایک نفسانی غَرَض اور فائدے کی آمیزش ہو گئی ہے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ

195… سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی معاشرۃ الناس، ۳/ ۳۹۷، حدیث: ۱۹۹۴

Go To Index

اسے اعمالِ حج کا ثواب اسی وقت ملے گا جب مکہ مکرمہ پہنچ جائے اور اس کی تجارت حج پر موقوف نہیں تو اس کا حج خالص ہے۔ البتہ راستے کا سَفَر مُشْتَرَک ہے پس اگر تجارت کا قصد ہو تو سَفَر کا ثواب نہیں ملے گا۔

لیکن درست یہ ہے کہ اس طرح کہا جائے کہ جب حج ہی مُحَرِّکِ اَصْلی ہو اور غَرَضِ تجارت مددگار اور تابع کے طور پر ہو تو نَفْسِ سَفَر بھی کسی ثواب سے خالی نہیں ہوگا۔ میرے نزدیک یہ ہے کہ غازی اس بات میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتے کہ وہ کفار کے ساتھ اس جہت میں لڑیں کہ مالِ غنیمت بہت زیادہ ہو اور ایسی جہت میں کہ مالِ غنیمت بالکل نہ ہو اور یہ کہنا بھی بعید از عقل ہے کہ یہ فرق معلوم ہونے سے ان کے جہاد کا ثواب باطل ہو جاتا ہے، بلکہ انصاف یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ اگر باعِثِ اَصْلی اور مُحَرِّکِ قوی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین کی سرفرازی و سربلندی ہو اور غنیمت کی رغبت صرف ضمنی طور پر ہو تو اس سے ثواب باطل نہیں ہوگا۔ ہاں! اس کا ثواب اس شخص کے برابر نہیں ہوگا جس کا دل غنیمت کی طرف بالکل متوجہ نہ ہو کیونکہ غنیمت کی طرف اِلتفات بہرحال نقصان ہے۔

ایک اعتراض اور اس کے دو جواب:

اگر تم کہو کہ آیاتِ مُقَدَّسہ اور اَحادیثِ طَیِّبَہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ریا کی آمیزش ثواب کو باطل کر دیتی ہے، تو جہاد میں طَلَبِ غنیمت کی آمیزش اور حج میں تجارت وغیرہ تمام اَغراض اسی معنٰی میں ہیں (ان سے بھی ثواب باطل ہونا چاہئے)۔ درج ذیل احادیث و آثار اس پر دلالت کرتے ہیں:

(1)... حضرت سیِّدُنا طاؤس اور دیگر تابعین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِيْن سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جو بھلائی کرتا ہے یا صدقہ دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے اور ثواب بھی ملے تو آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ یہ آیتِ مُبارَکہ نازل ہوئی:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا (۱۱۰) (پ۱۶، الکھف: ۱۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔[196]

196... المستدرك، كتاب الجهاد، باب سبب نزول آية: فمن كان يرجو لقاء ربه، ۲/ ۴۴۲، حديث: ۲۵۷۳

Go To Index

یہاں سوال کرنے والے شخص نے ثواب اور تعریف دونوں کا ارادہ کیا تھا۔

(2)...حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت بنیاد ہے: "اَدْنَی الرِّیَآءِ شِرْکٌ یعنی تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے۔"[197]

(3)...حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یُقَالُ لِمَنْ اَشْرَکَ فِیْ عَمَلِہٖ خُذْ اَجْرَکَ مِمَّنْ عَمِلْتَ لَہٗ یعنی اپنے عمل میں شرک (ریا) کرنے والے سے کہا جائے گا: اپنا اجر اس سے لے جس کے لئے تو نے عمل کیا تھا۔[198]

(4)...حضرت سیِّدُنا عُبادہ بن صامت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے حدیثِ قُدسی مروی ہے کہ بے شک **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اَنَا اَغْنَی الْاَغْنِیَآءِ عَنِ الشِّرْکَۃِ مَنْ عَمِلَ لِیْ عَمَلًا فَاَشْرَکَ مَعِیْ غَیْرِیْ وَدَعْتُ نَصِیْبِیْ لِشَرِیْکِیْ یعنی میں شرکت سے تمام شُرکا کی نسبت زیادہ بے نیاز ہوں، جو میرے لئے کوئی عمل کرتا ہے اور میرے ساتھ غیر کو شریک کرتا ہے تو میں اپنا حصہ بھی اپنے بنائے گئے شریک کے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔[199]

(5)...حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک اَعرابی نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایک شخص غیرت کی وجہ سے لڑتا ہے اور ایک شخص شجاعت دکھانے کے لئے لڑتا ہے اور ایک شخص اس لئے لڑتا ہے کہ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کے راستے میں اپنا مرتبہ دیکھ لے (تو ان میں سے مجاہد فِیْ سَبِیْلِ اللہ کون ہے؟)۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یعنی جو **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کے دین کی سربلندی کے لئے لڑے وہ مجاہد فِیْ سَبِیْلِ اللہ ہے۔[200]

(6)...امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: تَقُوْلُوْنَ فُلَانٌ شَھِیْدٌ وَّ لَعَلَّہٗ اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ مَلَاَ دَفَّتَیْ رَاحِلَتِہٖ وَرِقًا یعنی تم کہتے ہو فلاں شخص شہید ہے اور ممکن ہے اس نے اپنی سواری کے دونوں پہلو چاندی

197... سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب من ترجی لہ السلامۃ من الفتن، ۴ / ۳۵۰، حدیث: ۳۹۸۹، مفہومًا

المعجم الکبیر، ۲۰ / ۳۶، حدیث: ۵۳

198... سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الکھف، ۵ / ۱۰۵، حدیث: ۳۱۶۵

199... مسلم، کتاب الزھد، باب من اشرک فی عملہ غیر اللہ، ص ۱۵۹۴، حدیث: ۲۹۸۵

200... مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ، ص ۱۰۵۵، حدیث: ۱۹۰۴

Go To Index

سے بھر لئے ہوں۔[201]

(7)... حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "مَنْ هَاجَرَ يَبْتَغِيْ شَيْئًا مِّنَ الدُّنْيَا فَهُوَ لَهٗ یعنی جو شخص دنیا کی کوئی چیز طلب کرنے کے لئے ہجرت کرے تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے۔"[202]

پہلا جواب:

ہم کہتے ہیں کہ یہ احادیثِ مُبارَکہ ہماری سابِقَہ گفتگو کے خلاف نہیں بلکہ احادیث میں وہ شخص مراد ہے جو عمل سے صرف دنیا چاہتا ہو جیسا کہ حدیث میں فرمایا: "مَنْ هَاجَرَ يَبْتَغِيْ شَيْئًا مِّنَ الدُّنْيَا یعنی جو شخص دنیا کی کوئی چیز طلب کرنے کے لئے ہجرت کرے۔"[203] اور دنیا کی طلب ہی اس کے ارادے پر غالب ہو اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ گناہ اور زیادتی ہے، اس لئے نہیں کہ دنیا کی طَلَب حرام ہے بلکہ اس لئے کہ دِینی اعمال کے ذریعے دنیا طَلَب کرنا حرام ہے کیونکہ اس میں ریا اور عبادت کو اس کی جگہ سے تبدیل کرنا پایا جاتا ہے اور شرکت کا لفظ جہاں کہیں وارد ہوا ہے اس سے مراد مطلق برابری ہے اور ہم بیان کر آئے ہیں کہ جب دو ارادے مساوی (برابر) ہوں تو وہ ایک دوسرے کے مقابل ہو کر ساقط ہو جاتے ہیں اور اس عمل پر ثواب اور گناہ کچھ نہیں ہوتا، لہٰذا ایسے عمل پر ثواب کی توقّع نہیں رکھنی چاہئے، پھر انسان شرکت کی حالت میں ہمیشہ خطرے میں ہوتا ہے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ دونوں باتوں میں سے کونسی بات اس کے ارادے پر غالب آجائے اور عمل اس کے لئے وبال بن جائے۔ اسی لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا (۱۱۰) (پ۱۶، الکهف: ۱۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

201... السنن الکبری للبیهقی، کتاب السیر، باب بیان النیة التی یقاتل...الخ، ۹/ ۲۸۴، حدیث ۱۸۵۵۰

202... المعجم الکبیر، ۹/ ۱۰۳، حدیث: ۸۵۴۰، بدون ذکر الدنیا

203... المعجم الکبیر، ۹/ ۱۰۳، حدیث: ۸۵۴۰، بدون ذکر الدنیا

Go To Index

مطلب یہ ہے کہ شرکت کاسب سے مُضِر(نقصان دہ) نتیجہ عمل کاساقط ہوناہے، لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے رب عَزَّوَجَلَّ سے ملنے کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔

دوسرا جواب:

اس کے جواب میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ جہاد میں شہادت کا منصب اِخلاص کے بغیر نہیں مل سکتا اور یہ کہنا بعید ہے کہ ”جس کا دِینی ارادہ اسے صرف جہاد کے لئے اُبھارے اگرچہ غنیمت نہ ہو اور کفار کے دو گروہوں سے لڑ سکتا ہو جن میں سے ایک مال دار ہو اور دوسرا مفلس اور یہ دین کی سربلندی اور غنیمت کے حصول کے لئے مال دار گروہ کی طرف مائل ہو تو ایسے شخص کو جہاد کا ثواب نہیں ملے گا۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ کہ معاملہ ایسا ہی ہو کیونکہ یہ دین میں حَرَج اور مسلمانوں میں ناامیدی پیدا کرنا ہے کیونکہ اس طرح کی ضمنی آمیزشوں سے انسان سوائے نادر صورتوں کے کبھی خالی نہیں ہوتا اور ایسی آمیزشوں کی تاثیر یہ ہوتی ہے کہ ثواب میں کمی ہو جاتی ہے مگر ان کی وجہ سے عمل بالکل باطل نہیں ہوتا۔ البتہ اس حالت میں انسان کے لئے عظیم خطرہ ہے کیونکہ بسا اوقات وہ یہ گمان کرتا ہے کہ عمل کا زیادہ قوی باعث تَقَرُّبْ اِلَی اللہ (قُربِ الٰہی) کا قصد ہے حالانکہ اس کے دل پر نفسانی اَغراض کا غَلَبہ ہوتا ہے اور یہ وہ بات ہے جو انتہائی مخفی رہتی ہے۔

عمل قبول ہوا یا نہیں:

اجر اخلاص کے ساتھ ہی حاصل ہوتا ہے اور بندے کو اپنے نفس سے اخلاص کا یقین بہت کم ہوتا ہے اگرچہ وہ انتہائی احتیاط کرے، لہٰذا بندے کو چاہئے کہ عمل میں خوب کوشش کے بعد ہمیشہ رد اور قبول میں مُتَرَدِّد رہے (یعنی یہ ذہن رکھے کہ پتا نہیں عمل قبول ہوا یا نہیں) اور اس بات سے ڈرتا رہے کہ کہیں اس کی عبادت میں کوئی آفت نہ آجائے جس کا وبال ثواب کی نسبت زیادہ ہو۔ خوفِ خدا رکھنے والے اصحابِ بصیرت کا یہی طریقہ ہوتا تھا اور ہر صاحِبِ بصیرت کو ایسے ہی کرنا چاہئے۔ چنانچہ

حضرت سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میرا جو عمل ظاہر ہو گیا میں اسے شمار نہیں کرتا۔

حضرت سیِّدُنا عبد العزیز بن ابو داوٗد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں 60 سال تک خانہ کعبہ کا مُجاوِر (خادم) رہا اور 60 حج کئے پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے کئے جانے والے اپنے تمام اعمال کے متعلق نفس کا مُحاسَبہ کیا تو

میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حصے سے شیطان کا حصہ زیادہ پایا۔ کاش! ان اعمال کا نہ مجھے ثواب ملے اور نہ ہی گناہ۔

اس کے باوجود آفت اور ریا کے خوف سے عمل نہیں چھوڑنا چاہیے اس لئے کہ شیطان کی انتہائی آرزو یہی ہوتی ہے (کہ بندہ عمل چھوڑ دے) کیونکہ مقصود تو یہ ہے کہ اِخلاص فوت نہ ہو اور جب عمل ہی چھوڑ دے گا تو اِخلاص اور عمل دونوں فوت ہو جائیں گے۔ چنانچہ

دل کی نگرانی شروع کردی:

منقول ہے کہ ایک فقیر (راہِ طریقت کا مسافر) حضرت سیِّدُنا ابو سعید خَرَّاز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار کی خدمت کیا کرتا اور ان کے کام کاج میں مدد کرتا تھا۔ ایک دن آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حرکات میں اِخلاص کا ذکر کیا تو وہ فقیر ہر حرکت کے وقت دل کی نگرانی اور اس سے اخلاص کا مُطالَبہ کرنے لگا تو اس پر کام کاج کرنا مشکل ہو گیا جس سے حضرت سیِّدُنا ابو سعید خَرَّاز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار کو تکلیف ہوئی۔ آپ نے فقیر سے اس کا حال پوچھا تو اس نے بتایا کہ ''میں اپنے نفس سے حقیقتِ اخلاص کا مُطالَبہ کرتا ہوں اور میرا نفس اکثر اعمال میں اخلاص سے عاجز ہوتا ہے جس کی وجہ سے میں عمل چھوڑ دیتا ہوں۔'' تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''ایسا مت کرو کیونکہ اخلاص عمل کو ختم نہیں کرتا اس لئے تم عمل پر ہمیشگی اختیار کرو اور اخلاص حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ عمل چھوڑ دو بلکہ میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ عمل اخلاص کے ساتھ کرو۔''

عمل چھوڑنا ریا اور کرنا شرک:

حضرت سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگوں کے سبب عمل چھوڑ دینا ریا اور لوگوں کی وجہ سے عمل کرنا شرک ہے۔

دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے لئے **مَدَنی قافلوں** میں سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے **مَدَنی انعامات** کا رسالہ پر کرکے ہر مَدَنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی 10 دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوتِ اسلامی) کے ذِمّہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے! اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے **پابندِ سنت** بننے، **گناہوں سے نفرت** کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

Go To Index

باب نمبر3: صِدْق، اس کی فضیلت اور حقیقت کا بیان

(اس میں دو فصلیں ہیں)

پہلی فصل: صِدْق کی فضیلت

صدق کے متعلق آیت وحدیث:

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ (پ۲۱، الاحزاب:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد **اللہ** سے کیا تھا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِیْ اِلَى الْبِرِّ وَ الْبِرُّ يَهْدِیْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيْقًا وَاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِیْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَالْفُجُوْرُ يَهْدِیْ اِلَى النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا یعنی بے شک صِدْق (سچ) نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بے شک آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں صِدِّیْق لکھ دیا جاتا ہے اور بے شک کِذب (جھوٹ) گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور بے شک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں کَذاب (بہت بڑا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔[204]

صِدِّیْق کی مَدح وتعریف:

صِدْق کی فضیلت میں اتنی بات کافی ہے کہ لفظ "صِدِّیْق" اسی "صِدْق" سے بنا ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی مَدح وتعریف کے موقع پر انہیں صِدِّیْق فرمایا۔ چنانچہ

درج ذیل فرامین باری تعالیٰ ملاحظہ فرمایئے:

(1)... وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ ترجمۂ کنزالایمان: اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو بے شک

204... مسلم، کتاب البر والصلة، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، ص۱۴۰۵، حدیث:۲۶۰۷

Go To Index

صِدِّیۡقًا نَّبِیًّا ﴿۴۱﴾ (پ۱۶،مریم:۴۱) وہ صدیق تھا غیب کی خبریں بتاتا۔

(2)…وَ اذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ اِسۡمٰعِیۡلَ ۫ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الۡوَعۡدِ وَ کَانَ رَسُوۡلًا نَّبِیًّا ﴿ۚ۵۴﴾ (پ۱۶،مریم:۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کرو بے شک وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتاتا۔

(3)…وَ اذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ اِدۡرِیۡسَ ۫ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیۡقًا نَّبِیًّا ﴿٭ۙ۵۶﴾ (پ۱۶،مریم:۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو بے شک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں بتاتا۔

صدق نفع بخش ہے:

حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''چار باتیں ایسی ہیں کہ جس میں ہوں گی وہ نفع پائے گا: (۱)…صدق (۲)…حیا (۳)…حُسْنِ اَخلاق اور (۴)… شکر۔''

حضرت سیِّدُنا بِشْر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: ''جو شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے صدق (سچائی) کا معاملہ کرتا ہے وہ لوگوں سے وحشت محسوس کرتا ہے۔''

سب سے اچھی اور سب سے بُری چیز:

حضرت سیِّدُنا ابوعبدُاللہ رَمْلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا منصور دِیْنَوَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَافَعَلَ اللہُ بِکَ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو انہوں نے جواب دیا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا اور مجھے میری توقُّع سے بڑھ کر عطا فرمایا۔ میں نے پوچھا: سب سے اچھی چیز کیا ہے جس کے ذریعے بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہوتا ہے؟ تو فرمایا: صِدْق اور سب سے بُری چیز جس کے ذریعے بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ جھوٹ ہے۔

صِدْق کو سُواری بنالو:

حضرت سیِّدُنا ابُو سُلَیْمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: صِدْق کو اپنی سُواری، حق کو اپنی تلوار اور

Go To Index

اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اپنا مطلوب ومقصود بنالو۔

خود سچا بن!

ایک شخص نے کسی دانش ورو صاحِبِ حکمت سے کہا: میں کوئی سچا آدمی نہیں دیکھتا۔ تو انہوں نے جواب دیا: اگر تُو سچا ہوتا تو ضرور سچے لوگوں کو پہچان لیتا۔

حق، صِدْق اور عدل کا نِفاذ:

حضرت سیِّدُنا محمد بن علی کَتّانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ہم نے **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کے دین کو تین اَرکان پر مبنی پایا: (۱)... حق (۲)... صدق اور (۳)... عدل۔ پس حق اعضاء پر، عدل دلوں پر اور صدق عقلوں پر ہوتا ہے۔

محبَّتِ الٰہی میں صِدْق کی اہمیت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَی الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلَی اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ (پ۲۴، الزمر: ۶۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور قیامت کے دن تم دیکھو گے انہیں جنہوں نے **اللہ** پر جھوٹ باندھا کہ ان کے منہ کالے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی نے اس آیتِ طَیِّبَہ کی تفسیر میں فرمایا: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے محبَّتِ الٰہی کا دعویٰ کیا لیکن وہ اس میں صادِق یعنی سچے نہ تھے۔

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی: یَادَاوٗدُ مَنْ صَدَّقَنِیْ فِیْ سَرِیْرَتِهٖ صَدَّقْتُهٗ عِنْدَ الْمَخْلُوْقِیْنَ فِیْ عَلَانِیَتِهٖ یعنی اے داوٗد! جو شخص اپنے دل سے میری تصدیق کرتا ہے میں مخلوق میں اعلانیہ طور پر اسے صادِق (یعنی سچا) ٹھہراتا ہوں۔

صادِق کی حفاظت:

حضرت سیِّدُنا شیخ شِبْلی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِی کی مجلس میں ایک شخص نے غَلَبَۂ وجد میں آکر چیخ ماری اور خود کو دریائے دِجلہ میں گرا دیا۔ اس پر آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے فرمایا: اگر یہ اپنے وجد میں سچا ہوا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ڈوبنے سے ایسے ہی بچالے گا جیسے حضرت سیِّدُنا موسٰی کَلِیْمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کو بچایا تھا اور

Go To Index

اگر جھوٹا ہو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ایسے ہی غرق کرے گا جیسے فرعون کو غرق کیا تھا۔

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: فقہا اور عُلَما کا تین باتوں پر اِتّفاق ہے کہ اگر وہ دُرُست ہو جائیں تو بندے کی نجات ہو جائے اور وہ تینوں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر مکمل ہوتی ہیں: (۱)...اسلام جو بِدْعَت اور بَداِعتقادی سے محفوظ ہو۔ (۲)...**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے اَعمال میں صِدق اِختیار کرنا اور (۳)...حلال و پاکیزہ کھانا۔

تورات کے 22 کلمات:

آسمانی کُتُب کے عالِم حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ یمانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: میں نے تورات شریف کے کنارے پر 22 کلمات پائے جنہیں بنی اسرائیل کے نیک لوگ جمع ہو کر پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔ وہ 22 کلمات یہ ہیں:

(1)...لَا کَنْزَ اَنْفَعُ مِنَ الْعِلْمِ — کوئی خزانہ علم سے زیادہ نافع نہیں۔

(2)...وَلَا مَالَ اَرْبَحُ مِنَ الْحِلْمِ — کوئی مال بُردباری سے بڑھ کر سُود مند نہیں۔

(3)...وَلَا حَسَبَ اَوْضَعُ مِنَ الْغَضَبِ — کوئی حسب غصے سے زیادہ گھٹیا نہیں۔

(4)...وَلَا قَرِیْنَ اَزْیَنُ مِنَ الْعَمَلِ — کوئی ساتھی عمل سے زیادہ اچھا نہیں۔

(5)...وَلَا رَفِیْقَ اَشْیَنُ مِنَ الْجَهْلِ — جہالت سے زیادہ عیب دار کوئی دوست نہیں۔

(6)...وَلَا شَرَفَ اَعَزُّ مِنَ التَّقْوٰی — کوئی شرف تقویٰ سے زیادہ عزت والا نہیں۔

(7)...وَلَا کَرَمَ اَوْفٰی مِنْ تَرْكِ الْهَوٰی — کوئی سخاوت خواہشِ نفس کو چھوڑنے سے زیادہ کامل نہیں۔

(8)...وَلَا عَمَلَ اَفْضَلُ مِنَ الْفِکْرِ — کوئی عمل فکر سے افضل نہیں۔

(9)...وَلَا حَسَنَةَ اَعْلٰی مِنَ الصَّبْرِ — صبر سے اعلیٰ کوئی نیکی نہیں۔

(10)...وَلَا سَیِّئَةَ اَخْزٰی مِنَ الْکِبْرِ — تکبُّر سے بڑھ کر کوئی بُرائی رُسوا کرنے والی نہیں۔

(11)...وَلَا دَوَآءَ اَلْیَنُ مِنَ الرِّفْقِ — کوئی دوا حُسنِ سُلوک سے زیادہ نرم نہیں۔

(12)...وَلَا دَآءَ اَوْجَعُ مِنَ الْخُرْقِ — کوئی بیماری حماقت سے زیادہ دردناک نہیں۔

(13)...وَلَا رَسُوْلَ اَعْدَلُ مِنَ الْحَقِّ — کوئی قاصِد حق سے بڑھ کر عدل کرنے والا نہیں۔

Go To Index

(14)...وَلَادَلِیْلَ اَنْصَحُ مِنَ الصِّدْقِ	کوئی دلیل صِدْق (یعنی سچائی) سے بڑھ کر نصیحت کرنے والی نہیں۔
(15)...وَلَافَقْرَ اَذَلُّ مِنَ الطَّمْعِ	کوئی فقر طمع ولالچ سے زیادہ ذلیل نہیں۔
(16)...وَلَاغِنٰی اَشْقٰی مِنَ الْجَمْعِ	مال جمع کرنے سے زیادہ بدبخت کوئی تونگری نہیں۔
(17)...وَلَاحَیَاۃَ اَطْیَبُ مِنَ الصِّحَّۃِ	صحت سے زیادہ اچھی کوئی زندگی نہیں۔
(18)...وَلَامَعِیْشَۃَ اَھْنَاُ مِنَ الْعِفَّۃِ	کوئی معیشت پارسائی سے زیادہ خوشگوار نہیں۔
(19)...وَلَاعِبَادَۃَ اَحْسَنُ مِنَ الْخُشُوْعِ	کوئی عبادت خشوع سے زیادہ اچھی نہیں۔
(20)...وَلَازُھْدَ خَیْرٌ مِّنَ الْقَنُوْعُ	کوئی زُہد قناعت سے بہتر نہیں۔
(21)...وَلَاحَارِسَ اَحْفَظُ مِنَ الصَّمْتِ	خاموشی سے بڑھ کر کوئی محافظ نہیں۔
(22)...وَلَاغَآئِبَ اَقْرَبُ مِنَ الْمَوْتِ	کوئی غائب موت سے بڑھ کر قریب نہیں۔[205]

عجائبات دکھانے والا آئینہ:

حضرت سیِّدُنا محمد بن سعید مَروَزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: جب تم صِدْق وسچائی کے ساتھ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طلب کروگے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں ایک ایسا آئینہ عطا فرمائے گا کہ تم اس میں دنیاو آخرت کے تمام عجائبات کو دیکھوگے۔

حضرت سیِّدُنا ابو بکر ورّاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق فرماتے ہیں: اپنے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے درمیان معاملات میں صدق کی پاسداری کرو جبکہ اپنے اور لوگوں کے درمیان معاملات میں نرمی اختیار کرو۔

دعوائے عشق آسان ہے:

حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے پوچھا گیا: کیا بندے کے پاس اپنے اُمُور کی دُرُستی کا کوئی طریقہ ہے؟ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یہ اشعار پڑھے:

205... بیان کردہ ان 22 باتوں میں سے یہاں مقصود صرف یہ بات ہے: ''لَادَلِیْلَ اَنْصَحُ مِنَ الصِّدْقِ یعنی کوئی دلیل صدق (یعنی سچائی) سے بڑھ کر نصیحت کرنے والی نہیں'' کیونکہ صِدْق تمام بھلائیوں تک پہنچنے کا ذریعہ ہے، یہی نیکیوں کے دروازے کی چابی ہے اور تمام مقامات اسی کے ذریعے تکمیل پاتے ہیں، لہٰذا یہ صدق بہترین نصیحت کرنے والا ہے۔ (اتحاف السادۃ المتقین، ۱۳/ ۱۳۱)

Go To Index

قَدۡبَقِیۡنَا مِنَ الذُّنُوۡبِ حَیَارٰی　　نَطۡلُبُ الصِّدۡقَ مَا اِلَیۡہِ سَبِیۡلُ

فَدَعَاوِی الۡھَوٰی تَخِفُّ عَلَیۡنَا　　وَخِلَافُ الۡھَوٰی عَلَیۡنَا ثَقِیۡلُ

ترجمہ:(۱)...ہم گناہوں کے سبب حیران رہے، ہم صدق چاہتے ہیں لیکن اس کی طرف کوئی راہ نہیں۔

(۲)...عشق کا دعوٰی کرنا تو ہم پر آسان ہے لیکن نفس کی مخالفت ہمارے لئے مشکل ہے۔

راہِ سلوک کی اصل:

حضرت سیِّدُنا سہل تُستَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی سے کسی نے پوچھا: راہِ سلوک کی اصل کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: صدق، سخاوت اور شُجاعت۔ اس نے عرض کی: مزید کچھ فرمایئے! آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: تقوٰی، حیا اور پاکیزہ حلال غذا۔

صدق کمال پیدا کرتا ہے:

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ پیارے **مصطفٰے** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کمال کے بارے میں پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: ''قَوْلُ الْحَقِّ وَالْعَمَلُ بِالصِّدْقِ یعنی حق بات کہنا اور عمل میں صدق اختیار کرنا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

لِّیَسۡـَٔلَ الصّٰدِقِیۡنَ عَنۡ صِدۡقِہِمۡ ۚ (پ۲۱، الاحزاب:۸)　　ترجمۂ کنزالایمان: تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے۔

حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی اس آیتِ مُقَدَّسہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: جو لوگ اپنے زُعْم میں صادِق یعنی سچے ہیں بارگاہِ ربُّ الْعالمین میں ان کے صِدْق کے بارے میں پوچھا جائے گا اور یہ خطرناک معاملہ ہے۔

(...تُوۡبُوۡا اِلَی اللہ　　اَسۡتَغۡفِرُ اللہ...)

(...صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد...)

Go To Index

دوسری فصل: صدق کی حقیقت اوراس کے معانی ومراتب کابیان

صدق کی چھ اقسام:

جان لیجئے کہ "صِدق" کی چھ اقسام ہیں:(۱)... قول میں صدق (۲)...نیت وارادے میں صدق (۳)... عزم میں صدق (۴)...عزم کو پورا کرنے میں صدق (۵)... عمل میں صدق (۶)... دین کے تمام مقامات کی تحقیق میں صدق۔

پس جو شخص صدق کے ان تمام معانی کے ساتھ مُتَّصِف ہو تو وہ صِدِّیق ہے کیونکہ وہ صِدق میں انتہا کو پہنچا ہوتا ہے۔ پھر صادِقِین کے بھی دَرَجات ہیں تو جس شخص میں مذکورہ معانی میں سے کسی ایک معنیٰ میں صِدق پایا جائے وہ اسی کے اعتبار سے صادِق کہلائے گا۔

(1)...زبان کا صدق اور اس کے دو کمال:

پہلی قسم زبان کا صدق ہے اور یہ خبر دینے یا اُس کلام میں ہوتا ہے جو خبر دینے کو اپنے ضمن میں لئے ہوئے ہو اور خبر کا تعلق زمانہ ماضی کے ساتھ ہوتا ہے یا زمانہ مستقبل کے ساتھ اور اس میں وعدے کو پورا کرنا اور اس کی خلاف ورزی کرنا بھی داخل ہے۔ ہر بندے پر ضروری ہے کہ اپنے الفاظ کی حفاظت کرے اور صرف سچی گفتگو ہی کرے۔ صدق کی اقسام میں سے سب سے زیادہ مشہور اور ظاہر یہی قِسم ہے۔ پس جو شخص خلافِ واقع (یعنی جھوٹی) خبر دینے سے اپنی زبان کی حفاظت کرے وہ صادِق ہے لیکن اس صِدق کے دو کمال ہیں:

★...پہلا کمال:

مبہم کلام اور کنایات (یعنی صراحتًا بات نہ کرنے) سے بچنا۔ مقولہ ہے: فِی الْمَعَارِیْضِ مَنْدُوْحَةٌ عَنِ الْکِذْبِ یعنی کنایات میں جھوٹ سے بچنے کی راہ ہوتی ہے۔ اور ان سے اس لئے بچنا چاہئے کہ یہ جھوٹ کے قائم مقام ہوتے ہیں کیونکہ جھوٹ میں یہی منع ہے کہ شے کو اس کی حقیقت کے خلاف سمجھایا جائے مگر اس کی کبھی حاجت پڑتی ہے اور بعض اوقات مصلحت اس کا تقاضا کرتی ہے۔ مثلاً: بچوں اور عورتوں کو ادب سکھانے، ظالموں سے بچنے، دشمنوں سے جنگ کرنے اور انہیں ملکی رازوں کے متعلق بتانے سے بچنے کے لئے، لہٰذا جو شخص کسی ایسی

Go To Index

وجہ سے اگر کہیں جھوٹ بولنے پر مجبور ہو تو اس میں صِدْق کی صورت یہ ہے کہ ایسے موقع پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے وہ کلام کرے جس کا حق نے اسے حکم دیا ہو اور دین اس کا تقاضا کرتا ہو جب وہ اس طرح بولے گا تو صادِق ہو گا اگرچہ اس کے کلام سے خلافِ واقع بات سمجھ آرہی ہو کیونکہ صدق بالذات مقصود نہیں ہوتا بلکہ حق پر دلالت اور اس کی طرف بلانا مقصود ہوتا ہے اس لئے کلام کی ظاہری صورت کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ اس کے معنٰی کی طرف نظر کی جائے گی۔ہاں ایسے مواقع میں جہاں تک ہو سکے کنایات کی طرف رجوع کیا جائے۔ چنانچہ حضور نبیِّ اَکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب کسی سَفَر کے لئے روانہ ہوتے تو اسے چھپاتے[206] تاکہ دشمنوں تک یہ بات نہ پہنچے اور وہ اثنائے سَفَر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تکلیف دینے نہ پہنچ جائیں۔ اس میں کچھ جھوٹ نہیں۔ نیز حضور نبیِّ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ”لَیْسَ بِکَذَّابٍ مَّنْ اَصْلَحَ بَیْنَ اثْنَیْنِ فَقَالَ خَیْرًا اَوْ اَنْمٰی خَیْرًا یعنی وہ شخص جھوٹا نہیں جو دو آدمیوں کے درمیان صلح کرائے اور اچھی بات کہے یا اسے بڑھائے۔“[207]

تین افراد کو خلافِ واقع بات کی اجازت:

مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین طرح کے افراد کو مصلحت کے مطابق خلافِ واقع کلام کرنے کی رخصت دی ہے: (۱)...جو شخص دو آدمیوں کے درمیان صلح کرائے۔ (۲)...جس کی دو بیویاں ہوں (اور وہ انہیں خوش رکھنے کے لئے خلافِ واقع بات کہے)۔ (۳)...جس کے پیشِ نظر جنگ کی مصلحتیں ہوں۔[208] ان مواقع پر صِدْق، نیت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے پس صِدْقِ نیت اور ارادۂ خیر ہی ملحوظ ہوتا ہے تو جب اس کا قصد صحیح اور نیت صادِق ہو اور صرف خیر کا ارادہ ہو تو وہ صادق اور صدیق ہو گا اس کے الفاظ چاہے جیسے بھی ہوں۔ پھر بھی اس میں کنایات کا استعمال کرنا بہتر ہے۔

جھوٹ سے بچنے کا حیلہ:

کنایات یعنی بِلا صراحت بات کرنے کا طریقہ وہ ہے جو کسی بزرگ سے منقول ہے کہ کوئی ظالم ان کی

206... بخاری، کتاب الجهاد، باب من اراد غزوة...الخ، ۲ / ۲۹۵، حدیث: ۲۹۴۷، بدل: کرغزوة

207... سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی اصلاح ذات البین، ۴ / ۳۶۶، حدیث: ۴۹۲۰

208... سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی اصلاح ذات البین، ۴ / ۳۶۶، حدیث: ۴۹۲۱

Go To Index

تلاش میں تھا اور وہ اپنے گھر میں موجود تھے تو اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا: اپنی انگلی سے ایک دائرہ کھینچ لو اور انگلی دائرے میں رکھ کر کہو: "وہ یہاں نہیں ہیں۔" اوراس طرح وہ جھوٹ سے بچتے اور ظالم سے اپنا دفاع بھی کر لیتے، ان کی بات تو سچی تھی لیکن ظالم یہ سمجھتا کہ وہ گھر میں نہیں ہیں۔ بہر حال کلام میں پہلا کمال یہ ہے کہ بغیر کسی ضرورت و مجبوری کے صریح جھوٹ کے ساتھ ساتھ کنایات سے بھی بچے۔

★...دوسرا کمال:

اپنے اُن الفاظ میں معنیٔ صِدْق کی بھی رعایت کرنا جن کے ذریعے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ مُناجات کرتا ہے جیسے اگر کوئی یہ کہے: "اِنِّیۡ وَجَّہۡتُ وَجۡہِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ یعنی میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان و زمین بنائے۔" جبکہ اس کا دل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے مُنْحَرِف اور دُنیاوی تمناؤں اور خواہشات میں مشغول ہو تو وہ شخص جھوٹا ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہے: "اِیَّاکَ نَعۡبُدُ یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔" یا یہ کہے: "اَنَاعَبۡدُاللہ یعنی میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا بندہ ہوں۔" پس اگر وہ حقیقتِ بندگی کے ساتھ مُتَّصِف نہ ہو اور اس کا مطلوب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کچھ اور ہو تو اس کا کلام سچا نہیں ہے اور اگر بروزِ قیامت اس سے کہا گیا: اپنے اس قول "میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا بندہ ہوں" میں صِدْق (یعنی سچا ہونے) کو ثابت کر تو وہ ثابت نہیں کر سکے گا کیونکہ وہ یا تو اپنے نفس کا بندہ تھا یا دنیا کا یا اپنی خواہشات کا وہ اپنے قول میں سچا نہیں تھا اور بندہ جس چیز کے ساتھ مُقَیَّد ہو جائے تو وہ اسی کا بندہ کہلاتا ہے جیسا کہ

حضرت سَیِّدُنا عیسٰی رُوۡحُ اللہ عَلَیۡہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: "یَاعَبِیۡدَالدُّنۡیا یعنی اے دنیا کے بندو!"

اور حضور نبیّ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تَعِسَ عَبۡدُالدِّیۡنَارِ تَعِسَ عَبۡدُالدِّرۡہَمِ وَعَبۡدُ الۡحُلَّۃِ وَعَبۡدُالۡخَمِیۡصَۃِ یعنی ہلاک ہو دینار کا بندہ، ہلاک ہو درہم کا بندہ، حلے کا بندہ اور جبے کا بندہ۔ (209)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حقیقی بندہ:

حضور نبیّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہر ایک کو اس شے کا بندہ فرمایا جس کے ساتھ اس کا دل

209... بخاری، کتاب الرقاق، باب مایتقی من فتنۃ المال، ۴ / ۲۲۸، حدیث: ۶۴۳۵

قوت القلوب، الفصل الخامس والعشرون: تعریف النفس...الخ، ۱ / ۱۵۴

Go To Index

مُقَیَّد تھااور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا حقیقی بندہ وہی ہے جو پہلے غَیْرُاللہ سے مطلق آزادی حاصل کرے کہ جب یہ آزادی آئے گی تو دل غیر سے خالی ہو گااور پھر اس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندگی سمائے گی، پھر یہ بندگی اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اوراس کی محبت میں مستغرق کر دے گی اور اس کا ظاہر و باطن اطاعتِ الٰہی کے ساتھ مُقَیَّد ہو جائے گا تو اس کا مطلوب و مقصود صرف ذاتِ باری تعالیٰ ہو گی۔ بسااوقات اس مقام سے ترقی کر کے بندہ اس سے اعلیٰ مقام تک پہنچ جاتا ہے جسے ''حریّت یعنی آزادی'' کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود بخود **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ارادہ کرنے سے بھی آزاد ہو جائے بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے جو ارادہ فرمائے خواہ دور کرنے کا یا قریب کرنے کا بندہ اسی پر قناعت کر تا ہے پس اس کا ارادہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ارادے میں فنا ہو جاتا ہے۔ یہ وہ بندہ ہے جو غَیْرُاللہ سے خَلاصی پا کر آزاد ہوا پھر اپنے نفس سے رہائی پا کر آزاد ہوا اور اپنے آپ سے مفقود (یعنی غائب) ہو کر اپنے آقا و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے لئے موجود (یعنی حاضر) ہو گیا۔ یوں کہ اگر وہ اسے ہلائے تو حرکت کرے اور ٹھہرائے تو ٹھہر جائے اور اگر کسی آزمائش میں ڈالے تو راضی رہے اور اس میں کسی طلَب، اِلتماس اور اِعتراض کی گنجائش باقی نہیں رہتی، بلکہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سامنے اس طرح ہو تا ہے جیسے مُردہ غَسّال (یعنی غسل دینے والے) کے ہاتھ میں اور یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندگی میں صِدْق کی انتہا ہے۔ معلوم ہوا کہ سچا بندہ وہی ہے جس کا وجود اپنے نفس کے لئے نہ ہو بلکہ اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہو اور یہ صِدّیقِیْن کا درجہ ہے۔ اَلْغَرَض غَیْرُاللہ سے آزادی دَرَجاتِ صادِقِیْن میں سے ہے جس کے بعد عُبُودِیَّتِ الٰہی متحقق ہوتی ہے، اس سے پہلے نہ تو بندہ صادِق کہلانے کا مستحق ہے، نہ ہی صِدّیق۔ قول میں صِدْق کا یہی معنٰی ہے۔

(2)...نیت واِرادے میں صِدْق:

صِدْق کی دوسری قسم کا تعلُّق نیت واِرادے سے ہے اور اس کا مرجع اِخلاص ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کی حرکات و سکنات کا باعث صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات ہوتی ہے، اگر اس میں کسی نفسانی غَرَض کی آمیزش ہو جائے گی تو نیت میں صِدْق باطل ہو جائے گا اور ایسے شخص کو جھوٹا کہا جا سکتا ہے جیسا کہ ہم نے ''اخلاص کی فضیلت کے بیان'' میں تین آدمیوں (عالم، سخی اور شہید) کے متعلق حدیثِ پاک ذکر کی ہے کہ جب عالِم سے پوچھا جائے گا کہ تُو نے اپنے علم کے مطابق کہاں تک عمل کیا؟ تو وہ کہے گا: میں نے فلاں فلاں عمل کیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد

Go To Index

فرمائے گا: تُو جھوٹا ہے بلکہ تیری نیت یہ تھی کہ تجھے عالِم کہا جائے۔[210] اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے عمل میں نہیں جھٹلائے گا اور یہ نہیں فرمائے گا کہ تُو نے عمل نہیں کیا بلکہ اس کے ارادے اور نیت میں اسے جھوٹا قرار دے گا۔

اِرادہ میں دُرُستی عقیدۂ صِدْق ہے:

بعض مشائخ نے فرمایا: قصد و ارادہ میں عقیدۂ توحید کا دُرُست ہونا صِدْق ہے۔ ایسا ہی یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ(۱) (پ۲۸،المنافقون:۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

حالانکہ منافقین کہہ بھی چکے تھے کہ ”حضور بے شک یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں۔“ اور ان کا یہ کلام واقع کے مطابق ہے لیکن اس کے باوجود اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی تکذیب فرمائی اور انہیں زبانی قول کے اعتبار سے نہیں بلکہ دل میں چھپے عقیدے کے اعتبار سے جھٹلایا اور تکذیب خبر میں ہوتی ہے اور منافقین کا یہ قول ان کی حالت کے لحاظ سے خبر کو اپنے ضمن میں لئے ہوئے ہے کیونکہ کہنے والا اپنے بارے میں یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اس کا اعتقاد وہ ہے جو وہ زبان سے بول رہا ہے تو قرینہ حالیہ کی وجہ سے قلبی عقیدے پر دلالت کرنے میں اس کی تکذیب کی گئی، کیونکہ وہ اس میں جھوٹا ہے لیکن زبان سے جو تلفُّظ کر رہا ہے اس میں جھوٹا نہیں۔ حاصِلِ کلام یہ ہے کہ صدق کے معانی میں سے ایک معنٰی خلوصِ نیت ہے اور اسے اخلاص کہتے ہیں لہٰذا ہر صادق کے لئے مخلص ہونا ضروری ہے۔

(3)...عزم میں صدق:

صدق کی تیسری قسم عزم میں صدق ہے کیونکہ انسان کبھی عمل کا عزم کرتے ہوئے اپنے دل میں کہتا ہے کہ ”اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے مال عطا کرے تو میں تمام یا آدھا مال صدقہ کر دوں گا۔“ یا یہ کہ ”اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے راستے میں کسی دشمن کو پاؤں تو اس سے لڑوں گا اور کچھ پروا نہیں کروں گا اگرچہ قتل کر دیا جاؤں۔“ یا کہتا ہے: ”اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے حکومت دے تو میں عدل کروں گا اور ظلم یا مخلوق کی طرف مائل ہو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

210... مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء والسمعۃ استحق النار، ص۱۰۵۵، حدیث:۱۹۰۵

سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی الریاء والسمعۃ، ۴/۱۶۹، حدیث:۲۳۸۹

Go To Index

نافرمانی نہیں کروں گا۔" یہ عزم کبھی بندہ اپنے دل میں پاتا ہے اور یہ پختہ اور صادق ہوتا ہے اور کبھی اس کے عزم میں ایک قسم کا میل، تردُّد اور ضعف ہوتا ہے جو صِدْق فِی الْعَزم (عزم میں صدق) کے مخالف ہوتا ہے۔

عزم میں صدق کا معنیٰ:

یہاں صدق مکمل (یعنی پورا) اور قوی ہونے کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے: "لِفُلَانٍ شَهْوَةٌ صَادِقَةٌ یعنی فلاں کی خواہش سچی ہے۔" مطلب پوری اور قوی ہے اور کہا جاتا ہے: "لِهٰذَا الْمَرِيْضِ شَهْوَةٌ كَاذِبَةٌ یعنی اس مریض کی خواہش کمزور ہے۔" یہ اس وقت کہتے ہیں جب اس کی خواہش کا سبب قوی اور ثابت نہ ہو یا اس کی خواہش ضعیف ہو۔ پتا چلا کہ کبھی صدق بول کر یہ معنیٰ (یعنی پورا اور قوی ہونا) مراد لئے جاتے ہیں۔ اس معنیٰ کے اعتبار سے صادق اور صِدِّیق وہ شخص ہے جس کا عزم تمام نیکیوں میں قوتِ تامہ کے ساتھ پایا جائے اور اس میں کسی قسم کا میلان، تردُّد اور ضعف نہ ہو بلکہ اس کا نفس ہمیشہ نیکیوں پر پختہ اور پکا عزم رکھتا ہو جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا تھا: "اگر بلحاظِ شرافت مجھے مُقَدَّم کر کے میری گردن اڑادی جائے تو یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں اس قوم کا امیر بنوں جس میں حضرت سیِّدُنا ابو بکر صِدِّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ موجود ہوں۔" یہ اس لئے فرمایا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے دل میں اس بات کا پختہ عزم اور سچی محبت پائی کہ "خلیفۂ رسول حضرت سیِّدُنا ابو بکر صِدِّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہوتے ہوئے میں امیر نہیں بنوں گا۔" اور اس عزم کو مذکورہ قول کے ساتھ پختہ کر دیا۔

عزم میں مختلف مَراتِب:

عزائم میں صِدِّیقین کے مَراتِب مختلف ہوتے ہیں۔ کبھی اتنا عزم پاتا ہے کہ اس کی انتہا نہیں ہوتی حتّٰی کہ اس کی وجہ سے قتل ہونے پر راضی ہوتا ہے لیکن اگر اسے اس کی رائے پر چھوڑ دیا جائے تو قتل ہونے کی جُرأت نہ کرے اور اگر اس سے قتل کی بات کی جائے تو اس کا عزم نہیں ٹوٹے گا بلکہ صادِقین اور مؤمنین میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر بالفرض انہیں اس بات کا اختیار دیا جائے کہ تمہیں قتل کیا جائے یا حضرت سیِّدُنا ابو بکر صِدِّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تو انہیں اپنی زندگی حضرت سیِّدُنا ابو بکر صِدِّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زندگی سے زیادہ محبوب ہوگی۔

Go To Index

(4)...عَزم کو پورا کرنے میں صِدْق:

صِدْق کی چوتھی قسم عزم کو پورا کرنے میں صدق ہے۔ نفس بعض اوقات فی الحال عزم کر لیتا ہے اس لئے کہ وعدہ اور عزم کرنے میں کوئی مشقت نہیں ہوتی اور اس میں خرچ بھی تھوڑا ہوتا ہے، لیکن جب وقت آتا ہے، قدرت حاصل ہوتی ہے اور شہوت بھڑکتی ہے تو عزم کی گرہ کھل جاتی ہے، شہوت غالب آجاتی ہے اور وہ عزم کو پورا نہیں کر سکتا اور یہ بات صِدْق کی اس قسم کے خلاف ہے۔ اسی لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ (پ۲۱،الاحزاب:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد **اللہ** سے کیا تھا۔

اپنے عزم کو پورا کر دکھایا:

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: میرے چچا حضرت سیِّدُنا انس بن نضر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جنگِ بدر میں شریک نہ ہو سکے تو یہ بات ان کے دل پر گراں گزری اور انہوں نے کہا کہ "یہ واحد غزوہ ہے جس میں حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شریک نہ ہو سکا۔ بخدا! اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک ہونے کی سعادت بخشی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ضرور ملاحظہ فرمائے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔" پھر جب آئندہ سال وہ غزوہ اُحد میں شریک ہوئے تو حضرت سیِّدُنا سعد بن مُعاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کے سامنے سے گزرے اور کہا: "اے ابو عمرو! کہاں کا ارادہ ہے۔" انہوں نے کہا: "جنت کی ہوا کتنی عُمدہ ہے۔ بے شک میں اُحد کی طرف سے یہ ہوا پاتا ہوں۔" پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لڑے حتّٰی کہ شہید ہو گئے۔ آپ کے جسم پر 80 سے زیادہ تیر، تلوار اور نیزے کے زخم پائے گئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہمشیرہ (بہن) حضرت سَیِّدَتُنا رُبَیِّع بنْتِ نضر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کو صرف کپڑوں کی وجہ سے پہچانا۔ ان کے حق میں یہ آیتِ مُبارَکہ نازل ہوئی:

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ (پ۲۱،الاحزاب:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد **اللہ** سے کیا تھا۔[211]

211... سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الاحزاب، ۵ / ۱۳۸، حدیث: ۳۲۱۱

Go To Index

عہد پورا کرنے والے علمبردار:

حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عَلَم بردار حضرت سیِّدُنا مُصْعَب بن عُمَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ غزوۂ اُحد کے دن شہید ہو کر منہ کے بل گرے پڑے تھے، آپ نے ان کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیتِ طیبہ تلاوت کی:

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ (پ۲۱، الاحزاب:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے۔[212]

تصدیق کرنے والے شہدا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ شہدا چار ہیں: ایک وہ بندۂ مومن جس کا ایمان کھرا ہے اس کی دشمن سے مڈ بھیڑ ہوئی اور اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تصدیق کی حتّٰی کہ شہید ہو گیا۔ یہی وہ شہید ہے جس کی طرف لوگ قیامت کے دن اس طرح اپنی نگاہیں اٹھائیں گے۔" یہ فرما کر آپ نے اپنا سرِ انور اٹھایا حتّٰی کہ ٹوپی مُبارَک نیچے تشریف لے آئی۔ راوی بیان کرتے ہیں: "میں نہیں جانتا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ٹوپی نیچے گری تھی یا حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی۔" دوسرا کھرے ایمان والا وہ بندہ کہ جب اس کی دشمن سے مڈ بھیڑ ہوئی تو گویا اس کے چہرے پر کیکر کا کانٹا مارا گیا، اسے ایک تیر آکر لگا اور وہ شہید ہو گیا تو یہ دوسرے درجے میں ہے۔ تیسرا وہ بندۂ مومن جس نے اعمالِ صالحہ کے ساتھ کچھ بُرے اعمال بھی کئے ہوں، اس کا دشمن سے مقابلہ ہوا پس اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تصدیق کی حتّٰی کہ شہید ہو گیا تو یہ تیسرے درجے میں ہے اور چوتھا وہ مرد جس نے اپنی جان پر زیادتی کی وہ دشمن سے لڑا پس اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تصدیق کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا تو یہ چوتھے درجے میں ہے۔[213]

212... کتاب الجہاد لابن المبارک، ص۱۱۰، حدیث:۹۵، دار المطبوعات الحدیثۃ جدہ

المستدرک، کتاب التفسیر، باب زیارۃ قبور الشہداء...الخ، ۲/ ۶۲۹، حدیث:۳۰۳۱

213... سنن الترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل الشہداء عند اللہ، ۳/ ۲۴۱، حدیث:۱۶۵۰

Go To Index

اپنے عزم کو پورا نہ کرنے والے:

حضرت سیِّدُنا امام مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: دو آدمی لوگوں کے مجمع میں سے نکلے اور کہنے لگے کہ "اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں مال عطا کیا تو ہم ضرور صدقہ کریں گے۔" لیکن انہوں نے بخل سے کام لیا تو یہ آیتِ مُقَدَّسہ نازل ہوئی:

وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ(۷۵) (پ۱۰،التوبۃ:۷۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اوران میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے۔

بعض مفسرین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن نے فرمایا کہ انہوں نے اپنے دل میں کسی چیز کی نیت کی تھی، زبان سے نہیں کہا تھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ(۷۵) فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَ تَوَلَّوْا وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ(۷۶) فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ(۷۷) (پ۱۰،التوبۃ:۷۵تا۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اوران میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے۔

غور کیجئے کہ اس آیتِ طَیِّبَہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے "عزم" کو عہد فرما کر اس کا خلاف کرنے کو "کذب" اور پورا کرنے کو "صدق" قرار دیا ہے۔

نفس کوئی بات نہ سوجھا دے:

یہ صدق تیسری قسم کے صدق سے سخت ہے، کیونکہ نفس کبھی عزم کرتا ہے پھر اس کو پورا کرنے کے وقت سستی کرتا ہے کیونکہ وہ نفس پر بھاری ہوتا ہے اور اسباب وقدرت حاصل ہونے کے باوجود شہوات کا

Go To Index

غَلَبَہ ہوتا ہے۔اسی وجہ سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے استثنا کیا(یعنی معذوری کا اظہار فرمایا)۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا:"اگر میری گردن مارنے کے لئے مجھے مُقَدَّم کیا جائے تو یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں ایسی قوم کا امیر بنوں جس میں حضرت سیِّدُنا ابو بکر صِدِّیْق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ موجود ہوں مگر یہ کہ قتل کے وقت میرا نفس مجھے کوئی ایسی بات نہ سوجھادے جسے میں ابھی اپنے دل میں نہیں پاتا کیونکہ میں اس بات سے امن نہیں پاتا کہ نفس پر قتل گراں گزرے اور یہ اپنے عزم سے پھر جائے۔" آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے کلام سے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ عزم کو پورا کرنا سخت اور بھاری ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خَرّاز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں:میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے ہیں۔انہوں نے مجھ سے دریافت کیا:صدق کیا ہے ؟میں نے جواب دیا:عہد کو پورا کرنا۔تو انہوں نے فرمایا:تم نے دُرُست کہا۔یہ کہہ کر وہ آسمان کی طرف بلند ہوگئے۔

(5)...عمل میں صدق:

صدق کی پانچویں قسم اعمال میں صدق ہے۔وہ یہ کہ بندہ اعمال میں کوشش کرے یہاں تک کہ اس کے ظاہری اعمال اس کی کسی ایسی باطنی بات پر دلالت نہ کریں جو اس میں نہیں ہے، ایسا نہ کرے کہ اعمال چھوڑ دے بلکہ بایں طور کہ باطن کو ظاہر کی تصدیق کی طرف کھینچے اور یہ بات اُس کے برعکس ہے جو ہم نے ترکِ ریا کے بارے میں ذکر کیا کیونکہ ریاکار تو اس بات کا قصد کرتا ہے(کہ اس کے ظاہری اعمال کی وجہ سے لوگ اس کے باطن کو بھی ان اعمال کے ساتھ مُتَّصِف جانیں)۔بہت سے لوگ نماز میں خشوع وخضوع کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں اور ان کا مقصد کسی کو دکھانا نہیں ہوتا لیکن ان کے دل نماز سے غافل ہوتے ہیں ،تو جو شخص انہیں دیکھے گا یہی سمجھے گا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حضور کھڑے ہیں حالانکہ باطنی طور پر وہ بازار میں کسی خواہش کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔تو یہ اعمال زبانِ حال سے باطن کی خبر دیتے ہیں جس میں وہ جھوٹا ہوتا ہے اور اس سے اعمال میں صِدق کی پوچھ گچھ کی جائے گی۔اسی طرح بعض اوقات آدمی سکون ووقار کے ساتھ چلتا ہے جبکہ اس کا باطن وقار کے ساتھ مُتَّصِف نہیں ہوتا تو یہ اپنے عمل میں صادِق نہیں ہوتا اگرچہ

اس کی توجہ لوگوں کی طرف نہ ہو اور نہ ہی لوگوں کو دکھانا مقصود ہو۔اس سے نجات اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ ظاہر وباطن میں برابری ہو یوں کہ اس کا باطن اس کے ظاہر کی مثل ہو بلکہ باطن ظاہر سے بہتر ہو، اسی ڈر سے بعض لوگوں نے ظاہر کی بُرائی کو اختیار کر کے بُرے لوگوں کا لباس پہنا تاکہ انہیں ظاہر کی وجہ سے اچھا نہ سمجھا جائے ورنہ وہ ظاہر کی باطن پر دلالت میں جھوٹے ہوں گے۔

اِخلاص وصِدق سے محرومی:

حاصِل یہ کہ ظاہر کا باطن کے مخالف ہونا اگر قصداً ہو تو اس کا نام ریا ہے اور اس کی وجہ سے اخلاص فوت ہو جاتا ہے اور اگر قصد کے بغیر ہو تو صِدق نہ رہے گا۔اسی وجہ سے حضور نبیّ رحمت، شفیع اُمَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تعلیمِ اُمَّت کے لئے یہ دعا مانگا کرتے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ سَرِیْرَتِیْ خَیْرًا مِّنْ عَلَانِیَتِیْ وَاجْعَلْ عَلَانِیَتِیْ صَالِحَۃً یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرے ظاہر کی نسبت میرے باطن کو بہتر بنا اور میرے ظاہر کو اچھا کر دے۔(214)

خالص اور کھوٹا دینار:

حضرت سیِّدُنا یزید بن حارِث عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَارِث فرماتے ہیں: اگر بندے کا ظاہر وباطن ایک جیسا ہو تو یہ عدل ہے اور اگر اس کا باطن اس کے ظاہر کی نسبت افضل ہو تو یہ فضل ہے اور اگر اس کا ظاہر اس کے باطن سے افضل ہو تو یہ ظلم ہے۔پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

اِذَا السِّرُّ وَالْاِعْلَانُ فِی الْمُؤْمِنِ اسْتَوٰی ... فَقَدْ عَزَّ فِی الدَّارَیْنِ وَاسْتَوْجَبَ الثَّنَا

فَاِنْ خَالَفَ الْاَعْلَانُ سِرًّا فَمَالَہٗ ... عَلٰی سَعْیِہٖ فَضْلُ سِوَی الْکَدِّ وَالْعَنَا

فَمَا خَالَصَ الدِّیْنَارُ فِی السُّوْقِ نَافِقَ ... وَمَغْشُوْشُہُ الْمَرْدُوْدُ لَایَقْتَضِی الْمَنَّا

ترجمہ: (۱)...جب مومن کا ظاہر وباطن ایک جیسا ہو تو وہ دونوں جہان میں عزت وتعریف کا مستحق ہوتا ہے۔

(۲)...اگر ظاہر باطن کے خلاف ہو تو کوشش کے عوض سوائے مشقت اور تھکاوٹ کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(۳)...بازار میں خالص دینار رائج ہوتا ہے جبکہ کھوٹا دینار دھتکار دیا جاتا ہے، اس کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔

214... سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب رقم۱۲۳، ۵/۳۳۹، حدیث:۳۵۹۷

Go To Index

سچابندہ:

حضرت سیِّدُنا عطیہ بن عبد الغافر عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَافِر فرماتے ہیں: جب مومن کا باطن اس کے ظاہر کے موافق ہو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فِرشتوں کے سامنے اس پر فخر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: "یہ میرا سچا بندہ ہے۔"

حضرت سیِّدُنا مُعاوِیہ بن قُرَّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے: کوئی ہے جو مجھے رات کو رونے والے اور دن میں ہنسنے والے شخص کا پتا دے۔

سیِّدُنا حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا صِدْق:

حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن زید بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی جب کوئی کام کرنے کا حکم دیتے تو دوسروں سے زیادہ خود اس پر عمل کرتے اور جب کسی کام سے منع کرتے تو سب سے بڑھ کر خود اس سے بچتے اور میں نے کبھی کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس کے ظاہر و باطن میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے زیادہ موافقت ہو۔

حضرت سیِّدُنا ابو عبد الرحمٰن محمد بن حسین زاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض کرتے: اِلٰھِیْ عَامَلْتُ النَّاسَ فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ بِالْاَمَانَۃِ وَعَامَلْتُکَ فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ بِالْخِیَانَۃِ یعنی اے میرے معبود! میں نے اپنے اور لوگوں کے درمیان معاملات امانت کے ساتھ کئے اور اپنے اور تیرے درمیان معاملات میں مجھ سے خیانت ہو گئی۔ پھر خوب روتے۔

حضرت سیِّدُنا ابو یعقوب اسحاق بن محمد نَہر جُورِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: صِدْق یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں حق کی مُوافَقت ہو۔

اَلْغَرَض ظاہر و باطن کا ایک جیسا ہونا صِدْق کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔

(6)...تمام مقاماتِ دین کی تحقیق میں صدق:

صِدْق کی چھٹی قِسْم سارے دَرَجاتِ صِدْق سے اعلیٰ اور نادر ہے اور اس کا تعلُّق مقاماتِ دین سے ہے جیسے خوف، رجاء، تعظیم، زُہد، رِضا، توکُّل، محبت اور تمام اُمُورِ طریقت میں صِدْق، کیونکہ ان امور کے کچھ مبادی ہوتے ہیں کہ جن کے ظہور سے یہ نام لئے جاتے ہیں، پھر ان کی غایتیں اور حقائق ہوتے ہیں حقیقی

Go To Index

صادق وہی ہے جو ان کی حقیقت کو پالے اور جب کوئی شے غالب ہو اور اس کی حقیقت بھی کامل ہو تو اس کے ساتھ موصوف شخص کو صادق کہتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے "فلاں لڑائی میں سچا ہے۔" اور کہتے ہیں "یہ خوف سچا ہے۔" اور "یہ شہوت سچی ہے۔" اور صادِقِین کے متعلّق ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ(۱۵) (پ۲۶، الحجرات: ۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: ایمان والے تو وہی ہیں جو **اللہ** اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے **اللہ** کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں۔

جب ایمان کے متعلق سوال ہوا:

حضرت سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے یہ آیتِ مُبارَکہ تلاوت فرمائی: لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَ السَّآىِٕلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ (پ۲، البقرۃ: ۱۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے **اللہ** اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور **اللہ** کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھوڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی۔

لوگوں نے عرض کی: ہم نے آپ سے ایمان کے بارے میں پوچھا ہے؟ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں نے حضور نبیِّ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ایمان کے متعلق سوال کیا تو آپ

Go To Index

نے یہی آیتِ طَیِّبَہ تلاوت کی تھی۔[215]

ایک مثال سے سمجھیں:

ہم تمہیں خوف کے متعلق ایک مثال سے سمجھاتے ہیں کیونکہ جو بندہ بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہے اور اس پر لفظ ''خوف'' کا اطلاق کیا جاتا ہے لیکن یہ خوف صادق نہیں ہوتا یعنی حقیقت کے درجے کو نہیں پہنچا ہوتا۔ کیا تم بندے کو نہیں دیکھتے کہ جب اسے کسی بادشاہ یا سَفَر میں کسی ڈاکو کا خوف ہو تو کیسے اس کا رنگ زرد ہو جاتا، اس پر کپکپی طاری ہو جاتی، اس کی زندگی بدمزہ ہو جاتی، اس کے لئے کھانا پینا دشوار ہو جاتا اور اس کی سوچ بٹ جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے اہل و عیال اس سے نفع نہیں اُٹھا پاتے اور بسا اوقات خوف کی وجہ سے وطن چھوٹ جاتا ہے، اُنس و راحت کی جگہ وحشت و مشقت کو برداشت کرتا اور طرح طرح کے خطرات سے دوچار ہوتا ہے اور یہ سب (بادشاہ یا ڈاکو کی جانب سے) مصیبت پہنچنے کے خوف کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے غور کیجئے، پھر کیا وجہ ہے کہ بندہ جہنم سے تو ڈرتا ہے لیکن جب گناہ کا اِرتکاب کرتا ہے تو اس پر ان باتوں میں سے کچھ بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے حضور سرورِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لَمْ اَرَ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا یعنی میں نے جہنم کی مثل کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس سے بھاگنے والا سویا ہوا ہو اور نہ جنت کی مثل کوئی چیز دیکھی کہ جس کا طلب گار سویا ہوا ہو۔''[216]

ان امور میں حقیقت کو پہنچنا بہت نادر ہے اور ان مقامات کی کوئی انتہا بھی نہیں کہ اس کے کمال کو پایا جا سکے لیکن ہر بندے کو اپنے حال کے مطابق اس میں سے کم یا زیادہ حصہ ملتا ہے، لہٰذا جب قوی اور زیادہ حصہ ہو تو ایسی صورت میں بندے کو صادق کہا جاتا ہے۔ اَلْغَرَض **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی معرفت، اس کی تعظیم اور اس کے خوف کی کوئی انتہا نہیں۔ چنانچہ

215... تعظیم قدر الصلاۃ للمروزی، باب ذکر الاخبار المفسرۃ بان الایمان...الخ، جزء ۱، ص ۴۱۶، حدیث: ۴۰۸

المستدرک، کتاب التفسیر، باب الطواف بین الصفا والمروۃ من سنۃ ام اسماعیل، ۲/ ۶۶۴، حدیث: ۳۱۳۱

216... سنن الترمذی، کتاب صفۃ جھنم، باب رقم ۱۰، ۴/ ۲۷۰، حدیث: ۲۶۱۰

Go To Index

سیِّدُنا اِسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام پر ہیبت باری تعالٰی:

مروی ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام سے ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں تمہاری اصلی صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔'' انہوں نے عرض کی: آپ اس کی تاب نہ لا سکیں گے۔ ارشاد فرمایا: ''نہیں! بلکہ تم مجھے دکھاؤ۔'' پس انہوں نے چاندنی رات میں جنَّتُ الْبَقِیع کے اندر اصلی صورت دکھانے کا وعدہ کرلیا۔ حَسبِ وعدہ جب وہ آئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے اُفُق یعنی آسمان کے کناروں کو ڈھانپ رکھا ہے تو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آئے۔ جب افاقہ ہوا تو حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام پہلی صورت پر آچکے تھے۔ حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میرا خیال نہیں تھا کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی مخلوق میں کوئی اس طرح ہو گا۔[217] حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ''اگر آپ حضرت اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام کو اصل صورت میں دیکھ لیں تو کیسا ہو؟ عرش ان کے کاندھے پر ہے اور ان کے دونوں پاؤں سب سے نچلی زمین سے پار ہیں، اس کے باوجود وہ عظمَتِ الٰہی کی وجہ سے اتنا سکڑتے ہیں کہ ایک چھوٹے پرندے کی طرح ہو جاتے ہیں۔''

غور کیجئے کہ حضرت سیِّدُنا اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام پر کتنی عظمت و ہیبت چھاجاتی ہو گی کہ اس حد تک پہنچ جاتے ہیں، تمام فِرِشتوں کی یہ حالت نہیں کیونکہ معرفت میں وہ متفاوت (یعنی جدا جدا) ہیں پس تعظیم میں یہی صِدْق ہے۔

سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کا خوفِ خدا:

حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ مکی مَدَنی سلطان، رحمَتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَرَرْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ وَجِبْرِیْلُ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰی کَالْحِلْسِ الْبَالِیْ مِنْ خَشْیَۃِ اللہِ تَعَالٰی یعنی شَبِ معراج میں نے حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو ملائے اعلیٰ میں دیکھا، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے خوف کے سبب وہ ایسے تھے جیسے اونٹ کی پُشت پر ڈالی جانے والی پرانی چادر ہو۔[218]

217… الزھد لابن المبارک، باب تعظیم ذکر اللہ، ص ۷۴، حدیث: ۲۲۱

218… المعجم الاوسط، ۳/ ۳۰۹، حدیث: ۴۶۷۹

Go To Index

اسی طرح صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی خوفِ خدا کے سبب لرزاں وترساں رہتے تھے لیکن وہ اِمامُ الاَوَّلِیْن وَالآخِرِین، سیِّدُ الخائفین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خوف تک نہیں پہنچ سکے (اور نہ ہی پہنچ سکتے تھے)۔اسی وجہ سے حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: تم ایمان کی حقیقت کو اس وقت تک ہرگز نہیں پاسکتے جب تک تم سب لوگوں کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے دین میں احمق نہ سمجھو۔

حضرت سیِّدُنا مُطَرِّف بن عبدُاللہ بن شِخِّیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَدِیْر فرماتے ہیں: ”ہر بندہ اپنے اور اپنے ربّ عَزَّ وَجَلَّ کے درمیان معاملات میں احمق ہے مگر یہ کہ بعض دوسرے کی نسبت کم احمق ہوتے ہیں۔“

ایمان کی حقیقت تک رسائی:

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا **فرمانِ عالیشان ہے:** لَایَبْلُغُ عَبْدٌ حَقِیْقَۃَ الْاِیْمَانِ حَتّٰی یَنْظُرَ النَّاسَ کَالْاَبَاعِرِ فِیْ جَنْبِ اللّٰہِ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلٰی نَفْسِہٖ فَیَجِدُھَا اَحْقَرَ حَقِیْرٍ یعنی بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پا سکتا جب تک لوگوں کو **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کے مقابلے میں اونٹوں کی مثل نہ جانے پھر اپنے نفس کی طرف رجوع کرے تو اسے سب سے زیادہ حقیر پائے۔[219]

حقیقی صِدِّیق:

ان تمام مقامات میں بندے کا صادِق پایا جانا بہت کم ہے، پھر دَرَجاتِ صدق کی کوئی انتہا نہیں اور کبھی بندے میں بعض امور کے سلسلے میں صِدْق ہوتا ہے اور دوسرے بعض میں نہیں۔ اَلْغَرَض اگر وہ تمام امور میں صادِق ہو تو وہ حقیقی صِدِّیق ہے۔ چنانچہ

حضرت سیِّدُنا سعد بن مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: تین باتیں ایسی ہیں کہ میں ان میں قوی ہوں اور ان کے علاوہ میں کمزور ہوں: (۱)...میں جب سے مسلمان ہوا ہوں کوئی نماز اس طرح نہیں پڑھی کہ اختتامِ نماز تک کوئی خیال آیا ہو۔ (۲)...میں جس جنازہ کے ساتھ گیا فارغ ہونے تک یہی سوچتا رہا کہ یہ (مردہ) کیا جواب دے گا اور اس سے کیا سوال کیا جائے گا اور (۳)...میں نے آقائے دوجہاں، رحمتِ عالمیاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جو بات بھی سنی تو یقین کر لیا کہ یہ حق ہے۔

219... نوادر الاصول، الاصل الثانی والاربعون والمائۃ، ص۵۴۹، حدیث:۷۸۶، بتغیرقلیل

Go To Index

حضرت سیِّدُنا سعید بن مسیّب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ تینوں خصلتیں صرف نبی عَلَیْہِ السَّلَام میں ہی جمع ہو سکتی ہیں۔

توحید، عبادت اور معرفت میں صِدْق:

یہ ان امور میں صِدْق ہے اور کتنے ہی جلیلُ القدر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے نمازیں ادا کیں اور جنازوں کے ساتھ بھی گئے لیکن اس مقام کو نہ پہنچے۔ تو یہ صِدْق کے درجات اور اس کے معانی کا بیان ہے اور حقیقتِ صِدْق کے بارے میں مشائخ کرام سے جو کلمات منقول ہیں اُن میں عام طور پر صِدْق کے معانی میں سے ایک معنٰی پایا جاتا ہے۔ البتہ! حضرت سیِّدُنا ابو بکر ورّاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق فرماتے ہیں: صِدْق تین ہیں: (۱)...توحید میں صِدْق (۲)...عبادت میں صِدْق اور (۳)...مَعْرِفَت میں صِدْق۔

توحید میں صدق تو تمام مؤمنین میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ۗ (پ۲۷، الحدید: ۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو **اللہ** اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے۔

اور عبادت میں صِدْق عُلَما اور اہلِ ورع (پرہیز گاروں) کے لئے ہوتا ہے جبکہ مَعْرِفَت میں صِدْق اولیا کے لئے ہوتا ہے جو زمین کے اَوْتاد ہیں۔ ہم نے جو گفتگو صِدْق کی چھٹی قِسْم میں کی ہے، صدق کی مذکورہ تینوں اَقسام اسی کے گرد گھومتی ہیں اور یہ کہ حضرت سیِّدُنا ابو بکر ورّاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق نے وہ اَقسام ذکر کی ہیں جن میں صدق ہوتا ہے مگر یہ صدق کی تمام اَقسام کا اِحاطہ نہیں کرتیں۔

حضرت سیِّدُنا اِمام جعفر صادِق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: صِدْق مُجاہَدے کا نام ہے اور یہ کہ تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر اس کے غیر کو ترجیح نہ دو جیسا کہ اُس نے تم پر کسی اور کو ترجیح نہیں دی کہ وہ ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ (پ۱۷، الحج: ۷۸) ترجمۂ کنزالایمان: اس نے تمہیں پسند کیا۔

پہاڑوں کی مثل آزمائشیں:

منقول ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا موسٰی کَلِیْمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی

Go To Index

فرمائی کہ بے شک جب میں کسی بندے سے محبت کرتا ہوں تو اسے ایسی آزمائشوں میں ڈال دیتا ہوں جنہیں پہاڑ بھی نہیں اٹھاسکتے تاکہ دیکھوں کہ اس کا صِدق کیسا ہے۔ اگر صبر کرنے والا پاتا ہوں تو اسے اپنا دوست اور محبوب بنالیتا ہوں اور اگر جَزع فَزع کرنے والا پاتا ہوں کہ لوگوں سے میرے شکوے شکایتیں کرتا ہے تو اسے ذلیل وخوار کر دیتا ہوں اور کوئی پروانہیں کرتا۔

معلوم ہوا کہ صِدق کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ تمام مصائب اور عبادات کو چھپائے اور اس بات کو ناپسند جانے کہ لوگ ان پر مُطَّلَع ہوں۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے "نیت، اخلاص اور صدق کا بیان" مکمل ہوا

☆...☆...☆...☆...☆...☆

آٹھ روحانی علاج

(1)...ھُوَاللّٰہُ الرَّحِیۡم: جو ہر نماز کے بعد سات بار پڑھ لیا کرے گا، اِنۡ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ شیطان کے شر سے بچا رہے گا اور اس کا ایمان پر خاتمہ ہو گا۔

(2)...یَامَالِکُ: 90 بار جو غریب ونادار روزانہ پڑھا کرے، اِنۡ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ غربت سے نجات پا کر مال دار ہو۔

(3)...یَاقُدُّوۡسُ: جو کوئی دورانِ سفر ورد کرتا رہے، اِنۡ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تھکن سے محفوظ رہے گا۔

(4)...یَاعَزِیۡزُ: 41 بار حاکم یا افسر وغیرہ کے پاس جانے سے قبل پڑھ لیجئے، اِنۡ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وہ حاکم یا افسر مہربان ہو جائے گا۔

(5)...یَابَارِئُ: 10 بار جو کوئی ہر جمعہ کو پڑھ لیا کرے، اِنۡ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کو بیٹا عطا ہو گا۔

(6)...یَافَتَّاحُ: 70 بار جو روزانہ پڑھا کرے گا، اِنۡ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ مستجاب الدعوات ہو گا (یعنی ہر دعا قبول ہوا کرے گی)۔

(7)...یَاحَکِیۡمُ: 80 بار جو روزانہ پانچوں نمازوں کے بعد پڑھ لیا کرے، اِنۡ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی کا محتاج نہ ہو گا۔

(8)...یَاجَلِیۡلُ: 10 بار پڑھ کر جو اپنے مال واسباب اور رقم وغیرہ پر دم کر دے، اِنۡ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ چوری سے محفوظ رہے گا۔ **(ہر ورد کے اول وآخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے!)** (فیضانِ سنت، ۱/ ۱۶۸تا۱۷۰، ملتقطاً)

Go To Index

مُراقَبَہ ومُحاسَبَہ کابیان

تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کے لئے ہیں جو ہر جان کے اعمال کی نگہداشت رکھتاہے اور ہر کا سِب کے کَسَب کو دیکھنے والا ہے۔ دلوں کے پوشیدہ وسوسوں پر مطلع ہے اور بندوں کے قلبی خیالات کا حساب وکتاب کرنے والا ہے۔ آسمان وزمین میں ذرّہ برابر کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں خواہ وہ چیز حرکت کرے یا پُر سکون ہو۔ وہ گٹھلی کے سوراخ اور اس کی جھلی کے برابر اور کم یا زیادہ تمام اعمال کا حساب وکتاب کرنے والا ہے اگر چہ اعمال پوشیدہ ہوں۔ بندوں کے نیک اعمال قبول فرماتا ہے اگر چہ وہ چھوٹے ہوں اور ان کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے اگر چہ زیادہ ہوں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کا حساب وکتاب اس لئے فرماتا ہے تا کہ ہر جان کو اپنے عمل کا علم ہو جائے اور وہ دیکھ لے کہ اس نے آگے کیا بھیجا اور پیچھے کیا چھوڑا نیز اسے معلوم ہو جائے کہ اگر دنیا میں اس پر نگرانی اور محاسبہ کو لازمی قرار نہ دیا جائے تو وہ حشر کے میدان میں بد بختی کا شکار ہو اور ہلاکت میں جا پڑے۔ پھر اگر حساب وکتاب کے بعد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فضل وکرم نہ ہو اور وہ اعمال کو قبول نہ فرمائے تو ہر جان نقصان اور خسارے میں رہے گی۔

پاکی ہے اس ذات کو جس کی نعمت تمام بندوں کو شامل ہے اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں تمام مخلوق کو گھیرے ہوئے ہے۔ اسی ذات کے فضل واحسان کی خوشبوؤں سے دل ایمان کے لئے کھل اٹھے اور اسی ذات کی توفیق کی برکت سے اعضاء عبادات کے پابند اور اس کے لئے تیار ہو گئے۔ اسی ذات کے حُسْنِ ہدایت سے دلوں سے جہالت کے اندھیرے چھٹ گئے اور اسی کی تائید ونصرت سے شیطانی فریب دور ہو گئے۔ اس کے لطف وکرم سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا اور اس کے آسان کرنے سے عبادات آسان ہو گئیں۔ کیونکہ عطا وجزا، قربت ودوری اور نیک بختی وخوش بختی سب اسی کی طرف سے ہے۔ درود ہو سیّدُ الانبیا حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اور آپ کی آل پر جو صوفیا کے سردار ہیں اور آپ کے اصحاب پر جو متقین کے قائد ہیں۔

مراقبہ اور محاسبہ کے متعلق سات فرامین باری تعالٰی:

(1)...وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے

Go To Index

تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ(۴۷) (پ۱۷،الانبیآء:۴۷)

قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہو گا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اُسے لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کو۔

(2)... وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَ يَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَ لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا۠(۴۹) (پ۱۵،الکھف:۴۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور نامہ اعمال رکھا جائے گا تو تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اس کے لکھے سے ڈرتے ہوں گے اور کہیں گے ہائے خرابی ہماری اس نَوِشْتہ (تحریر) کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو اور اپنا سب کیا انہوں نے سامنے پایا اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

(3)... يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَ نَسُوْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۠(۶)

(پ۲۸،المجادلۃ:۶)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن **اللہ** ان سب کو اٹھائے گا پھر انھیں اُن کے کوتک (کرتوت) جتادے گا **اللہ** نے انھیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے اور ہر چیز **اللہ** کے سامنے ہے۔

(4)... يَوْمَىِٕذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ۬ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ(۶) فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ(۷) وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۠(۸) (پ۳۰،الزلزال:۶تا۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے کئی راہ ہو کر تاکہ اپنا کیا دکھائے جائیں تو جو ایک ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرّہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔

(5)... ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۠(۲۸۱) (پ۳،البقرۃ:۲۸۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔

Go To Index

(6)... يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚۖ وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ؕ وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ (پ۳،اٰل عمران:۳۰)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا حاضر پائے گی اور جو بُرا کام کیا امید کرے گی کاش مجھ میں اور اس میں دور کا فاصلہ ہوتا اور **اللہ** تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے۔

(7)... وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ (پ۲،البقرۃ:۲۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جان لو کہ **اللہ** تمہارے دل کی جانتا ہے تو اس سے ڈرو۔

اہلِ بصیرت یہ جانتے ہیں کہ رب عَزَّوَجَلَّ سے کچھ پوشیدہ نہیں، عنقریب ان سے حساب ہونا ہے اور تمام خیالات و لمحات کا حساب دینا ہے۔ انہیں یقین ہے کہ ان خیالات سے حفاظت کی یہی صورت ہے کہ ہمیشہ سچے دل سے اپنے احوال کی نگرانی اور نفس کا محاسبہ کیا جائے نیز ہر سانس و حرکت اور ہر لحظہ و لمحہ نفس پر کڑی نظر رکھی جائے کیونکہ جس نے حساب و کتاب سے پہلے خود اپنا محاسبہ کر لیا بروزِ قیامت اس کا حساب آسان ہو گا اور سوال کے وقت وہ جواب دے سکے گا نیز اس کا انجام و ٹھکانا بھی اچھا ہو گا اور جو آدمی اپنا محاسبہ نہیں کرتا اسے حشر کے میدان میں زیادہ دیر رکنا پڑے گا اور وہ ہمیشہ حسرت کا شکار رہے گا نیز اس کی برائیاں اسے غضب و رُسوائی میں مبتلا کر دیں گی۔

ان باتوں کے منکشف ہونے کی وجہ سے اہلِ بصیرت نے جان لیا کہ ان خرابیوں سے حفاظت صرف اطاعتِ خداوندی کے ذریعے ہی ممکن ہے جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کو صبر اور نفس کی نگہبانی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا ۫ (پ۴،اٰل عمران:۲۰۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو۔

اہلِ بصیرت حضرات نے اپنے نفسوں کی نگہداشت اس طرح کی کہ پہلے انہیں چند شرائط کا پابند کیا پھر

Go To Index

نفس کی نگرانی اور محاسبہ کرتے ہوئے اسے سزا دی پھر مجاہدہ کر کے نفس پر عتاب کیا تو گویا نفس کی نگرانی کے لئے انہیں چھ مرحلے اور مقامات سے گزرنا پڑتا ہے لہٰذا ان سب کی تشریح اور حقیقت و فضیلت بیان کرنا بھی ضروری ٹھہرا نیز ان مراحل میں کئے جانے والے اعمال کی تفصیل بیان کرنا بھی لازمی ہے اور ان سب کی اصل محاسبۂ نفس ہے لیکن ہر مرحلے کا محاسبہ کرنا نگرانی اور مقررہ شرائط کے بعد ہوتا ہے پھر اگر محاسبۂ نفس کے بعد عمل میں کمی نظر آئے تو نفس پر عِتاب اور عِقاب ہوتا ہے۔ اب ہم توفیقِ خُداوندی سے ان تمام مقامات کی تشریح کریں گے۔

باب نمبر1: نفس کو شرائط کا پابند بنانا

مشترکہ سامان میں جو لوگ مل کر تجارت کرتے ہیں ان کا مقصد حساب و کتاب میں نفع کی سلامتی ہوتا ہے، تاجر اپنے شریک کو مالِ تجارت دے کر اس سے مدد حاصل کرتا ہے تاکہ وہ تجارت کرے پھر یہ اس سے نفع کا حساب و کتاب کرے۔ اسی طرح راہِ آخرت میں عقل تاجر کی طرح ہے جس کا مقصد اور نفع فقط تزکیۂ نفس ہے کیونکہ یہی کامیابی کا باعث ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا(۹)وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا(۱۰) (پ۳۰، الشمس:۹، ۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک مراد کو پہنچا جس نے اُسے ستھرا کیا اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا۔

نفس کو کامیابی اچھے اعمال کے ذریعے ملتی ہے اور عقل آخرت کی تجارت میں نفس سے مدد لیتی ہے یعنی اسے استعمال کرتی ہے اور تزکیہ نفس کا پابند کرتی ہے جیسا کہ تاجر اپنے شریک تجارت اور ملازم سے مدد طلب کرتا ہے تاکہ یہ دونوں مالِ تجارت میں اضافہ کریں۔ تو جس طرح تاجر شریک سے حساب و کتاب کے معاملے میں جھگڑنے سے بچنے کے لئے ان باتوں کا محتاج ہوتا ہے کہ پہلے اسے چند شرائط کا پابند کرے پھر اس کی نگرانی کرے، اس کے بعد حساب و کتاب کرے پھر (اگر خیانت پائے تو) ڈانٹ ڈپٹ کرے یا سزا دے اسی طرح عقل بھی پہلے نفس کو چند شرائط کا پابند بناتی ہے اور ان شرائط کے ساتھ چند ذمہ داریاں عائد کرتی ہے نیز کامیابی کے راستوں پر اس کی راہ نمائی کرتی ہے اور ان راستوں پر چلنے کی تاکید کرتی ہے اور لمحہ بھر نفس کی نگرانی سے غافل نہیں ہوتی کیونکہ اگر عقل نفس کو آزاد چھوڑ دے تو اس سے خیانت اور اصل سرمایہ ضائع ہونے کے سوا

Go To Index

کچھ حاصل نہیں ہوتا جس طرح خائن ملازم پر اعتماد کرکے مال سپرد کردینے سے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ ان مراحل کے پیش نظر محاسبۂ نفس اور شرائطِ مقررہ کو پورا کرنے کا مطالبہ ہونا چاہئے کیونکہ اس اُخروی تجارت کا ثمرہ فردوس اعلیٰ (جنت) کی صورت میں ملتا ہے اور انبیاو شہدا عَلَیۡہِمُ السَّلَام کی ہمراہی میں سِدۡرَۃُ الۡمُنۡتَہٰی تک رسائی ملتی ہے اور دنیوی نفع کے بجائے اُخروی نفع کی گہرائی میں جانا بہت ضروری ہے کیونکہ دنیوی نفع اُخروی نعمتوں کے مقابلے میں کچھ نہیں ہے اور دنیوی نفع عارضی بھی ہے جبکہ اُخروی نعمتیں دائمی ہیں تو ایسے مال کا کیا فائدہ جو ہلاکت و بربادی کی طرف لے جائے؟ ایسے عارضی فائدے میں کوئی بھلائی نہیں بلکہ اس سے اچھا تو عارضی شر ہے کیونکہ اگر عارضی شر ختم ہو جائے تو برائی بالکل ختم اور دائمی خوشی حاصل ہوتی ہے لیکن عارضی بھلائی کے ختم ہونے پر ہمیشہ کے لئے افسوس رہتا ہے۔ اسی لئے کسی شاعر نے کہا:

اَشَدُّ الۡغَمِّ عِنۡدِیۡ فِیۡ سُرُوۡرٍ — تَیَقَّنَ عَنۡہُ صَاحِبُہُ انۡتِقَالًا

ترجمہ: جس خوشی کے چلے جانے کا یقین ہو مجھے اس خوشی پر زیادہ رنج وملال ہے۔

لہٰذا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہر عقل مند شخص پر لازم ہے کہ وہ نفس کے محاسبہ سے غافل نہ ہو اور نفس کی حرکات و سکنات اور لذات وخیالات پر سختی کرے کیونکہ زندگی کا ہر سانس انمول ہیرا ہے جس سے ہمیشہ باقی رہنے والی نعمت (یعنی جنت) خریدی جاسکتی ہے تو ان سانسوں کو ضائع کرنا یا ہلاکت والے کاموں میں صَرف کرنا بہت سنگین اور بڑا نقصان ہے جو سمجھدار شخص کا شیوہ نہیں۔

ہر صبح نفس کو مخاطب کرو:

جس طرح تاجر شریک کو مال سپرد کرنے سے پہلے کچھ وقت نکالتا ہے جس میں وہ اپنے شریک کو بعض باتوں کا پابند کرتا ہے اسی طرح بندے کو چاہئے کہ وہ نمازِ فجر سے فارغ ہونے کے بعد نفس کو پابند بنانے کے لئے کچھ وقت دل کے لئے نکالے اور اسے آگاہ کرے کہ اے نفس! میری تمام جمع پونجی یہ زندگی ہے، اگر یہ ضائع ہوگئی تو میرا تمام مال ضائع ہو جائے گا اور مجھے اُخروی تجارت اور اس کے نفع سے مایوس ہونا پڑے گا، آج مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مہلت دی ہے اور ابھی تک موت سے ہمکنار نہیں کیا گویا یہ میرے رب تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام ہے کیونکہ اگر وہ مجھے دیگر لوگوں کی طرح موت دے دیتا تو میں بھی صرف ایک دن

Go To Index

کے لئے دنیامیں آنے کی مہلت مانگتا تاکہ کوئی نیک اعمال کر سکوں۔ اے نفس! تو یہ سمجھ کہ تجھے موت آگئی تھی، اب تجھے دوبارہ دنیامیں بھیجا گیاہے لہٰذا تو آج کے دن کو ضائع کرنے سے بچ کیونکہ ہر سانس انمول ہیرا ہے۔ اے نفس! یاد رکھ دن رات میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیاہے: ''(بروز قیامت) ہر شخص کے لئے دن اور رات کے چوبیس خزانے پھیلائے جائیں گے اوران میں سے ایک خزانہ بندے کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ اس خزانے میں وہ اپنے کئے ہو ئے نیک اعمال کو نور سے بھرا ہوا دیکھے گا تو بہت زیادہ خوش ہو گا کیونکہ یہ انوار عظمت والے بادشاہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں اوراس خوشی کا عالم یہ ہو گا کہ اگر اسے جہنم والوں میں تقسیم کر دیا جائے تو جہنمی اس خوشی کے سبب اپنی تکلیف کے احساس کو بھول جائیں۔ پھر بندے کے لئے سیاہ تاریک خزانہ کھولا جائے گا جو بدبودار ہو گا اور تاریکی اسے ڈھانپے ہو گی یہ گھڑی وہ ہو گی جس میں اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی ہو گی جسے دیکھ کر اسے ایسے دہشت وخوف کا سامنا ہو گا کہ اگر اس دہشت وخوف کو جنتیوں میں تقسیم کر دیا جائے تو ان پر جنتی نعمتوں کا مزہ کم ہو جائے۔ پھر ایک خزانہ کھولا جائے گا اس میں نہ ظلمت ہو گی نہ نو رہو گا یہ گھڑی وہ ہو گی جن میں بندہ سویا رہا یا عمل سے غافل رہا یا دنیاوی جائز کاموں میں مشغول رہا۔ اس خزانے کو خالی دیکھ کر بندے کو ایسی حسرت ہو گی جیسے کسی تاجر کو تجارت میں بڑے نفع پر قدرت رکھنے کے باوجود اور بادشاہ کو اپنی سستی کی وجہ سے موقع ہاتھ سے نکلنے کے سبب نقصان اٹھانا پڑے۔ اے نفس! تجھے اتنا نقصان اور حسرت کافی ہے، مزید نہیں۔ اسی طرح بندے پر زندگی بھر کے خزانے پیش کئے جائیں گے۔''

نفس کو سمجھاؤ:

اپنے نفس کو سمجھاؤ کہ آج محنت کرلے تاکہ خزانے بھرے رہیں اور نفس کو ان خزانوں کے جمع کرنے سے فارغ نہ رکھو جو تمہاری سلطنت کا باعث ہیں۔ نفس کو سمجھاؤ کہ سستی، آرام طلبی اور کاہلی کی طرف نہ جائے ورنہ تم دیگر لوگوں کو ملنے والے عِلِّیِّیْن کے درجات سے محروم ہو جاؤ گے اگرچہ جنت میں داخل ہو جاؤ لیکن حسرت تم سے چمٹ کر باقی رہے گی نیز نقصان اور حسرت کی تکلیف تم برداشت نہیں کر پاؤ گے اگرچہ وہ جہنم کے عذاب سے کم ہے۔

Go To Index

آخرت کا خسارہ:

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "یہ ٹھیک ہے کہ گناہ گار کی بخشش ہو گی لیکن کیا وہ نیکی کرنے والوں کے ثواب ودرجات سے محروم نہیں ہو گا؟"

گویا بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایسا فرما کر خسارے اور حسرت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

یَوْمَ یَجْمَعُكُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ یَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ (پ۲۸،التغابن:۹)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن تمہیں اکٹھا کرے گا سب جمع ہونے کے دن وہ دن ہے ہار والوں کی ہار کھلنے کا۔

یہ تو اوقات کے حوالے سے نفس کو آگاہی ہے۔ اس کے بعد نفس کو سات اعضاء یعنی آنکھ، کان، زبان، پیٹ، شرمگاہ، ہاتھ اور پاؤں کے حوالے سے آگاہ کرو اور ان اعضاء کو نفس کے حوالے کر دو کیونکہ اس تجارت میں یہ اعضاء نفس کے خادم ورعایا ہیں اور اس تجارت کے اُمور ان ہی اعضاء کے ذریعے مکمل ہوتے ہیں نیز جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے لئے ایک حصہ مقرر ہے اور یہ دروازے اِن اعضاء کے ذریعے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرنے والے شخص کے لئے متعین ہیں۔ لہٰذا نفس کو آگاہ کرو کہ ان اعضاء کو گناہوں سے محفوظ رکھے۔

اعضاء کی حفاظت کی تفصیل:

☆... **آنکھ:** آنکھوں کو غیر محرم یا کسی مسلمان کے ستر کی طرف نظر کرنے یا کسی مسلمان کو حقارت کی نظر سے دیکھنے سے بچائے بلکہ ہر فضول بات یعنی جس کی ضرورت نہ ہو اس سے بچائے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جس طرح فضول کلام کے بارے میں پوچھے گا اسی طرح بندے سے فضول نظر کے بارے میں بھی سوال کرے گا۔ پھر آنکھ کو اِن امور سے روکنا ہی کافی نہیں بلکہ اسے اُن اُمور میں مشغول رکھنا بھی ضروری ہے جو اس تجارت میں مفید ہوں مثلاً وہ اُمور جن کے لئے آنکھ کو پیدا کیا گیا یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پیدا کردہ اشیاء کو عبرت کی نگاہ سے اور اچھے اعمال بجالانے کی نیت سے دیکھنا نیز قرآن وحدیث میں غور وفکر کرنا اور وعظ ونصیحت کے لئے حکمَتِ الٰہیہ پر مشتمل کتابوں کا مطالعہ کرنا۔ نفس کو آنکھ کے ساتھ ساتھ باقی تمام اعضاء کے بارے میں

Go To Index

تفصیل سے آگاہ کرنا چاہیے بالخصوص زبان اور پیٹ کے بارے میں تاکید کرے۔

☆...**زبان:** فطری طور پر زبان چلتی رہتی ہے، اسے حرکت کرنے میں کوئی مشقت نہیں ہوتی لیکن اس کی خطائیں مثلاً غیبت، جھوٹ، چغلی، اپنی پاکیزگی بیان کرنا، مخلوق اور کھانے کی چیزوں کی برائی کرنا، لعن طعن کرنا، دشمنوں کے لئے بددعا کرنا اور گفتگو کے دوران جھگڑنا وغیرہ وغیرہ اس کے بڑے بڑے گناہ ہیں۔ یہ تمام اُمور ہم "زبان کی آفات کے بیان" میں ذکر کر چکے ہیں۔

زبان ان ہی آفات کے درپے رہتی ہے جبکہ اس کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرے، مخلوق کو نصیحت کرے، علم دین سیکھنے سکھانے میں مصروف رہے، لوگوں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ کی طرف بلائے اور ان کے درمیان صلح کروائے اور دیگر نیکیاں کرے۔ لہٰذا نفس کو پابند بنانا چاہیے کہ وہ دن بھر زبان کو ذکرِ الٰہی کے علاوہ حرکت میں نہ لائے کیونکہ مومن کا بولنا ذکر اور اس کا دیکھنا عبرت اور خاموشی غور و فکر کے لئے ہونی چاہیے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (۱۸) (پ۲۶،ق:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔

☆...**پیٹ:** پیٹ کو حرص چھوڑنے پر مجبور کرو نیز حلال کھانا اور وہ بھی تھوڑا کھانے کا پابند کرو۔ مشتبہ چیزوں اور نفسانی خواہشات سے اسے روکو اور بقدرِ ضرورت اشیاء پر اکتفا کرنے کی تلقین کرو اور نفس کو اس بات کا پابند کرو کہ اگر اس نے اس سلسلے میں مخالفت کی تو پیٹ کو ہر قسم کی خواہشات سے روک کر سزا دی جائے گی تاکہ جس قدر پیٹ نے خواہشات سے زیادہ حاصل کیا وہ برابر ہو جائے۔

اسی طرح تمام اعضاء کو پابند کرو اور ان تمام شرائط کا احاطہ بہت لمبی گفتگو ہے نیز اعضاء کے گناہ اور نیکیاں پوشیدہ نہیں۔ نفس کو روزمرہ کے فرائض سے بھی آگاہ کرتے رہو نیز جن نفلی عبادات کو ادا کرنے پر قدرت رکھتے ہو اور زیادہ سے زیادہ ادا کر سکتے ہو ان کی تفصیل، طریقے، کیفیت اور تمام امور اسباب سمیت سمجھا دو۔ یہ وہ شرائط ہیں جن کی ضرورت روزانہ پیش آتی ہے لیکن جب آدمی اپنے نفس کو ان شرائط کا پابند بنا لے اور نفس بھی ان شرائط پر عمل پیرا ہو جائے تو پھر شرائط کی پابندی کی ضرورت نہیں رہتی البتہ اگر

Go To Index

نفس بعض باتوں میں اطاعت کرے توبقیہ امور میں شرائط کی پابندی کروانے کی ضرورت باقی رہے گی اور انسان کو اگر ہر روز کوئی نہ کوئی کام یا نیا واقعہ پیش آتا ہے تو اس کی ادائیگی کا طریقہ الگ ہو گا اور اس پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا حق جداگانہ طریقے پر ہو گا۔ یہ مُعاملات دنیاوی لوگوں مثلاً حکومت کرنے والے یا تاجر حضرات یا پڑھانے والوں کے ساتھ زیادہ پیش آتے ہیں شاید ہی کوئی ایسا دن ہو جس میں اس طرح کا واقعہ پیش نہ آتا ہو کہ انہیں حَقِّ خُداوندی کو پورا کرنے کی حاجت نہ ہو۔ اسی لئے بندے پر لازم ہے کہ نفس کو استقامت اور اطاعتِ حق کی تاکید کرتا رہے اور اسے غفلت اور بیکار رہنے سے بھی ڈرائے۔ اسے بھاگے ہوئے سرکش غلام کو نصیحت کرنے کی طرح نصیحت کرے کیونکہ فطری طور پر نفس عبادات سے بھاگتا ہے اور بندگی سے انحراف کرتا ہے لیکن وعظ ونصیحت نفس پر اثرانداز ہوتی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ(۵۵) (پ۲۷، الذّٰریٰت:۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

یہ تمام گفتگو نفس کی نگہداشت کے پہلے مقام کے حوالے سے تھی اور عمل سے پہلے محاسبہ یہی ہے۔ محاسبہ کبھی عمل کے بعد ہوتا ہے اور کبھی پہلے تاکہ نفس ڈرے۔ چنانچہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ (پ۲، البقرۃ:۲۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جان لو کہ **اللہ** تمہارے دل کی جانتا ہے تو اس سے ڈرو۔

یہ محاسبہ مستقبل کے حوالے سے ہے۔

محاسَبہ کی تعریف:

اعمال کی کثرت اور مقدار میں زیادتی اور نقصان کی معرفت کے لئے جو غور کیا جاتا ہے اسے محاسَبہ کہتے ہیں۔ لہٰذا اگر بندہ اپنے دن بھر کے اعمال کو سامنے رکھے تاکہ اسے کمی بیشی کا علم ہو تو یہ بھی محاسبہ ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا (پ۵، النسآء:۹۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو جب تم جہاد کو چلو تو تحقیق کرلو۔

Go To Index

اور فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا (پ۲۶،الحجرات:۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو۔

نیز فرماتا ہے:

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ (پ۲۶،قٓ:۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بطور تنبیہ اور ڈراتے ہوئے مستقبل میں پرہیز کا ذکر فرمایا۔

انجام کے بارے میں غور کرو:

حضرت سیِّدُنا عبادہ بن صامت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے نصیحت فرمایئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے انجام میں غور وفکر کرلو، اگر انجام اچھا ہو تو اسے کرلو اور اگر برا ہو تو نہ کرو۔''[220]

کسی دانش مند کا قول ہے کہ اگر عقل کو خواہش پر غالب رکھنا چاہتے ہو تو خواہشات کی پیروی اس وقت تک نہ کرو جب تک اس کا انجام نہ دیکھ لو کیونکہ دل میں ندامت کا ٹھہرنا خواہش کے پورا نہ ہونے سے زیادہ برا ہے۔

حضرت سیِّدُنا لقمان حکیم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''جب مومن اپنے انجام پر نظر رکھتا ہے تو وہ ندامت سے محفوظ رہتا ہے۔''

عقل منداور بے وقوف:

حضرت سیِّدُنا شَدَّاد بن اَوْس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْاَحْمَقُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی

220... الزهد لابن المبارك، باب التحضيض على طاعة الله، ص ۱۴، حديث: ۴۱، عن محمد بن على

كتاب الزهد للامام وكيع بن الجراح، باب الاستعداد للموت، الجزء الاول الف، ص ۲۴۱، حديث: ۱۶، عن انس رضى الله عنه

Go To Index

عَلَی اللہ یعنی عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کام آنے والے عمل کرے اور بے وقوف وہ ہے جو خواہشِ نفس کی پیروی کرے پھر بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے امید رکھے۔"[221]

لفظ "دَانَ" کا معنٰی محاسبہ کرنا ہے۔ اسی لئے "یَوْمُ الدِّیْن" کو یومِ حساب سے تعبیر کرتے ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ (۵۳) (پ۲۳، الصّٰفّٰت:۵۳)　　　ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا ہمیں جزا سزا دی جائے گی۔

محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا حساب لیا جائے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اپنے نفس کا محاسَبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا حساب لیا جائے اور وزن کئے جانے سے پہلے اپنے عمل کا خود وزن کرو اور بہت بڑی پیشی کے لئے تیار ہو جاؤ۔

آپ نے حضرت سیِّدُنا ابو موسٰی اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لکھا: "شدت کے حساب سے پہلے راحت کی حالت میں اپنے نفس کا محاسبہ کرو۔"

آپ نے حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی کتاب میں آپ محاسَبہ کے بارے میں کیا پاتے ہیں؟" عرض کی: "زمین کے حساب کرنے والے کو آسمان کے حساب کرنے والے کی طرف سے ہلاکت ہے۔" آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا درّہ اٹھالیا اور فرمایا: "ہاں مگر وہ جو اپنا احتساب خود کرے (وہ محفوظ رہے گا)۔" حضرت کعب الاحبار رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے عرض کی: "امیر المؤمنین! اسی طرح یہ بات تورات میں بغیر کسی فاصلے کے مذکور ہے کہ ان کے درمیان میں کوئی دوسرا کلمہ نہیں۔"

یہ تمام اقوال اسی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ مستقبل کے لئے بھی محاسبہ ہوتا ہے۔ حدیث پاک: "مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ یَعْمَلُ لِمَا بَعْدَ الْمَوْت یعنی جو اپنے نفس کا حساب کرتا ہے وہ موت کے بعد کام آنے والے عمل کرتا ہے۔" کا مطلب یہ ہے کہ اعمال کے سلسلے میں پہلے وزن کر کے خوب سوچے اور غور و فکر کرے پھر اس کے بعد ان پر عمل پیرا ہو۔

221... سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب۲۵، ۴ / ۲۰۷، حدیث:۲۴۶۷، "الاحمق" بدلہ "العاجز"

Go To Index

باب نمبر2:

مراقبہ

(اس میں دو فصلیں ہیں)

جب انسان نفس کو مذکورہ بالا شرائط سے آگاہ کر لے تو اسے مراقبہ یعنی اعمال میں غور و فکر کی جانب متوجہ کرے اور اس پر گہری اور سخت نظر رکھتے ہوئے خوب حفاظت کرے کیونکہ اگر اسے کھلی چھٹی دے دی تو یہ بگڑ کر سرکش ہو جائے گا۔ اب ہم مراقبہ کی فضیلت اور اس کے درجات ذکر کریں گے۔

پہلی فصل:

مراقبہ کی فضیلت

حضرت سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے **تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے **احسان کے بارے میں سوال کیا تو آپ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **ارشاد فرمایا:** ”اَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ یعنی تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت اس طرح کرو گویا اسے دیکھ رہے ہو۔“[222]

ایک روایت میں یوں ہے: ”اُعْبُدُ اللهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم سے یہ نہ ہو سکے کہ تم اسے دیکھ رہے ہو تو بے شک وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔“[223]

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَفَمَنْ هُوَ قَآىٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْۚ (پ۱۳، الرعد: ۳۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا وہ ہر جان پر اس کے اعمال کی نگہداشت رکھتا ہے۔

اور فرماتا ہے:

اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰىؕ(۱۴) (پ۳۰، العلق: ۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا حال ہو گا کیا نہ جانا کہ **اللہ** دیکھ رہا ہے۔

ایک مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا(۱) (پ۴، النسآء: ۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک **اللہ** ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

نیز فرماتا ہے:

222... بخاری، کتاب الایمان، باب سؤال جبریل النبی عن الایمان...الخ، ۱/ ۳۱، حدیث: ۵۰

223... بخاری، کتاب الایمان، باب سؤال جبریل النبی عن الایمان...الخ، ۱/ ۳۱، حدیث: ۵۰

حلیۃ الاولیاء، ۱۰/ ۲۸۴، حدیث: ۱۵۲۳۶، الرقم: ۵۶۹، الجنید بن محمد الجنید

Go To Index

وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ(۸) (پ۱۸،المؤمنون:۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآىٕمُوْنَ(۳۳) (پ۲۹،المعارج:۳۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم ہیں۔

مراقبہ کے متعلق 18 اقوالِ بزرگانِ دین:

(1)... حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایک شخص سے فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو دیکھتے رہا کرو۔ اس نے عرض کی: اس کی وضاحت فرما دیجئے؟ فرمایا: "ہمیشہ اس طرح رہو گویا تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو دیکھ رہے ہو۔"

(2)... حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن زید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب میرا رب تعالٰی مجھے دیکھ رہا ہے تو مجھے کسی کی پروا نہیں۔

افضل عمل اور بہترین عبادت:

(3)... حضرت سیِّدُنا ابو عثمان مغربی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: انسان راہِ سلوک میں جو چیزیں اپنے اوپر لازم کرتا ہے ان میں سب سے افضل محاسبۂ نفس، مراقبہ اور علم کے ذریعے اپنے عمل کی جانچ کرنا ہے۔

(4)... حضرت سیِّدُنا ابوعبداللہ احمد بن عطا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: پابندی سے محاسبۂ نفس کرنا سب سے بہترین عبادت ہے۔

طریقت کے دو ضابطے:

(5)... حضرت سیِّدُنا احمد بن حسین جریری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقت کا معاملہ دو ضابطوں پر مبنی ہے: (۱)... **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے اپنے نفس کا محاسبہ و مراقبہ کرنا اور (۲)... اپنے علم پر عمل پیرا ہونا۔

رب تعالٰی باطن کو دیکھ رہا ہے:

(6)... حضرت سیِّدُنا ابو عثمان حِیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابو حفص عمرو بن

Go To Index

مسلمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: جب تم لوگوں کے لئے (وعظ کی) مجلس کا انعقاد کرو تو اپنے نفس اور دل کے لئے واعظ بن جاؤ کہ کہیں مجلس میں لوگوں کی آمد تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے کیونکہ لوگ تمہارے ظاہر کو دیکھتے ہیں جبکہ ربّ تعالیٰ تمہارے باطن کو دیکھ رہا ہے۔

حکایت: ربّ تعالیٰ دیکھ رہا ہے

منقول ہے کہ کسی صوفی بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا ایک نوجوان مرید تھا۔ بزرگ اس نوجوان کو بڑی عزت اور ترجیح دیتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی مرید نے پوچھا: "آپ اس نوجوان کو زیادہ عزت دیتے ہیں حالانکہ عمر رسیدہ ہم ہیں؟" بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کچھ پرندے منگوائے اور ان سب مریدوں کو ایک ایک پرندہ اور چھری دی اور فرمایا: "تم میں سے ہر کوئی پرندے کو ایسی جگہ ذبح کرے جہاں کوئی دیکھ نہ سکے۔" نوجوان مرید کو بھی ایک پرندہ دیا اور اس سے بھی وہی بات ارشاد فرمائی۔ ہر ایک شخص پرندہ ذبح کر کے لے آیا لیکن نوجوان زندہ پرندہ ہاتھ میں تھامے واپس آیا۔ بزرگ نے استفسار فرمایا: "دوسروں کی طرح تم نے اسے ذبح کیوں نہ کیا؟" نوجوان نے عرض کی: "مجھے کوئی ایسی جگہ ملی ہی نہیں جہاں کوئی دیکھتا نہ ہو کیونکہ رب تعالیٰ تو مجھے ہر جگہ دیکھ رہا ہے۔" یہ دیکھ کر سب مریدوں نے اس کے مراقبہ کو پسند کیا اور کہا: "تم واقعی عزت و احترام کے لائق ہو۔"

حکایت: کیا میں عظمت والے بادشاہ سے حیا نہ کروں؟

منقول ہے کہ جب عزیز مصر کی بیوی حضرت سیّدُنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو خلوت میں لے کر آئی تو بُت کا چہرہ ڈھانپ دیا۔ حضرت سیّدُنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: "تعجب ہے تم پر کہ ایک پتھر کے دیکھنے سے حیا کرتی ہو حالانکہ یہ دیکھ بھی نہیں سکتا تو کیا میں عظمت والے بادشاہ کے دیکھنے سے حیا نہ کروں؟"

حکایت: ستاروں کا پیدا کرنے والا

منقول ہے کہ ایک نوجوان نے غیر کی باندی سے نفسانی خواہش پوری کرنے کا قصد کیا تو باندی نے اس سے کہا: "تمہیں شرم نہیں آتی؟" وہ بولا: "کس سے شرم کروں؟ ہمیں تو صرف ستارے دیکھ رہے ہیں۔" لونڈی نے کہا: "پھر ستاروں کو پیدا کرنے والا کہاں گیا؟"

Go To Index

حقیقی مراقبہ:

(7)...ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی سے پوچھا: ”نگاہیں نیچی رکھنے پر میری کون سی بات مدد کر سکتی ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”یہ ذہن بناؤ کہ جس کی طرف تم نظر کر رہے ہو اس سے پہلے تمہیں ناظرِ حقیقی (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ) دیکھ رہا ہے۔“

(8)...حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: حقیقی مراقبہ اس شخص کا ہوتا ہے جسے رب تعالیٰ کی بارگاہ سے حاصل ہونے والے حصے کے فوت ہو جانے کا خوف ہو۔

جنتی گلاب سے پیدا کی گئی حوریں:

(9)...حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: ”جنت الفردوس میں جنَّتِ عَدْن ہے جس میں جنتی گلاب سے پیدا کی گئی حوریں ہیں۔“ کسی نے پوچھا: ”وہاں کون لوگ رہیں گے؟“ فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ”وہ لوگ جو گناہوں کا ارادہ کریں لیکن میری عظمت کو یاد کر کے میرا لحاظ کریں اور جن کی کمریں میرے خوف سے جھک گئی ہیں وہ جنت عدن میں رہیں گے۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں زمین والوں کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہوں لیکن ان لوگوں کو دیکھتا ہوں جو میری رضا کی خاطر بھوکے پیاسے رہتے ہیں تو لوگوں سے عذاب کو پھیر دیتا ہوں۔“

(10)...حضرت سیِّدُنا حارِث مُحاسِبی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے مراقبہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: اس کی ابتدا کے وقت دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قرب کا علم ہونا چاہیے۔

(11)...حضرت سیِّدُنا عبداللہ مُرتَعِش رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مراقبہ یہ ہے کہ غیب کے ملاحظہ کے لئے ہر لمحہ اور ہر کلمہ پر باطن کی حفاظت کی جائے۔

مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرشتوں سے فرمایا: تم ظاہر پر مقرر ہو اور میں باطن کو دیکھتا ہوں۔

(12)...حضرت سیِّدُنا محمد بن علی حکیم ترمذی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اپنا مراقبہ اس ذات کے لئے کر جس کی نظر سے تو غائب نہیں ہو سکتا اور اس کا شکر ادا کر جس کی نہ ختم ہونے والی نعمتیں تجھ پر ہیں اور اس کی عبادت کر جس کی ذات سے تو بے نیاز نہیں ہو سکتا اور خشوع و خضوع اس کے لئے اختیار کر جس کے ملک

Go To Index

وسلطنت سے تو باہر نہیں نکل سکتا۔

دل کی زینت:

(13)...حضرت سیِّدُنا سَہل بن عبد اللہ تُستَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: انسان کے دل کی زینت کے لئے سب سے افضل و اشرف چیز اس بات کا یقین رکھنا ہے کہ وہ جہاں کہیں ہو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے دیکھ رہا ہے۔

(14)...کسی بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے اس آیت:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّہٗ ﴿۸﴾ (پ۳۰،البینۃ:۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔

کی تفسیر پوچھی گئی تو انہوں نے ارشاد فرمایا: اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنے رب کو دیکھتے ہوئے اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہیں اور زادِ آخرت تیار کرتے ہیں۔

پانچ چیزوں کے سبب جنت کا حصول:

(15)...حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے دریافت کیا گیا کہ بندہ جنت کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ فرمایا: بندہ پانچ چیزوں سے جنت حاصل کر سکتا ہے: (۱)...ایسی اِستقامت جس میں ٹیڑھا پن نہ ہو (۲)...ایسی کوشش جس میں غفلت نہ ہو (۳)...ظاہر و باطن میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اپنے سامنے دیکھنا (۴)...موت کی تیاری اور موت کا انتظار اور (۵)...حساب و کتاب سے قبل اپنے نفس کا احتساب کرنا۔

کسی شاعر نے کہا ہے:

اِذَا مَا خَلَوْتَ الدَّھْرَ یَوْمًا فَلَا تَقُلْ ۔۔۔ خَلَوْتُ وَلٰکِنْ قُلْ عَلَیَّ رَقِیْبُ

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ یَغْفُلُ سَاعَۃً ۔۔۔ وَلَا اَنَّ مَا تُخْفِیْہِ عَنْہُ یَغِیْبُ

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْیَوْمَ اَسْرَعُ ذَاھِبٍ ۔۔۔ وَاِنَّ غَدًا لِلنَّاظِرِیْنَ قَرِیْبُ

ترجمہ: (۱)...جب تو کسی دن تنہا ہو تو یہ نہ کہہ کہ میں تنہا ہوں بلکہ یوں کہہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے دیکھ رہا ہے۔

(۲)...اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ایک گھڑی بھی غافل نہ سمجھ اور نہ ہی یہ سمجھ کہ جو کچھ تو اس سے چھپائے گا وہ اس سے چھپ جائے گا۔

(۳)...کیا تو نہیں دیکھتا کہ موجودہ دن کتنی تیزی سے گزر رہا ہے اور کل کا دن دیکھنے والوں کے قریب ہوتا جا رہا ہے۔

Go To Index

بڑی جسارت یا کفر:

(16)... حضرت سیِّدُنا حُمَیْدُ الطَّوِیل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَکِیْل نے حضرت سیِّدُنا سلیمان بن علی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی سے کہا: مجھے کوئی نصیحت کیجئے! انہوں نے فرمایا: اگر تم تنہائی میں گناہ کرتے ہوئے یہ سمجھو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں دیکھ رہا ہے تو تم نے بڑی جسارت کی اور اگر تمہارا یہ خیال ہو کہ وہ تمہیں دیکھ نہیں رہا تب تو تم نے کفر کیا۔

(17)... حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ہمیشہ اس ذات کو اپنے پیش نظر رکھو جس سے کوئی شے چھپ نہیں سکتی اور اسی ذات سے امید لگاؤ جو امیدوں کو پورا کرنے والی ہے اور اس کا خوف رکھو جو سزا دینے کا مالک ہے۔

منافق کو ربِ تعالیٰ کا لحاظ نہیں ہوتا:

(18)... حضرت سیِّدُنا فَرقد سَبْخِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے ارشاد فرمایا: منافق منتظر رہتا ہے کہ کوئی اسے دیکھ تو نہیں رہا، جب یقین ہو جائے کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا تو برائی میں پڑ جاتا ہے۔ منافق کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا لحاظ نہیں بلکہ لوگوں کا لحاظ ہوتا ہے۔

حکایت: غلامی سے آزادی

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی جانب نکلا، ہم نے رات ایک مقام پر گزاری تو پہاڑ سے ایک چرواہا آیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس سے فرمایا: "اے چرواہے! اس ریوڑ میں سے ایک بکری مجھے بیچ دو۔" چرواہے نے کہا: "میں کسی کا غلام ہوں۔" آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "اپنے مالک سے کہہ دینا بکری کو بھیڑیئے نے کھالیا۔[224]" اس نے عرض کی: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تو دیکھ رہا ہے۔" حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن دینار رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں: یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رونے لگے پھر

224... حضرت علامہ سیِّد محمد مرتضٰی زَبیدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس کہنے میں یہ احتمال پایا جارہا ہے کہ جب آپ نے چرواہے کے ظاہری عمل کو اچھا دیکھا تو آپ نے اس کے باطن کو دیکھنا چاہا کہ کیا یہ اپنے دین پر حقیقتاً عمل پیرا ہے یا یوں ہی عادۃً ایسا کر رہا ہے لہٰذا آپ نے بطور امتحان اس سے یہ بات کہی۔ (اتحاف السادۃ المتقین، ۱۳/ ۱۸۵)

Go To Index

دوسرے دن غلام کو مالک سے خرید کر آزاد کر دیا اور فرمایا: ”دنیا میں تجھے اس بات نے آزاد کیا اور میں امید کرتا ہوں کہ یہی بات آخرت میں بھی تیری آزادی کا باعث بنے گی۔“

دوسری فصل: مراقبہ کی حقیقت اور درجات

مُقَرَّبین کی معرفَتِ خُداوندی:

مراقبہ کی حقیقت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا لحاظ کرنا اور اس کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص کسی کے لحاظ کے باعث کوئی کام چھوڑ دے تو کہا جاتا ہے کہ وہ فلاں کا خیال اور لحاظ کرتا ہے۔ یعنی مراقبہ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو مَعرِفَتِ خُداوندی کا ثمرہ ہے جس کے سبب اعضاء اور دل میں کچھ اعمال پیدا ہوتے ہیں۔ ایسی کیفیت میں دل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے احکام کا لحاظ کرتا، اسی کی جانب مشغول رہتا، اسی کی طرف متوجہ ہوتا، اسی کی ذات کو پیشِ نظر رکھتا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہے۔

اس کیفیت کا نتیجہ و ثمرہ مَعرِفَتِ خُداوندی یعنی اس بات کا علم ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دل کی باتوں پر مطلع ہے، پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، بندوں کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور ہر جان کے عمل سے واقف ہے۔ اس پر دل کا راز اس طرح عیاں ہے جیسے مخلوق کے لئے جسم کا ظاہری حصہ عیاں ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ عیاں ہے۔ جب اس طرح کی معرفت حاصل ہو جائے اور شک یقین میں بدل جائے تو یہ معرفت دل پر مکمل غلبہ حاصل کر لیتی ہے البتہ بہت ساری چیزوں کا علم یقینی ہوتا ہے لیکن پھر بھی ان کا دل پر غلبہ نہیں آتا جیسے موت کا علم۔ پھر جب دل پر معرفت کا غلبہ ہو گا تو دل رب تعالیٰ کی رعایت اور لحاظ کرنے کی طرف مائل ہو گا اور اس کی طرف اپنی توجہ رکھے گا۔ اس معرفت کے ذریعے یقین حاصل کرنے والوں کو ”مُقرَّبین“ کہتے ہیں۔

مُقَرَّبین کے مراتب:

مقربین کی دو قسمیں ہیں: (۱)...صِدِّیْقِیْن (۲)...اصحابِ یمین۔ لہٰذا ان مقربین حضرات کے مراقبہ کے بھی دو مرتبے قرار پائے۔

پہلا مرتبہ:

اس سے مراد اُن مقربین کا مراقبہ ہے جو صدیقین ہیں، یہ بڑی عظمت و بزرگی والا مراقبہ ہے۔ اس

Go To Index

مراقبہ میں دل جلالِ الٰہی میں اس قدر مستغرق اور ہیبت الٰہی سے ایسا چور ہو جاتا ہے کہ کسی دوسری چیز کی طرف اس میں بالکل توجہ کی گنجائش نہیں ہوتی۔

ہم اس مراقبے کے اعمال کی تفصیل میں نہیں جاتے کیونکہ اس کا تعلق فقط دل سے ہوتا ہے، اعضاء سے نہیں۔ اعضاء جائز کاموں کی طرف توجہ کرتے ہیں نہ ممنوعہ چیزوں کی طرف بلکہ یہ تو نیکیاں کرنے میں دل کے پابند ہوتے ہیں۔ اسی لئے اعضاء کو صحیح راستے پر قائم رکھنے کے لئے کسی تدبیر وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑتی جیسا کہ نگران اگر درست راہ پر گامزن ہو تو ماتحت افراد بھی درست رہتے ہیں، دل بھی نگران ہے اگر یہ درست رہے اور اپنے معبود عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ رہے تو ماتحت یعنی اعضاء خود بخود کسی دشواری کے بغیر درستی اور استقامت پر قائم رہتے ہیں۔

اس مرتبے والے شخص کا صرف ایک عزم وارادہ ہوتا ہے اسی لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے باقی تمام فکروں سے بچائے رکھتا ہے اور اس درجے پر فائز شخص مخلوق سے اتنا بے خبر ہو جاتا ہے کہ آنکھیں کھلی رہنے اور قوتِ سماعت درست ہونے کے باوجود اسے آس پاس کی خبر ہوتی ہے نہ کوئی بات سنائی دیتی۔ کبھی وہ اپنے بیٹے کے پاس سے گزر جاتا مگر اسے اس کا خیال تک نہیں ہوتا۔ کسی بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ساتھ اس طرح کا معاملہ پیش آیا تو انہوں نے توجہ دلانے والے سے فرمایا: ”جب تم میرے پاس سے گزرو تو مجھے حرکت دے دیا کرو۔“

آپ اس طرح کی مثالیں دنیاوی بادشاہوں کی تعظیم کرنے والوں کے دلوں میں پائیں گے کہ یہ شاہی خُدّام بادشاہوں کے دربار میں اس قدر متوجہ ہوتے ہیں کہ ان کو اپنی خبر تک نہیں ہوتی نیز بعض اوقات دل دنیا کے کسی گھٹیا کام میں مشغول ہو کر اس میں اس قدر منہمک ہو جاتا ہے کہ جو کام کرنا تھا اسے بھول جاتا ہے۔

حکایت: مجھے تو کوئی دکھائی ہی نہیں دیا

حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن زید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے دریافت کیا گیا: ”آپ اس زمانے میں کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جو اپنی حالت کے سبب مخلوق سے بے خبر ہو؟“ فرمایا: ”میں صرف ایک شخص کو جانتا ہوں جو عنقریب آئے گا۔“ تھوڑی دیر گزری کہ حضرت سیِّدُنا عُتْبَۃُ الْغُلام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ داخل ہوئے۔

Go To Index

حضرت سیِّدُنا عبدالواحد بن زید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان سے استفسار فرمایا: اے عتبہ! کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ”فلاں جگہ سے۔“ اس جگہ کا راستہ چونکہ بازار کی طرف سے تھا لہٰذا حضرت سیِّدُنا عبدالواحد بن زید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دریافت کیا: ”راستے میں کس کس سے ملاقات ہوئی؟“ انہوں نے کہا: ”مجھے تو کوئی دکھائی ہی نہیں دیا۔“

حکایت: میں نے تو اسے دیوار سمجھا

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا یحیٰی بن زکریا عَلَیْہِمَا السَّلَام کسی عورت کے قریب سے گزرے، اپنا بچاؤ کرنا چاہا تو وہ عورت گر گئی۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام سے لوگوں نے پوچھا: ”آپ نے یہ کیا کیا؟“ فرمایا: ”میں نے تو اسے دیوار سمجھا تھا۔“

حکایت: اکثر مخلوق غافل ہے

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا وہ تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے، ان میں سے ایک شخص دور بیٹھا تھا۔ میں اس کے قریب آیا اور بات کرنا چاہی تو اس نے کہا: ”**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر میں زیادہ لذت ہے۔“ میں نے پوچھا: ”تم یہاں اکیلے کیا کر رہے ہو؟“ اس نے کہا: ”میرا رب تعالٰی اور دو فرشتے میرے ساتھ ہیں۔“ میں نے پوچھا: ”ان تیر اندازوں میں سے سبقت لے جانے والا کون ہے؟“ فرمایا: ”جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بخش دیا۔“ میں نے پوچھا: ”راستہ کہاں ہے؟“ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور اٹھ کر چلتے ہوئے کہنے لگا: ”اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تیری اکثر مخلوق تجھ سے غافل ہے۔“

اس طرح کی گفتگو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مشاہدے میں مستغرق رہنے والا شخص ہی کرتا ہے جو صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بات کرتا اور اسی کے بارے میں سنتا ہے۔ ایسے شخص کو زبان اور اعضاء کے مراقبہ کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ اعضاء تو دل کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔

سیِّدُنا ابوالحسین نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مراقبہ:

حضرت سیِّدُنا ابو بکر شبلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی حضرت سیِّدُنا ابوالحسین نوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کے پاس آئے

Go To Index

تو انہیں نہایت دل جمعی اور خاموشی سے ایک گوشہ میں بے حس و حرکت بیٹھا پایا۔ حضرت سیِّدُنا ابو بکر شبلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی نے پوچھا: "آپ نے ایسی دل جمعی اور مراقبہ کہاں سے سیکھا؟" فرمایا: "ہماری ایک بلی تھی اس سے سیکھا ہے یوں کہ جب وہ شکار کا ارادہ کرتی تو بِل کے پاس گھات لگا کر اس طرح بیٹھتی کہ اس کا ایک بال بھی حرکت نہ کرتا۔"

حکایت: ایک نوجوان کی نصیحت

حضرت سیِّدُنا ابو عبد اللہ بن خفیف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں مصر سے رَمْلَہ حضرت سیِّدُنا ابو علی روذباری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی سے ملاقات کے لئے نکلا تو مجھ سے حضرت سیِّدُنا عیسیٰ بن یونس مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے جو زاہد کے لقب سے مشہور تھے فرمایا: "مقامِ صُور میں ایک نوجوان اور ایک ادھیڑ عمر شخص مراقبہ کی حالت میں ہیں، اگر تم ان سے ملنے جاؤ تو شاید تمہیں فائدے کی کوئی بات معلوم ہو۔" آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں مقامِ صور میں بھوکا پیاسا داخل ہوا، میرے جسم پر فقط اتنا کپڑا تھا جس سے ستر چھپ سکے۔ میں مسجد میں داخل ہوا تو دو آدمیوں کو قبلہ رخ بیٹھے ہوئے پایا۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے انہیں دوسری اور تیسری بار سلام کیا لیکن پھر بھی کوئی جواب نہ سنا تو میں نے انہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم دے کر کہا کہ میرے سلام کا جواب دیجئے۔ نوجوان نے مراقبہ سے سر اٹھا کر میری طرف دیکھ کر کہا: "اے ابْنِ خفیف! دنیا بہت مختصر ہے اور اس مختصر میں سے بھی بہت کم باقی رہ گئی ہے لہٰذا تم اس مختصر سی دنیا میں زیادہ سے زیادہ عمل کرو۔ اے ابْنِ خفیف! تمہاری مصروفیات کتنی کم ہیں کہ ہم سے ملنے چلے آئے!" حضرت سیِّدُنا ابْنِ خفیف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس کی بات نے مجھے مکمل طور پر جکڑ لیا پھر وہ نوجوان سر جھکا کر دوبارہ مراقبہ میں مشغول ہو گیا۔ میں ان دونوں کے پاس ٹھہرا رہا حتّٰی کہ ہم نے ظہر اور عصر کی نماز پڑھی جبکہ میری بھوک اور پیاس سب ختم ہو چکی تھی۔ عصر کے وقت میں نے ان سے کہا: مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ نوجوان نے سر اٹھا کر کہا: "اے ابْنِ خفیف! ہم خود مصیبت میں ہیں، ہمارے پاس نصیحت والی زبان نہیں ہے۔" حضرت سیِّدُنا ابن خفیف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں تین دن ان کے پاس رہا، اس دوران میں نے کچھ کھایا نہ پیا اور نہ ہی میں سویا اور میں نے ان دونوں کو بھی کچھ کھاتے پیتے

Go To Index

نہ دیکھا۔ تیسرے دن میں نے دل میں کہا: مجھے انہیں نصیحت کرنے کے لئے قسم دینی چاہئے تا کہ ان کی نصیحت سے مجھے کوئی فا ئدے کی بات معلوم ہو۔ اسی دوران نوجوان نے سر اٹھایا اور کہا: "اے ابن خفیف! ایسے شخص کی صحبت اختیار کرو جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے اور اس کی عظمت وہیبت تمہارے دل پر چھاجائے، وہ تمہیں زبان سے نہیں عمل سے نصیحت کرے۔ وَالسَّلام اب تم جاؤ۔"

یہ ان مراقبہ کرنے والوں کا رتبہ ہے جن کے دلوں پر عظمت وہیبت کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کے خیال کی گنجائش نہیں ہوتی۔

دوسرا مرتبہ:

اُن مقربین کا مراقبہ جو اصحابِ یمین متقی حضرات ہیں۔ انہیں کامل یقین ہوتا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کے ظاہر و باطن پر مطلع ہے۔ یہ جلالِ الٰہی کو ملاحظہ کرنے کے باوُجود مدہوش نہیں ہوتے بلکہ ان کے دل حدِ اعتدال پر رہتے ہیں اور دیگر اعمال کی طرف توجہ ہونے کے باوجود مراقبہ سے غافل نہیں رہتے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا خوف ان پر غالب ہوتا ہے جس کے باعث یہ کسی بھی کام کو کرنے اور نہ کرنے سے پہلے خوب غور وفکر کرتے ہیں۔ چونکہ انہیں یقیںن کامل ہوتا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہر بات کو جانتا ہے اسی لئے جو چیز بروزِ قیامت ذلّت ورسوائی کا سبب بنے یہ پہلے ہی اس سے بچتے ہیں قیامت کے انتظار میں نہیں رہتے۔

مراقبہ کے مذکورہ دونوں مرتبوں کا فرق مشاہدے سے واضح ہوتا ہے مثلاً آپ اگر تنہائی میں کوئی عمل کر رہے ہوں اسی دوران اچانک کوئی بچہ یا عورت آجائے اور آپ کو معلوم ہو جائے کہ وہ آپ کے عمل سے واقف ہو چکے ہیں تو آپ ان سے جھجک محسوس کریں گے اور اچھی طرح سنبھل کر بیٹھیں گے نیز اپنے معاملات پر نظر بھی رکھیں گے لیکن یہ سب کچھ آپ بچے یا عورت کی تعظیم کی وجہ سے نہیں بلکہ جھجک اور حیا کی وجہ سے کر رہے ہوں گے۔ واضح ہوا کہ بچے یا عورت کا آپ کو تنہائی میں دیکھ لینا خوف ودہشت میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ اس سے تو فقط آپ میں حیا اور جھجک پیدا ہوتی ہے۔ کبھی اس کے برعکس معاملہ پیش آتا ہے کہ آپ کے پاس کوئی بادشاہ یا بزرگ شخصیت آجاتی ہے، آپ ان کی تعظیم بجالانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے حتّٰی کہ اپنی تمام مصروفیات چھوڑ دیتے ہیں اور یہ سب تعظیم کی وجہ سے ہوتا ہے حیا کی وجہ سے نہیں۔ اسی

Go To Index

طرح بندوں کے مرتبے باری تعالیٰ کے مراقبہ کے سلسلے میں مختلف ہیں۔ بیان کردہ دونوں مرتبے والے حضرات اپنی تمام حرکات وسکنات، لمحات وخیالات اور تمام اختیارات پر غوروفکر کے محتاج رہتے ہیں۔

غوروفکر کے مراحل

غوروفکر کے دو مرحلے ہوتے ہیں:(۱)... عمل شروع کرنے سے پہلے اور (۲)... عمل کرتے وقت۔

پہلا مرحلہ: عمل سے پہلے غوروفکر

عمل سے پہلے غوروفکر کرنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جو کچھ سامنے ظاہر ہوا یا دل میں عمل کے لئے حرکت پیدا ہوئی تو اس پر غور کرلے کہ یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے ہے یا نفسانی خواہشات کی وجہ سے یا شیطان کی پیروی میں ہے؟ پھر اس سلسلے میں خوب غوروفکر کرے حتّٰی کہ نورِ حق کے ذریعے اس پر کوئی بات واضح ہوجائے۔ پھر اگر وہ کام **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہو تو کرلے اور اگر نفس وشیطان کی طرف سے ہو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حیا کرتے ہوئے اس کام سے باز رہے اور نفس کو اس گناہ کی طرف رغبت کرنے اور مائل ہونے پر ملامت کرے نیز نفس کو اس فعل کی برائی سے آگاہ کرے اور بتائے کہ یہ رُسوائی کی کوشش ہے، اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ محفوظ نہ رکھتا تو یہ عمل خود سے دشمنی کرنے کے مترادف ہوتا۔

کسی عمل کے گناہ یا نیکی کا علم ہونے تک یہ غوروفکر ضروری اور واجب ہے۔ اس سے راہِ فرار کی گنجائش نہیں۔

ہر عمل کے متعلق تین سوال:

روایت میں آتا ہے کہ بندے کا عمل کتنا ہی چھوٹا ہو اس کے بارے میں تین سوالات کیے جائیں گے: (۱)... یہ عمل کیوں کیا؟ (۲)... کیسے کیا؟ اور (۳)... کس کے لئے کیا؟ [225]

مطلب یہ ہے کہ تو نے یہ کام کیوں کیا؟ اپنے رب تعالیٰ کا حکم سمجھ کر کیا یا خواہشِ نفس کی وجہ سے؟ اگر بندہ اس مرحلے میں کامیاب ہوگیا کہ اس کام کو رب تعالیٰ کا حکم سمجھ کر کیا تو دوسرا سوال ہوگا کہ کیسے کیا؟ کیونکہ ہر عمل میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے کچھ شرائط واحکام ہوتے ہیں اور بغیر علم کے اس کی مقدار اور

225...قوت القلوب، الفصل الثالث والعشرون: محاسبة النفس، ۱/۱۴۳، ۱۴۴

Go To Index

اوقات واوصاف سے آگاہی ممکن نہیں لہٰذا اس سے سوال ہو گا کہ یہ عمل عِلْمِ یقین کے ساتھ کیا یا جہالت اور گمان کے باعث کیا؟ اگر اس مرحلے میں بھی کامیاب رہا تو تیسرا سوال اخلاص کے بارے میں ہو گا کہ کس کے لئے عمل کیا؟ خالصۃً اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا اور ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ'' پر عمل کرتے ہوئے کیا؟ اگر یہ صورت ہو تو بندے کا اجر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذِمّۂ کرم پر ہو گا اور اگر لوگوں کو دکھانے کے لئے کیا تو اجر بھی انہی سے طلب کرنے کا فرمایا جائے گا اور اگر دنیاوی نعمتیں حاصل کرنے کے لئے عمل کیا تو فرمایا جائے گا: ''تجھے اس کا اجر دنیاوی نعمتوں کی صورت میں ہم نے دے دیا۔'' اگر غفلت اور بھول کے طور پر عمل کیا تو اجر بھی ضائع عمل بھی ضائع اور کوشش بھی برباد گئی۔ اگر غیرِ خدا کے لئے عمل کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا عذاب اور ناراضی لازم ہو گئی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے فرمائے گا: تو میرا بندہ تھا میرا رزق کھاتا تھا اور میری نعمتوں سے نفع حاصل کرتا تھا پھر بھی تو نے دوسروں کے لئے عمل کیا۔ کیا تو نے میرے یہ فرامین نہ سنے تھے:

(1)...

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمۡثَالُکُمۡ (پ۹، الاعراف:۱۹۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں۔

(2)...

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ لَا یَمۡلِکُوۡنَ لَکُمۡ رِزۡقًا فَابۡتَغُوۡا عِنۡدَ اللّٰہِ الرِّزۡقَ وَ اعۡبُدُوۡہُ (پ۲۰، العنکبوت:۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جنھیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری روزی کے کچھ مالک نہیں تو اللہ کے پاس رزق ڈھونڈو اور اس کی بندگی کرو۔

تجھے کیا ہو گیا کہ تو نے میری یہ بات بھی نہ سنی:

اَلَا لِلّٰہِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ ؕ (پ۲۳، الزمر:۳) ترجمۂ کنزالایمان: ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے۔

جب بندہ اس بات کو سمجھ جاتا ہے کہ اسے اس طرح کے مختلف سوالات اور زبردست بازپُرس کا سامنا کرنا پڑے گا تو وہ اپنے نفس کو ان سوالات کے ہونے سے پہلے ہی سوالات اور بازپُرس کے لئے تیار کرتا ہے تاکہ درست جواب دے سکے۔ الغرض! ہر کام میں غور و فکر لازمی ہونا چاہئے خواہ وہ کام شروع کیا جائے یا

Go To Index

دوبارہ کیا جائے یہاں تک کہ پلک اور انگلی کو بھی سوچ و بچار کے بعد حرکت دے۔

حسن اخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا مُعاذ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے ارشاد فرمایا: ''بے شک آدمی سے آنکھوں کے سرمے، انگلیوں سے مٹی کھرچنے اور اپنے بھائی کے کپڑوں کو چھونے کے بارے میں بھی سوال ہو گا۔''[226]

غوروفکر کے متعلق چار اقوالِ بزرگانِ دین:

(1)... حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: بزرگانِ دین صدقہ کرنا چاہتے تو غور و فکر کرتے اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا نظر آتی تو صدقہ کر دیتے۔

(2)... آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه ہی سے منقول ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس بندے پر رحم فرمائے جو کسی چیز کا ارادہ کرتے وقت غور و فکر کرتا ہے پھر اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہو تو کر گزرتا ہے اور اگر غیرِ خدا کے لئے ہو تو ترک جاتا ہے۔

(3)... حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے مروی ہے کہ انہیں حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: جب کسی بات کا ارادہ کرو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو۔[227]

(4)... حضرت سیِّدُنا محمد بن علی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: مومن خوب غور و فکر کرنے والا ہوتا ہے اور سوچ سمجھ کر کسی کام کا ارادہ کرتا ہے۔ وہ رات کے وقت لکڑیاں چننے والے کی طرح نہیں ہوتا (کہ جو کچھ مل جائے اسے اٹھالے)۔

یہ مراقبہ کے سلسلے میں پہلا مرحلہ ہے جس میں انسان پختہ علم، اعمال کے اَسرار پر حقیقی معرفت اور نفس و شیطان کے مکر و فریب کی آگاہی سے ہی کامیاب ہو سکتا ہے۔ لہٰذا جب تک انسان اپنی ذات، اپنے رب، اپنے دشمن یعنی شیطان اور نفسانی خواہش کے موافق اشیاء کو جان نہ لے یا اپنی حرکات و سکنات، نیت و ارادے میں رب تعالٰی کے نزدیک اچھی بُری اشیاء کے درمیان فرق کو جان نہ لے اس وقت تک مراقبہ پر

226...حلیة الاولیاء، ۱۰/ ۳۱، حدیث: ۱۴۴۰۶، الرقم: ۴۴۵، احمد بن ابی الحواری

قوت القلوب، الفصل الثامن والثلاثون: فی الاخلاص وشرح النیات، ۲/ ۲۷۳

227...سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الزهد فی الدنیا، ۴/ ۴۲۳، حدیث: ۴۱۰۴

استقامت نہیں مل سکتی۔ بہت سے لوگ جہالت والے کاموں کو اچھا سمجھ کر ان میں پڑ جاتے ہیں حالانکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کاموں کو ناپسند فرمارہا ہوتا ہے۔

جہالت کا عذر قبول نہیں:

خبردار! علم سیکھنے پر قادر ہونے کے باوجود جاہل رہنے کا عذر ہرگز قابلِ قبول نہیں بلکہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالم کی دو رکعتیں غیرِ عالم کی ہزار رکعات سے افضل ہیں کیونکہ عالم نفس کی آفات، شیطان کی مکاریوں اور دھوکے کے مقامات سے واقف ہوتا ہے جس کے باعث وہ ان سے بچ سکتا ہے جبکہ جاہل کو تو ان باتوں کی پہچان ہی نہیں ہوتی تو وہ بچے گا کیسے؟ جاہل تو ہمیشہ مشقت میں مبتلا رہتا ہے اور شیطان اس پر ہنس رہا ہوتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں جہالت اور غفلت سے بچائے کیونکہ یہ ہر بدبختی اور نقصان کی جڑ ہے۔

ہر آدمی پر غور و فکر ضروری ہے:

ہر آدمی پر لازمی ہے کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ یا عملاً سعی کرنا چاہے تو اپنے ارادے اور سعی سے پہلے اس میں غور و فکر کرے اور کچھ دیر توقُّف کرے یہاں تک نورِ علم کے ذریعے واضح ہو جائے کہ یہ کام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہے تاکہ اسے کر لیا جائے یا نفسانی خواہش کو پورا کرنے کے لئے ہے تو اس سے بچا جائے اور دل کو اس میں غور و فکر کرنے سے بھی روکا جائے کیونکہ باطل کام میں مبتلا ہونے سے پہلے نفس کا احتساب نہ کیا جائے تو اس میں رغبت بڑھ جاتی ہے اور رغبت ارادے کو جنم دیتی ہے اور ارادہ عمل کا سبب بنتا ہے اور باطل عمل بربادی اور خدا تعالیٰ سے دوری کا سبب ہوتا ہے۔ اسی لئے شر کے مادے یعنی قلبی وسوسوں کو شروع ہی میں جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہئے کیونکہ دیگر امور اسی کی پیروی میں رونما ہوتے ہیں۔

خود غور و فکر نہ کر سکے تو کیا کرے؟

جب کسی شخص کو شیطانی مکر و فریب کا علم نہ ہو سکے اور حقیقت واضح طور پر سامنے نہ آ سکے تو نورِ علم سے اس میں غور و فکر کرے اور نفس میں پیدا ہونے والے شیطانی مکر و فریب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگے اور اگر خود غور و فکر بھی نہ کر سکے تو علمائے کرام سے راہ نمائی حاصل کرے مگر گمراہ کن اور دنیادار علما سے اس طرح

Go To Index

بچے جس طرح شیطان سے بچتاہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی بھیجی کہ دنیا کی محبت کے نشے میں مست عالِم کے بارے میں مجھ سے نہ پوچھو، ایساعالِم بندوں کو میری محبت سے دور کرتا ہے اور ایسے علما میرے بندوں کو ڈاکوؤں کی طرح لوٹنے والے ہیں۔

لہٰذا جو دل دنیا کی محبت اور اِس کی حرص وہَوس کی وجہ سے سیاہ ہو جائیں وہ معرفت اور نورِ الٰہی سے محروم رہتے ہیں کیونکہ دلوں میں انوار **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی جانب متوجہ ہونے سے پیدا ہوتے ہیں توجو شخص باری تعالیٰ کی بار گاہ سے پیٹھ پھیرے اور اس کے دشمن کی طرف متوجہ ہو جائے نیز **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے غضب کا سبب یعنی دنیاوی خواہشات کا دلدادہ ہو وہ انوارِ الٰہیہ کی تجلی کیسے حاصل کر سکے گا؟

ارادت مند سب سے پہلے کیا کرے؟

ارادت مند سب سے پہلے اچھی طرح علم حاصل کرے اور کسی ایسے عالِم کو تلاش کرے جو دنیا سے بے رغبت ہو اور اگر ایساعالِم نہ ملے تو کم رغبت والے کو تلاش کرے۔ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: **"**اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْبَصَرَ النَّاقِدَ عِنْدَ وُرُوْدِ الشُّبُھَاتِ وَالْعَقْلَ الْکَامِلَ عِنْدَ ھُجُوْمِ الشَّھَوَاتِ یعنی بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ شبہات کے وقت پر کھنے والی نگاہ اور خواہشات کے حملے کے وقت کامل عقل کو پسند فرماتا ہے۔"[228]

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان دو لازم وملزوم چیزوں کو اکٹھے بیان فرمایا کیونکہ جس شخص کے پاس خواہشات سے روکنے والی عقل نہ ہو اس کے پاس شبہات کو پرکھنے والی نگاہ بھی نہیں ہو سکتی۔

یہی وجہ ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **"**مَنْ قَارَفَ ذَنْبًا فَارَقَہٗ عَقْلٌ لَا یَعُوْدُ اِلَیْہِ اَبَدًا یعنی جس شخص نے گناہ کیا اس کی عقل ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاتی ہے۔"[229]

ذرا سوچئے! انسان کے پاس سعادت مندی حاصل کرنے کے لئے عقل ہے ہی کتنی؟ اب اگر اسے بھی گناہوں میں ضائع کر دیا جائے تو کیا بنے گا؟

228...الزھد الکبیر للبیھقی، الجزء الخامس من کتاب الزھد، ص۳۴۶، حدیث:۹۵۴

229...شعب الایمان للبیھقی، باب فی المطاعم والمشارب، ۵ / ۴۵، حدیث:۵۷۱۸، دون "من قارف ذنبا"

Go To Index

اعمال کی آفات کا علم:

اس دور میں اعمال کی آفات کو جاننے کا علم ختم ہو گیا ہے، لوگ اس علم کو چھوڑ کر خواہشاتِ نفس کی خاطر لوگوں کے درمیان پیش آنے والے جھگڑوں کے مسائل میں مشغول ہو گئے اور اس کا نام "فقہ" رکھ دیا اور اعمال کی آفات کو جاننے کے علم کو جو کہ علم دین سے ہے اسے علم کی فہرست ہی سے نکال دیا۔ اب فقہ کا تعلق فقط دنیاداری سے رہ گیا حالانکہ **عِلْمِ فقہ کا مقصد دلوں کو دنیاوی مشاغل سے دور کرکے دین کی سمجھ کے لئے فارغ کرنا تھا** اور دنیاوی مسائل کو جاننا تو علم دین کا ایک ذریعہ تھا (لیکن لوگوں نے اس ذریعہ کو مقصد بنالیا)۔

حدیث پاک میں ہے: تم اِس وقت ایسے زمانے میں ہو کہ تم میں جو عمل میں جلدی کرے وہ بہتری پر ہو گا جبکہ عنقریب تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جو تم میں غور وفکر کرے گا وہ بہتری پر ہو گا۔[230]

یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان کی ایک جماعت نے عراقیوں اور شامیوں سے لڑنے میں توقف کیا کیونکہ ان پر یہ معاملہ مشتبہ ہو گیا تھا جیسے حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص، حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر، حضرت سیِّدُنا اسامہ بن زید، حضرت سیِّدُنا محمد بن مسلمہ اور دیگر صحابۂ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان۔

شبہ کے وقت توقف نہ کرنے والا شخص اپنی خواہش کی پیروی اور اپنی رائے کو فوقیت دینے والا ہے اور ایسا شخص ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں سرکارِ دوعالَم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جب تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جائے، خواہشِ نفس کی پیروی کی جائے اور ہر رائے دینے والا اپنی رائے کو پسند کرے تو اس وقت تم اپنی فکر کرو۔"[231]

جو بھی شخص بلا تحقیق شُبہ والی چیزوں میں اظہارِ رائے کرتا ہے وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس ارشادِ گرامی کی مخالفت کرنے والا ہے:

وَ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ (پ۱۵، بنی اسرآئیل:۳۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں۔

230...قوت القلوب، ذکر الفرق بین علماء الدنیا وعلماء الآخرۃ، ۱ / ۲۷۶

231...سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ المائدۃ، ۵ / ۴۱، حدیث:۳۰۶۹

Go To Index

اس نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان کی بھی مخالفت کی کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: "اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْث یعنی اپنے کو بدگمانی سے بچاؤ کہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔"[232]

اس سے مراد بغیر دلیل والے گمان ہیں جیسے عوام مشتبہ اُمور میں اپنے دل سے فتوٰی لے کر اپنے گمان کے مطابق عمل کر لیتے ہیں۔اس معاملے کی نزاکت و عظمت کے پیشِ نظر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یوں دعا فرمایا کرتے: "اَللّٰھُمَّ اَرِنِی الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنِی اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنِی الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنِی اجْتِنَابَہٗ وَلَا تَجْعَلْہُ مُتَشَابِھًا عَلَیَّ فَاَتَّبِعُ الْھَوٰی یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر حق کو واضح فرما کر اس کی اتباع کی توفیق عطا فرما اور باطل کو میرے سامنے واضح کرکے اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما اور مجھ پر کسی مُعاملے کو مشتبہ نہ فرما کہ میں نفسانی خواہشات کی پیروی میں لگ جاؤں۔"

معاملات کی تین قسمیں:

حضرت سیِّدُنا عیسٰی روحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: مُعاملات تین قسم کے ہیں: (۱)...جس کا اچھا ہونا ظاہر ہو اس کی اتباع کرو (۲)...جس کی خرابی و گمراہی واضح ہو اس سے بچو اور (۳)...جس بات میں تمہیں شبہ لاحق ہو اسے کسی عالم سے پوچھو۔[233]

رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس طرح دعا فرمایا کرتے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَقُوْلَ فِی الدِّیْنِ بِغَیْرِ عِلْم یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں بغیر علم کے دین میں کوئی بات کرنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"[234]

سب سے بڑی نعمت:

بندوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی سب سے بڑی نعمت علم اور حق کو واضح فرمانا ہے اور ایمان بھی ایک قسم کا علم اور واضح حق ہے۔اسی لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر احسان کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

232...بخاری، کتاب الفرائض، باب تعلیم الفرائض، ۴ / ۳۱۳، حدیث: ۶۷۲۴

233...المعجم الکبیر، ۱۰ / ۳۱۸، حدیث: ۱۰۷۷۴

234...قوت القلوب، الفصل الثالث والعشرون: مجالسۃ النفس، ۱ / ۱۴۳

Go To Index

...(1)

وَ كَانَ فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡكَ عَظِیۡمًا ﴿۱۱۳﴾ (پ۵،النسآء:۱۱۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور **اللہ** کا تم پر بڑا فضل ہے۔

اس آیت میں فضل سے مراد علم ہے۔

...(2)

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۳﴾ (پ۱۴،النحل:۴۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

...(3)

اِنَّ عَلَیۡنَا لَلۡهُدٰی ﴿۱۲﴾ (پ۳۰،اللیل:۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہدایت فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔

...(4)

ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَهٗ ﴿۱۹﴾ (پ۲۹،القیامۃ:۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: پھر بے شک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمّہ ہے۔

...(5)

وَ عَلَی اللّٰہِ قَصۡدُ السَّبِیۡلِ (پ۱۴،النحل:۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور بیچ کی راہ ٹھیک **اللہ** تک ہے۔

سیِّدُنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ کے اقوال زریں:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجۡهَهُ الۡکَرِیۡم فرماتے ہیں:

☆...نفسانی خواہشات اندھے پن کا نام ہے۔

☆...پریشانی میں غور و فکر سے کام لینا توفیقِ خداوندی ہے۔

☆...غم کو ٹالنے والی بہترین چیز یقین ہے۔

☆...جھوٹ کا انجام ندامت ہے اور سچ بولنے میں عافیت و سلامتی ہے۔

Go To Index

☆... دور رہنے والے بہت سے لوگ انتہائی قریب ہوتے ہیں۔

☆... اجنبی وہ ہے جس کا کوئی دوست نہیں۔

☆... صدیق وہ ہے جو بغیر دیکھے تصدیق کرے۔

☆... بد گمانی تمہیں کسی بھی دوست سے محروم نہ کرے۔

☆... فراخ دلی بہترین وصف ہے۔

☆... ہر اچھی بات کی بنیاد حیا ہے۔

☆... تقویٰ سب سے مضبوط رسی ہے۔

☆... سب سے مستحکم سبب وہ ہے جو تمہارے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے درمیان ہو۔

☆... دنیا میں تمہارے لئے سب سے اچھی چیز وہ ہے جس کے ذریعے تم اپنی آخرت سنوارو۔

☆... رزق دو ہیں ایک وہ جسے تم تلاش کرو اور دوسرا وہ جو تمہیں تلاش کرے کہ اگر تم اس تک نہ پہنچ سکو تو وہ خود تمہارے پاس آجائے۔

☆... اگر تم مصیبت پہنچے پر واویلا کرو تو کسی چیز کے نہ ملنے پر واویلا نہ کرو بلکہ اس کے بارے میں یہ گمان کرو کہ وہ ہے ہی نہیں کیونکہ تمام اُمور یکساں ہیں کہ انسان باقی رہنے والی نعمت کے حصول پر خوش ہوتا ہے اور جسے حاصل نہ کر سکے اس پر ناخوشی کا اظہار کرتا ہے۔

☆... تمہیں دنیا میں جو کچھ ملے اس پر زیادہ خوش نہ ہو اور جو تمہیں نہ مل سکا اس پر افسوس بھی نہ کرو۔

☆... تمہیں آخرت کے لئے کئے جانے والے اعمال پر خوش ہونا چاہئے اور غفلت پر افسوس کرنا چاہئے لہٰذا آخرت میں مشغول ہو جاؤ اور قبر کی تیاری میں لگ جاؤ۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے ان فرامینِ مُبارَکہ کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پریشانی میں غور و فکر سے کام لینا توفیقِ خداوندی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مراقبہ کرنے والے کو سب سے پہلے یہ غور و فکر کرنی چاہئے کہ اس کے ارادے اور دل میں عمل کے لئے پیدا ہونے والی حرکت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے ہے یا نفسانی خواہشات کے لئے؟

Go To Index

تین باتوں کے سبب ایمانِ کامل:

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: تین باتیں جس میں پائی جائیں وہ کامل ایمان وا لا ہے:(۱)...**اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے (۲)...کسی عمل میں ریاکاری نہ کرے اور(۳)...جب سامنے دو باتیں پیش ہوں ایک کا تعلق دنیا سے ہو اور دوسری کا آخرت سے تو دنیا پر آخرت کو ترجیح دے۔[235]

اکثر اوقات یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ عمل مباح ہے لیکن وہ بے فائدہ ہوتا ہے تو ایسے عمل کو چھوڑ دے کیونکہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَالَا یَعْنِیْہِ یعنی آدمی کے اسلام کی خوبی سے ہے کہ وہ بے فائدہ کام کو چھوڑ دے۔''[236]

دوسرا مرحلہ:

عمل شروع کرتے وقت غوروفکر

عمل شروع کرتے وقت کیفیتِ عمل کا جائزہ لے تاکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حق کو پورا کرسکے اور اسے پورا کرنے میں اچھی نیت کرے اور پورے طور پر انجام دے اور اسے بجالانے میں پوری کوشش صرف کرے۔ یہ تمام باتیں ہر وقت لازم ہیں کیونکہ انسان کا کوئی لمحہ حرکت وسکون سے خالی نہیں ہوتا لہٰذا انسان جب ہر لمحہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات کو پیشِ نظر رکھے گا تو اچھی نیت، حُسْنِ عمل اور ادب کے سبب عبادت پر قادر ہوگا۔

قبلہ رو بیٹھنا سنت ہے:

مثلاً جب بیٹھے تو قبلہ رو بیٹھے کیونکہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''خَیْرُ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِہِ الْقِبْلَۃُ یعنی بہترین نشست قبلہ رو ہو کر بیٹھنا ہے۔''[237]

چار زانوں ہو کر نہ بیٹھے کیونکہ بادشاہوں کے سامنے اس طرح نہیں بیٹھا جاتا اور **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ تو تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے جو اُس پر مطلع بھی ہے۔

235...قوت القلوب، الفصل الثالث والعشرون: محاسبۃ النفس، ۱/ ۱۳۹

236...سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ۱۱، ۴/ ۱۴۲، حدیث: ۲۳۲۴

237...المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الادب، باب من کان یستحب اذا جلس ان یجلس مستقبل القبلۃ، ۶/ ۱۶۳، حدیث: ۱

Go To Index

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْاَکرَم فرماتے ہیں: میں ایک دفعہ چارزانوں ہوکر بیٹھا تو ایک غیبی آواز سنی: کیا بادشاہوں کے سامنے اس طرح بیٹھتے ہیں؟ اس کے بعد میں کبھی چارزانوں ہوکر نہ بیٹھا۔

اگر کوئی سونا چاہے تو قبلہ رو ہوکر دائیں ہاتھ پر سوئے نیز اُن تمام آداب کا اہتمام کرے جن کا ذکر ہم نے اس کتاب میں اِس کے مقام پر کیا۔ یہ تمام باتیں مراقبہ میں شامل ہیں۔ اسی طرح قضائے حاجت کے وقت بھی ان آداب کا خیال رکھنا مراقبہ میں شامل ہے۔

اعمال میں مراقبہ کی صورت:

بندہ عام طور پر تین طرح کے عمل (۱)... عبادت (۲)... گناہ اور (۳)... مباح میں مصروف رہتا ہے۔ عبادت میں مصروف ہے تو اس کا مراقبہ اخلاص کے ساتھ پوری طرح تمام آداب سمیت اور آفات سے بچتے ہوئے عبادت کو بجالانے سے ہوگا اور اگر گناہ میں مصروف ہے تو مراقبہ کی صورت توبہ کرنا، نادم ہونا، باز آنا، حیا کرنا اور غور وفکر میں مشغول ہونا ہے اور اگر کسی مباح کام میں مصروف ہے تو اس صورت میں آداب کو ملحوظِ خاطر رکھنا اور نعمتوں کے ملنے پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرنا مراقبہ ہے۔

ہر شخص مصیبت اور نعمت کا سامنا کرتا رہتا ہے لہٰذا مصیبت پر صبر اور نعمت پر شکر لازمی ادا کرنا چاہئے کہ یہ بھی مراقبہ میں شامل ہے بلکہ بندے کو ہمیشہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مقرر کردہ احکام کا لحاظ کرنا چاہئے خواہ اس کا تعلق بجالانے والے لازمی اُمور سے ہو یا چھوڑنے والے ممنوعہ امور سے یا بارگاہِ خداوندی میں مغفرت دلانے والے مستحب اُمور سے ہو تاکہ دیگر بندگانِ خُدا سے سبقت حاصل ہو جائے یا قلب وجسم کی اصلاح اور عبادت پر مدد دینے والے مباح اُمور سے ہو۔ ان میں سے ہر ایک کی کچھ حدود ہیں جن کا لحاظ دائمی مراقبہ سے کرنا ضروری ہے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ (پ۲۸، الطلاق:۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو **اللہ** کی حدوں سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

ہروقت نفس کا جائزہ:

اعمال کی مذکورہ تینوں صورتوں میں بندے کو ہر وقت نفس کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے پھر فرائض کے بعد اگر

Go To Index

ممکن ہو تو نوافل کی طرف متوجہ ہو اور افضل ترین عمل میں مشغولیت اختیار کرے کیونکہ جو شخص زیادہ نفع حاصل کر سکتا ہے لیکن حاصل نہ کرے تو وہ خسارے میں شمار کیا جاتا ہے اور آخرت کے نفع کی زیادتی نفلی اعمال کے زیادہ ہونے سے حاصل ہوتی ہے یوں بندہ دنیا سے آخرت کا حصہ لے لیتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَنۡسَ نَصِیۡبَكَ مِنَ الدُّنۡیَا (پ۲۰، القصص: ۷۷)   ترجمۂ کنزالایمان: اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول۔[238]

یہ سب باتیں کسی بھی ایک وقت میں صبر کر کے حاصل ہو سکتی ہیں کیونکہ اوقات تین ہیں۔

تین اوقات:

(۱)... گزرا ہوا وقت خواہ مشقت میں گزرا ہو یا آرام میں لیکن اب اس میں کچھ نہیں کیا جا سکتا (۲)... مستقبل میں پیش آنے والا وقت جس کا بندے کو علم نہیں کہ زندہ رہے گا یا نہیں؟ نہ اس بات کا علم ہے کہ اس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے بارے میں کیا فیصلہ فرمائے گا اور (۳)... موجودہ وقت، اس میں بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات کو پیش نظر رکھ کر نفس سے مجاہدہ کرے تاکہ اگر آنے والا زمانہ نصیب نہ بھی ہو تو اس کے ضائع ہونے کا افسوس نہ ہو اور اگر اگلا زمانہ بھی نصیب ہو گیا تو اس میں بھی پچھلے کی طرح خوب عمل کر کے حق وصول کرے۔ پچاس سال زندہ رہنے کی امید نہ باندھے کیونکہ اس طرح لمبی مدت کا خیال مراقبہ سے روکے گا بلکہ یہ ذہن بنانا چاہئے کہ زندگی کا وقت پورا ہو چکا ہے، معلوم بھی نہ ہوا اور آخری سانس کا وقت آ گیا، اب سانس کی مالا ٹوٹنے ہی والی ہے۔ جب ایسا ممکن ہے کہ یہی آخری سانس ہو تو اس طرح زندگی گزارنی چاہئے کہ روح قبض کی جا رہی ہو تو ناپسندیدگی نہ ہو اور احوالِ زندگی حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی حدیث کی طرح ہوں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "لَایَکُوْنُ

238... اس آیت کے تحت صدرالافاضل مفتی سیِّد محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی **"تفسیر خزائن العرفان"** میں فرماتے ہیں: یعنی دنیا میں آخرت کے لئے عمل کر کہ عذاب سے نجات پائے اس لئے کہ دنیا میں انسان کا حقیقی حصہ یہ ہے کہ آخرت کے لئے عمل کرے صدقہ دے کر صلہ رحمی کر کے اور اعمالِ خیر کے ساتھ اور اس کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنی صحت و قوت و جوانی و دولت کو نہ بھول اس سے کہ ان کے ساتھ آخرت طلب کرے۔ حدیث میں ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھو جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، تندرستی کو بیماری سے پہلے، ثروت کو ناداری سے پہلے، فراغت کو شغل سے پہلے، زندگی کو موت سے پہلے۔

Go To Index

اَلْمُؤْمِنُ طَامِعًا اِلَّا فِی ثَلَاثٍ تَزَوُّدٍ لِمَعَادٍ اَوْ مَرَمَّةٍ لِمَعَاشٍ اَوْ لَذَّةٍ فِی غَیْرِ مُحَرَّمٍ یعنی مومن صرف تین باتوں کی خواہش رکھتا ہے (۱) آخرت کی تیاری (۲) زندگی کی درستی اور (۳) حلال چیز کی لذت۔"[239]

عقل مند شخص کے اوقات:

حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہی مروی دوسری روایت میں ہے کہ عقل مند شخص کے اوقات چار اقسام کے ہوتے ہیں: (۱)... جس میں ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں مناجات کرے (۲)... جس میں محاسبۂ نفس کرے (۳)... جس میں خَلْقِ خُدا میں غور وفکر کرے اور (۴)... جس میں کھانے پینے کا انتظام کرے۔[240]

کھانے کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ کھانے پینے کا وقت باقی تین اوقات کے لئے مددگار ثابت ہوتا ہے، البتہ کھانے پینے کے وقت کو بھی افضل عمل یعنی ذکر وفکر میں گزارے۔ مثلاً جو کھانا کھارہا ہے اس میں ہزارہا حکمتیں ہیں کہ اگر انہیں غور وفکر کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کرے تو یہ بہت سے جسمانی اعمال سے افضل واعلیٰ ہے۔ اس سلسلے میں لوگوں کی کئی اقسام ہیں۔

کھانے پینے کی اشیاء کے متعلق لوگوں کی اقسام:

☆... بعض لوگ کھانے کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کس طرح جاندار کی زندگی کو اس سے وابستہ فرمایا اور اس کے حصول کے کیسے کیسے اسباب بنادیئے؟ کھانے کی خواہشات کو پیدا فرمایا اور انہیں ان خواہشات کا پابند کیا۔ اس طرح کی بعض باتیں ہم "صبر وشکر کے بیان" میں ذکر کرچکے ہیں۔ اس قسم کی غور وفکر بصیرت یافتہ لوگ ہی کرتے ہیں اور یہ ان ہی کا مقام ہے۔

☆... کچھ لوگ کھانے پینے کی اشیاء کو (دنیا ہونے کی وجہ سے) ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں، اگر استعمال کرتے بھی ہیں تو نہایت مجبوری کی حالت میں نیز ان کی خواہش ہوتی ہے کہ کھانے پینے سے بے نیاز کردیئے جائیں لیکن مجبور ہوتے ہیں۔ یہ دنیا سے بے رغبتی رکھنے والوں کا مقام ہے۔

239... صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب ما جاء فی الطاعات وثوابھا، ۱/ ۳۸۸، حدیث: ۳۶۲

قوت القلوب، الفصل السادس والعشرون: ذکر مشاھدۃ اھل المراقبۃ، ۱/ ۱۶۰

240... صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب ما جاء فی الطاعات وثوابھا، ۱/ ۳۸۸، حدیث: ۳۶۲

Go To Index

☆... بعض لوگ کھانے پینے کی اشیاء کی تخلیق کو دیکھ صفات باری تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتے ہیں۔ ان کے لئے مخلوق کا مشاہدہ غور و فکر کا سبب بنتا ہے اور یہ نہایت اعلیٰ مقام ہے۔ اسے عارفین کا مقام اور مُحِبّین کی علامت سمجھا جاتا ہے کیونکہ مُحب جب اپنے محبوب کی کوئی تصنیف یا اس کی بنی ہوئی کسی شے کو دیکھتا ہے تو وہ کاریگری کو بھول جاتا ہے اور اس کا دل تخلیق کرنے والے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ بندہ کسی بھی مخلوق میں غور و فکر کرے اس میں ذاتِ باری تعالیٰ کی نشانی ضرور پائے گا بشرطیکہ اس کے لئے غیبی دروازے کھول دیئے جائیں لیکن ایسے لوگ بہت کم پائے جاتے ہیں۔

☆... کچھ لوگ کھانے پینے کی اشیاء میں بہت حرص و رغبت رکھتے ہیں نہ ملنے پر افسوس اور مل جانے پر خوش ہوتے ہیں اور اگر ملنے والی اشیاء خواہش کے مطابق نہ ہوں تو اس میں عیب نکالتے ہیں اور کھلانے اور بنانے والوں کو خوب برا بھلا کہتے ہیں۔ یہ بے شعور لوگ یہ بھی نہیں سوچتے کہ انہیں پکانے کا طریقہ و سلیقہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کی جانب سے عطا ہوا ہے نیز **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اجازت کے بغیر اس کی مخلوق کی مذمت کرنے والا شخص گویا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مذمت کرنے والا ہے۔ اسی وجہ سے رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **"لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَاِنَّ اللهَ هُوَ الدَّهْرُ یعنی زمانے کو گالی نہ دو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی نے زمانے کو پیدا فرمایا ہے۔"**[241]

مراقبہ کے دوسرے رتبہ کا بیان مکمل ہوا، اس کی تفصیل بہت طویل ہے ہم نے مختصراً بطور تنبیہ چند باتوں کا ذکر کر دیا ہے، اگر کسی نے ان باتوں کو سامنے رکھ کر ہمیشہ عمل کیا تو اس کے لئے یہی کافی ہیں۔

باب نمبر 3: عمل کے بعد نفس کا محاسبہ

(اس میں دو فصلیں ہیں)

پہلی فصل: محاسبہ کی فضلیت

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ (پ۲۸، الحشر:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو **اللہ** سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے کیا آگے بھیجا۔

اس آیت میں عمل کے بعد محاسبہ کی طرف اشارہ ہے۔

241... مسلم، کتاب الفاظ من الادب، باب النھی عن سب الدھر، ص ۱۲۳۴، حدیث: ۲۲۴۶

Go To Index

محاسبہ کے متعلق 17 رِوایات:

(1)...امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: اعمال کا محاسَبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور اعمال وَزن کئے جانے سے پہلے اپنے اعمال کا وزن کرو۔[242]

(2)...ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے نصیحت فرمایئے۔ استفسار فرمایا: کیا تم نصیحت کے طالب ہو؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: "جب کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے انجام میں غور و فکر کرلو، اگر انجام اچھا ہو تو اسے کرلو اور اگر برا ہو تو نہ کرو۔"[243]

(3)...ایک رِوایت میں ہے: عقل مند کے لئے ایک ساعت ایسی ہونی چاہئے جس میں وہ اپنے نفس کا محاسَبہ کرے۔[244] اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۳۱) (پ۱۸، النور: ۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

توبہ عمل پر شرمندہ ہونے کا نام ہے۔

(4)...رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ یعنی بے شک میں دن میں 100 مرتبہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مغفرت مانگتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں[245]۔[246]

242...سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، باب رقم ۲۵، ۴ / ۲۰۸، حدیث: ۲۴۶۷

الزھد لابن المبارک، باب الھرب من الخطایا والذنوب، ص ۱۰۳، حدیث: ۳۰۶

243...الزھد لابن المبارک، باب التحضیض علی طاعة اللہ، ص ۱۴، حدیث: ۴۱

کتاب الزھد للامام وکیع بن الجراح، باب الاستعداد للموت، الجزء الاول الف، ص ۲۴۲، حدیث: ۱۶

244...صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب ما جاء فی الطاعات وثوابھا، ۱ / ۳۸۸، حدیث: ۳۶۲

عیون الاخبار لابن قتیبة الدینوری، کتاب السؤدد، باب العقل، ۱ / ۳۹۳

245... مُفَسِّرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الْحَنَّان اس حدیث کی شرح میں مراٰۃ المناجیح، جلد 3، صفحہ 353 پر ارشاد فرماتے ہیں: توبہ واستغفار روزے نماز کی طرح عبادت بھی ہے، اسی لیے حضور انور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) اس پر عامل تھے یا یہ عمل ہم گنہگاروں کی تعلیم کے لیے ہے ورنہ حضور انور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) معصوم ہیں گناہ آپ کے قریب بھی نہیں آتا۔

246...سنن ابن ماجه، کتاب الادب، باب الاستغفار، ۴ / ۲۵۶، حدیث: ۳۸۱۵

Go To Index

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىٕفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ(۲۰۱) (پ۹،الاعراف:۲۰۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انھیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

(5)...امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ رات کے وقت اپنے پاؤں پر درّے مارتے اور نفس سے پوچھتے: آج تو نے کیا عمل کیا؟

(6)...حضرت سیِّدُنا میمون بن مہران رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب تک انسان نفس سے شریکِ تجارت کی طرح سختی سے حساب و کتاب نہ کرے وہ متقی نہیں بن سکتا اور شرکائے تجارت عمل کے بعد ہی حساب و کتاب کرتے ہیں۔

مجھے عمر سے زیادہ کوئی عزیز نہیں:

(7)...اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وقت وصال مجھ سے فرمایا: "مَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ عُمَر یعنی مجھے عمر سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہیں۔" پھر استفسار فرمایا: "کیا کہا میں نے؟" میں نے وہی بات دہرادی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "لَا اَحَدٌ اَعَزُّ عَلَیَّ مِنْ عُمَر یعنی عمر سے زیادہ مجھے کوئی عزیز ترین نہیں۔"

ملاحظہ فرمائیے کس طرح امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عمل کے بعد غور و فکر کیا اور ایک بات (اَحَبُّ) کو دوسری بات (اَعَزُّ) سے تبدیل فرمایا۔

باغ صدقہ کردیا:

(8)...حضرت سیِّدُنا ابو طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں مروی ہے کہ کسی پرندے نے ان کی توجہ نماز سے ہٹا کر باغ کی جانب مبذول کروادی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے غور و فکر کیا اور اپنے فعل پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے بطورِ کفارہ اپنا باغ راہِ خدا میں صدقہ کردیا۔(247)

247...الموطا للامام مالک بن انس، کتاب الصلاۃ، باب النظر فی الصلوۃ الی ما یشغلک عنہا، ۱/ ۱۰۷، حدیث:۲۲۵، مفہومًا

Go To Index

نفس کا امتحان:

(9)... حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ نے لکڑیوں کا ایک گٹھا اٹھایا تو کسی نے کہا: "اے ابو یوسف! آپ کے بیٹے اور غلام اس کام کے لئے کافی تھے۔" فرمایا: "میں نفس کا امتحان لینا چاہتا تھا کہ کہیں وہ انکار تو نہیں کرتا۔"

محاسبہ کرنے والوں کا حساب آسان ہوگا:

(10)... حضرت سیّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: مومن اپنے نفس پر حاکم ہے، وہ رضائے الٰہی کی خاطر اس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے اور دنیا میں نفس کا محاسبہ کرنے والوں کا حساب آخرت میں آسان ہوگا جبکہ محاسبہ نہ کرنے والوں کا حساب بروزِ قیامت سخت ہوگا۔

محاسَبۂ نفس کی وضاحت:

حضرت سیّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے خود ہی محاسَبۂ نفس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ مومن کے دل میں اچانک کوئی پسندیدہ خیال پیدا ہوتا ہے تو مومن کہتا ہے: "خدا کی قسم! تو مجھے بہت پسند ہے تو میری ضرورت بھی ہے لیکن افسوس! تیرے اور میرے درمیان ایک رکاوٹ ہے۔" یہ کہہ کر مومن اس پسندیدہ خیال کو ترک کر دیتا ہے، اسی کا نام عمل سے پہلے محاسبہ ہے۔ پھر فرمایا: بعض اوقات مومن سے کوئی خطا ہو جاتی ہے تو وہ نفس کو مخاطب کر کے کہتا ہے: "تو نے کیا سوچ کر ایسا کیا؟" خدا کی قسم! ایسی خطا میں میرا کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔ خدا کی قسم! آیندہ میں اِنْ شَآءَ اللہ کبھی ایسی خطا نہیں کروں گا۔

سیّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا خوفِ خدا:

(11)... حضرت سیّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے ایک دن سنا کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کسی کام سے کہیں جا رہے ہیں تو میں بھی ان کے ساتھ نکل گیا حتّٰی کہ آپ ایک باغ میں تشریف لے گئے، میرے اور آپ کے درمیان ایک دیوار حائل تھی۔ میں نے آپ کو باغ کے اندر سے فرماتے سنا: "اے عمر بن خطاب! تو امیر المؤمنین ہے، واہ واہ شاباش! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تجھے

Go To Index

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہنا ہوگا ورنہ وہ تجھے عذاب دے گا۔"

(12)... حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس آیتِ مبارکہ:

وَلَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِؕ(۲) (پ۲۹،القیامۃ:۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس جان کی قسم جو اپنے اُوپر بہت ملامت کرے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: مومن ہمیشہ نفس کو جھڑکتا رہتا ہے کہ تو نے فلاں بات کیا سوچ کر کہی؟ فلاں کھانا تو نے کس لئے کھایا؟ فلاں مشروب تو نے کس لئے نوش کیا؟ جبکہ کافر زندگی بسر کرتا رہتا ہے لیکن کبھی اپنے نفس کو نہیں جھڑکتا۔

(13)... حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ اس بندے پر رحمت فرمائے جو اپنے نفس کا محاسَبہ کرتے ہوئے کہتا ہے: کیا تو نے فلاں گناہ نہیں کیا؟ کیا تو نے فلاں عمل نہیں کیا؟ اور اس کی مذمت کرکے اسے لگام ڈال کر قرآن مجید کا پابند کر دیتا ہے تو وہ اس کا راہ نما ہوتا ہے۔ اس عمل کو نفس کی سرزنش کرنا کہتے ہیں جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

(14)... حضرت سیِّدُنا میمون بن مہران عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: متقی شخص اپنے نفس کا محاسَبہ ظالم بادشاہ اور بخیل سے بھی زیادہ کرتا ہے۔

جنت اور جہنم کا تصوُّر:

(15)... حضرت سیِّدُنا ابراہیم تیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے تصور باندھا کہ میں جنتی پھل کھا رہا ہوں، اس کی نہروں سے پانی پی رہا ہوں اور وہاں کی حوروں سے گلے مل رہا ہوں پھر میں نے تصور باندھا کہ جہنم میں طوق اور زنجیروں میں جکڑا جہنم کی کڑوی غذا تھوہڑ کھا رہا ہوں اور پیپ پی رہا ہوں۔ اس کے بعد میں نے نفس سے کہا: اے نفس! تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: میں دنیا میں جا کر اچھے کام کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا: تیری آرزو پوری ہوئی، جا نیک عمل میں مصروف ہو جا۔

(16)... حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: میں نے حجاج بن یوسف کو خطبہ دیتے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے محاسبہ کا معاملہ غیر تک پہنچنے سے پہلے خود

Go To Index

اپنا محاسبہ کر لیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنے عمل کو لگام دے کر رکھتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس عمل سے وہ کیا چاہتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنے میزان عمل پر نظر رکھتا ہے۔ حجاج اس طرح کی باتیں کرتا رہا حتّٰی کہ میں رو پڑا۔

سیِّدُنا اَحنف بن قیس رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مُحاسَبۂ نفس:

(17)... حضرت سیِّدُنا اَحنف بن قیس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ایک شاگرد بیان کرتے ہیں کہ میں ان کی مجلس میں صبح تک رہتا تھا وہ رات کے اکثر حصہ میں نماز پڑھتے اور دعا مانگتے تھے اور چراغ کے پاس جا کر اس پر انگلی رکھتے حتّٰی کہ آگ کی تپش محسوس ہوتی پھر خود سے مخاطب ہو کر فرماتے: "اے حُنَیف! آج تو نے فلاں عمل کس لئے کیا؟ آج تجھے فلاں عمل پر کس چیز نے ابھارا؟

دوسری فصل: عمل کے بعد مُحاسَبہ کی حقیقت

یاد رکھئے! جس طرح بندہ دن کے آغاز میں نفس کو حق بات کی نصیحت کرنے کے لئے ایک مخصوص وقت مُقرَّر کرتا ہے اسی طرح دن کے اختتام پر بھی تمام حرکات وسکنات کے مُحاسَبہ و مطالبہ کے لئے ایک مخصوص وقت مُقرَّر کرے۔ جیسے تاجر برادری دنیاوی حرص کے لئے اپنے کاروباری شراکت داروں کے ساتھ سال، مہینے یا دن کے آخر میں ایک وقت حساب و کتاب کے لئے مقرر کرتے ہیں نیز انہیں یہ خوف بھی لگا رہتا ہے کہ کہیں سرمایہ ضائع نہ ہو جائے حالانکہ اس کا ضائع ہو جانا ان کے حق میں بہتر ہے اگر انہیں سرمایہ حاصل ہو بھی جائے تو چند ہی دن باقی رہتا ہے۔ جب یہ بات ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ عقل مند شخص ان اُمور میں اپنا محاسبہ نہ کرے جو دائمی بد بختی اور نیک بختی سے تعلق رکھتے ہیں۔ کسی کا محاسَبہ کے معاملے میں سستی کرنا غفلت ورسوائی کے مُتَرادِف ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی توفیق نہ ملنے کی علامت ہے۔ ہم اس سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتے ہیں۔

دینی سرمایہ اور اس کا نفع ونقصان:

شریکِ تجارت سے حساب و کتاب کا مطلب یہ ہے کہ اصل سرمایہ اور نفع و نقصان کا جائزہ لیا جائے تاکہ کمی بیشی معلوم ہو۔ پھر اگر نفع حاصل ہوا ہے تو اسے وصول کر کے شکریہ ادا کرے اور اگر نقصان ہوا

Go To Index

ہے تو اس سے تاوان لے اور مستقبل میں ازالے کا کہے۔ اسی طرح دین کے معاملے میں سرمایہ فرائض اور نفع نوافل و مستحبات ہیں جبکہ نقصان گناہ ہے۔

احتسابِ نفس:

اُخروی تجارت کا موسم دن بھر ہوتا ہے۔ اس میں شریک تجارت نَفْسِ اَمّارہ ہوتا ہے لہٰذا سب سے پہلے اس سے فرائض کے بارے میں پوچھ گچھ کرے۔ اگر اس نے تمام آداب و شرائط کے ساتھ فرائض کی ادائیگی کر دی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر بجالائے اور نفس کو اس طرح کی ادائیگی پر مزید ابھارے۔ اگر نفس نے سرے سے فرائض ادا نہیں کئے تو اس سے قضا کا مطالبہ کرے اور اگر ناقص طور پر ادائیگی کی تو نوافل کے ذریعے کمی کو پورا کرائے اور اگر نفس کسی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھے تو اسے سزا دے تاکہ کوتاہی کی تلافی اچھی طرح ہو جیسا کہ تاجر اپنے شریکِ تجارت کے ساتھ کرتا ہے، لہٰذا جس طرح دنیاوی تاجر شریک تجارت سے ایک ایک پیسے کی کمی زیادتی کا حساب و کتاب کر کے مال کی حفاظت کرتا ہے حتّٰی کہ دھوکا دہی کا شکار ہونے سے بچ جاتا ہے اسی طرح بندہ بھی نفس کی جانب سے معمولی نقصان اور مکر و فریب سے بچتا رہے کیونکہ نفس بڑا دھوکے باز اور مَکّار ہے۔

نفس کا احتساب کیسے کیا جائے؟

سب پہلے نفس سے دن بھر کی تمام حرکات و سکنات کی تفصیل طلب کرے اور اس کے لئے وہ طریقہ اختیار کرے جو بروزِ قیامت حساب و کتاب کے وقت بندوں کے ساتھ اختیار کیا جائے گا۔ چنانچہ نظر سے حساب شروع کرے حتّٰی کہ تمام افکار و خیالات، اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، سونے یہاں تک کہ چپ رہنے کا بھی احتساب کرے کہ چپ کس نیت سے رہا؟ اگر کوئی بھی عمل نہ کیا تو پوچھے کیوں نہ کیا؟ جب نفس پر واجب تمام باتوں کی پوچھ گچھ ہو جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں فلاں واجبات کی ادائیگی ہو گئی تو ان کا احتساب بھی ہو گیا اور جن کی ادائیگی نہیں ہوئی انہیں دل کے رجسٹر میں لکھ کر محفوظ کر لے جیسے تاجر اپنے شریک تجارت کے ذمہ باقی حساب و کتاب کو رجسٹر میں لکھ لیتا ہے۔ پھر اگر نفس کے ذمہ کوئی حق لازم ہو اور اسے پورا وصول کرنا ممکن ہو تو وصول کر لے، کچھ جرمانے (یعنی نفلی عبادت) کی صورت میں، کچھ جوں کا توں واپس کرنے کے ساتھ اور کچھ سزا

Go To Index

دینے کے ذریعے۔ البتہ ان میں سے کوئی بھی صورت اس وقت ہی ممکن ہے جب غور و فکر سے محاسبہ ہو اور بقیہ حق جو اس کے ذمہ لازم ہے متعین ہو، لہٰذا اگر ایسا ہو تو نفس سے مطالبہ اور وصولی کرے۔

ہر دن ہر گھڑی بلکہ پوری زندگی تمام ظاہری اور باطنی اعضاء کا محاسبہ ہونا چاہئے۔

حکایت: خوف خدا سے انتقال

حضرت سیِّدُنا توبہ بن صِمّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا معمول تھا کہ آپ اپنا محاسَبہ کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے اپنی عمر کا حساب لگایا تو آپ کی عمر ساٹھ سال بنی، دنوں کا حساب لگایا تو 21 ہزار 500 بنے۔ یہ دیکھ کر آپ نے اچانک چیخ ماری اور فرمایا: ہائے افسوس! (اگر روزانہ ایک گناہ بھی ہوا تو) میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے 21 ہزار 500 گناہوں کے ساتھ ملاقات کروں گا اور اگر روزانہ 10 ہزار گناہ ہوئے تو پھر کیا بنے گا؟ یہ سوچ کر غش کھا کر گرے اور خوفِ خدا سے وفات پا گئے۔ لوگوں نے کسی کہنے والے کو ان کے متعلق کہتے ہوئے سنا: ''اے شخص! فردوسِ اعلیٰ کی طرف جاؤ۔''

لہٰذا آدمی کو چاہئے کہ وہ یوں اپنی سانسوں، دل میں پیدا ہونے والے گناہوں کے خیالوں اور اعضاء سے سرزد ہونے والی نافرمانیوں کا بھی احتساب کرے۔ اگر آدمی ہر گناہ کے بعد اپنے گھر میں ایک پتھر پھینکے تو کچھ ہی دنوں بعد اس کا گھر پتھروں سے بھر جائے گا لیکن آدمی گناہوں بھرے اعمال یاد رکھنے میں سستی کرتا ہے حالانکہ بحکم الٰہی دو فرشتے اسے یاد رکھتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَ نَسُوْهُ ؕ (پ۲۸، المجادلۃ:٦)　　　ترجمۂ کنزالایمان: اللہ نے انھیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے۔

باب نمبر4: کوتاہی پر نفس کو سزا دینا

اگر نفس محاسَبہ کے باوجود حقوقُ اللہ میں کوتاہی اور گناہ کرنے سے باز نہ آئے تو اسے کھلی چھٹی نہیں دینی چاہئے کیونکہ اس طرح اس کے لئے گناہ کرنا آسان ہو جاتا ہے اور نفس کو گناہوں کی لت پڑ جاتی ہے پھر گناہوں سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے اور یہ چیز ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے۔ لہٰذا نفس کو خبر دار کرتے رہنا چاہئے مثلاً آدمی جب نفسانی خواہش کے سبب کوئی مشتبہ لقمہ کھا لے تو نفس کو بھوکا رکھ کر سزا دے اور اگر کسی غیر مَحرَم کو دیکھ لے تو آنکھ کو یہ سزا دے کہ کسی چیز کی طرف نہ دیکھے۔ اسی طرح جسم کے ہر عضو کو کوتاہی

Go To Index

کرنے پر خواہشات کی تکمیل سے روک کر سزا دے۔ راہِ آخرت کے مسافروں کی یہی عادت ہے۔

حکایت: ہاتھ آگ پر رکھ دیا

حضرت سیّدُنا منصور بن ابراہیم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک عبادت گزار نے غیر مَحرم عورت سے بات کے دوران اس کی ران پر ہاتھ رکھ دیا۔ ندامت محسوس ہوئی تو اس نے اپنا ہاتھ آگ پر رکھا حتّٰی کہ وہ جل کر کوئلہ ہو گیا۔

حکایت: انوکھی توبہ

منقول ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص اپنے عبادت خانہ میں طویل عرصے تک عبادت کرتا رہا۔ ایک دن باہر جھانکا تو اچانک ایک عورت پر نظر پڑی اور اس پر فریفتہ ہو گیا۔ اس کے پاس جانے کے لئے قدم باہر نکالا ہی تھا کہ رحمتِ الٰہی اس کی طرف متوجہ ہو گئی، وہ (خود سے) کہنے لگا: یہ میں کیا کرنے جا رہا ہوں؟ یہ کہہ کر وہ اس برے ارادے سے باز رہا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے محفوظ رکھا۔ اس فعل پر نادم ہوتے ہوئے وہ اپنا پاؤں عبادت خانہ میں رکھنے لگا تو خیال آیا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو پاؤں گناہ کے ارادے سے باہر نکلا اب میرے ساتھ عبادت خانہ میں واپس جائے؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ وہ پاؤں عبادت خانہ سے باہر لٹکا کر بیٹھ گیا حتّٰی کہ بارشوں، ہواؤں، برف باری اور دھوپ کی وجہ سے وہ گل کر الگ ہو گیا۔ اس پر وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر بجالایا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کسی آسمانی کتاب میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔

حکایت: انوکھی سزا

سیّدُ الطائفہ حضرت سیّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار شیخ اِبْنِ کُرَیْبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا: رات کا وقت تھا، مجھے غسل کی ضرورت پیش آئی تو میں نے ارادہ کیا اسی وقت غسل کر لوں مگر سخت سردی کے سبب نفس نے سستی دِلائی اور مشورہ دیا کہ صبح تک غسل مؤخر کر دو بعد میں پانی گرم کر کے غسل کر لینا یا حمام چلے جانا، خواہ مخواہ خود کو کیوں مشقت میں ڈال رہے ہو۔ میں نے کہا: بڑی عجیب بات ہے جو حقوق مجھ پر واجب تھے اس کی ادائیگی میں پوری زندگی میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی فرماں برداری کرتا رہا تو آج عمل

Go To Index

کرنے میں جلدی کے بجائے سستی اور تاخیر کیسے کر سکتا ہوں؟ لٰہذا میں نے نفس کو انوکھی سزا دینے کے لئے قسم کھائی کہ میں اسی لباس میں غسل کروں گا نیز اسے اُتار کر نچوڑوں گا بھی نہیں بلکہ بدن ہی پر خشک کروں گا۔

حکایت: آنکھ پھٹ گئی

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا غزوان[248] اور حضرت سیِّدُنا ابو موسٰی اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا دونوں جہاد میں تھے۔ اچانک ایک عورت پر حضرت سیِّدُنا غزوان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نظر پڑی تو ندامت کی وجہ سے آپ نے اپنی آنکھ پر اتنی زور سے طمانچہ مارا کہ آنکھ پھٹ گئی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آنکھ سے کہا: تو ایسی چیز دیکھ رہی تھی جو تیرے لئے نقصان دہ ہے۔

ساری زندگی ٹھنڈا پانی نوش نہ فرمایا:

منقول ہے کہ ایک بزرگ کی نگاہ کسی عورت کی طرف اٹھ گئی تو انہوں نے نفس کو سزا دینے کا فیصلہ کیا اور ساری زندگی ٹھنڈا پانی نوش نہ فرمایا بلکہ گرم پانی پیتے رہے تاکہ نفس دنیا کی نعمت کے لئے تڑپتا رہے۔

نفس کو ایک سال کے روزے کی سزا:

حضرت سیِّدُنا حسّان بن ابو سِنان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان کے بارے میں منقول ہے کہ آپ کسی مکان کے پاس سے گزرے تو پوچھا: یہ کب بنا ہے؟ پھر نفس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ایسا بے مقصد سوال تو نے کیوں پوچھا؟ اب میں ایک سال روزے رکھ کر تجھے سزا دوں گا۔ چنانچہ آپ نے ایک سال تک روزے رکھے۔

حکایت: ایک سال تک ٹیک لگا کر نہ سوئے

حضرت سیِّدُنا مالک بن ضَیْغَم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ریاح بن عَمْرو قَیْسِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی عصر کے بعد آئے اور میرے والد کے بارے میں پوچھا؟ ہم نے کہا: وہ تو سو رہے ہیں۔ آپ نے کہا: اس وقت سو رہے ہیں؟

248... علامہ سیِّد محمد مرتضٰی زَبیدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: مجھے کسی ایسے صحابی کا علم نہیں جس کا نام غزوان ہو۔ میرے خیال میں یہ عتبہ بن غزوان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں جیسا کہ یہ واقعہ "حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء" میں حضرت سیِّدُنا عتبہ بن غزوان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق منقول ہے۔ (اتحاف السادۃ المتقین، ۱۳/ ۲۱۹ ملخصًا)

Go To Index

یہ سونے کاوقت ہے؟ یہ کہہ کر آپ واپس چلے گئے۔ ہم نے ان کے پیچھے ایک قاصد بھیجا تاکہ وہ پوچھے کہ کیاوالد صاحب کو جگادیں؟ وہ واپس آکر کہنے لگا: وہ تو میری بات سمجھنے سے زیادہ اہم کام میں مشغول ہیں۔ میں نے انہیں قبرستان میں دیکھا کہ وہ اپنے نفس کوڈانٹتے ہوئے کہہ رہے ہیں: تونے یہ کیوں کہا کہ یہ سونے کاوقت ہے؟ کیا یہ کہنا تجھ پر لازم تھا؟ جو جب چاہے سوئے تو پوچھنے والا کون ہوتا ہے اور تجھے کیا معلوم کہ یہ سونے کا وقت نہیں؟ جس کا علم نہیں اس کے بارے میں تونے کیوں گفتگو کی؟ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے نہ توڑنے والا وعدہ کرتا ہوں کہ ایک سال تک زمین پر ٹیک لگا کر نہیں سوؤں گا البتہ کوئی مرض حائل ہوجائے یا عقل زائل ہوجائے تو الگ بات ہے۔ اے نفس! تجھے شرم نہیں آتی کب تک تجھے عار دلاؤں؟ کب تو گمراہی سے باز آئے گا؟ قاصد نے مزید کہا: پھر آپ رونے لگے، انہیں میری موجودگی کا علم نہ تھا۔ میں یہ دیکھ کر واپس چلا آیا۔

حکایت: سال بھر بالکل نہ سوئے

حضرت سیِّدُنا تمیم داری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْبَارِی کے بارے میں منقول ہے کہ آپ ایک رات سوئے تو تہجد کے لئے اٹھ نہ سکے۔ اس پر آپ نے نفس کو یہ سزادی کہ ایک سال تک رات کو بالکل نہ سوئے بلکہ مسلسل نماز پڑھتے رہتے۔

حکایت: نفس کو سزا دینے پر انعام

حضرت سیِّدُنا طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص زائد کپڑے اتار کر باہر نکلا اور گرم ریت پر خوب لوٹ کر خود کو مخاطب کرکے کہنے لگا: اے رات کے مردار اور دن کے بیکار! یہ ذائقہ چکھ کیونکہ جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے۔ اس دوران اچانک اس کی نگاہ حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جانب گئی کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک درخت کے سائے میں تشریف فرماہیں۔ وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: "میرا نفس مجھ پر غالب ہوگیا ہے۔" رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "تم نے جو کیا اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہ تھا، سنو! تمہارے لئے آسمانی دروازے کھول دیئے گئے ہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر فرمارہا ہے۔" پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا: "اپنے بھائی سے توشۂ آخرت لو۔" ایک

Go To Index

شخص نے کہا: ''اے فلاں! میرے لئے دعا کرو۔'' رَسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان سب کے لئے دعا کرو۔'' چنانچہ اُس نے یوں دعا مانگی: ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ التَّقْوٰی زَادَھُمْ وَاجْمَعْ عَلَی الْھُدٰی اَمْرَھُمْ یعنی اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ! ان سب کا زادِ راہ تقویٰ بنادے اوران سب کے معاملے کو ہدایت پر جمع فرما۔'' پھر رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس شخص کے لئے دعا فرمائی: ''اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ! اس کو راہِ راست پر ثابت رکھ۔'' اس شخص نے کہا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارا ٹھکانا جنت بنادے۔''[249]

سب سے بڑا دشمن:

حضرت سیِّدُنا حذیفہ بن قتادہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص سے پوچھا گیا: ''تم نفس کی خواہشات کس طرح پوری کرتے ہو؟'' اس نے کہا: ''روئے زمین پر میرا سب سے بڑا دشمن نفس ہے، میں اس کی خواہشات کیسے پوری کر سکتا ہوں؟''

قید سے پہلے قید:

حضرت سیِّدُنا اِبْنِ سَمّاک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے وصال کے موقع پر ان کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کی مبارک نعش (لاش) زمین پر دیکھ کر کہنے لگے: اے داوٗد! تم نے نفس کو قید ہونے سے پہلے ہی قید کر دیا تھا، اسے سزا ہونے سے پہلے ہی سزا دے دی تھی۔ آج تم اس ثواب کو بھی دیکھ لوگے جس کے لئے ایسا عمل کرتے تھے۔

حکایت: حاجت پوری ہوگئی

حضرت سیِّدُنا وہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک شخص کافی عرصہ سے عبادت میں مصروف تھا کہ اچانک اُسے ایک حاجت پیش آئی۔ اس نے حاجت پوری ہونے کے لئے 70 ہفتے اس طرح عبادت کی کہ ہر ہفتے صرف گیارہ کھجوریں کھاتا، اس کے بعد اس نے بارگاہِ الٰہی میں حاجت کا سوال کیا مگر حاجت پوری نہ ہوئی۔ اس نے نفس کو متوجہ کرکے کہا: ''یہ تیری ہی وجہ سے ہوا کیونکہ اگر تجھ میں کوئی

249...جامع الاحادیث للسیوطی، مسند طلحۃ بن عبید اللہ، ۱۷/ ۹، حدیث:۸۹۱۷

Go To Index

بھلائی ہوتی تو تیری حاجت ضرور پوری ہوتی۔" اسی وقت ایک فرشتے نے پکارا:"اے ابنِ آدم! تیری یہ ساعت تیری گزشتہ عبادات سے بہتر ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیری حاجت پوری فرمادی۔"

حکایت:عزمِ مصمم

حضرت سیِّدُنا ابو موسٰی عبداللہ بن قیس اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ہم جہاد میں شریک تھے، دشمن کے آنے کا شور اٹھا تو مجاہدین سخت ہوا کے باوجود میدانِ جنگ کی طرف چل پڑے۔ اسی دوران میں نے اپنے آگے ایک شخص کو دیکھا، وہ کہہ رہا تھا: اے نفس! میں فلاں جہاد میں شریک ہوا مگر تو نے بیوی بچوں کا خیال دلایا تو میں تیری بات مان کر جہاد سے دور ہو گیا، اسی طرح پھر میں ایک جہاد میں شریک ہوا مگر تو نے بیوی بچوں کا خیال دلایا تو میں تیری بات مان کر دوبارہ جہاد سے دور ہو گیا مگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آج میں تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کر دوں گا وہ تجھے قبول کرے یا نہ کرے۔ حضرت سیِّدُنا ابو موسٰی اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا: میں اس شخص پر مسلسل نظر رکھوں گا۔ چنانچہ میں نے اس پر نظر رکھی۔ جنگ شروع ہوئی تو وہ سب سے آگے تھا، دشمن کے حملوں سے مجاہدین بکھر گئے لیکن وہ شخص اپنی جگہ ڈٹا رہا، دیگر مجاہدین کئی مرتبہ مُنْتَشِر ہوئے لیکن وہ شخص ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ بخدا! وہ یوں ہی لڑتا رہا حتّٰی کہ شہید ہو گیا۔ میں نے اس پر اور اس کی سواری پر ساٹھ یا اس سے زائد زخم شمار کئے۔

گزشتہ صفحات میں ہم نے نفس کو سزائیں دینے سے متعلق جو روایات بیان کیں مثلاً:

☆... ایک بار کسی پرندے نے حضرت سیِّدُنا ابو طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی توجہ نماز سے ہٹا کر باغ کی جانب مبذول کروائی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بطورِ کفارہ اپنا باغ راہِ خدا میں صدقہ کر دینا۔

☆... حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا رات کے وقت اپنے پاؤں پر دُرّہ مارنا اور نفس سے پوچھنا: آج تو نے کیا عمل کیا؟

☆... حضرت سیِّدُنا مجمع رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے چھت کی جانب سر اٹھایا تو کسی عورت پر نگاہ پڑ گئی تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا نفس کو سزا دینے کا فیصلہ فرمانا اور قسم کھانا کہ ساری زندگی آسمان کی طرف نہیں دیکھوں گا۔

☆... حضرت سیِّدُنا احنف بن قیس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا ہر رات چراغ پر انگلی رکھنا پھر خود سے مخاطب ہو کر

Go To Index

فرمانا:اے حُنَیف! آج تو نے فلاں عمل کس لئے کیا؟ آج تجھے فلاں عمل پر کس چیز نے ابھارا؟

☆... حضرت سیِّدُنا وُہَیب بن وَرْد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو نفس کی کوئی بات بُری معلوم ہونے پر آپ کا اپنے سینے کے کچھ بال اکھیڑ دینا اور تکلیف بڑھ جانے پر کہنا: اے نفس! میں تو تیری بھلائی چاہتا ہوں۔

☆... حضرت سیِّدُنا محمد بن بشر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو افطار کے وقت نمک کے بغیر روٹی کھاتے دیکھ کر کہنا: "اگر نمک کے ساتھ کھاتے تو کیا حرج تھا؟" اس کے جواب میں حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا فرمانا: "میرا نفس ایک سال سے نمک کا مطالبہ کر رہا ہے۔" پھر ساری زندگی نمک نہ چکھنا۔

الغرض محتاط لوگ اسی طرح نفس کو سزا دیتے تھے۔ تعجب ہے کہ تم اپنی باندی، غلام اور بیوی بچوں سے بداخلاقی یا کوتاہی سرزد ہونے پر تو ان کو سزا دیتے ہو کیونکہ تمہیں خوف ہوتا ہے کہ اگر ان سے در گزر کیا گیا تو یہ لوگ ہاتھ سے نکل جائیں گے اور سرکشی پر اُتر آئیں گے لیکن اپنے سب سے بڑے دشمن نفس کو چھوڑ دیتے ہو۔

یاد رکھو! نفس کی سرکشی کا نقصان تمہارے اہل وعیال کی سرکشی کے نقصان سے زیادہ ہے کیونکہ اہل وعیال تو زندگی ہی میں تمہیں پریشان کریں گے۔ اگر تم سمجھدار ہوئے تو جان جاؤ گے کہ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے جس میں ناختم ہونے والی دائمی نعمتیں ہیں جبکہ تمہارا نفس آخرت کی زندگی کو تباہ کرنے والا ہے لہٰذا یہ سزا کا زیادہ مستحق ہے۔

باب نمبر5: مجاہدہ

مجاہدہ کی تعریف:

محاسَبۂ نفس سے جب معلوم ہو جائے کہ اس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو نفس کو ماقبل بیان کی گئی سزاؤں میں سے کوئی سزا دینا "مجاہدہ" کہلاتا ہے۔

اگر نفس کسی فضیلت والے کام میں سستی کرے یا کسی وظیفہ میں کوتاہی کرے تو اسے مختلف اقسام کے اَوراد و وظائف کا پابند بنا کر سزا دی جائے تا کہ کوتاہیوں کی تلافی اور نقصان کا تدارک ہو۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے عمل کرنے والے ایسا ہی عمل کرتے ہیں۔

Go To Index

بزرگانِ دین کا نفس کو مختلف سزائیں دینا:

☆... ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نمازِ عصر رہ گئی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نفس کو سزا دینے کے لئے اپنی دو لاکھ درہم مالیت کی زمین صدقہ کر دی۔

☆... حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی اگر کبھی جماعت رہ جاتی تو آپ پوری رات عبادت میں گزارتے۔

☆... ایک بار آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نمازِ مغرب میں تاخیر ہو گئی حتّٰی کہ دو ستارے نکل آئے تو آپ نے دو غلام آزاد فرمائے۔

☆... ایک بار حضرت سیِّدُنا ابنِ ابی ربیعہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے فجر کی سنتیں رہ گئیں تو انہوں نے ایک غلام آزاد کیا۔

بعض بُزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن نفس پر ایک سال روزے رکھنا، پیدل حج کرنا یا اپنا تمام مال صدقہ کرنا لازم کر دیتے۔ یہ تمام سزائیں نفس کی نگرانی اور حصولِ نجات کے لئے ہوتی تھیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

نفس تو مجاہدے اور وظائف پر ہمیشگی کے لئے تیار ہی نہیں ہوتا پھر اس کا علاج کیسے کیا جائے؟ **جواب:** نفس کو مجاہدہ کرنے والوں کے فضائل میں وارد احادیثِ مُبارَکہ سنائی جائیں۔ نفس کا سب سے بہترین علاج یہ ہے کہ عبادت میں خوب مجاہدہ کرنے والے بندۂ خدا کی صحبت اختیار کی جائے اور اس کی باتیں توجہ سے سن کر ان پر عمل کیا جائے۔

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”جب مجھے عبادت میں کچھ سستی محسوس ہوتی ہے تو میں حضرت سیِّدُنا محمد بن واسع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ النَّافِع کی عبادات و معمولات کو دیکھتا ہوں پھر ایک ہفتہ تک میری عبادت کی سستی دور ہو جاتی ہے۔“

آج کے دور میں عبادت میں سستی دور کرنے کا یہ طریقہ مشکل ہے کیونکہ اب ایسے لوگوں کا ملنا بہت مشکل ہے جو اسلاف کی طرح عبادت میں کوشش کرتے ہوں لہٰذا تلاش کے بجائے ان کے حالات وواقعات

Go To Index

سننے اور پڑھنے کی طرف توجہ دی جائے اور غور کیا جائے کہ بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْن عبادت میں کس قدر کوشش کیا کرتے تھے، ان کے مجاہدے میں غور و فکر کرنے سے بڑھ کر کوئی چیز نفع مند نہیں۔ نیز غور کیا جائے کہ ان عظیم ہستیوں کی عبادت و ریاضت اور محنت و مشقت تو باقی نہیں رہی لیکن یہ حضرات ہمیشہ رہنے والی نعمتوں اور ثواب کے حق دار ضرور ہیں تو ان کی ملکیت کتنی بڑی ہے۔ اس شخص پر تعجب ہے جو دنیا کے تھوڑے اَیّام میں بے لطف خواہشات کے سبب اپنے آپ کو ان کی اقتدا سے روکتا ہے۔ جب اس کے پاس موت آتی ہے تو وہ اس کے اور اس کی خواہشات کے درمیان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حائل ہو جاتی ہے۔ ہم ایسی ہلاکت سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتے ہیں۔

اب ہم مجاہدہ کرنے والوں کی فضیلت اور اوصاف بیان کریں گے تاکہ طریقت کی راہ پر چلنے والے کو عمل کرنے کی ترغیب ملے اور وہ عمل کرنے لگے۔

مجاہدہ کی فضیلت:

رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان لوگوں پر رَحم فرمائے جنہیں لوگ بیمار خیال کرتے ہیں حالانکہ وہ بیمار نہیں ہوتے۔[250]

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ انہیں عبادت میں مجاہدے نے لاغر و کمزور کر دیا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: **وَ الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ** (پ۱۸، المؤمنون: ۶۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں اور اُن کے دل ڈر رہے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی اس آیت کی تفسیر بیان فرماتے ہیں: یہ ایسے لوگ ہیں جو نیک اعمال بھی کرتے ہیں اور خوف بھی رکھتے ہیں کہ یہ اعمال انہیں عذابِ خُداوندی سے نجات دلا سکیں گے یا نہیں؟

250...الزهد لابن المبارك، باب ما جاء في فضل العبادة، ص ۳۰، حديث: ۹۲

Go To Index

بارگاہِ رسالت سے خوشخبری:

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **ارشاد فرماتے ہیں:** طُوْبٰی لِمَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ یعنی خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس کی عمر لمبی اور اعمال اچھے ہوں۔[251]

مروی ہے کہ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ فرشتوں سے فرماتا ہے:"میرے بندوں کو کیاہوا کہ وہ اس قدر مجاہدے میں مصروف ہوگئے؟"فرشتے عرض کرتے ہیں:"اے ہمارے معبود! تونے انہیں ایک چیز سے ڈرایا ہے تووہ اس سے ڈرنے لگے، تونے انہیں ایک چیز کی رغبت دلائی ہے تووہ اس میں رغبت کرنے لگے۔" **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:"اگر میرے بندے مجھے دیکھ لیں تو کیاہو گا؟"فرشتے عرض کرتے ہیں:"تب تووہ مجاہدے میں اور زیادہ مصروف ہو جائیں گے۔"

اسلاف کا کردار:

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: میں نے کئی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی صحبت اختیار کی لیکن انہیں نہ تو دنیاوی چیز کے ملنے پر خوش ہوتے دیکھا اور نہ ہی دنیاوی چیز کے چلے جانے پر افسوس کرتے دیکھا کیونکہ اِن کے نزدیک دنیا پاؤں تلے روندے جانے والی مٹی سے بھی زیادہ حقیر تھی۔ بعض پوری زندگی ایک ہی کپڑے میں گزار دیتے، بعضوں کو جو میسر ہوتا کھا لیتے اور بعض ہمیشہ زمین پر سوتے۔ میں نے انہیں قرآنِ کریم اور سنَّتِ رسول پر عمل پیرا، رات کے وقت نوافل ادا فرماتے، سجدوں کی کثرت کرتے، خوب گریہ وزاری کرتے اور اُخروی نجات کے لئے بارگاہِ الٰہی میں روتے اور گڑگڑاتے دیکھا ہے۔ یہ لوگ جب نیکی کرتے ہیں تو اس پر خوش ہوتے اور **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی قبولیت کی دُعا کرتے ہیں اور اگر کبھی کوئی خطا سرزد ہو جائے تو غمزدہ ہو جاتے ہیں اور **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ سے بخشش کا سوال کرتے ہیں۔ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! یہ لوگ ہمیشہ اسی طرح زندگی بسر کرتے رہے اور اِنہوں نے رب تعالیٰ کی رحمت اور بخشش ہی کے ذریعے گناہوں سے سلامتی اور نجات پائی۔

251...الزھد لابن المبارک، باب استعانۃ باللہ، ص ۴۷۲، حدیث: ۱۳۴۰

سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی طول العمر للمؤمن، ۴ / ۱۴۷، حدیث: ۲۳۳۶

مُجاہَداتِ بُزُرگانِ دِین کی 38 حکایات وواقعات

حکایت:عبادت کی مٹھاس

(1)... منقول ہے کہ کچھ لوگ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز کی عیادت کے لئے حاضرِ خدمت ہوئے جن کے ساتھ ایک دبلا پتلا نوجوان بھی تھا۔ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے اس سے پوچھا:"اے نوجوان! میں تمہیں اتنا کمزور کیوں دیکھ رہا ہوں؟" اس نے عرض کی: "امیر المؤمنین! چند بیماریوں کی وجہ سے۔" آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا:"تمہیں خدا تعالیٰ کا واسطہ سب کچھ سچ سچ بتاؤ۔" اس نے کہا:"امیر المؤمنین! میں نے دنیاوی عیش و عشرت دیکھی تو اسے بدمزہ پایا، میری نظر میں اس کی رونق اور حَلاوَت حقیر ہو گئی، اس کا سونا اور پتھر برابر ہو گئے، اب میری حالت ایسی ہے کہ میں عرشِ باری تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں، لوگوں کو جنت اور جہنم کی طرف جاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، بس اسی وجہ سے میں دن میں روزے رکھتا ہوں اور رات کو قیام کرتا ہوں پھر بھی میرا یہ عمل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے دیئے جانے والے ثواب وعذاب کے لئے بہت کم ہے۔"

وقت کی اہمیت:

(2)... حضرت سیِّدُنا امام ابُو نُعَیم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ روٹی کھاتے نہیں بلکہ پانی میں گھول کر پی لیتے۔ جب اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: روٹی کھانے میں وقت زیادہ صرف ہوتا ہے جبکہ گھول کر پینے میں کم وقت صرف ہوتا ہے اور 50 آیات پڑھی جا سکتی ہیں۔

20 سال تک چھت کی جانب نہ دیکھا:

(3)... حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی چھت کی ایک کڑی ٹوٹ گئی ہے۔ فرمایا: بیٹا! میں نے 20 سال سے اپنے گھر کی چھت کی جانب نہیں دیکھا۔

ان حضرات کو جس طرح فضول بات ناپسند تھی اسی طرح فضول دیکھنے کو بھی ناپسند فرماتے۔

Go To Index

فضول دیکھنے سے اجتناب:

(4)... حضرت سیِّدُنا محمد بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز فرماتے ہیں کہ ہم فجر سے عصر تک حضرت سیِّدُنا احمد بن رَزِیْن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی صحبت میں بیٹھے رہے لیکن انہوں نے کسی جانب مڑ کر دیکھا تک نہیں۔ اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آنکھیں اس لئے تخلیق فرمائی ہیں تاکہ بندہ باری تعالیٰ کی عظمت کو دیکھے، اب اگر کوئی شخص عبرت کے علاوہ کسی غرض کے لئے انہیں استعمال کرتا ہے تو اس کے حق میں خطا لکھ دی جاتی ہے۔"

پنڈلیاں سوج گئیں:

(5)... حضرت سیِّدُنا مسروق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی اہلیہ فرماتی ہیں: حضرت سیِّدُنا مسروق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی پنڈلیاں نماز میں لمبے قیام کرنے کی وجہ سے سوج گئی تھیں۔ بخدا! میں جب ان کے پیچھے بیٹھتی تو ان کی یہ حالت دیکھ کر رو پڑتی۔

زندگی تین چیزوں کی وجہ سے پسند ہے:

(6)... حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: تین چیزیں اگر نہ ہوتیں تو میں ایک دن بھی زندہ رہنا پسند نہ کرتا: (۱)... اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے روزہ رکھنا (۲)... رات کے وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنا اور (۳)... عمدہ پھلوں کی طرح عمدہ باتوں کا انتخاب کرنے والے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔

سیِّدُنا اسود بن یزید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مجاہدہ:

(7)... حضرت سیِّدُنا اسود بن یزید عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز خوب مجاہدہ فرماتے، گرمی میں روزہ رکھتے حتّٰی کہ آپ کا جسم (خون کی کمی کے سبب) سبز اور زرد ہو جاتا۔ حضرت سیِّدُنا علقمہ بن قیس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ان سے کہتے: آپ نفس کو اس طرح سزا کیوں دیتے ہیں؟ ارشاد فرماتے: میں اس کی عزت و بھلائی کے لئے ایسا کرتا ہوں۔

چونکہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مسلسل روزے رکھتے حتّٰی کہ جسم زرد ہو جاتا تھا، دوران نماز اتنا لمبا قیام کرتے کہ (تھک کر) گر جاتے لہٰذا ایک بار حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا حسن

Go To Index

بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں اس قدر مجاہدہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ حضرت سیِّدُنا اسود بن یزید عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے فرمایا: میں ایک غلام ہوں۔ میں ہر وہ عمل بجالانے کی کوشش کرتا ہوں جس سے غلامی ظاہر ہو۔

(8)...ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا معمول تھا روزانہ مجاہدہ کرتے ہوئے ایک ہزار رکعتیں ادا کرتے اگر تھک جاتے تو بیٹھ کر ہزار کا عدد پورا فرماتے پھر عصر کی نماز کے بعد مراقبے کی حالت میں بیٹھ کر مخلوق پر تعجب کرتے ہوئے کہتے: کس لئے لوگ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو چھوڑ کر دوسری چیزوں میں پھنسے ہوئے ہیں؟ مخلوق پر تعجب ہے کیوں ان کے دل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کو بھول کر کسی اور چیز سے مانوس ہو گئے ہیں؟

نماز سے محبت:

(9)...حضرت سیِّدُنا ثابت بُنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کو نماز سے بہت محبت تھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ یوں دعا مانگا کرتے: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے تو مجھے بھی اجازت عطا فرمادے تاکہ میں قبر میں بھی نماز پڑھ سکوں۔[252]

(10)...حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے زیادہ عبادت گزار کوئی نہیں دیکھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اٹھانوے سال کی عمر میں صرف مرضُ الموت ہی میں بستر پر دیکھے گئے ورنہ عبادت میں مصروف رہے۔

(11)...حضرت سیِّدُنا حارث بن سعد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَحَد فرماتے ہیں: چند لوگ کسی راہب کے پاس سے گزرے تو اسے خوب مجاہدہ کرتے دیکھ کر اس کی وجہ پوچھی؟ راہب نے کہا: لوگ روزِ قیامت کی سختیوں سے غافل ہیں، یہ مجاہدہ ان سختیوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ لوگ نفسانی خواہشات میں مصروف ہو کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ملنے والے بڑے اجر کو بھول گئے ہیں۔ وجہ پوچھنے والے یہ سن کر رونے لگے۔

252...**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی۔ چنانچہ "حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَآء" میں ہے کہ حضرت سیِّدُنا شیبان بن جسر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے والد فرماتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! حضرت سیِّدُنا ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کو میں نے اور حضرت حمید الطویل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَکِیْل یا کسی اور شخص نے لحد میں اتارا، جب ہم اینٹیں درست کر چکے تو اتفاقاً ایک اینٹ گر گئی، اچانک میں نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ (حلیۃ الاولیاء، ۲/ ۳۶۲، الرقم: ۱۹۷، ثابت بنانی)

Go To Index

ظاہر پر باطن کا رنگ:

(12)...حضرت سیِّدُنا ابو محمد مُغازِلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: حضرت ابو جُرَیْرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے مکہ مکرمہ میں ایک سال اعتکاف فرمایا۔ اس دوران نہ آپ سوئے، نہ کسی سے بات کی، نہ ہی کسی ستون یا دیوار سے ٹیک لگائی اور نہ پاؤں پھیلائے۔ ایک بار حضرت سیِّدُنا ابو بکر کَتّانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے انہیں سلام کرنے کے بعد کہا: اے ابو محمد! آپ اس اعتکاف پر کس طرح قادر ہوئے؟ فرمایا: اُس علم کی برکت سے جس نے میرے باطن کو سچا بنادیا اور میرے ظاہر پر بھی اس کا رنگ چڑھ گیا۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر کتانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سر جھکائے سوچتے ہوئے چل پڑے۔

حکایت: خون کے آنسو

(13)...ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا فتح مُوصِلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے پاس آیا تو وہ ہاتھ پھیلائے رو رہے تھے اور ان کے ہاتھوں پر آنسو گر رہے تھے۔ میں قریب ہوا تو دیکھا ان کے آنسو سرخی مائل تھے۔ میں نے قسم دے کر پوچھا: ''اے فتح! کیا یہ خون کے آنسو ہیں؟'' جواب دیا: ''ہاں یہ خون کے آنسو ہیں اگر تم نے مجھے قسم نہ دی ہوتی تو میں کچھ نہ بتاتا۔'' میں نے پوچھا: ''کیوں رو رہے ہو؟'' انہوں نے کہا: ''اس لئے کہ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فرائض میں کوتاہی کر رہا ہوں اور یہ خون کے آنسو اس خوف سے نکل رہے ہیں کہ کہیں آنسو ہی قبول نہ ہوں۔''

وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے انتقال کے بعد انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' فرمایا: ''اس نے مجھے معاف فرمادیا۔'' میں نے پوچھا: ''آنسوؤں کا کیا ہوا؟'' سیِّدُنا فتح مُوصِلی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنا قرب عطا کر کے فرمایا: ''اے فتح! تو کس بات پر رویا کرتا تھا؟'' میں نے عرض کی: ''میں تیرے واجب کردہ حقوق کی کوتاہی پر رویا کرتا تھا۔'' فرمایا: ''خون کے آنسو ہی کیوں؟'' میں نے عرض کی: ''اس خوف سے کہ کہیں آنسو ہی قبول نہ ہوں۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے فرمایا: ''اے فتح! اس رونے سے تیرا کیا ارادہ تھا؟ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! 40 سال سے تیرے محافظ فرشتے اس طرح آئے کہ تیرے نامۂ اَعمال میں کوئی گناہ نہیں تھا۔''

Go To Index

حکایت:راہب کی نصیحت

منقول ہے کہ کچھ لوگ سفر کے ارادے سے نکلے مگر راستہ بھول گئے اور ایک راہب کے عبادت خانہ تک جا پہنچے۔ انہوں نے اسے آواز دی تو راہب نے عبادت خانہ سے دیکھا۔ لوگوں نے راہب سے کہا: "ہم راستہ بھول چکے ہیں تم ہمیں راستہ بتادو۔" راہب نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ لوگ اس کا مقصد سمجھ گئے۔ انہوں نے راہب سے کہا: "کیا تم ہمارے ایک سوال کا جواب دو گے؟" راہب نے کہا: "پوچھو لیکن زیادہ سوال نہ کرنا کیونکہ نہ تو گزرا وقت لوٹ کر آتا ہے اور نہ ہی عمر لوٹ کر آتی ہے اور موت تیزی سے پیچھا کر رہی ہے۔" قافلے والوں کو راہب کی نصیحت بہت اچھی لگی۔ انہوں نے راہب سے پوچھا: "بروزِ قیامت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں لوگوں کا حساب و کتاب کس بات پر ہو گا؟" راہب نے کہا: "نیتوں پر۔" انہوں نے کہا: ہمیں نصیحت کیجئے؟ راہب نے کہا: "اپنے سفر کے مطابق زادِ راہ حاصل کرو کیونکہ بہترین توشہ وہ ہے جو منزلِ مقصود تک پہنچائے۔" پھر راہب انہیں راستہ بتا کر اپنے عبادت خانہ میں چلا گیا۔

حکایت:دنیا کی محبت

حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن زید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں ایک چینی راہب کے عبادت خانہ سے گزرا تو اسے اے راہب! کہہ کر آواز دی۔ اس نے جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ آواز دی تب بھی جواب نہ دیا۔ تیسری بار آواز دی تو وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: "اے شخص! میں راہب نہیں ہوں کیونکہ راہب وہ شخص ہے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا نام سن کر ڈر جائے، اس کی کبریائی کی تعظیم کرے، اس کی طرف سے پہنچنے والی آزمائش پر صبر کرے، اس کی رضا پر راضی رہے، اس کی نعمتوں پر حمد بجالائے، اس کے انعامات پر شکر کرے، اس کی عظمت و شان کے آگے عاجزی وانکساری کرے، اس کی ہیبت و جلال کے سامنے خود کو کمزور خیال کرے، اس کی قدرت کے سامنے جھک جائے، اس کے خوف سے لرزاں و ترساں رہے، اس کے حساب و عذاب کو پیشِ نَظر رکھے، دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے، دوزخ کی آگ اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوالات نے اس کی نیند اڑا رکھی ہو۔ ایسی صفات والے کو راہب کہتے ہیں۔ میں تو ایک کاٹنے والا کتا ہوں اور یہاں قید ہوں کہ کہیں لوگوں کو کاٹ نہ لوں۔" حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن زید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں

Go To Index

کہ میں نے پوچھا: "اے راہب! لوگ خدا کو جاننے کے باوجود اس سے کیوں دور ہیں؟" اس نے کہا: "اے میرے بھائی! دنیا کی محبت اور اس کی زینت نے لوگوں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دور کر رکھا ہے کیونکہ دنیا گناہوں کی جگہ ہے، سمجھدار وہ ہے جو دنیا کو دل سے نکال پھینکے، رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنے گناہ سے توبہ کرے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا قرب حاصل کرنے والے اعمال بجالائے۔"

(14)... حضرت سیِّدُنا داؤد طائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے کسی نے کہا: "آپ بالوں میں کنگھی کیوں نہیں کرتے؟" فرمایا: "اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں فارغ ہوں۔"

(15)... حضرت سیِّدُنا اویس قرنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرمایا کرتے تھے کہ یہ رکوع والی رات ہے پھر پوری رات رکوع میں گزار دیتے، اگلی رات فرماتے یہ سجدے والی رات ہے پھر پوری رات سجدے میں گزار دیتے۔

ہمیشہ کا آرام اور تھوڑی مشقت:

(16)... حضرت سیِّدُنا عُتْبَۃُ الْغُلَام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ توبہ کرنے کے بعد بھوکے پیاسے رہنے لگے۔ والدہ نے فرمایا: "بیٹا! نفس کو کچھ آرام دینے میں کیا حرج ہے؟" عرض کی: "آرام ہی کی تلاش میں ہوں، تھوڑی سی مشقت برداشت کر لینے دیجئے پھر ہمیشہ کے لئے آرام کروں گا۔"

(17)... حضرت سیِّدُنا مسروق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حج کے لئے تشریف لے جاتے تو پوری رات سجدے میں گزار دیتے۔

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جس طرح لوگ صبح کو رات کے سفر کی تعریف کرتے ہیں اسی طرح موت کے وقت تقوٰی کی تعریف کریں گے۔

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن داؤد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: سَلَف صالحین میں سے جب کسی کی عمر 40 برس ہو جاتی تو وہ اپنا بستر لپیٹ لیتا اور رات بھر عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتا۔

میرا آدھا عمل کم ہوگیا:

(18)... حضرت سیِّدُنا ابو الحسن کَہْمَس بن حسن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ دن بھر میں ہزار رکعات نوافل ادا فرماتے اور (جب تھک جاتے تو) نفس کو مخاطب کر کے کہتے: "اے تمام برائیوں کی جڑ! اٹھ۔" جب بڑھاپا آگیا تو 500

Go To Index

رکعات ادا فرماتے اور روتے ہوئے کہتے: "میرا آدھا عمل کم ہو گیا۔"

(19)... حضرت سیِّدُنا ربیع بن خُثَیْم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی صاحبزادی ان سے عرض کرتیں: ابا جان! کیا وجہ ہے کہ آپ رات کو نہیں سوتے حالانکہ دیگر لوگ سو رہے ہوتے ہیں؟ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے: بیٹی! رات میں اچانک عذاب کے آجانے کا خوف تیرے والد کو سونے نہیں دیتا۔

مقتول میرا نفس ہے:

ایک بار حضرت سیِّدُنا ربیع بن خُثَیْم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی والدہ محترمہ نے انہیں رات کے وقت روتا دیکھ کر پوچھا: "بیٹا! لگتا ہے تو نے کسی کو قتل کیا ہے؟" عرض کی: "جی ہاں! امی جان۔" ماں نے پوچھا: "مقتول کون ہے؟ تاکہ اس کے گھر والوں کو تلاش کر کے ان سے معافی مانگی جائے بخدا! اگر انہیں تمہاری اس حالت کا علم ہو جائے تو تم پر رَحم کرتے ہوئے معاف کر دیں گے۔" عرض کی: "امی جان! مقتول میرا نفس ہے۔"

(20)... حضرت سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے بھانجے حضرت سیِّدُنا عمر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے ماموں نے میری والدہ محترمہ سے کہا: "اے بہن! (کمزوری کی وجہ سے) میرا پیٹ اور پسلیاں درد کر رہی ہیں۔" میری والدہ نے کہا: "بھائی! اگر آپ اجازت دیں تو میں تھوڑے سے میدے کا شیرہ بنادوں تاکہ کچھ افاقہ ہو جائے۔" ماموں جان نے کہا: "نہیں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے پوچھ لیا کہ یہ میدہ کہاں سے آیا تو میں کیا جواب دوں گا؟" اس کے بعد ہم سب رونے لگے۔

کاش میں پیدا نہ ہوا ہوتا:

حضرت سیِّدُنا عمر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ والدۂ ماجدہ نے میرے ماموں جان حضرت سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کو شدید بھوک کی وجہ سے مشکل سے سانس لیتے دیکھا تو کہا: "اے بھائی! کاش میں پیدا نہ ہوتی کیونکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تمہاری یہ حالت دیکھ کر میرا کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔" ماموں جان نے فرمایا: "کاش میں بھی پیدا نہ ہوا ہوتا، پیدا ہو گیا تھا تو میری پرورش نہ کی جاتی۔"

حضرت سیِّدُنا عُمَر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میری والدہ انہیں دیکھ کر ہمیشہ روتی رہتی تھیں۔

Go To Index

سیِّدُنا اُوَیس قَرَنی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مجاہَدہ:

(21)...حضرت سیِّدُنا ربیع رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا اویس قرنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کے پاس حاضر ہوا۔ آپ فجر کی نماز پڑھ کر مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ میں بھی بیٹھ گیا اور دل میں کہا کہ میں ان کے ذکر واذکار میں خلل نہیں ڈالوں گا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی جگہ سے ظہر تک نہ ہلے۔ ظہر کی نماز پڑھ کر نفل نماز میں مشغول ہوگئے اور عصر تک نوافل ادا فرماتے رہے۔ عصر کی نماز پڑھ کر مسجد میں بیٹھے رہے۔ پھر مغرب کی نماز ادا کی اور مسجد میں بیٹھے رہے حتّٰی کہ نمازِ عشا ادا کی۔ پھر فجر تک مسجد ہی میں رہے۔ فجر کی نماز ادا فرما کر بیٹھے تو نیند آنے لگی۔ بارگاہِ الٰہی میں عرض گزار ہوئے: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں زیادہ سونے والی آنکھ اور سیر نہ ہونے والے پیٹ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' حضرت سیِّدُنا ربیع رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: میرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ پھر میں لوٹ آیا۔

کیا آپ بیمار ہیں؟

کسی نے حضرت سیِّدُنا اُوَیس قَرَنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی سے کہا: اے ابوعبداللہ! لگتا ہے آپ بیمار ہیں؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''جب کھانے اور سونے والے لوگ بیمار ہو سکتے ہیں تو اویس کیونکر بیمار نہیں ہو سکتا جبکہ اویس تو کھاتا اور سوتا بھی نہیں۔''

حضرت سیِّدُنا احمد بن حَرْب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے اس شخص پر تعجب ہے جسے معلوم ہے کہ اس کے آگے سجی ہوئی جنت اور پیچھے بھڑکی ہوئی جہنم ہے پھر بھی اسے نیند آجائے۔

سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مجاہَدہ:

(22)...ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم کے پاس آیا تو آپ عشا کی نماز پڑھ چکے تھے۔ میں آپ کے انتظار میں بیٹھا رہا۔ آپ لحاف اُوڑھ کر سو گئے اور پوری رات کروٹ تک نہ بدلی۔ فجر کے وقت مؤذن نے اذان دی تو وضو کئے بغیر نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوگئے؟ میرے دل میں وسوسہ آیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ خیر کرے! رات بھر سوئے پھر بھی نماز کے

Go To Index

لئے وضو نہیں فرمایا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میری رات کبھی جنت کے باغوں میں اور کبھی جہنم کی وادیوں میں گزرتی ہے تو کیا ایسی صورت میں نیند آسکتی ہے؟

(23)... حضرت سیِّدُنا ثابِت بُنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: میں کئی عبادت گزاروں سے ملا، ان میں بعض اتنا تھک جاتے کہ بستر پر سُرِیْن کے بل چل کر آتے۔

40سال تک پہلو زمین سے نہیں لگایا:

(24)... منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن عَیّاش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے 40سال تک اپنے پہلو کو زمین سے نہیں لگایا۔(خوف خدا میں رونے کے سبب) ان کی ایک آنکھ میں پانی اُتر آیا(یعنی موتیا کا مرض لاحق ہو گیا)۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے 20سال اسی طرح گزار دیئے مگر گھر والوں کو علم نہ ہو سکا۔

(25)... منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا سَمْنُوْن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ روزانہ 500رکعات نماز ادا فرماتے۔

(26)... حضرت سیِّدُنا ابو بکر مُطَّوِعِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں جوانی میں روزانہ 31یا40ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھا کرتا تھا۔ راوی کو تعداد میں شک ہے۔

(27)... حضرت سیِّدُنا منصور بن مُعْتَمِر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی حالت مصیبت زدہ شخص کی طرح معلوم ہوتی، نگاہیں نیچی اور آواز پست رکھتے، آنکھوں میں آنسو بھرے رہتے، آنکھوں کو حرکت دیتے تو آنسو چھلک پڑتے۔ ان کی والدۂ محترمہ فرماتیں: ”پوری رات کیوں روتے رہتے ہو چپ کیوں نہیں ہوتے؟ کیا کسی جان پر ظلم کر بیٹھے ہو؟ یا شاید کسی کو قتل کر بیٹھے ہو؟“ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جواب دیتے: ”امی جان! مجھے معلوم ہے میرے نفس نے کیا کیا ہے؟“

سیِّدُنا عامر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مجاہدہ:

(28)... حضرت سیِّدُنا عامر بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے کسی نے پوچھا: ”آپ روزے کی حالت میں بھوک وپیاس اور رات کی عبادت میں نیند کس طرح برداشت کرتے ہیں؟“ فرمایا: ”میں کھانے پینے کو رات اور نیند کو صبح تک مؤخر کر دیتا ہوں اور یہ کوئی مشکل کام نہیں۔“

آپ ہی سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے جنت جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی جس کا طالب سو رہا ہو

Go To Index

اور جہنم جیسی بھی کوئی چیز نہیں دیکھی جس سے بھاگنے والا سورہا ہو۔[253]

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ رات کے وقت فرماتے: ''جہنم کی گرمی نے نیند اڑادی ہے۔'' یہ کہہ کر صبح تک نہ سوتے پھر جب دن نکلتا تو فرماتے: ''جہنم کی گرمی نے نیند اڑادی ہے۔'' یہ کہہ کر شام تک نہ سوتے۔ پھر جب رات ہوتی تو فرماتے: ''جسے خوف ہوتا ہے وہ رات ہی کو سفر شروع کر دیتا ہے اور لوگ صبح کو رات کے سفر کی تعریف کرتے ہیں۔''[254]

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں چار مہینے تک حضرت سیِّدُنا عامر بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی صحبت میں رہا لیکن میں نے انہیں رات یا دن کے کسی وقت میں سوتے ہوئے نہیں دیکھا۔

فضائلِ صحابہ بزبانِ علی:

(29)...امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے اصحاب میں سے ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی اقتدا میں فجر کی نماز پڑھی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سلام پھیر کر دائیں طرف مڑ گئے، چہرۂ مبارک پر افسردگی کے آثار تھے۔ طلوعِ آفتاب تک اسی طرح بیٹھے رہے پھر ہاتھ کو پلٹا اور فرمایا: **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! میں نے آج تک صحابۂ کرام کی مثل کسی کو نہیں دیکھا، وہ خوف اور اداسی کی حالت میں صبح کرتے، **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی رضا پانے کے لئے پوری رات سجدے اور قیام میں گزار دیتے، اٹھتے بیٹھتے قرآن کی تلاوت کرتے، آندھی کے وقت جس طرح درخت ہلتے ہیں اس طرح وہ ذکرِ خدا کے وقت ہلتے، اس قدر گریہ وزاری کرتے کہ آنسوؤں سے کپڑے تر ہو جاتے جبکہ اِس زمانہ کے لوگ غفلت میں رات دن گزار رہے ہیں۔

مجاہدے میں اسلاف کی پیروی:

(30)... حضرت سیِّدُنا ابو مسلم خَولانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ ایک چابک لٹکا رکھا تھا، اس

253...سنن الترمذی، کتاب صفة جهنم، باب١٠، ٤ / ٢٧٠، حدیث:٢٦١٠

موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب التهجد وقیام اللیل، باب من کان یقوم اللیل جمیعا، ١ / ٢٥٨، حدیث:٥٨

254...موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب التهجد وقیام اللیل، باب من کان یقوم اللیل جمیعا، ١ / ٢٥٨، حدیث:٥٨

Go To Index

کے ذریعے آپ نفس کو خوف دلاتے اور کہتے: "تیار ہو جا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تجھ سے اس قدر مجاہدہ کرواؤں گا کہ تو اُکتا جائے گا مگر میں ہمت نہیں ہاروں گا۔" جب نفس سستی کرتا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ چابک سے اپنی پنڈلیوں پر مارتے اور کہتے: "تجھے جانوروں سے زیادہ مار کھانے کی ضرورت ہے۔" آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرمایا کرتے: "کیا دورِ رسالت والوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہی دین پر سب سے زیادہ عمل کریں گے؟ خدا کی قسم! ہم اس طرح دین پر عمل پیرا ہوں گے کہ انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے بعد بھی کچھ لوگ ہیں۔"

حکایت: مولا! مجھے تیری ملاقات پسند ہے

(31)... حضرت سیِّدُنا صفوان بن سُلَیم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی پنڈلیاں کثرتِ قیام کی وجہ سے جواب دے گئیں تھیں۔ آپ عبادت میں اس قدر مجاہدہ کیا کرتے کہ اگر آپ سے کہہ دیا جائے کہ کل قیامت ہے تو عبادت میں مزید اضافہ نہ کر پائیں۔ نیند سے بچنے کی خاطر سردی کے موسم میں چھت پر چلے جاتے تاکہ سردی لگے اور گرمی کے موسم میں کمرے میں رہتے تاکہ گرمی محسوس ہو۔ سجدے کی حالت میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ دعا میں یہ فرمایا کرتے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُحِبُّ لِقَآءَکَ فَاَحِبَّ لِقَآئِیۡ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے تیری ملاقات پسند ہے پس تو بھی مجھ سے ملاقات کو محبوب رکھ۔"

سیِّدہ عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا خوفِ خدا:

(32)... حضرت سیِّدُنا قاسم[255] بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میری عادت تھی کہ میں صبح اُٹھ کر سب سے پہلے حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو سلام کرتا۔ ایک دن صبح اٹھا تو دیکھا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا چاشت کی نماز میں مشغول ہیں اور اس آیت مبارکہ: " فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیۡنَا وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوۡمِ ﴿۲۷﴾ [256] " کی بار بار تلاوت کر کے روئے جا رہی ہیں۔ میں فراغت کے انتظار میں کھڑے کھڑے تھک گیا لیکن آپ بدستور

255... حضرت سیِّدُنا قاسم بن محمد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پوتے ہیں۔ والد ماجد محمد بن ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات کے بعد آپ کی پرورش آپ کی پھوپھی اُم المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمائی۔ آپ حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہم شکل تھے۔ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی بیان کردہ احادیث سب سے زیادہ آپ ہی کو یاد تھیں۔ 106 ہجری میں وفات پائی۔ (اتحاف السادۃ المتقین، ۱۳ / ۲۴۸، ۲۴۹، ملخصًا)

256... ترجمۂ کنزالایمان: تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لُو کے عذاب سے بچالیا۔ (پ۲۷، الطور: ۲۷)

Go To Index

اسی حالت میں رہیں۔ پھر میں بازار چلا گیا تاکہ ضرورت کی چیزیں لے کر آجاؤں۔ واپس آکر دیکھا تو آپ مسلسل وہی آیتِ مُبارَکہ پڑھ رہی ہیں اور روئے جارہی ہیں۔

ایک پاؤں پر ساری رات قیام:

(33)...حضرت سیِّدُنا محمد بن اسحاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن اسود نخعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سَفَرِ حج کے دوران ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اس وقت آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ایک پاؤں میں کچھ تکلیف تھی اس کے باوجود آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ دوسرے پاؤں کے زور پر پوری رات نماز میں مشغول رہے حتّٰی کہ عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں موت سے صرف اس لئے ڈرتا ہوں کہ وہ میری رات کی عبادت کے درمیان حائل ہوجائے گی۔

نیک لوگوں کی نشانی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: نیک لوگوں کی نشانی یہ ہے کہ شب بیداری کی وجہ سے ان کے رنگ پیلے پڑ جاتے ہیں، خوفِ خدا میں رونے کی وجہ سے آنکھیں کمزور ہوجاتی ہیں، روزہ رکھنے کی وجہ سے ہونٹ خشک ہوجاتے ہیں اور ان پر خشوع و خضوع کا غبار چھایا رہتا ہے۔

تہجد گزاروں کے چہرے حسین ہونے کا سبب:

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے دریافت کیا گیا کہ تہجد گزارروں کے چہرے حسین کیوں ہوتے ہیں؟ فرمایا: اس لئے کہ وہ اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے تنہائی اختیار کرتے ہیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں نور کا لباس پہنا دیتا ہے۔

راحت و خوشی کہاں ہے؟

(34)...حضرت سیِّدُنا عامر بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض گزار ہوتے: اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ! تو نے مجھے (میری) چاہت و خواہش کے بغیر اپنی قدرتِ کاملہ سے پیدا فرمایا اور اپنی مرضی سے مجھے بغیر

Go To Index

بتائے موت دے گا۔ تونے میرے ساتھ میرے دشمن شیطان کو بھی پیدا فرمایا۔ اسے بدن میں خون کی طرح گردش کرنے کی طاقت دی تو وہ مجھے دیکھتا ہے لیکن میں اسے نہیں دیکھ سکتا پھر یہ کہ تونے اپنی اطاعت کا حکم دیا۔ اب اگر تیری رَحمت شامل حال نہ رہی تو میں کیسے اطاعت بجالاؤں گا؟ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! دنیا میں غم وآزمائش اور آخرت میں عذاب وسزا ہے تو پھر راحت وخوشی کہاں ہے؟

رات میں تین بار چیخ بلند کرتے:

(35)...حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عُتْبَۃُ الْغُلَام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ رات یوں گزارتے کہ تین بار چیخ بلند کرتے۔ عشا کی نماز کے بعد گھٹنوں پر سر رکھ کر بیٹھ جاتے اور غور وفکر کرتے رہتے جب رات کا پہلا پہر گزر جاتا تو ایک زوردار چیخ بلند کرتے پھر گھٹنوں پر سر رکھ کر بیٹھ جاتے اور غور وفکر کرتے رہتے حتّٰی کہ رات کا دوسرا پہر بھی گزر جاتا پھر ایک زوردار چیخ بلند کرتے اور پھر گھٹنوں پر سر رکھ کر بیٹھ جاتے اور غور وفکر کرتے رہتے جب سحری کا وقت ہوتا تو پھر ایک زوردار چیخ بلند کرتے۔ حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب میں نے بصرہ کے رہنے والے ایک شخص کو یہ بات بتائی تو اس نے کہا: آپ ان کے چیخنے کو نہ دیکھئے بلکہ اس پر غور کیجئے کہ وہ کیوں چیختے ہیں۔

نیک گھرانہ:

(36)...حضرت سیِّدُنا قاسم بن راشد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا زَمْعَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے اہل وعیال سمیت ہمارے پاس مقامِ مُحَصَّب میں تشریف لائے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ رات دیر تک نماز پڑھتے، سحری کے وقت بلند آواز سے پکارتے: "اے سونے والو! کیا رات بھر سوئے رہو گے؟ اٹھو گے نہیں؟" یہ سن کر گھر والے جلدی جلدی اٹھ جاتے اور کہیں سے رونے کی آواز آتی تو کوئی دعا مانگ رہا ہوتا اور کوئی قرآن پاک پڑھ رہا ہوتا تو کوئی وضو کر رہا ہوتا۔ جب صبح ہوتی تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بلند آواز سے فرماتے: "لوگ صبح کو رات کے سفر کی تعریف کرتے ہیں۔"

انعام یافتہ بندے:

ایک دانش مند بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: بعض بندوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ایسا انعام ہوا کہ انہیں

Go To Index

باری تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو گئی، ان کا سینہ کشادہ کر دیا گیا اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں مشغول ہو گئے۔ اسی ذات پاک پر توکل کی برکت سے مخلوق اور ان کے معاملات ان کے سپرد کر دیئے گئے۔ ان کے دل ایمان و یقین کا مرکز، حکمت کا سرچشمہ اور عظمت و قدرتِ الٰہی کا خزینہ ہیں۔ یہ لوگ مخلوق میں اٹھتے بیٹھتے ہیں لیکن ان کے دل ملکوت میں گم اور غیب کے پردوں میں چھپے ہوتے ہیں۔ عالَمِ مَلَکُوت سے واپسی پر ان کے ساتھ ایسے گوہرِ نایاب ہوتے ہیں جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ان کا باطن ریشم کی طرح خوبصورت اور ظاہر رومال کی طرح (نرم وملائم) ہے اور ہر ایک سے عاجزی وانکساری سے پیش آتے ہیں۔ یہ تمام اوصاف محض تکلّف اور کوشش سے حاصل نہیں ہوتے بلکہ یہ تو فضلِ خُداوندی ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

حکایت: خوفِ خدا سے لرزاں وترساں عبادت گزار

(37)...ایک بزرگ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْه بیان کرتے ہیں: میں بَیْتُ الْمُقَدَّس کے پہاڑی علاقے میں چلتے چلتے ایک وادی میں پہنچا جہاں میں نے ایک آواز سنی۔ میں اس آواز والے کو تلاش کرنے کے لئے نکلا تو ایک باغ نظر آیا جس میں بکثرت درخت تھے۔ وہاں میں نے ایک شخص کو دیکھا جو بار بار یہ آیتِ طیبہ تلاوت کر رہا تھا:

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚۖ وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهٗۤ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ؕ وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ (پ۳،اٰل عمرٰن:۳۰)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا حاضر پائے گی اور جو بُرا کام کیا امید کرے گی کاش مجھ میں اور اس میں دور کا فاصلہ ہوتا اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے۔

میں اس شخص کے پیچھے بیٹھ کر تلاوت سننے لگا۔ وہ بار بار اسی آیتِ مُبارَکہ کو پڑھتا رہا۔ اچانک اس نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ میں نے کہا: ہائے افسوس! یہ میری بدبختی کی وجہ سے ہوا۔ پھر میں اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔ جب اسے کچھ افاقہ ہوا تو وہ کہنے لگا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں جھوٹوں کے ٹھکانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں، بے کار لوگوں کے اعمال سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں، غافل لوگوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' پھر کہنے لگا: ''خوف رکھنے والوں کے دل تجھ سے ڈرتے ہیں، کوتاہی کرنے والوں کی امید تجھ سے ہی بندھی ہوتی ہے، عارفین کے دل تیری ہی عظمت کے سامنے جھکتے ہیں۔'' پھر اس

Go To Index

نے اپنے ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے کہا: ”نہ دنیا سے مجھے کچھ سروکار ہے اور نہ ہی دنیا کا مجھ سے کوئی تعلق۔ سُن اے دنیا! اپنے چاہنے والوں کے پاس جا اور ان ہی کو دھوکے کی زندگی دکھا۔“ پھر کہنے لگا: ”گزشتہ زمانے کے لوگ کدھر گئے؟ مٹی میں بوسیدہ ہوگئے اور زمانے میں فنا ہوگئے۔“ میں نے اسے آواز دی کہ اے بندۂ خدا! میں کب سے پیچھے کھڑا تمہارے فارغ ہونے کا منتظر ہوں؟ تو اس نے کہا: ”زمانے سے آگے جانے والا شخص کیسے فارغ ہوسکتا ہے جبکہ زمانہ آگے بڑھے جارہا ہو نیز اس بات کا بھی خوف ہو کہ کہیں موت نہ آجائے؟ اور وہ شخص کیسے فارغ ہوگا جس کی زندگی کا وقت گزر گیا اور گناہ باقی رہ گئے۔“ پھر وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا: ”تُو ہی ان گناہوں کو بخشنے والا ہے اور ہر مصیبت میں تیری ہی مدد کی امید ہے۔“ اس کے بعد اس نے قرآنِ پاک کی یہ آیتِ مُبارکہ تلاوت کی:

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ (۴۷) (پ۲۴، الزمر: ۴۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اُنھیں **اللہ** کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔

پھر پہلے سے بھی زیادہ سخت چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ میں سمجھا اس کی روح پرواز کرگئی لیکن جب قریب ہوا تو اسے بڑی بے چینی کے عالَم میں پایا پھر جب اسے کچھ افاقہ ہوا تو اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ میں کون ہوں؟ میرا دل کیا ہے؟ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اپنے فضل سے میری برائیوں کو مٹا دے، اپنی رَحمت میں مجھے چھپا لے اور جب تیرے حضور حاضری ہو اپنے کرم سے میرے گناہ معاف فرما دینا۔

وہ بزرگ بیان کرتے ہیں: ”میں نے اس سے کہا کہ اس ذات کی قسم! جس سے تمہیں امید ہے اور جس پر تمہیں اعتماد ہے مجھ سے بات کرلو۔“ اس نے کہا: ”جس کی بات سے تمہیں کوئی نفع پہنچے اس سے بات کرو اور جسے گناہوں نے گھیرا ہوا ہے اس سے گفتگو کا ارادہ ترک کردو۔ میں تو یہاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مرضی کے مطابق شیطان سے جنگ کئے جارہا ہوں اور وہ مجھ سے لڑے جارہا ہے۔ جس حالت پر میں ہوں اس سے نکالنے میں مدد دینے تمہارے سوا آج تک کوئی نہیں آیا۔ تم یہاں سے جاؤ، تمہیں دھوکا ہوا ہے۔ تم نے میری زبان کو ذکرِ الٰہی سے روک دیا اور میرے دل کا ایک حصہ تم سے گفتگو کی طرف مائل ہوا۔ میں تمہارے شر سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اپنی ناراضی سے مجھے بچائے گا اور اپنی رحمت سے مجھ پر فضل فرمائے گا۔“

Go To Index

وہ بزرگ بیان کرتے ہیں: میرے دل میں خیال آیا کہ یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ولی ہے لہٰذا میں ڈرا کہ اگر اسے ذِکرِ الٰہی سے روکا تو کہیں اسی مقام پر مجھ پر عذاب نہ آجائے۔ چنانچہ میں وہاں سے واپس آگیا۔

حکایت: ابھی موت کو ختم نہیں کیا گیا

ایک نیک آدمی کا بیان ہے کہ میں سفر کے دوران آرام کی غرض سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اچانک اپنی طرف ایک بزرگ کو آتا دیکھا۔ انہوں نے میرے پاس آکر کہا: "اے لڑکے! کھڑے ہو جاؤ کہ ابھی موت کو ختم نہیں کیا گیا۔" پھر وہ چلنے لگے تو میں بھی ان کے پیچھے چلنے لگا۔ میں نے انہیں یہ آیتِ مُبارَکہ تلاوت کرتے ہوئے سنا: "**كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ** ط [257] "اس کے بعد وہ دعا مانگنے لگے: "اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میری موت میں برکت عطا فرما۔" میں نے کہا: "اور موت کے بعد؟" فرمایا: "جسے موت کے بعد کے حالات وواقعات کا یقین ہو وہ اپنے مقصدِ حیات کو نہیں بھولتا اور اس کے لئے دنیا میں کوئی ٹھکانا نہیں ہوتا۔" پھر وہ بزرگ بارگاہِ الٰہی میں مناجات کرتے ہوئے عرض گزار ہوئے: "اے وہ ذات جس کی رضا کی خاطر سجدے کئے جاتے ہیں! اپنے دیدار سے مشرف فرما کر میرے چہرے کو روشن کر دے۔ اپنی محبت سے میرے دل کو معمور کر دے اور بروزِ قیامت اپنے حضور رسوائی سے بچانا۔ میں اپنے کئے پر نہایت شرمندہ ہوں اور تیری نافرمانی سے توبہ کرتا ہوں۔ اگر تیرا حِلم نہ ہوتا تو موت بھی مجھے مہلت نہ دیتی اور اگر تیرا عَفْو و کَرَم نہ ہوتا تو میری امیدیں دَم توڑ چکی ہوتیں۔" اس کے بعد وہ بزرگ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

اسی مفہوم کو اشعار کی صورت میں یوں بیان کیا گیا ہے:

نَحِیْلُ الْجِسْمِ مُکْتَئِبُ الْفُؤَادِ — تَرَاہُ بِقُنَّۃٍ اَوْ بَطْنِ وَادِی

یَنُوْحُ عَلٰی مَعَاصٍ فَاضِحَاتٍ — یُکَدِّرُ ثِقْلُھَا صَفْوَ الرُّقَادِ

فَاِنْ ھَاجَتْ مَخَاوِفُہٗ وَزَادَتْ — فَدَعْوَتُہٗ اَغِثْنِیْ یَا عِمَادِی

فَاَنْتَ بِمَا اُلَاقِیْہِ عَلِیْمٌ — کَثِیْرُ الصَّفْحِ عَنْ زَلَلِ الْعِبَادِ

ترجمہ: (۱)... تم کمزور جسم اور غموں سے چور شخص کو پہاڑوں کی چوٹی یا کسی وادی میں دیکھو گے۔

257...ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ (پ۱۷، الانبیآء:۳۵)

Go To Index

(۲)...وہ گناہوں پر آنسو بہاتا اور بے قراری میں رات گزارتا ہوا نظر آئے گا۔

(۳)...اگر خوف میں اضافہ ہو جائے تو بارگاہِ الٰہی میں یوں فریاد کر رہا ہو گا: اے میرے پروردگار! میری مدد فرما۔

(۴)...تو میری فریاد کو خوب جانتا ہے اور بندوں کی لغزشوں کو بہت معاف کرنے والا ہے۔

اور اسی سے متعلق یہ اشعار بھی کہے گئے ہیں:

اَلَـذُّ مِنَ التَّلَذُّذِ بِالْغَوَانِیْ ۔۔۔ اِذَا اَقْبَلْنَ فِیْ حُلَلٍ حِسَانِ

مُنِیْبٌ فَرَّ مِنْ اَھْلٍ وَّ مَالٍ ۔۔۔ یَسِیْحُ اِلٰی مَکَانٍ مِّنْ مَکَانِ

لِیَخْمُلَ ذِکْرُہٗ وَیَعِیْشُ فَرْدًا ۔۔۔ وَیَظْفَرُ فِی الْعِبَادَۃِ بِالْاَمَانِیْ

تَلَذَّذَہُ التِّلَاوَۃُ اَیْنَ وَلّٰی ۔۔۔ وَذِکْرٌ بِالْفُؤَادِ وَبِاللِّسَانِ

وَعِنْدَ الْمَوْتِ یَاْتِیْہِ بَشِیْرٌ ۔۔۔ یُبَشِّرُہٗ بِالنَّجَاۃِ مِنَ الْھَوَانِ

فَیُدْرِکُ مَا اَرَادَ وَمَا تَمَنّٰی ۔۔۔ مِنَ الرَّاحَاتِ فِیْ غُرَفِ الْجِنَانِ

ترجمہ:(۱)...**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ولی کی نظر میں ذکرِ الٰہی کی لذت خوبصورت لباس میں آنے والے پیکرِ حسن وجمال کے دیدار سے بڑھ کر ہے۔

(۲)...وہ مال و دولت، اہل و عیال کو چھوڑ کر پروردگار کی طلب میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا پسند کرتا ہے۔

(۳)...تاکہ لوگوں سے چھپ کر تنہائی میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت واطاعت کرکے فلاح وکامرانی حاصل کرے۔

(۴)...ہر جگہ اس کے دل وزبان پر تلاوت کا ذوق اور ذکرِ الٰہی کی لذت رہتی ہے۔

(۵)...موت کے وقت اس کے پاس ایک خوشخبری دینے والا آتا ہے جو اسے (دنیا کی) ذلت وحقارت سے نجات کی خوشخبری دیتا ہے۔

(۶)...پھر وہ جنتی بالاخانوں میں راحت وسکون کی صورت میں اپنے مقصد اور اپنی تمنا کو پالیتا ہے۔

دنیا اور آخرت کی عُمر:

(38)...حضرت سیِّدُنا کُرز بن وَبَرَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ دن میں تین بار قرآنِ پاک کا ختم اور عبادات میں خوب مجاہدہ کیا کرتے۔ ایک شخص نے کہا: ''آپ نے تو نفس کو مشقت میں ڈال رکھا ہے۔'' آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی

Go To Index

عَلَیْه نے اس سے پوچھا: ''دنیا کی عمر کتنی ہے؟'' اس نے کہا: ''سات ہزار سال۔'' فرمایا: ''قیامت کا دن کتنا بڑا ہو گا؟'' اس نے کہا: ''50 ہزار سال کا۔'' فرمایا: '' پھر تم سات دن عمل کیوں نہیں کرتے تا کہ بروزِ قیامت عذاب سے بچ سکو۔''

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْه کا مقصد یہ بتانا تھا کہ اگر تم دنیا کی عمر کے برابر زندہ رہے اور سات ہزار سال تک عبادت کرتے رہے تو قیامت کے 50 ہزار سالہ دن سے بچ جاؤ گے، یہی عمل تمہارے لئے زیادہ نفع بخش ہو گا اور اسی میں تمہیں رغبت ہونی چاہئے کیونکہ زندگی تو نہایت مختصر ہے جبکہ آخرت کا دن بہت بڑا ہے۔

نفس کی نگرانی اور مراقبہ کے سلسلے میں ہمارے سَلَف صالحین کا یہی طریقہ تھا۔

سلف صالحین کی سیرت کا مطالعہ:

اب چونکہ ایسے بزرگانِ دین کا ملنا نادر ہے لہٰذا جب نفس سرکشی دکھائے، عبادت کی پابندی سے جی چرائے تو ان بزرگانِ دین کی سیرت کا مطالعہ کیجئے البتہ اگر کسی کو ان کی سیرت کی پیروی کرنے والے کی صحبت اور مشاہَدہ میسر آجائے تو یہ دل کے لئے بہت فائدہ مند اور سلف صالحین کی اقتدا پر ابھارنے کا بہترین ذریعہ ہے کیونکہ مشاہَدہ سننے اور پڑھنے سے زیادہ فائدے مند ہوتا ہے اور اگر کسی مردِ کامل کی تمہیں صحبت میسر نہ ہو سکے تو اَسلاف کی سیرت کے مطالعہ سے ہرگز غفلت نہ برتنا کہ اونٹ نہ ملے تو بکری ہی سہی۔ لہٰذا اب تمہارے سامنے دو راستے ہیں: (۱)... تم سَلف صالحین کی اقتدا کر کے ان عقلمند، سمجھدار اور دینی بصیرت والوں میں شامل ہو جاؤ یا (۲)... زمانے کے جاہل اور غافل لوگوں کے پیچھے چلو۔ لیکن یہ نصیحت یاد رکھو! ان احمق اور بے وقوف لوگوں کی پیروی کر کے عقل مندوں کی مخالفت پر ہرگز کمربستہ نہ ہونا۔

اگر نفس تمہیں یہ کہہ کر سستی دلائے کہ سلف صالحین تو مضبوط لوگ تھے اور تجھ میں ان کی طرح طاقت نہیں کہ تو اُن جیسا مجاہدہ کر سکے تو تم عبادت میں مجاہدہ کرنے والی عورتوں کی سیرت کا مطالعہ کرنا اور نفس کو جواب دینا کہ میں اتنا ذلیل و حقیر نہیں ہوں کہ عورتوں سے کمزور بن جاؤں۔ مرد ہو کر دینی اور دنیوی معاملات میں عورتوں سے پیچھے رہنا نہایت ذلت والی بات ہے۔ اب ہم عورتوں کے مجاہدات کے واقعات ذکر کرتے ہیں۔

Go To Index

خواتین کے مجاہدات کی 13 حکایات وواقعات

سیِّدَتُنا حبیبہ عَدَویہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہا کا مجاہَدہ:

(1)... منقول ہے کہ حضرت سیِّدَتُنا حبیبہ عَدَویہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہا عشا کی نماز پڑھ کر اپنے گھر میں ایک چبوترے پر چادر بچھا کر کھڑی ہو جاتیں اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتیں: ''اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ! تاریکی چھا گئی، لوگ سو گئے، بادشاہوں کی مجلس برخاست ہو گئی، محب اور محبوب خلوت اختیار کر چکے جبکہ میں تیری بارگاہ میں کھڑی ہوں۔'' یہ کہہ کر فجر تک نماز پڑھتی رہتیں اور طلوعِ فجر کے وقت عرض کرتیں: ''اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ! رات گزر گئی اور دن روشن ہو گیا۔ اے کاش! مجھے معلوم ہو تا کہ میری رات کی عبادت مقبول ہو گئی ہے تاکہ میں خود کو مبارک باد دیتی یا مقبول نہ ہونے کا علم ہو جاتا تاکہ میں اظہارِ افسوس کرتی۔ الٰہی! تیرے عزت وجلال کی قسم! جب تک میں زندہ ہوں اسی طرح تیری بارگاہ میں حاضر ہوتی رہوں گی۔ الٰہی! تیرے عزت وجلال کی قسم! اگر تو مجھے اپنی بارگاہ سے جھڑک دے تب بھی میں ہمت نہیں ہاروں گی کیونکہ میں تیرے جود و کرم سے بخوبی واقف ہوں۔''

بوڑھی خاتون کی گریہ وزاری:

(2)... منقول ہے کہ ایک نابینا بوڑھی خاتون رات بھر عبادت کرتیں اور سحری کے وقت بارگاہِ الٰہی میں درد بھری آواز میں ندا کرتیں: ''الٰہی! عبادت گزار رات کی تاریکی میں تیری عبادت کر کے تیری رَحمت اور تیری مغفرت کے فضل کی طرف سبقت کرتے ہیں۔ اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ! میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ مجھے سبقت کرنے والوں کی پہلی جماعت میں شامل فرما، مجھے مقامِ عِلِّیِّیْن میں مُقرَّبین کا درجہ عطا فرما اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ ملا۔ تو ہی سب سے زیادہ رَحم فرمانے والا اور سب سے بڑھ کر عظیم و کریم ہے۔'' دعا کرتے کرتے وہ نابینا بوڑھی خاتون سجدے میں گر جاتیں حتّٰی کہ گرنے کی آواز سنی جاتی اور فجر تک رورو کر دعا مانگتی رہتیں۔

شَعْوانَہ نامی عبادت گزار خاتون:

(3)... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن بِسطام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں شَعْوانَہ نامی عبادت گزار خاتون کی

Go To Index

مجلس میں حاضر ہوتا تو انہیں اکثر گریہ وزاری کرتے دیکھتا۔ ایک دفعہ میں نے اپنے دوست سے پوچھا: "اگر ہم ایسے وقت میں آئیں جب یہ تنہا ہوں تو ہم انہیں نفس سے نرمی برتنے کا کہیں گے۔" دوست نے کہا جیسا تم بہتر سمجھو۔ چنانچہ ایک مرتبہ وہ تنہا تھیں تو ہم ان کے پاس گئے اور ان سے کہا: "اگر آپ نفس سے نرمی برتیں اور رونا کم کر دیں تو شاید یہ آپ کے مقصود میں مددگار ہو؟" حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن بسطام رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں کہ وہ رو کر کہنے لگیں: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اتنا رونا چاہتی ہوں کہ تمام آنسو ختم ہو جائیں پھر میں خون کے آنسو روؤں حتّٰی کہ میرے خون کا ایک ایک قطرہ آنسو بن کر نکلے لیکن میں کہاں روتی ہوں؟ میں کہاں روتی ہوں؟" بار بار یہی الفاظ دہراتی رہیں حتّٰی کہ ان پر غشی طاری ہو گئی۔

حکایت: جنت سجائی گئی

حضرت سیِّدُنا محمد بن معاذ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: مجھے ایک عبادت گزار خاتون نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے خود کو جنت میں پایا، وہاں میں نے جنتیوں کو اپنے اپنے دروازوں پر کھڑا دیکھا تو پوچھا: "اہلِ جنت کیوں کھڑے ہیں؟" ایک جنتی نے مجھے بتایا: "یہ سب کسی خاتون کی زیارت کرنے کے لئے کھڑے ہیں جس کے لئے جنت سجائی گئی ہے۔" میں نے پوچھا: "وہ خاتون کون ہیں؟" اس نے کہا: "وہ مقام اُبلہ (بصرہ کے قریبی وادی) کی رہنے والی ایک سیاہ فام کنیز ہے جس کا نام شعوانہ ہے۔" میں نے کہا: "بخدا! وہ تو میری بہن ہیں۔" میرے یہ جملہ کہتے ہی وہ ایک اونٹنی پر سوار ہوا میں اڑتی چلی آئیں۔ انہیں دیکھ کر میں نے آواز دی: "اے میری بہن! کیا آپ جانتی ہیں ہمارا آپس میں کیا رشتہ ہے؟ آپ پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں میری سفارش کریں کہ مجھے بھی آپ کے ساتھ رکھے۔" وہ میری طرف دیکھ کر مسکرائیں اور کہا: "ابھی تمہارا وقت نہیں آیا لیکن میری دو باتیں یاد رکھو: (۱)...اپنے دل کو غمگین رکھنا (۲)...**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت واطاعت کو اپنی خواہشات پر ترجیح دینا تو موت کے وقت تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔"

نیک رومی کنیز:

(4)...حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن حسن رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: میرے پاس ایک رومی کنیز تھی جو مجھے بہت پسند تھی۔ ایک رات وہ میرے برابر میں سوئی، میں بیدار ہوا تو اسے نہ پایا۔ میں اسے تلاش کرنے کے

Go To Index

لئے اٹھا تو دیکھا کہ وہ حالَتِ سجدہ میں کہہ رہی ہے: ”اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تیری محبت کا واسطہ میرے گناہ معاف فرمادے۔“ میں نے کہا: تیری محبت نہیں بلکہ یوں کہو کہ میری محبت کا واسطہ میرے گناہ معاف فرمادے۔ کنیز نے کہا: ”اے میرے آقا! نہیں بلکہ وہی مجھ سے محبت کرتا ہے، اسی نے مجھے شرک سے نکال کر اسلام کی دولت سے مالامال کیا، اسی کی محبت کا اثر ہے کہ میں بیدار ہوں جبکہ بے شمار لوگ سو رہے ہیں۔“

یمنی خاتون کی آہ وزاری:

(5)... حضرت سیِّدُنا ابوہاشِم[258] قُرَشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ”سَرِیَّہ“ نامی یمنی خاتون آئیں۔ میں رات کے وقت ان کی آہ وزاری سنتا۔ ایک دن میں نے خادم سے کہا: ”جھانک کر دیکھو یہ خاتون کیوں روتی ہیں؟“ خادم نے جھانکا تو انہیں کچھ کرتا ہوا نہیں پایا البتہ وہ اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھا کر قبلہ رُخ بیٹھے کہہ رہیں تھیں: ”اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو نے سریہ کو پیدا کیا، اسے ہر قسم کے حالات میں اپنے رزق کی نعمت سے نوازتا رہا، ہر حالت میں تو نے اسے اچھا رکھا، تیری طرف سے پہنچنے والی ہر آزمائش سے یہ محفوظ رہی اس کے باوجود یہ بے خوف ہو کر تیری نافرمانی کرکے تجھے ناراض کرتی ہے۔ کیا سریہ یہ گمان کر بیٹھی ہے کہ تو اس کی نافرمانی کو نہیں دیکھ رہا حالانکہ تو جاننے والا خبردار ہے اور تو سب کچھ کر سکتا ہے۔“

(6)... حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں ایک رات وادیٔ کنعان کی طرف نکلا۔ وادی کی طرف چڑھنے لگا تو دیکھا ایک سیاہ چیز میری طرف آ رہی ہے اور وہ یہ آیتِ مُبارَکہ پڑھ کر رو رہی ہے:

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ(۴۷) (پ۲۴، الزمر:۴۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اُنھیں **اللہ** کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔

جب وہ سیاہ چیز میرے قریب آئی تو میں نے دیکھا کہ وہ اونی جبہ میں ملبوس ایک عورت تھی جس کے ہاتھ میں چھوٹا سا ڈول تھا۔ عورت نے مجھ سے بے خوف ہو کر پوچھا: ”تم کون ہو؟“ میں نے کہا: ”میں اجنبی ہوں۔“ عورت نے پوچھا: ”اے شخص! کیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ ہو کر بھی اجنبیت ہے؟“ حضرت سیِّدُنا

258... شارحِ اِحیَاءُ الْعُلُوم علّامہ سیِّد محمد مرتضٰی زَبیدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اِحیَاءُ الْعُلُوم کے نسخوں میں اسی طرح ہے جبکہ درست ابوہشام ہے۔ (اِتحاف السادۃ المتقین، ۱۳ / ۲۶۴)

Go To Index

ذوالنون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "میں اُس کی بات سن کر رونے لگا۔" اس نے پوچھا: "کیوں رو رہے ہو؟" میں نے کہا: "زخم ہے لیکن اب جلد ٹھیک ہو جاؤں گا کیونکہ بیماری کی دوا مل گئی ہے۔" اس نے کہا: "اگر سچے ہو تو بتادو کیوں رو رہے ہو؟" میں نے کہا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رَحم فرمائے! کیا سچا آدمی نہیں روتا؟" اس نے کہا: "ہاں سچا آدمی نہیں روتا۔" میں نے پوچھا: "کیوں؟" اس نے کہا: "کیونکہ رونا دل کا چین ہے۔" میں یہ سن کر حیران ہو کر خاموش ہو گیا۔

حکایت: کاش! غُفَیرہ سر اٹھائے تو نافرمانی نہ کرے

(7)... حضرت سیِّدُنا احمد بن علی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم چند افراد نے حضرت سیِّدَتُنا غُفَیرہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا سے ملنے کی اجازت چاہی مگر انہوں نے ملنے سے انکار کر دیا۔ ہم دروازے پر کھڑے رہے۔ انہیں معلوم ہوا کہ ہم دروازے ہی پر ہیں تو وہ یہ کہتے ہوئے دروازہ کھولنے آئیں: "اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! جو تیرے ذکر سے روکے اس سے تیری پناہ چاہتی ہوں۔" انہوں نے دروازہ کھولا تو ہم اندر داخل ہو گئے اور کہا: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! ہمارے لئے دعا فرمادیجئے۔ انہوں نے فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میرے گھر میں تمہاری مہمان نوازی مغفرت سے کرے۔ پھر فرمانے لگیں: "حضرت سیِّدُنا عطاء سُلَمِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے 40 سال تک آسمان کی طرف نگاہ نہیں اٹھائی۔ ایک دفعہ نگاہ آسمان کی جانب اُٹھ گئی تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور اس کے سبب ان کا پیٹ پھٹ گیا۔ اے کاش! غفیرہ بھی سر اٹھائے تو نافرمانی نہ کرے اور اے کاش! غفیرہ سے نافرمانی سرزد ہو تو دوبارہ نہ کرے۔

حکایت: کہیں عذاب نازل نہ ہو جائے

(8)... ایک نیک شخص کا بیان ہے کہ میں ایک دن اپنی حبشی باندی کے ساتھ بازار کی طرف نکلا۔ باندی کو میں نے بازار کے ایک کنارے پر ٹھہرنے کا کہا اور اپنی ضروری چیزیں لینے چلا گیا۔ باندی سے کہا تھا کہ میری واپسی تک یہاں سے کہیں نہ جانا لیکن میں واپس آیا تو وہ وہاں نہ تھی۔ میں غصے کی حالت میں گھر آگیا۔ باندی نے میرے چہرے پر غصے کے آثار دیکھے تو کہنے لگی: میرے آقا! پہلے میری بات سن لیجئے! آپ مجھے جس جگہ ٹھہرا کر گئے تھے وہاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنے والا کوئی نظر نہ آیا تو مجھے خوف لاحق ہوا کہ کہیں یہاں عذاب نازل نہ ہو جائے۔ اس نیک شخص کا بیان ہے کہ مجھے اس کی بات بہت اچھی لگی تو میں نے کہا: تو آزاد ہے۔ اس نے کہا: آپ نے اچھا

Go To Index

نہیں کیا کیونکہ میں آپ کی غلامی میں رہتی تو مجھے دُگنا اجر ملتا لیکن اب میں ایک اجر سے محروم ہو گئی۔

حکایت: کثرتِ گریہ کے سبب بینائی چلی گئی

(9)... حضرت سیِّدُنا اِبْنِ عَلاء سَعدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: میری چچازاد بہن بَرِیرہ بہت عبادت گزار تھی اور کثرت سے قرآنِ پاک کی تلاوت کرتی تھی۔ جب بھی جہنم کے ذکر والی آیت پڑھتی تو رو پڑتی۔ مسلسل رونے کی وجہ سے اس کی بینائی چلی گئی۔ ہم چند چچازاد بھائیوں نے مشورہ کیا کہ اسے زیادہ رونے پر نصیحت کریں گے۔ حضرت ابنِ عَلاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ہم سب اس کے پاس پہنچے اور پوچھا: بریرہ! کیسی ہو؟ اس نے کہا: "اجنبی زمین میں مہمان کی طرح پڑی منتظر ہوں کہ بلاوا آئے اور اسے قبول کروں۔" ہم نے پوچھا: کب تک روتی رہو گی؟ اب تو بینائی بھی زائل ہو چکی ہے۔ اس نے کہا: اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں میری بینائی زائل ہونے میں بھلائی ہے تو اس کے چلے جانے کی کوئی پروا نہیں اور اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں میری بینائی زائل ہونے میں بھلائی نہیں ہے تو پھر اور زیادہ رونے کی ضرورت ہے۔ پھر اس نے ہم سے منہ پھیر لیا۔ حضرت سیِّدُنا اِبْنِ عَلاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ہم چچازاد بھائیوں نے کہا: "یہاں سے چلو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس کا حال دوسرا ہے ہماری طرح نہیں ہے۔"

سیِّدَتُنا مُعاذہ عَدَوِیہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا کا مجاہَدہ:

(10)... حضرت سیِّدَتُنا مُعاذہ عَدَوِیہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا دن کے وقت فرماتیں: "یہ میری موت کا دن ہے حتّٰی کہ شام تک کھانا نہ کھاتیں۔" رات ہوتی تو فرماتیں: "یہ میری موت کی رات ہے پھر صبح تک نماز میں مشغول رہتیں۔"

سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا کا مجاہَدہ:

(11)... حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا کے ہاں ٹھہرا۔ وہ بالا خانہ میں عبادت کرنے لگیں اور میں مکان کے کونے میں عبادت کرنے چلا گیا۔ وہ سَحَر تک عبادت میں مشغول رہیں۔ سحر کے وقت میں نے پوچھا: "خدا نے ہمیں

Go To Index

رات بھر عبادت کی توفیق بخشی ہم اس کا شکر کس طرح ادا کریں؟" حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا نے فرمایا: "ہم کل کا روزہ رکھ کر اس کا شکر ادا کریں گے۔"

سیِّدَتُنا شَعْوانَہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا کی دعا:

(12)... حضرت سیِّدَتُنا شَعْوانَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا یوں دعا کیا کرتیں: الٰہی! مجھے تیری ملاقات کا بہت شوق ہے اور تیری طرف سے ملنے والے ثواب کی بہت زیادہ امید ہے۔ تو ایسا کریم ہے کہ تیری بارگاہ میں امیدوار مایوس نہیں ہوتے اور تیری طرف شوق رکھنے والوں کی طلب ختم نہیں ہوتی۔ الٰہی! اگر میری موت کا وقت آچکا ہے اور میں نے عمل کے ذریعے تیرا قرب حاصل نہیں کیا تو مجھے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف ہے اور میں معافی کی طلب گار ہوں۔ اگر تو نے مجھے بخش دیا تو یہ تیری ہی شان کے لائق ہے اور اگر تو نے مجھے عذاب دیا تو یہ تیرا عدل ہے اور تجھ سے بڑا عادل کوئی نہیں۔ الٰہی! میں نے اپنے نفس پر نظر کی کوتاہی کی اور اب تجھ سے نظرِ رحمت کا سوال ہے، اگر تیری نظرِ رحمت شاملِ حال نہ رہی تو میری ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ الٰہی! تو زندگی بھر بھلائی عطا فرماتا رہا مرنے کے بعد بھی بھلائی عطا فرما۔ مجھے اس پاک ذات سے امید ہے جس نے زندگی بھر مجھ پر احسانات کئے وہ ضرور مجھے بخش دے گا۔ الٰہی! میں مرنے کے بعد تیری نَظَرِ رحمت سے کس طرح نا امید ہو جاؤں حالانکہ زندگی بھر تو نظرِ رحمت فرماتا رہا۔ الٰہی! ایک جانب تو میں گناہوں کی وجہ سے ڈرتی ہوں جبکہ دوسری جانب تیری محبت مجھے مطمئن کر دیتی ہے۔ الٰہی! میرے معاملے پر اپنی شان کے مطابق نظر فرما اور مجھ پر اپنا فضل فرما جسے جہالت نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ الٰہی! اگر تو مجھے اہانت میں مبتلا کرنا چاہتا تو مجھے ہدایت نہ دیتا اور اگر تو مجھے رسوا کرنا چاہتا تو میری پردہ پوشی نہ فرماتا۔ اے رب عَزَّ وَجَلَّ! مجھے جس لئے تو نے ہدایت عطا فرمائی اس سے بہرہ مند فرما اور ہمیشہ میری پردہ پوشی فرما۔ الٰہی! میں تجھ سے یہ گمان نہیں رکھتی کہ جس مقصد کے لئے میں نے دنیا میں زندگی گزاری ہے تو مجھے اس سے محروم رکھے گا۔ الٰہی! اگر میں بے گناہ ہوتی تو عذاب سے نہ ڈرتی اور اگر تیری شانِ کریمی کا علم نہ ہوتا تو ثواب کی امید نہ کرتی۔

سیِّدَتُنا رحلہ عابدہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا کا مجاہَدہ:

(13)... حضرت سیِّدُنا ابراہیم خوَّاص رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سیِّدَتُنا رحلہ عابدہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی

Go To Index

عَلَیْہَاکے پاس گئے۔ کثرت سے روزے رکھنے کے سبب (کمزوری سے)ان کا رنگ سیاہ ہو چکا تھااور زیادہ رونے کی وجہ سے ان کی بینائی چلی گئی تھی، نماز کی کثرت کے سبب معذور ہو گئی تھیں تو بیٹھ کر نماز پڑھتیں۔ سلام کے بعد ہم نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عفوو در گزر کا تذکرہ کیا تا کہ وہ مطمئن ہو جائیں مگر یہ سن کر وہ سسکیاں لے کر رونے لگیں پھر کہنے لگیں: "میں نفس سے واقف ہوں، میرا دل زخمی اور کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہے۔ بخدا! میں یہ چاہتی ہوں کہ کاش! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے پیدا نہ فرماتا اور میرا نام تک نہ ہوتا۔" یہ کہہ کر وہ نماز میں مشغول ہو گئیں۔

"حلیۃ الاولیاء" کے مطالعہ کی ترغیب:

اگر تم نفس کی نگرانی چاہتے ہو تو مجاہدہ کرنے والے مردوں اور عورتوں کے حالات کا مطالعہ کرو تا کہ طبیعت بھی راغب ہو اور عمل کا جذبہ بھی پیدا ہو۔ یاد رکھو! اپنے زمانے کے گمراہ لوگوں سے بچتے رہو کیونکہ زمین میں اکثر ایسے لوگ ہیں جن کی پیروی تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔ مجاہدہ کرنے والوں کے واقعات بے شمار ہیں اور ہم نے جس قدر بیان کئے ہیں عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے یہ مقدار کافی ہے۔ اگر تم مزید حالات جاننا چاہتے ہو تو کتاب "حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء[259]" کا مطالعہ کرو۔ یہ کتاب صحابۂ کرام، تابعین عِظام اور تبع تابعین کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے تمہیں معلوم ہو گا کہ تمہارے زمانے کے لوگوں اور بزرگانِ دین کے مابین کس قدر دوری ہے۔

ایک وسوسہ اور اس کا علاج:

وسوسہ: اگر نفس تمہیں یہ وسوسہ ڈال کر اپنے زمانے والے لوگوں کی طرف راغب کرے کہ بھلائی

259...اَلْحَمْدُلِلّٰہ! **دعوتِ اسلامی** کی علمی و تحقیقی **مجلس المدینۃ العلمیہ** کے **شعبہ تراجمِ کتب** کے مدنی علما اس کتاب کی پہلی جلد کا ترجمہ بنام "**اللہ** والوں کی باتیں" کر چکے ہیں اور **مکتبۃ المدینہ** سے شائع بھی ہو چکی ہے بقیہ جلدوں پر کام جاری ہے۔ اس کتاب کا پورا نام "حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاءوَطَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء" ہے۔ یہ کتاب حضرات خُلفائے راشدین، ان کے علاوہ عشرہ مبشرہ میں شامل صحابۂ کرام، مہاجر صحابۂ کرام، اہلِ صُفَّہ، ساکِنِیْن مسجدِ نبوی، صحابیات، تابعین، تبع تابعین، مشرقی اَولیائے کرام، سردارانِ صوفیا، عراقی عارِفین، بغدادی اَولیائے کرام اور مصنف کے ہم عَصر اَولیائے عِظَّام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے خوفِ خدا و عشقِ مصطفٰے، فضائل و کمالات، سیرت و کردار، صفات وعادات، عبادات واخلاقیات، اعمال واقوال، افعال واحوال، زہد و تقوٰی اور حالات وواقعات پر مشتمل ہے۔ ابتدا میں حضرت مصنف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں اولیائے کرام کی شان، مقام ومرتبہ اور تَصَوُّف کو بیان فرمایا ہے جس سے اسلام میں تَصَوُّف کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

Go To Index

تواِسی زمانے میں ہے کیونکہ اس میں مدد گار زیادہ ہیں،زمانے والوں کی مخالفت کروگے تو لوگ تمہیں پاگل سمجھ کر مذاق اڑائیں گے لہٰذا ہر حالت میں ان کی موافقت کرو۔ جس مصیبت میں زمانے والے مبتلا ہوں گے اسی میں تم بھی مبتلا ہوگے تنہا تم پر مصیبت نہیں آئے گی اور جو مصیبت عام ہو اسے برداشت کرنا آسان ہوتا ہے۔

علاج: خبر دار تم نفس کے وسوسے میں آنا نہ اس کی دلیل سے متاثر ہونا بلکہ اُلٹا اس سے سوال کرنا کہ بتاؤ زبردست سیلاب آگیا ہو، سارا شہر ڈوب رہا ہو، لوگ بچاؤ کی کوئی تدبیر نہ کررہے ہوں بلکہ حقیقتِ حال سے بے خبر شہر میں رہ رہے ہوں اور تم انہیں چھوڑ کر کشتی میں سوار ہوکر ڈوبنے سے خلاصی پاسکتے ہو تو کیا ایسے وقت میں تم یہ کہو گے کہ مصیبت تو سب پر آئی ہے لہٰذا میں اسے آسانی سے برداشت کرسکتا ہوں یا تم انہیں چھوڑ کر اور ان کی بے احتیاطی کو بے وقوفی سمجھ کر خود کو ہلاکت سے بچاؤگے؟ غور کرو! ڈوبنے کے خوف سے ان کی موافقت چھوڑ رہے ہو حالانکہ ڈوبنے کا عذاب گھڑی بھر کا ہوتا ہے جبکہ آخرت کا عذاب دائمی ہے تو تم آخرت کے عذاب سے بچنے کی تدبیر کیوں نہیں کررہے؟ کیوں تم لحہ بہ لحہ عذاب کے حق دار بنتے جارہے ہو؟ کہاں سے تم نے مصیبت کو عام ہونے کے باعث آسان سمجھ لیا؟ حالانکہ جہنمی تو عذاب میں اس طرح گرفتار ہوں گے کہ ایک عام جہنمی کو کسی خاص جہنمی کی طرف دیکھنے کی فرصت نہ ہوگی (کہ اسے دیکھ کر اپنے عذاب کو ہلکا سمجھے)۔ کفار بھی اپنے زمانے کے لوگوں کی موافقت کی وجہ سے ہلاک ہوئے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ(۲۲) (پ۲۵،الزخرف:۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کی لکیر پر چل رہے ہیں۔

جب تم نفس کو ملامت کررہے ہو، اسے مجاہدہ کی تلقین کررہے ہو اور نفس نافرمانی پر ہی تُلا رہے تو تم پر لازم ہے کہ اسے ملامت کرتے، سمجھاتے بجھاتے، ڈراتے اور دھمکاتے رہو کہ یہ نافرمانی تمہارے حق میں بری ہے۔ ایسا کرنے سے ممکن ہے جلد ہی نفس سرکشی سے باز آجائے۔

(...صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد...)

(...تُوْبُوْا اِلَی الله اَسْتَغْفِرُ الله...)

(...صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد...)

Go To Index

بابنمبر6: نفس کوڈرانے اوردھمکانے کابیان

جان لو! تمہارا سب سے بڑا دشمن نفس ہے جو تمہارے پہلو میں ہے۔ برائی کا حکم دینا، شر کی طرف بلانا اور نیکی سے بھاگنا اس کی فطرت میں شامل ہے۔ اسے پاک وصاف اور سیدھا رکھنا، مجاہدے کے ذریعے اسے خالق عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی طرف راغب کرنا، خواہشات ولذّات سے روکنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ اگر اسے کھلی چھٹی دوگے تو یہ سرکشی اور نافرمانی پر تُلا رہے گا اور آخرِ کار ہاتھ سے نکل جائے گا۔ بسا اوقات یہی نفس "نفسِ لَوَّامَہ یعنی ملامت کرنے والا نفس" بن جاتا ہے جس کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے قسم یاد فرمائی[260]۔ اس کے "نفس مُطْمَئِنَّہ" بن جانے کی بھی امید ہوتی ہے کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ایسے نیک بندوں میں شامل ہو جائے جن سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ راضی ہے اور وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے راضی[261] لہٰذا تم لمحہ بھر بھی نفس کو نصیحت وملامت کرنے سے غافل مت ہونا اور پہلے اپنے نفس کو سمجھاؤ پھر دوسروں کو سمجھانا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا عیسیٰ رُوحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ اے ابنِ مریم! پہلے اپنے آپ کو نصیحت کرو جب خود نصیحت قبول کرلو تو پھر دوسروں کو نصیحت کرو ورنہ مجھ سے حیا کرو۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ(۵۵) (پ۲۷، الذّٰریٰت:۵۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

نفس کوسمجھانے کاطریقہ:

نفس کو سمجھانے کا طریقہ یہ ہے کہ تم نفس کی طرف متوجہ ہو کر اسے جہالت اور بے وقوفی سے روشناس کرواؤ کیونکہ اسے ہمیشہ سے اپنی ذہانت وفطانت پر ناز ہے پھر جب بے وقوف کہنے پر اس کی اَنا اور

260...**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: وَلَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِؕ(۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور اس جان کی قسم جو اپنے اُوپر بہت ملامت کرے۔ (پ۲۹، القیامۃ:۲)

261... جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُۗۖ(۲۷) ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةًۚ(۲۸) فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْۙ(۲۹) وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۠(۳۰) ترجمۂ کنزالایمان: اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔ (پ۳۰، الفجر:۲۷تا۳۰)

Go To Index

تکبر بھڑک اٹھے تو اس سے کہو:

اے نفس! تو کتنا بڑا جاہل ہے، دعوٰی تو ذہانت وفطانت کا کرتا ہے لیکن ہے تو سب سے بڑا بے وقوف، تو جانتا ہے کہ عنقریب تجھے جنت و دوزخ میں سے کسی ایک میں جانا ہے تو پھر کیوں ہنسی مذاق اور کھیل کود میں پڑا ہے؟ نیز تجھے ایک بہت بڑے معاملے کا سامنا کرنا ہے اور آج یا کل موت تجھے جکڑ لے گی۔ شاید تو سمجھتا ہے موت دور ہے مگر یاد رکھ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ چاہے تو ابھی تجھے موت دے دے۔ تو جانتا ہے کہ یقینی چیز قریب ہوتی ہے جبکہ دور تو غیر یقینی چیز ہوتی ہے اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ موت اچانک آئے گی، اس سے پہلے کوئی قاصد نہیں آئے گا اور اس کے آنے کا کوئی وقت بھی مقرر نہیں، سردی گرمی، رات دن، بچپن یا جوانی کسی بھی وقت موت آسکتی ہے اور کوئی بھی اچانک موت کا شکار ہو سکتا ہے اور اگر موت اچانک نہ بھی آئے تو بیماری اچانک آجاتی ہے پھر وہ موت تک پہنچا دیتی ہے۔

اے نفس! آخر کیا وجہ ہے کہ تو موت کی تیاری نہیں کرتا؟ حالانکہ موت تجھ سے انتہائی قریب ہے، کیا تو اس فرمانِ الٰہی میں غور نہیں کرتا: **اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ (۱) مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَ هُمْ یَلْعَبُوْنَ (۲) لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ** ط (پ۱۷، الانبیآء: ۱تا۳)

ترجمۂ کنزالایمان: لوگوں کا حساب نزدیک اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہیں جب اُن کے رب کے پاس سے انھیں کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو اُسے نہیں سنتے مگر کھیلتے ہوئے اُن کے دل کھیل میں پڑے ہیں۔

اے نفس! اگر تو یہ اعتقاد رکھ کر گناہ کی جرأت کرتا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے نہیں دیکھ رہا تو اس سے بڑھ کر تیرا کفر کیا ہے؟ اور اگر یہ اعتقاد رکھ کر گناہ کی جرأت کرتا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے دیکھ رہا ہے تو اس سے بڑھ کر تیری بے حیائی وبے شرمی کیا ہے؟

اے نفس! اگر تیرا نوکر بلکہ اگر تیرا بھائی تیری پسند کے خلاف گفتگو کر دے تو کس قدر غَضَب ناک ہو جاتا ہے؟ پھر تو کس منہ سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے غضب اور سخت پکڑ کو دعوت دیتا ہے؟ کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ تو عذابِ الٰہی کو برداشت کر لے گا؟ ایسا ہرگز ممکن نہیں۔ اگر تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سخت عذاب سے نہیں ڈرتا

Go To Index

تو تھوڑی دیر دھوپ یا گرم حمام میں بیٹھ یا انگلی کو آگ کے قریب کر؟ تجھے اپنی طاقت کا اندازہ ہو جائے گا۔

اے نفس! کیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم کے حوالے سے دھوکے کا شکار ہے اور کیا تجھے اس کی اِطاعت وعبادت کے حوالے سے بے نیازی کا فریب ہے؟ کیوں تو دنیاوی کاموں میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم پر اعتماد نہیں کرتا، دشمن سے بچنے کے لئے تو خود ہی حیلہ تلاش کرتا ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر بھروسا نہیں کرتا۔ روپے پیسوں سے پوری ہونے والی دنیاوی خواہش پیش آئے تو اس وقت تیرا دم کیوں نکلتا ہے؟ کیوں تو مختلف طریقوں سے اس کی طلب و حصول کی کوشش کرتا ہے؟ کیوں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم پر بھروسا نہیں کرتا؟ حالانکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ چاہے تو تجھے کوئی خزانہ بتادے یا تیری محنت و طلب کے بغیر تیری ضرورت پوری فرمادے۔ کیا تو اس گمان میں ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فضل و کرم صرف آخرت میں ہے دنیا میں نہیں؟ حالانکہ تو جانتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا طریقہ بدلتا نہیں اور دنیا و آخرت کا رب ایک ہی ہے۔ انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے کوشش کی۔

اے نفس! تیری منافقت اور جھوٹے دعوے بڑے عجیب ہیں تو زبان سے ایمان کا دعوٰی کرتا ہے جبکہ منافقت کا اثر تیرے ظاہر پر نمایاں ہوتا ہے۔ کیا تیرے مالک و مولا عَزَّوَجَلَّ نے تجھے یہ نہیں فرمایا:

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (پ۱۲، ھود:۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق **اللہ** کے ذمۂ کرم پر نہ ہو۔

اور آخرت کے حوالے سے یہ ارشاد نہیں فرمایا:

وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (۳۹) (پ۲۷، النجم:۳۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرے دنیوی معاملات کو خاص طور پر اپنے ذمہ لے لیا اور تجھے اس کی فکر سے آزاد کر دیا لیکن تیرے افعال اسے جھوٹا قرار دیتے ہیں کیونکہ تو دنیا کے پیچھے دیوانوں کی طرح بھاگتا ہے۔ آخرت کا معاملہ تیری محنت و کوشش کے سپرد ہے مگر تو اس سے مغروروں کی طرح منہ پھیرتا ہے۔ یہ بات تو ایمان کی علامات میں سے نہیں ہے۔ اگر ایمان فقط زبانی دعوٰی کا نام ہوتا تو منافقین کے لئے جہنم کا سب سے نچلا گڑھا نہ ہوتا۔

Go To Index

اے نفس! تجھ پر افسوس ہے گویا تو آخرت کے دن پر یقین نہیں رکھتا۔ کیا تیرا یہ خیال ہے کہ تو مرنے کے بعد بچ جائے گا اور تیری جان چھوٹ جائے گی؟ ہر گز نہیں، ایسا بالکل نہیں ہو گا۔

انسان کی حقیقت:

اے نفس! کیا تو اس گھمنڈ میں ہے کہ تو آزاد چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا تو گرائی جانے والی منی کی ایک بوند نہ تھا؟ پھر جما ہوا خون بنا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے کامل بنایا۔ جس نے یہ کچھ کیا وہ کیا مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ اگر تیرا یہی اعتقاد ہے کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا تو تجھ سے بڑھ کر کافر اور جاہل کون ہے؟ کیا تو اپنی حقیقت پر غور نہیں کرتا تو منی کی ایک بوند تھا پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے زندگی دی پھر تجھے اچھی صورت دی، تیرے لئے راہ آسان کی پھر تجھے موت دے کر قبر میں اتارے گا۔ کیا تو رب تعالیٰ کے اس قول کو جھٹلاتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے گا؟[262] اگر تو اس فرمانِ الٰہی کو نہیں جھٹلاتا تو پھر خدا سے ڈرتا کیوں نہیں؟ اگر کوئی یہودی تجھے پسندیدہ کھانے سے یہ کہہ کر منع کر دے کہ یہ کھانا تیرے لئے مرض میں نقصان دہ ہے تو اسے تو چھوڑ کر اپنے نفس سے مجاہدہ کرتا ہے۔ کیا تیرے نزدیک معجزات سے تائید شدہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے قول اور آسمانی کتابوں میں موجود رب تعالیٰ کے فرمان کی وُقعت یہودی کی بات سے بھی کم تر ہے؟ حالانکہ یہودی اندازے اور گمان سے بات کر رہا جبکہ وہ علم و عقل میں بھی ناقص ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ اگر کوئی بچہ تجھے کہہ دے کپڑے میں بچھو ہے تو دلیل کا مطالبہ کیے بغیر تو فوراً کپڑا اتار پھینکتا ہے لیکن انبیا، اولیا، علما اور حکما کے ارشادات پر عمل نہیں کرتا، کیا تیرے نزدیک ان ہستیوں کے ارشادات ناسمجھ بچے کی بات سے بھی کم تر ہیں؟ کیا جہنم کی گرمی، اس کے طوق و زنجیر، اس کے عبرت ناک عذاب، گُرز، تھوہڑ، پیپ، گرم ہَوا، سانپ اور بچھو کی تکلیف تیرے نزدیک دنیاوی بچھو کی تکلیف سے بھی کم ہے؟ حالانکہ دنیاوی بچھو کی تکلیف تو ایک یا ایک دن سے بھی کم ہوتی ہے۔ یہ سب جو تو کر رہا ہے عقل مندوں والے کام نہیں بلکہ اگر جانور تیری حالت جان لیں تو تجھ پر ہنسیں اور تیری عقل کا مذاق اڑائیں۔

262... جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ (۲۲) ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب چاہا اسے باہر نکالا۔ (پ۳۰، عبس: ۲۲)

Go To Index

بہت بڑا جاہل:

اے نفس! اگر تو سب کچھ جانتا ہے، سب پر ایمان رکھتا ہے تو پھر عمل میں کوتاہی کیوں کرتا ہے؟ جبکہ موت تیری تاک میں ہے۔ ممکن ہے کہ وہ بغیر مہلت کے تجھے اپنا شکار بنا لے پھر کیوں تو موت کے اچانک آجانے سے بے خوف ہے؟ بالفرض اگر تجھے 100 سال کی مہلت مل بھی جائے تو کیا کرلے گا؟ کیا گھاٹی کے دامن میں جانوروں کو چارہ دینے والا گھاٹی سے گزرے بغیر اسے طے کر سکتا ہے؟ اگر تو اسے ممکن جانتا ہے تو بہت بڑا جاہل ہے۔

اے نفس! ایسے شخص کے بارے میں تیری کیا رائے ہے جو گھر سے تو عِلمِ فقہ سیکھنے نکلا لیکن کئی سال تک دوسرے ملک میں بیکار گھومتا رہا اور خود کو تسلی دیتا رہا کہ گھر جانے سے ایک سال قبل علم فقہ سیکھ لے گا تو بتاؤ کیا تمہیں اس شخص کی کم عقلی پر ہنسی نہیں آئے گی کہ تھوڑی سی مدت میں علم فقہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا فقہ سیکھے بغیر محض **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے فقہائے کرام کا منصب چاہتا ہے۔

اے نفس! اگر تو یہ سوچتا ہے کہ آخری عمر کی عبادت مفید ہوتی ہے اور اعلیٰ درجات تک پہنچنے کا سبب ہوتی ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ آج کا دن ہی تیری زندگی کا آخری دن ہو پھر کیوں تو عمل کی جانب گامزن نہیں ہوتا؟ مان لیتے ہیں اگر تجھے مہلت کا پروانہ بھی مل جائے تو کیا ہوا عمل کی طرف سبقت کرنے میں کوئی حرج تو نہیں۔ ہمیں تو یہی بات سمجھ آتی ہے کہ تو خواہشات کو نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ اس میں تجھے مَشَقَّت محسُوس ہوتی ہے۔

نیک اعمال کو کل پر ٹالنا:

اے نفس! اگر تو یہ آس لگائے بیٹھا ہے کہ اُس دن عمل کروں گا جب خواہشات کی مخالفت آسان ہو جائے گی تو یاد رکھ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ایسا دن پیدا نہیں فرمایا اور نہ ہی پیدا کرے گا کیونکہ جنت مشکل اعمال اپنانے کی صورت میں حاصل ہوتی ہے اور نفس مشکل اعمال سے ہمیشہ بھاگتا ہے پس تو ناممکن چیز کی آس لگائے بیٹھا ہے۔

اے نفس! تیرا یہ ارادہ کوئی نیا نہیں، عرصہ دراز سے تو نیک اعمال کو کل پر ٹال رہا ہے، نہ جانے کتنے کل آکر آج میں تبدیل ہو گئے، ہمیں لگتا ہے کہ تو کسی بھی "کل" میں عمل نہیں کر سکتا۔ آج تو عمل میں سستی کر رہا ہے کل مزید سستی کرے گا کیونکہ خواہشات ایک مضبوط درخت کی مانند ہیں۔ مثلاً ایک شخص درخت

Go To Index

کو جوانی میں اکھاڑنے کی کوشش کرتا ہے مگر طاقت کی کمی کے باعث نہیں اکھاڑ سکتا پھر درخت اکھاڑنے کا ارادہ مؤخر کر دیتا ہے تو وقت کے ساتھ ساتھ درخت مزید مضبوط ہو تا جاتا ہے پھر جب دوبارہ اکھاڑنے کی کوشش کرتا ہے تو بڑھاپے کی وجہ سے اپنے اندر مزید کمزوری پاتا ہے۔ خواہشات کا بھی یہی معاملہ ہے کہ جو شخص جوانی میں ان پر کنٹرول نہیں کرتا وہ بڑھاپے میں کیسے کر سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ بڑھاپے کی ریاضت مشقت ہے۔ ضربُ المثل ہے: ''بھیڑیے کو ادب سکھانا عذاب مول لینا ہے۔'' تر لکڑی ٹیڑھی ہو سکتی ہے مگر جب وقت گزر جائے اور خشک ہو جائے تو پھر ٹیڑھی نہیں ہو سکتی۔

اے نفس! جب تو ان واضح باتوں کو نہیں سمجھتا اور عمل میں ٹال مٹول سے کام لیتا ہے تو پھر خود کو عقلمند کیوں سمجھتا ہے؟ اس سے بڑھ کر اور حماقت کیا ہو سکتی ہے؟ یہ عذر پیش نہ کر کہ خواہش مجھے نیک عمل نہیں کرنے دیتی، مشقت اور تکلیف مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔ یہ تیری کتنی بڑی کم عقلی ہے اور تیرا یہ عذر کس قدر غیر معقول ہے اگر تجھے لذت وخواہشات کی واقعی طلب ہوتی تو خرابیوں سے پاک وصاف دائمی خواہشات کی تمنا کرتا اور یہ تمنا جنت ہی میں پوری ہو سکتی ہے۔ اگر تو جنتی نعمتوں کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو دنیاوی خواہشات ترک کر دے کیونکہ بعض اوقات ایک لقمہ کے سبب بہت سے لقموں سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً طبیب نے مریض کو تین دن ٹھنڈا پانی پینے سے منع کیا تاکہ وہ ٹھیک ہو جائے اور عمر بھر ٹھنڈا پانی پی سکے۔ طبیب نے مریض کو تنبیہ کر دی کہ اگر میری ہدایت کی خلاف ورزی کی تو لمبے عرصے تک ٹھنڈا پانی پینے سے محروم ہو جاؤ گے کیونکہ فی الوقت ٹھنڈے پانی کا استعمال تمہیں کسی سنگین مرض میں مبتلا کر دے گا۔ ایسی صورت میں بتاؤ! عقل مند شخص کیا کرے گا تین دن صبر کرے گا تاکہ لمبے عرصے کی محرومی سے بچ جائے یا تین دن سے پہلے پانی پی کر لمبے عرصے کی تکلیف برداشت کرے گا؟ دنیا میں انسان کی عمر خواہ کتنی ہی ہو جائے آخرت کی زندگی کے مقابلے میں وہ تین دن سے بھی کم ہے۔ بتاؤ! کیا خواہشات سے بچنے کی تکلیف جہنم کی تکلیف سے زیادہ ہے؟ غور کرو جو مجاہدے کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا وہ عذابِ الٰہی کی تکلیف کیسے برداشت کر سکے گا؟

نفس کے معاملے میں کوتاہی کی وجوہات:

کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں نفس پر نظر رکھنے کے معاملے میں کوتاہی کرتے دیکھتا ہوں۔ اس کی دو ہی

Go To Index

وجہیں ہو سکتیں ہیں: (۱)... خفیہ کفر (۲)... واضح بے وقوفی۔ خفیہ کفر کا مطلب یہ ہے کہ آخرت پر تمہارا ایمان کمزور ہے اور تم سزا و جزا کی عظمت واہمیت سے واقف نہیں۔ واضح بے وقوفی کا مطلب یہ ہے کہ تم خالقِ اسباب کے فضل اور اس کے عفو و درگزر پر اعتماد تو کرتے ہو لیکن اس کی خفیہ تدبیر اور اس کے ڈھیل دینے کی طرف نہیں دیکھتے نیز اس طرف بھی تمہاری توجہ نہیں کہ ہماری عبادت کی اسے ضرورت نہیں۔ تم روٹی کے ایک لقمہ، خوراک کے ایک دانے اور مخلوق سے ایک کلمہ سننے کے معاملے میں بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ اپنی غرض تک پہنچنے کے لئے تمام حیلے اور اسباب استعمال کرتے ہو۔ اسی بے وقوفی کی وجہ سے رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایسے لوگوں کو احمق فرمایا۔

عقل مند اور بے وقوف:

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کام آنے والے عمل کرے اور بے وقوف وہ ہے جو خواہشِ نفس کی پیروی کرے پھر بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے امید رکھے۔[263]

اے نفس! تجھے دنیا کی زندگی فریب میں مبتلا نہ کرے اور ہرگز تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ڈھیل پر وہ بڑا فریبی دھوکا نہ دے۔ تو اپنی فکر کر دوسروں کا معاملہ تیرے لئے اہم نہیں۔ اپنے اوقات کو ضائع نہ کر یہ گنتی کے سانس ہیں جو آہستہ آہستہ ختم ہو رہے ہیں۔ بیماری سے پہلے صحت کو، مصروفیت سے پہلے فراغت کو، محتاجی سے پہلے مال داری کو، بڑھاپے سے پہلے جوانی کو اور موت سے پہلے زندگی کو غنیمت جان۔ جس قدر تو آخرت میں رہے گا اس کے مطابق اس کی تیاری بھی کر۔ اے نفس! کیا تو سردیوں کی مدت کے مطابق رزق، لباس، لکڑیاں اور ضروری سامان کا بندوبست نہیں کرتا؟ ایسے وقت میں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل پر بھروسا نہیں کرتا کہ وہ کسی جبے، اون اور لکڑی کے بغیر تجھ سے سردی کی تکلیف دور کر دے حالانکہ وہ اس پر قادر ہے۔

جہنمی طبقہ زَمْہریر:

اے نفس! کیا تیرا خیال یہ ہے کہ جہنم کے زَمْہریر (یعنی ٹھنڈے طبقے) میں سردی کم ہوگی اور موسم سرما

263... سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، باب ۲۵، ۴/ ۲۰۷، حدیث: ۲۴۶۷

Go To Index

کے مقابلے میں اس کا وقت بھی تھوڑا ہو گا یا یہ خیال ہے کہ اُس کی شِدَّت اِس سے کم ہو گی ؟ ہر گز نہیں ! ایسی بات نہیں اور نہ ہی شدت اور سردی کے اعتبار سے دنیا کے موسِمِ سرما اور جہنم کے زمہریر کے درمیان کوئی مناسبت ہے۔ کیا تیرا یہ خیال ہے کہ بندہ کسی محنت کے بغیر اس سے نجات پالے گا؟ ہر گز نہیں ! کیونکہ جس طرح سردیوں کے موسم کی شدت آگ اور دیگر اسباب کے بغیر دور نہیں ہوتی اسی طرح جہنم کی گرمی اور ٹھنڈک سے بچنے کے لئے توحید کے قلعہ اور عبادات کی خندق کی ضرورت ہوتی ہے۔

لوگو! یہ بھی **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کا کرم ہی ہے کہ اس نے تمہیں قلعہ بند ہونے کا طریقہ سکھادیا اور اس کے اسباب کو آسان کر دیا۔ ایسا نہیں کہ وہ قلعہ (یعنی توحید) کے بغیر تم سے عذاب کو دور کر دے جیسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا کرم ہے کہ اس نے سردی کی ٹھنڈک کو دور کرنے کے لئے آگ کو پیدا کیا، تمہیں لوہے اور پتھر کے درمیان سے آگ نکالنے کا طریقہ بتایا تاکہ تم سردیوں کی ٹھنڈک دور کر سکو۔ یہ تمام چیزیں اس نے تمہارے فائدے کے لئے پیدا فرمائی ہیں، **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کو جس طرح جبہ ، لکڑیاں وغیرہ خریدنے کی ضرورت نہیں اسی طرح عبادات اور مجاہدات کی بھی ضرورت نہیں۔ عبادت تو تمہارے لئے نجات کا ذریعہ ہے لہٰذا جو شخص نیکی کرے گا تو اپنے لئے کرے گا اور جو برائی کرے گا تو اس کا نقصان بھی خود ہی برداشت کرے گا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جہاں والوں کا محتاج نہیں۔

اے نفس! جہالت سے باہر نکل اور آخرت کو دنیا پر قیاس کر۔

آخرت کو دنیا پر قیاس کرنے کے متعلق تین فرامین باری تعالٰی:

...(1)

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ (پ۲۱،لقمٰن:۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا۔

...(2)

كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ (پ۱۷،الانبیآء:۱۰۴)

ترجمۂ کنزالایمان: ہم نے جیسے پہلے اُسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کر دیں گے۔

Go To Index

...(3)

كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ (۲۹) (پ۸،الاعراف:۲۹) ترجمۂ کنزالایمان: جیسے اس نے تمہارا آغاز کیا ویسے ہی پلٹو گے۔

اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے طریقے میں تم کوئی تبدیلی یا اس کا پھر جانا نہیں پاؤ گے۔

آخر دنیا چھوڑ کر جانا ہے:

اے نفس! میں دیکھتا ہوں کہ تو دنیا سے محبت کرتا ہے اور اسی سے مانوس ہے، اس سے جدائی تجھ پر شاق گزرتی ہے اور تو اس کے قریب ہو کر اپنے اندر اس کی محبت مزید بڑھا رہا ہے۔ جان لے کہ تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عذاب اور ثواب سے غافل ہے اور قیامت کی ہولناکیوں اور احوال سے بھی بے خبر ہے۔ تو موت پر ایمان نہیں رکھتا جو تجھے تیری محبوب چیزوں سے جدا کر دے گی۔ بتا! اگر کسی شخص کو فقط بادشاہ کے گھر میں داخل ہو کر دوسری طرف سے نکلنے کی اجازت ہو لیکن وہ وہاں کسی خوبصورت چیز پر نظر ڈالے اور دل مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہو جائے پھر اسے مجبوراً وہاں سے جدا ہونا پڑے تو کیا یہ شخص عقل مند لوگوں میں شمار ہو گا یا بے وقوفوں میں؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ دنیا بادشاہوں کے بادشاہ کا گھر ہے اور تجھے تو صرف اس سے گزرنے کی اجازت ہے اور اس میں جو کچھ ہے ان سب سے جدا ہونا ہے جیسا کہ سیِّدُ الْبَشَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ جس سے محبت کرنا چاہیں کریں آخر کار آپ نے اس سے جدا ہونا ہے اور جو بھی عمل چاہیں کریں اس کا بدلہ دیا جائے گا اور جب تک چاہیں دنیا میں رہیں بالآخر دنیا سے جانا ہے۔[264]

اے نفس! کیا تو نہیں جانتا ہے کہ جو دنیاوی لذّتوں کی طرف التفات کرتا اور ان سے انسیت حاصل کرتا ہے تو اسے ان لذّتوں کی جدائی پر کس قدر زیادہ حسرت ہو گی کیونکہ موت اس کے پیچھے کھڑی ہے۔ گویا وہ لاعلمی میں زہرِ قاتل کو توشہ بنا رہا ہے۔ کیا تو گزرے ہوئے لوگوں کو نہیں دیکھتا جنہوں نے بلند و بالا مکانات تعمیر کئے پھر خالی ہاتھ دنیا سے چلے گئے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کس طرح ان کی زمین اور مکانات کا وارث ان کے دشمنوں کو بنا دیا۔ کیا تو ان لوگوں کی حالت سے عبرت حاصل نہیں کرتا؟ دیکھ! انہوں نے کیسی کیسی اشیاء جمع کیں لیکن استعمال

264...المعجم الاوسط، ۳/۱۸۷، حدیث:۴۲۷۸ ......المستدرک، کتاب الرقاق، باب شرف المؤمن قیام اللیل، ۵/۴۶۳، حدیث:۷۹۹۱

Go To Index

نہ کر سکے، کیسی کیسی عمارتیں بنائیں لیکن ان میں رہنا نصیب نہ ہوا اور کیا کیا آرزوئیں تھیں لیکن پوری نہ ہو سکیں۔ ہر کوئی آج بلند و بالا آسمان سے باتیں کرتا محل بنانے میں مصروف ہے حالانکہ اس کا اصل ٹھکانا زمین میں کھودی ہوئی قبر ہے۔ کیا دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی حماقت ہے کہ ایک شخص اپنی دنیا سنوارتا ہے حالانکہ یقیناً اسے دنیا سے جانا ہے اور اپنی آخرت بگاڑتا ہے حالانکہ یقیناً اسے آخرت کا سامنا کرنا ہے۔

اے نفس! کیا تجھے ان بے وقوفوں کی حماقت کی پیروی کرتے ہوئے حیا نہیں آتی؟ جان لے! تجھے درست راستے کی پہچان نہیں۔ انسانی فطرت کے سبب تو جاہل لوگوں کی پیروی اور اقتدا کرتا ہے۔ تو انبیا، علما اور حکما کی عقل کا موازنہ اِن دنیا دار لوگوں کی عقل کے ساتھ کر پھر اگر تو خود کو عقل مند اور ذہین سمجھتا ہے تو ان دونوں فریقین سے جو تیرے نزدیک زیادہ عقل مند ہیں ان کی پیروی کر۔ مگر اے نفس! تیرا حال بڑا عجیب ہے، تو بڑا جاہل اور انتہائی سرکش ہے۔ تعجب ہے تو ان واضح اور روشن باتوں سے کیسے اعراض کرتا ہے؟ شاید تجھے جاہ و مرتبہ کی چاہت نے نشے میں ڈال دیا ہے اور تجھے ان واضح باتوں کے سمجھنے سے حواس باختہ کر رکھا ہے۔ تو اس بات پر غور کیوں نہیں کرتا کہ جاہ و منصب صرف اس بات کا نام ہے کہ لوگوں کے دل تیری طرف مائل ہوں۔ فرض کر زمین والے اگر تجھے سجدہ کرنے اور تیری اطاعت کرنے لگ جائیں تو کیا تو اور یہ سجدہ اور اطاعت کرنے والے پچاس ساٹھ سال بعد باقی رہیں گے؟ عنقریب ایسا وقت آئے گا کہ تیرا نام ہو گا اور نہ کوئی تیرا ذکر کرنے والا جیسا کہ بڑے بڑے بادشاہوں کا حشر ہوا۔ کیا تو ان میں سے کسی کو دیکھتا ہے یا ان کی بِھنک سنتا ہے؟ اے نفس! پھر تو کیوں پچاس سال باقی رہنے والی شے (دنیا) کو ہمیشہ رہنے والی شے (آخرت) پر ترجیح دے رہا ہے؟ اور یہ سب اس صورت میں ہے جب تو پوری زمین کا بادشاہ ہو اور مشرق و مغرب والے تیری اطاعت کریں، تیرے آگے گردنیں جھکائیں اور تمام اسباب تیرے لئے منظم ہو جائیں جبکہ وہ شخص جسے محلے والے بلکہ گھر والے اپنا امیر و پیشوا نہ مانیں اس کی بدبختی کا کیا عالم؟

اے نفس! اگر تو لاعلمی اور عدمِ بصیرت کی وجہ سے آخرت کی تیاری نہیں کر سکتا، دنیاوی خواہشات سے جدا نہیں ہو سکتا تو یہی سوچ کر دنیا سے الگ ہو جا کہ دنیا والے بڑے رذیل ہیں، دنیا میں بے حد مشقت و مصیبت ہے اور یہ جلد فنا ہونے والی ہے۔ جب کثیر دنیا نے تجھے چھوڑ رکھا ہے تو تجھے کیا ہے کہ تو تھوڑی دنیا

Go To Index

سے کنارہ کشی اختیار نہیں کرتا۔ تھوڑی سی دنیا حاصل کرکے تو کیوں خوش ہوتا ہے؟ تیرا شہر مالدار یہودیوں اور مجوسیوں سے بھرا پڑا ہے اور ان کے پاس تجھ سے زیادہ دنیاوی نعمتیں ہیں۔ ایسی دنیا پر تُف ہے جس میں خسیس (کم تَر) لوگ بھی تجھ سے آگے ہیں۔

اے نفس! تو کتنا جاہل ہے، تیری ہمت کس قدر خَسِیْس ہے اور تیری سوچ کتنی گھٹیا ہے کہ تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مقرب بندوں انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور صدیقین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن کی جماعت سے جو ہمیشہ رحمتِ الٰہی کے سائے میں ہے منہ موڑ کر چند دنیاوی ایام کے لئے بے وقوف جاہل لوگوں کی صف میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ تجھ پر افسوس! ایسی صورت میں تیری دنیا اور دین دونوں برباد ہو جائیں گے۔

اے نفس! جلدی کر تو ہلاکت کے نزدیک ہو چکا ہے، موت تیرے قریب آپہنچی ہے اور موت سے ڈرانے والا (یعنی بڑھاپا) بھی آگیا ہے۔ مرنے کے بعد تیری طرف سے کون نماز پڑھے گا؟ موت کے بعد تیری طرف سے کون روزہ رکھے گا؟ تیری طرف سے کون **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو جواب دے گا؟

اے نفس! تیری زندگی کے چند روز باقی ہیں اگر تو ان سے اُخروی تجارت کرے تو یہ تیرا قیمتی سرمایہ ہیں مگر تو نے اکثر ایام کو ضائع کر دیا ہے اب مرتے دم تک بھی ان کے ضائع کرنے پر روتا رہے تو ان کی تلافی نہیں کر سکتا پھر بھلا ایسی صورت میں کیسے تلافی کر سکتا ہے جبکہ تو بقیہ زندگی کو ضائع کرنے اور پرانی عادت پر قائم رہنے سے باز نہ آنے والا ہو؟

اے نفس! کیا تو نہیں جانتا کہ تیرا انجام موت، ٹھکانا قبر، بچھونا مٹی، کیڑے تیرے ساتھی اور حشر کا ہولناک معاملہ تیرے سامنے ہے۔

اے نفس! کیا تو یہ نہیں جانتا کہ مُردوں کا لشکر شہر کے دروازے پر تیرا انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے پختہ عزم کر رکھا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے جب تک تجھے ساتھ نہ لے جائیں۔

اے نفس! کیا تو نہیں جانتا کہ مردے اس دنیا میں آنے کے لئے بے چین ہیں تاکہ وہ گزشتہ کوتاہی کا تدارُک کر سکیں جبکہ تیرے پاس ابھی موقع ہے۔ اگر مردوں سے خرید و فرخت کا معاملہ ہو تو یہ تیرے ایک دن کو پوری دنیا کے بدلے خریدنے پر تیار ہو جائیں اور تو ہے کہ اپنے اوقات غفلت و فضولیات میں ضائع کر رہا ہے۔

Go To Index

افسوس تجھ پر **اے نفس!** کیا تجھے حیا نہیں آتی؟ مخلوق کے لئے ظاہر کو مُزَیَّن کرتا ہے لیکن باطن میں بڑے بڑے گناہ کرکے خالقِ کائنات کی نافرمانی کرتا ہے۔ تو مخلوق سے حیا کرتا ہے لیکن خالق سے حیا نہیں کرتا۔ بدبخت! تو کیا سمجھے بیٹھا ہے وہ تجھے نہیں دیکھ رہا؟ تو لوگوں کو نیکی کی دعوت دیتا ہے اور خود گناہوں میں آلودہ رہتا ہے، لوگوں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلاتا ہے اور خود اس سے بھاگتا ہے، دوسروں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کی تلقین کرتا ہے لیکن خود اسے بھلائے بیٹھا ہے۔

اے نفس! کیا تو یہ نہیں جانتا کہ گناہ پاخانے سے زیادہ بدبودار ہے اور پاخانہ کسی چیز کو پاک نہیں کرتا لہٰذا جب تو خود گناہوں کی نجاست سے آلودہ ہے تو دوسروں کو پاک کرنے کی طمع کیوں کرتا ہے؟

افسوس تجھ پر **اے نفس!** اگر تجھے اپنی حقیقت کا علم ہو جائے تو لوگوں کو پہنچنے والی مصیبت کا سبب اپنی نحوست کو خیال کرے۔ . اَ

اے نفس! تجھ پر افسوس کہ تو نے خود کو شیطان کا گدھا بنالیا ہے جو تجھے جہاں چاہتا ہے لے جاتا ہے اور اس نے تجھے مغلوب کر رکھا ہے پھر بھی تو اپنے عمل پر خوش ہوتا ہے حالانکہ وہ عمل آفات سے لبریز ہوتا ہے۔ اگر تو نے اپنے عمل کو آفات سے مکمل طور پر بچالیا تو یہ تیرے لئے کامیابی ہے لیکن تعجب ہے تو گناہوں کی کثرت کے باوجود اپنے عمل پر خوش ہوتا ہے۔ شیطان دو لاکھ سال تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتا رہا لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے ایک گناہ کی وجہ سے مردود قرار دیا اور حضرت سیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو نبی اور برگزیدہ ہونے کے باوجود ایک لغزش[265] کے سبب سے جنت سے جدا ہونا پڑا۔

افسوس تجھ پر **اے نفس!** تو کتنا غدار، بے شرم، جاہل اور گناہوں پر جرأت کرنے والا ہے، تو عہد توڑتا

265... اس لغزش کا پس منظر یہ ہے: شیطان نے کسی طرح حضرت آدم و حوا (عَلَیْہِمَا السَّلَام) کے پاس پہنچ کر کہا کہ میں تمہیں شَجَرِ خُلد بتادوں؟ حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے انکار فرمایا۔ اس نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں، انہیں خیال ہوا کہ **اللہ** پاک کی جھوٹی قسم کون کھا سکتا ہے؟ بایں خیال حضرت حوّا (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) نے اس میں سے کچھ کھایا پھر حضرت آدم (عَلَیْہِ السَّلَام) کو دیا انہوں نے بھی تناول کیا، حضرت آدم (عَلَیْہِ السَّلَام) کو خیال ہوا کہ (فرمانِ الٰہی) لَا تَقْرَبَا کی نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں کیونکہ اگر وہ تحریمی سمجھتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں یہاں حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے اجتہاد میں خطا ہوئی اور خطائے اجتہادی معصیت نہیں ہوتی۔ (خزائن العرفان، پ۱، البقرۃ، تحت الآیۃ:۳۶)

Go To Index

ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔ ان خطاؤں کے باوجود اپنی دنیا بسانے میں لگا ہوا ہے گویا تو یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ تجھے یہاں سے جانا نہیں۔ کیا تو قبرستان والوں کو نہیں دیکھتا وہ دنیا میں کیا کرتے رہے؟ سامان جمع کیا، عالیشان مکانات بنائے اور لمبی لمبی امیدیں باندھتے رہے لیکن ان کا جمع شدہ مال تباہ و برباد ہو گیا، مکانات قبروں میں بدل گئے اور امیدیں دھوکے کا سامان ہو گئیں۔

اے نفس! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو عبرت حاصل نہیں کرتا؟ کیوں تو ان کے حالات نہیں دیکھتا؟ کیا تیرا یہ خیال ہے صرف انہی کو آخرت کا سامنا ہو گا اور تو ہمیشہ یہیں رہے گا؟ ایسا کبھی نہیں ہو گا تیرا یہ گمان فاسد ہے، تو پیدائش سے اب تک عمر ضائع کر رہا ہے۔ زمین پر تو اپنے لئے عمارت بناتا ہے لیکن تھوڑی ہی مدت کے بعد اس کے اندر تیری قبر ہو گی۔ کیا تجھے اس بات کا ڈر نہیں جب روح قبض ہونے کے بعد فرشتے تیرے پاس آئیں گے جن کے رنگ سیاہ اور چہرے تُرش رُو ہوں گے، وہ تجھے عذاب کی خوش خبری سنائیں گے۔ اس وقت تجھے ندامت کچھ فائدہ نہ دے گی اور تیرا غمگین ہونا اور رونا دھونا تیرے کچھ کام نہ آئے گا۔

اے نفس! بڑے تعجب کی بات ہے کہ اتنی بے وقوفی کے باوجود تو بصیرت اور دانائی کا دعوٰی کرتا ہے۔ کیا یہی تیری دانائی ہے کہ تو روز بروز مال کی زیادتی پر خوش ہوتا ہے اور زندگی کم ہونے پر غمگین نہیں ہوتا؟ زندگی کے کم ہونے پر مال کی زیادتی تجھے کیا فائدہ دے گی؟

افسوس تجھ پر **اے نفس!** تو آخرت سے اعراض کرتا ہے حالانکہ وہ تیری طرف بڑھ رہی ہے اور تو دنیا کی طرف بھاگتا ہے حالانکہ وہ تجھ سے منہ پھیرے جا رہی ہے۔ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہوں نے کل پر کام رکھا لیکن پورا نہ کر سکے اور کتنی ہی آرزوئیں ایسی ہیں جو پوری نہ ہو سکیں۔ تو ان سب چیزوں کا مشاہدہ اپنے بھائیوں، عزیز و اقارب اور پڑوسیوں میں کرتا ہے اور انہیں موت کے وقت حسرت زدہ دیکھتا ہے پھر بھی جہالت سے باز نہیں آتا۔

اے نفس! اس دن سے ڈر جس کے بارے میں **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے یہ قسم یاد فرمائی ہے کہ وہ بندے کو اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک ہر اس چھوٹے بڑے، ظاہر و پوشیدہ عمل کا حساب نہ لے لے جس کے کرنے یا نہ کرنے کا دنیا میں حکم دیا تھا۔

Go To Index

اے نفس! کس وجود کے ساتھ تو ربُّ الْعالمین کی بارگاہ میں حاضر ہوگا؟ اور کس زبان سے جواب دے گا؟ اس کی بارگاہ میں سرخرو ہونے کی تیاری کر اور اپنی بقیہ عمر کو ان تھوڑے ایام میں طویل ایام کے لئے گزار۔ اس فانی دنیا میں باقی رہنے والی دنیا کے لئے تیاری کر اور تھکاوٹ اور غموں سے بھرپور اس جہاں میں ابدی نعمتوں والے جہاں کے لئے عمل کر اس سے پہلے کہ تو عمل نہ کرسکے۔ آزاد لوگوں کی طرح اپنی مرضی سے دنیا کی محبت سے نکل جا بعد میں کہیں ایسا نہ ہو کہ مجبور ہو کر نکلنا پڑے۔ اگر دنیاوی تروتازگی تجھے حاصل ہے تو اس پر ناز نہ کر کیونکہ کتنے ہی خوش ہونے والے ایسے ہیں جو دھوکے کا شکار ہیں اور کتنے ہی دھوکے کا شکار ایسے ہیں جو دھوکے میں مبتلا ہونے سے لاعلم ہیں۔ تو خرابی ہے اس کے لئے جو ویل (نامی جہنمی وادی) کا حق دار ہے اور اسے اس بات کا شعور نہیں۔ کوئی ہنس رہا اور خوش ہو رہا ہوتا ہے، لہو ولعب میں مشغول اور اِترا رہا ہوتا ہے نیز کھانے پینے میں مشغول ہوتا ہے جبکہ اس کا نام لوحِ محفوظ میں جہنمی لکھا ہوتا ہے۔

لہٰذا **اے نفس!** تو دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھ، بحالَتِ مجبوری ہی دنیا کی طرف جا اور اپنے اختیار سے اسے ٹھوکر مار اور آخرت کی طلب میں سبقت کر۔ ناشکروں کی رَوِش سے بچ جو شکر تو کرتے نہیں پھر بھی جو باقی ہے اس میں زیادتی چاہتے ہیں، خود گناہ سے باز نہیں آتے دوسروں کو گناہوں سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔

اے نفس! تو یہ جان لے! دین کا کوئی عوض نہیں اور ایمان کا کوئی بدل نہیں نیز جسم کا کوئی قائم مقام نہیں۔ جس کی سواری دن اور رات ہو اسے سفر کرنا ہی پڑے گا اگرچہ وہ سفر نہ کرنا چاہے (یعنی دنیا میں آگئے ہو تو مقررہ مدت گزارنی ہوگی)۔

اے نفس! اس نصیحت کو قبول کر اور اس پر عمل کر کیونکہ جو شخص اس نصیحت سے منہ پھیرتا ہے وہ گویا خود کو جہنم کا حقدار بناتا ہے اور میرا نہیں خیال کہ تو جہنمی ہونا پسند کرے گا بلکہ میرا خیال ہے تو اس نصیحت پر ضرور عمل کرے گا اور اگر دل کی سختی تجھے اس نصیحت پر عمل کرنے سے روکتی ہے تو تہجد اور شب بیداری سے مدد طلب کر۔ اگر یہ کارگر نہ ہو تو نفلی روزوں کی پابندی کر اور اگر اس سے بھی سختی ختم نہ ہو تو لوگوں سے میل جول اور گفتگو کم کردے پھر اگر اس سے بھی فرق نہ پڑے تو رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور یتیموں پر نرمی اختیار کر اور اگر اس سے بھی کام نہ بنے تو جان لے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیرے دل پر مہر لگادی ہے اور تیرا ظاہر

وباطن گناہوں کی نحوست سے سیاہ ہو چکا ہے تو اب خود کو جہنمی تصور کر کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنت کو پیدا کیا تو اس کے حقداروں کو بھی پیدا فرمایا اور جہنم کو پیدا کیا تو اس کے اہل کو بھی پیدا کیا، پس ہر ایک کو اس کا حصہ مل گیا، لہٰذا اب تجھ میں نصیحت قبول کرنے کی گنجائش نہ رہی، اب تو اپنے نفس سے ناامید ہو جا لیکن ناامیدی تو بہت بڑا گناہ ہے جس سے ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتے ہیں۔ اب تیرے لئے ناامیدی کا راستہ بھی بند اور امید کا راستہ بھی بند نیز نیکی کے تمام راستے تجھ پر بند ہو چکے ہیں، اگر تو کوئی امید باندھے گا بھی تو وہ دھوکا ہی ہو گا۔ اب تو غور کر کہ جس مصیبت میں مبتلا ہے اس پر تجھے دکھ ہے یا نہیں؟ خود پر تجھے ترس آ کر آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں یا نہیں؟ لہٰذا اگر آنسو بہتے ہیں اور ان کا منبع بحرِ رحمت ہے تو معلوم ہوا کہ ابھی امید کی کرن باقی ہے لہٰذا رونا دھونا اپنا وطیرہ بنا لے، سب سے زیادہ رحم کرنے والی ذات سے مدد مانگ، سب سے زیادہ کریم کی بارگاہ میں التجا کر، اس سے مسلسل مدد مانگتا رہ اور التجا کے دراز ہونے سے نہ اُکتا۔ ممکن ہے وہ تیری ناتوانی پر رحم فرمائے، تیری فریادرسی کرے کیونکہ تیری مصیبت بہت بڑی ہے، تو سخت آزمائش میں ہے، نافرمانی بڑھ گئی ہے اور کوئی حیلہ اور عذر باقی نہیں رہا۔ اب کوئی بچنے کا طریقہ ہے نہ تلاش کی جگہ، نہ کوئی مددگار اور نہ ہی راہِ فرار۔ تیرے مولیٰ کے علاوہ اب کوئی پناہ گاہ اور نجات کی جگہ بھی نہیں، لہٰذا آہ وزاری کے ساتھ اس کی بارگاہ میں حاضر ہو جا، اپنی جہالت اور گناہوں کی کثرت کے مطابق عاجزی وانکساری کا مظاہرہ کر کیونکہ وہ عاجزی وانکساری کرنے والے بندے پر رحم فرماتا ہے، حسرت زدہ طالب کی مدد کرتا ہے اور مجبور کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ آج تو اسی کی طرف مجبور اور اس کی رحمت کا محتاج ہے باقی تمام راستے تجھ پر بند ہو گئے ہیں، تمام اسباب منقطع ہو چکے ہیں، وعظ ونصیحت تجھے فائدہ نہیں دی رہی اور ڈانٹ ڈپٹ اور ملامت کا تجھ پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تو جس سے طلب کر رہا ہے وہ کریم ذات ہے، جس سے مانگ رہا ہے وہ جواد ہے، جس سے مدد طلب کر رہا ہے وہ احسان فرمانے والا مہربان ہے، اس کی رحمت وسیع، فیضانِ کرم جاری وساری اور اس کا عفو ودرگزر عام ہے۔

گناہ گار کی دعا:

تم اس کی بارگاہ میں عرض کرو: ''یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن، یَا رَحْمٰن، یَا رَحِیْم، یَا حَلِیْم، یَا عَظِیْم، یَا کَرِیْم میں گناہوں پر مُصِر اور جری رہا اور عرصۂ دراز سے گناہ کرتا رہا نیز گناہ کرتے وقت مجھے کبھی شرم نہ آئی۔ آج میں انتہائی

Go To Index

عاجزی وانکساری، مفلسی ومحتاجی اور بے کسی و بے بسی کی حالت میں تیری بارگاہ میں عرض گزار ہوں۔یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن! میری مدد فرما، اس مشکل کو دور فرما، اپنی رحمتوں کا نزول فرما، اپنے عفوو کرم کا جام پلا اور مجھے گناہوں سے بچا۔"

300سال تک گریہ وزاری:

اے نفس! اس سلسلے میں تو اپنے والد حضرت سیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اقتدا کر کہ حضرت سیِّدُنا وہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو جنت سے زمین پر بھیجا تو آپ اس قدر روئے کہ آنسو نہ تھمتے تھے۔ ساتویں دن آپ سر جھکائے گریہ وزاری کر رہے تھے کہ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے وحی فرمائی: اے آدم! اس قدر کیوں رو رہے ہو؟ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: اے میرے رب! جنت سے زمین پر آجانا مصیبت خیال کر رہا ہوں، لغزش کے باعث جنت سے دور ہوں، عزت وسعادت اور راحت وعافیت والے مقام سے یہاں آپہنچا ہوں، دائمی زندگی اور ہمیشہ باقی رہنے والے مقام سے اس فانی جگہ میں آگیا ہوں تو میں کیونکر اپنی لغزش پر گریہ وزاری نہ کروں؟ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے فرمایا: اے آدم! کیا میں نے تجھے اپنے لئے منتخب نہ کیا، تجھے جنت میں نہ ٹھہرایا، تجھے عزت وکرامت سے نہ نوازا، اپنی ناراضی سے نہ ڈرایا، تجھے اپنے دستِ قدرت سے نہ بنایا، تجھ میں روح نہ ڈالی اور فرشتوں سے سجدہ نہ کروایا، تم سے خطا ہوئی، میرے عہد کو بھول گئے اور میری ناراضی مول لی مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر میں تمام زمین کو تم جیسے لوگوں سے بھر دوں اور وہ سب میری عبادت کریں، میری پاکی بیان کریں پھر میری نافرمانی کریں تو میں ان سب کو خطاکار ٹھہراؤں گا۔ یہ سن کر آپ عَلَیْہِ السَّلَام 300سال تک روتے رہے۔

سیِّدُنا عبید اللہ بَجَلی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کی مناجات:

حضرت سیِّدُنا عبید اللہ بَجَلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی بہت گریہ وزاری کیا کرتے۔ رات بھر رو رو کر **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں مناجات کرتے: "الٰہی! میں وہ ہوں جس کی عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ گناہ بھی بڑھ رہے ہیں، الٰہی! میں وہ ہوں جو گناہ چھوڑنے کا ارادہ کرتا ہے لیکن اسے کوئی دوسری شہوت آگھیرتی ہے۔ افسوس عبید! ایک گناہ پرانا نہیں ہوتا اور تو دوسرے گناہ میں پڑ جاتا ہے۔ ہائے عبید! اگر جہنم ٹھکانا بن گیا تو کیا کرے گا؟ آہ

Go To Index

عبید! کیا معلوم تیرے سر کے لئے گُرز تیار ہوں۔ہائے عبید! طلب گاروں کی حاجتیں پوری ہو جائیں لیکن شاید تیری حاجت پوری نہ ہو۔"

ایک عبادت گزار کی مناجات:

حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے کوفہ میں ایک عبادت گزار کو یوں مناجات کرتے ہوئے سنا: "اے میرے رب! تیری عزت وجلال کی قسم! میں نافرمانی کر کے تیری مخالفت ہرگز نہیں چاہتا تھا، تیرے مقام سے ناواقف تھا اس لئے نافرمانی ہو گئی، میں نہ تو خود کو تیرے عذاب کے لئے پیش کرنا چاہتا ہوں اور نہ ہی تیری بارگاہ میں حقیر ہونا چاہتا ہوں، نفس نے گناہوں کو اچھا بنا کر پیش کیا، بد بختی مجھ پر غالب آ گئی، تیری ڈھیل سے دھوکے میں رہا، لہٰذا اپنی جہالت کے سبب تیری نافرمانی کا مرتکب ہوا اور اپنے عمل سے تیری مخالفت کی۔ اب تیرے عذاب سے مجھے کون بچائے گا؟ اگر تیری بارگاہ میں نہ آؤں تو میں کہاں جاؤں؟ ہائے افسوس! کل قیامت کے دن تیرے سامنے کھڑا ہونا ہو گا۔ ہلکے بوجھ والوں کو کہا جائے گا: گزر جاؤ۔ اور بھاری بوجھ والوں کو کہا جائے گا: ٹھہرے رہو۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں ہلکے بوجھ والوں میں سے ہوں یا بھاری بوجھ والوں سے۔ ہائے میرے لئے خرابی! میری عمر زیادہ ہو رہی ہے اور میرے گناہ بڑھتے جا رہے ہیں۔ میں کب تک یوں توبہ کر کے گناہ کرتا جاؤں گا؟ کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ میں رب تعالٰی سے حیا کروں؟"

بزرگانِ دین کا اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں مناجات کرنے اور اپنے نفس کو ملامت کرنے کا یہ طریقہ تھا۔ وہ مناجات کے ذریعے اپنے رب کی رضا چاہتے تھے اور ان کا مقصد نفس کو ملامت کر کے اسے تنبیہ کرنا اور عار دلانا تھا۔ جو شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں مناجات اور نفس کو ملامت کرنے میں سستی کرتا ہے وہ نفس کی نگرانی کرنے والا نہیں اور ممکن ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ایسے شخص سے راضی بھی نہ ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے "مراقبہ ومحاسبہ کا بیان" مکمل ہوا

☆...☆...☆...☆...☆...☆

Go To Index

فکر وعبرت کا بیان

تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس کی بُزرگی کا کوئی جہت وکنارہ نہیں اور نہ ہی اس کی عظمت کی بلندی تک پہنچنے کے لئے ذہنی تصورات اور عقلوں کو کوئی راہ ہے بلکہ امید واروں کے دل اس کی کبریائی کے صحرا میں حیران وپریشان ہیں۔ جب یہ حیرانگی اپنے مطلوب کو پانے کی کوشش میں جوش مارتی ہے تواُس کے جلال کے پردے اِسے پیچھے دھکیل دیتے ہیں اور جب مایوس ہو کر واپس جانے کا ارادہ کرتی ہے تو جمال کے پردوں سے آواز آتی ہے (راہِ سُلوک پر) صبر کر! صبر کر! پھر اس سے کہا جاتا ہے: ”اپنے بندہ ہونے کی پستی میں غور وفکر کرو کیونکہ اگر تم جلالِ رَبوبِیَّت میں غور وفکر کروگے تو اس تک نہ پہنچ سکوگے۔ اگر تم اپنے بارے میں غور وفکر کرنا نہیں چاہتے تو دیکھو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے انعام واحسان کیسے مسلسل تم پر برس رہے ہیں لہٰذا ہر نعمت پر نئے سرے سے ذکر وشکر کرو اور تقدیر کے سمندر میں غور وخوض کرو کہ کس طرح عالَمِین پر خیر وشر، نفع ونقصان، تنگی وآسانی، کامیابی وناکامی، جوڑ توڑ، لپیٹنا اور پھیلانا، ایمان وکفر اور پہچان اور انکار کو جاری کیا گیا ہے۔ اگر نظر افعال سے ذات کی طرف بڑھی تو یقیناً تم نے بہت بڑی جرأت کی اور ظلم اور ناانصافی کے سبب اپنے نفس کو بشریت کی حد سے آگے بڑھنے کے خطرے میں ڈال دیا حالانکہ عقلیں تو نورِ جلال کی ابتدا میں ہی مغلوب ہو گئیں اور مجبوراً اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے لوٹ گئیں (نورِ جلال کی انتہا تو دور کی بات ہے)۔

خوب دُرود وسلام ہو اُن پر جو اولادِ آدم کے سردار ہیں اگرچہ انہوں نے اس سرداری کو فخر شمار نہ کیا، ایسا دُرود جو میدانِ قیامت میں ہمارے لئے ذخیرہ ووسیلہ ہو جائے اور آپ کی آل واَصحاب پر بھی خوب دُرود وسلام ہو جن میں سے ہر ایک آسمانِ دین کا بدرِ کامل (یعنی مکمل چاند) اور مسلمان جماعتوں کا قائد ہے۔

ایک سال کی عبادت سے بہتر:

حدیثِ مبارک میں آتا ہے: ”لمحہ بھر غور وفکر کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔“[266]

قرآنِ مجید میں سوچ وبچار، انجام کی فکر اور عبرت کے حصول پر بہت زیادہ ابھارا گیا ہے۔ یہ بات مخفی

266...کتاب العظمۃ لابی الشیخ الاصبہانی، باب ما ذکر من الفضل فی المتفکر فی ذالك، ص ۳۳، حدیث: ۴۴

قوت القلوب، الفصل السادس: فی ذکر عمل المرید بعد صلاۃ الغداۃ، ۱ / ۲۹

Go To Index

نہیں کہ غور و فکر ہی انوار و تجلیات کی چابی اور بصیرت کی ابتدا ہے۔ یہ علوم کے لئے مچھلی کے جال کی طرح اور معارف ومفاہیم کے لئے شکار گاہ ہے۔ اکثر لوگ اس کی فضیلت اور رُتبے کو تو جانتے ہیں لیکن وہ اس کی حقیقت، فوائد، ابتدا، کیفیت اور اس کے راستوں سے بے خبر ہیں۔ یہ بھی نہیں جانتے کہ غور و فکر کیسے کریں؟ کس کے بارے میں کریں؟ کیوں کریں؟ فکر سے مطلوب کیا ہو؟ مقصود بذاتِ خود فکر ہے یا اس سے کوئی فائدہ مقصود ہے؟ اگر ثمرہ و نتیجہ مقصود ہے تو وہ علوم ہیں یا احوال یا علوم واحوال دونوں؟

ان تمام باتوں سے پردہ اٹھانا ضروری ہے۔ پہلے ہم غور و فکر کی فضیلت پھر اس کی حقیقت اور پھر اس کا نتیجہ بیان کریں گے اور اس کے بعد اِنْ شَآءَ اللہ مقاماتِ فکر بیان کریں گے۔

باب نمبر 1: غوروفکر کی فضیلت، حقیقت اور اس کے مقامات

(اس میں تین فصلیں ہیں)

پہلی فصل: غوروفکر کی فضیلت

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اپنی کتابِ عزیز میں بے شمار مقامات پر غور و فکر کرنے کا حکم دیا اور غور و فکر کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا ۚ (پ۴، اٰل عمرٰن:۱۹۱)

ترجمۂ کنزالایمان: جو **اللہ** کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا۔

حضرت سیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ ذاتِ باری تعالیٰ میں غور و فکر کرنے لگے تو سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "**اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی مخلوق میں غور و فکر کرو اور **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کے بارے میں غور و فکر نہ کرو کیونکہ تم رب تعالیٰ کو نہیں جان سکتے جیسے اسے جاننے کا حق ہے۔"[267]

267...کتاب العظمۃ لابی الشیخ الاصبھانی، باب الامر بالتفکر فی اٰیات اللہ، ص۱۸، حدیث:۵

Go To Index

غوروفکر کے متعلق دو فرامینِ مصطفےٰ:

(1)...ایک دن رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابۂ کرام کی ایک جماعت کے پاس آئے جو غور و فکر میں مصروف تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "تم کلام کیوں نہیں کر رہے؟" صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: "ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں غور و فکر کر رہے ہیں۔" آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "تم ایسے ہی کرتے رہو، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں غور و فکر کرو اور اس کی ذات میں غور و فکر نہ کرو، مغرب کی جانب ایک سفید زمین ہے جو چالیس دن کی مسافت پر واقع ہے، اس کا نور اس کی سفیدی ہے، وہاں مخلوقِ خدا میں سے ایک ایسی مخلوق ہے جس نے پلک جھپکنے کی مقدار بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہیں کی۔" صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: "یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! شیطان ان میں نہیں؟" ارشاد فرمایا: "وہ نہیں جانتے کہ شیطان پیدا بھی ہوا ہے یا نہیں۔" عرض کی گئی: "کیا وہ اولادِ آدم ہیں؟" ارشاد فرمایا: "وہ تو حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے پیدا ہونے یا نہ ہونے کو بھی نہیں جانتے۔"[268]

(2)...حضرت سیِّدُنا عطاء بن ابورَباح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "میں اور حضرت عبید بن عُمیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک دن حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس گئے، ہمارے اور ان کے درمیان پردہ تھا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: "اے عبید! ہمارے پاس آنے سے تمہیں کیا چیز روکتی ہے؟" عرض کی: آقائے دوجہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے کہ "کبھی کبھی ملنا محبت بڑھاتا ہے۔" پھر حضرت سیِّدُنا عُبَیْد بن عُمَیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا: "آپ ہمیں رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کوئی بہت ہی پسندیدہ بات ارشاد فرمائیں جو آپ نے ان میں دیکھی ہو۔" یہ سن کر حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا رونے لگیں اور فرمایا: آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہر معاملہ ہی پسندیدہ ہے، ایک رات آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے پاس تشریف لائے حتّٰی کہ میرا جسم ان کے جسم سے مَس ہو گیا۔ پھر فرمایا: "مجھے چھوڑ دو، میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنا چاہتا ہوں۔" چنانچہ آپ مشکیزے کی طرف بڑھے، اس سے وضو فرمایا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ نماز میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس قدر روئے کہ آپ کی مبارک داڑھی

268...کتاب العظمۃ لابی الشیخ الاصبہانی، باب ما ذکر من کثرۃ عبادۃ اللہ...الخ، ص۳۲۵، حدیث:۹۶۰

Go To Index

تر ہوگئی، پھر سجدے میں گئے حتّٰی کہ زمین بھی بھیگ گئی، پھر کروٹ کے بل بیٹھے رہے یہاں تک کہ حضرت بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نمازِ فجر کی اطلاع دی اور عرض کی: ”یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے وسیلہ سے آپ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ معاف فرمادیئے پھر آپ کو کس چیز نے رُلایا؟“ ارشاد فرمایا: اے بلال! میں کیوں نہ روؤں حالانکہ آج رات **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ(۱۹۰) (پ۴، اٰل عمرٰن: ۱۹۰)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے۔

پھر فرمایا: خرابی ہے اس کے لئے جو اس کو پڑھے اور اس میں غور وفکر نہ کرے۔[269]

حضرت سیِّدُنا امام اَوزاعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا کہ زمین وآسمان کی تخلیق اور دن رات کے بدلنے کے متعلق غور وفکر کی انتہا کیا ہے؟ تو فرمایا: انہیں پڑھنا اور سمجھنا۔

غور وفکر کے متعلق 21 اقوالِ بزرگانِ دین:

(1)... حضرت سیِّدُنا محمد بن واسع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ النَّافِع بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابوذر غِفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کے بعد ایک بصری شخص آپ کی والدہ کے پاس آیا اور ان سے حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عبادت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ”وہ دن کا اکثر حصہ گھر کے ایک کونے میں بیٹھے غور وفکر کرتے رہتے۔“

(2)... حضرت سیِّدُنا حسن بَصْرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”لمحہ بھر کا غور وفکر پوری رات عبادت کرنے سے بہتر ہے۔“

(3)... حضرت سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ”غور وفکر ایک ایسا آئینہ ہے جو تجھے تیری نیکیاں اور برائیاں دکھاتا ہے۔“

269... صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب التوبۃ، ۲ / ۸، حدیث: ۶۱۹

مشکل الآثار للطحاوی، باب بیان...فی السبب الذی فیہ نزلت: ان فی خلق السموات...الخ، ۱۰ / ۳۲۶، حدیث: ۴۰۰۹

Go To Index

عمل کا مغز:

(4)... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدہم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم سے کہا گیا کہ آپ بہت طویل غور وفکر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "غور وفکر عمل کا مغز ہے۔"

(5)... حضرت سیِّدُنا سفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اکثر یہ شعر بطورِ مثال بیان کرتے:

اِذَا الْمَرْءُ كَانَتْ لَهٗ فِكْرَةٌ فَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَهٗ عِبْرَةٌ

ترجمہ: جب انسان غور وفکر کرتا ہے تو اسے ہر شے سے عبرت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت سیِّدُنا طاؤس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عیسٰی روحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے حواریوں نے آپ سے کہا: "یا روحَ اللہ! کیا آج روئے زمین پر آپ کی مثل کوئی ہے؟" آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: "ہاں! جس کا بولنا ذکر، خاموش رہنا فکر اور نگاہ عبرت والی ہو تو وہ میری مثل ہے۔"

کلام، خاموشی اور نگاہ:

(6)... حضرت سیِّدُنا حسن بَصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا کہ جس کے کلام میں کوئی حکمت نہ ہو وہ بے کار ہے، جس کی خاموشی میں غور وفکر نہ ہو وہ غلطی ہے اور جس کی نگاہ میں عبرت نہ ہو وہ کھیل ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے:

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ (پ۹، الاعراف:۱۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں اپنی آیتوں سے انھیں پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں۔

یعنی میں انہیں اپنی نشانی میں غور وفکر کرنے سے روک دوں گا۔

آنکھوں کو ان کا حق دو:

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ بے مثال، شفیعِ روزِ شمار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اپنی آنکھوں کو عبادت میں سے ان کا حصہ دو۔" صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: "یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! عبادت میں آنکھوں کا کیا حصہ ہے؟" ارشاد فرمایا:

Go To Index

"قرآنِ مجید میں دیکھنا، اس میں غور و فکر کرنا اور اس کے عجائبات سے عبرت حاصل کرنا۔"[270]

(7)...مکّۃُ المکرّمہ کے قریب رہنے والی ایک دیہاتی عورت نے کہا: "اگر متّقی لوگوں کے دل غور و فکر کے ذریعے اس چیز کا مشاہدہ کریں جو غیب کے پردوں میں اُخروی بھلائی کی صورت میں ان کے لئے ذخیرہ کی گئی ہے تو دنیا میں رہنا انہیں گوارا نہ ہو اور نہ ان کی آنکھوں کو دنیا میں قرار آئے۔"

لمبی فکر راہِ جنت کی راہنمائی کرتی ہے:

(8)...حضرت سیِّدُنا حکیم لقمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن تنہائی میں دیر تک بیٹھے رہتے، ان کا آقا ان کے پاس سے گزرتا تو کہتا: "اے لقمان! تم اتنی دیر تک تنہا بیٹھے رہتے ہو اگر لوگوں کے ساتھ بیٹھو تو کچھ دل لگ جائے گا۔" حضرت سیِّدُنا حکیم لقمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے: "طویل تنہائی سے فکر میں زیادہ سمجھ بوجھ پیدا ہوتی ہے اور لمبی فکر راہِ جنت کی راہنمائی کرتی ہے۔"

(9)...حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: "جب کسی شخص کی فکر طویل ہو جائے تو وہ جان لیتا ہے اور جب کوئی شخص جان لیتا ہے تو وہ عمل کرتا ہے۔"

(10)...حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز فرماتے ہیں: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں غور و فکر کرنا افضل عبادت ہے۔"

(11)...ایک دن حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا سَہل بن علی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کو خاموش اور فکر مند دیکھا تو پوچھا: "کہاں پہنچ گئے؟" انہوں نے کہا: "پل صراط تک۔"

(12)...حضرت سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: "اگر لوگ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عظمت میں غور و فکر کریں تو کبھی اس کی نافرمانی نہ کریں۔"

رات بھر قیام سے بہتر:

(13)...حضرت سیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "غور و فکر سے پڑھی جانے والی دو رکعتیں بے دلی سے کیے جانے والے پوری رات کے قیام سے بہتر ہیں۔"

270...کتاب العظمۃ لابی الشیخ الاصبھانی، باب الامر بالتفکر فی آیات اللہ، ص ۲۰، حدیث: ۱۲

Go To Index

(14)...حضرت سیِّدُنا ابو شُرَیح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک مرتبہ چلتے چلتے اچانک بیٹھ گئے اور اپنے اوپر چادر ڈال کر رونا شروع کر دیا۔ ان سے کہا گیا: ''حضور کیوں رو رہے ہیں؟'' فرمایا: ''میں نے عمر کے چلے جانے، عمل کی قِلَّت اور موت کے قریب آنے میں غور وفکر کیا (تو مجھے رونا آ گیا)۔''

دلوں کو زندہ کرنے والی فکر:

(15)...حضرت سیِّدُنا ابو سُلَیْمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''اپنی آنکھوں کو رونے اور دل کو غور وفکر کا عادی بناؤ۔'' آپ نے مزید فرمایا: ''دنیا کی فکر آخرت سے رکاوٹ اور دنیاوی عہدیدار کے لئے سزا ہے جبکہ آخرت کی فکر حکمت پیدا کرتی اور دلوں کو زندہ کرتی ہے۔''

(16)...حضرت سیِّدُنا حاتم اَصم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: ''عبرت علم میں اضافہ کرتی ہے، ذکر محبت بڑھاتا ہے اور غور وفکر سے خوفِ خدا بڑھتا ہے۔''

(17)...حضرت سیِّدُنا ابْنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''بھلائی میں غور وفکر کرنا اس پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے اور بُرائی پر نادم ہونا بُرائی چھوڑنے پر اُبھارتا ہے۔''

رب تعالٰی ہر ایک کا کلام قبول نہیں فرماتا:

مروی ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے کسی صحیفے میں فرمایا: ''میں ہر حکمت والے کا کلام قبول نہیں کرتا بلکہ میں اس کے ارادے و خواہش کی طرف دیکھتا ہوں اگر اس کا ارادہ و خواہش میرے لئے ہو تو میں اس کی خاموشی کو تفکر اور اس کے کلام کو حمد بنا دیتا ہوں اگرچہ وہ کلام نہ کرے۔''

(18)...حضرت سیِّدُنا حسن بَصْری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا: ''عقل مند لوگ ذکر کے ساتھ غور وفکر اور غور وفکر کے ساتھ ذکر کے عادی ہوتے ہیں حتّٰی کہ جب ان کے دل بولتے ہیں تو حکمت کے پھول جھڑتے ہیں۔''

حکایت: مجھے نہیں معلوم

(19)...حضرت سیِّدُنا اسحاق بن خَلَف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت سیِّدُنا داؤد طائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ چاندنی رات میں چھت پر کھڑے آسمان کو دیکھ کر آسمانوں اور زمین کی بادشاہت میں غور وفکر کر

Go To Index

رہے تھے اور روئے جارہے تھے حتّٰی کہ پڑوسی کے گھر میں جا گرے۔ مالک مکان برہنہ ہی بستر سے اُٹھ کھڑا ہوا، اس کے ہاتھ میں تلوار تھی، وہ سمجھا شاید کوئی چور ہے، جب اس کی نظر حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پر پڑی تو واپس پلٹ گیا، تلوار رکھ دی اور کہنے لگا: "آپ کو کس چیز نے چھت سے گرا دیا؟" آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: "مجھے نہیں معلوم۔"

اعلٰی وافضل مجلس:

(20)... سیِّدُ الطائفہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: "سب سے اعلٰی و افضل مجلس میدانِ توحید میں غور و فکر کے ساتھ بیٹھنا، مَعرِفت کی خوش گوار ہَوا سے لُطف اندوز ہونا، چاہت کے سمندر سے محبت کے پیالے پینا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف حُسْنِ ظن کی نظر رکھنا ہے۔" پھر فرمایا: "ان مجلسوں کی کیا ہی شان ہے اور ان کی شراب کتنی لذیذ ہے، خوش خبری ہے اس کے لئے جسے یہ نصیب ہو جائیں۔"

چار فضیلتیں:

(21)... حضرت سیِّدُنا امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "خاموشی کے ذریعے کلام پر اور غور و فکر کے ذریعے نتیجہ اَخذ کرنے پر مدد چاہو۔" مزید آپ فرماتے ہیں: "معاملات میں درست نظر دھوکے سے بچاتی ہے، رائے کی پختگی ندامت و کوتاہی سے سلامت رکھتی ہے، غور و فکر احتیاط و دانائی کو ظاہر کرتا ہے، دانشمندوں سے مشورہ نفس میں پختگی اور بصیرت کی قوت ہے لہٰذا ارادہ کرنے سے قبل غور و فکر کرو، کوئی کام سر پر آپڑنے سے پہلے اس کی تدبیر کرو اور قدم اٹھانے سے پہلے مشورہ کرو۔" آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مزید فرماتے ہیں کہ فضیلتیں چار ہیں: (۱)... حکمت، اس کا مادہ غور و فکر میں ہے۔ (۲)... پاک دامنی، اس کا مادہ خواہش کو چھوڑ دینا ہے۔ (۳)... قوت، اس کا مادہ غصے کو چھوڑ دینا ہے اور (۴)... مساوات، اس کا مادہ نفسانی قوتوں کا معتدل ہو جانا ہے۔

غور و فکر کے بارے میں علما کے یہ چند اقوال ذکر کیے گئے ہیں اور ان میں سے کسی میں بھی اس کی حقیقت اور اس کے مقامات کو بیان نہیں کیا گیا۔

Go To Index

دوسری فصل: غوروفکر کی حقیقت اور اس کا ثمرہ

غوروفکر کی حقیقت:

جان لیجئے کہ غوروفکر کا مطلب ہے دو مَعرِفتوں کا دل میں حاضر ہونا تاکہ ان سے تیسری مَعرِفت حاصل ہو۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص دنیا کی طرف مائل ہے اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتا ہے اور جاننا چاہتا ہے کہ دنیا کی بنسبت آخرت کو ترجیح دینا زیادہ بہتر ہے۔ تو اس کے دو طریقے ہیں:

☆...**پہلا طریقہ:** کسی دوسرے شخص کے منہ سے سن لے کہ دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دینا زیادہ بہتر ہے۔ اب حقیقَتِ حال جانے بغیر اس کی تصدیق و تقلید کر لے اور محض اس کے قول پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے عمل کے ذریعے آخرت کو ترجیح دینے کی طرف مائل ہو جائے۔ اس طریقے کو معرفت نہیں بلکہ تقلید کہتے ہیں۔

☆...**دوسرا طریقہ:** یہ بات جانے کہ جو باقی رہنے والا ہے وہ ترجیح کے زیادہ لائق ہے، پھر یہ جانے کہ آخرت ہی باقی رہنے والی ہے، یوں اسے ان دو باتوں کو جاننے کے سبب تیسری بات معلوم ہو جائے گی کہ آخرت کو ترجیح دینا زیادہ بہتر ہے۔

اس بات کو جاننا کہ آخرت کو ترجیح دینا زیادہ بہتر ہے سابقہ دونوں باتیں جانے بغیر ممکن نہیں۔ لہٰذا سابقہ دونوں باتوں کو دل سے جاننا تاکہ ان سے تیسری بات معلوم ہو اسی کو غوروفکر، اعتبار، تَذَکُّر، نظر اور تاَمُّل وتَدَبُّر کہتے ہیں۔

اعتبار، تذکُّر اور نظر میں فرق:

غوروفکر، تَدَبُّر اور تاَمُّل یہ تینوں الفاظ مُترادف ہیں اور ان سب کا معنٰی ایک ہی ہے جبکہ تَذَکُّر، اعتبار اور نظر مختلف معانی رکھتے ہیں اگرچہ بولے ایک ہی معنٰی کے لئے جاتے ہیں جیسا کہ صَارِم، مُهَنَّد اور سَیْف ایک ہی چیز (یعنی تلوار) کے لئے بولے جاتے ہیں لیکن اعتبارات مختلف ہیں۔ صَارِم کو اس حیثیت سے تلوار کہا جاتا ہے کہ وہ کاٹنے والی ہے اور تلوار پر مُهَنَّد کا اطلاق اس کی جگہ (یعنی ہند) کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہوتا

Go To Index

ہے جبکہ ان دونوں معنٰی سے صرفِ نظر کرتے ہوئے مطلقاً تلوار کو سَیْف کہا جاتا ہے۔ اسی طرح حاصل شدہ دو باتوں کی پہچان اس حیثیت سے ہونا کہ ان سے تیسری بات کا نتیجہ حاصل ہو اس کو "اعتبار" کہا جاتا ہے اور اگر محض پہلی دو باتوں پر واقفیت ہو اس سے عبور نہ ہو تو اس کو "تَذَکُّر" کہتے ہیں نہ کہ "اعتبار" اور اس پر نظر اور غور و فکر کا اطلاق اس حیثیت سے ہوتا ہے کہ اس میں تیسری بات کو پہچاننے کی طلب ہوتی ہے۔ پس جو تیسری بات کو پہچاننے کا طلبگار نہ ہو اسے ناظِر (یعنی غور و فکر کرنے والا) نہیں کہیں گے۔

معلوم ہوا کہ ہر مُتَفَکِّر، مُتَذَکِّر تو ہے لیکن ہر مُتَذَکِّر، مُتَفَکِّر نہیں۔ تَذَکُّر کا فائدہ ہے دل پر معارِف کا تکرار کرنا تاکہ یہ معارِف پختہ ہو جائیں اور مٹنے نہ پائیں جبکہ غور و فکر کا فائدہ علم بڑھانا اور ایسی مَعرِفت کے حصول کی کوشش کرنا ہے جو پہلے حاصل نہ ہو۔ غور و فکر اور تَذَکُّر کے مابین یہی فرق ہے۔

معارف جب دل میں جمع ہو جائیں اور ان میں مخصوص ترتیب قائم ہو جائے تو یہ ایک مَعرِفت کا فائدہ دیتے ہیں یعنی معرفت کا نتیجہ معرفت ہی ہوتی ہے۔ جب دوسری معرفت حاصل ہو جائے تو یہ ایک اور معرفت کے ساتھ مل جاتی ہے جس کے نتیجے میں مزید ایک معرفت کا حصول ہوتا ہے۔ اس طرح یہ نتائج، علوم اور غور و فکر بڑھتے بڑھتے ایک ایسے سلسلے تک پہنچ جاتے ہیں جس کی انتہا معلوم نہیں۔ معارف کی زیادتی کا راستہ موت یا رُکاوٹوں کے ذریعے ہی بند ہوتا ہے۔ یہ اس شخص کے لئے ہے جو علم کا پھل کھانے اور غور و فکر کی راہ پر قادر ہوتا ہے جبکہ عام لوگ اکثر علوم میں زیادتی سے اس لئے رُک جاتے ہیں کہ ان کے پاس رأس المال (یعنی بنیادی شے) نہیں ہوتی اور وہ ہے "معارف" جن کے ذریعے علوم بڑھتے ہیں۔ اسے آپ یوں سمجھیں جیسے کسی کے پاس کوئی سامان ہی نہ ہو تو وہ نفع پر کیسے قادر ہو سکتا ہے؟ اگر کبھی سامان کا مالک بن بھی جائے لیکن تجارت کے گُر نہ جانتا ہو تب بھی کسی چیز سے نفع نہیں اٹھا سکتا۔ یوں ہی کسی کے پاس معارف تو ہوتے ہیں جو علوم کا اصل سرمایہ ہیں لیکن وہ ان کا درست استعمال نہیں جانتا اور نہ ہی ایسی ربط والی ترتیب جانتا ہے جو ان معارف کے نتائج تک پہنچا سکے۔

معارف استعمال کرنے اور فائدہ حاصل کرنے کے طریقے کی مَعرِفت کبھی فطری طور پر دل میں حاصل ہونے والے نورِ الٰہی کے ذریعے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے لئے لیکن اس کا وجود

Go To Index

نادر ہے اور کبھی یہ معرفت سیکھنے اور علم سے تعلق رکھنے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے اور یہ طریقہ زیادہ رائج ہے۔ بعض اوقات غوروفکر کرنے والے کو یہ معارف حاصل ہوتے ہیں اور یہ نتیجہ خیز بھی ہوتے ہیں لیکن وہ ان سے نتیجہ حاصل کرنے کی کیفیت کا شعور نہیں رکھتا اور نہ ہی اسے بیان کر سکتا ہے کیونکہ علم سے اس کا تعلق کم ہوتا ہے جس کی بنا پر وہ اس بارے میں مہارت نہیں رکھتا۔ بہت سے انسان حقیقی طور پر یہ علم رکھتے ہیں کہ آخرت کو ترجیح دینا بہتر ہے لیکن اگر ان سے اس معرفت کا سبب پوچھا جائے تو وہ بیان کرنے پر قادر نہیں ہوتے حالانکہ یہ معرفت پہلی دو معرفتوں کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ پہلی دو معرفتیں یہ ہیں کہ باقی رہنے والا ترجیح کے زیادہ لائق ہے اور آخرت دنیا کے مقابلے میں باقی رہنے والی ہے۔ ان کے بعد تیسری معرفت حاصل ہوگی کہ آخرت کو ترجیح دینا زیادہ بہتر ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ غوروفکر کی حقیقت پائے جانے کے لئے دو مَعرِفتوں کا حاضر ہونا ضروری ہے جن کے ذریعے تیسری معرِفت تک پہنچا جاسکے۔

غوروفکر کا ثمرہ:

غوروفکر کا ثمرہ ونتیجہ علوم، اَحوال اور اعمال ہیں لیکن اس کا خاص ثمرہ علم ہے اس کے سوا کچھ نہیں کیونکہ جب علم دل میں حاصل ہو جائے تو دل کی حالت بدل جاتی ہے اور جب دل کی حالت بدل جائے تو اعضاء کے اعمال بھی بدل جاتے ہیں، پس عمل حال کے، حال علم کے اور علم غوروفکر کے تابع ہے۔ تو غوروفکر تمام بھلائیوں کی ابتدا اور کنجی ہے۔ اس بات سے تجھ پر غوروفکر کی فضیلت آشکار ہو گئی۔

غوروفکر ذکر اور تَذَکُّر سے افضل ہے کیونکہ غوروفکر ذکر بھی ہے اور اس سے بڑھ کر بھی۔ دل کا ذکر اعضاء کے ذکر سے بہتر ہے بلکہ عمل کی بزرگی اسی وجہ سے ہے کہ اس میں ذِکرِ قلبی ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ غوروفکر جملہ اعمال سے افضل ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ لمحہ بھر غوروفکر کرنا سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

"حال" سے کیا مراد ہے؟

☆...ایک قول یہ ہے کہ ناپسندیدہ سے پسندیدہ کی طرف اور رغبت و حرص سے زہد و قناعت کی طرف منتقل ہونا حال ہے۔

Go To Index

☆...ایک قول کے مطابق جو تقویٰ ومشاہدہ پیدا کرتا ہے وہ حال ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا (۱۱۳) (پ۱۶، طٰہٰ:۱۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: کہ کہیں انہیں ڈر ہو یا ان کے دل میں کچھ سوچ پیدا کرے۔

اگر تم غور وفکر کے باعث حالت کے بدلنے کی کیفیت جاننا چاہتے ہو تو اس کی مثال وہی ہے جو ہم نے آخرت کے معاملے کے طور پر پیش کی ہے کیونکہ اس میں غور وفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرت کو ترجیح دینا ہی زیادہ بہتر ہے۔ جب یہ معرفت حقیقی طور پر ہمارے دلوں میں راسخ ہو جائے گی تو دل دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی طرف راغب ہو جائیں گے۔ حال سے ہماری یہی مراد ہے کیونکہ اس معرفت سے قبل دل کی حالت یہ ہوتی ہے کہ دنیا کو پسند کرتا اور اس کی طرف مائل ہوتا ہے جبکہ آخرت کو ناپسند کرتا اور اس میں بہت تھوڑی رغبت رکھتا ہے۔ اس معرفت کے بعد دل کا حال، رغبت اور ارادہ بدل جاتا ہے، پھر اس ارادے کی تبدیلی کا ثمرہ ونتیجہ ظاہری اعضاء کے اعمال سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ آدمی دنیا سے بے رغبت ہو کر اعمالِ آخرت کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ پانچ درجات ہوئے۔

آخرت کی طرف متوجہ ہونے کے پانچ درجات:

(۱)...تَذَکُّر یعنی دونوں معرفتوں کا دل میں حاضر ہونا۔(۲)...غور وفکر یعنی ان دو معرفتوں سے مقصود تیسری معرفت کی طلب میں مشغول ہونا۔(۳)... مطلوبہ معرفت کا حاصل ہو جانا اور اس کے ذریعے دل کو منوّر کرنے میں مشغول ہونا۔(۴)...نورِ معرفت کے حصول کے سبب دل کی حالت کا بدل جانا۔(۵)...دل کی اس نئی حالت کے بعد اعضاء کا دل کے تابع ہو جانا۔

جس طرح پتھر کو لوہے پر مارا جائے تو اس میں سے آگ کی چنگاری نکلتی ہے جو اس جگہ کو روشن کر دیتی ہے اور آنکھ دیکھ لیتی ہے اور اعضاء عمل کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ایسی ہی صورتِ حال نورِ معرِفت یعنی غور وفکر کی ہے کہ یہ دو معرفتوں کو جمع کرتی ہے جیسے پتھر اور لوہا جمع ہوتے ہیں اور ان دونوں معرفتوں کے درمیان مخصوص ترتیب قائم کی جاتی ہے جیسے ایک مخصوص صورت پر پتھر کو لوہے پر مارا جاتا ہے، پھر نورِ معرفت پیدا ہو جاتا ہے جیسے لوہے سے آگ نکلتی ہے، پھر دل اس نور سے بدل جاتا ہے اور اس چیز کی طرف

Go To Index

مائل ہو جاتا ہے جس کی طرف پہلے مائل نہ تھا جیسے آنکھ آگ کی روشنی سے متغیر ہو کر وہ دیکھ لیتی ہے جسے پہلے نہ دیکھ سکتی تھی، پھر دل کی حالت کے مطابق اعضاء عمل کے لئے تیار ہو جاتے ہیں جیسے اندھیرے کے سبب عمل سے عاجز شخص جب دیکھنے کے قابل ہو جاتا ہے تو عمل کے لئے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ غور و فکر کا نتیجہ علوم اور احوال ہیں۔ علوم کی تو کوئی انتہا نہیں اور احوال جو کہ دل پر بدل بدل کر آتے ہیں انہیں بھی شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص غور و فکر کے طریقوں، اس کے مقامات اور اُن اُمور کو جن میں وہ غور و فکر کرتا ہے شمار کرنا چاہے تو یہ اس کے لئے ممکن نہیں کیونکہ غور و فکر کے مقامات بے شمار اور اس کے نتائج بے حساب ہیں۔ البتہ ہم اہم دینی عُلوم اور سالِکِیْن کے اَحوال کے اعتبار سے غور و فکر کے مقامات تحریر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ احاطہ اجمالی ہو گا کیونکہ اس کی تفصیل تمام علوم کی وضاحت کا تقاضا کرتی ہے اور یہ تمام اجمالی ابواب گویا ان علوم کی شرح ہیں کیونکہ یہ ایسے علوم پر مشتمل ہیں جو مخصوص افکار سے مُسْتَفاد ہیں۔ چنانچہ اب ہم اجمالی طور پر ان کی گفتگو کرتے ہیں تاکہ غور و فکر کے مقامات پر آگاہی حاصل ہو جائے۔

تیسری فصل: غوروفکر کے مقامات

جاننا چاہیے کہ غور و فکر کبھی تو ایسے معاملے میں ہوتی ہے جس کا تعلق دین سے ہوتا ہے اور کبھی اس معاملے میں ہوتی ہے جس کا تعلق دین سے نہیں ہوتا۔ ہماری غرض وہ فکر ہے جس کا تعلق دین سے ہوتا ہے لہٰذا ہم دوسری قسم کو بیان نہیں کریں گے۔

غوروفکر کی دو اقسام:

دین سے ہماری مراد وہ معاملہ ہے جو بندے اور اس کے رب عَزَّوَجَلَّ کے درمیان ہوتا ہے۔ بندے کی تمام افکار یا تو بندے سے اور اس کی صفات و احوال سے تعلق رکھتی ہیں یا ان کا تعلق معبودِ حقیقی، اس کی صفات اور اس کے افعال سے ہوتا ہے۔ غور و فکر کرنے کی یہی دو قسمیں ہیں۔ پھر جن افکار کا تعلق بندوں سے ہے ان میں غور و فکر اس طرح ہو گا کہ وہ رب عَزَّوَجَلَّ کو پسندیدہ ہو گا یا ناپسند۔ ان دو کے سوا کسی اور طرف غور و فکر کرنے کی حاجت نہیں۔ جن افکار کا تعلق رب عَزَّوَجَلَّ سے ہے تو ان میں غور و فکر اس کی ذات

وصفات اور اسماءُ الحسنٰی کے طرف دیکھنے سے ہو گا یا پھر اس کے افعال، اس کی بادشاہی اور آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے مابین ہے ان میں نظر کرنے سے ہو گا۔

فکر کو ان اقسام میں قید کرنے کی وجہ تمہیں ایک مثال سے خوب واضح ہو جائے گی اور مثال یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف چلنے والے اور اس کی ملاقات کا شوق رکھنے والوں کا حال عاشق جیسا ہے لہٰذا ہم معشوق کی محبت میں ڈوبے ایک عاشق کی مثال پیش کرتے ہیں۔

محبَّتِ الٰہی میں مستغرق شخص کی مثال:

عشق کے غم میں ڈوبے عاشق کی فکر بس دو ہی باتوں میں ہوتی ہے یا تو اپنے معشوق کے بارے میں یا خود اپنی ذات کے بارے میں۔ اگر اس کی فکر معشوق کے بارے میں ہو تو یہ فکر اس کی ذات میں پائے جانے والے ظاہری حسن وجمال میں ہو گی تاکہ عاشق اس فکر ومشاہدے سے لذت حاصل کرے یا پھر معشوق کے حسین وجمیل افعال پر ہو گی جو اس کی اچھی عادات واخلاق پر دلالت کرتے ہوں گے تاکہ اس سے لذت مزید بڑھے اور محبت مضبوط ہو جائے۔ اگر اس کی فکر اپنی ذات میں ہو تو وہ اپنی ان صفات میں غور وفکر کرے گا جن کی وجہ سے محبوب کی نگاہوں سے گر جانے کا خوف ہے تاکہ ان سے خود کو پاک کر سکے یا پھر ان صفات میں غور کرے گا جو محبوب کے قریب کر دیں اور محبوب اس سے محبت کرے حتّٰی کہ یہ عاشق ان صفات سے موصوف ہو جائے۔ عاشق اگر ان کے علاوہ کسی خارجی چیز میں غور وفکر کرتا ہے تو وہ عشق کی تعریف سے ہی خارج ہے اور یہ نقصان کا باعث ہے کیونکہ کامل ومکمل عشق وہ ہوتا ہے کہ عاشق عشق کے سمندر میں ڈوبا رہے اور اس کے دل پر عشق اس طرح چھا جائے کہ غیر کی گنجائش ہی نہ ہو۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے والے کا بھی یہی حال ہونا چاہئے اور اس کی نظر وفکر محبوب سے تجاوز نہ کرے۔ جب انسان کی فکر مذکورہ چار قسموں میں قید ہو جائے گی تو حقیقی طور پر وہ محبت کے تقاضے میں داخل ہو جائے گا۔

اب ہم (غور فکر کی) پہلی قسم سے شروع کریں گے یعنی اپنے افعال وعادات میں غور وفکر کرنا تاکہ ان میں سے اچھے اور برے میں تمیز کی جاسکے۔

Go To Index

پہلی قسم: بندے کا اپنے افعال وعادات میں غوروفکر کرنا

یہ فکر عِلْمِ مُعامَلہ سے تعلق رکھتی ہے اور اس کتاب کا مقصود بھی یہی ہے۔ جہاں تک تعلق ہے دوسری قسم (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات وصفات اور افعال میں غوروفکر کرنے) کا تو وہ عِلْمِ مُکاشَفہ سے تعلق رکھتی ہے۔

ہر شے خواہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں پسندیدہ ہے یا نہیں ظاہر وباطن کی طرف تقسیم ہوتی ہے۔ ظاہر کی طرف جیسے نیکیاں اور گناہ اور باطن کی طرف جیسے مُنْجِیات (یعنی نجات دینے والی) یا پھر مُہْلِکات (یعنی ہلاک کرنے والی) ان کا تعلق دل سے ہے۔ ہم ان کی تفصیل مُہْلِکات ومُنْجِیات (یعنی تیسری جلد اور اس جلد) میں بیان کرچکے ہیں۔

بندے کے افعال چار قسم کے ہیں:

اطاعت ونافرمانی کا تعلق سات اعضاء (دونوں ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان اور زبان) سے ہوتا ہے یا پھر پورے بدن سے مثلاً میدانِ جنگ سے بھاگ جانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور حرام جگہ ٹھہرنا۔ ان تمام ناپسندیدہ باتوں سے متعلق تین اُمور میں غوروفکر کرنا ضروری ہے: (۱)...اس بات میں غوروفکر کرنا کہ یہ کام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بھی ناپسند ہے یا نہیں کیونکہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کا ناپسند ہونا انتہائی غوروفکر کے بعد ہی سمجھ آتا ہے۔ (۲)...اس بات میں غوروفکر کرنا کہ اگر یہ کام ناپسند ہے تو اس سے بچنے کی صورت کیا ہوگی؟ اور (۳)...اس بات میں غوروفکر کرنا کہ ناپسندیدہ کام فی الحال پایا جارہا ہے یا مستقبل میں یا ماضی میں اس سے سرزد ہوچکا ہے۔ اگر فی الحال پایا جارہا ہے تو اسے چھوڑ دے، مستقبل میں اس میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے تو اس سے بچے، ماضی میں اس ناپسندیدہ وَصف سے متصف تھا تو اب اس کی تلافی کی ضرورت ہوگی۔ ایسے ہی پسندیدہ اُمور بھی ان ہی اقسام کی طرف تقسیم ہوں گے۔ ان قسموں کو جمع کیا جائے تو غوروفکر کے مقامات کی سو سے زائد قسمیں ہوجائیں گی اور بندہ غوروفکر کا محتاج ہوتا ہے چاہے تو ان سب میں غوروفکر کرے یا پھر اکثر میں۔ ان میں سے ہر قسم کی وضاحت بہت طویل ہوجائے گی لہٰذا ہم انہیں چار قسموں میں تقسیم کرتے ہیں: اطاعت، نافرمانی، ہلاک کرنے والی اور نجات دلانے والی صفات۔

ہم ان میں سے ہر قسم کی مثال پیش کریں گے تاکہ راہِ طریقت پر چلنے والا تمام قسموں کو ان پر قیاس کرے اور اس کے لئے غوروفکر فکر کا دروازہ کھل جائے اور اس کی راہ کشادہ ہوجائے۔

Go To Index

پہلی قسم: نافرمانی والی صفات

انسان کو چاہئے (ان صفات کے متعلق یوں غور وفکر کرے) کہ ہر صبح اپنے سات اعضاء کی تفصیلاً تفتیش کرے پھر تمام بدن کی تفتیش کرے کہ کہیں اس نے نافرمانی کالبادہ تو نہیں اوڑھ رکھا (کہ اگر ایسا ہے تو) اسے اُتار پھینکے یا پھر کہیں ایسا تو نہیں کہ گزشتہ کل اس نے یہ لباسِ مَعْصِیَّت پہن رکھا تھا تاکہ ترک وندامت کے ساتھ اس کا مداوا کرسکے یا پھر کہیں ایسا تو نہیں کہ دن میں اس میں مبتلا ہو جائے گا تاکہ اس سے بچنے اور دور رہنے کی تیاری کرے۔

زبان کے متعلق غوروفکر کا طریقہ:

بندے کو چاہئے کہ زبان کی طرف متوجہ ہو اور کہے: یہ غیبت، جھوٹ، اپنی تعریف کرنے، دوسروں کے ساتھ مذاق مسخری، جھگڑنے، فضول گوئی اور کئی ناپسندیدہ باتوں میں ملوَّث ہو سکتی ہے۔ اب پہلے وہ اس بات کو دل میں جمائے کہ یہ سب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو پسند نہیں اور قرآن وحدیث میں ان کے متعلق وارد ہونے والی شدید عذاب کی وعیدوں میں غور وفکر کرے پھر سوچے کہ میری زبان پر ان سب چیزوں نے کیسے حملہ کر دیا کہ مجھے خبر ہی نہ ہوئی۔ اب غور وفکر کرے کہ ان سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟ اور یہ جانے کہ ان سے بچنے کا راستہ تنہائی ہے یا پھر نیک لوگوں کی صحبت جن کی موجودگی میں وہ گناہ بھری گفتگو کرے تو وہ اس کی راہنمائی کریں یا پھر اپنے منہ میں پتھر رکھ کر عام لوگوں کے ساتھ بیٹھے تاکہ یہ منہ میں پتھر رکھنا اسے (گناہ سے بچنا) یاد دلائے۔ گناہ سے بچنے کے لئے فکر ایسے ہی ہوتی ہے۔

کان کے متعلق غوروفکر کا طریقہ:

کان کے متعلق یوں غور وفکر کرے کہ اس کے سبب وہ غیبت، جھوٹ، فضول گوئی، لہو ولعب اور بدعت وغیرہ سننے تک پہنچ سکتا ہے لہٰذا اگر وہ زید یا عمرو سے ایسی گفتگو سنتا ہے تو اسے چاہئے کہ ان سے جدائی اختیار کرکے یا پھر بُرائی سے منع کرکے خود کو بچائے۔

پیٹ کے متعلق غوروفکر کا طریقہ:

پیٹ کے معاملے میں یہ غور وفکر کرے کہ وہ کھانے پینے کے معاملے میں رب تعالیٰ کی نافرمانی تو نہیں کر

Go To Index

رہا، حلال میں بھی اتنا زیادہ تو نہیں کھا رہا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ناپسند ہے اور اس شہوت کو مضبوط کرتا ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمن شیطان کا ہتھیار ہے یا پھر حرام و مشتبہ چیز تو نہیں کھا رہا۔

اسی طرح غور و فکر کرے کہ اس کا کھانا پینا، اوڑھنا بچھونا اور کمانا کہاں سے ہے؟ یہ معلوم کرنے کے بعد حلال کے طریقوں اور اس میں داخل ہونے والے راستوں میں غور و فکر کرے پھر ان سے کمانے کی صورت اور حرام سے بچنے میں غور و فکر کرے نیز اپنے دل میں اس بات کو جما لے کہ حرام کھانے کی صورت میں تمام عبادتیں ضائع ہو جاتی ہیں اور حلال ہی تمام عبادتوں کی بنیاد ہے۔

حدیثِ پاک میں ہے: "اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کپڑے میں نماز قبول نہیں فرماتا جس کی قیمت میں ایک درہم بھی حرام کا ہو۔"

اسی طرح اپنے بقیہ اعضاء میں غور و فکر کرے۔ جب غور و فکر کے ذریعے اسے ان احوال کے متعلق مَعرِفت کی حقیقت حاصل ہو جائے تو پورا دن مراقبہ میں مشغول رہے حتّٰی کہ اعضاء ان تمام خرابیوں سے محفوظ ہو جائیں۔

دوسری قسم: اطاعت والی صفات

(ان صفات کے متعلق غور و فکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ) بندہ پہلے اپنے فرائض میں غور و فکر کرے کہ وہ ان کو کیسے ادا کرتا ہے؟ اور کیسے کوتاہی و نقصان سے ان کی حفاظت کرتا ہے؟ یا پھر کثرتِ نوافل کے ذریعے ان کے نقصان کو کیسے پورا کرتا ہے؟ پھر ہر ہر عضو کی طرف رجوع کرے اور ان سے صادر ہونے والے اُن افعال میں غور و فکر کرے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو محبوب ہیں۔ مثلاً وہ یوں کہے: میں اپنی آنکھ کو قرآن و سنت کے مطالعے میں مشغول کیوں نہیں رکھتا حالانکہ آنکھ اس لئے پیدا کی گئی ہے کہ زمین و آسمانوں کی سلطنت دیکھ کر عبرت حاصل کرے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں استعمال کی جائے اور قرآن و سنت کو دیکھے اور کہے: یہ بھی میرے اختیار میں ہے کہ فلاں نیک شخص کو تعظیم کی نگاہ سے دیکھوں تاکہ اس کے دل میں سُرور داخل ہو اور فلاں فاسق کو حقارت کی نظر سے دیکھ کر اسے گناہ پر عار دلاؤں تو میں ایسا کیوں نہیں کرتا؟ ایسے ہی اپنے کانوں کے معاملے میں کہے: میں مظلوم کی فریاد یا علم و حکمت کی باتیں یا پھر ذکر و تلاوت سننے پر قادر ہوں پھر مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں نے ان باتوں کو چھوڑا ہوا ہے حالانکہ قوتِ سماعت تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا مجھ پر

Go To Index

انعام ہے تا کہ میں اس کا شکر ادا کروں۔ مجھے کیا ہو گیا کہ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمت کی بے قدری کر کے اس کی ناشکری کر رہا ہوں۔ اسی طرح زبان کے معاملے میں غور وفکر کرے اور کہے: یقیناً میں عِلْمِ دِین سیکھ کر اور سکھا کر، وعظ ونصیحت، بزرگانِ دین سے محبت اور محتاجوں کی خبر گیری کر کے قُربِ الٰہی حاصل کر سکتا ہوں۔ یوں ہی کسی نیک شخص یا عالمِ دِین کے لئے اچھی بات کہہ کر ان کے دل کو خوش کر سکتا ہوں کہ ہر اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے۔ ایسے ہی مال کے بارے میں غور وفکر کرے کہ میرا فلاں مال جس کی مجھے ضرورت نہیں میں اسے صدقہ کر دوں تو بہتر ہے۔ جب مجھے اس کی ضرورت ہو گی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی مثل اور عطا فرما دے گا اور اگر مجھے ابھی اس مال کی حاجت ہے تو اس مال کے مقابلے میں مجھے ثواب کی حاجت زیادہ ہے۔

اسی طرح اپنے تمام اعضاء، پورے بدن اور اپنے تمام اموال کی تفتیش کرے بلکہ اپنے چوپائیوں، غلاموں اور اولاد کے معاملے میں بھی غور وفکر کرے کیونکہ یہ تمام اس کے آلات واسباب ہیں اور وہ اس بات پر قادر ہے کہ ان کے ذریعے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کرے لہٰذا اسے چاہئے کہ ان آلات واسباب کے ذریعے گہری سوچ وفکر سے نیکیاں کمانے کے ممکنہ راستے نکالے اور اس چیز میں غور وفکر کرے جو ان نیکیوں کی طرف جلدی لے جائے نیز اس سلسلے میں اخلاصِ نیت کو بھی ملحوظ رکھے اور جہاں اصلاحِ نیت کی ضرورت ہو اس کی بھی کوشش کرے تا کہ اس کا عمل ستھرا اور پاکیزہ ہو جائے۔ تمام عبادات کو اسی پر قیاس کر لو۔

تیسری قسم: ہلاکت میں ڈالنے والی صفات

ان صفات کا محل دل ہے۔ مُہْلِکات (یعنی تیسری جلد) میں ہم نے ان کو ذکر کیا ہے وہاں سے ان کی پہچان حاصل کر لو۔ یہ صفات شہوت کا غلبہ، غصہ، بخل، تکبر، ریاکاری، خود پسندی، حسد، بدگمانی، غفلت اور غرور وغیرہ ہیں۔ بندہ اپنے دل سے ان کا بوجھ اتار پھینکے اور اگر وہ سمجھتا ہے کہ اس کا دل ان صفات سے پاک ہے تو اس کا امتحان لینے کے لئے ایسی علامات تلاش کرے جو اس کے گمان کی تصدیق کریں کیونکہ نفس ہمیشہ اچھی بات کا وعدہ کر کے وعدہ خلافی کرتا ہے۔ جب نفس تکبر سے بری ہونے اور عاجزی وانکساری کا دعوٰی کرے تو بندے کو چاہئے کہ بازار میں لکڑیوں کا گٹھا اٹھا کر نفس کا امتحان لے جیسا کہ پہلے لوگ اس طرح اپنے نفس کا امتحان لیا کرتے تھے۔ جب نفس بُردباری کا دعوٰی کرے تو اسے غیر کے غصے پر پیش کر دے پھر دیکھے کہ یہ

غصہ پیتا ہے یا نہیں؟ یونہی تمام صفات میں نفس کا امتحان لیتا رہے۔

یہ غور و فکر اس سلسلے میں ہے کہ بندے میں ناپسندیدہ صفات پائی جاتی ہیں یا نہیں؟ اس کی علامتیں ہم مُہْلِکات (یعنی تیسری جلد) میں بیان کر چکے ہیں۔ اگر ناپسندیدہ صفات کی موجودگی پر کوئی علامت پائے تو اُن اسباب میں غور و فکر کرے جو ان صفات کو اس کی نظر میں بُرا کر دیں اور اس پر واضح ہو جائے کہ جہالت، غفلت اور باطنی خباثت کے باعث یہ صفات پیدا ہوئی ہیں۔

خود پسندی سے کیسے بچیں؟

جب اپنے عمل میں عُجب (یعنی خود پسندی) دیکھے تو یوں غور و فکر کرے کہ یقیناً میرا یہ عمل میرے بدن، میرے اعضاء اور میری طاقت و ارادے سے ہوا ہے لیکن حقیقی طور پر اس میں میرا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ محض اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیدا کرنے اور اس کے فضل سے مجھے یہ توفیق ملی ہے۔ وہی تو ہے جس نے مجھے، میرے اعضاء کو اور میرے ارادے و طاقت کو تخلیق فرمایا ہے اور وہی ہے جس نے میرے اعضاء اور طاقت و ارادے کو حرکت کرنے کی قوت بخشی ہے پھر میں کیسے خود پر یا اپنے عمل پر شیخی مار سکتا ہوں حالانکہ میں (توفیقِ الٰہی کے بغیر) خود سے کھڑا بھی نہیں ہو سکتا۔

تکبر سے کیسے بچیں؟

بندہ جب اپنے نفس میں تکبر کی بو محسوس کرے تو خود کو یقین دلائے کہ یہ حماقت ہے اور اپنے آپ سے کہے: تو کیوں خود کو بڑا خیال کرتا ہے؟ حقیقت میں تو بڑا وہی ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بڑا ہو اور موت کے بعد یہ واضح بھی ہو جائے گا۔ کتنے ہی کافر ایسے ہیں جو مرتے وقت کفر سے تائب ہو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مُقرَّب بن جاتے ہیں اور کتنے ہی مسلمان وقتِ موت حالت بدلنے کی وجہ سے برے خاتمے کے سبب بد بختی سے دوچار ہو کر اس دنیا سے نکل جاتے ہیں۔

جب وہ جان لے کہ تکبر ہلاکت میں ڈالنے والا ہے اور اس کی جڑ حماقت ہے تو اس کے ازالہ کے لئے علاج کی فکر اس طرح کرے کہ عاجزی و انکساری کرنے والوں کے طور طریقے اپنائے اور جب کھانے کی شدید خواہش اپنے اندر محسوس کرے تو سوچے کہ یہ تو جانوروں کی صفت ہے۔ اگر کھانے کی شدید خواہش اور جماع

Go To Index

میں کوئی کمال ہوتا تو علم وقدرت کی طرح یہ بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور فرشتوں کی صفت ہوتی، جانوروں کی نہ ہوتی۔ لہٰذا جب جب بندے پر یہ صفت غالب ہوگی وہ جانوروں سے زیادہ مشابہ اور مُقَرَّبِیْن فِرِشتوں سے زیادہ دور ہو جائے گا۔ یونہی غصے کی صورت میں بھی خود سے گفتگو کرے اور اس کے عِلاج میں غور وفکر کرے۔

یہ تمام باتیں ہم نے مُہْلِکات (یعنی تیسری جلد) میں بیان کر دی ہیں جو غور وفکر کے راستے کی کشادگی کا طلبگار ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ جو کچھ اس باب میں ہے اسے حاصل کرے۔

چوتھی قسم: نجات دلانے والی صفات

توبہ اور گناہوں پر ندامت، مصیبتوں پر صبر، نعمتوں پر شکر، خوفِ خُدا، رب تعالیٰ کی رحمت کی امید، دنیا سے بے رغبتی و اخلاص، عبادت میں سچائی، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت و تعظیم، اس کے افعال پر رضامندی، اس سے ملاقات کا شوق اور اس کے لئے عاجزی وانکساری کرنا نجات دلانے والی صفات ہیں۔ یہ تمام صفات ہم نے اس حصے میں بیان کی ہیں اور ان کے اسباب وعلامات کو بھی ذکر کیا ہے۔ بندے کو چاہئے کہ روزانہ اپنے دل میں یہ غور وفکر کرے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قریب کرنے والی ان صفات میں سے اسے کس صفت کی ضرورت ہے؟ جب وہ کسی کی طرف ضرورت محسوس کرے تو جان لے کہ یہ صفات احوال ہیں اور علم ہی کے ذریعہ ان کا ثمرہ ونتیجہ حاصل ہو سکتا ہے اور علوم بغیر غور وفکر کے نہیں آتے۔

توبہ، شکر اور محبت وشوق کیسے حاصل ہو؟

جب بندہ توبہ وندامت کے احوال حاصل کرنا چاہے تو پہلے اپنے گناہوں کے بارے میں غور وفکر کرے اور ان سب کو دل میں جمع کر کے بڑا خیال کرے پھر شریعت میں ان پر وارد ہونے والی عذاب کی وعیدوں کی طرف نظر کرے اور یہ یقین کر لے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب پر پیش ہونے والا ہے یہاں تک کہ ندامت کی حالت اس میں پیدا ہو جائے۔

جب اپنے دل کو حالَتِ شکر پر لانا چاہے تو خود پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احسان وانعامات کی طرف نظر کرے اور سوچے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کیسے اس کے گناہوں کو نیکیوں کے پردوں میں چھپا رکھا ہے؟ اس کی وضاحت ہم نے "صبر وشکر کے بیان" میں کر دی ہے، وہاں سے اس کا مطالعہ کر لیں۔

Go To Index

جب محبت وشوق کی حالت کو بیدار کرنا چاہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے جمال وجلال اور اس کی عظمت و کبریائی میں غور وفکر کرے نیز اس کی حکمت کے عجائبات اور پیدا کردہ چیزوں میں نظر کرے۔ اسی کے متعلق ہم غور وفکر کی دوسری قسم میں کچھ گفتگو کریں گے۔

خوفِ خدا اور رحمتِ الٰہی کی امید کیسے حاصل ہو؟

جب خوفِ خدا کی حالت کا ارادہ کرے تو پہلے اپنے ظاہری وباطنی گناہوں کی طرف نظر کرے پھر موت اور اس کی سختیوں میں غور وفکر کرے پھر مُنْکَر نَکِیر کے سوالات، عذاب قبر، قبر کے سانپ، بچھو اور کیڑے مکوڑوں میں غور وفکر کرے، اس کے بعد صور پھونکے جانے کی ہولناک آواز کا تصور کرے، میدانِ مَحشر کی وحشت کو دیکھے کہ جب تمام مخلوق ایک ہی مقام پر کھڑی ہوگی، حساب وکتاب کا معاملہ ہوگا، چھوٹی سے چھوٹی بات کے بارے میں پوچھا جائے گا، اس کے بعد پل صراط کی باریکی وتیزی کو خیال میں لائے، پھر اپنے عظیم مُعاملے میں غور وفکر کرے کہ بائیں جانب کو پھیرا گیا تو دوزخی ہوگا اور اگر دائیں جانب پھیرا گیا تو جنتی ہوگا، قیامت کی ہولناکیوں کے بعد جہنم اور اس کے طبقات، ان میں بیڑیاں، خوفناکی، زنجیریں، طوق، پیپ، تھوہڑ الغرض طرح طرح کے عذابات اور ان پر مامور نہایت خوفناک صورت فرشتوں کو اپنے دل میں حاضر کرے نیز یہ سوچے کہ جب کبھی دوزخیوں کی کھالیں پک جائیں گی تو انہیں اور کھالوں میں بدل دیا جائے گا اور جب وہ اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے واپس لوٹا دیئے جائیں گے اور جب دوزخی دور سے جہنم کو دیکھیں گے تو اس کا جوش مارنا اور چنگاڑنا سنیں گے۔ ایسے ہی ان تمام وعیدوں اور عذابات کی طرف نظر کرے جو قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ آئے ہیں۔

جب رحمت کی امید کی حالت کا ارادہ کرے تو جنت اور اس کی نعمتوں، درختوں، نہروں، حور وغلمان، لازوال نعمتوں اور دائمی تسلُّط کی طرف نظر کرے۔

الغرض ایسے علوم کو طلب کرنا کہ جن کے نتیجے میں محبوب اَحوال تک رسائی اور مذموم احوال سے بچا جاسکے ان میں غور وفکر کا یہی طریقہ ہے۔ ان میں سے ہر حال کے بارے میں ہم نے ایک الگ الگ باب باندھا ہے غور وفکر کی تفصیلی معلومات پر اس سے مدد لی جاسکتی ہے۔

Go To Index

قرآنِ مجید اور احادِیْثِ نبویہ میں غوروفکر:

ان تمام کو اگر ایک جگہ جمع کر دیا جائے تو غور و فکر سے تلاوتِ قرآن کرنے میں سب سے زیادہ فائدہ ہے کیونکہ قرآنِ مجید تمام مقامات واحوال کا جامع ہے اور اس میں عالَمِین کے لئے شفا ہے۔ اس میں وہ باتیں بھی ہیں جو خوف، امید، صبر و شکر، محبت و شوق اور تمام احوال پیدا کرتی ہیں نیز یہ قرآن تمام صفاتِ مذمومہ سے بھی ڈراتا ہے۔ لہٰذا بندے کو چاہئے کہ اس کی تلاوت کرے اور جس آیت میں وہ غور و فکر کا محتاج ہے اس کو بار بار پڑھے حتّٰی کہ سو مرتبہ ہی کیوں نہ ہو۔ قرآنِ مجید کی ایک آیت غور و فکر اور سمجھ کے ساتھ پڑھنا بغیر غور و فکر کے پورا قرآن ختم کرنے سے افضل ہے۔ ایک آیت میں بھی غور و فکر کے لئے توقف کرے کیونکہ قرآن پاک کے ہر کلمہ کے تحت بے شمار اسرار و رُموز ہیں۔ انتہائی غور و فکر، ستھرے دل اور صدقِ معاملہ کے بعد ہی ان پر واقفیت ممکن ہے۔

احادِیْثِ نبویہ کو بھی پڑھتے ہوئے اسی طرح غور و فکر کرے کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جوامِعُ الْکَلِم عطا کئے گئے ہیں۔[271] آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کلام میں سے ہر کلمہ حکمت کے سمندروں میں سے ایک سمندر ہے، غور و فکر کرنے کا جیسا حق ہے اگر عالِم اس طرح اس میں غور و فکر کرے تو ساری زندگی اس میں نظر ہی کرتا رہے گا۔ ایک ایک آیت وحدیث کی شرح کرنا بہت طویل ہے مثلاً حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان ہی کو دیکھ لیجئے کہ ”بے شک حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ جس سے محبت کرنا چاہیں کریں بالآخر اُس سے جدا ہونا ہے اور جب تک جینا ہے جی لیں بالآخر آپ نے اس دنیا سے پردہ فرمانا ہے اور جو عمل چاہیں کریں بے شک اس کا بدلہ دیا جائے گا۔“[272] یقیناً یہ کلمات تمام اوَّلین وآخرین کی حکمتوں کو جامع ہیں اور پوری زندگی غور و فکر کرنے والوں کے لئے کافی ہیں کیونکہ اگر لوگ ان کے معانی پر مطلع ہو جائیں پھر ان کے دلوں پر یقین کا غلبہ ہو جائے تو وہ بالکل بھی دنیا کی طرف اِلتفات نہ کریں۔

بندوں کی صفات خواہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک پسندیدہ ہوں یا ناپسند ان میں اور عُلُومِ مُعامَلہ میں غور

271... مسلم، کتاب المساجد، ص۲۶۶، حدیث:۵۲۳

272... المعجم الاوسط، ۳/ ۱۸۷، حدیث:۴۲۷۸... المستدرک، کتاب الرقاق، باب شرف المؤمن قیام اللیل، ۵/ ۴۶۳، حدیث:۷۹۹۱

Go To Index

وفکر کا یہی طریقہ ہے۔ راہِ سُلوک کی ابتدا کرنے والے کو چاہئے کہ تمام وقت ان ہی افکار میں ڈوبا رہے حتّٰی کہ اس کا دل اچھے اخلاق اور مقامات شریفہ سے معمور ہو جائے اور اس کا ظاہر و باطن بُری صفات سے پاک و صاف ہو جائے۔

غور وفکر کا مقصود:

یہ بات ذہن نشین رہے کہ غور و فکر اگرچہ تمام عبادتوں سے افضل ہے لیکن یہ مقصد کی انتہا نہیں بلکہ جو صرف اسی میں مشغول رہتا ہے وہ صِدّیقِیْن کے مطلوب سے دور رہتا ہے اور وہ مطلوب جلال و جمالِ الٰہی میں غور و فکر کر کے لذّت و سرور حاصل کرنا اور دل کا اس طرح مُسْتَغْرَق ہو جانا ہے کہ اپنا بھی خیال نہ رہے۔ یعنی اپنی ذات، اپنے مقامات و احوال اور اپنی صفات کو بھول کر محبوب کے غم میں ایسے مستغرق ہو جانا جیسے ایک عاشِقِ صادق دیدارِ محبوب کے وقت ہوتا ہے کہ اسے اپنی حالت کی بھی خبر نہیں ہوتی بلکہ وہ خود سے غافل اور حیران و پریشان رہ جاتا ہے اور یہی عاشقوں کی لذّت کی انتہا ہے۔

یہ تمام گفتگو اس غور و فکر کے بارے میں ہے جو دل کی تعمیر کرے تاکہ وہ قرب ووِصال کی لذّت سے آشنا ہونے کے قابل ہو سکے۔ جب بندہ اپنی تمام عمر غور و فکر ہی میں صرف کر دے گا تو قرب کی لذّت کب اُٹھائے گا؟

مطلوب و مقصود "فَنَا فِی اللہ" ہونا ہے:

حضرت سیِّدُنا ابراہیم خوّاص رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جنگلوں میں پھرا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت سیِّدُنا حسین بن منصور حلّاج رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان سے پوچھا: "کس حال میں ہیں؟" کہنے لگے: "توکل کے معاملے میں اپنے حال کی اصلاح کی خاطر جنگلوں کے چکر کاٹ رہا ہوں۔" حضرت سیِّدُنا حسین بن منصور حَلّاج رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: "آپ نے تو اپنی زندگی اپنے باطن کی تعمیر و ترقی میں فنا کر دی توحید میں کب فنا ہو گے؟"

"فَنَا فِی اللہ" ہونا ہی طالِبِیْن کا مقصود اور صِدّیقِیْن کی لذّت کی انتہا ہے۔ ہلاک کرنے والی صفات سے بچنا تو نکاح کی عدت سے نکلنے کی طرح ہے جبکہ نجات دلانے والی صفات اور تمام عبادات سے مُتَّصِف ہونا ایسا ہے جیسے کوئی عورت اپنے شوہر کے لئے تیار ہو، خود کو ستھرا کرے، ہاتھ منہ دھوئے اور بالوں میں کنگھا کرے

تاکہ اس کے سبب شوہر سے ملنے کے قابل ہو جائے، اگر وہ ساری عُمُر رِحم کی صفائی اور چہرے کو آراستہ کرنے میں ہی مصروف رہے گی تو یہ عمل محبوب سے ملاقات میں رکاوٹ بنا رہے گا۔

اگر تم اہْلِ محبت میں سے ہو تو تمہیں بھی دین کا طریقہ ایسے ہی سمجھنا چاہئے اور اگر تم شریر غلام کی طرح ہو جو مار کے خوف اور اُجرت کی طمع ہی کی وجہ سے حرکت کرتا ہے تو ظاہری اعمال کرکے اپنے بدن کو تھکانا چھوڑ دو کیونکہ تمہارے اور تمہارے دل کے درمیان ایک موٹا پردہ حائل ہے اگرچہ تم اعمال کا حق پورا کرو گے تو اہْلِ جنَّت میں سے ہو جاؤ گے لیکن محبت و ہم نشینی کے قابل تو کچھ اور ہی لوگ ہیں۔ اب جبکہ تم نے بندے اور ربعَزَّوَجَلَّ کے مابین عُلُومِ مُعامَلہ میں فکر کے مقامات کو پہچان لیا ہے تو تمہیں چاہئے کہ اسے اپنا دستور اور صبح و شام اپنی عادت بنالو۔ اپنی ذات اور **اللہ**عَزَّوَجَلَّ سے دور کرنے والی صفات اور اس کے قرب کا سبب بننے والے احوال سے بالکل غفلت نہ بَرتو۔

اپنا مُحاسَبہ کیسے کیا جائے؟

ہر مرید (یعنی راہِ سُلوک پر چلنے والے) کو چاہئے کہ اپنے پاس ایک کاپی رکھے جس میں تمام مُہْلِکات (یعنی ہلاک کرنے والی صفات)، تمام مُنْجِیات (یعنی نجات دلانے والی صفات)، گناہ اور عبادات درج ہوں جن پر ہر روز خود کو پیش کرکے اپنا محاسبہ کرے، مہلکات میں سے دس چیزوں کو مدِّ نَظَر رکھنا مرید کے لئے کافی ہے کیونکہ اگر وہ ان دس سے بچ گیا تو بقیہ سے بھی محفوظ ہو جائے گا اور مُنْجِیات میں سے بھی دس چیزوں کو سامنے رکھے۔

☆...**10 مُہْلِکات:** بخل، تکبر، خود پسندی، ریاکاری، حسد، غصے کا غلبہ، کھانے کی حرص، ہم بستری کی خواہش، مال کی محبت اور جاہ و منزلت کی محبت۔

☆...**10 مُنْجِیات:** گناہوں پر ندامت، مصائب پر صبر، رب تعالیٰ کی رِضا پر راضی رہنا، نعمتوں پر شکر، اُمید و خوف میں میانہ روی، دنیا سے بے رغبتی، اعمال میں اخلاص، حُسْنِ اَخلاق، محبَّتِ الٰہی اور **اللہ**عَزَّوَجَلَّ کے لئے عاجزی کرنا۔

یہ 20 صفات ہیں جن میں دس اچھی اور دس بری ہیں۔ جب بُری صفات میں سے ایک چلی جائے تو اپنی کاپی میں اس پر لکیر کھینچ کر اس کے بارے میں فکر کرنا چھوڑ دے اور **اللہ**عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرے کہ اس نے

Go To Index

اس بُری صفت کو دور کر کے اس کا دل اس سے پاک کر دیا اور اس بات کا یقین رکھے کہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مدد و توفیق ہی سے ہوا ہے کیونکہ اگر وہ اس معاملے کو اپنے سپرد کر تا تو وہ چھوٹی سی برائی کو بھی خود سے دور کرنے پر قادر نہ ہو سکتا۔ اب بقیہ نو بُری صفات کی طرف پیش قدمی کرے اور اسی طرح کر تا رہے حتّٰی کہ تمام پر لکیر کھینچ دے۔ یونہی اپنے نفس سے مُنْجِیات سے موصوف ہونے کا مطالبہ کرے، جب ان میں سے کسی ایک سے موصوف ہو جائے مثلاً توبہ و ندامت سے تو اس پر لکیر کھینچ کر بقیہ کے حصول میں مشغول ہو جائے۔ ان باتوں کی ضرورت اس مرید کو ہے جو کوشش کے مراحل میں ہے۔

عبادت گزار اپنا محاسبہ یوں کریں:

جن کا شمار (بظاہر) صالحین کے زُمرے میں ہوتا ہے ان میں سے اکثر لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنی کاپیوں میں ظاہری گناہ درج کریں مثلاً: شبہ والی چیز کھانا، زبان سے غیبت، چغلی، دوسرے کی بات کاٹنا اور اپنی تعریف کرنا، دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کی دشمنی میں حد سے تجاوز کر جانا اور نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے بچنے کے مُعاملے میں لوگوں کے ساتھ منافقت سے پیش آنا کیونکہ اکثر لوگ جو خود کو صالحین کی صف میں شمار کرتے ہیں مذکورہ گناہوں سے اپنے جسمانی اعضاء کو محفوظ نہیں رکھ پاتے اور جب تک اعضاء کو گناہوں کی آلودگی سے پاک نہ کر لیا جائے اس وقت تک دل کی صفائی اور تعمیر و ترقی میں مشغول ہونا ممکن نہیں۔ ہر خاص وعام پر گناہوں کی کسی نہ کسی قسم کا غلبہ نظر آتا ہے تو بہتر یہ ہے کہ ان گناہوں کو خود سے دور کرے اور انہی کے بارے میں غور و فکر کرے اور اُن گناہوں کے بارے میں نہ سوچے جن سے وہ دور ہے۔

علما، خطبا اور مبلغین کے لئے مقامِ غور:

مُتَّقِی عالِمِ دِین بھی اکثر و بیشتر وعظ و تقریر یا درس و تدریس کے ذریعے اپنے علم کے اظہار، شہرت کی طلب اور اپنی ناموری پھیلانے سے محفوظ نہیں رہ پاتا۔ جس نے ایسا کیا اس نے خود کو بہت بڑے فتنے پر پیش کیا جس سے صرف صدیقین ہی بچ سکتے ہیں کیونکہ اگر اس عالِمِ دِین کی تقریر لوگوں میں مشہور اور دلوں میں گھر کر جائے تو وہ خود پسندی، فخر و غرور اور خوشی سے پھولے نہیں سماتا اور یہی بات ہلاکت میں ڈالنے والی ہے۔ اگر اس کی تقریر یا بیان کو رد کر دیا جائے تو رد کرنے والے پر غیظ و غضب اور اس کے لئے دل میں کینہ رکھتا

Go To Index

ہے جبکہ اس کے سامنے کسی دوسرے عالِم کا خطاب رد کیا جائے تو اسے غصّہ نہیں آتا کیونکہ اپنے بیان کے متعلق شیطان اس سے کہتا ہے: ''تیرا غصّہ کرنا حق بجانب ہے کیونکہ تیری حق بات کو ناپسند اور رد کیا گیا ہے۔'' اب اگر وہ شخص اپنے کلام کے رد ہونے اور دوسرے عالِم کے کلام کے رد ہونے میں فرق کرے تو وہ دھوکے میں آکر شیطان کا آلۂ کار بن گیا ہے۔ پھر جب وہ اپنے بیان وکلام کے مقبول ہونے اور اپنی تعریف پر خوش ہونے لگتا ہے اور ناپسند ہونے اور ٹھکرائے جانے پر غصے کا شکار ہوتا ہے تو صرف یہ لالچ کرتے ہوئے کہ لوگ اس کی تعریف کریں بناوٹ اختیار کرکے الفاظ و ادائیگی کو خوبصورت بناتا ہے حالانکہ **اللّٰہ** عَزَّ وَجَلَّ بناوٹ اختیار کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ایسی صورت میں شیطان بسااوقات اسے یوں دھوکے میں مبتلا کرتا ہے اور کہتا ہے: ''تمہارا بناوٹ کرنا اور خوبصورت الفاظ استعمال کرنا تو اس لئے تھا کہ حق پھیلے اور لوگوں کے دلوں میں دین کی عظمت بیٹھے۔'' اب اگر وہ شخص اپنے خوبصورت الفاظ اور لوگوں کے تعریف کرنے پر اتنا خوش ہو جتنا کسی اور عالِم کی تعریف پر نہیں ہوتا تو یہ دھوکے میں ہے اور قدرومنزلت کے حصول کا لالچی ہے اگرچہ یہ گمان رکھتا ہو کہ اس کا مقصود دین ہے۔ جب یہ باتیں اس کے دل میں آتی ہیں تو ظاہری جسم پر بھی ظاہر ہوتی ہیں حتّٰی کہ جو شخص اس کا معتقد ہوتا ہے اور اس کی عزت کرتا ہے یہ اس سے نہایت خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی کے ساتھ ملتا ہے جبکہ اس کے سوا کسی دوسرے کے لئے اتنا نہیں کرتا اگرچہ کوئی دوسرا اس بات کا زیادہ مستحق ہی کیوں نہ ہو۔ بعض اوقات تو علما آپس میں عورتوں کی طرح غیرت کرتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے کسی پر یہ بات بھی گراں گزرتی ہے کہ ایک کا شاگرد دوسرے کے پاس جائے حالانکہ وہ یہ جان رہا ہوتا ہے کہ وہ بھی علمی نفع اور دینی فائدہ ہی پہنچا رہا ہے۔

یہ تمام نتیجہ اُن ہلاک کرنے والی صفات کا ہے جو دل میں پوشیدہ ہیں۔ بسا اوقات عالِم خود کو ان سے محفوظ خیال کرتا ہے لیکن درحقیقت وہ مبتلائے فریب ہوتا ہے اور مذکورہ علامات کے ذریعے ہی اس کا انکشاف ہوتا ہے۔

عالِم کا فتنہ بہت بڑا ہے وہ یا تو بادشاہ بن جاتا ہے یا پھر ہلاک ہو جاتا ہے، عوام کی مثل اس کے لئے بچنے کی امید نہیں کی جاسکتی۔ لہٰذا جو عالم اپنے اندر ان صفات کو محسوس کرے اس کے لئے گوشہ نشینی، تنہائی اور

Go To Index

گمنامی واجب ہے نیز جب اس سے سوال پوچھا جائے تو فتوٰی دینے سے بھی خود کو روکے کیونکہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے زمانے میں مسجد اصحابِ رسول سے بھری ہوتی تھی وہ سب کے سب مفتی ہونے کے باوجود فتوٰی دینے سے گریز کیا کرتے تھے، اگر کوئی فتوٰی دے بھی دیتا تو اس کی چاہت یہی ہوتی کہ کاش کوئی دوسرا مجھے اس سے بچالیتا۔ عالِم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسانی شیطانوں سے خود کو بچائے کہ وہ کہیں گے تم ایسا مت کرو(یعنی فتوٰی دینا ترک نہ کرو اور گوشہ نشین نہ بنو) کیونکہ اگر تنہائی و گوشہ نشینی کا دروازہ کھل گیا تو مخلوق کے درمیان سے علوم مٹ جائیں گے۔ ان کے جواب میں وہ یوں کہے کہ دِیْنِ اِسلام کو صرف میری حاجت نہیں، یہ دین مجھ سے پہلے بھی آباد تھا اور میرے بعد بھی آباد رہے گا اور اگر میں مر گیا تو اسلام کے ارکان گر نہیں جائیں گے کیونکہ یہ دین مجھ سے بے نیاز ہے جبکہ میں اپنے دل کی اصلاح کرنے سے بے نیاز نہیں ہوں۔ جہاں تک گوشہ نشینی کے سبب علوم کے مٹ جانے کا تعلق ہے تو یہ ایک خیال ہے جو انتہائی درجہ کی جہالت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اگر لوگوں کو قید خانہ میں ڈال کر بیڑیاں لگا کر بند کر دیا جائے اور کہا جائے کہ علم حاصل کرو گے تو آگ میں ڈال دیئے جاؤ گے تو پھر بھی بلندر تبے اور ریاست کی محبت انہیں ابھارے گی کہ بیڑیاں توڑ کر، قید خانے کہ دیواریں پھلانگ کر بھاگ کھڑے ہوں اور علم کی طلب میں مشغول ہوں۔

جب تک شیطان مخلوق کے دل میں ریاست کی محبت ڈالتا رہے گا تب تک علوم کا دروازہ بند نہیں ہو سکتا اور شیطان تو قیامت تک اس کام سے باز آنے والا نہیں اور علم پھیلانے کے لئے تو ایسے لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوں گے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا جیسا کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ایسے لوگوں سے بھی اس دین کی مدد لے لیتا ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔"[273] مزید فرمایا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ فاجر شخص سے بھی اس دین کی مدد لے لیتا ہے۔"[274] لہٰذا عالِم کو ان دھوکوں میں آکر مخلوق سے میل جول نہیں رکھنا چاہئے ورنہ تعریف و تعظیم اور قدر و منزلت کی محبت اس کے دل میں اپنی جڑیں گاڑلے گی اور یہی نفاق کا بیج ہے۔

273...السنن الکبری للنسائی، کتاب السیر، باب الاستعانۃ بالفجار فی الحرب، ۵/ ۲۷۹، حدیث: ۸۸۸۵

274...بخاری، کتاب الجھاد، باب ان اللہ یؤید الدین بالرجل الفاجر، ۲/ ۳۲۸، حدیث: ۳۰۶۲

Go To Index

دل میں نفاق اور دین میں فساد:

سیّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "مال اور جاہ و منصب کی محبت دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتی ہے جس طرح پانی سبزہ اُگاتا ہے۔"[275] ایک مقام پر ارشاد فرمایا: "دو بھوکے بھیڑیے جن کو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے تو وہ اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا نقصان مال اور جاہ و منصب کی محبت مسلمان کے دین میں کرتی ہے۔"[276]

جاہ و منصب کی محبت کیسے دور ہو؟

جاہ و منصب کی محبت دل سے اسی وقت نکل سکتی ہے جب لوگوں سے دور رہا جائے، ان سے میل جول رکھنے سے بھاگا جائے اور ہر اس چیز کو چھوڑ دیا جائے جو لوگوں کے دلوں میں مرتبہ بڑھانے کا سبب ہو۔ عالِم کی فکر دل میں چھپی اُن صفات کو تلاش کرنے اور اُن سے چھٹکارا حاصل کرنے میں ہونی چاہئے، مُتَّقِی عالِم کا یہی وظیفہ ہے جبکہ ہمارے جیسوں کو چاہئے کہ اس چیز میں غور و فکر کریں جس سے روزِ قیامت پر ہمارا ایمان مضبوط ہو۔ اگر سلف صالحین ہمیں دیکھتے تو یقیناً وہ یہ کہتے کہ ان لوگوں کا قیامت کے دن پر ایمان نہیں۔ ہمارے اعمال جنت و دوزخ پر ایمان رکھنے والے کی طرح ہیں ہی نہیں کیونکہ جو جس چیز سے ڈرتا ہے اس سے بھاگتا ہے اور جس چیز کی اُمید رکھتا ہے اس کی طلب میں رہتا ہے۔ ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ شبہات و حرام اور گناہوں کو چھوڑنا ہی جہنّم سے بھاگنا ہے جبکہ ہم ان میں گرے پڑے ہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جنت کی طلب کثیر نفلی عبادات کے ذریعے ہی ہے جبکہ ہم فرائض میں بھی کوتاہی کرتے ہیں۔

ہمارے نزدیک تو علم کا ثمرہ و نتیجہ یہی ہے کہ لوگ دُنیاوی حرص و طمع میں ہماری پیروی کریں اور کہا جائے کہ اگر یہ مذموم ہوتا تو علما اس سے بچنے کے زیادہ حقدار تھے۔ کاش! ہم عوام کی طرح ہوتے، جب مرتے تو ہمارے ساتھ ہمارے گناہ بھی مر جاتے۔ کتنا بڑا فتنہ ہے جس میں ہم مبتلا ہیں، کاش! ہم سوچ سکیں۔

275...سنن ابی داود، کتاب الادب، باب کراھیۃ الغناء والزمر، ۴ / ۳۶۸، حدیث: ۴۹۲۷، "حب الجاہ والمال" بدلہ "الغناء"

276...سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ۴۳، ۴ / ۱۶۶، حدیث: ۲۳۸۳

حلیۃ الاولیاء، ۷ / ۹۴، حدیث: ۹۷۷۲، الرقم: ۳۸۷، سفیان الثوری

Go To Index

ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہیں کہ ہماری اور ہمارے ذریعے دوسروں کی اصلاح فرمائے اور مرنے سے پہلے ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے، بے شک وہی ہم پر انعام واکرام اور لُطف و کرم فرمانے والا ہے۔

یہ عِلْمِ مُعامَلہ میں عُلَما و صالحین کے غور و فکر کے مقامات ہیں، جب وہ ان سے فارغ ہوتے ہیں تو اپنے نفسوں کی طرف ان کی توجہ ختم ہو جاتی ہے۔ اب وہ ترقی کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظمت و جلال میں فکر کرتے اور دل کی آنکھ سے جمالِ قدرت کا مشاہدہ کرکے لذت اٹھاتے ہیں اور یہ سب کچھ ہلاک کرنے والی تمام صفات سے خلاصی اور نجات دینے والی تمام صفات سے موصوف ہونے کے بعد ہی ممکن ہے۔ اگر اس سے پہلے اس میں سے کچھ ظاہر ہو جائے تو خراب، گدلا اور ناقص و عارضی ہوگا گویا چمکنے والی بجلی ہے جو تھوڑی دیر بھی باقی نہیں رہتی۔ ایسے شخص کی مثال اس عاشق کی سی ہے جسے اپنے معشوق کے ساتھ خلوت میسّر آئی لیکن اس کے لباس کے نیچے سانپ اور بچھو ہیں جو پے در پے اسے ڈس رہے ہیں۔ تو اس کے لئے مشاہدے کی لذّت بے کار ہو کر رہ گئی، کَماحَقُّہ لذّت و سرور کے لئے ضروری ہے کہ وہ سانپ اور بچھو کو اپنے لباس سے باہر نکالے۔

یہ مذموم صفات سانپ اور بچھو ہیں، ایذا بھی دیتی ہیں اور پریشان بھی کرتی ہیں اور قبر میں ان صفات کا ڈسنا سانپ اور بچھو کے ڈسنے سے زیادہ دردناک ہوگا۔ انسان کو اس بات پر تنبیہ کرنے کے لئے اتنی مقدار کافی ہے کہ اسے جاننا چاہئے کہ اس کے نفس میں پائی جانے والی صفات اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک پسندیدہ ہیں یا ناپسندیدہ۔

دوسری قسم: ربّ تعالٰی کی عظمت و کبریائی اور جلالت میں غور و فکر کرنا

(اس میں دو مقام ہیں)

پہلا مقام:

یہ اعلیٰ مقام ہے اور یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات و صفات اور اس کے اسما کے معانی میں غور و فکر کرنا ہے۔

یہی وہ مقام ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا: ”تَفَکَّرُوْا فِیْ خَلْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَلَا تَتَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں غور و فکر کرو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات میں فکر نہ کرو۔“[277] کیونکہ عقلیں اس میں حیران ہیں اور

277... کتاب العظمۃ لابی الشیخ الاصبھانی، باب الامر بالتفکر فی اٰیات اللہ، ص۱۸، حدیث:۲

Go To Index

علاوہ صِدِّیْقِیْن کی نگاہوں کے کسی کو اس تک رسائی کی طاقت نہیں اور صدیقین بھی دائمی نگاہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ تمام مخلوق کا جلالِ الٰہی کی طرف نظر کرنا ایسے ہے جیسے چمگادڑ کا سورج کی روشنی دیکھنا حالانکہ یہ بات یقینی ہے کہ وہ سورج کی روشنی نہیں دیکھ سکتی بلکہ دن میں چھپی رہتی ہے اور رات کے وقت زمین پر باقی رہنے والی سورج کی روشنی میں (یعنی غروب آفتاب کے وقت) نکلتی اور گھومتی ہے۔ صدیقین کا حال اس شخص کی طرح ہے جو سورج کی طرف نظر کرتا ہے، یقیناً وہ نظر کرنے کی طاقت رکھتا ہے لیکن اس پر نظر جما نہیں سکتا اور نظر جمانے کی صورت میں نابینا ہونے کے خطرے سے دوچار رہتا ہے بلکہ بار بار نظر اٹھا کر دیکھنا بھی چندھیاہٹ اور نظر کمزور ہونے کا سبب ہے۔ یونہی ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف نظر کرنا حیرت اور عقل میں ہیجان واضطراب پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات وصفات میں غوروفکر کی راہوں پر قدم نہ رکھا جائے کیونکہ اکثر عقلیں اس کی طاقت نہیں رکھتیں بلکہ قدرے آسان بات وہ ہے جس کی بعض علما نے تصریح فرمائی ہے کہ بے شک **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ جہت ومکان سے پاک ہے، نہ وہ کائنات میں داخل ہے نہ اس سے خارِج، نہ اس سے ملا ہوا ہے نہ جدا۔ بعض لوگوں کی عقلیں اس قدر حیران ہوئیں کہ انہوں نے ذاتِ باری تعالیٰ کا انکار ہی کر دیا کیونکہ ان میں اسے سننے اور سمجھنے کی طاقت نہیں تھی بلکہ ایک گروہ تو اس سے ہلکی بات بھی برداشت نہ کر سکا، جب ان سے کہا گیا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہاتھ، پاؤں، سر، آنکھوں اور دیگر اعضاء سے پاک ہے اور وہ ایسے جسم سے بھی پاک ہے جس کا کوئی وزن ومقدار ہو تو انہوں نے اس کا بھی انکار کر دیا اور سمجھے کہ یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عظمت وجلالت میں عیب ہے حتّٰی کہ عوام میں سے ایک بے وقوف نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ تو ہندی تَربوز کی صفت ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نہیں۔ اس بے عقل کو عظمت وجلالت اعضاء ہی میں نظر آئی۔

اس کا سبب یہ ہے کہ انسان محض خود کو جانتا اور خود ہی کو عظیم تصور کرتا ہے نتیجۃً جس چیز کی صفات اس کے برابر نہیں ہوتیں اس میں کوئی بڑائی نہیں سمجھتا۔ انسان (کی سوچ) کا بلند ترین درجہ یہ ہے کہ "انسان خود کو حسین صورت اور تخت پر بیٹھا ہوا خیال کرے اس طرح کہ اس کے سامنے خُدّام حکم کی تعمیل کے لئے سر جھکائے کھڑے ہوں" اس طرح یقیناً وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پاک ذات کو بھی ایسا ہی خیال کرے گا حتّٰی کہ وہ سمجھے گا یہی عظمتِ الٰہی ہے بلکہ اگر مکھی کے پاس عقل ہوتی اور اس سے کہا جاتا کہ تیرے خالق کے نہ دو پر

Go To Index

ہیں نہ ہاتھ اور نہ پاؤں اور نہ ہی وہ اُڑ سکتا ہے تو ضرور وہ بھی اس کے وجود کا انکار کر دیتی اور کہتی: ''میرا خالق مجھ سے کمتر کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا اس کے پر کٹے ہوئے ہیں یا شل ہو گئے ہیں کہ وہ اُڑ نہیں سکتا یا پھر میرے پاس جو قدرت وآلہ ہے اس کے پاس نہیں حالانکہ وہ تو میرا خالق و مصوِّر ہے؟'' اکثر لوگوں کی عقلوں کا یہی حال ہے۔ بے شک انسان بڑا نادان، ظالم اور ناشکرا ہے، اسی وجہ سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے انبیاعَلَیْہِمُ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ میرے بندوں کو میری صفات کی خبر نہ دو کیونکہ وہ میرا انکار کر بیٹھیں گے بلکہ انہیں میرے متعلق وہ کہو جو وہ سمجھ سکیں۔

جب یہ معلوم ہوا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات وصفات میں نظر کرنا خطرے سے خالی نہیں تو ادبِ شریعت اور اصلاحِ خلق کا تقاضا یہی ہے کہ اس میں غور وفکر کی راہوں کے درپے نہ ہوا جائے لہٰذا ہم دوسرے مقام کا رُخ کرتے ہیں۔

دوسرا مقام:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے افعال اور اس کی صنعت کے عجائبات میں غور وفکر کرنا۔

چونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قدرت وصنعت کے عجائبات اس کی جلالت و کبریائی اور پاکی وبلندی پر دلالت کرتے ہیں اور اس کے کمالِ علم وحکمت اور قدرت ومشیت کے نفاذ پر بھی دلالت کرتے ہیں لہٰذا چاہئے کہ رب تعالیٰ کی صفات کی طرف اس کی صفات کے آثار کے ذریعے نظر کی جائے کیونکہ ہم بلاواسطہ اس کی صفات کی طرف دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے جیسا کہ ہم سورج کی بھرپور روشنی کے وقت زمین کو بھی براہِ راست نہیں دیکھ سکتے اور چاند ستاروں کی روشنی کے مقابلے میں سورج کی روشنی کے زیادہ ہونے پر ہم اسی بات سے دلیل پکڑتے ہیں کیونکہ زمین کا روشن ہونا سورج کی روشنی کے آثار میں سے ہے اور آثار کی طرف نظر کرنے سے مؤثر تک راہنمائی ہو ہی جاتی ہے چاہے کسی بھی صورت ہو اگرچہ مؤثر کو براہِ راست دیکھنے جیسی نہیں ہوتی۔ دنیا کے تمام موجودات قدرتِ الٰہی کے آثار میں سے ایک اثر اور اس کی ذات کے انوار میں سے کچھ نور ہیں اور عدم سے بڑھ کر کوئی تاریکی نہیں اور نہ وجود سے بڑھ کر کوئی نور ہے اور تمام اشیاء کا وجود اس بلند وپاک ذات کے انوار کا ایک نور ہے کیونکہ تمام اشیاء کا قیام اس قَیُّوم ذات ہی کے سبب ہے جیسا کہ (دن میں دھوپ کے وقت) اشیاء کا

Go To Index

روشن ہونا چمکنے والے سورج کے سبب ہے۔ سورج کو اگر دیکھنا ہو تو اس کا طریقۂ کار یہ ہے کہ پانی کا ایک طشت رکھ دیا جائے اب اس میں سورج کو دیکھنا ممکن ہو جاتا ہے تو پانی ایک واسطہ بن گیا جس نے سورج کی روشنی کو قدرے کم کر دیا حتّٰی کہ اسے دیکھنا آسان ہو گیا۔ اسی طرح افعال واسطہ ہوتے ہیں جن میں ہم فاعل کی صفات کا مشاہدہ کرتے ہیں اور افعال کے واسطے سے جب ہم پر ذات کے انوار ظاہر ہوتے ہیں تو ہم انوارِ ذات سے حیران نہیں ہوتے۔ حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں غور و فکر کرو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات میں غور و فکر نہ کرو۔"[278] میں یہی راز ہے۔

باب نمبر2: مخلوقِ خدا میں غور و فکر کی کیفیت

جان لیجئے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا ہر شے کا وجود اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فعل اور اس کا تخلیق کردہ ہے۔ کائنات کا ہر ذرّہ چاہے وہ جوہر ہو، عرض ہو، صفت ہو یا موصوف، ہر ایک میں ایسے ایسے عجائب ہیں جن سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حکمت و قدرت اور جلالت و عظمت کا ظہور ہوتا ہے۔ ان کو شمار کرنا ناممکن ہے کیونکہ اگر سمندر بھی ان کے لئے سیاہی ہو جائے تو ان کا عَشْرِ عشیر شمار ہونے سے قبل ہی سمندر ختم ہو جائے گا، پھر بھی ہم یہاں چند عجائبات کی طرف اشارہ کرتے ہیں تاکہ انہیں باقی کے لئے مثال قرار دیا جاسکے۔

موجودات کی اقسام:

موجودات کی دو قسمیں ہیں: (۱)... وہ موجودات جن کی اصل ہمیں معلوم نہیں اور (۲)... وہ موجودات جن کی اصل معلوم ہے اور ہم انہیں اجمالاً جانتے ہیں۔

☆... جن موجودات کی اصل معلوم نہیں ان میں غور و فکر کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں۔ کتنے ہی موجودات ایسے ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ یَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۸) (پ۱۴، النحل: ۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر نہیں۔

اور فرماتا ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ ترجمۂ کنزالایمان: پاکی ہے اسے جس نے سب جوڑے

278... کتاب العظمۃ لابی الشیخ الاصبھانی، باب الامر بالتفکر فی اٰیات اللہ، ص۱۸، حدیث: ۴

Go To Index

الْاَرْضُ وَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ (۳۶) (پ۲۳،یٰسٓ:۳۶)

بنائے ان چیزوں سے جنھیں زمین اگاتی ہے اور خود ان سے اور ان چیزوں سے جن کی انھیں خبر نہیں۔

مزید فرماتا ہے:

وَ نُنْشِئَكُمْ فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (۶۱) (پ۲۷،الواقعۃ:۶۱) ترجمۂ کنزالایمان:اور تمہاری صورتیں وہ کردیں جس کی تمہیں خبر نہیں۔

☆...جن موجودات کی اصل کا ہمیں اجمالاً علم ہے لیکن تفصیل معلوم نہیں ان کی تفصیل جاننے کے بارے میں غور وفکر کرنا ممکن ہے۔ پھر ان موجودات میں کچھ کو تو ہم آنکھ کے ذریعے دیکھ سکتے ہیں اور کچھ کو نہیں۔ جنہیں نہیں دیکھ سکتے وہ فرشتے، جن، شَیاطین اور عرش وکرسی وغیرہ ہیں۔ ان میں غور وفکر کا میدان انتہائی تنگ اور گہرا ہے۔ لہٰذا ہم ان موجودات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو عقلوں کے زیادہ قریب اور آنکھوں سے دیکھے جاسکتے ہیں یعنی ساتوں آسمان، زمین اور جو کچھ آسمان وزمین کے درمیان ہے۔ آسمانوں کا مشاہدہ تو سورج، چاند، ستاروں، طلوع وغروب اور ان کی حرکت و دورانیے سے ہوتا ہے۔ زمین کا مشاہدہ اس میں موجود پہاڑوں، خزانوں، نہروں، سمندروں اور حیوانات ونباتات کے ذریعے ہوتا ہے اور آسمان وزمین کے درمیان فضا ہے جس کا ادراک بادل، بارش، برف، بجلی اور ہوا وغیرہ کے ذریعے ہوتا ہے۔ آسمان وزمین اور ان کے مابین یہ تمام اجناس ہیں اور ہر جنس نوع کی طرف تقسیم ہوتی ہے پھر ہر نوع کی مزید قسمیں بنتی ہیں اور ہر قسم سے مختلف صفات نکلتی ہیں، مختلف صفات وصورتوں اور ظاہری وباطنی معانی کی طرف ان اجناس کی تقسیم کی کوئی انتہا نہیں۔ یہ تمام غور وفکر کی راہیں ہیں۔

زمین وآسمان میں رب تعالٰی کی نشانیاں ہیں:

آسمانوں اور زمین کے جمادات، نباتات وحیوانات اور چاند ستاروں وغیرہ میں سے کوئی ذرّہ حرکت کرتا ہے تو اسے حرکت دینے والی ذات صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ہے۔ اس حرکت میں ایک یا دو یا دس یا ہزار حکمتیں ہوتی ہیں۔ تمام کی تمام اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وَحدانیت پر شاہد اور اس کی جلالت وکبریائی اور وجود پر دلالت کرتی ہیں۔ قرآن مجید ان نشانیوں میں غور وفکر پر اُبھارتا ہے۔

Go To Index

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ (۱۹۰) (پ۴،اٰل عمران:۱۹۰)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے۔

اور فرماتا ہے:

وَ مِنۡ اٰیٰتِهٖۤ (پ۲۱،الروم:۲۰) ترجمۂ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں سے ہے۔

انسانی وجود میں قدرت کی نشانیاں:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نشانیوں سے ہے کہ انسان پانی کی بوند سے پیدا ہوا اور تیرے سب سے زیادہ نزدیک تیرا نفس ہے اور خود تیری ذات میں ایسے عجائبات ہیں جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔ تمام عُمُر گزر جائے پھر بھی ان میں سے ایک فیصد پر واقفیت نہیں ہو سکتی اور حال یہ ہے کہ تو ان سے غافل ہے۔ اے اپنے آپ سے غافل و جاہل شخص! پھر تو کیسے غیر کی معرفت کی طمع کرتا ہے؟ جبکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی کتابِ عزیز میں تجھے تیری ہی ذات میں غور و فکر کا حکم فرماتا ہے۔ چنانچہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ارشاد ہے:

تخلیقِ انسانی پر آٹھ فرامین باری تعالیٰ:

(1)...وَ فِیۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ (۲۱) (پ۲۶،الذّٰریٰت:۲۱) ترجمۂ کنزالایمان: اور خود تم میں تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں۔

(2)...**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے یاد دلایا کہ تم ناپاک پانی کی بوند سے پیدا کئے گئے ہو۔ چنانچہ فرماتا ہے: قُتِلَ الۡاِنۡسَانُ مَاۤ اَكۡفَرَهٗ (۱۷) مِنۡ اَیِّ شَیۡءٍ خَلَقَهٗ (۱۸) مِنۡ نُّطۡفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ (۱۹) ثُمَّ السَّبِیۡلَ یَسَّرَهٗ (۲۰) ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقۡبَرَهٗ (۲۱) ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنۡشَرَهٗ (۲۲) (پ۳۰،عبس:۱۷ تا ۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: آدمی مارا جائیو کیا ناشکر ہے اسے کاہے سے بنایا پانی کی بوند سے اسے پیدا فرمایا پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا پھر اسے راستہ آسان کیا پھر اسے موت دی پھر قبر میں رکھوایا پھر جب چاہا اسے باہر نکالا۔

Go To Index

(3)... وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ(۲۰) (پ۲۱،الروم:۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر جبھی تم انسان ہو دنیا میں پھیلے ہوئے۔

(4)... اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى(۳۷) ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى(۳۸) (پ۲۹،القیامۃ: ۳۷،۳۸)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا وہ ایک بوند نہ تھا اس منی کا کہ گرائی جائے پھر خون کی پھٹک ہوا تو اس نے پیدا فرمایا پھر ٹھیک بنایا۔

(5)... اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ(۲۰) فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ(۲۱) اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ(۲۲) (پ۲۹،المرسلٰت:۲۰ تا ۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہ فرمایا پھر اسے ایک محفوظ جگہ میں رکھا ایک معلوم اندازہ تک۔

(6)... اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ(۷۷) (پ۲۳،یٰس:۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کیا آدمی نے نہ دیکھا کہ ہم نے اسے پانی کی بوند سے بنایا جبھی وہ صریح جھگڑالو ہے۔

(7)... اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ﳓ (پ۲۹،الدھر: ۲)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے۔

(8)... پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بتایا کہ کس طرح اس نے پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا، پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں کیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ(۱۲) ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ(۱۳) ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے آدمی کو چُنی ہوئی مٹی سے بنایا پھر اُسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی

Go To Index

الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ (پ۱۸،المؤمنون:۱۲ تا۱۴)

پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر اُن ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے اور صورت میں اُٹھان دی۔

اپنی ذات میں غوروفکر:

قرآن مجید میں بار بار لفظِ نطفہ (مادۂ منویہ) کی تکرار کا یہ مطلب نہیں کہ اس لفظ کو سنایا جائے اور اس کے معنٰی میں غور و فکر کو چھوڑ دیا جائے بلکہ غور کرنا چاہئے کہ نطفہ پانی کا ایک ناپاک قطرہ ہے اگر ایک لمحہ کے لئے بھی چھوڑ دیا کہ اسے ہوا لگے تو خراب وبدبودار ہو جائے گا۔ تو سوچو! کس طرح رب تعالیٰ نے اسے مَردوں کی پیٹھوں اور عورتوں کے سینوں سے نکالا؟ کس طرح مرد و عورت کو جمع فرما کر ان کے دلوں میں محبت ڈالی؟ کس طرح محبت و شہوت کے سلسلے میں ان کو جمع فرمایا؟ کس طرح ہم بستری کے سبب مرد سے نطفہ کا خروج کیا؟ کس طرح باریک رَگوں سے حیض کے خون کو کھینچ کر عورت کے رِحم میں جمع فرمایا؟ پھر کس طرح بچے کو نطفہ سے تخلیق فرما کر حیض کے خون کو اس کی خوراک بنایا حتّٰی کہ وہ بڑھتے بڑھتے بڑا ہو گیا؟ پھر اس میں غور و فکر کرو کہ کس طرح سفید چمکتے نطفہ کو خون کی سرخ پھٹک کیا؟ پھر کیسے اس کو گوشت کا لوتھڑا کیا؟ کس طرح اس نطفہ کو ہڈیوں، پٹھوں، رگوں، ریشوں اور گوشت میں تقسیم کیا حالانکہ نطفہ کے اجزا تو ایک ہی جیسے تھے؟ پھر کس طرح گوشت، پٹھوں اور رگوں سے ظاہری اعضاء یعنی سَر کی گولائی، آنکھ، کان، ناک، منہ اور دیگر سوراخوں کو ترتیب دیا اور ہاتھ پاؤں کو لمبائی دی نیز ان کے سروں کو انگلیوں میں اور انگلیوں کو پوروں میں تقسیم فرمایا؟

پھر غور و فکر کرو کہ کس طرح اس نے باطنی اعضاء یعنی دل، کلیجہ، معدہ، جگر، تلی، پھیپھڑے، رِحم و مثانہ اور آنتوں کو ترتیب دیا؟ ہر ایک کی مخصوص شکل، مخصوص مقدار اور ہر ایک کا مخصوص کام ہے۔ پھر دیکھو کیسے ان اعضاء میں سے ہر عضو کو دوسری کئی اقسام میں تقسیم فرمایا؟ اس نے آنکھ کو سات طبقات سے مرکب کیا، ہر طبقہ کی مخصوص صورت اور مخصوص صفت ہے اگر ان سات میں سے ایک طبقہ یا ایک صفت زائل ہو جائے تو آنکھ دیکھنے سے محروم ہو جاتی ہے۔ اگر ہم ان میں سے کسی ایک عضو کے عجائب و کمالات کا وصف بیان کرنا شروع کر دیں تو تمام عمر اسی میں بیت جائے۔ پھر ہڈیوں کو دیکھو کہ سخت اور مضبوط ہیں اور کس طرح **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کو نرم اور پتلے مادۂ منویہ سے پیدا فرمایا ہے؟ پھر ان کو بدن کے لئے سہارا و ستون

Go To Index

بنایا پھر دیکھو کہ ان کی مختلف مقداریں اور مختلف شکلیں رکھیں، بعض چھوٹی ہیں بعض بڑی، کچھ لمبی ہیں تو کچھ گول، کوئی کھوکھلی ہے تو کوئی ٹھوس اور کوئی چوڑی ہے تو کوئی پتلی۔

جسمانی جوڑوں میں حکمت:

اب جبکہ انسان اپنے تمام بدن یا بعض اعضاء کے ساتھ اپنی حاجات کے لئے ادھر اُدھر حرکت کا محتاج ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کی ایک ہی ہڈی نہیں بنائی بلکہ کثیر ہڈیاں بنائی ہیں جن کا آپس میں جوڑ ہے تاکہ اس کے سبب حرکت کرنا آسان ہو اور ان میں سے ہر ایک کو مطلوبہ حرکت کے مطابق شکل دی پھر ان کے جوڑوں کو آپس میں ملایا۔ اس کا طریقہ یوں رکھا کہ ایک ہڈی کے کنارے سے ریشے نکلتے ہیں جو دوسری ہڈی کے ساتھ جا ملتے ہیں گویا کسی چیز کو باندھا گیا ہو۔ پھر ہڈی کی ایک جانب کچھ باہر کو زائد رکھی اور دوسری ہڈی میں اس زائد کے موافق ایک گڑھا بنایا تاکہ وہ زائد اس میں داخل ہو کر مل جائے۔ تو اب انسان ایسا ہو گیا کہ جب وہ جسم کے کسی حصے کو حرکت دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کوئی رکاوٹ و دُشواری نہیں ہوتی۔ اگر یہ جوڑ نہ ہوتے تو انسان کے لئے یہ ضرور مشکل ہو جاتا۔

ہڈیوں کی تعداد اور ان کو جوڑنے کا مرحلہ:

یہ دیکھو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کس طرح سر کو پیدا فرمایا؟ کس طرح اسے جمع کیا اور ہڈیوں کو آپس میں جوڑا؟ اس نے سر کو 55 ہڈیوں کا مرکب بنایا، ان تمام کی شکلیں الگ الگ ہیں، اس نے ان کو آپس میں ایسے ملایا کہ ٹھیک گول سر بن گیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ ان میں سے چھ ہڈیاں کھوپڑی کے لئے خاص ہیں، چودہ ہڈیاں اوپر والے جبڑے کی ہیں اور دو ہڈیاں نیچے والے جبڑے میں رکھی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ باقی دانت ہیں جن میں سے کچھ چوڑے ہیں جو پیسنے کے کام آتے ہیں اور کچھ تیز ہیں جو کاٹنے کا کام دیتے ہیں۔ پھر گردن کو سر کی سواری بنایا اور سات گول خول دار منکوں (یعنی مُہروں) سے اسے مرکب کیا، ان میں کچھ گھٹاؤ بڑھاؤ ہے تاکہ ایک دوسرے سے جڑ سکیں، اس میں حکمت کی وجہ کا ذکر کافی طویل ہے۔

پھر گردن کو پیٹھ اور پیٹھ کو گردن کے نچلے حصے سے سرین کی ہڈی تک چوبیس منکوں سے مرکب کیا اور سرین کی ہڈی کو تین مختلف اجزا سے مرکب کیا، سرین کی ہڈی ریڑھ کی ہڈی کی نچلی طرف سے متصل ہے اور

Go To Index

یہ بھی تین اجزپر مشتمل ہے۔ پھر پیٹھ کی ہڈیوں کو سینے، کہنیوں، ہاتھوں، رانوں، پنڈلیوں اور پاؤں کی انگلیوں سے ملا دیا۔ ہم ان سب کو ذکر کر کے کلام طویل نہیں کرنا چاہتے۔

المختصر یہ کہ انسانی جسم میں ہڈیوں کی تعداد 248 ہے، ان میں وہ چھوٹی ہڈیاں شامل نہیں ہیں جن سے جوڑوں کو ملایا گیا ہے۔ اب غور کرو کہ کس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نرم اور پتلے نطفہ سے ان تمام کو پیدا فرمایا۔ اس تمام بحث سے ہمارا مقصد ہڈیوں کی گنتی یاد کروانا نہیں ہے کیونکہ یہ تو ایک آسان سا علم ہے جسے اَطِبّا اور جسمانی اعضاء کی وضاحت کرنے والے جانتے ہیں، ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ ان کے ذریعے ان کے خالق ومُدَبِّر کی طرف نظر کی جائے کہ کس طرح اس نے ان کی تخلیق و تدبیر فرمائی اور کیسے ان کی شکلوں اور مقداروں کی مابین فرق رکھا اور ان کو ایک مخصوص تعداد میں خاص کیا کیونکہ اگر وہ ان پر ایک بھی زیادہ کر دیتا تو یقیناً یہ انسان پر ایسی مصیبت بن جاتا جسے اُکھاڑ پھینکنے پر انسان مجبور ہو جاتا اور اگر وہ ان میں کسی ایک ہڈی کو بھی کم کر دیتا تو انسان اس کمی کو پورا کرنے کا محتاج ہو جاتا حتّٰی کہ طبیب اس میں اس لئے غور وفکر کرتا کہ اس کمی کو کیسے پورا کیا جائے؟ اور اہل نظر اسے اس لئے دیکھتے تا کہ اس کے ذریعے مُصَوِّر و خالق کی عظمت و بُزرگی کی طرف راہنمائی حاصل کریں۔ آہ! ان دو نظروں میں کیسا اختلاف ہے۔

پٹھے بنانے کی حکمت:

دیکھو کہ کس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہڈیوں کو حرکت دینے کے لئے آلات بنائے ہیں جنہیں پٹھے کہتے ہیں۔ خالق عَزَّوَجَلَّ نے انسانی جسم میں 529 پٹھے پیدا کئے ہیں، ہر پٹھہ گوشت، جوڑ، ریشوں اور جِھلّیوں سے مل کر بنا ہے، ہر جگہ کی ضرورت ومناسبت کے لحاظ سے ان کو مختلف شکلیں اور مختلف مقداریں دی گئی ہیں۔ چوبیس پٹھے تو صرف آنکھوں کے حلقے اور ان کی پُتلیوں کو حرکت دینے کے لئے ہیں اگر ان میں سے ایک بھی کم ہو جائے تو آنکھ کا نظام بے کار ہو جائے۔ یونہی ہر عضو کے لئے مخصوص مقدار اور مخصوص تعداد کے پٹھے ہیں۔ پٹھوں، رگوں، شریانوں اور ان کی تعداد نیز ان کے بڑھنے اور پھیلنے کی جگہوں کا مُعاملہ اس تمام سے زیادہ عجیب تر ہے جن کی تفصیل بہت طویل ہے۔

ہر جز میں پھر ہر عضو میں اور پھر پورے بدن میں غور وفکر کرنے کے لئے وسیع میدان ہے۔ یہ تمام تو

Go To Index

ظاہری جسم کے عجائبات ہیں جبکہ وہ معانی اور صفات جن کا ادراک حواس سے نہیں ہو سکتا اس سے بڑھ کر ہیں۔ اب تم ان کے ظاہر وباطن اور بدن وصفات کی طرف دیکھو تو تمہیں ایسے عجائب نظر آئیں گے جو تعجب میں ڈال دیں گے۔ یہ سب کچھ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پانی کے ایک ناپاک قطرے سے بنایا ہے۔

مقامِ غوروفکر:

اب پانی کے اس قطرے کی صنعت سے آگے بڑھو اور دیکھو کہ آسمانوں اور ستاروں کی سلطنت میں اس کی صنعت کا عالَم کیا ہو گا؟ پھر ان کی شکل، مقدار، تعداد اور بعض کا اکٹھا ہونے، بعض کا جدا جدا ہونے، صورتیں مختلف ہونے اور مشرق و مغرب کے اختلاف میں اس کی کیا حکمت ہے؟ تم ہرگز یہ گمان نہ کرو کہ آسمانوں کی بادشاہی میں سے ایک ذرّہ بھی حکمت یا حکمتوں سے خالی ہو گا بلکہ یہ عظیم تخلیق حکمت سے بنائی گئی ہے اور انسانی بدن سے زیادہ عجائبات کی حامل ہے بلکہ زمین میں جو کچھ ہے اسے آسمانوں کے عجائبات سے کوئی نسبت نہیں۔ اسی وجہ سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَ اَغْطَشَ لَیْلَهَا وَ اَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ (پ۳۰، النّٰزعٰت: ۲۷تا۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: کیاتمہاری سمجھ کے مطابق تمہارا بنانا مشکل یا آسمان کا **اللہ** نے اسے بنایا اس کی چھت اونچی کی پھر اسے ٹھیک کیا اس کی رات اندھیری کی اور اس کی روشنی چمکائی۔

اب تم اس نطفہ کی طرف رجوع کرو اس کی پہلی حالت میں غور وفکر کرو پھر دوسری حالت کی طرف دیکھو اور سوچو کہ تمام جنات وانسان اگر اس نطفہ کے لئے کان، آنکھ، عقل، قدرت، علم، روح، ہڈیاں، رگیں، پٹھے، کھال یا بال بنانے کے لئے جمع ہو جائیں تو کیا وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں؟ بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیدا کرنے کے بعد بھی اگر وہ اس نطفے کی حقیقت اور پیدا کرنے کی کیفیت جاننے کا ارادہ کریں تو اس سے بھی عاجز ہیں۔ تم پر تعجب ہے کہ اگر تم دیوار پر بنی ہوئی انسانی تصویر کی طرف دیکھو جس میں مُصَوِّر نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا ہے تو تم کہو گے یہ تو بالکل انسان کی طرح ہے یوں مُصوِّر کی مُصوَّری، کاریگری اور ہاتھ کی صفائی پر تمہیں بڑا تعجب ہو گا اور تمہارے دل میں اس کا ایک مقام بن جائے گا حالانکہ تم جانتے ہو کہ یہ تصویر رنگ، قلم، ہاتھ، دیوار، قدرت اور علم وارادے وغیرہ سے مکمل ہوئی ہے اور ان میں سے کسی چیز کو مُصوِّر نے پیدا نہیں کیا بلکہ ان کا

Go To Index

خالق کوئی دوسرا ہے۔ مُصوِّر کا تو صرف اتنا کام ہے کہ اس نے رنگ اور دیوار کو ایک مخصوص ترتیب پر جمع کر دیا اور تم اس پر تعجب کرتے ہو اور اسے بڑا سمجھتے ہو جبکہ تم اس ناپاک پانی کی بوند کو دیکھو جو کبھی تھی ہی نہیں خالق حقیقی نے پیٹھوں اور سینوں میں اسے پیدا کیا پھر ان سے نکالا اور نہایت ہی اچھی شکل دی، بہترین صورت اور مناسب مقدار پر رکھا، اس کے ملتے جلتے اجزا کو مختلف اجزا میں تقسیم کیا پھر ان میں مضبوط ہڈیاں بنائیں، اعضاء کو اچھی شکل پر ڈھالا، ظاہر و باطن کو اچھا کیا، رگوں و پٹھوں کو ترتیب دی اور انہیں غذا کا راستہ بنایا تاکہ جسم باقی رہ سکے اور اعضاء کو سننے، دیکھنے، جاننے اور بولنے کی قوت عطا فرمائی، پیٹھ کو بدن کی بنیاد اور پیٹ کو تمام غذاؤں کا مرکز اور سر کو حواس کا جامع بنایا، آنکھوں کو کھولا اور ان کے طبقوں کو ترتیب دیا، ان کے رنگ اور شکل وصورت کو اچھا کیا، پھر ان کو ڈھانپنے، حفاظت کرنے اور گرد و غبار سے بچانے کے لئے دو پپوٹے بنائے پھر تل برابر شیشے میں آسمانوں کو باوجود وسعت اور دوری کے آنکھوں میں سما دیا کہ انسان ان کو دیکھتا ہے۔

کان کی بناوٹ اور اس میں حکمت:

کانوں میں دو سوراخ بنائے اور ان میں تلخ پانی رکھا تاکہ سماعت کی حفاظت ہو اور کیڑے مکوڑے اندر نہ جائیں، کان کے گرد سیپ کی شکل میں پردہ رکھا کہ آواز وہاں جمع ہو کر پھر سوراخ کی طرف بڑھے حتّٰی کہ کیڑے کے چلنے کی آہٹ بھی محسوس ہو جائے، کان میں اونچ نیچ اور ٹیڑھا پن رکھا تاکہ اندر داخل ہونے والے کیڑے کا راستہ طویل اور حرکت زیادہ ہو کہ نیند کی حالت میں بھی اس پر خبر ہو جائے۔

منہ، ناک اور دانتوں وغیرہ کی حکیمانہ تخلیق:

چہرے کے درمیان ایک خوبصورت ناک اٹھائی، اس کے دونوں نتھنوں کو کھولا اور اس میں سونگھنے کی حس رکھی تاکہ بو کو سونگھ کر بندہ اپنے کھانے پینے کی اشیاء کو جان سکے۔ اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ ان نتھنوں کے راستے دل کی غذا ہوا اندر اخل ہو اور باطنی حرارت کو راحت ملے۔ منہ کو کھولا اور اس میں بولنے، تَرجُمانی کرنے اور دل کی بات بیان کرنے کے لئے زبان رکھی نیز منہ کو موتیوں جیسے دانتوں سے زینت بخشی تاکہ کاٹنے، پیسنے اور توڑنے کا کام دیں۔ ان کی جڑوں کو مضبوط ،سروں کو تیز اور رنگ کو سفید بنایا۔ سب کے سر برابر رکھ کر ان کی صفوں کو ترتیب دیا گویا لڑی میں پروئے موتی ہوں۔ ہونٹوں کو پیدا کر کے ان کے رنگ

Go To Index

اور شکل کو خوبصورت کیا تاکہ منہ پر بھلے لگیں، منہ کے مَنْفَذ (سُوراخ) کو بند کریں اور کلام کے حروف ان کے سبب مکمل ہو جائیں۔ اس نے گلے کی نالی پیدا فرما کر اسے آواز نکالنے کے لئے تیار کیا، زبان میں حرکت کی قوت رکھی تاکہ وہ آواز کو کاٹے جس کے سبب حروف مختلف مخارج سے نکلیں اور کثرتِ حروف کے باوجود بولنے میں کوئی دِقَّت نہ ہو۔ پھر تنگی، کشادگی، سختی، نرمی، لمبائی اور چھوٹائی کے اعتبار سے نَرخوں کو مختلف شکلوں پر پیدا کیا تاکہ ان کے اختلاف سے آوازیں مختلف رہیں۔ دیکھو کہ دو آوازیں ایک جیسی نہیں ہوتیں بلکہ ہر دو آوازوں میں فرق واضح ہوتا ہے حتّٰی کہ سننے والا اندھیرے میں لوگوں کی آواز ہی سے ان کی پہچان کر لیتا ہے۔ پھر اس ذات نے سر کو بالوں اور کنپٹیوں سے آراستہ کیا، چہرے کو داڑھی اور ابروؤں سے زینت بخشی، ابروؤں کو کمانی شکل باریک بالوں سے خوبصورتی دی اور آنکھوں کو پلکوں کی جھالر سے دلنشین کیا۔

باطنی اعضاء میں حکمتیں:

دیکھو کہ اس نے باطنی اعضاء پیدا فرمائے اور ہر ایک کو مخصوص فعل کے لئے مسخر کر دیا۔ معدہ غذا پکانے کے لئے مسخر کیا، جگر کے ذمے غذا کو خون میں بدلنے کا کام لگا دیا جبکہ تلی، پتے اور گردوں کو جگر کا خادم بنایا۔ تلی جگر سے سودا کو کھینچ کر اس کی خدمت کرتی ہے، پِتّا صفرا کو دور کر کے خدمت بجالاتا ہے اور گردے جگر سے رطوبت دور کر کے اس کی خدمت کرتے ہیں۔ مثانہ گردوں کی خدمت کرتا ہے کہ ان میں پانی جمع نہیں ہونے دیتا، پھر اسے پیشاب گاہ کے راستے باہر نکال دیتا ہے اور رگیں تمام جگر سے پورے جسم میں خون پہنچا کر اپنی ڈیوٹی دیتی ہیں۔

ہاتھوں، انگلیوں اور ناخنوں کی بناوٹ میں حکمتیں:

ہاتھوں کو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پیدا فرمایا اور ان کو لمبا کیا تاکہ مقاصد کی طرف بڑھ سکیں، ساتھ ہی ہتھیلی کو چوڑائی دی اور پانچ انگلیوں میں تقسیم کر دیا حتّٰی کہ ہر انگلی کو تین تین پورے دیئے، چار انگلیوں کو ایک طرف اور انگوٹھے کو اکیلے رکھا تاکہ ان چاروں پر گھوم سکے۔ اگر تمام اگلے پچھلے جمع ہو کر نہایت غور و فکر کے ذریعے کوئی دوسری صورت نکالنا چاہیں کہ انگوٹھے کو چاروں انگلیوں کے ساتھ ملا دیں اور انگلیوں میں فرق بھی ملحوظ رکھیں تو ایسا ہر گز نہیں کر سکیں گے کیونکہ موجودہ ترتیب پر ہاتھ لینے دینے کی صلاحیت رکھتا ہے اور

Go To Index

اگر اسے پھیلا دیا جائے تو جو چاہو اس پر رکھو اور اگر اس کو جمع کر کے مٹھی بنالو تو مارنے کا آلہ (یعنی مکا) بن جاتا ہے اور اگر نامکمل طور پر ملائیں تو ایک چُلُّو بن جاتا ہے اور اگر انگلیاں سیدھی کر کے آپس میں جوڑ لیں تو بیلچہ بن جاتا ہے۔ پھر دیکھو کہ انگلیوں کی خوبصورتی کے لئے ان کے سروں پر ناخن بنائے، یہ انگلیوں کو کٹنے سے بچانے کا سہارا بھی ہیں اور ایک حکمت یہ بھی ہے کہ ان کی مدد سے ان باریک چیزوں کو اٹھایا جاسکے جو پوروں سے نہیں اٹھائی جاسکتیں، مزید یہ کہ بوقتِ ضرورت ان سے بدن کو کھجلایا جاسکے۔ دیکھو! ناخن تمام اعضاء میں سب سے کمتر ہیں اگر یہ انسان کے پاس نہ ہوں اور اسے خارش ہو جائے تو تمام مخلوق ان ناخنوں کا ایسا قائم مقام بنانے سے عاجز آجائے جس سے بدن کو خارش کی جاسکے۔ پھر ہاتھ کو خارش کی جگہ تک پہنچنے کی راہ بھی دکھائی نیند میں ہو چاہے غفلت میں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اگر کسی اور سے مدد لی جائے تو اسے کافی کوشش کے بعد ہی خارش کی جگہ تک رسائی ہو۔

یہ تمام کا تمام **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس نطفہ سے پیدا فرمایا جو رحم کے اندر تین پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ اگر بالفرض ان پردوں کو ہٹا دیا جائے اور تمہاری آنکھ وہاں تک رسائی حاصل کرلے تو تم دیکھو گے کہ اس کی تصویر خود بنتی چلی جاتی ہے نہ کوئی مُصوِّر نظر آتا ہے نہ آلۂ تصویر۔ اب تم ہی بتاؤ تم نے کبھی ایسا مُصَوِّر یا فاعل دیکھا ہے جو نہ تو آلۂ صنعت کو چھوئے اور نہ مصنوع کو ہاتھ لگائے پھر بھی اس میں اس کا تصرف چلتا رہے؟ اس پاک ذات کی شان کتنی بلند اور دلیل کتنی واضح ہے۔

ماں کے پیٹ سے بڑھاپے تک:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کمالِ قدرت کے ساتھ ساتھ اس کی وسیع تر رحمت کو دیکھو کہ جب بچے کے بڑا ہو جانے سے رحم تنگ ہو جاتا ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے کس طرح راستہ دکھاتا ہے حتّٰی کہ بچہ اوندھا ہوتا ہے، حرکت کرتا ہے اور اس تنگ جگہ سے نکلنے کی راہ تلاش کرتا ہے گویا جس چیز کی اسے حاجت ہے وہ اسے جانتا اور دیکھتا ہے۔ پھر دیکھو تو جب وہ باہر آجاتا ہے اور خوراک کا محتاج ہوتا ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کیسے چھاتی کی طرف اسے راہ دکھاتا ہے؟ پھر جب اس کا کمزور بدن بھاری غذا برداشت نہیں کرسکتا تو کیسے نرم و لطیف دودھ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے تیار فرماتا ہے اور اسے غلاظت و خون کے درمیان سے خالص صاف ستھرا باہر نکالتا ہے۔

Go To Index

دیکھو کہ کیسے اس نے ماں کے پستان بنائے اور ان میں دودھ کو جمع کیا، ان کے سرے ایسے بنائے کہ بچے کا منہ ان کو سما سکے۔ پھر ان دونوں میں انتہائی باریک سوراخ رکھا حتّٰی کہ مسلسل چوسنے کے بعد ہی ان میں سے تھوڑا تھوڑا دودھ نکلتا ہے کیونکہ بچہ اتنے ہی کو برداشت کر سکتا ہے۔ پھر دیکھو کہ کیسے بچے کو چوسنے کا طریقہ سکھایا کہ اس تنگ سوراخ سے شدید بھوک کے وقت کثیر دودھ نکلتا ہے۔ پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور لُطف وکرم کو دیکھو کہ اس نے دانتوں کی پیدائش کو دو سال کی عمر تک مؤخر رکھا کیونکہ دو سالوں میں اس کی غذا دودھ ہی ہوتی ہے جس کے لئے دانتوں کی ضرورت نہیں۔ پھر جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو دودھ کے علاوہ کچھ بھاری غذا کا بھی محتاج ہوتا ہے، کھانا چبانے اور پیسنے کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کی ضرورت کے وقت دانت اُگا دیئے، نہ ضرورت سے پہلے نہ بعد۔ اس کی شان کی تو کیا بات ہے کہ کیسے اس نے نرم ونازک مسوڑوں سے سخت ہڈیوں کو نکالا ہے۔ پھر والدین کے دلوں میں اس کے لئے نرم گوشہ رکھا کہ جس وقت میں وہ اپنا انتظام کرنے سے عاجز ہے والدین اس کے لئے اہتمام و تدبیر کرتے ہیں۔ اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ والدین کے دلوں میں اس کے لئے شفقت پیدا نہ فرماتا تو یقیناً بچہ مخلوق میں سب سے زیادہ عاجز و بے بس ہوتا۔ پھر دیکھو کہ کیسے آہستہ آہستہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے طاقت، تمیز، عقل اور ہدایت عطا فرماتا ہے حتّٰی کہ وہ عاقل بالغ ہو جاتا ہے۔ پہلے سِنِ بلوغ کو پہنچتا ہے پھر نوجوان ہوتا ہے اس کے بعد جوان پھر ادھیڑ عمر اور پھر بوڑھا ہو جاتا ہے پھر یا تو وہ ناشکرا ہوتا ہے یا شکر گزار، نافرمان ہوتا ہے یا فرمانبردار، مومن ہوتا ہے یا کافر۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمان اس کی تصدیق کرتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے **هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا(۱)**

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا(۲) اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا(۳) (پ۲۹، الدھر: ۱تا۳)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ اسے جانچیں تو اُسے سنتا دیکھتا کر دیا بے شک ہم نے اسے راہ بتائی یا حق مانتا یا ناشکری کرتا۔

پہلے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لُطف و کرم اور پھر اس کی قدرت ورحمت کی طرف دیکھو تو رب تعالیٰ کے عجائبات

Go To Index

سے حیرت میں ڈوب جاؤ گے۔ اس شخص پر انتہائی تعجب ہے جو کسی دیوار پر خوبصورت لکیریں یا نقش دیکھ کر انہیں پسند کرنے لگتا ہے اور اپنی تمام تر غور و فکر خَطّاطی اور نقش و نگار کرنے والے کی طرف مبذول کر لیتا ہے کہ اس نے کس طرح یہ نقش و نگاری کی ہے اور اسے اس پر کس قدر مہارت ہے۔ وہ اسے بڑا خیال کرتا رہتا ہے حتّٰی کہ پکار اٹھتا ہے: اس کی ذہانت و فطانت اور فنکاری کتنی کامل ہے! اور اس کی کاریگری کی تو بات ہی کچھ اور ہے! پھر وہ ان عجائب کو اپنے اور غیر کے اندر تلاش کرتا رہتا ہے اور اپنے حقیقی صانع اور مُصَوِّر سے غافل ہو جاتا ہے، اس کی عظمت نہ تو اسے مدہوش کرتی ہے اور نہ ہی اس کی حکمت و جلالت اسے حیران کرتی ہے۔

یہ تمہارے بدن کے عجائبات کی ایک جھلک تھی جن کا شمار ممکن نہیں۔ یہ تیرے غور و فکر کے لئے قریبی کشادہ راہ اور تیرے خالق عَزَّوَجَلَّ کی عظمت پر واضح دلیل ہے جبکہ تیرا حال یہ ہے کہ تو اس سے غافل اور اپنے پیٹ اور شرم گاہ میں مشغول ہے۔

جانور سے بھی بدتر:

تجھے تو بس یہی آتا ہے کہ بھوکا ہوں تو کھالوں، پی کر سو جاؤں، شہوت اُبھرے تو ہم بستری کرلوں، غصہ آئے تو جھگڑنا شروع کر دوں۔ تیری اس معرفت میں تو جانور بھی تیرے ساتھ ہیں۔ انسان کی خاصیت تو وہ ہے جس سے جانور پردے میں ہیں یعنی زمین و آسمانوں کی بادشاہی اور آفاق و نُفوس میں غور و فکر کر کے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی معرفت حاصل کرنا کیونکہ اس کے ذریعہ بندہ مُقرَّب فرشتوں کی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے اور انبیا و صِدِّیقِیْن کی جماعت میں اس طرح اٹھایا جاتا ہے کہ مُقرَّبِ بارگاہِ الٰہی ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ نہ تو جانوروں کے لئے ہے اور نہ اس انسان کے لئے جو جانوروں والی صفات کے ساتھ دنیا پر راضی ہوا بلکہ وہ تو کئی وجوہات کی بنا پر جانوروں سے بھی بدتر ہے کیونکہ جانور کو تو غور و فکر پر قدرت ہی نہیں جبکہ انسان کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے یہ قدرت بخشی پھر انسان نے خود ہی اس کو معطّل کر کے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمت کی ناشکری کی لہٰذا ایسا انسان جانوروں کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ ہے۔

جب تم نے اپنے نفس میں غور و فکر کا طریقہ جان لیا ہے تو اب زمین میں غور و فکر کرو جو کہ تمہارا ٹھکانہ ہے، پھر اس کی نہروں، دریاؤں، پہاڑوں اور چھپے ہوئے خزانوں میں غور و فکر کرو اور اس کے بعد آسمانوں کی

Go To Index

سلطنت کی طرف پرواز کر جاؤ۔

زمینی نشانیاں اور ان میں غوروفکر:

زمین کی نشانیوں میں سے ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے بچھونا بنایا، اس میں کشادہ راہیں رکھیں، زمین کو ہمارے تابع کر دیا تاکہ اس کے راستوں میں چلیں۔ زمین کو ساکن رکھا کہ حرکت نہیں کرتی اور پہاڑوں کو اس میں میخیں بنایا کہ زمین کو کانپنے سے روکیں پھر اس کی اطراف کو اتنی وسعت دی کہ اگرچہ عمریں طویل اور چکر کثیر ہی کیوں نہ ہو جائیں آدمی اس کی تمام سمتوں کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے۔

زمین کے متعلق چار فرامین باری تعالٰی:

(1)...وَالسَّمَآءَ بَنَیۡنٰهَا بِاَیۡىدٍ وَّاِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَالۡاَرۡضَ فَرَشۡنٰهَا فَنِعۡمَ الۡمٰهِدُوۡنَ ﴿۴۸﴾ (پ۲۷، الذّٰریٰت: ۴۷، ۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور آسمان کو ہم نے ہاتھوں سے بنایا اور بے شک ہم وسعت دینے والے ہیں اور زمین کو ہم نے فرش کیا تو ہم کیا ہی اچھے بچھانے والے۔

(2)... هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ ذَلُوۡلًا فَامۡشُوۡا فِیۡ مَنَاكِبِهَا (پ۲۹، الملك: ۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین رام (تابع) کر دی تو اس کے رستوں میں چلو۔

(3)... الَّذِیۡ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ فِرَاشًا (پ۱، البقرۃ: ۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا۔

(4)... قرآنِ مجید میں کثرت کے ساتھ زمین کا ذکر فرمایا گیا ہے تاکہ اس کے عجائبات میں غور و فکر کیا جائے۔ اس کا ظاہر زندوں کے ٹھہرنے کی جگہ اور باطن مردوں کی آرام گاہ ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحۡیَآءً وَّاَمۡوَاتًا ﴿۲۶﴾ (پ۲۹، المرسلٰت: ۲۵، ۲۶)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی نہ کیا تمہارے زندوں اور مُردوں کی۔

Go To Index

نباتات کے عجائبات:

تم زمین کو دیکھو کہ کیسی مردہ ہے لیکن جب اس پر بارش برستی ہے تو تَروتازہ ہوکر بھر آتی ہے اور طرح طرح کے نباتات اُگا کر ہری بھری ہو جاتی ہے، کئی قسم کے حیوانات اس میں سے نکلتے ہیں۔ پھر دیکھو کہ اس نے کس طرح خاموش اور بلند وبالا مضبوط پہاڑوں کے ذریعے زمین کے کناروں کو مضبوط کیا۔ کیسے ان کے نیچے پانی رکھا جس سے چشمے پھوٹتے اور زمین میں نہریں بہتی ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے سخت پتھریلی زمین اور گدلی مٹی سے کتنا صاف شفاف میٹھا اور ہلکا پانی نکالا جس کے ذریعے ہر چیز کو زندگی بخشی۔ اسی کے ذریعے کئی قسم کے درخت اور طرح طرح کی سبزیاں پیدا کیں مثلاً: غلہ، بانس، زیتون، انگور، کھجور، انار اور بے شمار پھل پیدا فرمائے۔ ان کی شکلیں، رنگ، ذائقے، منافع اور خوشبوئیں مختلف ہیں۔ کھانے کے لحاظ سے بعض کو بعض پر فضیلت ہے، یہ سب ایک ہی پانی سے سیراب اور ایک ہی زمین سے پیدا کیے گئے ہیں۔

اگر تم کہو کہ ان کا مختلف ہونا ان کے بیج اور اصل کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے تو ہم کہیں گے گٹھلی میں تَرخوشے کہاں تھے؟ ایک دانے میں سات بالیں اور پھر ہر بال میں 100 دانے کب تھے؟

جڑی بوٹیوں کے فوائد:

جنگلوں کی زمین کی طرف دیکھو اور اس کے ظاہر و باطن میں غور کرو تم ایک ہی جیسی مٹی دیکھو گے، جب اس پر پانی اترتا ہے تو وہ تروتازہ ہوکر بھر آتی ہے اور ہر رونق دار جوڑا اگا لاتی ہے، ان کے رنگ مختلف ہیں کسی بات میں ملتے اور کسی بات میں مختلف۔ ہر ایک کا ایسا رنگ، بو، ذائقہ اور شکل ہے جو دوسرے سے جدا ہے۔ اب ان کی کثرت، ان کی قسموں کی کثرت اور ان کی شکلوں کی کثرت کو دیکھو پھر سبزیوں کے مختلف ذائقوں اور کثیر منافع کی طرف نظر کرو اور دیکھو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جڑی بوٹیوں میں کس قدر نادر منافع رکھے ہیں، یہی نباتات غذا بنتے ہیں، قوت دیتے ہیں، زندہ رکھتے ہیں اور جان بھی لے لیتے ہیں۔ یہی جڑی بوٹیاں ٹھنڈا بھی کرتی ہیں اور گرم بھی، کوئی معدے میں جا کر صفرا کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکتی ہے تو کوئی وہاں جا کر خود ہی صفرا بن جاتی ہے، ایک خون کو صاف کرتی ہے تو ایک صفرا کی طرف لے جاتی ہے، کوئی بلغم وسَوْدا کا قلع قمع کرتی ہے تو کوئی بلغم بناتی ہے، کسی سے چستی آتی ہے تو کوئی نیند میں مبتلا کر دیتی ہے، کچھ مضبوط

Go To Index

کرتی ہیں اور کچھ کمزور کر دیتی ہیں۔

زمین میں کوئی بھی پتّا اور تنکا ایسا پیدا نہیں کیا گیا جس میں کوئی نفع نہ ہو مگر انسان اس کی حقیقت جاننے سے قاصر ہے۔ یہ تمام نباتات کسان کی محتاج ہوتی ہیں تا کہ وہ مخصوص عمل کے ذریعے ان کو بڑھائے، کھجور کو پیوند لگایا جاتا ہے، انگور کو چھانٹا جاتا ہے اور کھیتی سے گھاس پھوس کو دور کیا جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ زمین میں بیج بونے سے پیدا ہوتی ہیں، کچھ کی ٹہنیاں کاٹ کر لگائی جاتی ہیں اور بعض کو درخت پر قلموں کی صورت میں لگایا جاتا ہے۔ اگر ہم نباتات کی مختلف اَجناس واقسام، احوال ومنافع اور عجائبات ذکر کرنے کا ارادہ کریں تو اس میں کئی دن گزر جائیں گے۔ لہٰذا تمہیں ہر جنس سے تھوڑا سا نمونہ ہی کافی ہے جو غور وفکر کی راہ پر تمہاری راہنمائی کرے۔ یہ نباتات کے عجائبات تھے۔

جواہر ومعدنیات:

پہاڑوں کے نیچے رکھے گئے جواہر اور زمین سے حاصل ہونے والی معدنیات بھی زمینی نشانیوں میں سے ہیں۔ زمین کے مختلف ٹکڑے باہم ملے ہوئے ہیں، پہاڑوں کو دیکھو کہ کس طرح ان میں سے سونے، چاندی، فیروزہ (ایک قیمتی پتھر) اور لَعْل (سرخ رنگ کا ہیرا) کے عمدہ جواہر نکلتے ہیں۔ کچھ تو ایسے ہیں جنہیں ہتھوڑوں سے کوٹا جاتا ہے مثلاً: سونا، چاندی، تانبا، پیتل اور لوہا۔ کچھ ایسے ہیں جنہیں کوٹا نہیں جاتا مثلاً: فیروزہ اور لَعْل۔ اب دیکھو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کس طرح ان کو نکالنے، صاف کرنے، ان سے برتن اور دیگر اشیا نیز زیورات ونقدی بنانے کی طرف انسان کو راہ نمائی دی۔

پھر زمینی معدنیات یعنی پیٹرول، تارکول اور گندھک وغیرہ کو دیکھو بلکہ سب سے ادنیٰ نمک ہی کو دیکھ لو جو صرف کھانے کا ذائقہ بنانے کے کام آتا ہے، یہ اگر کسی شہر سے ختم ہو جائے تو وہاں کے لوگ تیزی سے موت کی طرف بڑھنے لگیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت دیکھو کہ کیسے اس نے زمین کے بعض حصوں کو نمکین اور دلدلی بنایا کہ بارش کے سبب اس میں صاف پانی جمع ہوتا ہے جس سے مل کر نمک بنتا ہے، یہ نمک انتہائی کھارا ہوتا ہے، کسی چیز میں ملائے بغیر ایک تولہ کھانا بھی ممکن نہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ تمہارے کھانے کو اچھا کرے اور تمہیں خوشگوار احساس ہو۔ ہر حیوان، ہر جڑی بوٹی حتّٰی کہ بے جان چیزوں میں بھی کئی کئی حکمتیں

Go To Index

ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کسی چیز کو محض کھیل کو دیا بے کار پیدا نہیں فرمایا بلکہ سب کا سب جیسا ہونا چاہئے تھا اور جیسا اس کے لُطف وکرم کے لائق تھا اس نے ویسا پیدا فرمایا۔ اسی وجہ سے اس کریم ذات نے فرمایا: وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَہُمَا لٰعِبِیْنَ(۳۸) مَا خَلَقْنٰہُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ (پ۲۵، الدخان:۳۸، ۳۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے کھیل کے طور پر ہم نے اُنھیں نہ بنایا مگر حق کے ساتھ۔

مختلف اقسام کے جاندار:

مختلف قسم کے حیوانات بھی زمین کی نشانیوں میں سے ہیں۔ اولاً ان کی دو قسمیں ہیں: **ایک** وہ جو اُڑتے ہیں اور **دوسرے** وہ جو چلتے ہیں۔ چلنے والوں کی پھر کئی قسمیں ہیں: دو پاؤں پر چلنے والے، چار پاؤں پر چلنے والے، دس پاؤں پر چلنے والے اور سو پاؤں پر چلنے والے جیسا کی حشراتُ الاَرض میں ان کو دیکھا بھی جاتا ہے۔ پھر ان کو مختلف شکلوں، صورتوں، عادات وصفات اور منافع وغیرہ میں تقسیم کیا گیا۔

ہوائی پرندوں، خشکی کے جانوروں اور گھریلو چوپائیوں کو دیکھو تمہیں ان میں ایسے عجائبات نظر آئیں گے جن کے سبب تم ان کے خالق کی عظمت، اس کی قدرت اور اس کی مُصوِّری کی حکمت میں قطعاً شک نہیں کرسکتے۔ ان سب کا احاطہ ناممکن ہے بلکہ اگر ہم مچھر، چیونٹی، مکڑی یا شہد کی مکھی جیسے چھوٹے مکوڑوں کے عجائبات مثلاً: ان کا اپنا گھر بنانا، اس میں اپنی غذا جمع کرنا، اپنے جوڑے سے اُلفت اٹھانا، مہارت کے ساتھ اپنی ضروریات کو اپنے گھروں تک پہنچانا وغیرہ بیان کرنے کا ارادہ کریں تو ہم اس پر بھی قادر نہیں۔

مکڑی کا گھر اور اس کی غذا:

تم مکڑی کو دیکھو کہ نہر کے کنارے اپنا گھر بنانے کے لئے پہلے ایسی دو جگہیں تلاش کرتی ہے جن میں تقریباً ایک ہاتھ یا اس سے کچھ کم فاصلہ ہو تاکہ وہ دھاگے کو دونوں کناروں تک پہنچا سکے پھر وہ اپنا تھوک جو کہ ایک دھاگا ہوتا ہے ایک کنارے پر ڈالنا شروع کرتی ہے تاکہ وہ وہاں چمٹ جائے پھر دوسرے کنارے کی طرف بڑھتی ہے اور اسے بھی دھاگے سے مضبوط باندھ دیتی ہے۔ اسی طرح چکر لگاتی رہتی ہے اور ان دونوں کناروں میں ایک مناسب فاصلہ رکھتی ہے۔ جب ان دھاگوں سے دونوں کنارے مضبوط ہو جاتے ہیں تو تانے کی صورت بن جاتی

ہے۔ پھر وہ بانا بنانا شروع کرتی ہے اور بانے کو تانے پر رکھتی ہے۔ یونہی وہ ایک کو دوسرے پر رکھتے ہوئے تانے بانے کے کنارے پر مضبوط گرہ لگاتی رہتی ہے اور اس تمام عمل کے دوران اس کے نقشے کی مکمل رعایت کرتی ہے حتّٰی کہ یہ ایک جال بن جاتا ہے جس میں مچھر، مکھی پھنس جاتے ہیں، پھر ایک کونے میں بیٹھ کر پھنسے والے شکار کا انتظار کرتی ہے۔ جیسے ہی شکار اس میں گرتا ہے فوراً اس کو اچک کر کھالیتی ہے، اگر کوئی شکار نہ آئے تو شکار کرنے کے لئے دیوار کے ایک کنارے سے اپنے جال تک ایک دھاگا کھینچ کر اس کے ساتھ لٹک جاتی اور مکھی کے اُڑنے کا انتظار کرتی ہے، جیسے ہی مکھی وہاں سے گزرنے لگتی ہے خود کو اس پر پھینک دیتی ہے، پھر اسے پکڑ کر اس کے پاؤں پر دھاگا لپیٹ کر مضبوطی سے باندھ دیتی ہے اور پھر مزے سے کھاتی ہے۔

ہر چھوٹے بڑے جاندار میں اتنے عجائبات ہیں جن کا شمار کرنا ممکن نہیں۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ مکڑی نے یہ طریقہ خود سیکھا یا ایجاد کیا ہے یا کسی انسان کا ایجاد کردہ ہے یا پھر کسی آدمی نے مکڑی کو سکھایا ہے یا پھر نہ اس کو سکھانے والا کوئی ہے نہ راہنمائی کرنے والا؟ کیا کوئی صاحبِ بصیرت اس کے لاچار، کمزور اور عاجز ہونے میں شک کرے گا؟ بلکہ ہاتھی کو ہی دیکھ لو باوجود عظیم جثّہ اور ظاہری قوت ہونے کے وہ اپنے معاملے سے عاجز ہے تو پھر یہ کمزور مکوڑہ کیسے سب کچھ خود کر سکتا ہے؟ کیا وہ اپنی شکل وصورت، نقل وحرکت اور عجیب وغریب کام کی وجہ سے اپنے پیدا کرنے والے خالق وعلیم کی قدرت وحکمت پر گواہ نہیں؟ تمام حیوانات کو تو چھوڑو صاحِبِ بصیرت تو اس چھوٹے سے مکوڑے ہی میں خالق کی عظمت وتدبیر، بُزرگی اور حکمت وقدرت کے کمال کا مشاہدہ کرلیتا ہے جس میں عقلیں حیران وپریشان رہتی ہیں۔

یہ باب ایسا ہے جس کی حد بندی نہیں کی جاسکتی کیونکہ حیوانات اوران کی شکلیں پھر عادتیں اور منافع بے شمار ہیں۔ دلوں کا تعجب اسی صورت دور ہو گا جب ان کو بہت زیادہ دیکھنے کے سبب انسان ان سے مانوس ہو جائے۔ البتہ جب کوئی نیا جانور نظر آتا ہے چاہے وہ کیڑا ہی کیوں نہ ہو تو تعجب ہونے لگتا ہے اور دیکھنے والا کہتا ہے: ''سُبْحَانَ اللہ یہ کتنا عجیب ہے!'' جبکہ انسان تو تمام حیوانات میں سب سے زیادہ عجیب تر ہے پھر بھی اپنے اوپر تعجب نہیں کرتا بلکہ اگر وہ جانوروں کو دیکھے جن سے مانوس ہے اور ان کی شکلوں، صورتوں کی طرف نظر کرے پھر ان کی کھالوں، اون اور بالوں سے حاصل ہونے والے منافع دیکھے جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ

Go To Index

نے اپنی مخلوق کا لباس، سفر و حضر کا گھر، کھانے پینے کے برتن اور پاؤں کے جوتے بنایا نیز ان کے دودھ اور گوشت کو ان کی غذا کیا، پھر کچھ کو سوار ہونے اور کچھ کو بوجھ اٹھانے کے لئے بنایا کہ جنگلوں اور وادیوں کے طویل فاصلے طے کرتے ہیں۔ دیکھنے والوں کو ان کے خالق اور مُصوِّر کی حکمت پر جتنا بھی تعجب ہو کم ہے کیونکہ اس نے ان کو ایسے علم سے پیدا فرمایا ہے جو ان کے منافع کو تخلیق سے پہلے ہی جامع تھا۔ پاک ہے وہ ذات جس کے علم میں تمام اُمور کسی غور و فکر، تأمل، تدبر اور بغیر کسی وزیر و مشیر کی مدد کے واضح ہیں۔ وہ علم والا، حکمت والا اور قدرت والا ہے۔ اس نے اپنی ادنیٰ مخلوق کے ذریعے عارفین کے دلوں کو اپنی توحید کی سچی شہادت اِلقا فرمائی، مخلوق کے لئے یہی ہے کہ اس کے قہر و قدرت کا یقین، اس کی رَبُوبِیَّت کا اعتراف اور اس کی عظمت و جلالت کی معرفت سے عجز کا اقرار کرے۔ کون ہے جو اس کی تعریف کا حق ادا کر سکے؟ وہ ویسا ہے جیسا اس نے خود اپنی تعریف کی، ہماری معرفت کہ انتہا یہ ہے کہ ہم اس کی معرفت سے عاجِز ہونے کا اظہار کریں۔ ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے لُطف و کرم اور احسان سے ہمیں ہدایت بخشے۔

قدرت کی نشانی سمندر:

عظیم قدرتِ الٰہی پر دلالت کرنے والی ایک زمینی نشانی گہرے سمندر بھی ہیں۔ یہ اتنے بڑے ہیں کہ انہوں نے تمام زمین کو گھیرا ہوا ہے، جو بھی جنگل اور پہاڑ خشک زمین پر نظر آتے ہیں یہ اس پانی کے اعتبار سے ایسے ہیں گویا بہت بڑے سمندر میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ہو اور باقی پوری زمین پانی سے بھری ہو جیسا کہ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”زمین کی مثال سمندر میں ایسی ہے جیسے زمین میں ایک اصطبل۔“[279] لہٰذا پوری زمین میں ایک اصطبل کا تصور کر کے اندازہ لگا لو اور جان لو کہ سمندر کے مقابلے میں زمین بھی ایسی ہی ہے کیونکہ سمندر کے اندر کے حیوانات اور جواہر زمین کے اوپر کے تمام عجائبات سے دُگنے ہیں جیسے اس کی کشادگی زمین کی کشادگی سے دُگنی ہے۔ سمندر کے بڑا ہونے کی وجہ سے اس میں اتنے بڑے بڑے حیوانات ہیں کہ تم ان کی پیٹھوں کو دیکھ کر سمجھو گے شاید کوئی جزیرہ ہے اس پر اپنی سواری (کشتی) اتارنی چاہئے۔ کبھی وہ تمہیں آگ محسوس ہوں گے لیکن جب حرکت کریں گے تو معلوم

279... المغنی عن حمل الاسفار، کتاب المحبۃ والشوق والرضا، ۲ / ۱۱۵۱، حدیث: ۴۱۶۸، شاملۃ، لم یوجد لہ اصل

Go To Index

ہو گا کہ یہ تو کوئی حیوان ہے۔ الغرض خشکی پر حیوانات کی جتنی بھی قسمیں ہیں مثلاً: گھوڑے، پرندے، گائے اور انسان وغیرہ ان جیسے بلکہ ان سے بھی دُگنے سمندر میں ہیں اور بہت سے تو اس میں ایسے ہیں جن کی مثال خشکی پر نظر ہی نہیں آتی۔ ان کے اوصاف ایسی کتابوں میں بیان کیے گئے ہیں جو بعض لوگوں نے سمندری سفر اور اس کے عجائبات وغیرہ کے عنوان سے جمع کی ہیں۔

پھر دیکھو تو کس طرح پانی کے نیچے رہنے والی سیپ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے گول موتی پیدا کیے ہیں اور دیکھو کیسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پانی کے نیچے سخت پتھر سے مَرجان کو پیدا فرمایا حالانکہ وہ درخت کی مانند ایک بوٹی ہے جو پتھر سے اُگتی ہے۔ اس کے علاوہ عَنبر (یعنی سمندری جانور کے پیٹ سے نکلنے والا ایک ٹھوس مادہ) اور دیگر بے شمار نفیس اشیاء میں غور کرو جنہیں سمندر باہر پھینکتا ہے اور کچھ خود بھی نکالی جاتی ہیں۔ پھر کشتیوں کے عجائب میں تو غور کرو کہ کس طرح **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کو پانی پر ٹھہرایا جن پر تاجر وغیرہ سفر کرتے ہیں اور ان کے لئے کشتیوں کو مسخر کر دیا تاکہ وہ ان کا بوجھ اٹھائیں۔ پھر ہوائیں بھیجیں کہ کشتی کو چلائیں، پھر مَلّاحوں کو ہوائیں چلنے کی جگہ، ان کا رخ اور وقت بھی سکھا دیا۔ سمندر میں خدا تعالیٰ کے پیدا کیے گئے عجائبات کا احاطہ کئی جلدوں میں بھی نہیں کیا جا سکتا۔

پانی میں غوروفکر:

ان تمام عجائبات میں سب سے زیادہ عجیب اور سب سے زیادہ ظاہر پانی کے قطرے کی کیفیت ہے۔ یہ ایک باریک، نرم، بہنے والا صاف شفاف جسم ہے، اس کے کئی اجزا اس طرح ملے ہوئے ہیں گویا ایک چیز ہے۔ اس کی ترکیب نہایت لطیف ہے اور جدا ہونے کو اتنی جلدی قبول کرتا ہے گویا جدا ہی تھا۔ تصرف کرنے کے لئے مسخر ہے، انفصال و اتصال دونوں کو قبول کرتا ہے۔ زمین پر چاہے حیوانات ہوں یا نباتات ہر چیز کی زندگی کا دارومدار اس پر ہے، انسان اگر اس کا محتاج ہو اور اسے اس سے روک دیا جائے تو زمین کے تمام خزانے اور دنیا کی بادشاہت صرف پانی حاصل کرنے کے لئے خرچ کر دے بشرطیکہ ان کا مالک ہو۔ پھر یہ دیکھو کہ اگر انسان پانی پی لے لیکن نکالنے (یعنی پیشاب کرنے) سے روک دیا جائے تو پھر بھی اس کو نکالنے کی خاطر زمین کے خزانے اور دنیا کی بادشاہت خرچ کر ڈالے۔ انسان پر تعجب ہے کہ وہ درہم و دینار اور عمدہ جواہرات کو کس طرح بڑا

Go To Index

سمجھتا ہے اور پانی پینے اور نکالنے کی جو نعمت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے دی ہے اس سے غافل ہے حالانکہ (اگر پینے یا نکالنے) سے روک دیا جائے تو اس کی خاطر خزانے اور بادشاہت دینے پر بھی آمادہ ہے۔ پھر تم دریاؤں، سمندروں، نہروں اور پانی کے عجائبات میں غور و فکر کرو ان میں فکر کا میدان بہت وسیع ہے۔

یہ تمام روشن دلائل اور واضح نشانیاں ہیں جو زبانِ حال سے چیخ چیخ کر اپنے پیدا کرنے والے کی جلالت اور اپنے اندر اس کے کمالِ حکمت کا اعلان کر رہی ہیں۔ اہلِ دِل کو اپنے نغمات سے پکارتی ہیں اور عقلمندوں کو دعوتِ فکر دیتے ہوئے کہتی ہیں: کیا تم نے ہمیں نہیں دیکھا، ہماری صورت، ہماری ترکیب، ہماری صفات، ہمارے منافع، ہمارے حالات کا اختلاف اور ہمارے بے شمار فائدے نہیں دیکھے؟ تمہارا کیا خیال ہے ہم خود بن گئیں یا ہم ہی میں سے کسی نے ہمیں بنایا ہے؟ کیا تمہیں حیا نہیں آتی کہ تم ایک کلمہ تین حروف سے مرکب لکھا ہوا دیکھتے ہو اور یقین کر لیتے ہو کہ یہ ایسے آدمی کی کاریگری ہے جو علم ،قدرت، ارادہ اور گویائی کی صفت سے موصوف ہے پھر تم ان قدرتی نقوش کو بھی دیکھتے ہو جو ہمارے چہرے کے صفحہ پر اُس قلمِ الٰہی سے مرقوم ہیں جس کی ذات کے ادراک سے آنکھیں قاصر ہیں، نہ اس کی حرکت اور نہ ہی محَلِ خط کے ساتھ اس کے اتصال کو دیکھ سکتی ہیں اس کے باوجود تمہارا دل اس صانع کی جلالت سے دور ہے۔

نطفہ اور انسانی نقش و نگار:

نطفہ دل اور کان رکھنے والوں سے کہتا ہے: اس وقت جب میرے نقش و نگار اور میرے چہرے کی صورت بن رہی تھی تم نے مجھے حیض کے خون میں گرا اور اندھیرے کے پردوں میں چھپا خیال کیا۔ نقاش نے میری تھوڑی، میری پلکیں، میری ابرو، میری پیشانی، میرے گال اور میرے ہونٹ کو نقش کیا تم محض آہستہ آہستہ ڈھلتی اس صورت کو دیکھتے رہے جبکہ نطفہ کے اندر باہر اور رِحم کے اندر باہر تمہیں کوئی نقاش نظر نہیں آتا، نہ ماں کو اس کی خبر نہ باپ کو پتا، نہ نطفہ کو معلوم کہ کون ہے اور نہ رحم کو! یہ نقاش زیادہ حیرت انگیز ہے یا وہ جسے تم قلم سے ایک تصویر بناتے ہوئے دیکھتے ہو اور وہ بھی ایسی کہ اگر ایک دو بار اسے دیکھ لو تو تم بھی سیکھ جاؤ۔ کیا تم اس پر قادر ہو کہ نطفہ کو اندر باہر سے چھوئے بغیر محض نقش و تصویر سے ایسی جنس بنانا سیکھ لو جس کا ظاہر و باطن اور جمیع اجزا نطفہ سے مرکب ہیں؟ اگر تجھے ان عجائبات سے بھی تعجب نہیں ہوتا

Go To Index

اور تو ان سے یہ نہیں سمجھتا کہ جس ذات نے تصویر و نقش بنائے اور ایک مقررہ اندازہ رکھا اس کی مثل کوئی نہیں اور نہ ہی کوئی نقّاش و مُصَوِّر اس کے برابر ہے جیسا کہ اس ذات کے نقش وصنعت کے برابر کوئی نقش وصنعت نہیں اور دو مفعولوں کے فرق سے دونوں فاعلوں کے درمیان فرق واضح ہونے کے باوجود اگر اب بھی تجھے تعجب نہیں ہوتا تو اپنے متعجب نہ ہونے پر تعجب کر کہ یہ تمام عجائب سے بڑھ کر تعجب خیز بات ہے کیونکہ جس چیز نے اتنی وضاحت کے باوجود تیری بصیرت کو اندھا اور باوجود اس روشن بیان کے تجھے حق سے چشم پوش کر دیا ہے وہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ تجھے اس پر تعجب ہو۔

پاک ہے وہ ذات جس نے ہدایت دی اور گمراہ بھی کیا، سرکشی میں مبتلا فرمایا اور سیدھی راہ کی راہنمائی بھی فرمائی، بدبخت بھی بنایا اور نیک بخت بھی۔ اپنے دوستوں کی آنکھوں کو کھول دیا کہ وہ کائنات کی ہر جگہ اور ہر ذرّے میں صرف اسی کی ذات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اس نے اپنے دشمنوں کے دلوں کو اندھا کر دیا اور اپنی عظمت وبزرگی کو اُن سے پردے میں رکھا، مخلوق اسی کی، حکم اسی کا، فضل واحسان اسی کا، لُطف وکرم اسی کا اور عظمت وبزرگی بھی اسی کی ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ اس کے حکم کو پھیر سکے اور اس کے فیصلے میں کوئی چون وچرا کر سکے۔

قدرت کی نشانی ہَوا:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظیم قدرت پر دلالت کرنے والی ایک نشانی نہایت لطیف ہَوا بھی ہے جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آسمان کی گہرائی اور زمین کی اٹھان کے درمیان قید رکھا ہے۔ جب وہ چلے تو اسے جسم پر محسوس تو کر سکتے ہیں لیکن نہ اسے چھو سکتے ہیں اور نہ ہی آنکھ اس کا کوئی جسم دیکھ سکتی ہے۔ اس کی مثال سمندر کی مانند ہے جس طرح سمندر میں سمندری جانور تیرتے ہیں یوں ہی ہَوا میں پرندے اڑتے اور اپنے پروں سے اس میں تیرا کی کرتے ہیں۔ جس طرح سمندر میں طغیانی کے سبب موجیں مضطرب ہوتی ہیں اسی طرح جب آندھی چلے تو زمین میں ہل چل مچ جاتی ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہَواؤں کو حرکت دیکر خوفناک بنا دیتا ہے اور اگر وہ چاہے تو ان کو اپنی رحمت کی خوشخبری بنا دے جیسا کہ خود اس پاک ذات کا فرمان ہے:

وَ اَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ (پ۱۴، الحجر:۲۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو بارور کرنے والیاں۔

Go To Index

اس طرح ہَوا کی روح حیوانات اور نباتات تک پہنچتی ہے جس کی بنا پر وہ پرورش پاتے ہیں۔ اگر وہ چاہے تو اپنی مخلوق کے گناہ گاروں پر اسے عذاب بنا دے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْ یَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ (پ۲۷،القمر:۱۹، ۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہم نے اُن پر ایک سخت آندھی بھیجی ایسے دن میں جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لیے رہی لوگوں کو یوں دے مارتی تھی کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے ڈنڈ (سوکھے تنے) ہیں۔

کشتیوں کے نہ ڈوبنے کی وجہ:

تم ہَوا کی نزاکت دیکھو پھر اس کی شدت وطاقت کو دیکھو کہ کبھی وہ پانی پر بھی غالب آجاتی ہے مثلاً: کسی مشکیزہ میں ہَوا بھر کے بند کر دیا گیا ہو پھر اس پر ایک مضبوط آدمی اس لئے بٹھایا جائے کہ اسے پانی میں ڈبو دے تو وہ ایسا نہیں کر سکے گا اور بھاری لوہا اگر پانی پر رکھا جائے تو اس میں ڈوب جائے گا۔ غور کرو کہ کس طرح اپنے لطیف ہونے کے باوجود ہَوا پانی کے مقابل اپنی قوت کے ساتھ اکٹھی ہوگئی۔

اسی حکمت کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کشتیوں کو پانی پر ٹھہرایا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر وہ چیز جس میں ہوَا بھری ہو وہ پانی میں نہیں ڈوبتی کیونکہ ہوا پانی میں ڈوبنے سے رک جاتی ہے لہٰذا وہ کشتی کی داخلی سطح سے جدا نہیں ہوتی جس کی بنا پر کشتی باوجود اپنے بھاری بھر کم اور طاقتور ہونے کے اس نازک ہوا ہی میں معلق رہتی ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص کنوئیں میں گرتے ہوئے کسی مضبوط آدمی کے دامن کے ساتھ لٹک جائے تو گرنے سے بچ جاتا ہے یونہی کشتی بھی اپنے پیندے سے مضبوط ہوا کے دامن کو تھام لیتی ہے حتّٰی کہ وہ ہوا اسے پانی میں ڈوبنے سے بچا لیتی ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے بھاری مرکب کو نازک ہوا میں بغیر کسی واسطے اور گرہ کے معلّق رکھا۔

اب فضا کے عجائبات کی طرف نگاہ کرو اور دیکھو کہ اس سے کیا کیا ظاہر ہوتا ہے مثلاً: بادل، گرج، چمک، بارش، برف، روشن چمکدار ستارے اور کڑک یہ تمام زمین وآسمان کے درمیان عجائبات ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان تمام کی طرف اپنے اس فرمان سے اشارہ فرمایا:

Go To Index

وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ(۱۶) (پ۲۵،الدخان:۳۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے کھیل کے طور پر۔

یہ سب عجائبات زمین وآسمان کے درمیان ہیں۔ اس کی تفصیل کی طرف بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بعض مقامات پر اشارہ فرمایاہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ (پ۲،البقرۃ:۱۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ بادل کہ آسمان وزمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے۔

یونہی گرج، بجلی، بادل اور بارش وغیرہ کا ذکر بھی دوسری آیات میں فرمایا گیاہے۔ اگر تم ان تمام میں غور وفکر نہیں کرسکتے تو اپنی آنکھوں سے بارش کو تو دیکھتے ہو اور پھر گرج کی آواز بھی تمہارے کانوں میں پڑتی ہے۔ اس معرفت میں تو جانور بھی تمہارے ساتھی ہیں لہٰذا تم جانوروں کے پست جہاں سے عالَم بالا کی طرف پرواز کرو۔ تمہاری آنکھیں کھلیں تو تم نے ظاہر کو دیکھ لیا اب اپنی ظاہری آنکھیں بند کرو اور باطنی نگاہ سے دیکھو تو تمہیں عالَم بالا کے عجائب واسرار نظر آئیں گے۔ اس باب میں بھی فکر کا میدان اتنا وسیع ہے جس کا احاطہ ممکن نہیں۔

قدرت کی ایک نشانی بارش:

گہرے سیاہ بادل میں غور وفکر کرو کہ کس طرح صاف ستھری فضا میں جمع ہو جاتا ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جہاں چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے اسے پیدا فرمادیتا ہے۔ پھر دیکھو کہ وہ بادل باوجود اپنی نرمی کے بارش کا بوجھ اٹھائے فضا میں یہاں وہاں دوڑ تا رہتا ہے حتّٰی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے پانی برسانے اور قطرے قطرے کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ہر قطرے کی مقدار **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ارادے اور شکل اس کی مشیت کے مطابق ہوتی ہے۔ پھر غور تو کرو کہ بادل زمین پر پانی کا چھڑکاؤ اور مسلسل قطرے گراتا ہے۔ ہر قطرہ اتنا جدا جدا ہوتا ہے کہ مجال نہیں ایک دوسرے سے مل جائے بلکہ ہر قطرہ اسی راستے سے اترتا ہے جو اس کے لئے معین کیا گیا ہے ذرا بھر اِدھر اُدھر نہیں ہوتا۔ پہلے آنے والا بعد میں اور بعد میں آنے والا پہلے نہیں آتا حتّٰی کہ زمین پر قطرہ قطرہ ہو کر پہنچ جاتا ہے۔

اگر تمام اگلے پچھلے انسان وجن پانی کا ایک قطرہ پیدا کرنے یا کسی ایک شہر یا بستی میں گرنے والے بارش کے قطروں کو شمار کرنے کے لئے جمع ہو جائیں تو اس کا حساب لگانے سے سب عاجز آجائیں۔ ان کی تعداد وہی

Go To Index

جانتا ہے جس نے ان کو پیدا فرمایا۔ان میں سے ہر قطرہ زمین کے ہر حصے اور اس میں رہنے والے ہر حیوان مثلاً چرند پرند، کیڑے مکوڑے اور دیگر جانوروں کے لئے متعین ہے۔ہر قطرے پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ایک تحریر ہے جسے کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی مثلاً یہ رزق فلاں پہاڑ میں رہنے والے فلاں کیڑے کے لئے ہے، فلاں وقت میں جب وہ پیاسا ہو گا تو یہ اسے مل جائے گا۔ یونہی اس لطیف پانی سے سخت اولوں کا بننا، روئی کے گالوں کی طرح نرم برف باری ہونا جیسے بے شمار عجائبات ہیں۔

یہ سب عظمت وقدرت والے کا فضل اور پیدا کرنے والی غالب ذات کا غلبہ ہے۔ مخلوق میں سے کسی کو اس میں شرکت ہے نہ دخل۔بلکہ مؤمنین کے لئے اس کی عظمت وجلالت کے سامنے جھکنے اور خشوع وخضوع رکھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں جبکہ اندھے مُنکِر لوگ اس کی کیفیت سے جاہل ہیں اور اس کے سبب وعِلّت کو بیان کرنے میں محض بے تکے اندازے لگاتے ہیں۔

بارش ثقیل ہونے کے باعث نہیں برستی:

ایک فریب خوردہ جاہل کہتا ہے: پانی اس لئے اترتا ہے کیونکہ وہ بھاری ہوتا ہے اور اس کے اترنے کا سبب یہی ہے۔وہ سمجھتا ہے یہ ایک معرفت ہے جو مجھ پر ظاہر ہو گئی ہے۔وہ اسی پر خوش ہوتا رہتا ہے۔اگر اس سے کہا جائے کہ طبیعت کسے کہتے ہیں اور اس کو کس نے پیدا کیا؟ اور وہ کون ہے جس نے پانی کی طبیعت کو بھاری بنایا؟ اور درخت کی جڑوں میں بہائے گئے پانی کو درخت کی بلند شاخوں تک کس نے ترقی دی حالانکہ اس کی طبیعت میں تو بھاری پن ہے؟ پھر بھلا بھاری ہونے کے باوجود وہ اوپر سے نیچے پھر نیچے سے اوپر کیسے اُترتا چڑھتا اور درخت کی شاخوں میں تھوڑا تھوڑا جذب ہوتا ہے اور کسی کو دکھائی بھی نہیں دیتا حتّٰی کہ اِدھر اُدھر تمام ٹہنیوں اور پتوں میں پہنچ جاتا ہے اور ہر پتّا اسے اپنی غذا بنالیتا ہے۔پھر وہ پتے میں موجود لمبی بڑی رگ سے ہوتا ہوا چھوٹی چھوٹی رگوں میں پھیل جاتا ہے گویا وہ بڑی رگ نہر اور یہ چھوٹی رگیں ندیاں ہیں پھر ان چھوٹی ندیوں سے ہوتا ہوا ان سے بھی چھوٹی نالیوں میں پھیل جاتا ہے۔اس کے بعد مکڑی کے جال کی مثل پھیلے ہوئے اتنے باریک تاگوں میں پہنچ جاتا ہے جنہیں آنکھ بھی نہیں دیکھ سکتی حتّٰی کہ پتے کی تمام چوڑائی میں پھیل جاتا ہے پھر یہ پانی پتے کے ہر ہر جز کو ملتا ہے تاکہ اس کی غذا بن کر اسے بڑھائے اور اس کی

Go To Index

تَروتازگی اور شادابی کو بر قرار رکھے۔یہی صورتِ حال تمام پھلوں کی بھی ہے۔

بالفرض اگر پانی اپنی طبیعت (یعنی بھاری ہونے) کی وجہ سے نیچے آتا ہے تو پھر اوپر کیسے چڑھتا ہے؟ اور اگر کوئی جذب کرنے والا اسے جذب کرتا ہے تو اس جاذِب کو کس نے مسخر کیا؟ بالآخر اس کی انتہا آسمانوں اور زمین کے خالق اور مُلک وملکوت کی عظمت والے خدا عَزَّوَجَلَّ پر ہو گی۔جب یہ بات ہے تو ابتدا ہی میں معاملہ اس کی طرف منسوب کیوں نہیں کیا گیا؟ معلوم ہوا کہ جاہل کی انتہا عاقل کی ابتدا ہے۔

قدرت کی نشانی آسمان اور ستارے:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظیم قدرت کی ایک نشانی آسمانوں کی بادشاہت اور ان میں موجود ستارے ہیں جو کہ امرِ کُل ہیں۔جس نے تمام چیزوں کی معرفت حاصل کر لی لیکن آسمان کے عجائبات کو نہ جانا تو گویا اس نے کچھ بھی حاصل نہ کیا کیونکہ زمین، سمندر، ہوا اور تمام چیزیں آسمانوں کے سامنے ایسی ہیں گویا سمندر کا ایک قطرہ بلکہ اس سے بھی کم۔دیکھو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی کتاب میں آسمانوں اور ستاروں کی کیسی عظمت بیان فرماتا ہے، تقریباً ہر سورت میں کہیں نہ کہیں ان کی بڑائی ذکر فرمائی حتّٰی کہ کئی مقامات پر ان کو بطور قسم یاد فرمایا۔

رب تعالٰی کا آسمان اور ستاروں کی قَسم یاد فرمانا:

(1)...وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ(۱) (پ۳۰،البروج:۱) ترجمۂ کنزالایمان:قسم آسمان کی جس میں بُرج ہیں۔

(2)...وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ(۱) (پ۳۰،الطارق:۱) ترجمۂ کنزالایمان:آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی۔

(3)...وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ(۷) (پ۲۶،الذّٰریٰت:۷) ترجمۂ کنزالایمان:آرائش والے آسمان کی قسم۔

(4)...وَ السَّمَآءِ وَ مَا بَنٰىهَا(۵) (پ۳۰،الشمس:۵) ترجمۂ کنزالایمان:اور آسمان اور اس کے بنانے والے کی قسم۔

Go To Index

(5)...وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا ۪ۙ(۱) وَ الْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۪ۙ(۲) (پ۳۰،الشمس:۱، ۲)

ترجمۂ کنزالایمان: سورج اور اس کی روشنی کی قسم اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے۔

(6)...فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۙ(۱۵) الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۙ(۱۶) (پ۳۰،التکویر:۱۵، ۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: تو قسم ہے ان کی جو الٹے پھریں سیدھے چلیں تھم رہیں۔

(7)... وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ(۱) (پ۲۷،النجم:۱) ترجمۂ کنزالایمان: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اُترے۔

(8)...فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۙ(۷۵) وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ ۙ(۷۶) (پ۲۷،الواقعۃ:۷۵، ۷۶)

ترجمۂ کنزالایمان: تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں اور تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے۔

یہ تو تم جان چکے ہو کہ ناپاک پانی کے قطرے (یعنی نطفہ) کے عجائبات سے جب اگلے پچھلے عاجز ہیں حالانکہ اس کی قسم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے یاد نہیں فرمائی تو اس چیز کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس کی قسم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے یاد فرمائی اور رزق کی نسبت اس کی طرف فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَ فِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ (۲۲) (پ۲۶،الذّٰریٰت:۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔

آسمانوں اور زمین میں غور و فکر کرنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ (پ۴،اٰل عمرٰن:۱۹۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔

رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "ہلاکت ہے اس کے لئے جو اس

Go To Index

آیت کو پڑھے پھر اپنی مو چھوں پر ہاتھ پھیرے۔''[280] یعنی بغیر غور و فکر کیے آگے بڑھ جائے۔

ان نشانیوں سے منہ پھیرنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَ جَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۖۚ وَّ هُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ(۳۲) (پ۱۷، الانبیآء:۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے آسمان کو چھت بنایا نگاہ رکھی گئی اور وہ اس کی نشانیوں سے روگرداں ہیں۔

آسمان کی عظمت کے متعلق تین فرامین باری تعالیٰ:

تمام سمندروں اور زمین کو آسمان سے کیا نسبت یہ تو عنقریب بدلنے والے ہیں جبکہ آسمان سخت مضبوط اور بدلنے سے اس وقت تک محفوظ ہے جب تک اس کا مقررہ وقت نہ آجائے۔ اسی وجہ سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آسمان کو ''محفوظ'' ارشاد فرمایا ہے۔

(1)... وَ جَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۖۚ (پ۱۷، الانبیآء:۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے آسمان کو چھت بنایا نگاہ رکھی گئی۔

(2)... وَّ بَنَیْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا(۱۲) (پ۳۰، النبا:۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارے اوپر سات مضبوط چنائیاں چنیں (تعمیر کیں)۔

(3)... ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا(۲۷) رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا(۲۸) (پ۳۰، النّٰزعٰت:۲۷، ۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تمہاری سمجھ کے مطابق تمہارا بنانا مشکل یا آسمان کا اللہ نے اسے بنایا اس کی چھت اونچی کی پھر اسے ٹھیک کیا۔

لہٰذا تم ملکوت (یعنی آسمانوں کی بادشاہت) کی طرف دیکھو تا کہ تمہیں عظمت و بزرگی کے عجائبات نظر آئیں۔ دیکھنے کا یہ مطلب مت سمجھ لینا کہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر آسمان کا نیلا رنگ اور ستاروں کی روشنی وغیرہ

280...صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب التوبۃ، ۲ / ۸، حدیث:۶۱۹، بتغیر قلیل

Go To Index

دیکھنی ہے کیونکہ اس وصف میں تو چوپائے بھی تمہاری صف میں کھڑے ہیں۔ اگر اس کا یہی مطلب ہوتا تو پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تعریف میں یہ کیوں فرماتا:

وَ کَذٰلِکَ نُرِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ مَلَکُوۡتَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ (پ۷، الانعام:۷۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اوراسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔

جو ظاہری آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے اسے تو قرآن مجید "مُلک" اور "شہادت" سے تعبیر فرماتا ہے اور جو ظاہری نگاہوں سے اوجھل ہو اسے "غیب" اور "مَلکوت" سے تعبیر فرماتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی ہر چھپے اور ظاہر کا جاننے والا اور مُلک ومَلکوت کا بادشاہ ہے۔ اس کے علم میں سے کسی کو کچھ ملتا ہے تو فقط اتنا ہی جتنا رب عَزَّوَجَلَّ چاہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

عٰلِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡهِرُ عَلٰی غَیۡبِهٖۤ اَحَدًا ﴿ۙ۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ (پ۲۹، الجن:۲۶، ۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

معرفتِ الٰہی اتنی آسان نہیں:

اے عقل مند! اپنی فکر کو ملکوت میں دوڑا، ممکن ہے عنقریب تیرے لئے آسمان کے دروازے کھل جائیں تو پھر تیرا دل اس کے کناروں میں دوڑ لگائے حتّٰی کہ عرشِ الٰہی کے سامنے جا کھڑا ہو۔ امید ہے اس وقت تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اُس رتبہ کو پہنچ جائے جس کے متعلق انہوں نے فرمایا: "میرے دل نے میرے رب کو دیکھا ہے۔" دور تک آدمی جب ہی پہنچتا ہے جب قریب والے کو پار کرلے اور تیرے قریب تیرا نفس ہے پھر زمین ہے جو فی الحال تیرا ٹھکانا ہے پھر ہوا ہے جس نے تجھے گھیرا ہوا ہے پھر نباتات وحیوانات اور زمین کی تمام اشیاء ہیں پھر فضا کے وہ عجائبات ہیں جو زمین وآسمان کے مابین ہیں پھر ساتوں آسمان اپنے ستاروں سمیت پھر کرسی پھر عرش اور پھر آسمان کے خزانے اور عرش کو اٹھانے والے فرشتے ہیں۔ اس کے بعد کہیں جاکر عرش وکرسی، زمین وآسمان اور کل جہانوں کے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف نظر بڑھتی ہے۔ تمہارے اور اس عظیم منزل کے درمیان گہری گھاٹیاں، بلند پہاڑ اور طویل مسافت ہے جبکہ تم تو ابھی تک اپنی سب سے قریب گھاٹی (یعنی نفس) کو بھی عبور نہیں کرسکے حالانکہ فقط اپنے نفس کی معرفت ہوجانا

Go To Index

ہی اسے عبور کرنا ہے۔ تم کتنے بے حیا ہو کہ اب بھی کہتے ہو: ''میں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ اور اس کی مخلوق کو پہچان لیا ہے، اب میں کس چیز میں فکر کروں اور کس پر مطلع ہوں؟'' اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاؤ اور اسے دیکھو، اس کے ستاروں، ان کی گردش ،اس کے سورج وچاند، ان کے طلوع وغروب اور مشرق و مغرب کے مختلف ہونے میں غور کرو اور دیکھو کہ بغیر خرابی اور بغیر کسی کمی بیشی کے یہ اپنے مدار میں مسلسل حرکت کر رہے ہیں بلکہ ہر ایک اپنی معلوم منزل کی طرف ایک مقررہ رفتار سے بڑھ رہا ہے جس میں نہ کوئی کمی ہوتی ہے نہ زیادتی۔ یہ سب یوں ہی چلتا رہے گا حتّٰی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ انہیں ایسے لپیٹ دے گا جیسے کتاب کو لپیٹا جاتا ہے۔ پھر ستاروں کی تعداد، ان کی کثرت اور ان کے مختلف رنگوں کو دیکھو کہ کچھ سرخ اور کچھ سفیدی مائل ہیں اور کچھ کا رنگ سیسے کی مانند ہے۔ ان کی شکلوں کو تو دیکھو کچھ بچھو کی طرح، کچھ بکری کے بچے کی طرح اور کچھ بیل، شیر اور انسان کی شکل کے مشابہ ہیں۔ الغرض زمین میں کوئی صورت ایسی نہیں ہے جس کی مثل آسمان میں نہ ہو۔

سورج کی گردش اور موسم:

سورج کو دیکھو کہ پورا سال اپنے مدار میں چلتا رہتا ہے پھر ہر روز طلوع وغروب ہوتا ہے جو اس کی دوسری چال ہے اور اس چال کے لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے سورج کو مسخر کر دیا ہے۔ اگر سورج کا طلوع وغروب نہ ہوتا تو دن رات ایک ہی ہو جاتے اور وقت کی پہچان ہی نہ ہوتی جس کے باعث ہمیشہ اندھیرا ہوتا یا روشنی، یوں کام کاج اور آرام کے وقت میں تمیز ہی نہ ہو سکتی۔ دیکھو! کس طرح **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے رات کو پردہ پوش، نیند کو آرام اور دن کو روزگار کے لئے کیا۔ رات کو دن کے حصے میں ڈالا اور دن کو رات سے نکالا اور دونوں میں مخصوص ترتیب پر کمی زیادتی بھی فرماتا ہے۔ وسطِ آسمان سے سورج کے اِدھر اُدھر مائل ہونے کو دیکھو حتّٰی کہ اس کے سبب سردی، گرمی، خزاں اور بہار کے موسم تبدیل ہوتے ہیں۔ جب سورج وسطِ آسمان سے پستی کو جھکتا ہے تو ہوا ٹھنڈی اور موسم سرد ہو جاتا ہے اور جب وسطِ آسمان میں ٹھہرتا ہے تو سخت گرمی ہو جاتی ہے اور جب ان دونوں کے مابین ہوتا ہے تو موسم معتدل ہو جاتا ہے۔

آسمان کے اتنے عجائبات ہیں کہ ان کے اجزا میں سے کسی جز کے عُشر عشیر کا بیان کرنے کی امید نہیں کی جا سکتی، یہ سب کچھ تو محض غور وفکر کے راستے پر آگاہی ہے۔

Go To Index

حاصِلِ کلام یہ ہے کہ ستاروں میں سے ہر ستارے کے بارے میں تم یہ یقین رکھو کہ اس کی پیدائش، اس کی مقدار، اس کی شکل، اس کے رنگ، اس کو آسمان میں رکھنے، پھر وسط آسمان اور دیگر ستاروں سے قریب و دور رکھنے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بے شمار حکمتیں ہیں۔ اس تمام کو تم ہمارے بیان کردہ اعضائے بدن پر قیاس کرلو کیونکہ ہر حصے میں کوئی نہ کوئی حکمت بلکہ کثیر حکمتیں ہیں۔ آسمان کا معاملہ بہت عظیم ہے بلکہ زمینی جہاں کو آسمانی جہاں سے نہ تو جسم کے بڑے ہونے میں کوئی نسبت ہے اور نہ معانی کے کثیر ہونے میں۔ زمینی و آسمانی معانی کے مابین فرق کو زمین و آسمان کے باہمی فرق سے جان لو اور تم زمین کی بڑائی اور اس کے کناروں کی وسعت کو جانتے ہو کہ زمین کے ہر کونے کا ادراک انسان کے بس میں نہیں۔

سورج اور ستارے زمین سے بڑے ہیں:

تمام اہلِ نَظَر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سورج ایک سو ساٹھ سے کچھ زیادہ زمینوں کے برابر ہے اور احادِیثِ مُبارَکہ میں ایسے اشارے موجود ہیں جو سورج کے بڑا ہونے کی خبر دیتے ہیں۔[281] پھر ستاروں ہی کو دیکھ لو جو تمہیں چھوٹے چھوٹے نظر آتے ہیں حالانکہ سب سے چھوٹا ستارہ زمین سے آٹھ گنا بڑا ہے جبکہ سب سے بڑا ستارہ تو 120 گنا بڑا ہے۔ اب اسی سے تم آسمان کی بلندی اور دوری کا اندازہ لگا سکتے ہو کیونکہ دور کی چیز چھوٹی ہی نظر آتی ہے۔ اسی وجہ سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کی دوری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا (۲۸) (پ۳۰، النّٰزعٰت:۲۸)　　ترجمۂ کنزالایمان: اس کی چھت اونچی کی پھر اسے ٹھیک کیا۔

آسمان گردش میں ہے:

احادیث میں آتا ہے کہ "ہر دو آسمانوں کے مابین پانچ سو سال کی مسافت ہے۔"[282] جب معلوم ہو چکا کہ ایک ستارہ زمین سے کئی گنا بڑا ہے تو اب تم ستاروں کی کثرت کو دیکھو پھر اس آسمان اور اس کی وسعت کو دیکھو جس پر یہ ستارے چمکتے ہیں پھر ان کی تیز رفتار حرکت کی طرف توجہ کرو۔ تمہیں اس کی حرکت بھی محسوس نہیں ہوتی چہ جائیکہ اس کی تیز رفتاری محسوس کر سکو حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک لمحہ میں

281... المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، ۲ / ۶۵۶، حدیث: ۶۹۵۱

المعجم الکبیر، ۸ / ۱۶۸، حدیث: ۷۷۰۵

282... سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الحدید، ۵ / ۱۹۴، حدیث: ۳۳۰۹

Go To Index

آسمان ایک ستارے کی چوڑائی کے برابر چلتا ہے۔[283] ستارے کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک کا سفر ایک لمحہ میں حالانکہ ستارہ زمین سے سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑا ہے۔ معلوم ہوا کہ آسمان ایک لمحے میں زمین کے مقابلے میں سو گنا چلتا ہے اور یہ مسلسل گردش میں ہے جبکہ تمہیں بالکل خبر نہیں۔

"ہاں نہیں" میں 500 سال کی مسافت:

حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کے اس قول کی طرف نظر کرو جو انہوں نے رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہا۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا: "کیا سورج ڈھل گیا؟" عرض کی: "نہیں ہاں!" حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "تم نے یہ کیا کہا کہ نہیں ہاں۔" عرض کی: "میرے نہیں اور ہاں کہنے کے درمیان سورج 500 سال کی مسافت چلا ہے۔"

سورج کا بڑا جسم اور اس کی چال کے ہلکے پن کو دیکھو پھر اُس پیدا کرنے والی حکیم ذات کی قدرت کی طرف نگاہ کرو کہ کس طرح اس نے سورج کی صورت کو باوجود اتنا وسیع ہونے کے چھوٹی سی آنکھ میں سمودیا حتّٰی کہ تم زمین پر بیٹھ کر اپنی آنکھ کھولتے ہو اور پورا سورج دیکھ لیتے ہو۔ لہٰذا تم اتنا بڑا آسمان اور اس کے اتنے زیادہ ستارے مت دیکھو بلکہ اِن کے پیدا کرنے والے کی طرف دیکھو کہ اُس نے کس طرح اِنہیں پیدا کیا اور کسی ستون اور کسی تعلق وجوڑ کے بغیر ان کو روکا ہوا ہے۔ تمام جہاں گویا ایک گھر اور آسمان اس کی چھت ہے۔ اس وقت تم پر تعجب ہوتا ہے جب تم کسی امیر شخص کے گھر میں داخل ہو کر اسے مختلف رنگوں سے منقش اور سنہرے رنگ سے مُزَیَّن دیکھ کر تعجب کرنے لگتے ہو اور تمام عُمْر تمہاری زبان پر اس کے حُسن کے چرچے رہتے ہیں جبکہ تم ہر آن اِس عظیم گھر (یعنی کائنات)، اس کے زمین وآسمان، اس کی فضا اور عجیب وغریب سامان کو نیز خوبصورت جانوروں اور ان کے دلکش نقوش کو دیکھتے ہو پھر بھی اس کے متعلق گفتگو نہیں کرتے اور نہ ہی تمہارا دل اس طرف متوجّہ ہوتا ہے۔ یہ گھر (یعنی کائنات) اُس گھر سے کسی طور پر کم نہیں جس کی تم تعریف کرتے ہو بلکہ وہ بھی اِس گھر کا ایک کمتر جز یعنی زمین کا ایک جز ہی تو ہے اس کے باوجود تم اس عظیم گھر کی طرف نہیں دیکھتے۔ اس کی

283... اسلامی مسئلہ یہ ہے کہ زمین وآسمان دونوں ساکن ہیں کواکب چل رہے ہیں۔ (فتاوی رضویہ (مخرجہ)، ۲۷/ ۲۰۰)

Go To Index

وجہ یہ ہے کہ اسے تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے بنایا ہے جو اپنے بنانے اور ترتیب دینے میں یکتا ہے اور تمہارا حال یہ ہے کہ تم خود کو، اپنے رب عَزَّوَجَلَّ اور اس کے گھر کو بھول کر پیٹ اور شرم گاہ کے چکر میں پڑے ہو۔ تمہارا تو ایک ہی مقصد رہ گیا ہے خواہش پوری ہو اور عزت وشہرت ہو حالانکہ تمہاری خواہش کی انتہا یہ ہے کہ تمہارا پیٹ بھرا ہو جبکہ جتنا چوپایا کھاتا ہے تم اس کا دسواں حصہ بھی نہیں کھا سکتے لہٰذا چوپایا تو تم سے دس درجے بڑھ گیا اور تمہاری ناموری کی انتہا یہ ہے کہ دس یا سو افراد تمہارے سامنے تمہاری تعریف کریں اور تمہارے بارے میں اپنی باطنی خرابیوں کو چھپائے رکھیں۔ بالفرض اگر وہ تمہاری محبت میں سچے بھی ہوں تو پھر بھی اپنے نہ تمہارے نفع، نقصان، موت وزندگی اور موت کے بعد اٹھنے کے مالک ہیں۔ تمہارے شہرے میں کتنے ہی یہود ونصارٰی ایسے ہوں گے جن کی عزت وشہرت تمہاری ناموری سے کہیں زیادہ ہوگی پھر بھی تمہارا حال یہ ہے کہ تم اس دھوکے میں مبتلا ہو اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت کی خوبصورتی سے غافل ہو نیز مُلک ومَلکوت کے مالک کی عظمت وجلالت کی طرف نظر کرکے لذت وسرور اٹھانے سے محروم ہو۔

انسانی غفلت کی مثال:

تمہاری اور تمہاری عقل کی مثال اس چیونٹی کے جیسی ہے جو اپنے اس سوراخ سے نکلتی ہے جو اس نے بادشاہ کے محلات میں سے اس عالیشان محل میں بنایا تھا جس کی بنیادیں مضبوط اور عمارت بلند وبالا ہے، لونڈیوں، غلاموں سے مزین اور طرح طرح کے خزانوں اور عمدہ چیزوں سے آراستہ ہے۔ اب جب چیونٹی اپنے سوراخ سے نکل کر اپنی ساتھی کو ملے گی اور گفتگو کرنے کی طاقت ہوئی تو اپنے گھر، اپنی غذا اور غذا جمع کرنے کی کیفیت ہی اسے بتا سکے گی۔ وہ محل اور محل میں موجود بادشاہ سے بے پروا اور اس میں غور وفکر سے عاری ہے بلکہ اسے اپنی ذات، اپنی غذا اور اپنے گھر کے سوا کسی دوسری طرف بڑھنے کی طاقت ہی نہیں تو جس طرح چیونٹی محل اور اس کی زمین سے نیز اس کی چھت، دیواروں، کمروں اور ان کے مکینوں وغیرہ سے غافل ہے تم بھی اسی طرح **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے گھر اور ان فرشتوں سے غافل ہو جو آسمانوں کے مکین ہیں۔ تم آسمان کے متعلق اتنا ہی جانتے ہو جتنا چیونٹی تمہاری چھت کے متعلق جانتی ہے اور آسمانی فرشتوں کی تمہیں فقط اتنی ہی خبر ہے جتنی چیونٹی کو تمہاری اور تمہارے گھر والوں کی ہے۔ البتہ چیونٹی کے پاس تو تمہیں، تمہارے گھر کے

Go To Index

عجائبات اور اس میں کی گئی عمدہ کاریگری جاننے کا کوئی راستہ ہی نہیں جبکہ تمہیں تو طاقت ہے کہ تم ملکوت میں غور و فکر کرو اور اس کے ان عجائبات کی معرفت حاصل کرلو جن سے لوگ غافل ہیں۔

اب ہم کلام کی لگام کو اس موضوع سے پیچھے کھینچتے ہیں کیونکہ اس وسیع میدان کی کوئی انتہا نہیں۔ اگر ہم طویل عمریں صرف کر دیں پھر بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہم پر جو فضل کیا ہے ہم اس کی معرفت کی تشریح کرنے پر قادر نہیں۔ جو معرفت ہمیں حاصل ہے وہ اولیا اور علما رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰی کی معرفت کے مقابلے میں بہت ہی قلیل ہے اور جو ان کو حاصل ہے وہ انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کی معرفت کے مقابلے بہت قلیل ہے اور جو معرفت تمام انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کو حاصل ہے وہ جناب سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْن صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو حاصل معرفت کے مقابلے میں بہت تھوڑی ہے اور جو معرفت سَيِّدُ الانبیا صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو حاصل ہے وہ ملائکۂ مقربین یعنی حضرت اسرافیل و جبریل وغیرہ عَلَيْهِمُ السَّلَام کی معرفت کے مقابلے میں قلیل ہے۔[284]

تمام ملائکہ اور جن و انس کے تمام علوم کو اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے علم کی طرف نسبت دی تو جائے ان تمام کا علم، علم کہلانے کا مستحق ہی نہیں بلکہ اسے مدہوشی، حیرت، کم علمی اور عجز کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔

284... یہ سَيِّدُنا امام غزالی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی کا موقف ہے۔ جمہور علما اس طرف گئے ہیں کہ حضور اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم رب تعالٰی کی سب سے زیادہ معرفت رکھتے ہیں۔ چنانچہ عارف باللہ علامہ عبدُ الغنی نابُلُسی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی "اَلْحَدِيْقَةُ النَّدِيَّة شَرْحُ الطَّرِيْقَةِ الْمُحَمَّدِيَّة" میں فرماتے ہیں: "رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم تمام مخلوقات سے بڑھ کر رب تعالٰی کی معرفت رکھتے ہیں۔" (الحديقة الندية، الباب الاول، الفصل الثالث، ۱/ ۱۹۵، مکتبہ فاروقیہ پشاور)

حتّٰی کہ علامہ اسماعیل حقّی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِی "تفسیر روح البیان" میں فرماتے ہیں: "وَقَدِ انْعَقَدَ الْاِجْمَاعُ عَلٰى اَنَّ نَبِيَّنَا عَلَيْهِ السَّلَام اَعْلَمُ الْخَلْقِ وَاَفْضَلُهُمْ عَلَى الْاِطْلَاق یعنی اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ ہمارے نبی صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم تمام مخلوق سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور تمام مخلوق سے افضل ہیں علی الاطلاق۔" (تفسیر روح البیان، ۵/ ۲۷۴)

سَیِّدِی اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن **اَلدَّوْلَةُ الْمَكِّيَّة، صفحہ 72** پر امام ابن حجر مکی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی کے حوالے سے فرماتے ہیں: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضور کو سارے جہاں کا علم دیا تو حضور نے تمام اگلوں پچھلوں کا علم اور جو کچھ ہو گزرا ہے اور ہونے والا سب جان لیا۔" **صفحہ 73** پر شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی کے حوالے سے فرماتے ہیں: "نبی صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم تمام اشیاء کو جانتے ہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کام اور احکام اور صفات اور اسماء اور افعال اور آثار تمام علوم ظاہر و باطن و اوّل و آخر کا احاطہ فرمالیا اور حضور اس آیت کے مصداق ہوئے کہ ہر علم والے سے اوپر علم والا ہے۔"

Go To Index

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں کو جتنا چاہا علم عطا فرمایا پھر تمام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

وَ مَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (۸۵) (پ۱۵،بنیٓ اسرآئیل:۸۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

متفکرین کے لئے یہ طریقے مخلوق کے بارے میں غور وفکر کرنے کے ہیں، ذاتِ باری تعالیٰ میں غور وفکر کرنا اس میں شامل نہیں۔ البتہ مخلوق میں غور وفکر کرنے سے لامحالہ خالق اور اس کی عظمت وجلالت اور قدرت کی معرفت نصیب ہو جاتی ہے۔ پھر جیسے جیسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پیدا کردہ عجائبات کی معرفت زیادہ ہوتی رہے گی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظمت وجلالت میں تمہاری معرفت بھی کامل ہوتی رہے گی۔ مثلاً تم کسی عالِم کے علم کی معرفت حاصل ہو جانے کے بعد اسے عظیم سمجھتے ہو اور مسلسل اس کے اشعار وتصنیفات میں انتہائی باریک نکات پر مطلع ہوتے ہو تو تمہیں اس کی مزید معرفت ہوتی رہتی ہے اور تمہارے دل میں اس کا احترام اور عزت وتعظیم بڑھتا رہتا ہے حتّٰی کہ اس کے کلام کا ہر کلمہ اور اس کے اشعار کا ہر عجیب شعر تمہارے دل میں اس کا مقام زیادہ کرتے ہوئے تمہیں اس کی عزت وتعظیم کی دعوت دیتا ہے۔ اسی طرح تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق اور اس کی تصنیف وتالیف میں غور کرو۔ کائنات میں جو کچھ ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تخلیق وتصنیف ہے اور اس میں غور وفکر کرنے کی کوئی انتہا نہیں۔ ہر بندے کے لئے اس میں سے اتنا ہی ہے جتنا اس کا نصیب ہے۔ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں اور جو کچھ "صبر وشکر کے بیان" میں ذکر ہوا اسے بھی اسی کے ساتھ ملاتے ہیں۔

فلسفی اور عالِم کا غور وفکر:

جب ہم اس غور وفکر کے بیان میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فعل کی طرف نظر کرتے ہیں تو اس میں بھی ہمیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ہم پر احسان وانعام نظر آتا ہے اور ہم اسے فقط اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فعل ہی کی صورت میں دیکھتے ہیں۔ بہر حال ہر وہ چیز جس میں ہم غور وفکر کرتے ہیں ایک فلسفی بھی اس میں غور کرتا ہے لیکن اس کا غور وفکر کرنا اس کی گمراہی اور بدبختی کا سبب بنتا ہے اور جسے توفیقِ الٰہی ہو اس کا غور وفکر کرنا ہدایت وخوش بختی کا سبب بنتا ہے۔ آسمان وزمین کے کسی ذرّے کے سبب اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے چاہے گمراہ کر دے اور جسے چاہے ہدایت دے دے۔ لہٰذا جو ان اُمور میں اس حیثیت سے غور وفکر کرتا ہے کہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فعل اور اسی کی صنعت ہے تو

Go To Index

اس کے سبب اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی جلالت و عظمت کی معرفت اور ہدایت نصیب ہوتی ہے اور جو شخص غور و فکر کی کمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یعنی اس سوچ سے ہٹ کر کہ اسباب پیدا کرنے والی ذات نے ان کو آپس میں مربوط کیا ہے فقط اس حیثیت سے غور و فکر کرتا ہے کہ ان میں سے بعض چیزیں دوسری بعض پر اثر انداز ہوتی ہیں تو وہ بدبخت ہو کر تباہی کے دہانے پر پہنچ جاتا ہے۔ ہم گمراہی سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل و کرم، جود واحسان اور رحمت سے ہمیں جاہلوں کی طرح بھٹکنے سے محفوظ فرمائے۔

مُنْجِیَات (یعنی نجات دلانے والے اُمور) میں سے نواں بیان مکمل ہوا۔ اس کے بعد "موت اور اس کے بعد کا بیان" ذکر کیا جائے گا اور یوں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے کتاب مکمل ہو جائے گی۔ تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جو یکتا ہے اور دُرود و سلام ہو حضرت سیِّدُنا محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کی آل پر۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے "فکر و عبرت کا بیان" مکمل ہوا

روشن ضمیر نانبائی

حضرتِ سیِّدُنا سَہْل بن عبد اللہ تُستَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے ایک موقع پر فرمایا کہ بصرہ کا فُلاں نانبائی (یعنی روٹیاں پکانے والا) وَلِیُّ اللہ ہے۔ آپ کا ایک مرید شوقِ دیدار میں بصرہ پہنچا اور ڈھونڈتا ہوا اُس نانبائی کی خدمت میں حاضر ہو گیا، وہ اُس وقت روٹیاں پکار ہے تھے (پہلے عُموماً سبھی مسلمان داڑھی رکھتے تھے، لہٰذا اس دور کے نانبائیوں کے دستور کے مطابق) داڑھی کے بالوں کی جلنے سے حفاظت کی خاطر مُنہ کے نچلے حصّے پر نِقاب پہن رکھا تھا۔ اُس مُرید نے دل میں کہا: اگر یہ ولی ہوتا تو نِقاب نہ بھی پہنتا تو اس کے بال نہ جلتے۔ اس کے بعد اُس نانبائی کو سلام کیا اور گفتگو کرنا چاہی تو اُس روشن ضمیر نانبائی نے سلام کا جواب دے کر فرمایا: تو نے مجھے حقیر تصوُّر کیا اس لئے میری باتوں سے نفع نہیں اٹھا سکتا۔ یہ کہنے کے بعد انہوں نے گفتگو کرنے سے انکار فرما دیا۔ (الرسالۃ القشیریۃ، ص ۳۶۳)

Go To Index

موت اور اس کے بعد کا بیان

تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کے لئے جس نے موت کے ذریعے متکبرین کی گردنوں کو توڑا اور بادشاہوں کی شان وشوکت اور امیدوں کو خاک میں ملایا، یہ وہ لوگ تھے جن کے دل موت کے ذکر سے ہمیشہ بھاگتے رہے یہاں تک کہ موت کا سچا پروانہ آیا جس نے انہیں قبر کے گڑھے میں پھینک دیا، پس وہ محلات سے قبروں کی طرف پھیر دیے گئے اور پُر رونق کمروں سے اٹھا کر اندھیرے گڑھوں میں ڈال دیے گئے، کنیزوں اور غلاموں کے جھرمٹ سے نکال کر کیڑوں مکوڑوں کے سامنے پھینک دیے گئے، خاندانی گہما گہمی سے دھکیل کر تنہائی کی وحشتوں کا شکار کر دیے گئے اور نرم بستروں سے اٹھا کر ہلاکت خیز اکھاڑوں میں پھینک دیے گئے۔ غور کرو! کیا یہ لوگ مضبوط قلعوں اور طاقت کے بل بوتے پر موت سے بچ سکے؟ کیا اس سے بچنے کے لئے کوئی پردہ یا آڑ بنا سکے؟ غور کرو! کیا تم ان میں سے کسی کو دیکھتے ہو یا کسی کی آہٹ سنائی دیتی ہے؟ پاک ہے وہ ذات جو غلبہ اور بلندی میں یکتا ہے، وہی ذات ہمیشہ رہنے کا حق رکھتی ہے، اسی نے ہر قسم کی مخلوق کے لئے فنا کا حکم لکھ کر اسے حقیر کیا پھر موت کو پرہیز گاروں کے لئے چھٹکارا بنایا اور اپنی ملاقات کا وعدہ ٹھہرایا جبکہ قبر کو بد بختوں کے لئے فیصلے اور حکم کے دن تک تنگ و تاریک قید خانہ بنا دیا کیونکہ اسی کی جانب سے ایک سے بڑھ کر ایک نعمت ہے تو سخت سے سخت پکڑ بھی ہے، زمین وآسمانوں میں اسی کا شکر ہے اور دنیا وآخرت میں ثنا بھی اسی کی ہے۔ بے شمار درود وسلام ہو ہمارے پیارے آقا محمدِ عَرَبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جو کہ روشن نشانیوں اور نمایاں معجزات والے ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر بھی خوب درود وسلام ہو۔

موت جس کا اکھاڑا ہو، مٹی جس کا بچھونا ہو، کیڑے جس کے ساتھی ہوں، منکر و نکیر جس کے ہم نشین ہوں نیز قبر جس کا ٹھکانا ہو، زمین کا گڑھا جس کا مَسْکَن ہو، قیامت جس کے وعدے کی جگہ ہو اور جنت یا دوزخ جس کا مقام ہو اسے صرف موت کی فکر کرنی چاہیے، اسی کی یاد ہو، اسی کی تیاری ہو، اسی کے لئے کوششیں ہوں، اسی کی اُمنگ ہو اور اسی کی جانب مائل ہو نیز اسی کو اہمیت دے، اسی کی طرف بڑھے، اسی کا انتظار کرے بلکہ مناسب یہی ہے کہ اپنے آپ کو مردہ اور قبر والوں میں شمار کرے کیونکہ ہر آنے والی چیز قریب ہوتی ہے اور نہ آنے والی بعید ہوتی ہے۔ فرمانِ مصطفٰے ہے: "عقل مند ہے وہ شخص جو اپنے نفس کو فرمانبردار

Go To Index

بنائے اور موت کے بعد کام آنے والے عمل کرے۔"[285]

کسی بھی چیز کی تیاری اس وقت آسان ہو جاتی ہے جبکہ دل میں بار بار اس کا خیال آتا رہے اور بار بار خیال اسی وقت آتا ہے جبکہ یاد دلانے والی چیزوں کو یاد رکھا جائے اور احساس دلانے والی چیزوں کی جانب توجہ رہے۔ ہماری گفتگو کا موضوع موت اور اس سے متعلق باتیں، آخرت و قیامت اور جنت و دوزخ کے معاملات ہیں نیز وہ باتیں ہیں جن کی بار بار یاد دہانی بندے کے لئے ضروری ہے اور جن میں سوچ بچار کرنا قبر و آخرت کی تیاری کا جذبہ بیدار کرتا ہے کیونکہ موت کے بعد کا سفر قریب آچکا ہے حالانکہ زندگی بہت کم باقی ہے اور مخلوق اس سے غافل ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ (۱) (پ۱۷،الانبیآء:۱)

ترجمۂ کنزالایمان: لوگوں کا حساب نزدیک اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہیں۔

ہم موت سے متعلق گفتگو کو دو حصوں میں ذکر کریں گے۔

پہلا حصہ: موت کے پہلے سے صور پھونکنے تک کا بیان

اس حصہ میں موت سے پہلے سے لے کر صور پھونکے جانے تک کی باتیں ہوں گی جنہیں آٹھ ابواب میں بیان کیا جائے گا: (۱)... موت کو یاد کرنے کی فضیلت اور اس میں رغبت کے بارے میں (۲)... لمبی اور چھوٹی امیدوں کے بارے میں۔ (۳)... موت کی شدت و سختی اور اس وقت کے مستحب معاملات کے بارے میں (۴)... پیارے آقا محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور خلفائے راشدین رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے آخری لمحات کے بارے میں (۵)... خلفا، اُمرا اور نیکو کاروں کے آخری کلمات کے بارے میں (۶)... جنازوں اور قبرستانوں سے متعلق اولیاء اللہ کے اقوال اور قبروں کی زیارت کے بارے میں (۷)... موت کی حقیقت اور مُردے کو قبر میں رکھنے سے صور پھونکے جانے تک کے معاملات کے بارے میں اور (۸)... خواب میں مُردوں کے دکھائے جانے والے حالات وواقعات کے بارے میں ہے۔

285... سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب رقم ۲۵، ۴ / ۲۰۸، حدیث: ۲۴۶۷

Go To Index

باب نمبر1: موت کو یاد کرنے کی فضیلت اور اس میں رغبت کا بیان

(اس میں تین فصلیں ہیں)

پہلی فصل: موت کو کثرت سے یاد کرنا اور اس پر ابھارنا

یادرکھو! جو شخص دنیا میں یوں مگن ہو کہ اس کے دھوکے کی جانب مائل اور اس کی خواہشات کی جانب رغبت رکھے تو یقیناً اس کا دل موت سے غافل ہے اور اسے یاد نہیں کرتا اور اگر اسے یاد کروایا بھی جائے تو اس سے نفرت کرتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق فرمانِ باری تعالیٰ ہے: قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۠(۸) (پ۲۸،الجمعة:۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے جو چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے پھر وہ تمہیں بتادے گا جو کچھ تم نے کیا تھا۔

لوگوں کی تین اقسام:

اس دنیا میں تین طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں: (۱) دنیا میں مگن رہنے والے (۲) توبہ کرنے والے اور (۳) موت کے انجام کو پہچاننے والے۔

دنیا میں مگن رہنے والا:

یہ شخص موت کو یاد نہیں کرتا اور اگر یاد بھی کرے تو اس کی وجہ دنیا چھوٹ جانے کا غم ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ موت کی مذمت میں مشغول ہو جاتا ہے اور اس طرح موت کو یاد کرنا اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے مزید دور کر دیتا ہے۔

توبہ کرنے والا:

یہ شخص موت کو کثرت سے یاد کرتا ہے تاکہ دل میں خوفِ خدا پیدا ہو اور یوں اسے سچی توبہ نصیب ہو جائے۔

Go To Index

بعض اوقات توبہ کرنے والا موت کو اس خوف کی وجہ سے ناپسند کرتا ہے کہ کہیں سچی توبہ سے پہلے یا سامانِ آخرت کی تیاری سے پہلے موت نہ آجائے۔ یہ قابلِ گرفت نہیں اور نہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان میں داخل ہے کہ "جس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کو ناپسند کیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔"[286] کیونکہ حقیقت میں یہ ملاقاتِ الٰہی اور موت کو ناپسند نہیں کرتا بلکہ اپنی خامیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات نہ ہونے سے ڈرتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو دوست سے ملنے میں اس لئے تاخیر کرتا ہے کہ دوست کو خوش کرنے والی ملاقات کی تیاری میں مشغول ہے لہٰذا ایسے شخص کا شمار ملاقات کو ناپسند کرنے والوں میں نہ ہو گا اور اس کی نشانی یہ ہے کہ یہ شخص ہمیشہ ملاقات کی تیاری میں لگا رہے اس کے سوا کوئی مصروفیت نہ رکھے ورنہ دنیا میں مگن رہنے والوں میں شامل ہو جائے گا۔

موت کے انجام کو پہچاننے والا:

یہ شخص موت کو ہمیشہ یاد رکھتا ہے کیونکہ موت اپنے محبوب ربّ عَزَّ وَجَلَّ سے ملاقات کا وعدہ ہے اور محبت کرنے والا محبوب سے ملنے کا وعدہ کبھی نہیں بھولتا اور عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ موت دیر سے آتی ہے لہٰذا یہ شخص موت کی آمد کو پسند کرتا ہے تاکہ نافرمانی کے اس گھر سے جان چھوٹے اور قُربِ الٰہی کے مرتبہ پر فائز ہو سکے۔

موت کو محبوب رکھنا:

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا حذیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا: دوست فقر کی حالت میں آیا ہے، جو پشیمان ہوتا ہے وہ کامیاب نہیں ہوتا، اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تجھے معلوم ہے کہ میں نے مالداری سے زیادہ غربت کو، صحت سے زیادہ بیماری کو اور زندگی سے زیادہ موت کو محبوب رکھا لہٰذا تو مجھ پر موت آسان کر دے تاکہ تجھ سے ملاقات کر سکوں۔

محبَّتِ الٰہی کا انتہائی درجہ:

جس طرح توبہ کرنے والا موت کو ناپسند کرنے میں قابلِ گرفت نہیں اسی طرح موت کے انجام کو

286... مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ، باب من احب لقاء اللہ...الخ، ص ۱۴۴۲، حدیث: ۲۶۸۵

Go To Index

پہچان لینے والا بھی موت کو محبوب رکھنے اور اس کی تمنا کرنے میں قابلِ گرفت نہیں ہے البتہ ان دونوں میں بلند رتبہ اس شخص کا ہے جو اپنا معاملہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے یوں سپرد کردے کہ اپنے لئے موت پسند کرے نہ زندگی بلکہ سب سے زیادہ محبوب وہی چیز رکھے جو اس کے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو پسند ہو اور یہ مرتبہ اس وقت ملتا ہے جب انتہائی محبت کے ذریعے وہ تسلیم و رضا کے مقام تک پہنچ جائے اور یہی انتہائی درجہ ہے۔

ہر حال میں موت کو یاد کرنے میں ثواب اور فضیلت ہے اور یہ ثواب اور فضیلت دنیا میں مگن شخص بھی موت کو یاد کرکے پاسکتا ہے اس طرح کہ دنیا سے الگ تھلگ رہے تاکہ دنیاوی نعمتوں میں دلچسپی نہ رہے اور لذتیں بدمزہ ہو جائیں کیونکہ ہر وہ لذت و خواہش جو انسان کے لئے بدمزہ ہو وہ اسبابِ نجات میں سے ہے۔

دوسری فصل: ہر حال میں موت کو یاد کرنا افضل ہے

موت سے متعلق 12 فرامین مصطفٰے:

(1)...اَكْثِرُوْا مِنْ ذِكْرِ هَاذِمِ اللَّذَّات یعنی لذّتوں کو ختم کرنے والی کو زیادہ یاد کرو۔[287]

یعنی موت کو یاد کرکے لذتوں کو بدمزہ کردو تاکہ ان کی طرف طبیعت مائل نہ ہو اور تم یکسوئی کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

(2)...اگر جانور موت کے بارے میں وہ کچھ جان لیتے جو انسان جانتا ہے تو تمہیں کھانے کے لئے کوئی موٹا جانور نہ مل پاتا۔[288]

(3)...حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی: "یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا شہیدوں کے ساتھ کسی اور کو بھی اٹھایا جائے گا؟" ارشاد فرمایا: "ہاں! اسے جو دن رات میں 20 مرتبہ موت کو یاد کرے۔"[289]

اس فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ موت کی یاد اس دھوکے باز دنیا سے دور کرکے آخرت کی تیاری کا تقاضا

287...سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر الموت والاستعداد، ۴ / ۴۹۵، حديث:۴۲۵۸

288...شعب الايمان للبيهقي، باب في الزهد وقصر الامل، ۷ / ۳۵۳، حديث:۱۰۵۵۷

289...المعجم الاوسط، ۵ / ۳۸۱، حديث:۷۶۷۶، بتغير كثير

Go To Index

کرتی ہے جبکہ موت کو یاد نہ کرنا دنیاوی خواہشات میں مگن کر دیتا ہے۔

(4)...تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ یعنی موت مومن کے لئے تحفہ ہے۔[290]

اس فرمان کی وجہ یہ ہے کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے کہ یہاں ہمیشہ اپنی جان پر تکالیف برداشت کرکے مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے نیز نفس و شیطان سے مقابلہ اور خواہشات کی روک تھام کرنی پڑتی ہے جبکہ موت ان تمام مشکلات سے مومن کے لئے آزادی کا پروانہ ہے اور یہی پروانہ مومن کے لئے تحفہ ہے۔

(5)...اَلْمَوْتُ كَفَّارَةٌ لِّكُلِّ مُسْلِمٍ یعنی موت ہر مسلمان کے لئے کفّارہ ہے۔[291]

یہاں پکّا سچا مسلمان مراد ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دیگر مسلمان محفوظ رہتے ہوں نیز اس میں مومنانہ اخلاق موجود ہوں اور گناہوں کا میل کچیل نہ ہو یعنی کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور فرائض کی ادائیگی کا خیال رکھتا ہو کہ اگر گناہِ صغیرہ ہوئے تو موت ان گناہوں کو مٹا کر اسے پاک صاف کر دیتی ہے۔

(6)... حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا گزر ایسی مجلس کے پاس سے ہوا جس سے ہنسی کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں، ارشاد فرمایا: ”اپنی مجلسوں میں لذتوں کو بے مزہ کر دینے والی کا بھی ذکر کیا کرو۔“ انہوں نے عرض کی: ”لذتوں کو بے مزہ کرنے والی کیا چیز ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”موت۔“[292]

(7)...اَكْثِرُوْا مِنْ ذِكْرِ الْمَوْتِ فَاِنَّهٗ يُمَحِّصُ الذُّنُوْبَ وَيُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا یعنی موت کو زیادہ یاد کرو کہ یہ گناہوں کو مٹاتی اور دنیا سے بے رغبت کرتی ہے۔[293]

(8)...كَفٰى بِالْمَوْتِ مُفَرِّقًا یعنی جدائی ڈالنے کے لئے موت ہی کافی ہے۔[294]

(9)...كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یعنی نصیحت کے لئے موت ہی کافی ہے۔[295]

290...الزھد لابن المبارک، باب فی طلب الحلال، ص ۲۱۲، حدیث: ۵۹۹

291...شعب الایمان للبیھقی، باب فی الصبر علی المصائب، ۷ / ۱۷۱، حدیث: ۹۸۸۶

292...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الموت والاستعداد لہ، ۵ / ۴۲۳، حدیث: ۹۵

293...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الموت والاستعداد لہ، ۵ / ۴۳۸، حدیث: ۱۴۸

294...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الموت والاستعداد لہ، ۵ / ۴۳۹، حدیث: ۱۴۹

295...شعب الایمان للبیھقی، باب فی الزھد وقصر الامل، ۷ / ۳۵۳، حدیث: ۱۰۵۵۶

Go To Index

(10)...ایک مرتبہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد تشریف لائے تو کچھ لوگوں کو گفتگو کرتے اور ہنستے ہوئے دیکھا، ارشاد فرمایا: موت کو یاد کیا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔[296]

(11)...رسولِ اَکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک شخص کا ذکر ہوا تو لوگوں نے اس کی خوب تعریف کی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "وہ موت کو کس طرح یاد کرتا ہے؟" لوگوں نے عرض کی: "ہم نے تو نہیں سنا کہ وہ موت کو یاد کرتا ہو۔" ارشاد فرمایا: "پھر اس کا درجہ یہ نہیں ہے۔"[297]

(12)...حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہونے والا دَسواں شخص تھا کہ کسی انصاری صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: "یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! لوگوں میں زیادہ عقلمند اور عزت والا کون ہے؟" ارشاد فرمایا: "موت کو زیادہ یاد کرنے اور اس کی زیادہ تیاری کرنے والا، یہی لوگ عقلمند ہیں کہ دنیاوی اور اُخروی اعزاز کے ساتھ رخصت ہوتے ہیں۔"[298]

موت سے متعلق بزرگانِ دین کے 18 احوال واقوال:

(1)...حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: موت نے دنیا کو رُسوا کر کے کسی عقلمند کے لئے کوئی خوشی نہ چھوڑی۔

(2)...حضرت سیِّدُنا ربیع بن خُثَیْم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مومن موت سے بہتر کسی غائب چیز کا انتظار نہیں کرتا۔ نیز فرمایا کرتے کہ میری موت کی خبر کسی کو مَت دینا اور مجھے تیز تیز میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی طرف لے چلنا۔

(3)...ایک دانشمند نے اپنے ایک دوست کو مکتوب لکھا: اے میرے بھائی! تم اس جہاں میں ہی موت کا خوف رکھو، اس سے پہلے کہ تم ایسی جگہ پہنچ جاؤ جہاں موت کی تمنا کرو گے تو بھی نہ پاسکو گے۔

296...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الموت والاستعداد لہ، ۵ / ۴۲۳، حدیث:۹۶

297...الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عبید بن عمیر، ص۳۹۱، حدیث:۲۳۳۷

298...مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا، ص۵، حدیث:۳

Go To Index

(4)... حضرت سیِّدُنا محمد بن سِیرِین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن کے سامنے جب موت کا ذکر کیا جاتا تو آپ کے جسم کا ہر حصہ سُن ہو جاتا۔

(5)... حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز روزانہ رات کے وقت علما کو جمع کرتے پھر آپس میں مل کر قبر و آخرت اور موت کے بارے میں گفتگو کرتے پھر سب یوں روتے گویا ان کے سامنے جنازہ موجود ہے۔

(6)... حضرت سیِّدُنا ابراہیم تَیْمِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: دو چیزوں نے مجھ سے دنیا کی لذتیں چھڑا دیں، ایک موت کی یاد نے اور دوسرا بار گاہِ الٰہی میں کھڑے ہونے نے۔

(7)... حضرت سیِّدُنا کعب الاَحْبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: جو شخص موت کو پہچان لیتا ہے اس پر دنیا کی مصیبتیں اور غم ہلکے ہو جاتے ہیں۔

(8)... حضرت سیِّدُنا ابو بکر مُطَرِّف تمیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص بصرہ کی مسجد میں یوں اعلان کر رہا ہے: موت کی یاد نے خوفِ خدا والوں کے دل کاٹ کر رکھ دیئے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم انہیں بے قرار ہی پاؤ گے۔

(9)... حضرت سیِّدُنا اَشْعَث حُمرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ہم حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے پاس جایا کرتے تھے اور اس کی وجہ یہی ہوتی کہ وہاں موت اور قبر و حشر کا ذکر ہوتا تھا۔

(10)... حضرت سیِّدَتُنا صَفِیَّہ بنتِ شَیْبَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے اپنے دل کی سختی کے بارے میں شکایت کی تو انہوں نے فرمایا: ”موت کو زیادہ یاد کرو اس سے تمہارا دل نرم ہو جائے گا۔“ اس عورت نے ایسا ہی کیا تو دل کی سختی جاتی رہی پھر اس نے حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا شکریہ ادا کیا۔

(11)... حضرت سیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے سامنے جب موت کا ذکر کیا جاتا تو ان کی جلد مبارک سے خون کے قطرے بہہ نکلتے۔

(12)... حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام جب موت و قیامت کا ذکر کرتے تو اتنا روتے کہ جسمانی جوڑ اپنی جگہ سے ہَٹ جاتے پھر جب رحمتِ الٰہی کا ذکر کرتے تو اپنی جگہ واپس آجاتے۔

Go To Index

(13)... حضرت سیّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں نے ہر عقل مند کو موت سے خوف زدہ اور غمگین ہی دیکھا ہے۔

(14)... حضرت سیّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے کسی عالِم سے کہا: ''مجھے نصیحت کیجئے۔'' انہوں نے کہا: ''آپ پہلے خلیفہ نہ ہوں گے جسے موت آئے۔'' آپ نے کہا: ''اور نصیحت کیجئے۔'' کہا: ''حضرت سیّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے لے کر آپ کے آباواجداد تک کوئی ایسا فرد نہ گزرا ہو گا جس نے موت کا ذائقہ نہ چکھا ہو اور اب آپ کی باری ہے۔'' یہ سن کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ رونے لگے۔

(15)... حضرت سیّدُنا ربیع بن خُثَیْم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے گھر میں قبر کھود رکھی تھی جس میں روزانہ کئی مرتبہ لیٹا کرتے تا کہ موت کی یاد باقی رہے اور فرمایا کرتے: اگر میرے دل سے گھڑی بھر موت کی یاد جدا ہوتی تو ضرور دل میں بگاڑ پیدا ہو جاتا۔

(16)... حضرت سیّدُنا مُطَرِّف بن عبدُ اللہ شِخِّیْر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَدِیْر فرماتے ہیں: اسی موت نے عیش پرستوں پر ان کی آسائشوں کو بدمزہ کر رکھا ہے لہٰذا ایسی آسائشیں تلاش کرو جن میں موت نہ ہو۔

(17)... حضرت سیّدُنا عُمَر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے حضرت سیّدُنا عَنْبَسَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے فرمایا: موت کو زیادہ یاد کیا کرو کہ اگر تم مال دار ہوئے تو یہ تم پر تنگ دستی لے آئے گی اور اگر تنگ دست ہوئے تو خوشحالی لے آئے گی۔

(18)... حضرت سیّدُنا ابو سلیمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اُمِّ ہارون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا سے پوچھا: ''کیا آپ کو موت پسند ہے؟'' انہوں نے کہا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: ''کیوں؟'' کہنے لگیں: ''اگر کسی انسان کی نافرمانی کروں گی تو اس کی ملاقات سے ڈروں گی تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی بھی کروں اور اس کی ملاقات بھی پسند کروں۔''

تیسری فصل: دل میں موت کی یاد پختہ کرنے کا طریقہ

جان لیجئے کہ موت خوفناک ہے اور اس کا خطرہ بہت بڑا ہے لیکن پھر بھی لوگ اس سے غافل ہیں کہ اس کے بارے میں سوچ بچار کرتے ہیں نہ اسے یاد کرتے ہیں اور اگر کوئی یاد بھی کرتا ہے تو بے توجہی سے

Go To Index

کرتا ہے کہ دل دنیاوی خواہشات میں مشغول رہتا ہے لہٰذا موت کی یاد سے دل کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا، البتہ فائدہ اس طریقے سے پہنچ سکتا ہے کہ موت کو اپنے سامنے سمجھتے ہوئے یاد کرے اور اس کے علاوہ ہر چیز کو اپنے دل سے نکال دے جیسے کوئی شخص خطرناک جنگل میں سفر کا ارادہ کرے یا سمندری سفر کا ارادہ کرے تو بَس اسی کے بارے میں غور وفکر کرتا رہتا ہے لہٰذا جب موت کی یاد کا تعلق دل سے براہِ راست ہوگا تو اس کا اثر بھی ہوگا اور علامت یہ ہوگی کہ دنیا سے دل اتنا ٹوٹ چکا ہوگا کہ دنیا کی ہر خوشی بے معنیٰ ہو کر رہ جائے گی۔

موت کو یاد کرنے کا زیادہ مفید طریقہ:

اس دنیا سے چلے جانے والے چہروں اور صورتوں کو یاد کرے، ان کے مرنے اور مٹی کے نیچے دفنائے جانے کو یاد کرے نیز ان کے حالات اور عُہدوں کو یاد کرے اور غور کرے کہ کس طرح مٹی میں ان کی حسین صورتیں ملیامیٹ ہو چکی ہیں، کس طرح قبروں میں ان کے اجزا بکھر چکے ہیں، کس طرح ان کی عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہو گئے، کس طرح ان کا مال خرچ کیا گیا اور ان کی بنائی ہوئی مسجدیں اور بسائی ہوئی محفلیں بے رونق ہو گئیں یہاں تک کہ ان لوگوں کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ لہٰذا جب جب وہ کسی شخص کو یاد کرے گا دل میں اس کا خیال لائے گا، اس کے مرنے کی کیفیت اور اس کی شکل وصورت کو ذہن میں لائے گا، اس کی چستی اور پُر آسائش زندگی کے لئے ہاتھ پیر مارنے کے بارے میں سوچے گا، موت کو بھول جانے اور کثرتِ اسباب کے سبب دھوکے میں مبتلا ہونے کو یاد کرے گا نیز یہ کہ وہ جوانی پر بھروسا اور لہو ولعب میں مبتلا ہو کر جلد آنے والی سامنے کھڑی موت سے غافل تھا، اب یہ تصور کرے کہ وہ کیسے کوششوں میں لگا ہوا تھا اور اب اس کے ہاتھ پاؤں اور جوڑ علیحدہ علیحدہ ہو چکے ہیں، وہ کیسے گفتگو کیا کرتا تھا اور اب اس کی زبان کو کیڑے کھا چکے ہیں، کس طرح ہنسا کرتا تھا اور اب مٹی اس کے دانتوں کو کھا چکی ہے، وہ اپنی موت سے غافل مرنے سے ایک مہینہ پہلے دس سال تک کی جمع پونجی میں لگا ہوا تھا کہ خبر ہی نہ ہوئی اور موت آگئی، مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ السَّلَام کی صورت ظاہر ہوئی اور جنتی یا دوزخی ہونے کی صدا اس کے کانوں سے ٹکرا گئی، یہ سب تصور کرنے کے بعد وہ سوچے گا کہ میں بھی تو ان کے جیسا ہوں اور میری غفلت بھی ان کی غفلت جیسی ہے اور عنقریب میرا بھی وہی انجام ہو گا جو ان سب کا ہوا ہے۔

موت کی یاد پختہ کردینے والے تین اقوال:

☆...حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب تم مُردوں کو یاد کرو تو اپنے آپ کو بھی انہی میں شمار کرو۔

☆...حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: خوش قسمت ہے وہ شخص جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔

☆...حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز فرماتے ہیں: تم اس بات میں غور و فکر کیوں نہیں کرتے کہ روزانہ صبح شام کسی نہ کسی کو بارگاہِ الٰہی کے لئے تیار کرتے ہو اور اسے گڑھے میں ڈال دیتے ہو حالانکہ مٹی اس کا تکیہ بن جاتی ہے، دوست احباب پیچھے رہ جاتے ہیں اور اسباب ختم ہو جاتے ہیں۔

موت کی یاد دل میں پختہ کرنے کے لئے مذکورہ انداز میں غور و فکر کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستان جائے نیز مریضوں کو دیکھے کہ یہی چیزیں دل میں موت کی یاد تازہ کرتی ہیں یہاں تک کہ دل پر اتنا غلبہ ہو جاتا ہے کہ موت آنکھوں کے سامنے نظر آتی ہے اور اس وقت شاید موت کی تیاری میں مصروف ہو جائے اور دھوکے کی دنیا سے دور ہو جائے ورنہ موت کو اُوپَری دل اور زبان کی نوک سے یاد کرنے میں ڈر و خوف کا فائدہ بہت تھوڑا ہے۔

دنیاوی چیز پر دل خوش ہو تو؟

جب بھی بندے کا دل کسی دنیاوی چیز پر خوش ہو تو اسے فوراً یہ سوچنا چاہئے کہ اس چیز کو ایک دن لازمی چھوڑنا پڑے گا۔ چنانچہ منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابنِ مُطِیع رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایک دن اپنے گھر میں نظر دوڑائی تو اس کی خوبصورتی دیکھ کر خوش ہوئے اور پھر روتے ہوئے کہا: اگر موت نہ ہوتی تو میں ضرور تجھ سے خوش ہوتا اور اگر ہمیں تنگ قبر میں نہ ڈالا جانا ہوتا تو دنیا سے ضرور ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، پھر اتنا روئے کہ چیخیں بلند ہو گئیں۔

(تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہ   اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ)

(صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب   صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد)

Go To Index

باب نمبر2: چھوٹی امید کی فضیلت نیز لمبی امید کے اسباب اور طریقۂ علاج

(اس میں چار فصلیں ہیں)

پہلی فصل: چھوٹی امید باندھنے کی فضیلت

چھوٹی امید سے متعلق 10 فرامین مصطفٰے:

(1)... حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عبد اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ارشاد فرمایا: جب تم صبح کرو تو تمہارے دل میں شام کا خیال نہ آئے اور جب شام کرو تو صبح کی امید نہ رکھو اور اپنی تندرستی سے بیماری کے لئے اور زندگی سے موت کے لئے کچھ توشہ لے لو۔ اے عبد اللہ! تم نہیں جانتے کہ کل کس نام سے پکارے جاؤ گے۔[299]

(2)... مجھے تم پر دو باتوں کا زیادہ خوف ہے، خواہشات کی پیروی اور لمبی امیدیں، خواہشات کی پیروی حق سے روکتی ہے جبکہ لمبی امیدیں دنیا کی محبت کا سبب ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا: سن لو! بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دنیا اسے بھی دیتا ہے جس سے محبت فرماتا ہے اور اسے بھی جسے ناپسند کرتا ہے اور جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے ایمان کی دولت عطا فرماتا ہے، سن لو! کچھ لوگ دیندار ہوتے ہیں تو کچھ دنیادار لہٰذا تم دیندار بننا نہ کہ دنیادار، سنو! دنیا پیٹھ پھیر کر جارہی ہے اور آخرت سامنے سے آرہی ہے، سنو! تم عمل والے دن میں ہو جس میں کوئی حساب نہیں اور عنقریب تم ایسے حساب والے دن میں ہو گے جس میں کوئی عمل نہ ہو گا۔[300]

(3)... حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ مُنْذِر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک شام تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حیا کیوں نہیں کرتے؟“ انہوں نے عرض کی: ”یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حیا کرنا کیا ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”تم نہ کھانے والی

299... سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی قصر الامل، ۴ / ۱۴۹، حدیث: ۲۳۴۰، ھذا قول ابن عمر

300... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب قصر الامل، ۳ / ۳۰۳، حدیث: ۳

Go To Index

چیزوں کو جمع کرتے ہو، نہ ملنے والی چیزوں کی امید رکھتے ہو اور وہ گھر بناتے ہو جن میں تم نے ٹھہرنا نہیں۔"[301]

(4)... حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ایک ماہ کے اُدھار پر 100 دینار کے بدلے ایک کنیز خریدی تو میں نے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا: "کیا تمہیں اسامہ پر حیرانگی نہیں ہوئی کہ انہوں نے ایک ماہ کا ادھار کیا؟ بے شک انہوں نے لمبی امید باندھی ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جب بھی آنکھ بند کی تو میرا گمان یہی رہا کہ آنکھ بند ہونے سے پہلے ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ میری روح قبض فرمالے گا اور جب بھی آنکھ کھولی تو میرا گمان یہی رہا کہ بند کرنے سے پہلے ہی روح قبض کر لی جائے گی اور جب بھی کوئی لقمہ اٹھایا تو میرا گمان یہی رہا کہ نگلنے سے پہلے ہی موت آنے کی وجہ سے حلق میں پھنس کر رہ جائے گا۔" پھر ارشاد فرمایا: "اے ابن آدم! اگر تم عقل رکھتے ہو تو اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کیا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور آکر رہے گی اور تم اسے روکنے کی طاقت نہیں رکھتے۔"[302]

(5)... حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے طبعی حاجت سے فراغت حاصل کی اور پانی بہایا پھر تَیَمُّم فرمایا تو میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! پانی تو قریب ہے؟" ارشاد فرمایا: "میں پانی تک پہنچنے کی اَزْخود امید نہیں رکھتا۔"[303]

(6)... ایک روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین لکڑیاں لیں ایک اپنے سامنے گاڑی دوسری اس کے برابر میں جبکہ تیسری کچھ دور پھر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا: "تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟" انہوں نے عرض کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: "ایک لکڑی انسان اور دوسری موت ہے جبکہ دور والی امید ہے، انسان امید کی جانب ہاتھ بڑھاتا ہے مگر

301... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب قصر الامل، ۳/ ۳۰۴، حدیث:۵

302... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب قصر الامل، ۳/ ۳۰۴، حدیث:۶

303... المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن العباس، ۱/ ۶۱۸، حدیث:۲۶۱۴

Go To Index

امید کے بجائے موت اسے اپنی جانب کھینچ لیتی ہے۔"(304)

(7)...ابن آدم کی مثال یہ ہے کہ اس کے آس پاس 99 موتیں منڈلاتی رہتی ہیں اگر ان سے بچ جائے تو بڑھاپے کو پہنچ جاتا ہے۔(305)

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: یہ انسان ہے اور یہ موتیں ہیں جو کہ اس کے اِرد گِرد پھیلی ہوئی ہیں، ان کے بعد بڑھاپا اور بڑھاپے کے بعد امید ہے لہٰذا انسان امید لگائے رہتا ہے حالانکہ موتیں ارد گرد پھیلی ہوتی ہیں اور جس موت کو حکم ہوتا ہے وہ بندے کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے اگر ان سے بچ جائے تو بڑھاپا اسے مار دیتا ہے اور وہ امید کا انتظار کرتا رہ جاتا ہے۔

(8)... حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضور نبیّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمارے لئے لکیریں کھینچ کر ایک چوکور خانہ بنایا پھر ایک لکیر درمیان میں اور اس کے آس پاس کئی لکیریں کھینچیں اور پھر اس خانے سے باہر ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: "تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟" ہم نے عرض کی: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔" آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے درمیان والی لکیر کی جانب اشارہ کرکے فرمایا: "یہ انسان ہے۔" چوکور خانے کے متعلق فرمایا: "یہ موت ہے۔" "آس پاس والی لکیروں کے بارے میں فرمایا: "یہ مصیبتیں ہیں کہ انسان کو نوچتی ہیں اگر ایک سے بچ جائے تو دوسری نوچے گی۔" باہر والی لکیر کے متعلق فرمایا: "یہ امید ہے۔"(306)

(9)...یَھْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَبْقٰی مَعَہُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ وَالْاَمَلُ یعنی آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس کی دو چیزیں ختم نہیں ہوتیں ایک حرص اور دوسری امید۔(307)

ایک روایت میں ہے: تَشُبُّ مَعَہُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَی الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَی الْعُمُرِ یعنی اس کی دو چیزیں جوان رہتی ہیں

304... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب قصر الامل، ۳/ ۳۰۶، حدیث: ۱۰

305... سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب رقم ۲۲، ۴/ ۲۰۶، حدیث: ۲۴۶۴

306... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب قصر الامل، ۳/ ۳۰۷، حدیث: ۱۵

بخاری، کتاب الرقاق، باب فی الامل وطولہ، ۴/ ۲۲۴، حدیث: ۶۴۱۷

307... مسلم، کتاب الزکاۃ، باب کراھۃ الحرص علی الدنیا، ص ۵۲۱، حدیث: ۱۰۴۷، بتغیر قلیل

Go To Index

مال کی حرص اور عمر کی حرص ہے۔[308]

(10)...نَجَا اَوَّلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِالْيَقِيْنِ وَالزُّهْدِ وَيَهْلِكُ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِالْبُخْلِ وَالْاَمَلِ یعنی اس امت کے پہلوں نے یقینِ کامل اور پرہیز گاری کے سبَب نجات پائی جبکہ آخری زمانے والے بخل اور امید کے سبب ہلاک ہوں گے۔[309]

حکایت: بوڑھا اور بیلچہ

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ ایک بوڑھا آدمی اپنے بیلچے سے زمین کھود رہا تھا۔ آپ نے دعا کی: "یا اللہ! اس کی امید ختم کر دے۔" اس بوڑھے نے بیلچہ رکھا اور لیٹ گیا۔ کچھ دیر گزری تو حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام نے پھر دعا کی: "یا اللہ! اس کی امید لوٹا دے۔" وہ بوڑھا کھڑا ہوا اور کام میں مصروف ہو گیا۔ آپ نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا: "میں کام کر رہا تھا کہ دل میں خیال آیا کہ تو بوڑھا ہو چکا ہے کب تک کام کرے گا؟ میں نے بیلچہ ایک جانب رکھا اور لیٹ گیا پھر خیال آیا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بقیہ زندگی آرام سے گزارنے کے لئے تیرا کام کرنا ضروری ہے لہٰذا کھڑے ہو کر بیلچہ سنبھال لیا۔"

کون جنت میں جانا چاہتا ہے؟

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے پوچھا: "کیا تم سب جنت میں داخل ہونا چاہتے ہو؟" انہوں نے عرض کی: "جی ہاں!" تو ارشاد فرمایا: "اپنی امیدوں کو چھوٹا کرو، موت کو آنکھوں کے سامنے رکھو اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے حیا کرنے کا حق ادا کرو۔"[310]

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ دعا کیا کرتے تھے: یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس دنیا سے جو آخرت کی بھلائی میں رکاوٹ ڈالے، میں پناہ چاہتا ہوں اس زندگی سے جو اچھی موت میں رکاوٹ بنے اور میں پناہ چاہتا ہوں اس امید سے جو نیک عمل میں رکاوٹ پیدا کرے۔[311]

308...مسلم، کتاب الزکاۃ، باب کراھۃ الحرص علی الدنیا، ص۵۲۱، حدیث:۱۰۴۷

309...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب قصر الامل، ۳/ ۳۰۸، حدیث:۲۰

310...الزھد لابن المبارک، باب الھرب من الخطایا والذنوب، ص۱۰۷، حدیث:۳۱۷

311...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب قصر الامل، ۳/ ۳۱۲، حدیث:۴۶

Go To Index

موت اور لمبی امیدوں کے متعلق 27 اقوال وحکایات

(1)... حضرت سیِّدُنا مُطَرِّف بن عبد اللہ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کب مروں گا تو مجھے ڈر ہے کہیں میری عقل نہ چلی جائے مگر **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے اپنے بندوں پر احسان فرمایا کہ موت کا علم نہ دیا کیونکہ اگر بندوں کو موت کا علم ہوتا تو زندگی بے مزہ ہوتی اور بازار ویران ہوتے۔

(2)... حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: بھولنا اور امید رکھنا انسان کے لئے دو عظیم نعمتیں ہیں اگر یہ نہ ہوتیں تو لوگ راستوں پر چلنا چھوڑ دیتے۔

(3)... حضرت سیِّدُنا سفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ انسان کو بے وقوف پیدا کیا گیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو زندگی پُر لطف نہ ہوتی۔

(4)... حضرت سیِّدُنا ابو سعید بن عبد الرحمٰن عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: لوگوں کی کم عقلی کے سبب دنیا آباد کی گئی ہے۔

تین انوکھی باتیں:

(5)... حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الغَنِی فرماتے ہیں: مجھے تین طرح کے آدمیوں نے اتنا حیران کیا حتّٰی کہ مجھے ہنسی آگئی ایک وہ شخص جو دنیا سے امید باندھ رکھے حالانکہ موت اسے ڈھونڈھ رہی ہوتی ہے دوسرا غافل شخص ہے حالانکہ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ اس سے غافل نہیں تیسرا وہ شخص ہے جو دل کھول کر ہنسے حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ اس سے راضی ہے یا ناراض، یوں ہی تین باتیں ایسی ہیں جنھوں نے اتنا غمگین کیا کہ رونا آگیا پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی جدائی کا غم، قیامت کا خوف اور **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کے سامنے کھڑا ہونے کا ڈر کیونکہ میں نہیں جانتا کہ جنت میں بھیجا جاؤں گا یا جہنم میں۔

(6)... ایک بزرگ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت زُرارہ بن اَبُو اَوفیٰ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو ان کے اِنتقال کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا: ”کون سا عمل آپ کے نزدیک بلند مرتبہ ہے؟“ انہوں نے فرمایا: ”توکُّل کرنا اور امیدوں کو کم کرنا۔“

(7)... حضرت سیِّدُنا سفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: امیدوں کا چھوٹا ہونا زہد ہے نہ کہ سخت غذا

Go To Index

کھانا اور بوری لپیٹ لینا۔

(8)... حضرت سیِّدُنا مُفَضَّل بن فَضالہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنی امید کے ختم ہو جانے کی دعا کی تو ان کی کھانے پینے کی خواہش ختم ہو گئی، انہوں نے دوبارہ دعا کی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے خواہش لوٹا دی اور وہ کھانے پینے کی جانب مائل ہو گئے۔

موت پیشانی سے بندھی ہوئی ہے:

(9)... ایک مرتبہ کسی نے حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے پوچھا: ''آپ اپنی قمیص کیوں نہیں دھوتے؟'' آپ نے فرمایا: ''موت کا معاملہ اس سے زیادہ جلدی کا ہے۔'' ایک اور مقام پر فرمایا: ''موت تمہاری پیشانیوں کے ساتھ بندھی ہوئی ہے جبکہ دنیا تمہارے پیچھے لپیٹی جارہی ہے۔''

(10)... ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں اس شخص کی مانند ہوں جس کی پھیلی ہوئی گردن پر تلوار رکھی جاچکی ہے اور اسے انتظار ہے کہ کب اس کی گردن اُڑا دی جائے گی۔

(11)... حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر میں ایک مہینہ زندہ رہنے کی امید کروں تو تم دیکھو گے کہ یقیناً میں نے بڑا گناہ کیا اور میں یہ امید رکھ بھی کیسے سکتا ہوں حالانکہ میں دیکھتا ہوں کہ مصیبتوں نے دن و رات ہر گھڑی میں لوگوں کو گھیرا ہوا ہے۔

حکایت: تم رات تک زندہ رہو گے!

(12)... منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا شقیق بَلْخی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اپنے استاد حضرت سیِّدُنا ابو ہاشم رُمّانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کے پاس اس حالت میں آئے کہ آپ کی چادر کے کنارے میں کچھ بندھا ہوا تھا، استاد صاحب نے پوچھا: ''تمہارے پاس یہ کیا ہے؟'' کہا: ''کچھ بادام ہیں جو میرے بھائی نے مجھے دیئے ہیں اور کہا ہے کہ میں چاہتا ہوں تم ان سے روزہ افطار کرو۔'' استاد صاحب نے کہا: ''اے شقیق! تمہارا دل یہ کہہ رہا ہے کہ تم رات تک زندہ رہو گے، اب میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گا۔'' آپ فرماتے ہیں کہ استاد صاحب نے یہ کہہ کر دروازہ بند کر لیا اور اندر چلے گئے۔

Go To Index

نصیحت آموز خطبہ:

(13)...ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے اپنے خطبے میں فرمایا: ہر سفر کے لئے زادِ راہ ضروری ہے لہٰذا دنیا سے آخرت کی طرف سفر کے لئے تقوٰی کو زادِ راہ بناؤ اور اس شخص کی طرح ہو جاؤ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے تیار کئے ہوئے ثواب وعذاب کو دیکھ چکا ہو کہ ثواب میں رغبت رکھو اور عذاب سے ڈرو، ہر گز لمبی امیدیں نہ باندھو کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم شیطان کے فرمانبردار بن جاؤ گے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جسے یہ معلوم نہ ہو کہ صبح کے بعد شام یا شام کے بعد صبح کرے گا یا نہیں تو وہ لمبی امیدوں میں مبتلا نہیں ہو سکتا کیونکہ کبھی تو موت ان دونوں وقتوں کے درمیان ہی آجاتی ہے، میں اور تم کئی لوگوں کو دیکھ چکے ہیں کہ دنیا کے دھوکے میں مبتلا ہیں، یاد رکھو کہ آنکھیں اسی کی ٹھنڈی ہوں گی جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے بچ جانے پر یقین ہو چکا ہو گا اور وہی خوش رہے گا جو قیامت کے دن کی ہولناکی سے محفوظ رہے گا، وہ شخص کس طرح خوش ہو سکتا ہے جو ایک زخم کا علاج نہ کر سکا تھا کہ دوسرا الگ گیا؟ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تمہیں اس کا حکم دوں جس سے اپنے آپ کو نہ روک سکوں کہ یوں میرا سودا خسارے والا اور اس کا عیب ظاہر ہو جائے گا اور پھر میری محتاجی اس دن نمایاں ہو گی جس دن مالداری اور محتاجی دونوں ظاہر ہوں گے اور میزان رکھ دیئے جائیں گے، تم لوگ ایسے معاملات میں پھنس چکے ہو کہ اگر انہیں ستاروں کے جُھرمٹ میں رکھا جاتا تو وہ بکھر جاتے اور اگر پہاڑوں کے سامنے پیش کیا جاتا تو وہ پگھل جاتے اور اگر زمین پر پھیلایا جاتا تو وہ پھٹ جاتی، کیا تم نہیں جانتے کہ جنت اور دوزخ کے علاوہ کوئی تیسری جگہ نہیں ہے اور تم ان میں سے کسی ایک کی جانب جاؤ گے۔

(14)...ایک نیک مرد نے اپنے بھائی کو یوں مکتوب لکھا: بے شک دنیا ایک خواب ہے اور آخرت بیداری جبکہ موت ان دونوں کے درمیان ہے اور ہم پریشان کُن خواب کی حالت میں ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں سلامت رکھے۔

اعلان سے پہلے ہی تیاری کرلو:

(15)...کسی نیک شخص نے اپنے بھائی کو مکتوب لکھا: دنیا کا غم بہت زیادہ ہے جبکہ موت انسان کے بہت قریب

Go To Index

ہے اور ہر روز اس فاصلے میں کچھ نہ کچھ کمی ہو رہی ہے اور انسانی جسم میں مصیبتیں آہستہ چال سے داخل ہو رہی ہیں لہٰذا روانگی کے اعلان سے پہلے ہی سفر کی تیاری میں جلدی کر لو، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں سلامت رکھے۔

(16)... حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جب تک حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے سہو واقع نہ ہوا تھا تب تک امید آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی پیٹھ پیچھے اور موت آنکھوں کے سامنے تھی اور جب سہو واقع ہوا تو امید سامنے اور موت پیچھے کر دی گئی۔

صحت دھوکے میں مبتلا نہ کرے:

(17)... حضرت سیِّدُنا عبید اللہ بن شُمَیط عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْحَفِیْظ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب کو یہ کہتے ہوئے سنا: اے لمبی صحت سے دھوکا کھانے والو! کیا تم نے کسی کو بیماری کے بغیر مرتے نہیں دیکھا؟ اے لمبی مہلت ملنے سے دھوکا کھانے والو! کیا تم نے بغیر مہلت کے کسی کو گرفتار ہوتے نہیں دیکھا؟ اگر تم اپنی لمبی عمر کے بارے میں سوچو گے تو پچھلی لذتیں بھول جاؤ گے، تمہیں صحت نے دھوکے میں ڈالا ہے یا لمبا عرصہ عافیت سے گزرنے پر اِتْراتے ہو یا موت سے بے خوف ہو چکے ہو یا پھر موت کے فرشتے پر دلیر ہو چکے ہو؟ جب موت کا فرشتہ آئے گا تو اسے تمہارا ڈھیر سارا مال روک سکے گا نہ لوگوں کی کثرت روک سکے گی، کیا تم نہیں جانتے کہ موت کا وقت انتہائی تکلیف دہ، سخت اور نافرمانیوں پر نادم ہونے کا ہے، پھر فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس بندے پر رَحم فرمائے جو موت کے بعد کام آنے والے اعمال کرے اور اس پر بھی رَحم فرمائے جو موت آنے سے پہلے ہی اپنا مُحاسَبہ کر لے۔

اجنبی ناصح:

(18)... حضرت سیِّدُنا ابوزکریا تَیْمِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی سے منقول ہے کہ اُموی خلیفہ سلیمان بن عبد الملک مسجد حرام میں بیٹھا تھا کہ اس کے پاس ایک پتھر لایا گیا جس پر کچھ تحریر تھا لہٰذا کسی پڑھنے والے کو تلاش کیا گیا تو حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تشریف لائے، اس پر کچھ یوں لکھا تھا: اے ابن آدم! اگر تو زندگی سے قریب چیز موت کو دیکھ لے تو ضرور لمبی امیدوں سے کنارہ کرے گا اور اپنے عمل کو بڑھائے گا

Go To Index

نیز تیری حرص اور کوششیں کم ہو جائیں گی اور اگر تیرے قدم پھسل گئے تو کل بروزِ قیامت تجھے ندامت ہو گی، تیرے گھر والے اور پڑوسی تجھے قبر کے حوالے کر دیں گے، والدین اور رشتہ دار دور ہو جائیں گے اولاد چھوڑ دے گی اور تو دنیا کی طرف لوٹ کر آسکے گا نہ نیکیوں میں اضافہ کر سکے گا، لہٰذا حسرت وندامت طاری ہونے سے پہلے ہی قیامت کے دن کے لئے تیاری کر لے۔ یہ سن کر سلیمان بن عبد الملک خوب رویا۔

دل دہلا دینے والا مکتوب:

(19)...ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مکتوب دیکھا جو کہ محمد بن یوسف کی جانب سے عبد الرحمٰن بن یوسف کے نام تھا، اس کا مضمون کچھ یوں تھا: تم پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی سلامتی ہو، میں تمہارے ساتھ مل کر **اللہ** معبودِ برحق کا شکر ادا کرتا ہوں، میں تمہیں اس بات کا خوف دلانا چاہتا ہوں کہ تم اپنے اس عارضی گھر سے کوچ کر کے ہمیشگی والے اور اعمال کی جزا والے گھر کی جانب چلے جاؤ گے جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ زمین پر کچھ عرصہ گزارنے کے بعد اس کا پیٹ تمہارا مسکن ہو گا پھر منکر و نکیر آئیں گے اور تمہیں بٹھا کر سخت انداز میں سوالات پوچھیں گے اگر رحمتِ الٰہی تمہارے ساتھ ہوئی تو کچھ پریشانی ہو گی نہ وحشت اور نہ ہی حاجت اور اگر معاملہ یوں نہ ہوا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہم دونوں کو اس بُری اور تنگ جگہ سے محفوظ فرمائے پھر حشر کا شور اٹھے گا اور صُور پھونکا جائے گا پھر مخلوق کے معاملات فیصلے کے لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے، زمین و آسمان کو مخلوق سے خالی کر دیا جائے گا کہ کوئی چیز ڈھکی چھپی نہ رہے گی نیز آگ بھڑکائی جائے گی اور میزان قائم کئے جائیں گے پھر انبیا اور شہدا کی تشریف آوری ہو گی، ہر فیصلہ بالکل دُرُست ہو گا کہ ہر طرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا ہو رہی ہو گی، نہ جانے کتنے افراد رُسوا ہوں گے تو کتنوں کی پردہ پوشی ہو گی، کتنے ہلاک اور عذاب میں گرفتار ہوں گے تو کتنے نجات یافتہ اور رَحمت کے سائے تلے ہوں گے، کاش! میں یہ بات جان سکتا کہ اس دن ہم دونوں کے ساتھ کیا فیصلہ ہو گا؟ یہی فکر لذتوں کو ختم کرتی، خواہشات کو روکتی، امیدوں کو کم کرتی، سونے والوں کو بیدار کرتی اور غفلت میں پڑے لوگوں کو ڈراتی ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آزمائشوں سے بھرپور اس راستے پر ہم دونوں کی مدد فرمائے اور ہمارے دلوں میں دنیا و آخرت کی اتنی ہی اہمیت ڈال دے جتنی متقی لوگوں کے دلوں میں ڈالی ہے کیونکہ ہمارا آپس کا تعلق اس کی رضا کے لئے ہے اور وہی ہمارا مالک و مختار ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں سلامت رکھے۔

Go To Index

سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا آخری خطبہ:

(20)... حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: لوگو! تمہیں نہ بے کار پیدا کیا گیا ہے نہ آزاد چھوڑا گیا ہے، تمہارے لئے وعدے کا دن مقرر ہے جس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہارے درمیان فیصلے کے لئے تمہیں جمع کرے گا اور وہی شخص نامراد اور بدبخت ہو گا جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنی رحمت سے نکال دے گا حالانکہ اس کی رحمت ہر چیز سے بڑی ہے اور اپنی جنت سے بھی نکال دے گا جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے، کل بروزِ قیامت وہی شخص امن میں ہو گا جس نے دنیا میں خوفِ خدا رکھا اور تقوٰی اختیار کیا، وہی شخص امن میں ہو گا جس نے دنیا کے بدلے آخرت کو خریدا اور فانی کے بدلے باقی کو اختیار کیا نیز بدبختی کے بدلے سعادت مندی پسند کی، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم ہلاک ہونے والوں کی پیٹھوں میں تھے اور عنقریب تمہارے بعد دیگر لوگ تمہارے نائب ہوں گے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہر صبح وشام کوئی نہ کوئی اپنے مالکِ حقیقی سے جاملتا ہے کہ اس کا وقت پورا اور امیدیں ختم ہو جاتی ہیں اور پھر تم لوگ ہی اسے تکیے اور بچھونے کے بغیر قبر کے ہولناک گڑھے میں یوں پہنچا دیتے ہو کہ کوئی سبب باقی ہوتا ہے نہ دوست احباب بلکہ حساب وکتاب سامنے ہوتا ہے؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگرچہ میں وعظ ونصیحت کر رہا ہوں لیکن تم میں سے کسی کو اپنے سے بڑا گناہ گار نہیں سمجھتا، البتہ قدرت کا طریقہ کار یہی ہے کہ اس نے ہمیں فرمانبرداری کا حکم دیا ہے اور گناہ کرنے سے روکا ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میرے گناہوں کو معاف فرمائے۔

یہ فرما کر اپنی آستین چہرے پر رکھی اور اتنا روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تَر ہو گئی، یہ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا آخری خطبہ تھا جس کے بعد آپ خالقِ حقیقی سے جاملے۔

30 سال موت کے انتظار میں:

(21)... حضرت سیِّدُنا قَعقاع بن حکیم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن فرماتے ہیں: میں موت کے لئے 30 سال سے تیاری کر رہا ہوں اگر وہ آجائے تو اتنی تاخیر بھی برداشت نہیں کروں گا جتنی تاخیر کوئی چیز آگے پیچھے کرنے میں ہوتی ہے۔

(22)... حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے کوفہ کی مسجد میں ایک بزرگ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں اس مسجد میں موت کا 30 سال سے انتظار کر رہا ہوں جب وہ میرے پاس آئے گی تو

Go To Index

میں اس سے کسی بات کی التجا کروں گا نہ ہی کسی بات سے روکوں گا کیونکہ مجھ پر کسی کا کوئی حق باقی ہے نہ کسی پر میرا کچھ حق باقی ہے۔

(23)... حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن ثَعْلَبَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: حیرت ہے کہ تم ہنستے ہو جبکہ تمہارا کفن دھوبی کے پاس سے آچکا ہوتا ہے۔

سیِّدُنا داوٗد طائی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی نصیحت:

(24)... حضرت سیِّدُنا ابو محمد بن علی زاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد کہتے ہیں: ہم کوفہ میں ایک جنازے میں شریک ہوئے اس میں حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھی شریک تھے، جب لوگ میت کو دفنانے لگے تو آپ ایک جانب بیٹھ گئے، میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس آیا اور قریب بیٹھا تو آپ نے فرمایا: جو وعدۂ عذاب کا خوف رکھتا ہے دور کی چیز بھی اس کے قریب آجاتی ہے اور جس کی امیدیں زیادہ ہوں اس کا عمل کم ہو جاتا ہے اور ہر آنے والی چیز (یعنی موت) قریب ہی ہے، اے میرے بھائی! یاد رکھو کہ جو چیز تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل کرے وہ تمہارے لئے منحوس ہے، یہ بھی جان لو! دنیا والے قبر والوں کی طرح ہیں کہ جو ہاتھ سے نکل جاتا ہے اس پر افسوس کرتے ہیں اور جو کچھ آگے کے لئے جمع کر کے رکھتے ہیں اس پر خوش ہوتے ہیں البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ جس چیز پر قبر والے افسوس کرتے ہیں دنیا والے اس کی خاطر مقابلہ اور قتل وغارت گری کرتے ہیں اور عدالت میں اس کے لئے مقدمہ لڑتے ہیں۔

(25)... حضرت سیِّدُنا محمد بن ابو توبہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا معروف کرخی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے نماز کے لئے اِقامت کہی اور مجھ سے فرمایا: "آگے بڑھ کر نماز پڑھاؤ۔" میں نے عرض کی: "یہ ایک ہی نماز پڑھاؤں گا اس کے علاوہ کوئی نماز نہیں پڑھاؤں گا۔" یہ سن کر انہوں نے فرمایا: "تم اپنے دل میں دوسری نماز کے بارے میں سوچ رہے ہو، **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ ہمیں لمبی امیدوں سے بچائے کہ یہی نیک اعمال میں رکاوٹ بنتی ہیں۔"

دنیا سے روانہ ہونا مقدَّر فرما دیا گیا:

(26)... ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: دنیا

Go To Index

ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کا فنا ہونا لکھ دیا ہے اور اس کے مکینوں کا یہاں سے روانہ ہونا مقدّر فرما دیا ہے، کئی مضبوط آبادیاں کچھ ہی عرصہ میں ویران ہو جاتی ہیں، کئی قابلِ رشک رہائشی چند ہی دنوں بعد یہاں سے کُوچ کر جاتے ہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رَحم کرے! اپنے پاس موجود بہترین مال کے ذریعے دنیا سے رختِ سفر باندھو اور زادِ راہ اکٹھا کر لو بے شک بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے، دنیا ایک ایسے سائے کی طرح ہے جو مسلسل پیچھے ہَٹ رہا ہو جبکہ انسان اسے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک سمجھتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگتا ہے کہ اچانک تقدیرِ الٰہی سے موت کا پروانہ جاری ہوتا ہے اور موت سامنے آکر کھڑی ہو جاتی ہے اور یوں اس کا عیش و عشرت اور سازوسامان چھین کر اس کے ورثا کے سپرد کر دیا جاتا ہے، یاد رکھو! دنیا اتنی خوشی نہیں دیتی جتنا نقصان پہنچا دیتی ہے، بے شک وہ خوشی کم اور غم زیادہ دیتی ہے۔

کہاں ہیں روشن چمکدار چہرے!

(27)... منقول ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے خطبہ میں یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے: کہاں ہیں روشن چمکدار چہروں والے جو اپنی جوانیوں پر فخر کرتے تھے! کہاں ہیں وہ بادشاہ جنہوں نے شہر بنائے اور دیواروں کے ذریعے ان کو مضبوط و محفوظ کیا! کہاں ہیں وہ سپہ سالار جو میدان جنگ میں کامیابیاں سمیٹا کرتے تھے! وقت انہیں زمین بوس کر چکا ہے کہ اب قبر کے تنگ و تاریک گڑھے میں جا پڑے ہیں، جلدی کرو جلدی کرو پھر نجات ہے پھر نجات ہے۔

دوسری فصل: لمبی امیدوں کے اسباب اور بچنے کا طریقہ

جان لیجئے! لمبی امید باندھنے کے دو سبب ہیں، ایک **دنیا کی محبت** اور دوسرا **جہالت**۔

پہلا سبب: دنیا کی محبت

جب بندہ دنیا سے اس قدر مانوس ہو جائے کہ دنیاوی خواہشات، لذتوں اور معاملات کا جدا ہونا اس کے دل پر ناگوار گزرے تو اس کا دل اس موت کے بارے میں غور و فکر سے رُک جاتا ہے جو دنیاوی خواہشات و لذتوں سے جدائی کا سبب ہے۔ اصول یہ ہے کہ جو چیز انسان کو ناپسند ہوتی ہے اسے اپنے سے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے جبکہ یہی انسان بے کار قسم کی آرزوؤں میں مصروف نظر آتا ہے اور چاہتا ہے کہ خواہشات

Go To Index

کے مطابق ہر کام ہو جائے لہٰذا دنیا میں باقی رہنا ہی اس کی اصل چاہت ہوتی ہے اور اسی وجہ سے مسلسل انہی خیالات میں گھرا رہتا ہے اور اپنے جی میں گھر بار، بیوی بچے، دوست احباب، مال و دولت اور دیگر تمام اسباب کو ضروری سمجھتا ہے اور پھر اسی سوچ پر اس کا دل جَم جاتا ہے اور یوں موت کو بھول جاتا ہے۔

موت کو یاد نہ کرنے کے بہانے:

اگر بندے کے دل میں کبھی موت کا خیال آ بھی جائے اور اس کی تیاری کی ضرورت محسوس کرے تو ٹال مٹول سے کام لیتا ہے اور دل میں وعدہ کرتے ہوئے کہتا ہے: ابھی تو کافی دن پڑے ہیں جب بڑا ہو جاؤں گا توبہ کرلوں گا اور جب بڑا ہو جاتا ہے تو کہتا ہے: بوڑھا ہونے پر توبہ کرلوں گا اور جب بوڑھا ہو جاتا ہے تو کہتا ہے: اس گھر کی تعمیر سے فارغ ہو جاؤں یا فلاں زمین کا کچھ حصہ کاشت کرلوں یا سفر سے لوٹ آؤں یا اولاد کی تربیت سے یا شادی بیاہ سے فارغ ہو جاؤں یا ان کی رہائش کا کوئی مناسب انتظام کرلوں یا گالیاں دینے والے فلاں دشمن کو زیر کرلوں تو پھر توبہ کرلوں گا، یوں مسلسل ٹال مٹول کرتا رہتا ہے اور ایک کام سے فارغ نہیں ہوتا کہ دوسرے دس کام سر پر آ کھڑے ہوتے ہیں، دن یونہی گزرتے رہتے ہیں اور مصروفیت بڑھتی رہتی ہے کہ موت اچانک آ دبوچتی ہے اور پھر نہ ختم ہونے والی حسرتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ توبہ میں تاخیر کرنے والے اکثر جہنمی چیخ و پکار کرتے ہوئے یہی کہیں گے: آہ! تاخیر کرنے پر افسوس ہے۔ حالانکہ توبہ میں تاخیر کرنے والے اس بے چارے کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ آج جس بات کی وجہ سے توبہ میں تاخیر کر رہا ہے کل بھی وہ وجہ پائی جائے گی بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ مزید مضبوط ہو جائے گی اور یہ بے چارہ تصور جمائے بیٹھا ہے کہ دنیا میں مگن رہنے والا اور اس کی حفاظت کرنے والا کبھی نہ کبھی فارغ ہو جاتا ہے۔ ہائے افسوس! اس سے وہی فارغ ہو سکتا ہے جو اس کی محبت کو دل سے نکال پھینکے۔

فَمَاقَضٰی اَحَدٌ مِّنْهَا لُبَانَتَهٗ　　　　وَمَاانْتَهٰی اَرَبٌ اِلَّا اِلٰی اَرَبٍ

ترجمہ: کوئی بھی شخص دنیاوی خواہشات جی بھر کر پوری نہ کر سکا کیونکہ ایک ضرورت پوری نہیں ہوتی کہ دوسری آ جاتی ہے۔

ان تمام خواہشات کی بنیاد دنیا کی محبت اور اس میں دل لگانا ہے نیز آقائے دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Go To Index

کے اس فرمان پر غور نہ کرنا ہے: "تونے جس سے محبت کرنی ہے کَر مگر اس سے جدا ضرور ہونا پڑے گا۔"[312]

دوسرا سبب: جہالت

جہالت یا تو یوں پائی جاتی ہے کہ انسان اپنی جوانی پر بھروسا کرکے یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ جوانی میں موت نہیں آئے گی اور بے چارہ اس بات پر غور نہیں کرپاتا کہ شہر بھر کے بوڑھوں کو شمار کیا جائے تو ان کی تعداد مَردوں کے دسویں حصہ کو بھی نہ پہنچے گی اور تعداد کم ہونے کی وجہ یہی ہے کہ زیادہ تر لوگ جوانی میں ہی مَر جاتے ہیں کہ ایک بوڑھا مرتا ہے تو ہزار بچے اور جوان مر رہے ہوتے ہیں یا جہالت یوں پائی جاتی ہے کہ صحت مند رہنے کی وجہ سے موت نہیں آئے گی اور اچانک موت آنے کو ایک آدھ واقعہ شمار کرتا ہے اور یہی اس کی جہالت ہے کہ یہ ایک آدھ واقعہ نہیں ہے اور اگر ایک آدھ واقعہ شمار کر بھی لیا جائے تو بیماری کا اچانک ظاہر ہو جانا کچھ مشکل نہیں کیونکہ ہر بیماری اچانک آسکتی ہے اور جب انسان اچانک بیمار ہو سکتا ہے تو اچانک موت کا آنا ذرا بھی مشکل نہیں۔

موت کا وقت:

اگر غافل شخص غور و فکر کرے تو یہ بات جان لے گا کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے چاہے جوانی ہو یا بڑھاپا، گرمی ہو یا سردی، خزاں ہو یا بہار، دن ہو یا رات۔ اس غور و فکر سے اس میں احساس پیدا ہو گا اور موت کی تیاری میں مشغول ہو جائے گا لیکن دنیا کی محبت اور جہالت دونوں ہی اس غافل شخص کو لمبی امیدوں کی جانب بلاتے ہیں اور یوں موت کو قریب جاننے سے غافل کر دیتے ہیں اگرچہ ہمیشہ اس کی یہی سوچ ہوتی ہے کہ موت ہر وقت سامنے ہے مگر یہ نہیں سوچتا کہ موت مجھے کہیں بھی اور کسی بھی وقت آجائے گی، یونہی یہ سوچ بھی رکھتا ہے کہ جنازے کے ساتھ ساتھ چلے گا مگر یہ نہیں سوچتا کہ میرے جنازے کے ساتھ بھی کوئی چلے گا اور وجہ یہی ہے کہ بار بار جنازوں میں شرکت کرکے مانوس ہو چکا ہے حالانکہ یہ دوسروں کے جنازے ہیں نہ کہ اس کا اپنا جنازہ کہ جس سے یہ مانوس ہوا ہو اور مانوس ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ ابھی اس کا اپنا جنازہ تیار ہی نہیں ہوا اور جب تیار ہو گا تو مانوس ہونے کا موقع نہ ملے گا کیونکہ یہی جنازہ پہلا اور آخری ہو گا۔

312...المستدرك، كتاب الرقاق، باب شرف المؤمن قيام الليل، ۵ / ۴۶۳، حديث: ۷۹۹۱

Go To Index

غفلت سے بچنے کا طریقہ:

اپنا ذہن یوں بنائے کہ دوسرے جس طرح مَرتے ہیں میں بھی مَروں گا، میرا جنازہ بھی اٹھایا جائے گا اور قبر میں ڈال دیا جائے گا شاید میری قبر کو ڈھانپنے والی سِلیں تیار ہو چکی ہوں گی حالانکہ مجھے ان کا کچھ علم نہیں۔ اگر اس غفلت سے چھٹکارا حاصل نہ کیا تو ٹال مٹول ہی کرتا رہے گا جو کہ سَراسَر جہالت ہے۔

مذکورہ گفتگو سے معلوم ہوا کہ لمبی امیدیں باندھنے کا سبب جہالت اور دنیا کی محبت ہے لہٰذا ان سے بچنے کا طریقہ درج ذیل ہے۔

جہالت سے بچنے کا طریقہ:

دل کو حاضر رکھ کر مثبت انداز میں سوچ بچار کرے نیز پاکیزہ دل کے ساتھ قرآن وحدیث اور بزرگوں کے اقوال سنے۔

دنیا کی محبت سے بچنے کا طریقہ:

دل سے دنیا کی محبت نکالنا بہت مشکل ہے، یہ ایسی پیچیدہ بیماری ہے جس کے علاج نے اگلے پچھلوں کو تھکا دیا ہے، اس کا بس یہی علاج ہے کہ قیامت کے دن اور اس میں پہنچنے والے سخت عذاب اور ملنے والے بہت بڑے ثواب پر ایمان لائے اور جب اس پر یقینِ کامل ہو جائے گا تو دل سے دنیا کی محبت نکل جائے گی کیونکہ عمدہ چیز کی محبت دل سے گھٹیا چیز کی محبت نکال دیتی ہے اور جب بندہ دنیا کو حقارت اور آخرت کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھے گا تو دنیا کی جانب توجہ کرنے میں ناگواری محسوس کرے گا اگرچہ مشرق ومغرب کی بادشاہت ہی اسے کیوں نہ دے دی جائے اور ناگواری کیوں محسوس نہ کرے گا کہ اس کے پاس تھوڑی سی مقدار ہے اور وہ بھی بدنما اور بدمزہ، نیز کس طرح دنیا پر خوش ہو گا یا اس کے دل میں دنیا کی محبت جڑ بنا سکے گی جبکہ اس کے دل میں تو آخرت پر ایمان پختہ ہو چکا ہے۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہیں کہ دنیا کو ہماری نظروں میں اتنی ہی وقعت دے جتنی اس نے اپنے نیک بندوں کی نظروں میں دی۔

(صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب   صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد)

Go To Index

موت کی یاد دل میں بسانا:

موت کی یاد دل میں بَسانے کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ مَر جانے والوں کے چہروں اور صورتوں کو یاد کرے کہ انہیں موت ایسے وقت میں آئی تھی جس کا خیال بھی نہ گزرا تھا اور جو موت کی تیاری کر کے بیٹھا تھا اسی نے بڑی کامیابی پائی جبکہ لمبی امید کے دھوکے میں مبتلا شخص نے بہت بڑا نقصان اٹھایا۔

لمبی امید سے بچنے کا طریقہ:

انسان ہر گھڑی اپنے جسم کے متعلق یوں غور وفکر کرے کہ کس طرح کیڑے میرے جسم کو کھائیں گے، کس طرح میری ہڈیاں بکھر جائیں گی نیز یوں سوچ بچار کرے کہ کیڑے پہلے دائیں آنکھ کی پتلی کھائیں گے یا بائیں آنکھ کی پتلی، آہ! میرا جسم کیڑوں کی خوراک بن چکا ہو گا مجھے صرف وہی علم اور عمل فائدہ دے گا جو خالص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے کیا ہو گا، یونہی عنقریب عذابِ قبر، منکر نکیر کے سوالات، حشر ونشر، قیامت کی ہولناکیوں اور حساب کے وقت پکارے جانے کی مشکلات میں گھر جاؤں گا۔ اسی طرح کی سوچیں دل میں موت کی یاد تازہ رکھیں گی اور اس کی تیاری میں مصروف رکھیں گی۔

تیسری فصل: لمبی اور چھوٹی امیدوں کے اعتبار سے لوگوں کے مختلف طبقات

جان لیجئے! اس معاملے میں لوگوں کے طبقات مختلف ہیں۔

پہلا طبقہ:

وہ طبقہ جو ہمیشہ زندہ رہنا چاہتا ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ (پ۱، البقرۃ:۹۶)

ترجمۂ کنزالایمان: (مشرکوں سے) ایک کو تمنا ہے کہ کہیں ہزار برس جیے۔

دوسرا طبقہ:

وہ طبقہ جو بڑھاپے تک زندہ رہنا چاہتا ہے یعنی عمر کے اس آخری حصے تک زندہ رہنا چاہتا ہے جہاں

Go To Index

دوسروں کو دیکھ چکا ہوتا ہے۔ یہ طبقہ دنیا کی شدید ترین محبت میں مبتلا ہوتا ہے۔ چنانچہ سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "بوڑھا دنیا کی محبت میں جوان رہتا ہے اگرچہ بڑھاپے کی وجہ سے ہنسلی کی ہڈی ٹیڑھی ہو جائے سوائے ان کے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈریں اور ایسے بوڑھے بہت کم ہوتے ہیں۔"(313)

تیسرا طبقہ:

وہ طبقہ جو صرف ایک سال تک زندہ رہنے کی امید باندھتا ہے نہ اس سے آگے کی فکر کرتا ہے نہ آئندہ سال جینے کی آس لگاتا ہے البتہ موسم گرما میں سردیوں اور موسم سَرما میں گرمیوں کی تیاری میں مصروف رہتا ہے اور اگر سال بھر کا مال جمع ہو جائے تو عبادت میں مصروف ہو جاتا ہے۔

چوتھا طبقہ:

وہ طبقہ جو موسم گرما یا موسم سَرما تک زندگی کی امید لگائے رہتا ہے کہ موسم گرما میں سَرما کے کپڑے جمع کرتا ہے نہ موسم سَرما میں گرما کے کپڑے۔

پانچواں طبقہ:

وہ طبقہ جو ایک دن اور ایک رات تک زندہ رہنے کی امید رکھتا ہے اس کی امیدیں ایک دن تک کے لئے ہوتی ہیں اگلی صبح کے لئے کوئی کوشش نہیں ہوتی۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: "کل کے رزق کے لئے کوشش مت کرو کیونکہ موت آنے سے پہلے کل کا دن آیا تو اس کے ساتھ تمہارا رزق بھی آئے گا اور اگر موت کی وجہ سے کل کا دن ہی نہ آیا تو تمہاری کوشش دوسرے مَر جانے والوں کے لئے نہ ہو۔"

چھٹا طبقہ:

وہ طبقہ جو ایک گھنٹہ سے زیادہ زندہ رہنے کی امید نہ رکھتا ہو۔ چنانچہ رحمَتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "یَاعَبْدَاللّٰہِ اِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَکَ بِالْمَسَآءِ وَاِذَا اَمْسَیْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَکَ

313...نوادر الاصول للحکیم الترمذی، الاصل الخامس والخمسون، ۱ / ۲۳۳، حدیث: ۳۴۶، بتغیر

موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذم الدنیا، ۵ / ۱۴۷، حدیث: ۳۲۴، بتغیر

Go To Index

بِالصَّبَاحِ یعنی اے عبد اللہ! جب تم صبح کرو تو دل میں شام کا خیال نہ آئے اور جب شام کرو تو صبح کا خیال نہ آئے۔"[314]

ساتواں طبقہ:

وہ طبقہ جو کچھ دیر بھی زندہ رہنے کی امید نہ رکھتا ہو۔ چنانچہ پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پانی پر قادر ہونے کے باوجود بغیر کسی تاخیر کے تیمم کر لیا کرتے اور فرماتے: "میں پانی تک پہنچنے کی اُز خود امید نہیں رکھتا۔"[315]

آٹھواں طبقہ:

وہ طبقہ جو ہر پل اپنی آنکھوں کے سامنے موت کو دیکھتا ہے گویا یوں انتظار کرتا ہے کہ موت آچکی ہے اور اس میں وہی لوگ شامل ہیں جو ہر نماز کو اپنی آخری نماز سمجھتے ہیں۔ چنانچہ حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ان کی ایمانی کیفیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے عرض کی: "جب بھی کوئی قدم رکھتا ہوں تو یہی گمان ہوتا ہے کہ دوسرا اقدم نہیں رکھ سکوں گا۔"[316]

اسی طرح حضرت سیِّدُنا اسود عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الصَّمَد رات کو نماز پڑھتے اور پھر دائیں بائیں دیکھا کرتے، کسی نے پوچھا: "آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟" فرمایا: "میں موت کے فرشتے کو دیکھتا ہوں کہ وہ کس جانب سے آرہا ہے۔"

یہ زندہ رہنے والوں کے مختلف طبقات ہیں، ہر ایک طبقہ کا بارگاہِ الٰہی میں کوئی نہ کوئی مقام ضرور ہے جسے 30 دن زندہ رہنے کی امید ہو اس کا مقام 31 دن امید رکھنے والے کی طرح نہیں ہو سکتا کہ ان دونوں کے درمیان فرق ہے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کسی پر ذرّہ برابر ظلم نہیں فرماتا اور جو ذرّہ برابر بھی نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا۔

امید لمبی یا چھوٹی ہونے کی پہچان:

چھوٹی امید کی پہچان یوں ہوتی ہے کہ بندہ عمل کرنے میں جلدی کرے لہٰذا جو انسان یوں دعوٰی کرے کہ اس کی امید چھوٹی ہے تو اس کے اعمال کی جانب دیکھ کر اس کا جھوٹا ہونا ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ وہ بعض

314...سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی قصر الامل، ۴/ ۱۴۹، حدیث: ۲۳۴۰، ھذا قول ابن عمر

315...المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن العباس، ۱/ ۶۱۸، حدیث: ۲۶۱۴

316...کتاب الضعفاء للعقیلی، الرقم: ۸۶۶ عبد اللہ بن کیسان المروزی، ۲/ ۲۹۱

Go To Index

اوقات اتنے زیادہ اسباب جمع کرلیتا ہے کہ سال بھر تک دوبارہ ضرورت نہیں پڑتی، یہ لمبی امید نہیں تو کیا ہے ؟

امید چھوٹی کرنے کا طریقہ:

ہر پَل موت کو اپنے سامنے دیکھے، لمحہ بھر بھی اس سے غافل نہ ہو اور یوں تیار رہے کہ اِسی وقت موت آئے گی اور اگر شام تک زندہ رہ گیا تو فرمانبرداری میں دن گزرنے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرے اور خوش ہو کہ دن فضول نہیں گزرا بلکہ جو نیک عمل کرنا تھا وہ کیا اور آخرت کے لئے جمع کرلیا، یونہی صبح ہو جانے پر یہ عمل کرے اور پھر روزانہ یہی عمل کرتا رہے۔

یاد رہے! یہ عمل اس شخص کے لئے آسان ہو گا جس کے دل میں کَل اور کل ہونے والے کاموں کا خیال تک نہ آتا ہو۔ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو دنیا سے رخصت ہوا تو خوش بختی اور مراد کو پہنچا اور جب تک زندہ رہا اچھے انداز میں موت کی تیاری اور عبادت کی لذت میں خوش وخرم رہا۔ ایسے شخص کے لئے موت خوش نصیبی اور زندگی اس میں اضافے کا سبب ہے۔ اے کمزور وناتواں شخص! تم اپنے دل میں موت کی یاد بَسالو تاکیونکہ تمہیں سفرِ آخرت درپیش ہونے والا ہے کہیں تم خود سے غافل نہ رہ جانا کیونکہ اب راستہ طے ہو چکا اور منزل قریب آچکی ہے اور یہ آسانیاں تمہیں اسی وقت مل سکتی ہیں جب تم عمل کو اہمیت دیتے ہوئے جلدی کرو کیونکہ ہر سانس تمہارے لئے ایک نئی مہلت ہے۔

چوتھی فصل: عمل میں جلدی کرنا اور سُستی کی آفت سے بچنا

جان لیجئے! جس آدمی کے دو بھائی پَردیس میں ہوں ایک نے کَل کے دن آنا ہو جبکہ دوسرے نے مہینہ یا سال بعد تو لازمی سی بات ہے کہ یہ آدمی مہینہ یا سال بعد آنے والے بھائی کے بجائے کل آنے والے بھائی کے لئے تیاری کرے گا۔ معلوم ہوا کہ جو چیز جتنی جلدی آتی ہے اس کے لئے تیاری بھی اتنی جلدی کرنی پڑتی ہے لہٰذا جو شخص یہ سوچ کر بیٹھ جائے کہ موت ایک سال بعد آئے گی تو اس کا دل بھی سال بھر زندہ رہنے کی آس لگائے رکھے گا اور درمیانی مدت کو بھلا دے گا اور یوں ہر صبح سال پورا ہونے کا انتظار تو کرے گا مگر یہ نہیں سوچے گا کہ گزرا ہوا دن سال میں کمی کرچکا ہے اور یہی بات اسے نیک عمل میں جلدی نہ کرنے دے گی نیز یہی سوچ کر عمل میں ہمیشہ سستی کرتا رہے گا کہ سال پورا ہونے میں کئی دن باقی ہیں۔

Go To Index

نیک عمل میں جلدی کرنے کے متعلق 11 فرامین مصطفٰے:

(1)... دنیا تم میں سے ہر شخص کی انتظار گاہ ہے یہ انتظار یا تو مال داری کا ہے جو کہ نافرمان کر دیتی ہے یا محتاجی کا ہے جو کہ آخرت کو بھلا دیتی ہے یا بیماری کا ہے جو کہ کمزور بنا دیتی ہے یا بڑھاپے کا ہے جو کہ عقل کو لے جاتا ہے یا موت کا ہے جو کہ جلد آنے والی ہے یا دجّال کا ہے جو غائب شر ہے اور اس کا انتظار کیا جاتا ہے یا قیامت کا انتظار ہے جو کہ سخت کٹھن اور اٹل ہے۔[317]

(2)... حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا بیان کرتے ہیں کہ مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ یعنی پانچ کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو، جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، تندرستی کو بیماری سے پہلے، مال داری کو محتاجی سے پہلے، فرصت کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔[318]

دو نعمتیں اور لوگ دھوکے میں:

(3)... نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ یعنی صحت اور فراغت دو ایسی نعمتیں ہیں جن سے اکثر لوگ دھوکا کھاجاتے ہیں۔[319]

یعنی پہلے فائدہ نہیں اٹھاتے اور پھر جب یہ دونوں چلی جاتی ہیں تو ان کی اہمیت سمجھ آتی ہے۔

(4)... جسے ڈر ہوتا ہے وہ رات میں ہی سفر شروع کر دیتا ہے اور جو رات کو سفر کرتا ہے وہ منزل پر پہنچ جاتا ہے، سنو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کا سامان نہایت قیمتی ہے، سنو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کا سامان جنت ہے۔[320]

317... سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی المبادرۃ بالعمل، ۴ / ۱۳۷، حدیث: ۲۳۱۳، بتغیر

الزھد لابن المبارک، باب التحضیض علی طاعۃ اللہ، ص ۳، حدیث: ۷

318... الزھد لابن المبارک، باب التحضیض علی طاعۃ اللہ، ص ۲، حدیث: ۲، عن عمرو بن میمون

المستدرک، کتاب الرقاق، باب نعمتان مغبون فیھما کثیر من الناس الصحۃ والفراغ، ۵ / ۴۳۵، حدیث: ۷۹۱۶

319... بخاری، کتاب الرقاق، باب ما جاء فی الرقاق... الخ، ۴ / ۲۲۲، حدیث: ۶۴۱۲

320... سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب رقم ۱۸، ۴ / ۲۰۴، حدیث: ۲۴۵۸

Go To Index

(5)...پہلا صور اور اس کے بعد دوسرا صور اس طرح پھونکا جائے گا کہ موت اپنی تمام تر سختیوں کے ساتھ آچکی ہو گی۔[321]

(6)...مہربان و شفیق آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں غفلت یا سُستی کی علامت دیکھتے تو بلند آواز سے ارشاد فرماتے: تمہیں قائم و دائم رہنے والی موت ضرور آکر رہے گی چاہے بد بختی کے ساتھ ہو یا خوش بختی کے ساتھ۔[322]

(7)...اَنَاالنَّذِیْرُوَالْمَوْتُ الْمُغِیْرُوَالسَّاعَۃُ الْمَوْعِدُ یعنی میں ڈرانے والا ہوں اور موت حملہ کرنے والی ہے جبکہ قیامت وعدے کی جگہ ہے۔[323]

دنیا کی مثال:

(8)...حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ حضور نبیّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باہر تشریف لائے تو سورج کھجور کے پتوں کے کناروں پر چمک رہا تھا، ارشاد فرمایا: "دنیا کا اتنا ہی وقت باقی رہ گیا ہے جتنا آج کے گزرے ہوئے دن کا وقت باقی ہے۔"[324]

(9)...دنیا کی مثال اس کپڑے کی طرح ہے جو شروع سے آخر تک پھٹ چکا ہو اور اب آخری تاگے کے ذریعے لٹک رہا ہو اور عنقریب یہ تاگا بھی ٹوٹ جائے گا۔[325]

(10)...حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب خطبہ میں قیامت کا ذکر فرماتے تو آپ کی آواز مبارک بلند ہو جاتی اور چہرۂ اقدس سرخ ہو جاتا گویا کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں اور یوں فرماتے: "میں نے تمہارے پاس کئی شام و صبح گزاری ہیں، مجھے

321...سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب رقم ۲۳، ۴/ ۲۰۷، حدیث: ۲۴۶۵

322...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب قصر الامل، ۳/ ۳۳۰، حدیث: ۱۱۷

323...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب قصر الامل، ۳/ ۳۳۱، حدیث: ۱۱۸

324...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب قصر الامل، ۳/ ۳۳۱، حدیث: ۱۲۰

325...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب قصر الامل، ۳/ ۳۳۲، حدیث: ۱۲۲

Go To Index

اور قیامت کو ایسے بھیجا گیا ہے۔" یہ فرماتے ہوئے آپ اپنی دونوں انگلیوں کو ساتھ ملا دیتے۔[326]

سینہ روشن ہونے کی تین علامات:

(11)...حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِۚ (پ۸،الانعام:۱۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جسے **اللہ** راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔

پھر ارشاد فرمایا: "جب نور سینے میں داخل ہوتا ہے تو وہ کُھل جاتا ہے۔" کسی نے عرض کی: "یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا کوئی ایسی نشانی بھی ہے جس کے ذریعے اس کی پہچان ہو جائے؟" ارشاد فرمایا: "ہاں! دھوکے کے گھر سے علیحدہ رہنا، ہمیشگی کے گھر کی جانب توجہ رکھنا اور موت آنے سے پہلے ہی اس کی تیاری کر لینا۔"[327]

لمبی اور چھوٹی امیدوں کے بارے میں 14 مختلف اقوال:

(1)...حضرت سیِّدُنا سُدّی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی:

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًاؕ (پ۲۹،الملک:۲)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔

پھر اس کی تفسیر یوں فرمائی: تمہاری آزمائش اس طرح کی جارہی ہے کہ تم میں سے کون کون موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور اس کی کتنی اچھی تیاری کرتا ہے نیز اس سے کس قدر خوف اور ڈر رکھتا ہے۔

(2)...حضرت سیِّدُنا حذیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ روزانہ صبح وشام ایک منادی ندا کرتا ہے: اے لوگو! سفر کرو، سفر کرو۔ یقیناً یہ قول موت کے سفر کے بارے میں ہے جس کی تائید اس آیتِ مُبارَکہ سے ہو رہی ہے:

326...مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة والخطبة، ص۴۳۰، حدیث:۸۶۷

327...موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب قصر الامل، ۳/ ۳۳۳، حدیث:۱۳۱

Go To Index

اِنَّهَا لَاِحۡدَى الۡكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيۡرًا لِّلۡبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّتَقَدَّمَ اَوۡ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ (پ۲۹، المدّثر:۳۵تا۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک دوزخ بہت بڑی چیزوں میں کی ایک ہے آدمیوں کو ڈراؤ اُسے جو میں چاہے کہ آگے آئے یا پیچھے رہے۔

(3)... حضرت سیِّدُنا سُحَیم رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ جو کہ بنو تمیم کے آزاد کردہ غلام تھے، فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا عامر بن عبداللہ رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کے پاس تھا اور وہ نماز پڑھ رہے تھے، آپ مختصر نماز پڑھ کر میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: مجھے جلدی ہے فوراً اپنی ضرورت بیان کرو۔ میں نے پوچھا: کس چیز کی جلدی ہے؟ فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رَحم فرمائے مجھے جلدی ہے کہ کہیں مَلَکُ الۡمَوت عَلَیۡہِ السَّلَام نہ آجائیں۔ پھر میں وہاں سے اُٹھ گیا اور وہ دوبارہ نماز پڑھنے لگے۔

(4)... حضرت سیِّدُنا داؤد طائی رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ ایک جگہ سے گزر رہے تھے کہ کسی نے کوئی بات پوچھ لی، آپ نے فرمایا: مجھے مَت روکو! مجھے جلدی ہے کہ کہیں جان نہ نکل جائے۔

(5)... امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ فرماتے ہیں: آخرت کے نیک کاموں کے علاوہ ہر کام میں تاخیر کرنا بہتر ہے۔

60 مرتبہ ایک ہی جملے کی تکرار:

(6)... حضرت سیِّدُنا مُنۡذِر رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡغَفَّار کو دیکھا کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے یوں کہہ رہے تھے: "اے نفس! تیرا بُرا ہو، تو موت آنے سے پہلے موت کی تیاری کر، اے نفس! تیرا بُرا ہو، تو موت آنے سے پہلے موت کی تیاری کر۔" حضرت سیِّدُنا مُنۡذِر رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کہتے ہیں کہ آپ نے یہ جملہ 60 مرتبہ دہرایا اور میں اس وقت ایسی جگہ پر تھا کہ جہاں وہ مجھے دیکھ نہیں سکتے تھے۔

(7)... حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡقَوِی اپنے بیان میں فرمایا کرتے تھے: جلدی کرو! جلدی کرو! تمہاری زندگی یہی سانسیں ہیں اگر رُک جائیں تو تمہارے اعمال کا سلسلہ بھی رُک جائے گا کہ جن سے تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا قرب حاصل کرتے ہو، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس شخص پر رَحم فرمائے جس نے اپنا محاسبہ کیا اور اپنے گناہوں پر

Go To Index

آنسو بہائے۔ پھر یہ آیتِ مُبارَکہ تلاوت کی:

اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا (۸۴) (پ۱۶،مریم:۸۴) ترجمۂ کنزالایمان: ہم توان کی گنتی پوری کرتے ہیں۔

یعنی سانسوں کی گنتی پوری کرتے ہیں اور اس گنتی کا آخری سانس وہ ہوگا جب تمہاری روح نکلے گی اور گھر والوں سے جدائی ہوگی اور پھر تم قبر میں داخل ہوجاؤ گے۔

جہنم پر کوئی سواری نہ ہوگی:

(8)...حضرت سیِّدُنا موسٰی اَشْعَرِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں سخت مجاہدے شروع کردیئے تھے، کسی نے عرض کی: "اگر مجاہدے چھوڑ دیں یا ان میں کچھ کمی کر کے اپنی جان پر رحم کریں تو کیسا ہے؟" فرمایا: "جب گھوڑوں کو دوڑ کے لئے میدان میں اُتارا جاتا ہے اور وہ کنارے کی جانب بڑھتے ہیں تو پوری طاقت صَرف کرتے ہیں جبکہ میرے پاس تو اس سے بھی کم وقت بچا ہے۔" پھر آپ مسلسل سخت مجاہدات کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہوگیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی زوجہ سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنے سفر کی تیاری پہلے ہی مکمل رکھو کہ جہنم پر کوئی سواری نہ ہوگی۔

سیِّدُنا علی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا خطبہ:

(9)...ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے منبر پر ارشاد فرمایا: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندو! جہاں تک ہوسکے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور ایسی قوم ہوجاؤ جسے چیخ سنائی گئی تو فوراً ہوشیار ہوگئی، یہ بات جان لو! دنیا تمہارا حقیقی گھر نہیں لہٰذا (آخرت سے) اس کا تبادلہ کرلو اور موت تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے لہٰذا اس کی تیاری کرلو اور رختِ سَفَر باندھ لو کیونکہ موت تمہارے پیچھے پڑی ہے اور جس انتہا کو ایک لمحہ کم کردے اور ایک ساعت ملیامیٹ کردے وہ بہت کم مدت ہونے ہی کے لائق ہے اور جس غائب کو دو نئے آنے والے یعنی دن اور رات لے کر آتے ہیں اس کی شان یہی ہے کہ وہ جلد لوٹ جائے اور خوش بختی یا بد بختی کی طرف بڑھنے والا ضرور اچھی تیاری کا مستحق ہے۔ پس اپنے ربّ کے ہاں وہی تقوٰی والا ہے جس نے اپنے نفس کو نصیحت کی، توبہ کو آگے بھیجا اور اپنی شہوت پر قابو رکھا چونکہ موت اس سے پوشیدہ ہے، امیدیں اسے دھوکے میں ڈال رہی ہیں، شیطان اس پر مسلّط ہے اور اسے توبہ کی امید دلاتا ہے تاکہ توبہ میں ٹال مٹول کرے، گناہوں

Go To Index

کو اس کی نظر میں سجا سنوار کر پیش کرتا ہے تاکہ ان میں مبتلا ہو جائے حتّٰی کہ جس موت سے یہ انتہائی غفلت میں پڑا ہے وہ اس پر حملہ کر دے، تمہارے جنت یا جہنم تک پہنچنے میں صرف موت رُکاوٹ ہے۔ افسوس ہے اس غافل پر جس کی زندگی اس کے خلاف حجت بن جائے اور جس کے ایّامِ زندگی اسے بد بختی کی جانب دھکیل دیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں کر دے جو کسی نعمت پر اِتراتے نہیں اور نہ ہی کوئی گناہ انہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں کوتاہی کرواتا ہے اور جنہیں موت کے بعد کوئی حسرت نہ چھوئے گی، بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی دعا کو قبول کرنے والا ہے اور ہمیشہ بھلائی اسی کے قبضہ میں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(10)... **فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ** (۱۴)

(پ۲۷، الحدید: ۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تم نے تو اپنی جانیں فتنہ میں ڈالیں اور مسلمانوں کی برائی تکتے اور شک رکھتے اور جھوٹی طمع نے تمہیں فریب دیا یہاں تک کہ **اللہ** کا حکم آ گیا اور تمہیں **اللہ** کے حکم پر اس بڑے فریبی نے مغرور رکھا۔

مذکورہ آیتِ مُبارَکہ کی تفسیر کچھ یوں ہے کہ خواہشات اور لذتوں میں مبتلا ہو کر تم نے اپنی جانوں کو فتنہ میں ڈالا اور توبہ میں ٹال مٹول اور شک کرتے رہے یہاں تک کہ موت کا پروانہ آ گیا اور شیطان نے تمہیں دھوکے میں رکھا۔

(11)... حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ گناہوں سے بچو اور توبہ پر قائم رہو کہ زندگی کے یہی چند دن ہیں اور تمہاری سواری ٹھہری ہوئی ہے عنقریب تم میں سے کسی کو پکارا جائے گا تو وہ دائیں بائیں دیکھے بغیر چل پڑے گا لہٰذا یہاں سے نیک اعمال لے کر ہی کُوچ کرو۔

دنیا کا مال عاریت ہے:

(12)... حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: اس دنیا میں ہر شخص مہمان ہے اور اس کا مال عاریت ہے (یعنی استعمال کے لئے عارضی دیا گیا ہے) مہمان نے رخصت ہونا ہے اور اس کا مال واپس لے لیا جانا ہے۔

Go To Index

مرض میں بھی خوفِ آخرت:

(13)... حضرت سیّدُنا ابوعُبَیدہ ناجی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سیّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے مرضِ وفات میں عیادت کرنے آئے تو وہ فرمانے لگے: خوش آمدید! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں سلامتی بھری زندگی اور ہم سب کو جنت عطا فرمائے اور اگر صبر کرو، سچ بولو اور پرہیز گاری اختیار کرو تو اس نعمت کا ملنا ظاہر ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رَحم کرے ایسے نہ ہو جانا کہ ایک کان سے سنو اور دوسرے سے نکال دو، جس نے حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت پائی اس نے انہیں صبح وشام موت کی تیاری کرتے ہی دیکھا کہ آپ نے نہ کبھی اینٹ پر اینٹ رکھی نہ بانس پر بانس مگر آپ کے لئے عَلَمِ جہاد کو بلند کیا جاتا تو آپ اس کے لئے بھرپور تیاری کرتے، لہٰذا تم بھی جلدی کرو جلدی کرو نجات کی طرف جاؤ نجات کی طرف جاؤ۔ غور کرو! تم کس راہ پر چل پڑے ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم اس دنیا میں یوں آئے ہو گویا موت تمہارے ساتھ ساتھ ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس بندے پر رَحم فرماتا ہے جس نے اپنی زندگی کو ایک ہی طرز پر گزارا کہ ایک ٹکڑا کھایا، پرانا لباس پہنا، زمین پر سویا، عبادت میں خوب کوشش کی، گناہ پر آنسو بہائے، عذاب سے بھاگا اور رحمت کا مُتلاشی ہوا حتّٰی کہ اسی حال میں اسے موت آگئی۔[328]

(14)... حضرت سیّدُنا عاصم اَحول رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدُنا فُضَیْل رَقّاشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی سے ایک سوال پوچھا تو فرمانے لگے: اے بھائی! لوگوں کا ہجوم ہرگز تمہیں تمہارے نفس کی اصلاح سے غافل نہ کرے کیونکہ پوچھ گچھ تم سے ہوگی نہ کہ دوسروں سے، تم یوں نہ کہنا کہ میں فلاں فلاں جگہ جاؤں گا کہ یوں تمہارا دن بے کار گزر جائے گا کیونکہ موت تمہیں ضرور آکر رہے گی، تم نے نیکی سے بڑھ کر کبھی کوئی ایسی چیز نہ دیکھی ہوگی جو گناہوں کو جلد اور تیزی سے ڈھونڈ لیتی ہو۔

(تُوْبُوْا اِلَی اللہ　　　اَسْتَغْفِرُ اللہ)

(صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد)

328... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب قصر الامل، ۳/ ۳۴۲، حدیث:۱۷۶

Go To Index

باب نمبر3: موت کی سختیاں اور نزع کے وقت کے مستحب اعمال

(اس میں تین فصلیں ہیں)

پہلی فصل: موت کی سختیاں

جان لو! اگر انسان کے سامنے موت کی سختی کے علاوہ کوئی تکلیف اور عذاب نہ ہو تو بھی اس کی زندگی اجیرن اور خوشیاں پھیکی پڑ جائیں اور وہ اپنے آپ سے غلطی اور غفلت کو دور کر دے حالانکہ ایسا نہیں لہٰذا انسان کو چاہئے کہ موت کے بارے میں ہی سوچ بچار کرے اور اسی کی تیاری کرے خصوصاً جبکہ وہ ہر لحہ پیچھا کر رہی ہے۔ کسی دانشمند نے کیا خوب کہا ہے: تکالیف کی ڈور دوسرے کے ہاتھ میں ہے اور تم نہیں جانتے کہ وہ کب تمہیں تکالیف میں مبتلا کر دے گا۔

سیِّدُنا لقمان رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی بیٹے کو نصیحت:

حضرت سیِّدُنا لقمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: میرے بچے! تم نہیں جانتے کہ موت تمہیں کب آ پکڑے لہٰذا اس سے پہلے کہ وہ اچانک آئے تم اس کے لئے تیاری کر لو۔

حیرت ہے اس شخص پر جو کسی پُر لطف اور رَنگ و سُرور کی بڑی محفل میں شریک ہو اور اسے یہ خبر دی جائے کہ ابھی کوئی سپاہی آئے گا اور تمہیں سب کے سامنے پانچ کوڑے مارے گا تو یقیناً اسے محفل بد مزہ اور زندگی بے رونق معلوم ہو گی مگر موت جو کہ ہر لحہ پیچھے ہے اور کسی بھی وقت تمام تَر سختیوں کے ساتھ آ کر پکڑ سکتی ہے حالانکہ انسان اس سے غافل ہے۔ اس کا سبب محض دھوکا اور جہالت ہے۔

موت کی شدّت و تکلیف کی پہچان:

جان لو! موت کی شدت اور تکلیف کی حقیقی پہچان تو وہی کر سکتا ہے جو اس کا ذائقہ چکھے گا اور جس نے ابھی تک ذائقہ نہیں چکھا وہ دو طریقوں سے پہچان کر سکتا ہے یا خود کو پہنچنے والے درد اور تکالیف کا اندازہ کر کے پہچان کر سکتا ہے یا حالت نزع میں لوگوں کو جن تکالیف میں مبتلا دیکھتا ہے ان میں غور کرے۔

اس کا اندازہ یوں ہو سکتا ہے کہ جسم کا جو حصہ بے جان ہو چکا ہو اسے درد کا احساس نہیں ہوتا اور جس میں

Go To Index

جان ہوا سے درد کا احساس ہوتا ہے جو کہ دَر اصل روح کو ہوتا ہے لہٰذا جب کوئی حصہ زخمی ہوتا ہے یا آگ سے جل جاتا ہے تو یہی جلن یا تکلیف روح کی جانب بڑھتی ہے اور جس قدر بڑھتی ہے اسی قدر روح تکلیف محسوس کرتی ہے۔ اندازہ کرو کہ مذکورہ صورت میں تکلیف گوشت، خون اور دیگر حصوں میں تقسیم ہوتی ہے اور روح تک اس کا کچھ ہی حصہ پہنچ پاتا ہے جبکہ اگر یہی تکلیف دیگر حصوں کو نہ پہنچے اور براہِ راست روح تک پہنچ جائے تو اس کی تکلیف اور شدت کا عالَم کیا ہوگا؟

نَزع کسے کہتے ہیں؟

نَزع اس تکلیف کا نام ہے جو براہِ راست روح پر نازل ہوتی ہے اور تمام اجزا کو گھیر لیتی ہے یہاں تک کہ روح کا وہ حصہ بھی تکلیف محسوس کرتا ہے جو بدن کی گہرائیوں میں ہے بالکل ایسے جیسے اگر کسی حصے پر کوئی کانٹا چبھے تو بدن درد محسوس کرتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ روح کا وہ حصہ بھی درد محسوس کرتا ہے جو کہ کانٹا چبھنے کی جگہ سے ملا ہو۔ اس کے برعکس جلنے کا اثر کافی دیر تک رہتا ہے کیونکہ آگ کے اجزا جسم کے اندر تک سرایت کر جاتے ہیں اور یوں اس جلی ہوئی جگہ کا کوئی بھی اندرونی یا بیرونی حصہ آگ کے اثر سے محفوظ نہیں رہتا اور پھر گوشت کے اجزا میں پھیلی ہوئی روح کے حصے بھی اس کا احساس کئے بغیر نہیں رہ پاتے جبکہ زخم صرف اسی جگہ لگتا ہے جہاں لوہا (یعنی تلوار وغیرہ) لگے اور اسی وجہ سے زخم کی تکلیف جلنے کی تکلیف سے ہلکی ہوتی ہے۔

نزع کی تکالیف:

نزع کی تکالیف براہِ راست روح پر حملہ آور ہوتی ہیں اور پھر یہ تکالیف تمام بدن میں یوں پھیل جاتی ہیں کہ ہر ہر رَگ سے، ہر ہر پٹھے سے، ہر ہر حصے اور جوڑ سے روح کھینچی جاتی ہے نیز ہر بال کی جڑ سے اور سَر سے پاؤں تک کی کھال کے ہر حصے سے روح نکالی جاتی ہے لہٰذا تم اس کی تکلیف اور درد کے بارے میں مت پوچھو کہ بزرگوں نے تو یہاں تک فرمادیا ہے کہ موت کی تکلیف تلوار کے وار سے، آرے کے چیرنے سے اور قینچی کے کاٹنے سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے کیونکہ جب تلوار کا وار بدن پر پڑتا ہے تو بدن کو تکلیف اسی وجہ سے محسوس ہوتی ہے کہ اس کا روح کے ساتھ تعلق قائم ہے تو ذرا اندازہ کرو کہ کس قدر تکلیف ہوگی جب تلوار براہِ راست روح پر پڑے گی؟ جب کسی کو تلوار سے زخمی کیا جائے تو مدد مانگ سکتا ہے اور چیخ وپکار کر سکتا ہے کیونکہ اس کے زبان و جسم میں

Go To Index

طاقت موجود ہے جبکہ مرنے والے کی آواز اور چیخ و پکار تکلیف کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے کیونکہ موت کی تکلیف اس وقت بڑھ کر دل پر غلبہ کر لیتی ہے اور پھر پورے بدن کی طاقت چھین کر ہر حصے کو کمزور کر دیتی ہیں یہاں تک کہ کسی بھی حصے میں مدد مانگنے کی طاقت نہیں رہتی نیز سوچنے سمجھنے کی صلاحیت پر غالب آکر اسے حیران و پریشان کر دیتی ہے جبکہ زبان کو گونگا اور باقی جسمانی حصوں کو بے جان کر دیتی ہے، اگر کوئی شخص نزع کے وقت رونا، چلّانا یا مدد مانگنا بھی چاہے تو ایسا نہیں کر سکتا اور اگر کچھ طاقت باقی بھی ہو تو اس وقت اس کے حلق اور سینے سے غَرغَرہ اور گائے بیل کے ڈکرانے کی آواز ہی سنو گے، اس کا رنگ مٹیالا ہو جاتا ہے گویا مٹی سے بنا تھا تو مرتے وقت بھی مٹی ظاہر ہوتی ہے، ہر رَگ سے روح نکالی جاتی ہے جس کی وجہ سے تکلیف جسم کے اندر باہر ہر جگہ پھیل جاتی ہے، آنکھوں کے ڈھیلے اوپر چڑھ جاتے ہیں، ہونٹ سوکھ جاتے ہیں، زبان سُکڑ جاتی ہے، مثانے اوپر کی جانب کھنچ جاتے ہیں اور انگلیاں نیلی پڑ جاتی ہیں، جس بدن کی ہر ہر رگ سے روح نکالی جا چکی ہو اس کی حالت مَت پوچھو کیونکہ اگر جسم کی ایک رگ بھی کھنچ جائے تو بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ ذرا غور تو کرو کہ پوری روح کو ایک رگ سے نہیں بلکہ ہر ہر رگ سے نکالا جاتا ہے تو کس قدر تکلیف ہوتی ہو گی؟ اور پھر آہستہ آہستہ جسم کے ہر ہر حصے پر موت طاری ہوتی ہے، پہلے قدم ٹھنڈے پڑتے ہیں پھر پنڈلیاں اور پھر رانیں ٹھنڈی پڑ جاتی ہیں اور یوں جسم کے ہر ہر حصے کو سختی کے بعد پھر سختی اور تکلیف کے بعد پھر تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہاں تک کہ روح حلق تک کھینچ لی جاتی ہے، یہی وہ وقت ہوتا ہے جب مرنے والے کی امیدیں دنیا اور دنیا والوں سے ختم ہو جاتی ہیں جبکہ توبہ کا دروازہ کچھ ہی دیر پہلے بند ہو جاتا ہے اور پھر حسرت و ندامت اسے چاروں جانب سے گھیر لیتی ہے۔

توبہ قبول ہونے کا آخری وقت:

رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کی جاتی ہے جب تک گلے میں دَم نہ اَٹک جائے۔[329]

نزع کے وقت توبہ کرنا:

حضرت سیِّدُنا مجاہد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یہ آیتِ مُبارَکہ تلاوت فرمائی:

329...سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبۃ...الخ، ۵ / ۳۱۷، حدیث: ۳۵۴۸

Go To Index

وَ لَیۡسَتِ التَّوۡبَۃُ لِلَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ السَّیِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ اِنِّیۡ تُبۡتُ الۡـٰٔنَ (پ۴،النسآء:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی۔

پھر اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: کچھ لوگ اس وقت توبہ کرتے ہیں جب فرشتے نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں حالانکہ اس وقت تو حضرت مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ السَّلَام اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔

تم نزع کے وقت کی سختیوں اور تکالیف کے بارے میں مَت پوچھو، نیز موت کی سختیاں اس قدر زیادہ ہیں کہ حضور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود اپنے بارے میں بھی دعا کیا کرتے تھے کہ "یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر موت کی سختیاں آسان فرمادے۔"[330]

لوگ ان سختیوں کی صحیح پہچان نہ ہونے کی وجہ سے نہ تو ان سے پناہ مانگتے ہیں اور نہ ہی انہیں اہمیت دیتے ہیں کیونکہ جب کسی چیز کا وجود نہ ہو تو اسے صرف نورِ نبوت اور نورِ ولایت سے ہی جانا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام موت سے بہت زیادہ خوف زدہ رہا کرتے تھے۔

موت کے خوف سے ہی موت نہ آجائے:

حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: اے حواریوں کی جماعت! تم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا مانگو کہ وہ مجھ پر موت کی سختیاں آسان فرمادے کیونکہ مجھے موت کا خوف اس قدر ہے کہ کہیں اس کے خوف سے ہی مجھے موت نہ آجائے۔

مرنے کے بعد بھی موت کی تلخی:

منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں کا گزر ایک قبرستان سے ہوا تو کسی نے کہا: اگر تم اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے یوں دعا کرو کہ وہ کسی مُردے کو زندہ کردے تاکہ وہ موت کے بارے میں کچھ بتا سکے تو کیسا رہے گا؟ چنانچہ انہوں نے دعا کی تو یکایک ایک قبر سے مردہ نکلا اور ان کے سامنے کھڑا ہو گیا، انہوں نے دیکھا کہ اس کی پیشانی پر سجدے کا نشان ہے، وہ مردہ کہنے لگا: اے لوگو! تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ مجھے مَرے ہوئے پچاس

330... سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی ذکر مرض رسول اللہ، ۲ / ۲۸۱، حدیث: ۱۶۲۳

Go To Index

سال کا عرصہ گزر چکا ہے مگر ابھی تک دل سے موت کی تلخی کم نہیں ہوئی۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: جب سے رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات کی شدت کو دیکھا ہے تب سے کسی کی آسان موت پر رشک نہیں آتا۔

وقتِ نزع میں آسانی کے لئے دعائے مصطفٰے:

روایت میں ہے کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یوں دعا فرمایا کرتے تھے: **یااللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو پٹھوں سے، ہڈیوں سے اور انگلیوں کے پوروں سے روح نکالتا ہے، **یااللہ** عَزَّوَجَلَّ! موت کے معاملہ میں میری مدد فرما اور اسے مجھ پر آسان فرما۔[331]

موت کی تکلیف اور تلوار کے 300 وار:

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے موت کی تکالیف اور اس کے حلق میں اٹک جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: یہ تکلیف تلوار کے تین سو وار کے برابر ہے۔[332]

آسان ترین موت:

بارگاہِ رسالت میں موت اور اس کی شدت کے بارے میں سوال ہوا تو ارشاد فرمایا: آسان ترین موت ایک کانٹے دار ٹہنی کی طرح ہے جو کہ روئی میں پھنسی ہوئی ہو لہٰذا جب بھی اسے روئی سے نکالا جائے گا اس کے ساتھ روئی ضرور آئی گی۔[333]

ہر رگ پر موت کا اثر:

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک مریض کی عیادت کی پھر ارشاد فرمایا: میں جانتا ہوں کہ اس پر کیا گزر رہی ہے، اس کی کوئی رگ بھی ایسی نہیں ہے جس پر علیحدہ علیحدہ موت

331... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللہ، ۵ / ۴۵۲، حدیث: ۱۸۹

332... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللہ، ۵ / ۴۵۳، حدیث: ۱۹۲

333... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللہ، ۵ / ۴۵۳، حدیث: ۱۹۴

Go To Index

کی تکلیف کا اثر نہ ہو رہا ہو۔[334]

بستر پر مرنا بہتر ہے یا میدان جنگ میں؟

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کرتے: اگر جہاد نہ کروگے تو بھی موت آکر رہے گی، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میرے نزدیک تلوار کے ہزاروَار کھانا بستر پر موت آنے سے زیادہ ہلکے ہیں۔

موت کی تلخی کب تک؟

حضرت سیِّدُنا امام اَوزاعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ قیامت آنے تک مردہ موت کی تکلیف محسوس کرتا رہتا ہے۔

سب سے بڑھ کر ہولناک چیز:

حضرت سیِّدُنا شَدّاد بن اوس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: مومن پر دنیا و آخرت میں موت سے بڑھ کر کوئی ہولناک چیز نہیں ہے کہ اس کی تکلیف آروں کے چیرنے سے، قینچیوں کے کاٹنے سے اور ہانڈیوں میں اُبالے جانے سے بھی بڑھ کر ہے، اگر کوئی مردہ قبر سے نکل کر دنیا والوں کو موت کے بارے میں بتائے تو وہ لوگ زندگی سے کوئی نفع اٹھا سکیں نہ نیند میں کوئی سکون پائیں۔

مومن پر موت کی تکالیف کی وجہ:

حضرت سیِّدُنا زید بن اسلم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم اپنے والد صاحب سے روایت کرتے ہیں: جب مومن اپنے عمل کے ذریعہ اس درجہ کو نہ پاسکے جو کہ اسے جنت میں ملنا ہے تو اس پر موت کی تکالیف ڈال دی جاتی ہیں تاکہ موت کی تکالیف اور سختیاں برداشت کرکے جنت میں اپنا درجہ پالے اور جب کافر کا کوئی ایسا عمل بچ جائے جس کا بدلہ نہ دیا گیا ہو تو اس پر موت آسان کردی جاتی ہے تاکہ عمل کا بدلہ یہیں پورا ہو جائے اور وہ جہنم کی طرف پھیر دیا جائے۔

334...مسند البزار، مسند سلمان الفارسی، ۶/ ۴۸۰، حدیث: ۲۵۱۲

Go To Index

موت کی شدت:

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں ملتا ہے کہ وہ بیماروں کی عیادت بہت زیادہ کیا کرتے اور پوچھتے: تم موت کو کیسا پاتے ہو؟ جب ان کا آخری وقت آیا تو کسی نے پوچھا: آپ موت کو کیسا پاتے ہیں؟ فرمایا: گویا آسمانوں کو زمین سے ملا دیا گیا ہے اور میری روح سوئی برابر سوراخ سے نکل رہی ہے۔

اچانک موت کا آنا:

محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ہے: اچانک موت کا آجانا (کامل) مومن کے لئے راحت ہے اور گناہ گار کے لئے باعث ندامت۔[335]

مُردے کا ایک بال:

حضرت سیِّدُنا مَکْحُول رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر مُردے کا ایک بال بھی زمین و آسمان والوں پر رکھا جائے تو سب کے سب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے مَر جائیں کیونکہ ہر بال میں موت ہوتی ہے اور جس چیز پر بھی موت پڑ جائے وہ بھی مر جاتی ہے۔[336]

موت کی تکلیف کا ایک قطرہ اور دنیا کے پہاڑ:

ایک روایت میں ہے: اگر موت کی تکلیف کا ایک قطرہ دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو سب کے سب پگھل جائیں۔

آسان موت:

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے انتقال کے بعد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان سے فرمایا: "اے میرے خلیل! آپ نے موت کو کیسا پایا؟" حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: "اس گرم سیخ کی طرح جسے تر روئی میں رکھا جائے اور پھر کھینچ لیا جائے۔" ارشاد فرمایا: "ہم نے آپ کو آسان موت دی۔"

335... المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، ۹ / ۳۶۲، حدیث: ۲۵۰۹۶

336... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللہ، ۵ / ۴۵۲، حدیث: ۱۹۰

Go To Index

موت کی تکلیف ہانڈی میں بھوننے کی طرح:

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا موسیٰ کلیمُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کی روحِ مُبارَک جب بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوئی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: "اے موسیٰ آپ نے موت کو کیسا پایا؟" عرض کی: "اپنے آپ کو اس زندہ چڑیا کی طرح پایا جسے ہانڈی میں بھونا جارہا ہو اور اسے موت بھی نہ آئے کہ راحت پائے اور چھٹکارا بھی نہ پاسکے کہ اُڑ جائے۔"

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: "اپنے آپ کو اس زندہ بکری کی طرح پایا جس کی کھال قصاب اُتار رہا ہو۔"

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال ظاہری:

روایت میں ہے کہ آقائے دوجہاں، رحمتِ عالمیاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وِصالِ مُبارَک کے وقت ان کے پاس ایک پانی کا برتن رکھا تھا جس میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنا ہاتھ داخل فرماتے اور پھر چہرۂ مُبارَک پر پھیر لیتے اور یہ دعا مانگتے: "**یااللہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر موت کی سختیاں آسان فرما۔"[337] یہ دیکھ کر حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی: "آہ! باباجان آپ کس قدر بے چین ہیں۔" آپ نے ارشاد فرمایا: "آج کے بعد تمہارے والد پر کوئی بے چینی نہ ہوگی۔"[338]

موت اور کانٹے دار شاخ:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا کعب الاَحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار سے فرمایا: اے کعب! ہمیں موت کے بارے میں بتایئے؟ انہوں نے عرض کی: "اے امیر المؤمنین! موت اس شاخ کی طرح ہے جس میں بہت سارے کانٹے ہوں اور اسے کسی آدمی کے پیٹ میں یوں داخل کیا جائے کہ ہر کانٹا کسی نہ کسی رگ میں اٹک جائے پھر کوئی شخص اسے جھٹکے سے کھینچے تو جو کچھ نکلنا تھا وہ نکل آیا اور جو باقی رہ گیا وہ رہ گیا۔"

جسمانی جوڑوں کا ایک دوسرے کو دعا دینا:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ موت کی سختیاں

337...سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی ذکر مرض رسول اللہ، ۲ / ۲۸۱، حدیث: ۱۶۲۳

338...سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۲ / ۲۸۶، حدیث: ۹۱۲۹

Go To Index

اور تکالیف برداشت کرتا ہے تو اس کے جوڑ ایک دوسرے کو سلامتی کی دعا دیتے ہوئے یوں کہتے ہیں: تم سلامت رہو کہ اب ہم ایک دوسرے سے قیامت تک کے لئے جدا ہو جائیں گے۔[339]

موت کی سختیوں کے مذکورہ واقعات ان کے ہیں جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب بندے ہیں۔

موت کی مصیبتیں:

ہم لوگوں کا کیا بنے گا جو گناہوں میں پھنسے ہوئے ہیں حالانکہ ہم پر تو موت کی تکلیفوں کے ساتھ ساتھ دیگر مصیبتیں بھی آئیں گی کیونکہ موت کی مصیبتیں **تین** طرح کی ہوتی ہیں۔

پہلی مصیبت:

پہلی مصیبت نزع کی تکلیف ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

دوسری مصیبت:

دوسری مصیبت مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ السَّلَام کی صورت کا دیکھنا اور اس سے دل میں ڈر اور خوف کا داخل ہونا ہے کہ اگر کوئی شخص مَلَک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی وہ صورت دیکھنا چاہے جو بہت بڑے گناہ گار کی روح قبض کرنے کے وقت ہوتی ہے تو وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

گناہ گار کی موت کے وقت مَلک الموت کی صورت:

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے مَلک الموت عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا: ”گناہ گار بندے کی روح قبض کرتے وقت جو تمہاری صورت ہوتی ہے کیا تم مجھے دکھا سکتے ہو؟“ مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ”آپ برداشت نہیں کر سکیں گے۔“ فرمایا: ”کیوں نہیں کر سکتا؟“ عرض کی: ”اچھا! تو اپنا رُخ تبدیل کر لیجئے۔“ حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنا رخ تبدیل کیا اور جب دوبارہ پہلے رخ پر تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سیاہ مرد سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہے جس کے بال کھڑے ہیں، جسم سے بدبو کے بھبکے اٹھ

339...فردوس الاخبار للدیلمی، باب المیم، ۲ / ۳۵۴، حدیث: ۶۸۷۲

الرسالۃ القشیریۃ، باب احوالھم عند الخروج من الدنیا، ص ۳۳۴

Go To Index

رہے ہیں، منہ اور نتھنوں سے آگ کے شعلے اور دھواں نکل رہا ہے، یہ دیکھ کر آپ عَلَیْہِ السَّلَام بے ہوش ہوگئے، کچھ دیر بعد ہوش آیا تو مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ السَّلَام اپنی پہلی صورت پر تھے یہ دیکھ کر حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: ''اے مَلَکُ الْمَوت! اگر گناہ گار شخص کو موت کے وقت صرف تمہارا یہ چہرہ دکھا دیا جائے تو یہی اس کے لئے بہت ہے۔''

سیِّدُنا داؤد عَلَیْہِ السَّلَام کا وصال ظاہری:

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جناب سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن، رَحمۃٌ لِّلْعَالَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام بہت زیادہ غیرت مند تھے لہٰذا جب اپنے گھر سے نکلتے تو گھر کا دروازہ بند کر دیا کرتے، ایک مرتبہ دروازہ بند کر کے باہر نکلے ہی تھے کہ آپ کی زوجہ کو گھر میں ایک اجنبی نظر آیا، یہ دیکھ کر انہوں نے کہا: ''اس کو کس نے اندر آنے دیا اگر داؤد عَلَیْہِ السَّلَام تشریف لے آئے تو اسے ضرور سزا دینگے۔'' جب حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام تشریف لائے تو اس اجنبی سے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' اس نے کہا: ''میں وہ ہوں جسے بادشاہوں سے ڈر لگے نہ دربان روک پائیں۔'' یہ سن کر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تب تو تم مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ السَّلَام ہو۔'' یہ فرما کر آپ عَلَیْہِ السَّلَام وہیں اپنی چادر میں لپٹ گئے (پھر آپ کی روح قبض کر لی گئی)۔(340)

حکایت: حسرت زدہ بادشاہ

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کا گزر ایک کھوپڑی کے قریب سے ہوا تو آپ نے اسے ٹھوکر مار کر فرمایا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے مجھ سے کلام کر۔'' کھوپڑی میں سے آواز آئی: ''اے روحُ اللّٰہ! میں فلاں فلاں زمانے کا بادشاہ ہوں اور اپنے محل میں تخت پر یوں بیٹھا تھا کہ سر پر تاج جبکہ نوکر چاکر اور لشکری میرے آس پاس تھے کہ یکایک مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور مجھے یوں محسوس ہوا کہ ہر جوڑ الگ الگ ہو رہا ہے اور پھر میری روح کھینچ لی گئی، کاش! لوگوں کو جمع کرنے کے بجائے تنہائی اختیار کرتا، کاش!

340...المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هريرة، ۳/ ۴۰۰، حديث: ۹۴۳۲

موسوعة الامام ابن ابی الدنيا، كتاب ذكر الموت، باب ملك الموت واعوانه، ۵/ ۴۶۸، حديث: ۲۴۴

لوگوں کے قریب رہنے کے بجائے ان سے دور بھاگتا۔"

یہ مصیبت وہ ہے جو گناہ گاروں کو پہنچتی ہے جبکہ فرمانبردار اس سے محفوظ رہتے ہیں کیونکہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے واقعات سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ نزع کی سختیاں ہیں مگر وہ خوف ودہشت ظاہر نہیں ہوتا جو کہ مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ السَّلَام کی صورت دیکھ کر گناہ گار بندے پر طاری ہوتا ہے کیونکہ اگر کوئی شخص خواب میں بھی یہ صورت دیکھ لے تو بقیہ زندگی بے رونق ہو جائے گی تو سوچو کہ جاگتی آنکھوں سے دیکھنے والے کی حالت کیا ہو گی؟

فرمانبردار کی موت کے وقت مَلک الموت کی صورت:

فرمانبردار بندہ مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ السَّلَام کو نہایت ہی اچھی اور حسین صورت میں دیکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عکرمہ حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت کرتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام بہت زیادہ غیرت فرمایا کرتے تھے لہٰذا آپ نے عبادت کے لئے ایک کمرہ خاص کیا ہوا تھا، جب باہر نکلتے تو اسے بند کر دیتے، ایک مرتبہ لوٹ کر آئے تو کمرے میں ایک اجنبی کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: "تمہیں میرے کمرے میں کس نے داخل کیا؟" اجنبی نے کہا: مجھے اس کمرے کے مالک نے داخل کیا ہے۔ فرمایا: کمرے کا مالک تو میں ہوں۔ اجنبی نے کہا: "مجھے کمرے میں داخل کرنے والا وہ ہے جو میرا اور آپ کا مالک ہے۔" یہ سن کر آپ نے اسے پہچان لیا کہ یہ فرشتہ ہے لہٰذا فرمایا: "فرشتوں میں تمہارا کیا مقام ہے؟" اس نے عرض کی: "میں مَلَکُ الْمَوت ہوں۔" حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: "کیا تم مجھے وہ صورت دکھا سکتے ہو جس میں مومن بندے کی روح نکالتے ہو؟" عرض کی: "جی ہاں! ذرا اپنا رُخ تبدیل کیجئے۔" آپ نے اپنا رخ تبدیل کیا اور جب دوبارہ پہلے رخ پر تشریف لائے تو ایک ایسے نوجوان مرد کو دیکھا جس کا چہرہ انتہائی حسین، کپڑے نہایت صاف اور خوبصورت جبکہ جسم سے خوشبو کی لپٹیں آرہی تھیں۔ یہ دیکھ کر فرمایا: اے مَلَکُ الْمَوت! اگر بوقت موت مومن کو صرف تمہارا یہ چہرہ دکھا دیا جائے تو یہی اس کے لئے بہت ہے۔

موت کے وقت کراماً کاتبین کا کلام:

حضرت سیِّدُنا وُہَیْب مکّی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ کوئی بندہ اس وقت تک نہیں مرتا جب تک نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو نہ دیکھ لے، اگر مرنے والا فرمانبردار ہو تو فرشتے کہتے

Go To Index

ہیں: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری جانب سے تجھے بہترین بدلہ دے کہ تو کئی اچھی محفلوں میں ہمیں لے گیا تھا اور کئی اچھے عمل ہمارے سامنے لاتا تھا“ اور اگر مرنے والا گناہ گار ہو تو فرشتے کہتے ہیں: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری طرف سے تجھے اچھا بدلہ نہ دے کہ تو کئی بُری محفلوں میں ہمیں لے گیا تھا، تو کئی بُرے عمل ہمارے سامنے لاتا تھا اور کئی بری باتیں ہمیں سُنوایا کرتا تھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے اچھا بدلہ نہ دے“ یہ معاملہ اس وقت ہوتا ہے جب بندے کی نگاہ فرشتوں پر جَم کر رہ جاتی ہے اور پھر کبھی دنیا کی جانب لوٹ نہیں پاتی۔

تیسری مصیبت:

(موت کی مصیبتوں میں سے) تیسری مصیبت گناہ گار کو جہنم میں اس کی جگہ دکھانا اور دکھانے سے پہلے خوف زدہ کرنا ہے کیونکہ نزع کے وقت سب لوگوں کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور روح نکلنا بھی چاہے تو اس وقت تک نہیں نکل پاتی جب تک مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ السَّلَام کے دو جملوں میں سے ایک نہ سن لے کہ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمن! تجھے جہنم مبارک ہو یا پھر یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دوست! تجھے جنت مبارَک ہو۔ عقلمند اسی وجہ سے خوف زدہ رہتے ہیں۔

مرنے سے پہلے ہی اپنا ٹھکانا دیکھ لینا:

حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک دنیا سے رخصت نہیں ہوتا جب تک اسے اپنے ٹھکانے کا علم نہ ہو جائے اور یہ دیکھ نہ لے کہ اس کا ٹھکانا جنت ہے یا دوزخ۔[341]

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات:

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی اس سے ملاقات کو پسند نہیں فرماتا۔“ عرض کی گئی: موت کو تو ہم سب ہی ناپسند کرتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ”یہ موت کو ناپسند کرنا نہیں ہے کیونکہ جب موت آتی ہے تو وہ مومن پر آسان کر دی جاتی ہے پھر وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔“[342]

341...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب مقام المیت فی الجنۃ او فی النار، ۵ / ۴۹۴، حدیث: ۳۰۳

342...بخاری، کتاب الرقاق، باب من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ، ۴ / ۲۴۹، حدیث: ۶۵۰۷

Go To Index

سیّدُنا حُذیفہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے آخری لمحات:

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا حُذیفہ بن یمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں حضرت سیّدُنا ابن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ[343] سے رات کے آخری حصے میں کہا: "ذرا اُٹھ کر دیکھئے گا کہ کیا وقت ہوا ہے؟" حضرت سیّدُنا ابن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے ہوئے اور لوٹ کر آئے تو کہنے لگے: سرخ ستارہ نمودار ہو چکا ہے۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا حذیفہ بن یمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے اس صبح سے محفوظ رکھے جو جہنم کی طرف لے جانے والی ہو۔"

سیّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے آخری لمحات:

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زندگی کے آخری لمحات قریب آئے تو مروان بن حکم ملنے کے لئے آیا اور دعا کرنے لگا: "اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ان پر آسانی فرما۔" حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فوراً دعا کی: "یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر سختی فرما۔" پھر رونے لگے اور فرمایا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں دنیا کے غم کی وجہ سے نہیں رو رہا اور نہ تم سے جدا ہونے کی وجہ سے بے چین ہوں بلکہ میں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے اس پیغام کا انتظار کر رہا ہوں کہ جنت میں داخل ہوتا ہوں یا جہنّم میں۔"

فرمانبردار کی موت کے وقت شیطان کا چیخنا چلانا:

مروی ہے کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کسی بندے سے راضی ہوتا ہے تو فرماتا ہے: "اے مَلک الموت! میرے فلاں بندے کے پاس جاؤ اور اس کی روح لے کر آؤ تاکہ میں اسے راحت دوں، اس کا یہی عمل کافی ہے کہ اسے جس بھی آزمائش میں ڈالا تو وہ اس میں ویسا ہی پورا اُترا جیسا میں چاہتا تھا۔" مَلک الموت عَلَیْہِ السَّلَام اپنے ساتھ 500 فرشتوں کو لے کر آتے ہیں جن کے پاس پھولوں کی خوشبودار شاخیں اور زعفران کی جڑیں ہوتی ہیں، ہر فرشتہ اسے ایک نئی خوشخبری سناتا ہے پھر روح نکلنے کے وقت دو صفیں باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں، ہر ایک کے پاس پھول ہوتے ہیں، جب شیطان کی نظر ان

343... تمام نسخوں میں ابن مسعود کا ذکر آیا ہے لیکن درست ابو مسعود ہے۔ (اتحاف السادۃ المتقین، ۱۴/ ۹۳)

Go To Index

فرشتوں پر پڑتی ہے تو اپنا ہاتھ اپنے سَر پر رکھ کر چیختا چلّاتا ہے، اس کا شیطانی گروہ اس سے پوچھتا ہے: "سردار کیا ہو گیا تمہیں؟" وہ کہتا ہے: "کیا تمہیں نظر نہیں آرہا ہے اس بندے کو کیا اعزاز وانعامات مل رہے ہیں، تم اس سے کیوں غافل رہ گئے؟" شیطانی گروہ کہتا ہے: "ہم نے تو کوشش کی تھی لیکن یہ بچ نکلا۔"[344]

مومن کا سکون:

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: مومن کا سکون صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات میں ہے اور جس کا سکون **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات میں ہو تو اس کے لئے موت کا دن خوشی، راحت، امن، عزت اور بزرگی کا دن ہے۔

سیِّدُنا جابر بن زید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا آخری وقت:

حضرت سیِّدُنا جابر بن زید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے آخری وقت میں کسی نے پوچھا: آپ کی کوئی خواہش ہے؟ فرمایا: ایک نظر حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ جب آپ تشریف لائے تو انہیں بتایا گیا کہ یہ حضرت حسن بصری ہیں۔ حضرت سیِّدُنا جابر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی نگاہ اٹھائی اور کہا: اے بھائی! خدا کی قسم! یہ وہ گھڑی ہے جس میں آپ سے جدا ہو کر جہنَّم کی طرف جاؤں گا یا جنت کی طرف۔

سیِّدُنا محمد بن واسع رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا آخری وقت:

حضرت سیِّدُنا محمد بن واسع رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے آخری وقت میں فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں سلامت رکھے! میں جہنم کی طرف جاؤں گا یا پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے معاف فرمادے گا۔

ہمیشہ حالت نزع میں رہنے کی تمنا:

بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ ان کی یہ تمنا ہوتی کہ ہمیشہ حالَتِ نزع میں رہیں تاکہ انہیں ثواب کے لئے اٹھایا جائے نہ ہی عذاب کے لئے۔ بُرے خاتمے کے خوف نے **اللہ** والوں کے دل کاٹ کر رکھ دیئے ہیں کیونکہ موت کے وقت سب سے سخت مصیبت بُرے خاتمے کا خوف ہے، اگرچہ موقع کی مناسبت سے یہاں

344... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، ۵ / ۴۷۲، حدیث: ۲۵۴، قول عمر بن الخطاب

Go To Index

بُرے خاتمے اور **اللہ** والوں کے خوف کی وضاحت ہونی چاہئے لیکن چونکہ اس کی وضاحت خوف اور امید کے بیان میں ہو چکی ہے، لہٰذا دوبارہ ذکر نہیں کریں گے۔

دوسری فصل:

موت کے وقت کے مستحب اعمال

جان لیجئے! جس کی موت کا وقت قریب آجائے اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ ظاہری اعتبار سے پُرسکون رہے، زبان سے کلمہ طیّبہ کا وِرد کرتا رہے اور دل میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اچھا گمان رکھے۔

مرنے والا عذاب میں یا رحمَتِ الٰہی میں؟

رحمَتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مرنے والے کی تین باتوں پر نظر رکھو جب پیشانی پر پسینہ آجائے، آنسو بہہ نکلیں اور ہونٹ خشک ہو جائیں تو سمجھ لو کہ یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ہے جو اس پر نازل ہو رہی ہے اور جب گلا گھونٹے جانے کی طرح آواز نکلے، رنگ سرخ ہو جائے اور ہونٹ مٹیالے رنگ کے ہو جائیں تو سمجھو کہ یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا عذاب ہے جو اس پر نازل ہو رہا ہے۔[345]

زبان پر کلمہ طیّبہ کا وِرد:

یہ بھی خاتمہ بالخیر کی علامت ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنے مرنے والوں کو "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" کی تلقین کیا کرو۔[346] اور حضرت سیِّدُنا حذیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی روایت میں ہے: "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔[347]

کلمہ طیّبہ پر ایمان اور جنت میں داخلہ:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جو شخص یوں مرے کہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" پر اس کا ایمان ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔[348] حضرت سیِّدُنا عُبَیْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی

345... نوادر الاصول، الاصل السادس والثمانون، ۱/ ۳۷۲، حدیث: ۵۴۳

346... مسلم، کتاب الجنائز، باب تلقین الموتی "لا الہ الا اللہ"، ص۴۵۶، حدیث: ۹۱۶

347... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، ۵/ ۳۰۳، حدیث: ۲

348... مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخلا الجنۃ قطعا، ص۳۴، حدیث: ۲۶

Go To Index

روایت میں ہے کہ وہ گواہی دے۔

کلمہ طیّبہ جنت کا زادِ راہ ہے:

حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب کسی کی موت کا وقت قریب آئے تو تم اسے ”لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ“ کی تلقین کرو کیونکہ جس کا خاتمہ اس کلمہ پر ہوتا ہے یہ کلمہ اس کے لئے جنت کا زادِ راہ بن جاتا ہے۔

مرنے والوں کے قریب رہا کرو:

حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: مرنے والوں کے قریب رہا کرو اور انہیں نصیحت کیا کرو کیونکہ انہیں وہ چیزیں نظر آتی ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتیں اور انہیں ”لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ“ کی تلقین کیا کرو۔

کلمہ طیّبہ کے سبب مغفرت:

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا کہ ایک شخص کی موت کا وقت قریب آیا تو مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام اس کے پاس آئے اور دل پر نظر ڈالی اسے خالی پایا، جبڑوں کو کھولا تو دیکھا کہ زبان تالو سے ملی ہوئی ہے اور ”لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ“ زبان پر جاری ہے، اسی کلمہ اخلاص (یعنی کلمہ طیبہ) کے سبب اس کی مغفرت ہوگئی۔[349]

تلقین کرنے میں احتیاط:

تلقین کرنے والے کو چاہئے کہ تلقین میں یوں پیچھے نہ پڑ جائے کہ پڑھوا کر ہی دَم لے بلکہ نرمی سے کام لے کیونکہ بعض اوقات بیمار کی زبان سے الفاظ ادا نہیں ہو پاتے، اسے مشکل پیش آتی ہے اور وہ تلقین کو بوجھ محسوس کرتا ہے جس کی وجہ سے کلمہ طیّبہ کی ادائیگی ناگوار گزرتی ہے اور ڈر ہے کہ کہیں یہ بات اس کے بُرے خاتمے کا سبب نہ بن جائے۔

مرتے وقت کلمہ نصیب ہو جانے کی وضاحت:

کلمہ طیّبہ نصیب ہونے سے یہ مراد ہے کہ موت کے وقت دل میں ربّ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی نہ ہو لہٰذا

349... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، ۵ / ۳۰۴، حدیث:۹

Go To Index

جب دل میں کسی اور کی طلب نہ ہو گی تو اس دنیا سے رخصت ہو کر بارگاہِ الٰہی میں حاضری انتہائی فائدہ مند ثابت ہو گی اور اگر دل میں دنیا کی یاد بَسی ہو، طبیعت اسی کی جانب مائل ہو، لذتوں کے چھوٹ جانے پر افسوس ہو، کلمہ صرف زبان کی نوک پر ہو اور دل میں اس کے معنٰی پختہ نہ ہوں تو اب اس کا معاملہ تقدیرِ الٰہی پر ہے کیونکہ صرف زبان کا ہلنا بہت کم فائدہ دیتا ہے مگر یہ کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل سے قبول فرمالے۔

مرتے وقت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے متعلق اچھا گمان رکھنا مستحب ہے جس کی تفصیل امید کے بیان میں گزر چکی ہے۔ بلاشبہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اچھا گمان رکھنے کی فضیلت پر کئی احادیثِ مُبارَکہ وارد ہوئی ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ بندے کے گمان کے قریب ہے:

حضرت سیِّدُنا واثِلہ بن اَسْقَع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور فرمایا: مجھے بتاؤ کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں تم کیا گمان رکھتے ہو؟ اس مریض نے کہا: ''گناہوں نے اتنا برباد کر دیا ہے کہ ہلاکت کے قریب ہو چکا ہوں مگر اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے پُرامید ہوں۔'' یہ سن حضرت سیِّدُنا واثلہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بلند آواز سے کہا: ''اَللہُ اَکْبَر۔'' پھر اہلِ خانہ نے بھی بلند آواز سے کہا: اَللہُ اَکْبَر۔ اس کے بعد حضرت سیِّدُنا واثِلَہ بن اَسْقَع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں نے پیارے آقا محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: میرا بندہ جو گمان میرے بارے میں رکھتا ہے میں اس کے قریب ہوں (یعنی ویسا ہی معاملہ فرماتا ہوں) اب اس کی مرضی جو چاہے گمان رکھے۔[350]

امید اور خوف کے سبب نجات:

رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک نوجوان کے آخری وقت میں اس کے سرہانے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟'' عرض کی: ''رحمتِ الٰہی سے پُرامید ہوں جبکہ گناہوں کے سبب خوف زدہ بھی ہوں۔'' ارشاد فرمایا: ''اس موقع پر اگر بندے کے دل میں یہ دونوں باتیں جمع ہو جائیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ وہ بھی عطا فرماتا ہے جس کی امید تھی اور اس سے بھی حفاظت فرماتا ہے جس سے خوف زدہ تھا۔''[351]

350... المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الکوفیین، حدیث واثلہ بن الاسقع، ۵ / ۴۲۱، حدیث: ۱۶۰۱۶

351... سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب رقم ۱۱، ۲ / ۲۹۶، حدیث: ۹۸۵

Go To Index

اچھے گمان کے سبب مغفرت:

حضرت سیِّدُنا ثابت بُنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان انتہائی غفلت کا شکار تھا، اس کی ماں اسے بار بار سمجھاتی اور کہتی: "اے میرے بیٹے! ایک دن تجھے مرنا ہے لہٰذا اس دن کی فکر کر۔" جب حُکمِ الٰہی سے اس کی موت کا وقت قریب آیا تو ماں نے اپنے بیٹے کی جانب رُخ کیا اور کہا: "اے میرے بیٹے! میں تجھے اسی شکست سے ڈراتی تھی اور کہا کرتی تھی ایک دن تجھے مرنا ہے۔" اس نوجوان نے کہا: "اے میری ماں! بے شک میرا ایک ربّ ہے جس کے بہت زیادہ احسانات ہیں اور مجھے امید ہے کہ وہ آج بھی مجھ پر ایک احسان فرمادے گا۔" حضرت سیِّدُنا ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں اچھا گمان رکھا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کی مغفرت فرمادی۔

بدکار نوجوان کی بخشش:

حضرت سیِّدُنا جابر بن وَداعہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک بدکار نوجوان کی موت کا وقت قریب آیا تو اس کی ماں نے کہا: "بیٹا! کیا تم کوئی وصیت کرنا چاہتے ہو؟" اس نے کہا: "ہاں! بس یہ کہ میری انگوٹھی کو مَت اُتارنا کیونکہ اس میں اسمِ جلالت "**اللہ**" لکھا ہے شاید **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ اسی سبب سے مجھے بخش دے۔" اسے دفن کرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو اس نے کہا: "میری ماں کو بتادو کہ آخری جملہ میرے کام آگیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میری مغفرت فرمادی۔"

بھلائی اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ملتی ہے:

منقول ہے کہ ایک دیہاتی بیمار ہوا تو کسی نے کہا: "اب تم مر جاؤ گے۔" اس دیہاتی نے کہا: "پھر مجھے کہاں لے جایا جائے گا؟" لوگوں نے کہا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی جانب۔" اس نے کہا: "اس ذات کی جانب جانا کیوں پسند نہ کروں کہ بھلائی تو صرف اسی کی طرف سے ہے۔"

موت کے وقت قبر و آخرت کی آسانیاں بیان کرو:

حضرت سیِّدُنا مُعْتَمِر بن سُلَیْمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں کہ جب میرے والد صاحب کی موت کا

Go To Index

وقت قریب آیاتو انہوں نے فرمایا: اے مُعْتَمِر! میرے سامنے قبر وآخرت کی آسانیاں بیان کرو تا کہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملوں کہ اس کے متعلق میرا گمان اچھا ہو۔

اسی وجہ سے بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن اس بات کو مستحب جانتے تھے کہ موت کے وقت بندے کے اچھے اعمال ذکر کئے جائیں تا کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں اچھا گمان رکھ سکے۔

تیسری فصل: موت کے وقت کی حسرت کا زبان حال سے بیان

موت کا فِرشتہ کون ہے؟

حضرت سَیِّدُنا اَشْعَث بن اسلم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: موت کا فرشتہ جس کا اصل نام عزرائیل ہے اس کی دو آنکھیں ہیں ایک چہرے پر جبکہ دوسری گُدّی پر ہے، اس سے ایک مرتبہ حضرت سَیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے پوچھا: "اے مَلَکُ الموت! جب ایک شخص مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہو، زمین پر وبائی امراض پھیل گئے ہوں یا دو لشکر آپس میں لڑ رہے ہوں تو کس طرح لوگوں کی روح قبض کرتے ہو؟" انہوں نے کہا: "میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے روحوں کو پکارتا ہوں تو وہ میری ان دو انگلیوں میں سما جاتی ہیں۔" حضرت سَیِّدُنا اشعث بن اسلم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے سامنے زمین ایک تھال کی طرح پھیلا دی جاتی ہے اور وہ جس کی روح قبض کرنا چاہیں کر لیتے ہیں۔ مزید فرماتے ہیں کہ مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے ہی حضرت سَیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو "خلیلُ اللہ" کے منصب پر فائز ہونے کی خوش خبری دی تھی۔

مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس مرنے والوں کے نام:

حضرت سَیِّدُنا سُلَیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا: "کیا وجہ ہے کہ تم لوگوں کے درمیان برابری نہیں کرتے کہ کسی کی روح قبض کرتے ہو تو کسی کو چھوڑ دیتے ہو؟" عرض کی: "میں بھی زیادہ نہیں جانتا صرف اتنا معلوم ہے کہ مجھے چند اوراق دیئے جاتے ہیں جن میں مرنے والوں کے نام ہوتے ہیں۔"

فرمانبردار اور نافرمان کی آخری خواہش:

حضرت سَیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک بادشاہ نے سیر سپاٹے کا ارادہ کیا تو پہننے کے

Go To Index

لئے اچھے کپڑے منگوائے مگر پسند نہ آئے، دوسرے منگوائے مگر وہ بھی پسند نہ آئے آخر کار ایک لباس پسند کیا، اسی طرح سواری منگوائی مگر پسند نہ آئی، پھر کئی سواریاں لائی گئیں بالآخر بڑی مشکل سے ایک سواری پسند آئی، ابھی سوار ہوا ہی تھا کہ شیطان نے وسوسہ ڈال کر اسے غرور میں مبتلا کر دیا، پھر بادشاہ نے اپنے لشکر کے ساتھ چلنا شروع کیا اور غرور کے سبب لوگوں کی طرف بالکل نہ دیکھا، اچانک بادشاہ کے قریب ایک خَستہ حال شخص آیا اور اسے سلام کیا مگر بادشاہ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا، اس شخص نے سواری کی لگام پکڑ لی، بادشاہ نے کہا: لگام چھوڑو! تم بہت بڑا خطرہ مَول لے رہے ہو، اس شخص نے کہا: مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے، بادشاہ نے کہا: ابھی ٹھہر جاؤ! جب سواری سے اُتروں تو بتانا۔ اس نے کہا: "نہیں! ابھی بتاؤں گا۔" اور یہ کہہ کر لگام پر گرفت سخت کر دی۔ یہ دیکھ کر بادشاہ نے کہا: "کام بتاؤ؟" اس نے کہا: "راز کی بات ہے۔" بادشاہ نے اپنا سَر جھکایا تو اس شخص نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا: "میں مَلَکُ الموت ہوں۔" یہ سن کر بادشاہ کا رنگ اُڑ گیا، پھر ہَکلاتے ہوئے کہنے لگا: "مجھے کچھ دیر کے لئے چھوڑ دو تاکہ گھر والوں کے پاس جا کر کچھ ضروری کام نمٹاؤں اور انہیں اَلوداع کہہ سکوں۔" ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب تم کبھی اپنے گھر والوں اور مال و دولت کو نہیں دیکھ سکو گے۔" یہ کہہ کر اس کی روح قبض کی تو وہ ایک لکڑی کی طرح نیچے گر پڑا۔ اس کے بعد ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی ملاقات ایک مومن بندے سے ہوئی، آپ نے اسے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا پھر ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: "مجھے ایک ضروری کام ہے جو تمہارے کان میں بتاؤں گا۔" اس نے کہا: قریب آجائیں۔ آپ نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا: "میں ملک الموت ہوں۔" یہ سن کر مومن بندے نے کہا: "خوش آمدید! آپ نے کافی عرصہ انتظار کروایا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے روئے زمین پر آپ کی ملاقات سے زیادہ کسی کی ملاقات پسند نہ تھی۔" ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: "جس کام کے لئے نکلے ہو اسے پورا کر لو۔" اس نے کہا: میرے نزدیک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات سے زیادہ کوئی کام ضروری ہے نہ محبوب۔ ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: "کس حالت میں مرنا پسند کرو گے؟" مومن بندے نے کہا: کیا آپ کو اس کی اجازت ہے؟ کہا: "ہاں! مجھے یہی کہا گیا ہے۔" اس شخص نے کہا: "کچھ دیر ٹھہریئے! میں وضو کر کے نماز پڑھتا ہوں، آپ سجدے میں میری روح قبض کر لیجئے گا۔" پھر ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے سجدے کی حالت میں اس کی روح قبض کر لی۔

مرتے ہوئے مال دار کی حسرت:

حضرت سیّدُنا ابو بکر بن عبد اللہ مُزَنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے بہت سارا مال جمع کر رکھا تھا جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اپنی اولاد سے کہنے لگا: "مجھے میرا مختلف قسم کا مال دکھاؤ۔" چنانچہ غلام، اونٹ ، گھوڑوں اور دیگر سامان میں سے تھوڑا بہت سامان اس کے پاس لایا گیا۔ اس آدمی نے انہیں ایک نظر دیکھا اور حسرت کرتے ہوئے رونے لگا۔ ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے اسے روتے ہوئے دیکھا تو پوچھا: "اب کیوں رو رہا ہے؟ تجھے بے شمار نعمتیں دینے والے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب میں تیری روح کو جسم سے جدا کئے بغیر ہرگز یہاں سے نہیں جاسکتا۔" اس نے کہا: "یہ مال تقسیم کرنے کی مہلت ہی دے دو۔" ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: "ہرگز نہیں! مہلت کا وقت ختم ہو چکا ہے، موت آنے سے پہلے یہ کام کیوں نہ کیا؟" یہ کہہ کر اس کی روح قبض کرلی۔

دولت کی نصیحت:

منقول ہے کہ ایک شخص نے کافی ساری دولت جمع کی حتّٰی کہ ہر قسم کا مال اکٹھا کر لیا، پھر ایک محل بنایا جس کے دو مضبوط دروازے تھے، پھر ان پر چند پہرے دار بٹھادیئے، اس کے بعد خاندان والوں کو جمع کرکے ان کے لئے کھانے کا انتظام کیا، انہوں نے کھانا شروع کیا تو یہ خود تخت پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا، جب سب لوگ کھانے وغیرہ سے فارغ ہو گئے تو اپنے آپ سے کہنے لگا: "اے نفس! میں نے تیرے لئے کافی دولت جمع کرلی ہے اب تو کئی سال تک مزے اُڑا۔" ابھی یہ جملہ ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام ایک مسکین آدمی کی صورت میں ظاہر ہوئے کہ بدن پر دو بوسیدہ کپڑے اور گردن میں کشکول لٹکا تھا، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اتنی زور سے محل کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ وہ آدمی اپنے تخت پر بیٹھے بیٹھے ڈر گیا، غلام فوراً دروازے کی طرف بڑھے اور پوچھا: "کیا معاملہ ہے؟" ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: اپنے مالک کو بلاؤ۔ غلاموں نے کہا: "کیا ہمارا مالک تجھ جیسے شخص کے پاس بھی آسکتا ہے!" آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: ہاں! غلاموں نے اس آدمی کو جاکر بتایا تو وہ کہنے لگا: "تم نے اسے سزا کیوں نہ دی؟" اتنے میں ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے پہلے سے بھی زوردار آواز میں دروازہ کھٹکھٹا یا، پہرے دار فوراً دروازے کی جانب لپکے تو ملک الموت عَلَیْہِ

السَّلَام نے کہا: "مالک سے کہو کہ میں ملک الموت ہوں۔" جیسے ہی پہرے داروں نے یہ جملہ سنا تو ان پر گھبراہٹ طاری ہوگئی جبکہ اس آدمی پر رسوائی اور ڈر وخوف کے آثار نمودار ہوگئے، پھر غلاموں سے کہنے لگا: "ان سے نرمی سے بات کرو اور پوچھو کہ کیا کسی کو لینے آئے ہیں؟" اتنے میں ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام اندر آ گئے اور کہا: "تو اپنی دولت کے ساتھ جو کرنا چاہتا ہے کرلے، میں تیری روح لئے بغیر واپس نہ جاؤں گا۔" اس آدمی نے اپنے غلاموں سے کہا: ساری دولت میرے سامنے رکھ دی جائے، جب اس نے اپنی دولت دیکھی تو کہنے لگا: "اے دولت! اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر لعنت کرے تو نے ہی مجھے عبادت سے غافل رکھا تو نے ہی مجھے گوشہ نشینی اختیار کرنے سے روکے رکھا۔" اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے اسی وقت دولت نے بولنا شروع کیا: "مجھے کیوں بُرا کہتے ہو حالانکہ تم خود مجھے لے کر بادشاہوں کے پاس جایا کرتے اور نیک لوگوں کو دروازے سے ہی دُھتکار دیا کرتے تھے، میرے ہی ذریعہ عیش کوشیوں میں پڑے رہتے اور شاہی محفلوں میں بیٹھا کرتے تھے، مجھے بُرے کاموں میں خرچ کرتے تھے لیکن میں نے پھر بھی تمہارا ساتھ نہ چھوڑا اگر مجھے نیک کاموں میں خرچ کیا ہوتا تو فائدہ بھی ضرور پہنچاتی، ابن آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اب اس کی مرضی نیکی کے راستے پر چلے یا برائی کے راستے پر۔" پھر ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے اس آدمی کی روح قبض کر لی اور وہ نیچے گر گیا۔

دنیا کا مغرور ترین شخص:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے ایک مرتبہ دنیا کے مغرور ترین شخص کی روح قبض کی، پھر اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھے تو فرشتوں نے پوچھا: "آپ نے جن لوگوں کی روح قبض کی ان میں سب سے زیادہ رحم کس پر آیا؟" کہنے لگے: "مجھے جنگل بیابان میں ایک عورت کی روح قبض کرنے کا حکم ہوا، جب اس کے پاس آیا تو اس کے یہاں ایک بچہ پیدا ہو چکا تھا، مجھے اس عورت اور بچے دونوں پر رحم آیا کہ عورت خود تو مسافر ہے جبکہ بچہ ابھی چھوٹا ہے کہ یہاں اس کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں۔" فرشتوں نے کہا: "آپ عَلَیْہِ السَّلَام ابھی جس مغرور کی روح قبض کر کے لائے ہیں یہ اسی بچے کی روح ہے جس پر آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو رحم آیا تھا۔" یہ سن کر ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر عیب سے پاک ہے جس پر چاہے اپنا فضل فرمادے۔"

Go To Index

مرنے والوں کے نام رجسٹر میں:

حضرت سیِّدُنا عطابن یسار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: جب شعبان کی پندرھویں رات آتی ہے تو ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو ایک رجسٹر دیا جاتا ہے اور فرمایا جاتا ہے: "اس رجسٹر میں جس کا نام ہے اس سال اس کی روح قبض کرنی ہے۔" آپ مزید فرماتے ہیں: انسان درخت لگانے، گھر بنانے اور نکاح کرنے میں مصروف نظر آتا ہے حالانکہ اسے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ اس کا نام اس رجسٹر میں لکھا جاچکا ہے۔

ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کا روزانہ تین مرتبہ دیکھنا:

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کسی گھر کے افراد کو تین مرتبہ نہ دیکھتے ہوں، جسے دیکھتے ہیں کہ اس کا رزق پورا ہوچکا ہے اور موت کا وقت آچکا ہے تو اس کی روح قبض کرلیتے ہیں، پھر جب روح قبض کرتے ہیں تو اس کے گھر والے دھاڑیں مار کر رونا شروع کر دیتے ہیں، اس وقت ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام دروازے کے دونوں کواڑ پکڑ کر کہتے ہیں: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے اس میت کا رزق کھایا ہے نہ اس کی عمر ختم کی ہے اور نہ ہی مدت میں کچھ کمی کی ہے، میں تمہارے پاس بار بار آتا رہوں گا یہاں تک کہ کسی کو نہ چھوڑوں گا۔ حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی مزید فرماتے ہیں: اگر تم ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی جگہ دیکھ لو اور ان کی گفتگو سُن لو تو میت کو بھول کر اپنے آپ پر رونا شروع کر دو۔

حکایت: مغرور آدمی کا بُرا انجام

حضرت سیِّدُنا یزید رَقّاشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کا ایک انتہائی مغرور آدمی اپنے گھر میں کسی فرد کے ساتھ تنہائی میں تھا، اچانک اس نے دیکھا کہ کوئی دروازے سے اندر آیا ہے، گھبرا کر فوراً غصے سے بھڑک اٹھا اور پوچھنے لگا: تم کون ہو اور کس کی اجازت سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہو؟ آنے والے نے جواب دیا: میں گھر کے مالک کی اجازت سے داخل ہوا ہوں، میں وہ ہوں جسے اندر آنے کے لئے کوئی پہرے دار روک سکتا ہے نہ کسی بادشاہ کی اجازت درکار ہے اور نہ ہی کسی کا رُعب ودبدبہ مجھے خوف زدہ کرسکتا ہے، مجھ سے کوئی ضدی اور مغرور شخص پیچھا چھڑا سکتا ہے نہ کوئی سرکش شیطان بچ سکتا ہے۔ یہ سن کر اس مغرور آدمی کو انتہائی

Go To Index

ندامت ہوئی اور اس کے بدن پر کپکپی طاری ہوگئی یہاں تک کہ اوندھے منہ گر گیا، پھر اپنے سر کو اٹھا کر ذلت اور بھیک مانگنے والے انداز میں کہنے لگا: "اس کا مطلب ہے آپ مَلک الموت ہیں۔ کہا: میں ہی مَلک الموت ہوں۔ مغرور آدمی نے پوچھا: کیا آپ مجھے کچھ مہلت دے سکتے ہیں تا کہ میں توبہ تائب ہو سکوں۔ مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: ہر گز نہیں! تیری مدت ختم ہو چکی ہے، سانسوں کی گنتی پوری ہو چکی ہے، وقت پورا ہو چکا ہے اور اب تیرے پاس کوئی راستہ نہیں بچا۔ مغرور آدمی نے پھر پوچھا: آپ مجھے لے کر کہاں جائیں گے؟ کہا: تیرے اس عمل کی طرف جو تو نے آگے بھیجا ہے اور اس گھر کی طرف جو تو نے تیار کیا ہے۔ اس نے کہا: میں نے کوئی نیک عمل آگے بھیجا ہے نہ کوئی اچھا گھر تیار کیا ہے۔ ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: پھر تو جہنم کی وادی کی جانب لے جاؤں گا جو کہ گوشت کو بھون کر رکھ دیتی ہے۔ پھر آپ نے اس مغرور آدمی کی روح قبض کر لی اور وہ اپنے اہل خانہ کے درمیان گر پڑا اور سب نے رونا دھونا اور چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ حضرت سیِّدُنا یزید رَقّاشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی مزید فرماتے ہیں: اگر گھر والے اس کے بُرے انجام کو جان لیتے تو اور زیادہ روتے۔

موت ہر جگہ آکر رہے گی:

حضرت سیِّدُنا اَعْمَش، حضرت سیِّدُنا خَیْثَمَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام حضرت سیِّدُنا سُلَیمان عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس آئے اور آپ کے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص کو مسلسل دیکھتے رہے پھر باہر چلے گئے، اس شخص نے حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام سے پوچھا: یہ کون تھے؟ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: یہ ملک الموت تھے۔ اس نے کہا: میں نے ان کی طرف دیکھا تو وہ مجھے یوں دیکھ رہے تھے کہ جیسے مجھے ہی لینے آئے ہوں۔ حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: اب تم کیا چاہتے ہو؟ کہا: میں چاہتا ہوں کہ آپ ان سے مجھے بچا لیں اور ہَوا کو حکم دیں کہ وہ مجھے ہِند کے کسی دور دراز علاقہ میں پہنچا دے۔ حکم سنتے ہی ہَوا نے اسے وہیں پہنچا دیا۔ ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام جب دوبارہ آئے تو حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے پوچھا: تم میرے قریب بیٹھے شخص کو مسلسل کیوں دیکھ رہے تھے؟ ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا: مجھے اس پر حیرانگی ہو رہی تھی کہ مجھے حکم یہ ملا تھا کہ کچھ دیر بعد اس کی رُوح ہند کے دور دراز علاقہ میں قبض کروں حالانکہ وہ آپ کے پاس بیٹھا تھا۔

Go To Index

باب نمبر4: حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور خلفائے راشدین کی حیات طیّبہ کے آخری لمحات

(اس میں پانچ فصلیں ہیں)

پہلی فصل: حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے آخری لمحات

جان لو! سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرتِ مبارکہ کا ہر پہلو چاہے حیات ووفات کے اعتبار سے ہو یا قول وفعل کے اعتبار سے، غور وفکر کرنے والوں کے لئے نصیحت اور بصیرت کے طلب گاروں کے لئے سامانِ بصیرت ہے کیونکہ بارگاہِ الٰہی میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بڑھ کر کسی کا مقام ومرتبہ نہیں ہے، آپ خلیلُ اللہ ہیں تو حبیبُ اللہ بھی ہیں، صفیُّ اللہ ہیں تو نجیُّ اللہ بھی ہیں، نبیُّ اللہ ہیں تو رسولُ اللہ بھی ہیں۔ اب غور کرو! کیا وصالِ مبارک کے وقت مزید مہلت دی گئی؟ کیا ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے آجانے کے بعد مزید تاخیر کی گئی؟ یقیناً ایسا نہیں ہوا البتہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے روح قبض کرنے والے معزز فرشتے بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے اور آپ کے جسم اقدس سے پاکیزہ روح لے کر نہایت ہی عزت واحترام کے ساتھ دریائے رحمت اور رضائے الٰہی کی جلوہ گاہ کی جانب بڑھے بلکہ روحِ مُبارَکہ کو قربِ الٰہی کے خاص مقام میں منتقل کیا، ان تمام اعزاز وانعامات کے باوجود آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر بے چینی اور تکلیف کے آثار نمودار ہوئے تو بے قراری میں اضافہ ہوا اور زبان اقدس پر آسانی کی دعا جاری ہوئی، چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہوا اور پیشانی اقدس پر پسینے کے قطرے بھی نمودار ہوئے، اسی طرح ہاتھ مبارک کبھی کھلتے تو کبھی بند ہوتے رہے یہاں تک کہ وہاں موجود ہر شخص کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور اس منظر کو دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اب اس بارے میں کیا خیال ہے کہ کیا مَنْصَبِ نبوت نے تقدیر کے اٹل فیصلے کو ٹال دیا؟ کیا ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے اس معاملہ میں خاندانِ نبوت کی رعایت رکھی؟ کیا ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے اس وجہ سے نرمی کی کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دِیْنِ حق کے مددگار اور مخلوق کو خوش خبری اور ڈر سنانے کے منصب پر فائز ہیں؟ یقیناً ایسا نہیں ہوا بلکہ مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ السَّلَام کو جس کام کا حکم دیا گیا اسے بجالائے اور جو لوحِ محفوظ پر لکھا تھا اس پر عمل کیا۔

یہ اس ذاتِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آخری لمحات ہیں جو بار گاہِ الٰہی میں مقامِ محمود کے منصب پر فائز ہیں، جو سب سے پہلے قبرِ انور سے باہر تشریف لائیں گے، جو قیامت کے دن شفاعت فرمائیں گے اور حوضِ کوثر پر اُمَنڈ آنے والوں کو سیر اب کریں گے جبکہ حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ ہم ان معاملات سے عبرت اور نصیحت نہیں پکڑتے اور جن حالات سے گزریں گے ان پر ذرا بھی بھروسا نہیں کرتے بلکہ ہم تو خواہشات کے قیدی، برائیوں اور گناہوں کے ہم نشین ہو چکے ہیں، ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن، اِمَامُ الْمُتَّقِیْن، حبیبِ رَبِّ الْعَالَمِین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر گزرنے والے آخری لمحات سن کر بھی وعظ و نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ کیا ہمارا یہ گمان ہے کہ ہم دنیا میں ہمیشہ رہیں گے یا ہمارا یہ خیال ہے کہ برائیوں میں ملوث رہنے کے باوجود بار گاہِ الٰہی میں بلند مقام پر فائز ہیں؟ ہر گز نہیں! ہر گز نہیں! بلکہ یہ یقین کرنا چاہئے کہ ہم سب کو جہنم کی آگ پر پیش کیا جائے گا اور پھر نجات وہی پائے گا جو متقی و پرہیز گار ہو گا، ہمیں آگ پر سے گزارے جانے کا یقین ہے مگر واپس لوٹ آنے کا یقین نہیں اور اگر یقین کرنا بھی چاہیں تو بھی نہیں آسکتا کیونکہ ہم گناہ کر کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر چکے ہیں اور غالب گمان رکھ کر انتظار کرنے والوں کی طرح ہو گئے ہیں، **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! ہمارا شمار پرہیز گاروں میں بالکل نہیں ہوتا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿۷۱﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾ (پ۱۶، مریم: ۷۱، ۷۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے ربّ کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے پھر ہم ڈر والوں کو بچا لیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے۔

لہٰذا ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے اوپر خود غور و فکر کرلے کہ وہ ظالموں کے زیادہ قریب ہے یا پرہیز گاروں کے۔

غور وفکر کرنے کا طریقہ:

بزرگانِ دین کی سیرتِ مبارکہ پر غور کرو پھر اپنے آپ پر غور کرو کہ انہیں نیکیوں کی توفیق تھی پھر بھی خوف زدہ رہا کرتے، اب پیارے آقا محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آخری لمحات کی جانب دیکھو کہ ان کے ساتھ جو معاملہ بھی ہوا وہ یقینی تھا حالانکہ حضور تمام نبیوں کے سر دار ہیں، تمام پرہیز گاروں کے راہ نما

Go To Index

ہیں، اب اس بات سے نصیحت حاصل کرو کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بے چینی کس طرح تھی اور جنت کی جانب منتقل ہونے کا معاملہ کس قدر سخت تھا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ہم اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے حجرۂ مبارکہ میں اس وقت داخل ہوئے جب جدائی کے لمحات قریب تھے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہماری جانب توجہ فرمائی تو چشمانِ اقدس سے آنسو بہہ نکلے، پھر فرمایا: ”خوش آمدید! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں زندگی دے، تمہاری حفاظت فرمائے، تمہاری مدد فرمائے، میں تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہنے کی نصیحت کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر مہربان رہے، میں تمہیں واضح ڈر سنانے والا ہوں تاکہ تم حکومتی اور عوامی معاملات میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہ کر بیٹھو، موت کا وقت قریب آچکا ہے پھر بار گاہِ الٰہی کی جانب، سدرۃُ المنتہٰی کی جانب، جنت الماْوٰی کی جانب اور حوضِ کوثر سے لبریز پیالوں کی جانب جانا ہے، تم سب پر اور ان پر جو میرے بعد تمہارے دین میں داخل ہوں میری طرف سے اَلسَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللہ۔“[352]

اُمتِ محمدیہ رسوا نہ ہوگی:

مروی ہے کہ حضور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے وصال شریف کے وقت حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام سے پوچھا: ”میرے بعد میری امت کے لئے کون ہو گا؟“ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کی جانب وحی فرمائی: ”میرے حبیب کو خوش خبری دو کہ میں آپ کو آپ کی امت کے معاملہ میں رسوا نہیں کروں گا، یہ خوش خبری بھی دو کہ جب لوگوں کو ان کی قبروں سے نکالا جائے گا تو سب سے پہلے نکلنے والے آپ ہوں گے پھر جب سب لوگ میدانِ محشر میں جمع ہو جائیں گے تو آپ ان سب کے سردار ہوں گے اور جب تک آپ کی اُمت جنت میں داخل نہ ہو جائے تب تک دیگر اُمتوں پر جنت حرام ہے۔“ یہ سن کر رحیم وکریم آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں۔“[353]

352... الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر ما اوصی به رسول الله...الخ، ۲ / ۱۹۷

مسند البزار، مسند عبد الله بن مسعود، ۵ / ۳۹۴، حدیث: ۲۰۲۸

353... المعجم الکبیر، ۳ / ۶۳، حدیث: ۲۶۷۶

Go To Index

حضور کا سب سے زیادہ ساتھ دینے والے صحابی:

اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں: پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ مجھ پر سات مختلف کنوؤں سے سات مشکیزے پانی بہاؤ۔ ہم نے ایسا ہی کیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سکون محسوس کیا پھر باہر تشریف لائے، لوگوں کو نماز پڑھائی اور شہدائے اُحد کے لئے دعائے مغفرت کی پھر انصار صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے حق میں وصیت کرتے ہوئے فرمایا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا کے بعد! اے گروہِ مہاجرین! تمہاری تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے جبکہ انصار صحابہ آج جس قدر موجود ہیں ان میں اضافہ نہ ہو گا کیونکہ انصار میرے وہ خاص لوگ ہیں جن کے پاس میں نے قیام کیا، ان کی اچھائیوں پر ان کی تعظیم کرنا جبکہ غلطیوں کو معاف کرنا۔" پھر فرمایا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دنیا و آخرت کے معاملہ میں ایک بندے کو اختیار دیا تو اس نے آخرت کو پسند کیا۔"[354] یہ سن کر حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رونے لگے اور سمجھ گئے کہ آپ نے یہ جملہ خود اپنے بارے میں ارشاد فرمایا ہے، حضور نبیّ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! صبر کرو۔ پھر فرمایا: ابو بکر کے دروازے کے علاوہ مسجد کی جانب کھلنے والے تمام دروازے بند کر دو کیونکہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو میرا ساتھ دینے میں ابو بکر سے افضل ہو۔[355]

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وقتِ وصال مسواک فرمائی:

اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں: حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے گھر میں میری باری والے دن میرے سینے اور گردن کے درمیان وصال فرمایا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان لمحات میں میرے اور آپ کے لعابِ مُبارَک کو جمع فرمایا وہ اس طرح کہ میرے بھائی عبد الرحمٰن میرے پاس آئے تو ان کے ہاتھ میں مسواک تھی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسواک کی جانب دیکھنے لگے، میں سمجھ

354... تاریخ مدینۃ دمشق، الرقم: ۳۳۹۸ابوبکر الصدیق خلیفۃ رسول اللہ، ۳۰ / ۲۵۶

بخاری، کتاب الصلاۃ، باب الخوخۃ والممر فی المسجد، ۱ / ۱۷۷، حدیث: ۴۶۶

355... سنن الدارمی، المقدمۃ، باب فی وفاۃ النبی، ۱ / ۵۱، حدیث: ۸۱

Go To Index

گئی کہ آپ اسے پسند فرما رہے ہیں لہٰذا میں نے پوچھا: "میں اسے آپ کے لئے لوں؟" آپ نے سر کے اشارے سے "ہاں" فرمایا، میں نے مسواک بارگاہِ رسالت میں پیش کر دی جسے آپ نے اپنے دَہن مبارک میں داخل فرمایا مگر سخت محسوس ہوئی تو میں نے عرض کی: "میں آپ کے لئے اسے نرم کر دوں؟" سَر کے اشارہ سے "ہاں" فرمایا، پھر میں نے مسواک کو نرم کر دیا، آپ کے سامنے پانی کا ایک چھوٹا ڈول رکھا تھا جس میں آپ نے اپنا ہاتھ مبارک داخل کیا اور فرمایا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، بے شک! موت کی سختیاں ضرور ہیں۔" پھر اپنے ہاتھ مبارک بلند کرتے ہوئے فرمایا: "اَلرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی اَلرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی یعنی میں نے اوپر کے ساتھی قبول کئے، اوپر کے ساتھی قبول کئے۔" حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اب ہمیں اختیار نہیں کریں گے۔[356]

سیّدِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا آخری خطبہ:

حضرت سیِّدُنا سعید بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد صاحب سے روایت کرتے ہیں: جب انصار صحابۂ کرام نے دیکھا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مرض میں اضافہ ہو چکا ہے تو انہوں نے مسجد کے آس پاس چکر کاٹنا شروع کر دیئے، حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حجرۂ مبارکہ میں داخل ہوئے اور خبر دی کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان موجود ہیں اور فکر مند ہیں، پھر حضرت سیِّدُنا فضل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ داخل ہوئے اور اسی طرح کی خبر دی، اس کے بعد حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بھی یہی خبر لے کر آئے تو بے کسوں کے مددگار، آقائے بے مثال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا ہاتھ پھیلا کر فرمایا: "اسے پکڑو۔" وہاں موجود لوگوں نے اسے تھام لیا۔ پھر فرمایا: "تم لوگ کیا کہتے ہو؟" لوگوں نے عرض کی: "ہمیں ڈر ہے کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔" اس وقت بارگاہِ رسالت میں مردوں کے جمع ہونے کی وجہ سے عورتوں نے چیخنا شروع کر دیا۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اٹھے اور باہر تشریف لائے اس وقت حالَتِ مُبارَکہ یوں تھی کہ حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی اور حضرت سیِّدُنا فضل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے کاندھوں

356... بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاته، ۳/ ۱۵۷، ۱۵۸، حدیث: ۴۴۴۹، ۴۴۵۱

بخاری، کتاب المغازی، باب آخر ما تکلم به النبی، ۳/ ۱۶۰، حدیث: ۴۴۶۳

Go To Index

پر سہارا لئے ہوئے تھے جبکہ حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آگے آگے تھے، سرِ مُبارَک پر پٹی بندھی تھی جبکہ پاؤں مبارک زمین سے ٹکرا رہے تھے، پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبر کی سب سے نیچے والی سیڑھی پر بیٹھ گئے اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان آپ کے آس پاس جمع ہو گئے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: اے لوگو! مجھے خبر ملی ہے کہ تمہیں میرے وصال کا ڈر ہے اس کا مطلب ہے کہ تمہیں موت سے نفرت ہے اور تم میرے وصال کا انکار کر بھی کیسے سکتے ہو، کیا ایسا ہے کہ میرے وصال کی خبر نہ دی گئی ہو اور صرف تمہاری موت کی خبریں دی گئی ہوں؟ کیا مجھ سے پہلے کوئی نبی ہمیشہ رہے کہ میں بھی تمہارے درمیان ہمیشہ رہوں گا؟ سن لو! میں اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے جاملوں گا اور تم بھی اس سے جاملو گے، میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم مہاجرین صحابہ کے ساتھ بھلائی کرنا اور مہاجرین صحابہ کو بھی وصیت کرتا ہوں کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کریں، **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: **وَ الْعَصْرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾** (پ۳۰، العصر: ۱ تا ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اس زمانہ محبوب کی قسم بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

بے شک تمام معاملات **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کے حکم سے ہوتے ہیں ایسا نہ ہو کہ کسی معاملے کی تاخیر تمہیں جلدی مچانے پر اُبھار دے کیونکہ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کسی جلدی مچانے والے کی وجہ سے جلدی نہیں کرتا اور جو **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ پر غالب آنا چاہتا ہے **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ اسے مغلوب کر دیتا ہے اور جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو فریب دینا چاہتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے غافل کر کے مارے گا، اگر تمہیں حکومت مل جائے تو کیا تم زمین میں فساد مچاؤ گے اور رشتے داروں سے تعلقات ختم کر دو گے؟ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ انصار صحابہ کے ساتھ بھی بھلائی کرنا، انہوں نے تم سے پہلے ہی یہاں گھر بنایا اور اپنے ایمان کو پختہ کیا، کیا اپنے باغات میں تمہیں حصہ دار نہ بنایا؟ کیا اپنے گھر تم پر کشادہ نہ کئے؟ کیا شدید محتاجی کے باوجود اپنی جانوں پر تمہیں ترجیح نہ دی؟ سن لو! جسے دو شخصوں کے درمیان فیصلے کے لئے مقرر کیا جائے تو اسے چاہئے کہ ان کی اچھائیوں کو قبول کرے اور برائیوں سے درگزر کرے، سن لو! تم دوسروں

Go To Index

پر اپنے آپ کو ترجیح نہ دینا، سنو! میں پہلے پہنچنے والا ہوں اور تم مجھ سے آملو گے اور بے شک تم سے ملاقات کے وعدے کی جگہ حوض ہے، یہ میرا حوض ہے جس کی چوڑائی ملک شام کے "بصرٰی"(ایک شہر کا نام) اور ملک یمن کے "صنعا"(ایک شہر کا نام) کے درمیانی فاصلے سے زیادہ ہے، اس میں جنت کی نہر کوثر کا ایک پرنالہ گرتا ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، مکھن سے زیادہ ملائم اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، جو اسے پئے گا کبھی پیاسا نہ ہو گا، اس کی کنکریاں موتی کی جبکہ مٹی مشک کی ہے، کل بروزِ قیامت جو اس جگہ سے محروم رہے گا وہ ہر قسم کی بھلائی سے محروم رہے گا، سن لو! جو یہ چاہتا ہے کہ کل بروزِ قیامت میرے پاس پہنچ جائے اسے چاہئے کہ اپنی زبان اور ہاتھوں کو غیر ضروری باتوں اور کاموں سے روکے رکھے۔ حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: یانبیَّ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! قریش کے بارے میں بھی کچھ وصیت کر دیجئے۔ ارشاد فرمایا: میں اس معاملہ کی قریش کو وصیت کرتا ہوں، سب لوگ قریش کی پیروی میں ہیں نیکوکار نیکوں کی پیروی کریں گے تو گناہ گار گناہ گاروں کی پیروی کریں گے، اے آلِ قریش! تم لوگوں کے ساتھ بھلائی چاہنا، اے لوگو! گناہ نعمتوں کو بدل دیتے ہیں اور انعامات میں کمی لاتے ہیں، جب لوگ نیکیاں کریں گے تو حکمران بھی نیک ہوں گے اور جب گناہ کریں گے تو حکمران بھی ان کے حقوق پورے نہیں کریں گے۔ فرمانِ باری تعالٰی ہے:

وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ۠(۱۲۹) (پ۸،الانعام:۱۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یونہی ہم ظالموں میں ایک کو دوسرے پر مسلّط کرتے ہیں بدلہ ان کے کئے کا۔[357]

وصالِ ظاہری کے وقت حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نصیحت:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رحمَتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: "اے ابو بکر! مانگو۔" انہوں نے عرض کی: "یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا وقتِ رُخصت قریب آچکا ہے؟" ارشاد فرمایا: قریب آچکا ہے بہت قریب آچکا ہے۔ عرض کی: "یانبیَّ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جو کچھ بارگاہِ الٰہی میں آپ کے لئے انعامات ہیں وہ مبارک ہوں، کاش! پلٹنے کی جگہ کے بارے میں کچھ علم ہو جائے۔" ارشاد فرمایا: بارگاہِ الٰہی

357… کتاب الفجر المنیر فی الصلاۃ علی البشیر النذیر، الباب الثانی عشر، ص۳۰۵، ۳۰۶

Go To Index

میں حاضر ہونا ہے، سدرۃُ المنتہٰی کی جانب جانا ہے پھر جنت الماوٰی اور جنت الفردوس کی جانب جانا ہے، حوض کوثر سے لبریز جام کی جانب جانا ہے اور رفیقِ اعلٰی کی جانب جانا ہے، خوش نصیبی اور خوشگوار زندگی کی جانب جانا ہے۔ عرض کی: "یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کو غسل کون دے؟" ارشاد فرمایا: اہلِ بیت سے جو مرد زیادہ قریب ہو وہی حق دار ہے۔ عرض کی: "کن کپڑوں میں آپ کو کفن دیں؟" ارشاد فرمایا: میرے انہی کپڑوں میں یا یمنی جوڑے میں یا پھر سفید مصری لباس میں۔ عرض کی: "نمازِ جنازہ کس طرح پڑھی جائے؟" یہ پوچھ کر حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ہم سب رونے لگے۔ یہ دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا: "صبر سے کام لو! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری مغفرت فرمائے اور میری جانب سے تمہیں اچھا بدلہ دے، جب میرے غسل اور کفن سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اسی حجرے میں قبر کے قریب چارپائی پر رکھ دینا پھر کچھ دیر کے لئے باہر چلے جانا سب سے پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھ پر درود بھیجے گا کہ فرمان باری تعالٰی ہے: هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓىٕكَتُهٗ (پ۲۲، الاحزاب:۴۳)

ترجمۂ کنزالایمان: وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے۔

پھر فرشتوں کو مجھ پر درود بھیجنے کا حکم فرمائے گا، مخلوق میں سب سے پہلے حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام میرے پاس آئیں گے اور درود بھیجیں گے پھر حضرت میکائیل پھر حضرت اسرافیل عَلَیْہِمَا السَّلَام اور پھر حضرت مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام بہت بڑے لشکر کے ساتھ آئیں گے، اس کے بعد تمام فرشتے آئیں گے پھر تم لوگ گروہ در گروہ اندر داخل ہونا اور خوب درود وسلام پڑھنا، شور شرابا کرکے اور رو دھو کر مجھے تکلیف نہ پہنچنے دینا، (درود وسلام پڑھنے کی ترتیب یوں ہو کہ) مَردوں میں امام اور اہلِ بیت میں سب سے قریب شخص ابتدا کرے پھر عورتوں کا گروہ آئے اور ان کے بعد بچوں کا گروہ۔" عرض کی: "قبر انور میں اُتارنے کی سعادت کون حاصل کرے؟" ارشاد فرمایا: "اہلِ بیت سے جو لوگ زیادہ قریب ہوں وہی حقدار ہیں اور ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت بھی ہو گی وہ تمہیں دیکھیں گے مگر تم انہیں نہیں دیکھ سکو گے۔" پھر فرمایا: اٹھو! اور میری جانب سے میرے بعد والوں تک دین کا پیغام پہنچا دو۔ (358)

358... الطبقات الکبری، ذکر ما اوصی بہ رسول اللہ... الخ، ۲/ ۱۹۷ ...... مسند البزار، مسند عبد اللہ بن مسعود، ۵/ ۳۹۴، حدیث:۲۰۲۸

Go To Index

ابوبکر کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھائیں:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن زَمْعَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے: ماہِ ربیع الاوّل کے شروع میں حضرت سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آئے اور نماز کے لئے اذان دی، حضور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔" حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن زمعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں یہ حکم سن کر باہر نکلا تو دروازے کے آس پاس چند لوگوں کو دیکھا جن میں حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تو موجود تھے مگر حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نہ تھے لہٰذا میں نے کہا: اے عمر! کھڑے ہو جائیے اور نماز پڑھائیے۔ حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی، آپ کی آواز بلند تھی لہٰذا نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی تکبیر کی آواز سنی تو ارشاد فرمایا: "ابو بکر کہاں ہیں؟ کسی دوسرے کی امامت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پسند کرے گا نہ لوگ۔"[359] پھر حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین مرتبہ یہی فرمایا: "ابو بکر کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھائیں۔" یہ سن کر حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی: "یا رسولَ **اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ابو بکر نرم دل آدمی ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو بہت زیادہ روئیں گے۔" ارشاد فرمایا: "تم حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی ساتھ والیاں ہو، ابو بکر کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھائیں۔"[360] راوی کہتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نماز پڑھانے کے بعد پھر حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نماز پڑھاتے رہے مگر اس واقعہ کے بعد حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن زَمْعَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: تمہاری خرابی ہو تم نے مجھے کس مصیبت میں پھنسا دیا تھا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر مجھے یہ گمان نہ ہوتا کہ اس کا حکم تمہیں حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیا ہے تو کبھی نماز نہ پڑھاتا۔ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن زمعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواباً عرض کی: اس وقت مجھے آپ سے بہتر کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔[361]

359... سنن ابی داود، کتاب السنة، باب فی استخلاف ابی بکر، ۴/ ۲۸۳، حدیث: ۴۶۶۰

360... بخاری، کتاب الاذان، باب اهل العلم والفضل احق بالامامة، ۱/ ۲۴۳، حدیث: ۶۸۲

361... المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الکوفیین، حدیث عبد الله بن زمعة، ۶/ ۴۸۵، حدیث: ۱۸۹۲۸

Go To Index

سیِّدہ عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا کا اپنے قول کی خودوضاحت فرمانا:

ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُناعائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہَا فرماتی ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کو امامت سے روکنے کی وجہ یہی تھی کہ وہ دنیا سے بے رغبت رہتے تھے جبکہ اقتدار میں ہلاکت اور خطرات ہوتے ہیں، **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ جس کی حفاظت فرمائے وہی بچ سکتا ہے نیز یہ بھی ڈر تھا کہ لوگ کبھی یہ بات پسند نہیں کریں گے کہ کوئی شخص رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ طیبّہ میں ان کی جگہ کھڑا ہو سوائے اس شخص کے جسے **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ چاہے کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے حسد کرنے لگیں اور بغاوت پر اُتر آئیں اور اسے بُرا شگون سمجھیں مگر چونکہ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کا یہی حکم اور فیصلہ تھا، لہٰذا اس نے حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کو دین و دنیا کے معاملے میں اس سے محفوظ رکھا جس کا مجھے خوف تھا۔

ملک الموت عَلَیۡہِ السَّلَام کا اجازت طلب کرکے داخل ہونا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُناعائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہَا فرماتی ہیں: میرے سر تاج، صاحِبِ معراج صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جس دن نے دنیا سے پردہ فرمایا اس دن کی صبح لوگوں نے آپ کی طبیعت مبارکہ میں کچھ بہتری دیکھی تو خوشی خوشی اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے اور دیگر ضروری کاموں میں مصروف ہو گئے، اب بار گاہِ رسالت میں صرف عورتیں حاضر تھیں، اس دوران ہم جو امید اور خوشی محسوس کر رہے تھے وہ اس سے پہلے نہ تھی کہ اچانک پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "تم سب یہاں سے چلی جاؤ فرشتہ مجھ سے اندر آنے کی اجازت طلب کر رہا ہے۔" اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہَا فرماتی ہیں کہ میرے علاوہ تمام عورتیں حجرۂ مبارکہ سے چلی گئیں کیونکہ سرِ انور میری گود میں تھا، جب آپ اٹھ کر بیٹھے تو میں حجرے کے کونے میں چلی گئی، پھر آپ فرشتہ کے ساتھ کافی دیر تک سرگوشی فرماتے رہے، اس کے بعد مجھے بلایا اور سرِ انور میری گود میں رکھ کر عورتوں سے ارشاد فرمایا: "اندر آجاؤ۔" فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: "کیا یہ حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیۡہِ السَّلَام کی آہٹ تھی؟" ارشاد فرمایا: اے عائشہ! یہ مَلَکُ الموت عَلَیۡہِ السَّلَام تھے جو میرے پاس آکر کہہ رہے تھے کہ "**اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے مجھے بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ آپ کی اجازت کے بغیر اندر مَت جاؤں اگر آپ کی اجازت نہ ملتی تو واپس ہو جاتا اب اجازت ملی ہے تو اندر داخل ہوا ہوں اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ آپ کی اجازت کے بغیر روح قبض نہ

Go To Index

کروں اب آپ کا کیا حکم ہے؟"میں نے کہا:"یہ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کے آنے کا وقت ہے جب تک وہ نہ آجائیں تب تک ٹھہرے رہو۔" حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ہمارے سامنے وہ معاملہ آچکا تھا کہ جس کا ہمارے پاس کوئی جواب تھا نہ کوئی رائے، ہم گُم صُم ہو کر رہ گئے تھے جیسے کسی بہت بڑی مصیبت میں پھنس چکے ہوں اور اسے دور نہ کر سکتے ہوں، گھر کا کوئی فرد بات نہیں کر پارہا تھا کیونکہ معاملہ ہی ایسا نازک اور اہم تھا کہ جس کی ہیبت ہمارے دلوں میں بیٹھ گئی تھی۔ مزید فرماتی ہیں: اسی وقت حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر سلام پیش کیا۔ میں نے ان کی آہٹ محسوس کر لی، لہٰذا تمام گھر والے باہر نکل گئے۔ پھر حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام گھر میں داخل ہوئے اور عرض کی: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ حالانکہ اسے معلوم ہے کہ آپ کیا محسوس کر رہے ہیں لیکن وہ چاہتا ہے کہ آپ کے اعزاز واکرام میں اضافہ ہو اور مخلوق کے نزدیک آپ کا اعزاز واکرام کامل ہو جائے اور مزاج پُرسی کا یہ طریقہ اُمت میں رائج ہو جائے۔ حضور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں درد محسوس کر رہا ہوں۔ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: آپ کو مبارک ہو! کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو اس مقام تک پہنچانا چاہتا ہے جو اس نے آپ کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ ارشاد فرمایا: اے جبرائیل! ملک الموت نے مجھ سے میری روح قبض کرنے کی اجازت مانگی ہے اور پھر پورا واقعہ کہہ سنایا۔ حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کا ربّ عَزَّوَجَلَّ آپ کا مشتاق ہے کیا ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے یہ بات نہیں بتائی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر اعزاز واکرام کا ارادہ رکھتا ہے؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ملک الموت نے کبھی کسی سے اجازت مانگی ہے نہ کبھی مانگیں گے وجہ صرف یہی ہے کہ وہ آپ کے اعزاز کو کامل کرنا چاہتا ہے اور اعزاز کامل اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ وہ آپ کا مشتاق ہو۔[362] پھر نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا: جب تک ملک الموت نہ آجائیں تب تک آپ یہاں سے مت جانا۔

اس کے بعد عورتوں کو اندر آنے کی اجازت عطا فرمائی پھر حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا: اے فاطمہ! میرے پاس آؤ۔ جب وہ قریب آکر جھکیں تو آپ نے ان سے کچھ سرگوشی فرمائی، جب انہوں

362... الطبقات الکبری، ذکر وفاۃ رسول اللہ، ۲/۱۹۹، بتغیر قلیل

Go To Index

نے اپنا سر اٹھایا تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور کسی سے بات کرنے کی ہمت نہ تھی، پھر دوبارہ انہی سے ارشاد فرمایا: اپنا سر میرے قریب لاؤ۔ جب دوبارہ جھکیں تو آپ نے ایک بار پھر سرگوشی فرمائی مگر اس مرتبہ جب اپنا سر اٹھایا تو اتنا مسکرا رہی تھیں کہ کسی سے بات کرنے کی ہمت نہ تھی۔ ان کی اس بات پر مجھے حیرانگی ہوئی لہٰذا میں نے بعد میں اس کے متعلق پوچھا تو کہنے لگیں: اس وقت حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا تھا: ”میں آج وصال کر جاؤں گا۔“ یہ سن کر میں رونے لگی، پھر دوبارہ فرمایا: ”میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی ہے کہ گھر والوں میں سب سے پہلے تمہیں مجھ سے ملوائے اور سب سے پہلے تمہیں میرا ساتھ نصیب کرے۔“ یہ سن کر میں مسکرانے لگی۔[363]

سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کی بارگاہِ رسالت میں آخری حاضری:

اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے مزید فرماتی ہیں: پھر حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے اپنی صاحبزادی اُمِّ کُلثُوم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب کیا تو آپ نے انہیں سونگھا، اس کے بعد ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام آئے، سلام کیا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، اجازت ملنے پر عرض کی: یا محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا: مجھے اب میرے ربّ سے ملا دو۔ عرض کی: ”ضرور ملیں گے اور آج کے دن ہی ملیں گے کہ آپ کا ربّ عَزَّوَجَلَّ آپ کا مشتاق ہے کہ اس کی رحمت اتنی بار کسی کی جانب متوجہ نہیں ہوئی جتنی بار آپ کی جانب متوجہ ہوئی ہے اور نہ ہی مجھے کسی کی روح قبض کرنے سے روکا ہے سوائے آپ کے کہ یہ کام آپ کی اجازت سے ہو گا اور اب وہ گھڑی آپ کے سامنے ہے۔“ یہ کہہ کر باہر چلے گئے پھر حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ پر سلام ہو، احکامِ الٰہی لے کر آخری مرتبہ زمین پر اترا ہوں کیونکہ اب وحی کو لپیٹ دیا گیا ہے اور دنیا کو سمیٹ دیا گیا ہے اب دنیا میں میرا کوئی کام نہیں صرف یہی کام باقی رہ گیا ہے کہ آج آپ کی بارگاہ میں حاضری دوں اس کے بعد اپنی جگہ پر ٹھہرا رہوں گا۔[364]

363... السنن الکبری للنسائی، کتاب عشرۃ النساء، باب قبلۃ ذی محرم، ۵ / ۳۹۱، حدیث: ۹۲۳۶

364... المعجم الکبیر، ۳ / ۱۲۹، حدیث: ۲۸۹۰

Go To Index

پیشانی مبارکہ پر بکثرت پسینہ:

حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: قسم ہے اس ذات کی جس نے آقائے دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! گھر میں کسی کو بولنے کی تاب نہ تھی کہ مرد حضرات تک یہ خبر پہنچا سکے کیونکہ جو کچھ سنا تھا وہ بہت بڑا معاملہ تھا جس نے ہمیں خوف وہراس میں مبتلا کر دیا تھا، پھر میں نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جانب بڑھی اور سرِ انور اپنے سینے پر رکھ لیا اور آپ کا سینہ مبارک تھام لیا، پھر آپ پر غشی طاری ہو گئی اور پیشانی مبارکہ پر پسینے کے اتنے قطرے نمودار ہوئے کہ میں نے پہلے کبھی کسی کے نہ دیکھے تھے، میں نے انہیں صاف کرنا شروع کیا تو ایسی خوشبو آئی جو پہلے کبھی نہ سونگھی تھی پھر جب کچھ افاقہ ہوا تو میں نے عرض کی: "میرے ماں باپ میرے گھر والے بلکہ میری جان آپ پر فدا، آپ کی پیشانی مبارکہ پسینے سے اتنی تَربَتَر کیوں ہے؟" ارشاد فرمایا: "اے عائشہ! مومن کی جان پسینے کے ذریعہ نکلتی ہے جبکہ کافر کی جان گدھے کے سانس کی طرح اس کے منہ کے کناروں سے نکلتی ہے۔"[365]

وصال شریف کے وقت فرشتے مددگار تھے:

فرماتی ہیں: اس وقت ہم ڈر چکے تھے پھر ہم نے کسی کو مَردوں کی جانب دوڑایا، سب سے پہلے آنے والے میرے بھائی عبد الرحمٰن بن ابو بکر تھے جنہیں میرے والد صاحب نے معاملہ کی نزاکت دیکھنے کے لئے ہماری جانب بھیجا تھا مگر ان کے آنے سے پہلے ہی آپ کا وصال ہو گیا تھا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمام مَردوں کو اس وقت روکے رکھا کیونکہ اس وقت حضرت سیِّدُنا جبرائیل اور حضرت سیِّدُنا میکائیل عَلَیْہِمَا السَّلَام آپ کے مددگار تھے۔

وصال شریف کے وقت نماز کی وصیت:

مزید فرماتی ہیں: جب بھی غشی طاری ہوتی تو یہی الفاظ زبان مبارک پر ہوتے "بَلِ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی یعنی اوپر کے ساتھی قبول کئے۔" گویا آپ کو بار بار اختیار دیا جا رہا تھا[366] اور جب گفتگو کی طاقت ہوتی تو فرماتے: "نماز کی

365... سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی تشدید عند الموت، ۲/۲۹۵، حدیث:۹۸۲، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ

المصنف لعبد الرزاق، کتاب الجنائز، باب العرق للمریض، ۳/۳۹۹، حدیث:۶۸۰۲، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ

366... المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عایشۃ، ۱۰/۱۴۳، حدیث:۲۶۴۰۶

Go To Index

پابندی کرنا! نماز کی پابندی کرنا![367] جب تک اکٹھے ہو کر نماز پڑھتے رہو گے تب تک تمہاری صفوں میں اتحاد قائم رہے گا، نماز کی پابندی کرنا! نماز کی پابندی کرنا" یعنی نماز کی وصیت فرمائی اور یہی کہتے ہوئے اس دنیا سے (ظاہری) پردہ فرمالیا۔

وصال شریف کا دن اور وقت:

اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال شریف پیر کے دن دوپہر اور چاشت کے درمیانی وقت میں ہوا تھا۔[368]

خاتونِ جنت حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ زَہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے پیر کے دن کیا پایا؟ اس دن امت پر کوئی نہ کوئی بڑی مصیبت آتی رہے گی۔ اسی طرح کا قول حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ کُلْثُوم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے بھی منقول ہے جو انہوں نے اپنے والد حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی شہادت والے دن فرمایا تھا: میں نے پیر کے دن کیا پایا؟ اس دن سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال ہوا، اسی دن میرے شوہر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شہید ہوئے اور اسی دن میرے والد حضرت علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے شہادت پائی لہٰذا اس پیر کے دن سے مجھے کیا ملا؟[369]

367... مستدرك، كتاب المغازی، باب كان اخر وصی النبی الخ، ۳/ ۶۰۴، حدیث: ۴۴۴۴، عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ

368... دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ما جاء فی دفن رسول اللہ، ۷/ ۲۵۶

369... پیر کے دن دو نعمتیں ملیں: (۱)...رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تشریف آوری (۲)...نزولِ قرآن کی ابتدا۔ (ماخوذ از مراۃ المناجیح، ۳/ ۱۸۴) بعض روایات میں ہے کہ پیر کے دن (حضرتِ سیِّدُنا) ایوب عَلَیْہِ السَّلَام کو شفا عطا ہوئی۔ (مراۃ المناجیح، ۶/ ۲۵۴) ابولہب کو (اپنے بھتیجے یعنی پیارے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت کی خوشی کرنے کے سبب) سوموار (یعنی پیر) کے دن عذاب ہلکا دیا جاتا ہے اور انگلی سے پانی ملتا ہے (بخاری شریف کتاب الرضاع)۔ (مراۃ المناجیح، ۷/ ۱۸۱) نیز احادیث میں بھی پیر کے دن کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ "جمعرات اور پیر کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔" ایک روایت میں ہے کہ "جمعرات اور پیر کے دن بارگاہِ الٰہی میں بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے تو ہر بندۂ مومن کی بخشش کردی جاتی ہے۔" (مسلم، کتاب البر والصلة والاداب، باب النهی عن الشحناء والتهاجر، ص۱۳۸۷، حدیث: ۲۵۶۵) حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ اور حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ کلثوم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا یہ کہنا کہ "میں نے پیر کے دن کیا پایا؟" اس لئے تھا کہ اس دن انہیں آزمائش کا سامنا ہوا تھا۔

Go To Index

وصال کے بعد صحابۂ کرام کے جذبات:

حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہَا فرماتی ہیں: جب آقائے دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس دنیا سے پردہ فرمایا تو رونے کی آواز بلند ہوئی جسے سُن کر لوگ اندر داخل ہو گئے، فرشتوں نے اس وقت آپ کے جِسْمِ انور کو چادر سے ڈھانپ دیا تھا پھر لوگوں میں اختلاف ہو گیا کہ بعض لوگوں نے تو وصال کا انکار ہی کر دیا تھا جبکہ بعضوں کو ایسی چُپ لگ گئی تھی کہ کئی دنوں تک بات ہی نہ کر سکے، اسی طرح بعض کی عقل نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا کہ بغیر وضاحت کے ان کی بات ہی سمجھ نہ آتی تھی اور کچھ تو گھروں میں بند ہو کر بیٹھ گئے تھے جبکہ کچھ لوگ وہ بھی تھے جن کی عقل اس وقت بھی کام کر رہی تھی، حضرت عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ ان لوگوں میں تھے جنھوں نے وصال کا انکار کیا، حضرت علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجۡہَہُ الۡکَرِیۡم گھروں میں بند ہو کر رہ جانے والوں میں شامل تھے جبکہ حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کا شمار چُپ لگ جانے والوں میں تھا، حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ باہر نکل کر کہنے لگے: پیارے حبیب کا انتقال نہیں ہوا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ضرور انہیں واپس بھیجے گا اور وہ واپس آکر ان منافقین کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالیں گے جو یہ چاہتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس دنیا سے چلے جائیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیّدُنا موسٰی عَلَیۡہِ السَّلَام کی طرح آپ سے وعدہ فرمایا ہے لہٰذا وہ تمہارے پاس ضرور واپس آئیں گے۔ ایک روایت میں ہے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے یہ کلمات کہے تھے: لوگو! اپنی زبانوں کو پیارے حبیب کے بارے میں بند رکھو، ان کا انتقال نہیں ہوا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں کسی کو یہ کہتے ہوئے نہ سنوں کہ حضور کا انتقال ہو گیا ہے ورنہ میں اپنی تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجۡہَہُ الۡکَرِیۡم گھر میں بند ہو کر بیٹھ گئے جبکہ حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے بات چیت کرنا چھوڑ دی تھی یہاں تک کہ ہاتھ پکڑ کر آپ کو لایا اور لے جایا جاتا۔

سیّدُنا ابو بکر اور سیّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمَا کی کیفیت:

حضرت سیّدُنا ابو بکر صدّیق اور حضرت سیّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا کا معاملہ دوسرے لوگوں سے مختلف تھا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان دونوں حضرات کو حق اور درست بات کہنے کی توفیق عطا فرمائی اگرچہ لوگ حضرت سیّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی بات سن کر ہی اس صدمہ سے نکلے تھے۔ چنانچہ حضرت سیّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

Go To Index

عَنْہ آئے اور کہنے لگے: قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں! نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم موت کا ذائقہ چکھ چکے ہیں حالانکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے خود ان کی حیاتِ طیبہ میں اس بات کو بیان فرما دیا تھا: اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ (۳۰) ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ (۳۱) (پ۲۳،الزمر:۳۰، ۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے۔[370]

سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا خطبہ:

حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ قبیلہ بنی حارث بن خَزْرَج میں تھے انہیں جب یہ روح فرسا خبر ملی تو حجرۂ مبارکہ میں داخل ہوئے اور رخِ انور کو نظر بھر کر دیکھا پھر جھک کر بوسہ لیا اور عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے ماں باپ آپ پر قربان! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو دوبارہ موت کا ذائقہ نہیں چکھائے گا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ وصال فرما چکے ہیں۔

پھر حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ باہر تشریف لائے اور فرمایا: اے لوگو! جو رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے اور جو ان کے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ وہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ (پ۴،اٰل عمرٰن:۱۴۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔

صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اس آیت مبارکہ کو یوں سُن رہے تھے گویا کہ آج ہی سُنی ہو۔[371]

سیِّدُنا صدّیق اکبر کی بارگاہِ رسالت میں عرض گزاری:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جب یہ دل دہلا دینے والی خبر ملی تو

370... الطبقات الکبری، ذکر کلام الناس حین شکوا فی وفاۃ رسول اللہ، ۲/۲۰۶ تا ۲۰۸، بتغیر قلیل

371... بخاری، کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت...الخ، ۱/۴۲۱، حدیث: ۱۲۴۱، ۱۲۴۲

Go To Index

حجرۂ مبارکہ میں درودِ پاک پڑھتے ہوئے داخل ہوئے آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور ہچکیوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھی جیسے جگالی کرتے ہوئے جانور کے دانت ٹکرانے کی آواز ہو مگر اس وقت بھی قول و فعل میں ثابت قدم رہے، چنانچہ جھک کر چہرۂ انور سے کپڑا اٹھایا اور پیشانی اور رُخسار مبارک پر بوسہ دینے کے بعد چہرۂ انور پر ہاتھ پھیر کر[372] روتے ہوئے عرض کرنے لگے: میرے ماں باپ آپ پر قربان! میری جان اور گھر والے آپ پر قربان! آپ کی زندگی اور موت دونوں پاکیزہ ہیں اور اب نبوت کا وہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے جو پہلے کسی نبی عَلَیْہِ السَّلَام کے چلے جانے سے ختم نہ ہوا تھا، آپ اس بات سے اَرفَع و اَعلیٰ ہیں کہ تمام اوصاف بیان ہو سکیں، آپ اس بات سے بلند و بَرتَر ہیں کہ آپ پر رویا جائے، جب آپ کی نظرِ کرم خاص کسی پر ہوتی تو اس کے لئے سراپا تسلی بن جاتی اور جب عام ہوتی تو دربارِ رسالت سے ہر ایک فیض یاب ہوتا اور اگر آپ موت کو خود اختیار نہ فرماتے تو ہم آپ کے غم میں اپنی جانیں قربان کر دیتے، اگر آپ نے رونے سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم اپنی آنکھوں کا پانی خشک کر دیتے البتہ آپ کی یاد اور رنج و غم کو دور نہیں کر سکتے اور نہ یہ دونوں کبھی ختم ہو سکتے ہیں، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری ان عرض گزاریوں کو اپنے حبیب کی بارگاہ میں پہنچا دے، یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بارگاہِ الٰہی میں ہمیں یاد رکھئے گا اور ہم ہمیشہ آپ کے مبارک دل میں رہیں، اگر آپ نے اطمینان و سکون کی تعلیم ارشاد نہ فرمائی ہوتی تو کسی میں آپ کی جدائی برداشت کرنے کی طاقت نہ ہوتی، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہماری ان عرض گزاریوں کو اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پہنچا دے اور ان کے جسدِ اقدس کی حفاظت فرما۔

سیِّدُنا خضر والیاس عَلَیْہِمَا السَّلَام کی بارگاہِ رسالت میں حاضری:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جب حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درود و سلام پڑھتے ہوئے اور آپ کے فضائل بیان کرتے ہوئے حجرۂ مبارکہ میں داخل ہوئے تو گھر والوں کے رونے کی آوازیں بلند ہو گئیں جنہیں مسجد کے نمازیوں نے بھی

372... بخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا، ۲ / ۵۲۱، حدیث: ۳۶۶۷

الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر تقبیل ابی بکر الصدیق رسول اللہ عند وفاتہ، ۲ / ۲۰۳

Go To Index

سنا اور جب جب مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے فضائل و محاسن بیان کرتے تو رونے کی آوازوں میں بھی اضافہ ہو جاتا، البتہ ان میں کمی اس وقت آئی جب ایک باہمت شخص نے دروازے پر آکر بلند آواز سے کہا: السلام علیکم اے گھر والو! فرمانِ باری تعالٰی ہے: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (پ۲۱، العنکبوت:۵۷) ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

بے شک! بارگاہِ الٰہی میں ہر ایک نے پیش ہونا ہے، اسی کی بارگاہ میں ہر پسندیدہ چیز کا بدلہ ہے اور ہر خوف سے نجات ہے لہٰذا اسی سے امید باندھو اور اسی پر بھروسا کرو، گھر والوں نے اس آواز کو غور سے سنا مگر جان نہ سکے کہ کس کی ہے لہٰذا سب نے چُپ سادھ لی، جب سب خاموش ہو گئے تو آواز آنا بھی بند ہو گئی، کسی نے باہر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا، گھر والوں نے پھر سے رونا شروع کر دیا، اچانک ایک اور اجنبی آواز آئی: اے گھر والو! ہر حال میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرو اور اسی کی تعریف بیان کرو تاکہ تمہارا شمار مخلص بندوں میں ہو جائے، بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہر مصیبت میں صبر عطا فرماتا ہے اور ہر پسندیدہ چیز لے کر اس پر ثواب عطا فرماتا ہے لہٰذا اس کی فرمانبرداری کرو اور اس کے حکم پر عمل کرو۔

حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے فرمایا: یہ دونوں آوازیں حضرت سیِّدُنا خضر اور حضرت سیِّدُنا الیاس عَلَیْہِمَا السَّلَام کی ہیں جو کہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے ہیں۔(373)

سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللهُ عَنْه کا تفصیلی خطبہ:

حضرت سیِّدُنا قَعْقاع بن عَمْرو رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے خطبہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب لوگوں کے آنسو خشک ہو گئے تو حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا جس کا اکثر حصہ تو بارگاہِ رسالت میں درود پاک کے نذرانے پیش کرنے پر مشتمل تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: ہر حال میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے اور اسی کی حمد و ثنا ہے۔ پھر فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اس ایک خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جس کا وعدہ سچا ہے، جس نے اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے ہی دشمنوں کے لشکروں کو شکست دی لہٰذا تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے

373... المعجم الاوسط، ۶/ ۹۳، حدیث: ۸۱۲۰، بدون "الیسع" ...... المعجم الکبیر، ۳/ ۱۲۸، حدیث: ۲۸۹۰، بدون "الخضر والیسع"

Go To Index

ہیں جو کہ اکیلا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ **محمد** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللہ** کے بندے، رسول اور آخری نبی ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ قرآنِ مجید اسی طرح ہے جس طرح نازل کیا گیا تھا، میں گواہی دیتا ہوں کہ دین کے احکامات اب بھی وہی ہیں جس طرح ان کی وضاحت فرمائی گئی تھی اور کلامِ رسول اب بھی اسی طرح ہے جس طرح ارشاد فرمایا گیا تھا، میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کی ذات حق اور واضح ہے، اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمارے سردار، شفیعِ روزِ شمار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر رحمت نازل فرما جو کہ تیرے رسول اور نبی ہیں، جو کہ تیرے محبوب اور امین ہیں، جو کہ تیرے پسندیدہ اور چنے ہوئے ہیں، جو رحمتیں تو نے کسی مخلوق پر نازل فرمائی ہیں ان سے بھی بڑھ کر رحمتیں، اپنی خاص رحمت، برکت اور عافیت اس ذاتِ گرامی پر نازل فرما جو کہ آخری نبی ہیں، تمام رسولوں کے سردار اور متقیوں کے امام ہیں، جو کہ خیر کے راہنما اور بھلائی کے پیشوا ہیں، جنہیں رحمت والا رسول بنا کر بھیجا گیا ہے، اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اپنے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنا خاص قرب نصیب فرما، ان کے وجودِ مَسعود کو پُر عظمت بنا، ان کے مقام کو معزّز اور محترم فرما، انہیں مقامِ محمود پر فائز فرما جس پر اگلے پچھلے رشک کریں گے اور روزِ قیامت ہمیں بھی اسی مقامِ محمود کے صدقہ شفاعت کی بھیک عطا فرما، انہیں دنیا و آخرت میں ہماری امیدوں کا سہارا بنا، انہیں جنت میں بلند درجہ اور مقام وسیلہ عطا فرما، اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اپنے پیارے حبیب اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما، اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اپنے پیارے حبیب اور ان کی آل پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیں حضرت سیّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام پر، بے شک تیری ہی ذات قابل تعریف اور بلند تر ہے۔ پھر فرمایا: اے لوگو! جو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے اور جو ان کے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ وہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی، بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنا ایک فیصلہ تم پر ظاہر فرمایا ہے اب تم اس پر بے صبری کا اظہار مت کرو کیونکہ پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جو عزت و مقام تمہارے نزدیک ہے اس سے بڑھ کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ انہیں عزت و مقام عطا فرما چکا ہے اور انہیں ثوابِ عظیم عطا فرمانے کے لئے اپنے پاس بُلا چکا ہے اور اب تمہارے لئے قرآنِ مجید اور سنّتِ حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو چھوڑا ہے جو ان دونوں کو تھامے رکھے گا وہ ہدایت کے راستے کو پہچان

Go To Index

لے گا اور جو ان دونوں میں فرق رکھے گا وہ اس آیت مبارکہ کا انکار کرنے والا ہو گا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ (پ۵،النسآء:۱۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ۔

پھر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رخصت ہونے کی وجہ سے شیطان تمہیں غافل نہ کرے اور نہ تمہارے دین میں کسی قسم کا فتنہ پیدا کرے، جلد سے جلد تر نیکیاں کرکے شیطان کا مقابلہ کرو اور اسے عاجز و بے بس کر دو، اس کے انتظار میں مت رہنا ورنہ وہ تم تک پہنچ جائے گا اور تمہیں فتنہ میں ڈال دے گا۔

سیِّدُنا ابوبکر کا سیِّدُنا عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُما کو سمجھانا:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جب حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خطبہ سے فارغ ہوئے تو حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: اے عمر! مجھ تک آپ کی یہ بات پہنچی ہے کہ آپ حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کا انکار کر رہے ہیں، کیا آپ کو یاد نہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فلاں دن یہ یہ بات فرمائی تھی اور فلاں دن اس اس طرح فرمایا تھا؟ اور **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے بھی اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے:

اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ (۳۰) (پ۲۳،الزمر:۳۰) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

یہ سن کر حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! وصال کی روح فَرسا خبر سن کر مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے یہ آیتِ مبارکہ آج سے پہلے کبھی نہیں سُنی، میں گواہی دیتا ہوں کہ قرآن مجید اسی طرح ہے جس طرح نازل کیا گیا تھا، میں گواہی دیتا ہوں کہ کلامِ رسول اب بھی اسی طرح ہے جس طرح ارشاد فرمایا گیا تھا، میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں آئے گی، ہم **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کا مال ہیں اور ہمیں اسی کی طرف پھرنا ہے، پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی رحمتیں نازل ہوں، ہم پُر امید ہیں کہ بارگاہِ الٰہی میں ہمیں یادِ رسول کا ثواب ضرور ملے گا۔

پھر حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ

Go To Index

اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

جسمِ اَنور کو غسلِ مُبارَک دینے کا مرحلہ:

اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں: جب لوگ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جِسمِ انور کو غسل دینے کے لئے جمع ہوئے تو آپس میں کہنے لگے: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہمیں تو معلوم ہی نہیں کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کس طرح غسل دیں کہ آپ کے انہی کپڑوں میں غسل دینا ہے یا اس طرح غسل دینا ہے جس طرح عام مُردوں سے کپڑے جدا کر کے غسل دیتے ہیں؟ پھر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان سب پر نیند کا غلبہ کر دیا یہاں تک کہ ہر ایک نے اپنی گردن جھکائی اور سینے پر اپنی تھوڑی رکھ کر سو گیا پھر ایک اجنبی آواز آئی: "**اللّٰہ** کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ان کے کپڑوں میں ہی غسل دو" کچھ دیر بعد جب وہ لوگ بیدار ہوئے تو حکم پر عمل کرتے ہوئے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ان ہی مبارک کپڑوں میں غسل دیا پھر غسل سے فراغت کے بعد کفن مبارک پہنا دیا۔

دورانِ غسل خوشگوار ہوا:

حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے منقول ہے کہ جب ہم نے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قمیص مبارک اتارنا چاہی تو ایک آواز آئی: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب کے بدن سے کپڑے جدا مت کرو۔ چنانچہ ہم نے جِسمِ اَنور پر کپڑے اسی طرح رہنے دیئے اور جس طرح عام مُردوں کو لِٹا کر غسل دیتے ہیں اسی طرح غسل دیا، ہم جِسمِ اَنور کے جس حصہ مبارکہ کو حرکت دینا چاہتے تو ہمیں ذرا بھی مشکل نہ ہوتی بلکہ جِسمِ اَنور کا وہ حصہ خود ہی حرکت میں آجاتا اور ہم اس پر پانی بہا دیتے، اس دوران گھر میں خوشگوار ہوا کی سی سرسراہٹ محسوس ہوتی رہی اور یہ آواز آتی رہی: "**اللّٰہ** کے حبیب کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو تمہیں کچھ پریشانی نہ ہو گی۔"

یہ جنابِ سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے معاملات تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام اونی اور سوتی کپڑے قبر انور میں رکھ دیئے گئے تھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا ابو جعفر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: قَبْرِ انور میں پہلے چادر اور کمبل بچھایا گیا پھر ان پر وہ تمام کپڑے رکھ

Go To Index

دیئے جو اپنی حیات طیبہ میں زیبِ تن فرمایا کرتے اور پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جِسْمِ اَنور کو کفن سمیت اتارا گیا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وراثت میں کوئی مال چھوڑا نہ محل اور نہ ہی اپنی حیاتِ مُبارَکہ میں کبھی اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ کبھی بانس پر بانس[374]، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفاتِ ظاہری بھی مسلمانوں کے لئے کامل نصیحت اور بہترین نمونہ ہے۔

دوسری فصل: سیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے آخری لمحات

جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا تشریف لائیں اور یہ شعر پڑھنے لگیں:

لَعَمْرُكَ مَا يُغْنِي الثَّرَاءُ عَنِ الْفَتٰى　　　اِذَا حَشْرَجَتْ يَوْمًا وَضَاقَ بِهَا الصُّدُوْرُ

ترجمہ: آپ کی جان کی قسم! جب موت کا وقت قریب آجائے اور سینے میں جان اٹک جائے تو نوجوان کی دولت اسے کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

یہ سن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے چہرے سے چادر ہٹائی اور فرمایا: یوں نہ کہو بلکہ یہ آیتِ مبارکہ پڑھو:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ (۱۹) (پ۲۶، ق:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

پھر فرمایا: میرے ان دونوں کپڑوں کو دیکھ لو، انہیں دُھلوالینا اور پھر مجھے انہی میں کفن دینا کیونکہ مردہ کے مقابلے میں زندہ کو نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ پھر حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے یہ شعر پڑھا:

وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ　　　رَبِيْعُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

ترجمہ: آپ ایسی چمکدار رنگت والے ہیں کہ جن کے رخ انور سے گھٹائیں بھی سیراب ہونا چاہتی ہیں جو یتیموں کے لئے موسم بہار ہیں اور بیواؤں کی پاک دامنی کے محافظ ہیں۔

جسے سن کر حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ”یہ اوصاف پیارے آقا محمدِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ

374… شعب الایمان، باب فی الزھد وقصر الامل، ۷/ ۳۹۵، حدیث: ۱۰۷۲۶

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہیں۔'' پھر چند لوگ آپ کی عیادت کے لئے آئے اور کہا: ''کیا ہم کسی طبیب کو نہ بلالیں جو آپ کا علاج کرے؟'' فرمایا: ''میرا طبیب مجھے دیکھ چکا ہے اور فرماچکا ہے کہ میں جو چاہتاہوں کرلیتاہوں۔''

سیِّدُنا ابوبکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی وصیت:

پھر حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عیادت کے لئے تشریف لائے اور عرض گزار ہوئے: اے ابو بکر! ہمیں کچھ وصیت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر دنیا کشادہ فرمادے گا تم اس میں سے بقدرِ ضرورت ہی لینا، یہ جان لو کہ جو صبح کی نماز پڑھتا ہے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمّہ کرم میں آجاتا ہے لہٰذا تم اس کے ذمّہ کو مت توڑنا ورنہ وہ تمہیں اوندھے منہ آگ میں ڈال دے گا۔''

سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی بطور خلیفہ نامزدگی:

جب حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیماری بڑھ گئی اور لوگوں نے چاہا کہ آپ کسی کو خلیفہ مقرر کردیں تو آپ نے حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ مقرر فرمادیا جس پر کچھ لوگوں نے عرض کی: آپ نے ایک سخت طبیعت والے شخص کو ہم پر خلیفہ مقرر کردیا ہے، آپ بارگاہِ الٰہی میں کیا جواب دیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''میں یہ جواب دوں گا کہ اسے خلیفہ بناکر آیاہوں جو تیری مخلوق میں سب سے بہتر ہے۔''

سیِّدُنا ابوبکر کی سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کو وصیت:

پھر حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بُلوایا اور فرمایا کہ میری آپ کو یہ وصیت ہے: ''جان لیجئے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے جو حقوق دن کے ہیں وہ انہیں رات کو قبول نہیں کرتا اور جو حقوق رات کے ہیں انہیں دن میں قبول نہیں کرتا اور جب تک فرض ادا نہ کروگے وہ نفل قبول نہیں کرے گا، بے شک بروزِ قیامت جس کا پلڑا بھاری ہوگا اسے بھاری ہی ہونا چاہئے کیونکہ اس نے دنیا میں حق اور سچ کی پیروی کی اور اسے ہی اہمیت دی لہٰذا جس کے پلڑے میں حق اور سچ کے علاوہ کچھ نہ ہو وہ پلڑا ضرور بھاری ہوگا جبکہ روزِ قیامت جس کا پلڑا ہلکا ہوگا اسے ہلکا ہی ہونا چاہئے کیونکہ اس نے دنیا میں باطل اور جھوٹ کی پیروی کی اور اسے ہلکا جانا لہٰذا جس کے پلڑے میں باطل اور جھوٹ کے علاوہ کچھ نہ ہو وہ ضرور ہلکا ہوگا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جنتیوں کا ذکر ان کے اچھے اعمال کی وجہ

Go To Index

سے کیاہے نیز ان کی خطاؤں کو بخش دیاہے اب کوئی کہنے والا یہی کہہ سکتاہے کہ میرا درجہ فلاں کے درجے سے کم ہے اور میں اس کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا، اسی طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جہنمیوں کا ذکر ان کے برے اعمال کی وجہ سے کیاہے نیز اگر کچھ نیک عمل تھے بھی تو ان کا صِلہ دنیا میں ہی لوٹا دیاہے اب کوئی کہنے والا یہی کہہ سکتاہے کہ میں فلاں سے بہتر ہوں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے رحمت اور عذاب دونوں طرح کی آیتیں نازل فرمائی ہیں تاکہ مومن رغبت اور خوف دونوں رکھے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالے اور نہ ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حق کے علاوہ کسی اور چیز کی تمنا کرے۔" اس کے بعد فرمایا: "اے عمر! اگر آپ نے میری اس وصیت کو یاد رکھا تو موت سے زیادہ کوئی غائب چیز آپ کو پیاری نہ ہو گی حالانکہ موت ہر حال میں آکر رہے گی اور اگر اس وصیت کو بھلا دیا تو موت سے زیادہ کوئی غائب چیز قابلِ نفرت نہ ہو گی حالانکہ موت ہر حال میں آکر رہے گی اور آپ اسے دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔"

اُفُقُ الْمُبِیْن کیا ہے؟

حضرت سیِّدُنا سعید بن مسیّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آخری لمحات قریب آئے تو چند صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان عرض گزار ہوئے: اے خلیفۂ رسول! ہمیں اندازہ ہے کہ آپ پر کون سے لمحات آنے والے ہیں لہٰذا ہمیں سفر آخرت کے بارے میں کچھ تحفہ دیتے جایئے؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: جو ان (آنے والے) کلمات کو پڑھے اور پھر مر جائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی روح کو "اُفُقُ الْمُبِیْن" میں جگہ عطا فرمائے گا۔ عرض کی: "اُفُقُ الْمُبِیْن" کیا ہے؟ فرمایا: عرش کے سامنے بہت بڑی جگہ ہے جس میں باغات، نہریں اور درخت ہیں روزانہ 100 رحمتیں اس جگہ کو ڈھانپ لیتی ہیں لہٰذا جو یہ کلمات کہے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی روح کو اس جگہ میں بسائے گا۔

اُفُقُ الْمُبِیْن میں داخلہ کی دعا:

وہ کلمات یہ ہیں: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا حالانکہ تجھے ان کی حاجت نہ تھی پھر تو نے انہیں دو گروہ میں تقسیم کیا ایک جنتیوں کا تو دوسرا جہنمیوں کا، اب تو مجھے جنتی گروہ میں سے کر دے جہنمی گروہ سے مت کر! اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو نے اپنی مخلوق کو مختلف گروہوں میں بانٹ دیا اور ان کی پیدائش سے

Go To Index

پہلے ہی ہر ایک کو ممتاز کر دیا کہ کسی کے حصے میں بد بختی رکھی تو کسی کے حصے میں نیک بختی، کسی کو گمراہ ٹھہرایا تو کسی کو ہدایت یافتہ، اب تو مجھے گناہوں کے سبب بد بخت مَت ٹھہرانا، اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہی تجھے معلوم تھا کہ کون کیا کرے گا جس سے ہم بھاگ نہیں سکتے لہٰذا تو مجھے ان میں شامل کر دے جن سے تو اطاعت و فرمانبر داری کے کام لیتا ہے، اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تیری چاہت کے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا لہٰذا تو اپنی چاہت میں یہ شامل کر لے کہ میں تجھ سے قریب ہونے والے کام کروں، اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو بندوں کی حرکات پر قادر ہے کوئی چیز تیرے حکم کے بغیر حرکت نہیں کرتی لہٰذا تو میری حرکات کو بھی تقوٰی و پرہیز گاری والا بنا دے! اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو نے بھلائی اور برائی دونوں کو پیدا فرمایا اور ان دونوں میں سے ہر ایک پر عمل کرنے والے بھی پیدا فرمائے لہٰذا تو مجھے دونوں قسموں سے بہتر قسم والوں میں شامل کر دے! اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو نے جنت و جہنم دونوں کو پیدا کیا اور ان دونوں میں داخل ہونے والوں کو بھی پیدا کیا لہٰذا تو مجھے جنت میں بسنے والوں میں شامل کر دے! اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! جب تو کسی قوم کو گمراہ کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کے سینے تنگ کر دیتا ہے لہٰذا تو میرے سینے کو ایمان کے لئے کشادہ فرما دے اور میرے دل کو ایمان سے روشن فرما دے! اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو ہی تمام معاملات کا انتظام سنبھالنے والا ہے اور تیری ہی بارگاہ میں انہیں پیش کیا جاتا ہے لہٰذا تو ہی مجھے موت کے بعد پاکیزہ زندگی عطا فرما اور مجھے قربِ خاص عطا فرما! اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! کچھ لوگ تیرے علاوہ کسی اور پر صبح و شام اعتماد و بھروسا کرتے ہیں مگر میرا اعتماد اور بھروسا تجھ ہی پر رہے، نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی قوت صرف تیری ہی توفیق سے ہے۔ پھر حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: یہ تمام باتیں قرآنِ مجید میں موجود ہیں۔

تیسری فصل: سیِّدُنا عُمَر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے آخری لمحات

سیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ پر قاتلانہ حملہ:

حضرت سیِّدُنا عَمرو بن میمون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب صبح کی نماز میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر حملہ ہوا تو میں وہاں موجود تھا، میرے اور امیر المؤمنین کے درمیان صرف حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا تھے، امیر المؤمنین جب دو صفوں کے درمیان سے گزرتے تو ٹھہر

Go To Index

جاتے اگر درمیان میں کوئی جگہ خالی دیکھتے تو فرماتے: "اسے بھر دو۔" اگر خالی جگہ نظر نہ آتی تو آگے بڑھ جاتے اور تکبیر کہتے پھر پہلی رکعت میں کبھی سورۂ یوسف کی تلاوت کرتے تو کبھی سورۂ نحل یا اس کے برابر بڑی سورت کی یہاں تک کہ لوگ جماعت میں شامل ہوتے رہتے، اس دن بھی ایسا ہی ہوا کہ آپ نے ابھی تکبیر ہی کہی تھی کہ "مجوسی غلام ابولؤلؤ" نے آپ پر خنجر سے حملہ کرکے گہرے زخم لگائے، مجھے آپ کی یہ آواز آئی: "مجھے زخمی کر دیا ہے۔" یا یہ آواز آئی: "مجھے کتے نے کاٹ کھایا ہے۔" پھر وہ عجمی مجوسی غلام اپنے دو دَھاری خنجر سمیت وہاں سے بھاگا اور جس طرف جاتا لوگوں کو زخمی کر دیتا یہاں تک کہ تیرہ لوگوں کو زخمی کر دیا جن میں سے نو کا انتقال ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ سات کا انتقال ہوا تھا۔ ایک مسلمان نے جب یہ صورت حال دیکھی کہ لوگ زخمی ہو رہے ہیں تو اپنی چادر اس پر ڈال دی لیکن اس مجوسی غلام نے پکڑے جانے کے ڈر سے اسی خنجر سے خود ہی اپنی گردن کاٹ ڈالی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پکڑا اور نماز مکمل کروانے کے لئے آگے بڑھا دیا، جو لوگ آپ کے قریب تھے انہوں نے وہی کچھ دیکھا جو میں نے دیکھا تھا اور جو لوگ دور تھے وہ سمجھ نہ سکے کہ کیا معاملہ ہوا ہے اور حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آواز نہ پاکر انہوں نے سُبْحَانَ اللہ سُبْحَانَ اللہ کہنا شروع کر دیا۔ حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مختصر نماز پڑھائی، جب لوگ نماز سے فارغ ہو کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جانب متوجہ ہوئے تو آپ نے حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے فرمایا: "اے ابنِ عباس! ذرا دیکھئے تو سہی کہ مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟" حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کچھ دیر بعد واپس آئے اور کہنے لگے: "حضرت مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مجوسی غلام نے۔" یہ سن کر حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "**اللہ** اسے ہلاک کرے! میں نے تو اسے اچھی بات کا حکم دیا تھا۔" پھر فرمایا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے کہ میری موت میں کسی مسلمان کا ہاتھ شامل نہیں، اے عبد اللہ! تمہاری اور تمہارے والد عباس ہی کی خواہش تھی کہ مدینہ میں عجمی غلام بکثرت ہوں اور اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ آپ کے والد کے پاس کافی سارے عجمی غلام تھے۔" حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے عرض کی: اگر آپ کہیں تو ان سب کو قتل کر دیں؟ فرمایا: "اب کس طرح کرو گے جبکہ وہ تمہاری زبان بولنے لگے ہیں، تمہارے قبلہ کی جانب نماز پڑھنے لگے ہیں

Go To Index

اور تمہاری طرح حج کرنے لگے ہیں۔" پھر آپ کو اٹھا کر گھر لایا گیا تو ہم سب بھی آپ کے ساتھ ساتھ تھے۔

حضرت سیِّدُنا عمرو بن میمون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں: یوں لگ رہا تھا جیسے لوگوں پر آج سے پہلے کوئی مصیبت نازل نہ ہوئی ہو، کوئی کہہ رہا تھا: ڈر ہے کہ کہیں امیر المؤمنین کا انتقال نہ ہو جائے، کوئی کہہ رہا تھا: گھبرانے کی ضرورت نہیں ، پھر ایک طبیب کے مشورہ پر آپ کے پاس انگور کا رَس لایا گیا جسے آپ نے پیا تو وہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زخمی پیٹ سے باہر نکل گیا، اس کے بعد دودھ لایا گیا جسے آپ نے نوش فرمایا تو وہ بھی پیٹ سے باہر نکل گیا، اب لوگ سمجھ گئے کہ آپ کا انتقال ہونے والا ہے لہٰذا ہم لوگ بھی اندر داخل ہو گئے پھر دیگر لوگ آتے جاتے اور تعریفی کلمات کہتے جاتے۔

آخری لمحات میں بھی نیکی کی دعوت:

اچانک ایک نوجوان مرد آیا اور عرض کی: "اے امیر المؤمنین! آپ کو **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی جانب سے خوش خبری ہو کہ آپ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت سے فیض یاب ہوئے، ابتدائے اسلام میں مسلمان ہونے کا شرف حاصل ہوا، جب خلیفہ بنے تو عدل وانصاف سے کام لیا اور اب شہادت کے رتبہ پر فائز ہوئے ہیں۔" یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "میں چاہتا ہوں کہ معاملہ برابر ہو جائے کہ نہ کچھ فائدہ ہو نہ نقصان۔" جب وہ نوجوان جانے لگا تو اس کا تہبند زمین سے ٹکرا رہا تھا، یہ دیکھ کر آپ نے اسے واپس بلایا اور فرمایا: "اے بھتیجے! تہبند اونچی رکھا کرو کہ اس سے تمہارے کپڑے اور تقوٰی دونوں محفوظ رہیں گے۔" پھر اپنے بیٹے سے فرمایا: "اے عبد اللہ! دیکھو کہ مجھ پر کتنا قرض ہے؟" انہوں نے حساب لگایا تو چھیاسی ہزار درہم کے آس پاس قرض نکلا، یہ دیکھ کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "اگر میری آل اولاد کے مال سے ادا ہو سکے تو ادا کر دینا ورنہ قبیلہ بنو عدی بن کعب سے مانگ لینا اگر ان کے مال سے بھی ادا نہ ہو سکے تو قریش سے مانگ لینا ان کے علاوہ کسی اور سے مَت مانگنا اور پھر میری جانب سے قرض ادا کر دینا۔"

روضۂ انور میں مدفن کی اجازت طلب کرنا:

پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اے عبد اللہ! تم اُم المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی خدمت میں حاضری دو اور عرض کرو: "آپ کی خدمت میں عمر کا سلام ہو، مگر میرے نام کے ساتھ

Go To Index

امیر المؤمنین کے الفاظ نہ کہنا کیونکہ اب میں مسلمانوں کا امیر نہیں رہا، اور یہ عرض کرنا کہ عمر بن خطاب پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور پیارے صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔" حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فوراً حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی۔ اجازت ملنے پر اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیٹھی ہوئی آنسو بہا رہی ہیں۔ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے عرض کی: "عمر بن خطاب نے آپ کی خدمت میں سلام بھیجا ہے اور پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور پیارے صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔" حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: "میں خود اس جگہ دفن ہونا چاہتی تھی لیکن آج حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے اسے ایثار کرتی ہوں۔" پھر جب حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے واپس آنے کی خبر حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دی گئی تو آپ نے فرمایا: "مجھے اٹھاؤ۔" پھر ایک شخص نے آپ کو سہارا دیا تو آپ نے فرمایا: "کہو! کیا خبر ہے؟" عرض کی: "اے امیر المؤمنین! آپ کی چاہت کے عین مطابق ہے آپ کو اجازت مل چکی ہے۔" یہ سن کر حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا اور فرمایا: میرے نزدیک اس سے زیادہ اور کوئی اہم بات نہ تھی، جب میرا وصال ہو جائے تو تم لوگ مجھے اٹھانا اور حجرۂ مبارکہ پر حاضر ہو کر سلام عرض کرنا اور کہنا: "عمر داخل ہونے کی اجازت چاہتا ہے" اگر حضرت سیِّدَتُنا عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اجازت عطا فرمادیں تو روضۂ انور میں دفنا دینا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ پھر اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا چند عورتوں کے ساتھ باپردہ تشریف لائیں، ہم انہیں دیکھ کر وہاں سے اٹھ گئے اس کے بعد وہ اندر داخل ہوئیں اور کچھ دیر تک آنسو بہاتی رہیں پھر مَردوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اندر تشریف لے گئیں مگر وہاں سے بھی ان کے رونے کی آواز آتی رہی۔

خلیفہ ثالث کی نامزدگی کا مرحلہ:

لوگوں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! کچھ وصیت کیجئے اور کسی کو اپنا نائب و خلیفہ مقرر فرما دیجئے۔

Go To Index

حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی، حضرت سیِّدُنا عثمان غنی، حضرت سیِّدُنا زبیر، حضرت سیِّدُنا طلحہ، حضرت سیِّدُنا سعد اور حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن عوف عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے نام لے کر فرمایا: صحابۂ کرام میں مجھے ان لوگوں کے علاوہ خلافت کا حق دار کوئی اور نظر نہیں آتا کیونکہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پردہ فرمانے کے وقت اس گروہ سے راضی تھے۔ پھر اپنے صاحب زادے حضرت عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تسلی کے لئے فرمایا: عبد اللہ بن عمر بھی تمہارے درمیان موجود رہیں گے مگر ان کا خلافت سے کوئی تعلق نہ ہوگا، اگر سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خلافت کے منصب پر فائز ہو جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ جو بھی اس منصب پر فائز ہو وہ ان سے ضرور مشورہ کرتا رہے کہ میں نے انہیں کوفہ کی گورنری سے کسی نااہلی یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔

نئے خلیفہ کے لئے وصیتیں:

پھر حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میرے بعد جو بھی خلیفہ بنے اسے میری وصیت ہے کہ اوّلین مہاجرین صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے مقام و مرتبہ کو پہچانے اور ان کی عزت و حرمت کا پاس رکھے اور یہ بھی وصیت ہے کہ انصار صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ خیر خواہی رکھے کہ ان کی اچھائیوں پر حوصلہ افزائی کرے اور غلطیوں کو معاف کرے کیونکہ انہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنایا، ان کے علاوہ دیگر لوگوں کے ساتھ بھی خیر خواہی کرے کیونکہ یہی لوگ اسلام کے مددگار، دشمنوں پر غضب ناک اور خراج اکٹھا کرنے والے ہیں اور ان سے زیادہ ان کی رضامندی ہی سے لے نیز عربی دیہاتیوں کے ساتھ خیر خواہی کرے اور ان کا مال لے کر ان ہی کے فقرا میں تقسیم کر دے کہ یہی لوگ اصل عربی ہیں اور اسلام کے مددگار ہیں، ایک وصیت یہ بھی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عہد کو یوں پورا کرے کہ لوگوں سے کئے عہد کی پاس داری کرے، ان کے دشمنوں سے جنگ کرے اور ان پر ضرورت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔

سیِّدُنا عُمَر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی تدفین:

راوی کہتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتقال ہو گیا تو ہم ان کے

Go To Index

جنازے کو لے کر باہر آئے اور چلتے ہوئے روضۂ انور پر حاضر ہوئے پھر حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے آگے بڑھ کر حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی خدمت میں سلام پیش کیا اور عرض کی: "عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ داخل ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔" حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: "انہیں اندر لے آیئے۔" پھر لوگ حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جنازے کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور آپ کی آخری آرام گاہ پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور پیارے صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پہلو مبارک میں بنائی۔

شانِ فاروقِ اعظم:

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے مجھے کہا کہ عمر کی موت پر اسلام کو رونا چاہئے۔[375] حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جِسمِ مُبارَک چارپائی پر رکھا گیا تو جنازہ اٹھانے سے پہلے ہی لوگوں نے اسے چاروں جانب سے گھیر لیا اور ان کے لئے دعائے رحمت و مغفرت میں مشغول ہوگئے، میں بھی ان میں شامل تھا کہ اچانک کسی نے میرا کندھا پکڑ کر مجھے بوکھلا دیا، دیکھا تو وہ حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم تھے جو کہ دعائے رحمت و مغفرت کرتے اور یہ کہتے جاتے تھے: اب آپ کے پیچھے کوئی ایسا شخص نہیں بچا جو مجھے آپ سے زیادہ محبوب ہو اور جس کے اعمال کی طرح اپنے اعمال لے کر بارگاہِ الٰہی میں حاضری دوں، **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! مجھے یقین تھا کہ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ آپ کو پیارے حبیب اور پیارے صدیق کی رفاقت ضرور عطا فرمائے گا کیونکہ میں نے بارہا پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے: ابوبکر اور عمر میرے ساتھ گئے، ابوبکر اور عمر میرے ساتھ باہر نکلے، ابوبکر و عمر میرے ساتھ فلاں گھر میں داخل ہوئے۔[376] لہٰذا میری یہی امید تھی اور گمان تھا کہ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ آپ کو ضرور ان دونوں نفوسِ قدسیہ کا قرب عطا فرمائے گا۔

375... المعجم الکبیر، ۱/۶۷، حدیث: ۶۱

376... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، مناقب عمر بن الخطاب...الخ، ۲/۵۲۷، حدیث: ۳۶۸۵

Go To Index

چوتھی فصل: سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے آخری لمحات

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کاواقعہ کافی مشہور ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جب دشمنوں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر کا محاصرہ کیااور گھیرا تنگ کر دیاتو میں سلام عرض کرنے کی نیت سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر میں داخل ہوا، مجھے دیکھ کر آپ نے فرمایا:خوش آمدید اے میرے بھائی! کل رات میں نے اس روشن دان سے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"اے عثمان! تمہیں دشمنوں نے گھیر لیاہے؟"میں نے عرض کی:"جی ہاں۔" ارشاد فرمایا:"دشمنوں نے تمہیں پیاسا رکھا ہے؟" میں نے عرض کی:"جی ہاں۔" چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پانی سے بھرا ہوا ڈول میرے جانب بڑھایا، میں نے جی بھر کر پانی پیا اور اس کی ٹھنڈک ابھی تک میرے سینے اور دونوں کندھوں کے درمیان ہے، پھر پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"تمہیں اختیار ہے چاہو تو دشمنوں پر غلبہ حاصل کرلو یاہمارے پاس افطار کرلو۔"میں نے عرض کی:"میں آپ کے پاس افطار کرناچاہتاہوں۔" چنانچہ اسی دن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کر دیا گیا۔

آخری وقت میں بھی اُمَّتِ محمدیہ کی خیر خواہی:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں: جن لوگوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زخمی ہونے کے بعد خون میں تڑپتے دیکھا میں نے ان سے پوچھا کہ اس وقت حضرت سیِّدُنا عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کیا فرمایا؟ تو انہوں نے کہا: ہم نے انہیں یہ جملہ تین مرتبہ کہتے ہوئے سنا:"اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اُمَّتِ محمدیہ کو اتفاق عطا فرما۔"حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر"اتفاق نہ ہونے کی"دعا کر دیتے تو قیامت تک اتفاق نہ ہو پاتا۔

سیِّدُنا عُثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی شہادت کی گواہی:

حضرت سیِّدُنا ثُمامہ بن حَزن قشیری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب حضرت سیِّدُنا عُثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ

Go To Index

تَعَالٰی عَنْہ نے گھر کے بالائی حصے سے لوگوں کو دیکھا تو میں ان میں شامل تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اپنے ان دوسرداروں کو لے کر آؤ جنہوں نے تمہیں یہاں جمع کیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ان دونوں کو لایا گیا تو ایسا لگ رہا تھا دو اونٹ یا گدھے آرہے ہوں پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان دونوں سے فرمایا: میں تمہیں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اِسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ پیارے آقا محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب مدینے تشریف لائے تھے اس وقت صرف ''رومہ'' نامی کنوئیں کا پانی ہی میٹھا تھا، یہ دیکھ کر پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کون ہے جو ''رومہ'' کنوئیں کو خریدے اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ ملائے اور پھر جنت میں اس سے بہتر بدلہ پائے؟ تو میں نے ہی اسے اپنے ذاتی مال سے خریدا تھا اور آج تم مجھے اسی کنوئیں اور نہر کا پانی پینے سے روک رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں تمہیں **اللّٰہ** عَزَّ وَجَلَّ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے ہی اپنے مال سے بے سروسامان لشکرِ اسلام کو سامان مہیّا کیا تھا۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پھر فرمایا: میں تمہیں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ جب مسجدِ نبوی شریف میں نمازیوں کے لئے جگہ تنگ پڑ گئی تھی تو پیارے آقا محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کون ہے جو فلاں کی زمین خرید کر اسے مسجد میں شامل کرے اور پھر جنت میں اس سے بہتر بدلہ پائے، تو میں نے ہی اسے اپنے ذاتی مال سے خریدا تھا اور آج تم مجھے اسی مسجد میں دو رکعتیں ادا کرنے سے روک رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پھر فرمایا: میں تمہیں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ ایک مرتبہ پیارے آقا محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ''ثَبِیْر'' نامی پہاڑ پر جلوہ فرما تھے اور ان کی صحبت سے حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے ساتھ ساتھ میں بھی فیض یاب ہو رہا تھا کہ پہاڑ نے ہلنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اس کے چند ایک پتھر لڑھک گئے پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے قدم مبارک سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا: اے ''ثبیر'' ٹھہر جا! تجھ پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔[377] انہوں نے کہا: ہمیں معلوم ہے۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور

377... سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان، ۵ / ۳۹۲، حدیث: ۳۷۲۳

Go To Index

فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم میرے بارے میں گواہی دے چکے ہو کہ میں شہید ہوں۔

ضَبَّہ قبیلے کے ایک بوڑھے آدمی سے مروی ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زخمی کیا گیا اور خون آپ کی داڑھی مبارک پر بہنے لگا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: تیرے سوا کوئی معبود نہیں مجھ سے ہی خطا ہوئی، اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں ان لوگوں کے خلاف تجھ سے مدد مانگتا ہوں اور اپنے تمام کاموں میں تیری ہی مدد چاہتا ہوں اور تو نے جس آزمائش میں ڈالا ہے اس پر صبر مانگتا ہوں۔

پانچویں فصل: سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے آخری لمحات

حضرت سیِّدُنا اَصبغ حَنظَلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: جس دن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم پر حملہ ہوا اس دن فجر کا وقت شروع ہونے کے بعد اِبْنِ تیاح نے آکر خبر دی کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے مگر آپ کی طبیعت کچھ بھاری ہو رہی تھی، جب دوسری اور تیسری بار آکر خبر دی تو حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کھڑے ہوئے اور چلتے ہوئے یہ شعر پڑھنے لگے:

اُشْدُدْ حَیَازِیْمَکَ لِلْمَوْ ... تِ فَاِنَّ الْمَوْتَ لَاقِیْکَ

وَلَا تَجْزَعْ مِنَ الْمَوْ ... تِ اِذَا حَلَّ بِوَادِیْکَا

ترجمہ: موت کی تیاری کے لئے کمربستہ ہو جا کیونکہ موت ضرور آکر رہے گی اور جب یہ تیری وادی میں اتر آئے تو اس سے مَت گھبرا۔

پھر جب چھوٹے دروازے کے قریب پہنچے تو اِبْنِ مُلْجِم نے حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صاحب زادی حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ کُلْثُوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا یہ کہتی ہوئی باہر آئیں: فجر کے وقت اور مجھ میں کیسا تعلق ہو گیا ہے کہ میرے شوہر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور میرے والد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم دونوں اِسی وقت شہید ہوئے ہیں۔ ایک قرشی بزرگ نے فرمایا: جب ابن ملجم نے حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو زخمی کیا تو آپ نے فرمایا: "فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ یعنی ربِّ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔" حضرت سیِّدُنا محمد بن علی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی سے روایت ہے کہ جب آپ زخمی ہو گئے تو آپ نے اپنی اولاد کو وصیت کی اور پھر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" کے علاوہ

Go To Index

کچھ نہ کہا یہاں تک کہ اپنے محبوبِ حقیقی سے جاملے۔

سیّدُنا امام حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے آخری لمحات:

حضرت سیِّدُنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آخری لمحات میں حضرت سیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کے پاس آئے اور کہا: اے میرے بھائی! آپ گھبرا کیوں رہے ہیں؟ آپ تو مہربان و مشفق نانا جان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور والد ماجد حضرت سیِّدُنا علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے جاملیں گے، نانی جان حضرت سیِّدَتُنا خدیجۃُ الکبرٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا اور والدۂ ماجدہ حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ زہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے جاملیں گے، حضرت سیِّدُنا حمزہ اور سیِّدُنا جعفر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے جاملیں گے جو کہ آپ کے چچا ہیں، حضرت سیِّدُنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواب دیا: اے میرے بھائی! میرے ساتھ ایسا معاملہ درپیش ہے جو پہلے کبھی نہیں ہوا۔

سیّدُنا امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے آخری لمحات:

حضرت سیِّدُنا محمد بن حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں: جب یزیدی لشکر حضرت سیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے جنگ کرنے پر اُتر آیا اور امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یقین ہو گیا کہ یزیدی لشکر انہیں شہید کئے بغیر نہیں لوٹے گا تو آپ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: حالات تمہارے سامنے ہیں کہ دنیا بدل گئی ہے اور انجان ہو چکی ہے، بھلائی سے منہ موڑ چکی ہے اور اس کی مدت اتنی کم رہ گئی ہے جتنی پانی کے برتن کی تَری، سن لو! میرے نزدیک یوں زندگی گزارنا نقصان دہ چراگاہ کی مانند ہے، کیا تم نہیں جانتے کہ اب حق پر عمل ہو رہا ہے نہ باطل کی روک تھام کہ مومن میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کی رغبت پیدا ہوتی، بلاشبہ میں مر جانے کو سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی گزارنے کو جرم سمجھتا ہوں۔

☆...☆...☆...☆...☆...☆

اہلِ بیت سے حُسنِ سُلُوک

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو میرے اہلِ بیت میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روزِ قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔'' (الجامع الصغیر للسیوطی، ص ۵۳۳، حدیث: ۸۸۲۱)

Go To Index

باب نمبر5: خُلفا، اُمَرا اور صالحین کے آخری کلمات

(اس میں دو فصلیں ہیں)

پہلی فصل: خُلَفا اور اُمَرا کے آخری کلمات

جب حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا آخری وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا: مجھے بٹھاؤ، جب آپ کو بٹھایا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ذکرِ الٰہی شروع کر دیا پھر روتے ہوئے کہا: اے معاویہ! تم بڑھاپا اور کمزوری آجانے کے بعد **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کا ذکر کر رہے ہو، سن لو! ذکرِ الٰہی تو اس وقت کرنا تھا جب جوانی کی شاخ تَر و تازہ تھی، پھر اتنا روئے کہ آواز بلند ہونے لگی اس کے بعد بارگاہِ الٰہی میں عرض گزار ہوئے: اے **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ! مجھ سخت دل گناہ گار بوڑھے پر رحم فرما، اے **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ! میری غلطیوں کو معاف فرما، لغزشوں کو مٹا اور اپنے حلم کے صدقہ اس کی امید بڑھا جس کی تیرے سوا کسی اور سے امید ہے نہ بھروسا۔

دنیا نے ہمیں تنہا چھوڑ دیا:

ایک قرشی بزرگ سے مروی ہے کہ وہ حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آخری لمحات میں چند لوگوں کے ساتھ آپ سے ملنے آئے تو دیکھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جسم پر جُھریاں پڑی ہوئی ہیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: دنیا کی حقیقت وہی ہے جو ہم نے دیکھا اور تجربہ کیا ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم نے نئے نئے انداز سے اپنی زندگیوں کو لطف اندوز کر کے دنیا کی رونق و بہار کا استقبال کیا مگر اس نے فوراً ہماری حالت کو بگاڑ دیا اور ہمارے اعتماد کو توڑ دیا بلکہ اب تو دنیا نے ہمیں تنہا چھوڑ دیا اور بوسیدہ کر دیا ہے اور ہمیں قابلِ ملامت بنا دیا ہے، افسوس ہے اس دنیا کے گھر پر، افسوس ہے اس دنیا کے گھر پر۔

سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا آخری خطبہ:

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا آخری خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! میرا تعلق اس کھیتی سے ہے جو کَٹ چکی ہے، میں تمہارا حاکم تھا اور میرے بعد جو بھی حاکم ہو گا وہ مجھ سے بھی برا ہو گا جس طرح پہلے والے مجھ سے بہتر تھے۔ پھر اپنے بیٹے یزید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

Go To Index

اے یزید! جب میرا وقت پورا ہو جائے تو کسی سمجھ دار شخص کو میرے غسل پر مامور کرنا کیونکہ سمجھ دار شخص بارگاہِ الٰہی میں کچھ نہ کچھ مقام ضرور رکھتا ہے، وہ اچھی طرح غسل دے اوراس کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہے پھر تم الماری سے فلاں رومال نکالنا جس میں نبیّ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا لباس مبارک، چند ایک ناخن مبارک اور موئے مبارک ہیں، ناخن مبارک اور موئے مبارک کو تو میرے منہ، ناک، آنکھوں اور کانوں پر رکھ دینا جبکہ لباس مبارک کو کفن کے اندر جسم سے ملا کر رکھ دینا۔ اے یزید! والدین کے بارے میں احکامِ الٰہیہ کو یاد رکھنا، پس جب تم مجھے میرا نیا لباس پہنا دو اور قبر میں اتار دو تو معاویہ کو اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن (سب سے زیادہ رحم کرنے والے) کی بارگاہ میں تنہا چھوڑ دینا۔

سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے آخری کلمات:

حضرت سیِّدُنا محمد بن عقبہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے آخری لمحات میں فرمایا: اے کاش! میں وادیِ طُوٰی میں رہنے والا ایک قریشی ہوتا اور اس خلافت سے میرا کوئی تعلق نہ ہوتا۔

خلیفہ عبدالملک بن مروان کی آخری تمنا:

جب خلیفہ عبد الملک بن مروان کا آخری وقت قریب آیا تو اس کی نظر دمشق کے اطراف میں چند دھوبیوں پر پڑی جو اپنے ہاتھوں میں کپڑا لپیٹ کر اسے سامنے بنے ہوئے پاٹ پر مار رہے تھے، یہ منظر دیکھ کر عبد الملک بن مروان تمنا کرنے لگا: کاش! میں بھی دھوبی ہوتا جو روزانہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا اور دنیاوی معاملات میں حاکم نہ بنتا۔ یہ بات جب حضرت سیِّدُنا ابو حازم سلمہ بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار نے سنی تو فرمایا: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے کہ ایسے لوگوں کو جب موت آتی ہے تو وہ ہماری زندگی والی حالت کی تمنا کرتے ہیں جبکہ ہمیں موت آتی ہے تو ہم ان کی حالت کی تمنا نہیں کرتے۔

خلیفہ عبدالملک بن مروان کے آخری کلمات:

کسی نے خلیفہ عبد الملک بن مروان سے مرضِ وصال میں پوچھا: اے خلیفہ! آپ کیا محسوس کر رہے ہیں؟ تو کہا: اس طرح محسوس کر رہا ہوں جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا ہے:

Go To Index

وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَ مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ (۹۴)

(پ۷،الانعام:۹۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھااور پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے جو مال ومتاع ہم نے تمہیں دیا تھا اور ہم تمہارے ساتھ تمہاے ان سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جن کا تم اپنے میں ساجھا بتاتے تھے بے شک تمہارے آپس کی ڈور کٹ گئی اور تم سے گئے جو دعوے کرتے تھے۔

یہ کہہ کر اس کا انتقال ہو گیا۔

سیِّدُنا عُمَر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی آخری خواہش اور کلمات:

خلیفہ عبد الملک بن مروان کی بیٹی جو کہ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز کی زوجہ تھیں ان کا کہنا ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز اپنے مرضِ وصال میں یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو میری موت کو لوگوں سے پوشیدہ رکھنا اگرچہ کچھ ہی دیر کے لئے ہو۔ جس دن آپ کا انتقال ہوا میں کسی کام سے برابر والے کمرے میں بیٹھی تھی، میرے اور ان کے درمیان صرف دروازہ حائل تھا جبکہ آپ ایک گنبد نما کمرے میں تھے، میں نے یہ آیتِ مُبارَکہ سنی: تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (۸۳) (پ۲۰،القصص:۸۳)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیز گاروں ہی کی ہے۔

اس کے بعد خاموشی چھا گئی میں نے کسی کے ہلنے کی آواز سنی نہ بات کرنے کی، غلام سے کہا: دیکھ کر آؤ! کیا حضرت سو گئے ہیں؟ جب غلام کمرے میں داخل ہوا تو اس نے چیخ ماری، میں بھاگ کر گئی تو دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز انتقال فرما چکے ہیں۔

سیِّدُنا عُمَر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی وصیت:

کسی نے آپ سے عرض کی: اے امیر المؤمنین! کچھ وصیت کر دیجئے۔ ارشاد فرمایا: میں تمہیں موت

Go To Index

کے معاملہ سے ڈراتا ہوں کہ تمہیں یہ معاملہ ضرور آ کر رہے گا۔

سیِّدُنا عُمَر بن عبد العزیز رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کو زہر پلایا گیا تھا:

روایت میں ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡعَزِیۡز کی طبیعت خراب ہوئی تو طبیب کو بلوایا گیا، اس نے آپ کا معائنہ کیا اور کہا: مجھے تو یوں لگتا ہے کہ انہیں زہر پلایا گیا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ ان کا انتقال ہو جائے گا۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡعَزِیۡز نے نظر اٹھائی اور فرمایا: موت سے تو وہ بھی محفوظ نہیں جسے زہر نہ پلایا گیا ہو۔ طبیب نے پوچھا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ جسم میں زہر محسوس کر رہے ہیں؟ فرمایا: ہاں! جیسے ہی زہر میرے پیٹ میں پہنچا مجھے معلوم ہو گیا تھا۔ طبیب نے عرض کی: امیر المؤمنین! آپ اپنا علاج کروایئے مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ کا انتقال نہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا: مجھے بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہونا ہے جو کہ سب سے بہتر جگہ ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میری بیماری کا علاج کان کی لَو کے پاس ہے تو اسے لینے کے لئے اپنا ہاتھ کان کی جانب نہیں بڑھاؤں گا، پھر دعا کی: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تیری بارگاہ میں حاضری بھلائی اور سلامتی سے ہو۔ اس کے بعد آپ رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ چند دن زندہ رہے اور پھر خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

سیِّدُنا عُمَر بن عبد العزیز رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کا آخری لمحات میں رونا:

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡعَزِیۡز اپنے آخری لمحات میں رونے لگے، کسی نے پوچھا: اے امیر المؤمنین! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ کے لئے تو خوشخبری ہے کہ آپ کے ذریعے **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے سنتوں کو زندہ کیا اور عدل وانصاف کا بول بالا کیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: کیا مجھ سے رعایا کے بارے میں باز پُرس نہ ہو گی؟ پھر کہنے لگے: **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! اگر رعایا میں عدل وانصاف قائم کر بھی لیتا تو بھی بارگاہِ الٰہی میں عدل وانصاف کی کوئی دلیل پیش نہ کر پاتا جب تک خود بارگاہِ الٰہی سے مجھ پر فضل نہ ہو تا لہٰذا جن کثیر معاملات میں عدل وانصاف نہ کر پایا انہیں لے کر کس طرح بارگاہِ الٰہی میں حاضری دوں؟ یہ کہہ کر آپ رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ کچھ ہی دیر بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے اپنے آخری وقت میں فرمایا: مجھے بٹھاؤ۔ لوگوں نے آپ کو بٹھایا تو تین مرتبہ یہ جملہ کہا: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں وہ ہوں کہ تو نے حکم دیا تو میں نے اس میں کوتاہی

Go To Index

کی، تو نے منع کیاتو تیری نافرمانی کی پھر کہا''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ'' کے معاملے میں کوئی نافرمانی نہیں کی، پھر اپنے سر کو بلند کیا اور ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگے۔ کسی نے پوچھاتو فرمایا: میں سبز لباس والی مخلوق دیکھ رہا ہوں جس کا تعلق نہ انسانوں سے ہے نہ جنات سے۔ اس کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا انتقال ہو گیا۔

خلیفہ ہارون الرشید کے آخری کلمات:

خلیفہ ہارون الرشید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے آخری وقت میں مختلف کفنوں میں سے ایک کفن چھانٹا پھر اس کی طرف دیکھا اور یہ آیت مبارکہ پڑھی: مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ(۲۸) هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ(۲۹) (پ۲۹،الحاقة:۲۸، ۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: میرے کچھ کام نہ آیا میرا مال میرا سب زور جاتا رہا۔

خلیفہ مامون الرشید کے آخری کلمات:

خلفیہ مامون الرشید نے مرنے سے پہلے زمین پر ریت ڈلوائی اور اس پر لیٹ گیا اور کہنے لگا: اے وہ پاک ذات جس کی بادشاہت کبھی ختم نہ ہو گی! اس پر رحم فرما جس کی بادشاہت ختم ہو چکی ہے۔

خلیفہ مُعْتَصِمْ بِاللہ کے آخری کلمات:

خلیفہ معتصم باللہ مرنے سے پہلے یہ کلمات کہتا رہا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میری عمر اتنی مختصر ہے تو میں وہ نہ کرتا جو میں نے کیا۔

خلیفہ مُنْتَصِر بِاللہ کے آخری کلمات:

خلیفہ منتصر باللہ پر موت کے وقت گھبراہٹ طاری تھی کسی نے کہا: اے خلیفۂ وقت! مَت گھبرائیں۔ تو وہ کہنے لگا: گھبراہٹ صرف اس بات کی ہے کہ دنیا جارہی ہے اور آخرت آرہی ہے۔

سیِّدُنا عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے آخری کلمات:

حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے آخری لمحات میں چند صندوقوں کی جانب دیکھا اور اپنی اولاد سے فرمایا: یہ صندوق کون لے گا؟ پھر فرمایا: کاش! یہ مینگنیوں سے بھرے ہوتے۔

Go To Index

حجاج بن یوسف ثقفی کے آخری کلمات:

حجاج بن یوسف نے مرنے سے پہلے یہ دعا کی: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میری بخشش فرمادے حالانکہ لوگ تو یہی کہتے ہیں کہ تو مجھے نہیں بخشے گا۔

حجاج بن یوسف کے آخری کلمات پر اَسلاف کا طرزِ عمل:

حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز حجاج بن یوسف کے اس جملے سے خوش ہوا کرتے اور اس پر رشک کیا کرتے تھے۔ اسی طرح جب حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی خدمت میں کسی نے حجاج کا یہ جملہ بیان کیا تو آپ نے پوچھا: کیا واقعی اس نے یہ جملہ کہا تھا؟ بتایا گیا: جی ہاں۔ تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرمانے لگے: امید ہے اس کی بخشش ہو جائے۔

دوسری فصل: وقتِ نزع بزرگانِ دین کے اَقوال

لمبی زندگی کا مقصد:

حضرت سیِّدُنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے ڈرتا تھا اور آج تجھ سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہوں۔ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے کہ میں دنیا اور اس میں طویل عرصہ رہنے کو نہریں جاری کرنے اور درخت لگانے کے لئے پسند نہیں کرتا تھا بلکہ میں لمبی عمر اس لئے محبوب رکھتا تھا تاکہ (روزہ رکھ کر) سخت گرمیوں میں پیاس کی شدت کو برداشت کروں، طویل راتوں میں (عبادت کرکے) مشقتیں جھیلتا رہوں اور علم دین کی محفلوں میں علما کے سامنے دوزانوں بیٹھوں۔ جب آپ پر نزع کی سختی بڑھ گئی اور اس قدر شدید ہوگئی کہ ایسی کسی پر نہ ہوئی تو جب بھی تکلیف سے افاقہ ہوتا آنکھیں کھول دیتے اور عرض کرتے: اے میرے رب! میرا دم اسی طرح نکال جس طرح تو نکالا کرتا ہے، تیری عزت کی قسم! تجھے خوب معلوم ہے کہ میرا دل تجھ سے محبت رکھتا ہے۔

زندگی کا زادِ راہ:

حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو آپ رونے لگے۔ عرض

Go To Index

کی گئی: "کیا چیز آپ کو رُلا رہی ہے ؟" ارشاد فرمایا: "میں دنیا کی حرص کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے رو رہا ہوں کہ ہمیں حضور نبیّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ دنیا میں زندگی بسر کرنے کے لئے ہم میں سے کسی کے پاس بس اتنا سامان ہونا چاہئے جتنا ایک سوار مسافر اپنے ساتھ توشہ رکھتا ہے۔"(378)

آپ کے وصال کے بعد جب آپ کا تمام ترکہ دیکھا گیا تو اس کی قیمت دس درہم سے کچھ ہی زائد تھی۔

واہ خوشی کی بات:

حضرت سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر جانکنی کا عالَم طاری ہوا تو آپ کی زوجہ نے بے قرار ہو کر کہا: وَاحُزْنَاہُ یعنی ہائے غم کی بات! تو آپ نے تڑپ کر فرمایا: "وَاطَرَبَاہُ یعنی واہ خوشی کی بات! غَدًا نَلْقَی الْاَحِبَّۃَ مُحَمَّدًا وَحِزْبَہ یعنی کل ہم اپنے دوستوں اپنے آقا و مولا محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے اصحاب سے ملاقات کریں گے۔"

قابلِ رشک مسکراہٹ:

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بوقْتِ وفات آنکھ کھولی اور مسکرا دیئے اور یہ آیتِ مُبارَکہ تلاوت فرمائی: لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ (۶۱) (پ۲۳، الصّٰفّٰت:۶۱)

ترجمۂ کنزالایمان: ایسی ہی بات کے لیے کامیوں کو کام کرنا چاہیے۔

رونے کا سبب کیا تھا؟

حضرت سیِّدُنا ابراہیم نخعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو رونے لگے۔ آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے قاصد کا انتظار کر رہا ہوں کہ وہ مجھے جنت کی خوشخبری سناتے ہیں یا جہنم کی وعید۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن منکدر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی وفات کا وقت جب آپہنچا تو بے قرار ہو کر رونے لگے۔ عرض کی گئی: "کیوں روتے ہیں؟" ارشاد فرمایا: وَاللہ! میں کسی ایسے گناہ کی وجہ سے نہیں رو رہا جس کے

378... سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الزھد فی الدنیا، ۴/ ۴۲۳، حدیث: ۴۱۰۴

المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث سلمان الفارسی، ۹/ ۱۷۹، حدیث: ۲۳۷۷۲

Go To Index

متعلق مجھے علم ہو کہ میں نے کیا ہے لیکن مجھے اس بات کا خوف ہے کہ میں نے کسی کام کو چھوٹا سمجھ کر کیا ہو اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بڑا ہو۔

حضرت سیِّدُنا عامر بن عَبْدِ قَیْس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی وفات کے وقت رونے لگے۔ جب ان سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: میں موت کے ڈر یا دنیا کی محبت میں نہیں رو رہا بلکہ گرمیوں کے روزوں میں دوپہر کی پیاس اور سردیوں کی لمبی راتوں میں نفل نماز کی جدائی پر رو رہا ہوں۔

سَفَر طویل، زادِ راہ قلیل:

حضرت سیِّدُنا فضیل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پر بوقْتِ وفات غشی طاری ہو گئی، جب افاقہ ہوا تو آنکھیں کھولیں اور ارشاد فرمایا: وَابُعْدَ سَفَرَاہٗ وَاقِلَّۃَ زَادَاہٗ یعنی ہائے افسوس! سفر کتنا طویل ہے اور زادِ راہ کتنا قلیل ہے۔

اغنیا کی زندگی، فقرا کی موت:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بوقْتِ وِصال اپنے غلام نصر سے فرمایا: "میرا سر مٹی پر رکھ دو۔" نصر رو پڑا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دریافت کیا: "رو کیوں رہے ہو؟" نصر نے عرض کی: "مجھے آپ کی ناز و نعمتوں میں گزری ہوئی زندگی یاد آگئی اور اس وقت آپ ایک فقیر پردیسی کی حالت میں دنیا سے جا رہے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "خاموش رہو! میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اغنیا کی زندگی اور فقرا کی موت عطا فرمانا۔" پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: "تم صرف ایک مرتبہ مجھ کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا اور پھر جب تک میں کوئی دوسری بات نہ بولوں دوبارہ تلقین نہ کرنا۔"

حضرت سیِّدُنا عطاء بن یسار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: ایک شخص کی موت کے وقت شیطان اس کے پاس آیا اور اس سے کہا: "تو نے نجات پالی۔" اس نے کہا: "میں تجھ سے اب بھی بے خوف نہیں ہوں۔"

ایک بزرگ موت کے وقت زار و قطار رونے لگے۔ عرض کی گئی: کیا چیز آپ کو رلا رہی ہے؟ فرمایا: قرآن پاک کی یہ آیتِ مُبارَکہ:

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ(۲۷) (پ۶، المآئدۃ:۲۷) ترجمۂ کنزالایمان: کہا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔

Go To Index

ابتدااور انتہا:

حضرت سیّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی ایک شخص کی موت کے وقت اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: جس معاملہ کی ابتدا ایسی ہو اس کی انتہا سے ڈرنا چاہئے اور جس کی انتہا ایسی ہو اس کی ابتدا سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہئے۔

حضرت سیّدُنا ابو محمد احمد بن محمد جُرَیْری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں حضرت سیّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی کے پاس حالت نزع میں حاضر تھا، وہ جمعہ اور نَیْرُوْز کا دن[379] تھا۔ آپ قرآن پاک کی تلاوت فرمارہے تھے حتّٰی کہ پورا قرآن ختم کرلیا۔ میں نے پوچھا: ''اے ابو القاسم! آپ اس حالت میں بھی قرآن پڑھ رہے ہیں؟'' فرمایا: مجھ سے زیادہ اور کون اس کا حق دار ہے جبکہ میرا اعمال نامہ لپیٹے جانے کا وقت ہے۔

حضرت سیّدُنا ابو محمد رُوَیْم بن احمد بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: میں حضرت سیّدُنا ابو سعید احمد بن عیسٰی خَراز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب کے وصال کے وقت حاضر تھا، آپ یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

حَنِیْنُ قُلُوْبِ الْعَارِفِیْنَ اِلَی الذِّکْرِ ... وَتَذْکَارُھُمْ وَقْتَ الْمُنَاجَاۃِ لِلسِّرِّ

اُدِیْرَتْ کُؤُوْسٌ لِلْمَنَایَا عَلَیْھِمْ ... فَاَغْفَوْا عَنِ الدُّنْیَا کَاِغْفَاءِ ذِی السَّکْرِ

ھُمُوْمُھُمْ جَوَّالَۃٌ بِمُعَسْکَرٍ ... بِہٖ اَھْلُ وُدِّ اللہِ کَالْاَنْجُمِ الزُّھْرِ

فَاَجْسَامُھُمْ فِی الْاَرْضِ قَتْلٰی بِحُبِّہٖ ... وَاَرْوَاحُھُمْ فِی الْحُجُبِ نَحْوَ الْعُلَا تَسْرِیْ

فَمَا عَرَّسُوْا اِلَّا بِقُرْبِ حَبِیْبِھِمْ ... وَمَا عَرَجُوْا مِنْ مَسِّ بُؤْسٍ وَلَا ضَرِّ

ترجمہ: (۱)...دنیا سے کوچ کرتے وقت عارفین کے قلوب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کو پسند کرتے ہیں اور پوشیدہ مناجات کے اوقات کو یاد کرتے ہیں۔

(۲)...جب موت کا فرشتہ ان کے پاس آتا ہے تو ان کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ نشے میں مبتلا شخص کی طرح دنیا سے غافل ہوتے ہیں۔

(۳)...ان کی فکریں ہمیشہ ایسی جگہ قیام کرتی ہیں جہاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عبادت گزار بندے روشن ستاروں کی طرح

379... نیروز: ایرانی شمسی سال کا پہلا دن، یہ ایرانیوں کی عید کا دن ہے۔ (بہار شریعت، ۱/ ۵۸، اصطلاحات بہار شریعت)

چمکتے ہیں۔

(۴)...ان کے اجسام زمین میں حبیب کی محبت میں بے جان نظر آتے ہیں جبکہ ان کی روحیں تیزی سے حجابات کو چیرتی ہوئی بلندی کی طرف محوِ سفر ہوتی ہیں۔

(۵)...ایسی جگہ جا کر ٹھہرتی ہیں جہاں انہیں ان کے حبیب کا قرب نصیب ہوتا ہے پھر انہیں کسی مصیبت اور تکلیف کے پہنچنے کا احساس نہیں ہوتا۔

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی سے عرض کی گئی کہ حضرت سیِّدُنا ابو سعید احمد بن عیسٰی خراز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَہَّاب پر نزع کے وقت وجد کا بہت زیادہ غلبہ ہو گیا تھا، آپ نے ارشاد فرمایا: کوئی عجب نہیں کہ ان کی روح اپنے ربّ سے ملاقات کے شوق میں قَفَسِ عُنْصُری سے پرواز کرنا چاہ رہی ہو۔

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے نزع کے وقت پوچھا گیا کہ آپ کی کیا خواہش ہے؟ ارشاد فرمایا: میں موت سے ایک لحظہ پہلے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی معرفت چاہتا ہوں۔

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے حالت نزع میں عرض کی گئی: "**اللہ**" کو یاد کیجئے۔ فرمایا: کب تک تم مجھے ذِکْرُ اللہ کرنے کا کہتے رہو گے حالانکہ میں اسی کے ذکر میں فنا ہو چکا ہوں۔

غیر خدا کے لئے علم غیب کا ثبوت:

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا ابو علی ممشاد دِیْنَوَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک صاحِبِ معرفت فقیر آیا اور سلام کر کے کہنے لگا: یہاں کوئی پاک صاف جگہ ہے جہاں انسان مر سکے؟ لوگوں نے اسے ایک جگہ بتا دی، وہاں قریب میں پانی کا ایک چشمہ بھی تھا، اس نے وضو کیا اور جس قدر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے چاہا نوافل ادا کئے پھر اس جگہ پہنچا جو اسے بتلائی گئی تھی، وہ پاؤں پھیلا کر لیٹا اور روح پرواز کر گئی۔

لو میں مرتی ہوں:

حضرت سیِّدُنا ابو العباس احمد بن محمد دِیْنَوَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اپنی مجلس میں مَردوں اور عورتوں کے درمیان وعظ فرما رہے تھے کہ حاضرِینِ مجلس میں سے ایک بوڑھی عورت نے بناوٹی وجد کا اظہار کرتے ہوئے

Go To Index

چیخ ماری (آپ نے مَردوں کی موجودگی میں اس چیز کو بُرا جانا) اور اس سے ارشاد فرمایا: مرجا! (اگر غلبہ حال میں سچی ہے) وہ عورت اُٹھ کر دروازے کی طرف چلی گئی، دروازے پر پہنچ کر حضرت سیِّدُنا ابو العباس احمد بن محمد الدینوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی طرف دیکھنے لگی (اور اضطرار کی حالت میں دل ہی دل میں رسوائی سے بچنے کی دعا کرنے لگی) پھر کہا: لو میں مرتی ہوں۔ یہ کہہ کر زمین پر گر پڑی اور اس کا انتقال ہو گیا۔

حضرت سیِّدُنا ابو علی احمد بن محمد رُوْذْبَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی کی ہمشیرہ حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ بنت محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا بیان کرتی ہیں: جب میرے بھائی ابو علی روزباری کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کا سر میری گود میں تھا، انہوں نے آنکھیں کھولیں اور کہنے لگے: آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں، جنتیں سجا دی گئی ہیں اور کہنے والا کہہ رہا ہے: اے ابو علی! ہم نے تمہیں بلند مرتبے پر پہنچا دیا ہے حالانکہ تم اس کے طلب گار نہیں تھے پھر وہ یہ شعر پڑھنے لگے:

وَحَقِّكَ لَا نَظَرْتُ اِلٰى سِوَاكَا — بِعَيْنِ مَوَدَّةٍ حَتّٰى اَرَاكَا

اَرَاكَ مُعَذِّبِيْ بِفُتُوْرِ لَحْظٍ — وَّبِالْخَدِّ الْمُوَرَّدِ مِنْ حَيَاكَا

ترجمہ: (۱)... تیری عظمت و جلالت کی قسم! جب تک تجھے نہ دیکھ لوں کسی پر محبت کی نگاہ نہیں ڈالوں گا۔

(۲)... میں تیری آنکھوں کے خمار اور حیا کی وجہ سے سرخ ہو جانے والے تیرے رخساروں کے سبب تجھے اپنے لئے عذاب سمجھتا ہوں۔[380]

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی کو نزع کے وقت ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ'' پڑھنے کی تلقین کی گئی تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بھول گیا ہوں کہ اسے یاد کروں! (یعنی اللہ کی یاد تو اس سے

380... شیخ الاسلام زکریا بن محمد انصاری ان اشعار کے تحت ''رسالہ قشیریہ'' کی شرح میں لکھتے ہیں: ان اشعار میں اس بات پر دلالت ہے کہ اس حالت میں آپ کی نظر آپ کی زوجہ کے حسن پر تھی اور آپ اس بات کی طلب میں تھے کہ مقام حضوری حاصل ہو جائے اور آپ کا دل غیرُ اللہ سے منقطع ہو جائے، چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس حالت میں آپ کو ان چیزوں پر مطلع کر دیا جنہوں نے آپ کی توجہ زوجہ سے ہٹا کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف کر دی اور اس بات پر آپ کے ان اشعار میں بھی دلالت موجود ہے اس لئے کہ آپ کی تمام توجہ اپنے ربّ کی طرف تھی مگر آپ کے خیالات زوجہ کی طرف نظر کے لئے آپ سے جھگڑ رہے تھے اس لئے آپ نے اپنی زوجہ کو عذاب ٹھہرایا پھر آپ نے یہ بتایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو ملکوت اور اپنی قدرت کے عجائبات پر مطلع فرما دیا جنہوں نے آپ کی توجہ کو زوجہ سے مکمل طور پر پھیر دیا۔ (نتائج الافکار، ۴/ ۹۸)

Go To Index

غفلت کی بنا پر کی جاتی ہے اور میں تو ایک لمحہ بھی اس سے غافل نہیں ہوا)۔

ایک کے بدلے ہزاروں درہم:

حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد بن نصیر بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی نے حضرت سیِّدُنا شیخ شِبْلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے خادم بکران الدینوری سے پوچھا: "موت کے وقت حضرت سیِّدُنا شیخ شبلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی کیا کیفیت تھی؟" جواب دیا: "آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ ایک شخص کا درہم میرے ذمے ہے جو ظلم کی راہ سے میرے پاس آ گیا تھا حالانکہ میں اس کے مالک کی طرف سے ہزاروں درہم صدقہ کر چکا ہوں مگر مجھے سب سے زیادہ اسی کی فکر کھائے جا رہی ہے۔" پھر ارشاد فرمایا: "مجھے نماز کے لئے وضو کروا دو۔" میں نے وضو کروا دیا لیکن داڑھی میں خلال کروانا بھول گیا اور چونکہ اس وقت آپ بول نہیں پا رہے تھے اس لئے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی داڑھی میں داخل کر دیا پھر آپ انتقال فرما گئے۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا جعفر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ رونے لگے اور فرمانے لگے: "تم ایسے شخص کے بارے میں کیا کہو گے جس سے عمر کے آخری لمحے بھی شریعت کا کوئی ادب فوت نہ ہوا۔"

ربّ عَزَّوَجَلَّ سے حیا:

حضرت سیِّدُنا بشر بن حارث حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی کی موت کا وقت جب قریب آیا تو آپ پر پریشانی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ عرض کی گئی: "حضور! ایسا محسوس ہو رہا ہے آپ کو زندگی سے محبت ہے؟" ارشاد فرمایا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہونا بہت دشوار معاملہ ہے۔"

حضرت سیِّدُنا صالح بن مِسمار بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے عرض کی گئی: "کیا آپ اپنے بچوں اور زیر کفالت کے بارے میں کسی کو وصیت نہیں کریں گے؟" ارشاد فرمایا: "مجھے حیا آتی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو چھوڑ کر انہیں کسی اور کے سپرد کروں۔"

حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو آپ کے اصحاب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "آپ کو بشارت ہو کہ آپ اس رب کی بارگاہ میں جا رہے ہیں جو غَفُوْرٌ رَّحِیم ہے۔" آپ نے فرمایا: تم لوگ یہ کیوں نہیں کہتے: "ڈر جاؤ! کہ تمہیں اب اس ربّ کی بارگاہ

Go To Index

میں پیش ہونا ہے جو تمہارے چھوٹے بڑے گناہوں کا حساب لے گا اور تمہیں سزا دے گا۔

حضرت سیّدُنا ابو بکر واسطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے وصال کے وقت آپ سے عرض کی گئی کہ ہمیں وصیت فرمائیں۔ فرمایا: جو ربّ تعالیٰ چاہتا ہے اسے تھامے رہو۔

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی وفات کے وقت ان کی بیوی رونے لگیں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کیوں روتی ہو؟ بیوی نے جواب دیا: آپ پر روتی ہوں۔ فرمایا: اگر رونا ہی ہے تو اپنے آپ پر رو، میں تو اس دن کے لئے 40 سال سے رو رہا ہوں۔

دل جل رہا ہے:

حضرت سیّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: میں حضرت سیّدُنا سری سقطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے مرض الموت میں آپ کی عیادت کے لئے حاضر ہوا، میں نے پوچھا: کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ تو جواب میں آپ نے یہ شعر پڑھا:

كَيْفَ اَشْكُوْ اِلٰى طَبِيْبِيْ مَابِيْ　　وَالَّذِيْ اَصَابَنِيْ مِنْ طَبِيْبِيْ

ترجمہ: میں اپنی تکلیف کی شکایت اپنے طبیب سے کیسے کروں کیونکہ مجھے جو تکلیف آئی وہ میرے طبیب ہی کی طرف سے آئی ہے۔

میں نے پنکھا لے کر آپ کو ہوا دینا چاہی تو ارشاد فرمایا: اُسے پنکھے کی ہوا کیا پہنچے گی جس کا دل جل رہا ہو؟ پھر یہ اشعار پڑھے:

اَلْقَلْبُ مُحْتَرِقٌ وَالدَّمْعُ مُسْتَبِقٌ　　وَالْكَرْبُ مُجْتَمِعٌ وَالصَّبْرُ مُفْتَرِقُ

كَيْفَ الْقَرَارُ عَلٰى مَنْ لَا قَرَارَ لَهٗ　　مِمَّا جَنَاهُ الْهَوٰى وَالشَّوْقُ وَالْقَلَقُ

يَا رَبِّ اِنْ يَكُ شَيْءٌ فِيْهِ لِيْ فَرَجٌ　　فَامْنُنْ عَلَيَّ بِهٖ مَا دَامَ بِيْ رَمَقُ

ترجمہ: (۱)...دل جل رہا ہے، آنکھوں سے سیل اشک رواں ہے، تکلیف موجود ہے مگر صبر جدا ہے۔

(۲)...وہ شخص جسے نفسانی خواہش، شوق اور اضطراب نے گناہ میں ڈال کر بے قرار کر دیا اب اس کو کس طرح قرار آئے؟

(۳)...اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! اگر کسی شے میں میرے لئے کچھ راحت ہے تو جب تک میری زندگی تھوڑی سی بھی

Go To Index

باقی ہے مجھ پر اس کے ذریعے احسان فرماتا رہ۔

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا شیخ ابو بکر شبلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے کچھ اصحاب بوقت وصال آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ'' پڑھنے کی تلقین کی تو آپ نے جواب میں یہ اشعار پڑھے:

اِنَّ بَیْتًا اَنْتَ سَاکِنُہٗ غَیْرُ مُحْتَاجٍ اِلَی السُّرُجِ

وَجْھُکَ الْمَامُوْلُ حُجَّتُنَا یَوْمَ یَاْتِی النَّاسُ بِالْحُجَجِ

لَا اَتَاحَ اللہُ لِیْ فَرَجًا یَوْمَ اَدْعُوْ مِنْکَ بِالْفَرَجِ

ترجمہ: (۱)...جس گھر (یعنی قلب مومن) میں تیرے جلوے ہوں اسے چراغوں کی حاجت نہیں ہوتی۔

(۲)...جس دن لوگ عذر پیش کریں گے اس دن ہمارا عذر تیری ذات ہو گی کہ وہی امیدوں کا مرکز ہے۔

(۳)...اے بندے! جس دن میں تجھ سے وسعت و فراخی مانگوں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے وسعت و فراخی نہ دے۔

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی کے پاس جانکنی کے عالم میں آئے، سلام کیا مگر آپ نے جواب نہ دیا، کچھ دیر بعد جواب دیا اور فرمایا: مجھے معذور سمجھو، میں اپنے وظیفے میں مشغول تھا۔ پھر قبلہ رخ ہوئے اور تکبیر کہہ کر وصال فرما گئے۔

دل کے دروازے پر 40 سال:

حضرت سیِّدُنا ابو بکر محمد بن علی کَتّانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے بوقتِ وفات پوچھا گیا کہ آپ کا عمل کیا تھا؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اگر میری موت کا وقت قریب نہ ہوتا تو میں تم لوگوں کو اس کے متعلق ہرگز نہ بتاتا، میں اپنے دل کے دروازے پر 40 سال تک کھڑا رہا جب بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی دوسری چیز نے اس میں آنے کی کوشش کی میں اس کے سامنے رکاوٹ بن گیا۔

سخی کی موت آسان ہوتی ہے:

حضرت سیِّدُنا مُعْتَمِر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا حکم بن عبد الملک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے وصال کے وقت دیگر لوگوں کے ساتھ میں بھی موجود تھا، میں نے **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: اے **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ! ان پر موت کی سختیاں آسان کر دے کیونکہ یہ اس اس طرح تھے، میں نے ان کی کچھ خوبیاں ذکر کیں، آپ کی

Go To Index

حالت کچھ سنبھلی تو پوچھا: یہ کون بول رہا ہے ؟ میں نے عرض کی: میں۔ فرمایا: ملک الموت مجھ سے فرما رہے ہیں کہ میں ہر سختی پر (روح قبض کرنے میں) نرمی کرتا ہوں۔ یہ کہنے کے بعد ان کی زندگی کا چراغ گل ہو گیا۔

حضرت سیِّدُنا یوسف بن اَسباط عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَھَّاب کے وصال کے وقت حضرت سیِّدُنا حذیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ان کے پاس آئے اور انہیں بے چینی کا شکار دیکھ کر پوچھا: کیا یہ گھبراہٹ اور پریشانی کا وقت ہے ؟ انہوں نے کہا: اے ابوعبداللہ! میں کس لئے نہ گھبراؤں اور کیونکر پریشان نہ ہوں جبکہ میں جانتا ہوں میں نے کوئی عمل اخلاص کے ساتھ نہیں کیا۔ حضرت سیِّدُنا حذیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا: اس نیک آدمی پر حیرت ہے جسے مرتے ہوئے اس بات کا یقین ہو کہ اسے اپنا ایسا کوئی عمل یاد نہیں جو اخلاص کے ساتھ کیا ہو۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابواحمد مُغازِلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: میں ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ بیمار تھے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کر رہے تھے: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو میرے ساتھ جیسا چاہے کر سکتا ہے لہٰذا (روح قبض کرنے کے معاملے میں) مجھ پر نرمی فرما۔

کچھ بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن حضرت سیِّدُنا ابوعلی مُمْشاد دِیْنَوَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے پاس وقْتِ وِصال آئے اور دعا دینے لگے: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو یہ نعمت دے، وہ نعمت دے۔ یہ دعا سن کر آپ ہنس کر کہنے لگے: 30 سال سے مجھ پر جنت اور اس کی نعمتیں پیش کی جا رہی ہیں مگر میں نے ان کی طرف نظر تک اٹھا کر نہیں دیکھا۔

حضرت سیِّدُنا رُوَیم بن محمد بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی کو وفات کے وقت "لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھنے کی تلقین کی گئی تو فرمایا: ضرور پڑھوں گا کیونکہ اس کے علاوہ اب کوئی اچھا کام نہیں۔

حضرت سیِّدُنا ابوالحسن نوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو "لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھنے کی تلقین کی گئی۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: کیا میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف نہیں جا رہا؟

سیِّدُنا امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا وصال:

حضرت سیِّدُنا ابویحییٰ اسماعیل مُزَنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی مرض الموت میں تھے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: اے ابوعبداللہ! کیا حال ہے ؟ فرمایا: میرا حال یہ ہے کہ دنیا سے جا رہا ہوں، دوستوں سے جدا ہو رہا ہوں، اپنے برے اعمال سے ملاقات

Go To Index

کرنے والا ہوں، موت کا پیالہ پینے والا ہوں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دربار میں حاضر ہونے والا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میری روح جنت میں جانے والی ہے کہ اسے مبارک باد دوں یا جہنم میں جانے والی ہے کہ اس کی تعزیت کروں۔ پھر یہ اشعار پڑھنے لگے:

وَلَمَّا قَسَا قَلْبِیْ وَضَاقَتْ مَذَاهِبِیْ	جَعَلْتُ رَجَآئِیْ نَحْوَ عَفْوِكَ سُلَّمَا
تَعَاظَمَنِیْ ذَنْبِیْ فَلَمَّا قَرَنْتُهٗ	بِعَفْوِكَ رَبِّیْ كَانَ عَفْوُكَ اَعْظَمَا
فَمَازِلْتَ ذَاعَفْوٍعَنِ الذَّنْبِ لَمْ تَزَلْ	تُجَوِّدُ وَتَعْفُوْ مِنَّةً وَّتَكَرُّمَا
وَلَوْلَاكَ لَمْ يُغْوٰى بِاِبْلِيْسَ عَابِدٌ	فَكَيْفَ وَقَدْ اَغْوٰى صَفِيَّكَ آدَمَا

ترجمہ: (۱)...جب میرا دل سخت ہو گیا اور میرے راستے تنگ ہو گئے تو میں نے اپنی امید کو تیرے عفو کی جانب واسطہ بنالیا۔

(۲)...میں نے اپنے گناہوں کو بڑا سمجھا لیکن جب میں نے تیرے عفو سے ان کا موازنہ کیا تو تیرا عفو بڑا نکلا۔

(۳)...تو نے ہمیشہ گناہوں کو معاف کیا، ہمیشہ جود و کرم کے دریا بہاتا رہا اور ازراہِ کرم و انعام معافی سے نوازتا رہا۔

(۴)...اگر تیرا کرم نہ ہوتا تو ابلیس کے بہکاوے سے کوئی عابد بچ نہ پاتا کیونکہ اس لعین نے تو تیرے صفی حضرت آدم عَلَیْهِ السَّلَام کو بھی بہکانے کی کوشش کی تھی۔

95 سال ایک دروازے پر دستک:

حضرت سیِّدُنا احمد بن خَضْرَوَیہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه سے حالتِ نزع میں کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ارشاد فرمایا: اے بیٹے! جس دروازے پر پچانوے سال سے دستک دے رہا تھا اب اس کے کھلنے کا وقت آ گیا ہے، معلوم نہیں سعادت کے ساتھ کھلے گا یا شَقاوَت کے ساتھ، اب مجھے جواب دینے کی فرصت کہاں!

بزرگانِ دین نے یہ باتیں (سفرِ آخرت کے وقت) ارشاد فرمائیں جو ان کے احوال میں فرق کے لحاظ سے مختلف ہیں، بعض پر خوف غالب تھا، بعض پر امید اور بعض پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کا شوق اور اس کی محبت کا غلبہ تھا، اس لئے ہر ایک نے اپنی حالت کے مطابق گفتگو فرمائی اور یہ تمام اقوال ان کے حَسبِ حال درست ہیں۔

Go To Index

باب نمبر6: جنازوں اور قبروں سے متعلق اقوالِ بزرگانِ دِین

(اس میں چار فصلیں ہیں)

پہلی فصل: جنازوں کے متعلق عارفین کا کلام

جان لیجئے کہ بصیرت رکھنے والوں کے لئے جنازوں میں عبرت کا سامان ہے نیز ان میں ان کے لئے تنبیہ اور نصیحت ہے جبکہ غافلین کا معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ جنازوں کو دیکھ کر ان کے دل کی سختی مزید بڑھ جاتی ہے اس لئے کہ وہ اس تصور میں ہوتے ہیں کہ ہمیشہ دوسروں کے جنازے ہی دیکھتے رہیں گے، یہ نہیں سوچتے کہ ان کا جنازہ بھی ضرور اٹھے گا یا سوچتے تو ہیں مگر موت کو اپنے لئے قریب خیال نہیں کرتے اور غور نہیں کرتے کہ جن لوگوں کے جنازے اٹھ چکے ہیں وہ بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا تھے لیکن ان کا گمان غلط ثابت ہوا اور ان کی مدت جلد پوری ہو گئی لہٰذا بندہ جب بھی کسی جنازے کو دیکھے تو خود کو اس میں خیال کرے کیونکہ عنقریب اس کا بھی جنازہ اٹھے گا یا تو آج یا ہو سکتا ہے کل یا پھر پرسوں۔

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب کوئی جنازہ دیکھتے تو فرماتے: جاؤ ہم تمہارے پیچھے آرہے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا مَکحُول دِمَشْقِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی جنازہ دیکھ کر فرمایا کرتے: تم صبح میں چلے جاؤ، ہم شام کو آنے والے ہیں، نصیحت کامل ہے، غفلت تیزی سے آتی ہے، (نیک لوگ) ایک ایک کر کے جارہے ہیں اور آخر میں بے وقوف بچ رہے ہیں۔

اس کے ساتھ کیا ہوگا؟

حضرت سیِّدُنا اُسید بن حُضَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں جب بھی کسی جنازہ میں شریک ہوا تو صرف اسی سوچ میں ڈوبا رہا کہ اس کے ساتھ کیا ہو گا اور یہ کہاں جائے گا؟

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار کے بھائی کا انتقال ہوا تو آپ روتے روتے ان کے جنازے کے ہمراہ یہ فرماتے ہوئے چلے کہ بخدا! میری آنکھیں اس وقت تک ٹھنڈی نہیں ہوں گی جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ تمہارا ٹھکانا کیا ہو گا اور یہ بات مجھے مرتے دم تک معلوم نہیں ہو سکے گی۔

Go To Index

حضرت سیِّدُنا اعمش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم جنازوں میں شریک ہوتے تھے مگر مجمع میں ہر شخص کے رنج و غم کی تصویر نظر آنے کے سبب ہمیں سمجھ نہیں آتا تھا کہ کس سے تعزیت کریں۔

حضرت سیِّدُنا ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ہم جنازوں میں شرکت کیا کرتے اور ہر شخص کو چادر سے اپنا سر ڈھانپے روتا ہوا دیکھا کرتے تھے۔

جنازے کے شرکا کی حالت:

بزرگانِ دین کا موت سے خوف کا یہ عالَم تھا اور اب حالت یہ ہے کہ جنازے میں شریک ہونے والے اکثر لوگوں کو ہم ہنستا ہوا اور کھیل کود کرتا دیکھتے ہیں اوران کی گفتگو کا موضوع صرف یہی ہوتا ہے کہ مرنے والے نے وراثت میں کیا چھوڑا اور اس کے بعد اس کے ورثا کو کیا ملے گا، اپنے ہم نشینوں اور عزیز و اقربا کو یاد نہیں کرتے بلکہ اس فکر میں ہوتے ہیں کہ کس طرح ان کے چھوڑے ہوئے کچھ مال کو حاصل کیا جائے اور سوائے چند ایک کے کوئی بھی اپنے جنازے اور اس کے اٹھتے وقت اپنی حالت کے بارے میں غور نہیں کرتا، اس غفلت کا سبب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ان کے دل نافرمانیوں اور گناہوں کی کثرت کے سبب سخت ہو چکے ہیں حتّٰی کہ ہماری حالت یہ ہو چکی ہے کہ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ ، آخرت کے دن اور آگے پیش آنے والے بڑے بڑے خطرات کو بھول گئے ہیں اور غفلت کا شکار ہو کر کھیل کود اور بے فائدہ کاموں میں لگ گئے ہیں۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس غفلت سے بیداری کا سوال کرتے ہیں۔ جنازوں میں شریک ہونے والوں کی سب سے اچھی حالت یہ ہے کہ وہ میت پر آنسو بہائیں بلکہ اگر عقل رکھتے ہوں تو میت کے بجائے اپنے اوپر روئیں۔

مرنے والا تین امور سے نجات پا چکا:

حضرت سیِّدُنا ابراہیم زَیّات عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب نے لوگوں کو میت کے لئے دعائے رحمت کرتے دیکھا تو ارشاد فرمایا: یہ شخص تو تین دہشت ناک امور سے نجات پا گیا، ملک الموت کا چہرہ دیکھ چکا، موت کی کڑواہٹ چکھ چکا، خاتمے کے خوف سے امن پا چکا۔

ابو عَمْرو بن عَلَاء کہتے ہیں: میں جریر شاعر کے پاس بیٹھا ہوا تھا، وہ اپنے کاتب کو شعر لکھوا رہا تھا کہ ایک جنازہ سامنے آیا، جریر لکھوانے سے رک گیا اور کہنے لگا: بخدا! ان جنازوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ پھر یہ

Go To Index

اشعار پڑھے:

تُرَوِّعُنَا الْجَنَائِزُ مُقْبِلَاتٍ وَنَلْهُوْ حِيْنَ تَذْهَبُ مُدْبِرَاتٍ

كَرَوْعَةِ ثُلَّةٍ لِمُغَارِ ذِئْبٍ فَلَمَّا غَابَ عَادَتْ رَاتِعَاتٍ

ترجمہ: (۱)...جنازے جب سامنے آتے ہیں تو ہمیں خوف زدہ کر دیتے ہیں اور جب چلے جاتے ہیں تو ہم کھیل میں لگ جاتے ہیں۔

(۲)...جس طرح بکریوں کا ریوڑ بھیڑیئے کے حملے کے سبب ڈر جاتا ہے اور جب بھیڑیا غائب ہو جاتا ہے تو پھر چرنے لگتا ہے۔

جنازے میں حاضری کے آداب:

جنازے میں حاضر ہونے کے آداب یہ ہیں کہ غور و فکر کرے، غفلت سے بچتا رہے، ذہنی طور پر موت کے لئے تیار رہے اور متواضع بن کر اس کے ہمراہ چلے۔ ہم نے فقہ کے بیان میں اس کے آداب و سنن بیان کر دیئے ہیں۔ ایک ادب یہ بھی ہے کہ میت کے متعلق اچھا گمان رکھے خواہ وہ فاسق ہی کیوں نہ ہو اور اپنے متعلق برا گمان رکھے اگرچہ بظاہر نیک ہو کیونکہ خاتمہ کا معاملہ خوفناک ہے، اس کی حقیقت کو نہیں جانا جا سکتا۔ ایسا کون ہے جس نے گناہ نہ کئے ہوں؟

حضرت سیِّدُنا عمر بن ذر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پڑوسی کا انتقال ہو گیا، وہ نہایت گنہگار شخص تھا، اس کی برائی کے سبب بہت سے لوگ اس کے جنازے میں شریک نہیں ہوئے مگر آپ نے شریک ہو کر اس کی نماز جنازہ پڑھی، جب اسے قبر میں اتار دیا گیا تو آپ نے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: اے ابو فلاں! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے، تو عمر بھر عقیدۂ توحید پر قائم رہا اور سجدوں سے اپنا چہرہ گرد آلود کرتا رہا۔ لوگ اگرچہ تجھے گناہ گار اور خطاکار کہتے ہیں مگر ہم میں سے کون شخص ایسا ہے جس نے گناہ نہیں کئے اور خطا کا ارتکاب نہیں کیا۔

حکایت: شرابی کی بخشش کا راز

منقول ہے کہ بصرہ کے قریبی علاقے میں ایک گناہ گار شخص کا انتقال ہوا، اس کے بہت زیادہ گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے لوگ اس کے حالات کو جاننے کی کوشش نہیں کرتے تھے، چنانچہ اس کی بیوی نے کوئی ایسا شخص نہ پایا جو جنازہ اٹھانے پر اس کی مدد کر سکے تو اس نے کرائے پر مزدور لئے اور ان کی مدد سے اسے

Go To Index

جنازہ گاہ لے گئی مگر کسی نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی، مجبوراً اسے دفن کرنے کے لئے صحرا میں لے جایا گیا، وہاں قریب ہی پہاڑ پر ایک عبادت گزار تھا جس کا شمار بڑے عبادت گزاروں میں ہوتا تھا، اسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا گویا وہ پہلے ہی سے جنازے کا منتظر ہے، جب عبادت گزار شخص نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو آناً فاناً شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ فلاں عبادت گزار پہاڑ سے اتر کر اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے آیا ہے چنانچہ شہر کے لوگ بھاگے بھاگے آئے اور اس کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی، عبادت گزار کے نماز جنازہ پڑھانے کے سبب لوگ حیران ہوگئے اور اس کا اظہار عبادت گزار سے کیا تو اس نے کہا: مجھ سے خواب میں کہا گیا کہ فلاں جگہ جاؤ، وہاں تمہیں ایک جنازہ نظر آئے گا جس کے ساتھ ایک عورت کے سوا اور کوئی نہ ہوگا، اس کی نماز جنازہ پڑھو اس لئے کہ اس کی مغفرت کر دی گئی ہے، لوگوں کی حیرت میں اور بھی اضافہ ہوگیا، عبادت گزار نے اس کی بیوی کو بلوایا اور اس کے حالات معلوم کئے تو بیوی نے کہا: یہ ایسا ہی تھا جیسا کہ لوگوں میں مشہور ہے اور دن کا اکثر حصہ شراب خانے میں شراب نوشی میں مشغول رہتا تھا۔ عبادت گزار نے کہا: غور کرو! کیا تم اس کا کوئی نیک عمل جانتی ہو؟ بیوی نے کہا: ہاں! اس میں تین باتیں تھیں، ایک تو یہ کہ روزانہ صبح کے وقت جب اس کا نشہ اترتا تو کپڑے تبدیل کر کے فجر کی نماز جماعت سے پڑھتا پھر شراب خانے میں جا کر دوبارہ گناہوں میں مشغول ہو جاتا، دوسری بات یہ کہ ایک یا دو یتیم بچے ہر وقت اس کے گھر میں موجود رہتے تھے جن کے ساتھ وہ اپنی اولاد سے بھی زیادہ حُسْنِ سُلُوک کیا کرتا اور ان کی بہت زیادہ دیکھ بھال کیا کرتا، تیسری یہ کہ دوران نشہ رات کی تاریکی میں جب اس کی حالت کچھ سنبھلتی تو روتا ہوا کہتا: اے **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ! تو اس بدباطن سے دوزخ کا کون سا گوشہ بھرنا چاہتا ہے؟ عبادت گزار یہ سن کر واپس چلا گیا اور اس کے متعلق اس کی الجھن دور ہوگئی۔

بڑی مصیبت سے نجات:

حضرت سَیِّدُنا اَبُو الصَّہْبَاء صِلَہ بن اَشْیَم عدوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے بھائی کی تدفین جب مکمل ہو چکی تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان کی قبر کے پاس یہ اشعار کہے:

فَاِنْ تَنْجُ مِنْهَا تَنْجُ مِنْ ذِیْ عَظِیْمَةٍ　　　وَاِلَّا فَاِنِّیْ لَا اَخَالُكَ نَاجِیًا

ترجمہ: اگر تو قبر کے امتحان میں کامیاب ہو گیا تو بڑی مصیبت سے نجات پا گیا ورنہ میں تجھے نجات پانے والا نہیں سمجھتا۔

Go To Index

دوسری فصل:

احوال قبر کے بارے میں اقوال

سب سے بڑا زاہد:

حضرت سیِّدُنا ضحاک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَہَّاب بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: "یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! لوگوں میں سب سے بڑا زاہد کون ہے؟" ارشاد فرمایا: "وہ شخص جو قبر اور گلنے سڑنے کو نہ بھولے، دنیا کی زائد زینت چھوڑ دے، باقی رہنے والی (آخرت) کو فنا ہو جانے والی (دنیا) پر ترجیح دے، آنے والے کل کو اپنی زندگی میں شمار نہ کرے اور خود کو قبر والوں میں تصور کرے۔"[381]

بہترین اور سچے پڑوسی:

حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی خدمت میں عرض کی گئی: آپ نے قبروں کے پڑوس میں کیوں سکونت اختیار کر رکھی ہے؟ ارشاد فرمایا: میں انہیں بہترین اور سچا پڑوسی پاتا ہوں، اپنی زبانیں روکے رکھتے ہیں اور آخرت کی یاد دلاتے ہیں۔

خوفناک منظر:

حضور نبیِّ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَارَاَیْتُ مَنْظَرًا اِلَّا وَ الْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْہُ یعنی قبر سے بڑھ کر خوفناک منظر کبھی میں نے دیکھا ہی نہیں۔[382]

حضرت سیِّدُنا عُمَر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ہم نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ قبرستان گئے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک قبر کے پاس بیٹھ گئے، میں آپ سے لوگوں میں سب سے زیادہ قریب تھا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رونے لگے، میں بھی رو دیا اور دیگر لوگ بھی رونے لگے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: کیوں رو رہے ہو؟ ہم نے عرض کی: آپ کے رونے کی وجہ سے۔ ارشاد فرمایا: یہ میری والدۂ ماجدہ آمنہ بنت وہب کی قبر ہے، میں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ

381... شعب الایمان، باب فی الزھد وقصر الامل، ۷ / ۳۵۵، حدیث: ۱۰۵۶۵

382... سنن ابن ماجه، کتاب الزھد، باب ذکر القبر والبلی، ۴ / ۵۰۰، حدیث: ۴۲۶۷

Go To Index

سے ان کی قبرِ انور کی زیارت اور ان کے لئے استغفار کی اجازت چاہی، زیارت کرنے کی اجازت دے دی گئی البتہ استغفار سے منع کر دیا گیا، اس لئے مجھے ان پر رحم آ گیا جس طرح اولاد کو اپنی ماں پر آتا ہے[383]۔[384]

آنسوؤں سے تَر داڑھی:

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ آنسوؤں سے آپ کی داڑھی مبارک تَر ہو جایا کرتی تھی، کسی نے پوچھا: آپ جنت و دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو نہیں روتے مگر قبر کے پاس کھڑے ہوتے ہیں تو روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں نے نبیّ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اگر اس سے نجات مل گئی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہوں گی اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہوں گی۔[385]

383...**شرحُ الزُّرقانی عَلَی الْمَواھِبِ اللَّدُنِّیَّۃ، جلد1، صفحہ314** پر ہے: حافِظ ابن شاہین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن اپنی کتاب ''اَلنَّاسِخ وَالْمَنْسُوْخ'' میں ذکر کرتے ہیں کہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ حِجَّۃُ الْوَداع کے موقع پر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی والدۂ ماجدہ کی قبر کی زیارت کے لئے گئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنی والدۂ ماجدہ کو زندہ کرنے کی دعا کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں زندہ فرما دیا اور وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لائیں۔ **صفحہ316** پر ہے: حافِظ ابن شاہین، خطیب بغدادی، حافِظ ابن عَساکر، علامہ سُہَیلی، علامہ مُحِب طبری، علامہ ناصر الدین بن منیر اور علامہ ابن سیّدُ الناس رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ مُمانعت اِستغفار والی روایت اس حدیث سے منسوخ ہے۔ شارح احیاء العلوم علامہ سیّد محمد مرتضٰی زَبیدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والدین کریمین بعدِ وفات زندہ ہو کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لائے، اس روایت کو (دوسری سند کے ساتھ) علامہ سُہیلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے ''رَوْضُ الْاُنُف'' میں اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت کیا اور خطیب بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی نے ''اَلسَّابِق وَاللَّاحِق'' میں اسے ذکر کیا۔ حافظ علامہ سُیُوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والدین کریمین کے ایمان کے متعلق سات رسائل تصنیف فرمائے اور اس موضوع کے متعلق میرا (یعنی صاحب اتحاف کا) بھی ایک رِسالہ بنام ''اَلْاِنْتِصَار لِوَالِدَیِ النَّبِیِّ الْمُخْتَار'' ہے۔ (اتحاف السادۃ المتقین، ۱۰/ ۴۳۳ ملخصًا)

384...المصنف لعبد الرزاق، کتاب الجنائز، باب فی زیارۃ القبور، ۳/ ۳۸۰، حدیث:۶۷۴۳

المعجم الکبیر، ۱۱/ ۲۹۶، حدیث:۱۲۰۴۹

385...سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر القبر والبلی، ۴/ ۵۰۰، حدیث:۴۲۶۷

Go To Index

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عَمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک قبرستان دیکھ کر سواری سے اترے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ آپ سے پوچھا گیا کہ پہلے تو آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا تھا؟ فرمایا: مجھے یہ بات یاد آگئی کہ قبر والے اب نیکیاں نہیں کرسکتے اس لئے میں نے پسند کیا کہ دو رکعتیں پڑھ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب حاصل کروں۔

قبر کی پکار:

حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: قبر ابن آدم سے (مرنے کے بعد) سب سے پہلے یہ کہتی ہے کہ میں کیڑوں کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں اجنبیّت کا گھر ہوں، میں تاریکی کا گھر ہوں، یہ تو میں نے تیرے لئے تیار کر رکھا ہے تو نے میرے لئے کیا تیاری کی ہے؟

مفلسی کا دن:

حضرت سیِّدُنا ابو ذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اپنی مفلسی کے دن کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ دن ہے جس دن مجھے قبر میں رکھا جائے گا۔

غیبت کرنے سے پاک لوگ:

حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ قبروں کے پاس بیٹھا کرتے تھے، آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: میں ایسے لوگوں کے پاس بیٹھتا ہوں جو مجھے میری اُخروی زندگی یاد دلاتے ہیں اور جب ان کے پاس سے چلا جاتا ہوں تو میری غیبت نہیں کرتے۔

جواب کیوں نہیں دیتے؟

حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْاَحَد رات کے وقت قبروں کے پاس آکر کہا کرتے: اے قبر والو! جب میں تمہیں پکارتا ہوں تو تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ پھر فرماتے: وَاللہ! ان کے اور جواب کے درمیان رکاوٹ حائل ہے اور گویا میں بھی انہی جیسا ہوں پھر طلوعِ فجر تک نماز پڑھتے رہتے۔

قبر کی فکر نے بے ہوش کردیا:

حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے اپنے ایک ہم نشین سے فرمایا: اے فلاں! میں

Go To Index

رات بھر قبر اوراس میں رہنے والے کے متعلق غور وفکر کرتا رہا، اگر تم مردہ کو تین دن کے بعد قبر میں دیکھ لو تو طویل عرصہ اس کے ساتھ مانوس رہنے کے باوجود تمہیں اس کے قُرب سے وحشت ہونے لگے اور تمہارے سامنے ایساگھر ہو جس میں زہریلے کیڑے گھوم رہے ہوں، پیپ جاری ہو، چھوٹے چھوٹے کیڑے بدن کو کھا رہے ہوں، بو آ رہی ہو، کفن پرانا ہو چکا ہو حالانکہ پہلے اچھی حالت میں خوشبودار اور صاف ستھرا تھا۔ پھر آپ نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آئے۔

قبروں کو دیکھ کر چیخ مارتے:

حضرت سیِّدُنا یزید بن ابان رَقّاشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرمایا کرتے تھے: اے وہ شخص جو قبر میں تنہا دفن ہے اور زمین کے اندر اپنے اعمال سے مانوس ہے، کاش میں جان سکتا کہ کن اعمال کے سبب تجھے خوشخبری دی گئی اور کون سے دوستوں کی وجہ سے تو خوش حال ہے؟ یہ کہہ کر اس قدر روتے کہ عمامہ مبارک تَر ہو جاتا پھر فرماتے: وَاللہ! اسے نیک اعمال کے سبب خوشخبری دی گئی ہے، بخدا! یہ عبادتِ الٰہی میں باہم مدد کرنے والے دوستوں کی وجہ سے خوشحال ہے۔ جب آپ قبروں کو دیکھتے تو ذبح کے وقت بیل کے آواز نکالنے کی مانند چیخ مارتے۔

قبر والوں کے ساتھ خیانت:

حضرت سیِّدُنا حاتم اَصَم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: جو قبروں کے پاس سے گزرے اور اپنے بارے میں غور نہ کرے اور نہ قبر والوں کے لئے دعا کرے تو اس نے اپنے ساتھ اور قبر والوں کے ساتھ خیانت کی۔

کاش آپ بانجھ ہوتیں!

حضرت سیِّدُنا بکر بن محمد العابد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد اپنی والدہ سے کہا کرتے: امی جان! کاش آپ میرے حق میں بانجھ ہوتیں! اس لئے کہ اب آپ کے بیٹے کو طویل عرصہ قبر میں قید رہنا ہو گا، اس کے بعد آگے کے سفر پر روانہ ہونا ہو گا۔

سلامتی کے گھر کی طرف دعوت:

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: اے ابن آدم! تجھے تیرا ربّ سلامتی

کے گھر کی طرف بلاتا ہے، اب تو دیکھ لے کہ اپنے ربّ کی دعوت کس جگہ قبول کرتا ہے؟اگر دنیا میں قبول کرتا ہے اور اپنے ربّ کی جانب سفر کی تیاری میں مشغول ہوتا ہے تو سلامتی کے گھر (جنت) میں داخل ہو جائے گا اور اگر قبر میں قبول کرتا ہے تو تجھے اس سے روک دیا جائے گا۔

حضرت سیِّدُنا حسن بن صالح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جب قبروں کو دیکھتے تو فرماتے: تمہارا ظاہر کتنا اچھا ہے لیکن مصیبت تمہارے اندر ہے۔

حضرت سیِّدُنا عطاء سلمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی عادت مبارکہ تھی کہ جب رات کی تاریکی چھاجاتی تو قبرستان تشریف لے جاتے اور کہتے: اے قبر والو! تم مر چکے، ہائے موت! اپنے اعمال دیکھ چکے، ہائے عمل! پھر کہتے: کل عطاء قبر میں ہو گا۔ صبح تک آپ کا یہی معمول رہتا۔

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جو شخص قبر کو کثرت سے یاد کرتا ہے وہ اسے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ پائے گا اور جو اس کی یاد سے غافل رہتا ہے وہ اسے جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا پائے گا۔

زندہ شخص قبر میں:

حضرت سیِّدُنا ربیع بن خُثَیْم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے گھر میں ایک قبر کھود رکھی تھی۔ جب کبھی اپنے دل میں سختی پاتے اس میں لیٹ جاتے اور جب تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ چاہتا اس میں رہتے پھر یہ آیتِ مُبارَکہ تلاوت فرماتے:

رَبِّ ارْجِعُوْنِ (۹۹) لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ (پ۱۸، المؤمنون: ۹۹، ۱۰۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں۔

اسے دہراتے رہتے پھر خود کو مخاطب کر کے کہتے: اے ربیع! تیرے ربّ نے تجھے واپس بھیج دیا ہے اب عمل کر۔

زمین کا تعجب کرنا:

حضرت سیِّدُنا احمد بن حرب نیشاپوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی فرماتے ہیں: زمین اس شخص پر تعجب کرتی ہے

Go To Index

جو اپنے لئے بستر بچھاتا اور اس کی سلوٹیں درست کرتا ہے اور کہتی ہے: اے ابن آدم! طویل عرصہ تک اپنے گلنے سڑنے کو یاد کیوں نہیں کرتا جب میرے اور تیرے درمیان کوئی چیز نہ ہوگی۔

سب سے زیادہ خوش حال لوگ:

حضرت سیّدُنا میمون بن مہران عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز کے ہمراہ قبرستان گیا، جب آپ نے قبروں کو دیکھا تو رونے لگے پھر میری جانب متوجہ ہو کر فرمانے لگے: اے میمون! یہ میرے آباؤاجداد بنو اُمیّہ کی قبریں ہیں، ایسا لگتا ہے گویا یہ لوگ دنیاوالوں کے ساتھ ان کی لذتوں اور گزر بسر میں کبھی شریک ہی نہیں ہوئے، کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ انہیں زمین پر پچھاڑ دیا گیا ہے، ان پر ویرانی طاری ہے، ان پر بوسیدگی چھا چکی ہے اور کیڑوں نے ان کے بدنوں کو اپنی آرام گاہ بنا لیا ہے۔ یہ کہنے کے بعد زار و قطار روتے ہوئے فرمانے لگے: بخدا! میں اُن قبر والوں سے زیادہ خوشحال کسی کو نہیں جانتا جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے امن پا چکے ہیں۔

ان کی خاموشی سے دھوکا مت کھانا:

حضرت سیّدُنا ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں قبرستان گیا، جب وہاں سے لوٹنے کا ارادہ کیا تو یکایک ایک آواز آئی کہ اے ثابت! ان قبر والوں کی خاموشی سے دھوکا مت کھانا، کتنی ہی جانیں ان میں غمزدہ ہیں۔

بڑی مصیبت:

مروی ہے کہ حضرت سیّدُنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صاحبزادی حضرت سیّدَتُنا فاطمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا نے اپنے خاوند حضرت سیّدُنا حسن مُثنّٰی بن امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے جنازے کو دیکھا تو اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور یہ شعر پڑھا:

وَكَانُوْا رَجَاءً ثُمَّ اَمْسَوْا رَزِيَّةً　　لَقَدْ عَظُمَتْ تِلْكَ الرَّزَايَا وَ جَلَّتْ

ترجمہ: یہ پاک ہستیاں ہماری امیدوں کا مرکز تھیں مگر ان کا دنیا سے چلا جانا ہمارے لئے مصیبتوں کا پہاڑ بن گیا ان کے وصال کی مصیبت کس قدر دَردناک اور بڑی ہے۔

Go To Index

منقول ہے کہ حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا نے اپنے خاوند کی قبر کے پاس خیمہ لگا لیا تھا اور سال بھر تک وہیں ٹھہری رہیں، اس کے بعد خیمہ اکھاڑ کر مدینہ شریف واپس چلی آئیں۔ لوگوں نے جنت البقیع کی ایک جانب سے آواز سنی کہ "جو لوگوں نے کھویا تھا کیا اسے پالیا؟" دوسری جانب سے آواز آئی: نہیں! بلکہ وہ مایوس ہو کر لوٹ گئے۔

60سال سے وحدانیت کی گواہی:

حضرت سیِّدُنا ابو موسٰی تَمِیْمِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: فَرَزْدَق شاعر کی زوجہ کا انتقال ہو گیا تو بصرہ کے معزّز افراد بھی اس کے جنازے کے ہمراہ چلے، ان میں حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بھی تھے، آپ نے فرزدق سے پوچھا: اے ابو فراس! تم نے اس دن کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ فرزدق نے کہا: ساٹھ سال سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی وحدانیت کی گواہی دے رہا ہوں۔ جب اس کی زوجہ کو دفنا دیا گیا تو اس نے اپنی زوجہ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے:

أَخَافُ وَرَاءَ الْقَبْرِ إِنْ لَمْ يُعَافِنِيْ ۔۔۔ أَشَدُّ مِنَ الْقَبْرِ الْتِهَابًا وَّأَضْيَقَا

إِذَا جَآءَنِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَائِدٌ ۔۔۔ عَنِيْفٌ وَّسَوَّاقٌ يَّسُوْقُ الْفَرَزْدَقَا

لَقَدْ خَابَ مِنْ اَوْلَادِ اٰدَمَ مَنْ مَشٰى ۔۔۔ اِلَى النَّارِ مَغْلُوْلَ الْقِلَادَةِ اَزْرَقَا

ترجمہ: (۱)...اے **اللہ**! اگر تیرا عفو و کرم شاملِ حال نہ ہوا تو میں قبر کے بعد اس سے بھی سخت سوزش اور تنگی کا خوف کرتا ہوں۔

(۲)...جب بروزِ قیامت سخت گیر فرشتہ آئے گا اور فرزدق کو کھینچ کر لے جائے گا۔

(۳)...بلاشبہ اولادِ آدم میں وہ شخص سخت گھاٹے میں ہو گا جو گلے میں پھندا ڈالے نیلگوں رنگ کے ساتھ دوزخ کی جانب بڑھے گا۔

قبر والوں کے متعلق چند اشعار:

قبر والوں کے متعلق درج ذیل اشعار بھی کہے گئے ہیں:

Go To Index

قِفْ بِالْقُبُوْرِ وَقُلْ عَلٰی سَاحَاتِهَا مَنْ مِنْكُمُ الْمَغْمُوْرُ فِیْ ظُلُمَاتِهَا

وَمَنِ الْمُكَرَّمُ مِنْكُمْ فِیْ قَعْرِهَا قَدْ ذَاقَ بَرْدَ الْاَمْنِ مِنْ رَوْعَاتِهَا

اَمَّا السُّكُوْنُ لِذِی الْعُیُوْنِ فَوَاحِدٌ لَا یَسْتَبِیْنُ الْفَضْلُ فِیْ دَرَجَاتِهَا

لَوْ جَاوَبُوْكَ لَاَخْبَرُوْكَ بِاَلْسُنٍ تَصِفُ الْحَقَآئِقَ بَعْدَ مِنْ حَالَاتِهَا

اَمَّا الْمُطِیْعُ فَنَازِلٌ فِیْ رَوْضَةٍ یُفْضِیْ اِلٰی مَا شَاءَ مِنْ دَوْحَاتِهَا

وَالْمُجْرِمُ الطَّاغِیْ بِهَا مُتَقَلِّبٌ فِیْ حُفْرَةٍ یَاْوِیْ اِلٰی حَیَّاتِهَا

وَعَقَارِبٌ تَسْعٰی اِلَیْهِ فَرُوْحُهُ فِیْ شِدَّةِ التَّعْذِیْبِ مِنْ لَدَغَاتِهَا

ترجمہ:(۱)...قبروں کے پاس کھڑے ہو کر قبر والوں سے پوچھو کہ تم میں سے کون اس کی تاریکیوں میں نقصان کا شکار ہے۔

(۲)...کون اس کی گہرائیوں میں معزّز اور مکرم ہے اور اس کی ہولناکیوں سے امن کی ٹھنڈک محسوس کر رہا ہے۔

(۳)...آنکھ والوں کی نظر میں سکون بظاہر یکساں ہے جو ان کے درجات کی زیادتی پر مطلع نہیں کرتا۔

(۴)...اگر قبر والے تجھے جواب دیتے تو ضرور حقیقتِ حال بیان کر دیتے۔

(۵)...اطاعت گزار باغ میں مقیم ہے اور اس کے جس درخت کی طرف چاہتا ہے جاتا ہے۔

(۶)...سرکش مجرم گڑھے میں بے چین اور سانپ بچھوؤں کے سہاروں پر ہے۔

(۷)...وہ اس کی طرف دوڑتا ہے، اس کی روح ان کے ڈسنے اور کاٹنے کے سبب سخت عذاب کا شکار ہے۔

کون سا رُخسار پہلے کھایا؟

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو سُلَیمان داوٗد بن نُصَیر طائی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک خاتون کے قریب سے گزرے جو اپنے بیٹے کی قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھیں اور یہ اشعار کہہ رہی تھیں:

عَدِمْتَ الْحَیَاةَ وَلَا نِلْتَهَا اِذَا كُنْتَ فِی الْقَبْرِ قَدْ اَلْحَدُوْكَا

فَكَیْفَ اَذُوْقُ لِطَعْمِ الْكَرٰی وَاَنْتَ بِیُمْنَاكَ قَدْ وَسَّدُوْكَا

ترجمہ:(۱)...تو اپنی زندگی کھو چکا، اب اسے دوبارہ نہیں پا سکتا، لوگ تجھے قبر میں دفنا چکے۔

(۲)...سیدھے پہلو پر زمین کے سہارے لٹا چکے تو میں کس طرح نیند کے مزے لے سکتی ہوں؟

Go To Index

اس کے بعد وہ خاتون کہنے لگیں: بیٹا! کاش میں جان سکتی کہ تیرے کس رُخسار سے کیڑوں نے آغاز کیا۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا داوٗد طائی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایک چیخ ماری اور غش کھا کر زمین پر تشریف لے آئے۔

خوبصورت چہرے اور کیڑوں کے ڈیرے:

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: میں ایک قبرستان کے قریب سے گزرا تو یہ اشعار پڑھنے لگا:

اَتَيْتُ الْقُبُوْرَ فَنَادَيْتُهَا ... اَيْنَ الْمُعَظَّمُ وَالْمُحْتَقَرْ

وَاَيْنَ الْمُدِلُّ بِسُلْطَانِهٖ ... وَاَيْنَ الْمُزَكِّيْ اِذَا مَا افْتَخَرْ

ترجمہ: (۱)...میں نے قبروں کے پاس آ کر آواز دی: کہاں ہیں عزت دار اور حقیر لوگ؟

(۲)...کہاں ہیں وہ جو اپنی سلطنت پر نازاں تھے اور کہاں ہیں فخر کرتے ہوئے اپنی تعریفیں کرنے والے۔

مزید فرماتے ہیں: یکایک قبروں کے درمیان سے مجھے کسی نے آواز دی جسے میں سن رہا تھا لیکن مجھے کوئی شخص دکھائی نہیں دے رہا تھا، وہ یہ اشعار کہہ رہا تھا:

تَفَانَوْا جَمِيْعًا فَمَا مُخْبِرٌ ... وَمَاتُوْا جَمِيْعًا وَمَاتَ الْخَبَرْ

تَرُوْحُ وَتَغْدُوْ بَنَاتُ الثَّرٰى ... فَتَمْحُوْ مَحَاسِنَ تِلْكَ الصُّوَرْ

فَيَا سَائِلِيْ عَنْ اُنَاسٍ مَضَوْا ... اَمَا لَكَ فِيْمَا تَرٰى مُعْتَبَرْ

ترجمہ: (۱)...سب لوگ فنا ہو گئے اب خبر دینے والا کوئی نہیں ہے، تمام لوگ مر گئے، ان کے ساتھ خبر بھی مر گئی۔

(۲)...زمین کے کیڑے صبح و شام آ کر ان صورتوں کے محاسن مٹاتے ہیں۔

(۳)...گزر جانے والوں کے متعلق اے پوچھنے والے! جو کچھ تو دیکھ رہا ہے کیا اس میں تیرے لئے عبرت نہیں۔

فرماتے ہیں: میں روتا ہوا لوٹ آیا۔

قبروں پر لکھے ہوئے اشعار:

ایک قبر کے کتبے پر یہ دو اشعار درج تھے:

Go To Index

تُنَاجِيْكَ اَجْدَاثٌ وَهُنَّ صَمُوْتُ   وَسُكَّانُهَا تَحْتَ التُّرَابِ خُفُوْتُ

اَيَا جَامِعَ الدُّنْيَا لِغَيْرِ بَلَاغَةٍ   لِمَنْ تَجْمَعُ الدُّنْيَا وَاَنْتَ تَمُوْتُ

ترجمہ:(۱)...ان قبروں کے رہنے والے مٹی کے نیچے بے حس و حرکت پڑے ہیں اور یہ خاموش قبریں زبانِ حال سے تجھے کہہ رہی ہیں۔

(۲)...اے ضرورت سے زائد دنیا جمع کرنے والے! باوجود یہ کہ تجھے مرنا ہے آخر کس کے لئے دنیا جمع کر رہا ہے؟

ایک اور قبر کے کتبے پر یہ دو اشعار لکھے ہوئے پائے گئے:

اَبَا غَانِمٍ اِمَّا ذَرَاكَ فَوَاسِعٌ   وَقَبْرُكَ مَعْمُوْرُ الْجَوَانِبِ مُحْكَمُ

وَمَا يَنْفَعُ الْمَقْبُوْرَ عُمْرَانُ قَبْرِهٖ   اِذَا كَانَ فِيْهِ جِسْمُهٗ يَتَهَدَّمُ

ترجمہ:(۱)...اے مال دار شخص! اگرچہ تیری پناہ گاہ کشادہ ہے اور تیری قبر چاروں جانب سے مضبوط بنی ہوئی ہے۔

(۲)...مگر قبر میں مدفون شخص کو قبر کی تعمیر سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے جبکہ اس کا جسم بتدریج فنا ہوتا جا رہا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابن سماک محمد بن صبیح بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: میں قبروں کے پاس سے گزر رہا تھا کہ اچانک میں نے ایک قبر پر یہ اشعار لکھے ہوئے دیکھے:

يَمُرُّ اَقَارِبِيْ جَنَبَاتِ قَبْرِيْ   كَاَنَّ اَقَارِبِيْ لَمْ يَعْرِفُوْنِيْ

ذَوُو الْمِيْرَاثِ يَقْتَسِمُوْنَ مَالِيْ   وَمَا يَاْلُوْنَ اَنْ جَحَدُوْا دُيُوْنِيْ

وَقَدْ اَخَذُوْا سِهَامَهُمْ وَعَاشُوْا   فَيَا لِلّٰهِ اَسْرَعُ مَا نَسُوْنِيْ

ترجمہ:(۱)...میرے عزیز و اقارب میری قبر کے پاس سے اس طرح گزر جاتے ہیں گویا مجھے پہچانتے ہی نہیں۔

(۲)...ورثا نے میرا مال تقسیم کر لیا اور ذراسی دیر میں میرے قرضے ادا کرنے سے انکار کر دیا۔

(۳)...اپنے اپنے حصے لے کر زندگی گزار رہے ہیں، تعجب ہے کہ کتنی جلدی انہوں نے مجھے بھلا دیا۔

ایک قبر پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

اِنَّ الْحَبِيْبَ مِنَ الْاَحْبَابِ مُخْتَلَسُ   لَا يَمْنَعُ الْمَوْتَ بَوَّابٌ وَلَا حَرَسُ

فَكَيْفَ تَفْرَحُ بِالدُّنْيَا وَلَذَّتِهَا   يَا مَنْ يُّعَدُّ عَلَيْهِ اللَّفْظُ وَالنَّفَسُ

Go To Index

اَصْبَحْتَ غَافِلًا فِی النَّقْصِ مُنْغَمِسًا وَاَنْتَ دَهْرُكَ فِی اللَّذَّاتِ مُنْغَمَسُ

لَایَرْحَمُ الْمَوْتُ ذَا جَهْلٍ لِغِرَّتِهٖ وَلَا الَّذِیْ كَانَ مِنْهُ الْعِلْمُ یُقْتَبَسُ

كَمْ اَخْرَسَ الْمَوْتُ فِیْ قَبْرٍ وَقَفْتَ بِهٖ عَنِ الْجَوَابِ لِسَانًا مَا بِهٖ خَرَسُ

قَدْ كَانَ قَصْرُكَ مَعْمُوْرًا لَّهٗ شَرَفُ فَقَبْرُكَ الْیَوْمَ فِی الْاَجْدَاثِ مُنْدَرَسُ

ترجمہ:(۱)…دوستوں میں سے ایک کو اچک لیا جاتا ہے، موت کو کوئی دربان اور محافظ نہیں روک سکتا۔

(۲)…تو کس طرح دنیا اور اس کی لذتوں پر خوش ہوتا ہے حالانکہ تیرے الفاظ اور سانس گنے جا چکے ہیں۔

(۳)…اے غافل! تو سرتاپا گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے اور اپنی زندگی لذتوں میں غوطہ زن ہو کر گزار رہا ہے۔

(۴)…موت کسی جاہل پر نہ تو اس کی بے خبری کے سبب رحم کرتی ہے اور نہ ہی اس شخص پر رحم کرتی ہے جس سے علم کی روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

(۵)…تیرے ٹھکانے قبر میں موت نے کتنے ہی لوگوں کو زبان سے جواب دینے سے گونگا کر دیا حالانکہ وہ گونگے نہ تھے۔

(۶)…تیرا محل آباد تھا، اس کی عظمت تھی مگر آج دیگر قبروں میں تیری قبر کا نام و نشان تک مٹ چکا ہے۔

ایک دوسری قبر پر یہ اشعار درج تھے:

وَقَفْتُ عَلَی الْاَحِبَّةِ حِیْنَ صَفَّتْ قُبُوْرُهُمْ كَاَفْرَاسِ الرِّهَانِ

فَلَمَّا اَنْ بَكَیْتُ وَفَاضَ دَمْعِیْ رَاَتْ عَیْنَایَ بَیْنَهُمْ مَكَانِیْ

ترجمہ:(۱)…میں دوستوں کی بات اس وقت سمجھا جب ان کی قبریں ایک ہی قطار میں یوں بن چکی تھیں جیسے ایک فن کے شہسوار ہوں۔

(۲)…جب میری آنکھوں نے ان کے درمیان اپنی جگہ دیکھی تو میں اتنا رویا کہ آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔

ایک طبیب کی قبر پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

قَدْ قُلْتُ لَمَّا قَالَ لِیْ قَائِلٌ قَدْ صَارَ لُقْمَانُ اِلٰی رَمْسِهٖ

فَاَیْنَ مَا یُوْصَفُ مِنْ طِبِّهٖ وَحِذْقِهٖ فِی الْمَاءِ مَعْ جَسِّهٖ

هَیْهَاتَ لَایَدْفَعُ عَنْ غَیْرِهٖ مَنْ كَانَ لَایَدْفَعُ عَنْ نَفْسِهٖ

Go To Index

ترجمہ:(۱)...جب مجھ سے کسی نے کہا کہ لقمان اپنی قبر میں جا چکے۔

(۲)...تو میں نے کہا کہ کہاں گئی ان کی طب اور قارورہ شناسی میں مہارت جس میں وہ مشہور تھے۔

(۳)...افسوس! جو خود کو موت سے نہیں بچا سکتا وہ دوسروں کو بھی نہیں بچا پائے گا۔

ایک قبر پر درج ذیل اشعار کندہ تھے:

يَا اَيُّهَا النَّاسُ كَانَ لِيْ اَمَلٌ قَصَّرَ بِيْ عَنْ بُلُوْغِهِ الْاَجَلُ

فَلْيَتَّقِ اللهَ رَبَّهٗ رَجُلٌ اَمْكَنَهٗ فِيْ حَيَاتِهِ الْعَمَلُ

مَا اَنَا وَحْدِيْ نُقِلْتُ حَيْثُ تَرٰى كُلٌّ اِلٰى مِثْلِهٖ سَيَنْتَقِلُ

ترجمہ:(۱)...اے لوگو! میری ایک آرزو تھی جس تک پہنچنے میں موت میری راہ میں رکاوٹ بن گئی۔

(۲)...اپنی زندگی میں جس کے لئے عمل کرنا ممکن ہو اسے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا چاہئے۔

(۳)...تنہا میں ہی یہاں منتقل نہیں ہوا جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے بلکہ ہر شخص کو عنقریب اسی طرح یہاں آنا پڑے گا۔

یہ اشعار قبروں پر اس لئے لکھے گئے ہیں کہ ان میں سکونت پذیر موت سے پہلے عبرت پکڑنے میں کوتاہ تھے، عقلمند وہ ہے جو دوسرے کی قبر دیکھ کر خود کو اس میں تصور کرتا ہے اور قبر والوں کے ساتھ جا ملنے کی تیاری کرتا ہے اور یہ یقین رکھتا ہو کہ جب تک وہ ان میں شامل نہیں ہو گا وہ اس کے منتظر رہیں گے۔

یہ جاننا چاہئے کہ اگر اس کی زندگی کا ایک دن جسے وہ ضائع کرنے میں مشغول ہے، قبر والوں کو دے دیا جائے تو یہ انہیں تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہو کیونکہ اب وہ اعمال کی قدر و قیمت پہچان چکے ہیں اور معاملات کی حقیقت ان پر کھل چکی ہے، انہیں ایک دن کی آرزو صرف اس لئے ہے کہ ان میں جو کوتاہ ہو وہ اس ایک دن کے ذریعے اپنی گزشتہ کوتاہیوں کی تلافی کر کے عذاب سے چھٹکارا پا سکے اور جو توفیق یافتہ ہو وہ اس دن کے ذریعے اپنا مرتبہ بلند کروا کر اپنا ثواب دگنا کروا لے، انہیں عمر کی قدر و قیمت اس وقت معلوم ہوئی جب وہ پوری ہو چکی ہے، اب ان کی آرزو ہے کہ زندگی کی ایک ساعت ہی مل جائے جبکہ تمہیں یہ ساعت حاصل ہے اور ہو سکتا ہے تمہیں اس جیسی اور ساعتیں بھی ملیں، اگر تم انہیں ضائع کرو گے تو معاملہ ہاتھ سے نکل جانے کی صورت میں کفِ افسوس ملنے کے لئے خود کو تیار رکھنا کیونکہ تم نے سبقت کر کے اپنی ساعتوں سے اپنا حصہ وصول نہیں کیا۔

Go To Index

دو رکعت نماز کی اہمیت:

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک شخص کو میں نے **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی رِضا کے لئے بھائی بنایا تھا، اسے (بعدِ وفات) خواب میں دیکھا تو کہا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ربِّ الْعَالَمِیْن کہ تم زندہ ہو۔" اس نے کہا: "اگر مجھے شکر ادا کرنے کی توفیق مل جائے تو اسے دنیا اور اس کی ہر چیز سے زیادہ پسندیدہ سمجھوں گا اور کیا آپ کو وہ وقت یاد نہیں جب مجھے دفنایا جارہا تھا اور فلاں شخص نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی تھی، اگر مجھے دو رکعت پڑھنے کی قدرت مل جائے تو یہ میرے لئے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سب سے زیادہ پسندیدہ ہو گا۔"

تیسری فصل: اولاد کی موت کے متعلق مختلف اقوال

کسی کی وفات پر کیا سوچ ہونی چاہئے؟

جس شخص کا بچہ یا قریبی رشتہ دار فوت ہو جائے تو وہ یہ خیال کرے کہ ہم دونوں اپنے شہر کی جانب سفر کر رہے تھے لیکن میرا بچہ مجھ سے پہلے اپنے وطن اور رہائش گاہ پر پہنچ گیا ہے اور سفر کرتے ہوئے بچے کا جلدی پہنچنا اس کے لئے زیادہ رنج وغم کا باعث بھی نہیں بنتا ہے اس لئے کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ عنقریب میں بھی اس سے جاملوں گا، فرق صرف اتنا ہے کہ اس نے سفر جلدی طے کر لیا اور میں نے تاخیر سے طے کیا۔ موت کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے کیونکہ موت کا معنی ہے وطن کی طرف جلد پہنچنا حتّٰی کہ بعد والا بھی آملے تو جب وہ اس طرح سے سوچے گا اور بالخصوص اولاد کی موت پر ملنے والے ثواب پر غور کرے گا کہ جس سے ہر مصیبت زدہ کو تسلی حاصل ہو جاتی ہے تو اس کی پریشانی کم ہو جائے گی۔

نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سَاقِطُ الْحَمل بچہ آگے بھیجنا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنے پیچھے 100 سوار چھوڑ جاؤں جو تمام کے تمام راہِ خدا میں جہاد کریں۔[386]

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ساقِطُ الْحَمل بچے کا ذکر اس لئے فرمایا تاکہ ادنیٰ کے ذریعے اعلیٰ پر تنبیہ ہو جائے ورنہ ثواب اسی قدر ملتا ہے جس قدر دل میں بچے کے لئے محبت ہوتی ہے۔

386... سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ماجاء فیمن اصیب بسقط، ۲/ ۲۷۲، حدیث: ۱۶۰۷، دون "مائة"

Go To Index

محبت کے مطابق اَجر:

حضرت سیِّدُنا زید بن اسلم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم بیان کرتے ہیں: حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام کے بیٹے کی وفات ہوئی تو آپ کو شدید غم لاحق ہوا، آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک بچے کی کیا حیثیت تھی؟ ارشاد فرمایا: زمین بھر سونے کی حیثیت رکھتا تھا۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ کو آخرت میں اسی قدر اَجر ملے گا۔

جہنم سے ڈھال:

حضور نبیِّ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ ثواب کی امید پر ان پر صبر کرے تو وہ بچے اس کے لئے جہنم سے ڈھال بن جائیں گے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ایک عورت نے عرض کی: "اگر دو فوت ہو جائیں؟" آپ نے ارشاد فرمایا: "اگر دو فوت ہو جائیں تب بھی ایسا ہی ہے۔"(387)

والد کو چاہئے کہ اپنے بچے کی وفات کے وقت اس کے لئے اخلاص کے ساتھ دعا کرے کیونکہ یہ زیادہ امید والی اور قبولیت سے قریب تَر ہوتی ہے۔

اپنے بچوں کے لئے دعائیں:

☆...حضرت سیِّدُنا محمد بن سُلَیمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان اپنے بچے کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور یہ دعا مانگی: اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَصۡبَحۡتُ اَرۡجُوۡکَ لَہٗ وَاَخَافُکَ عَلَیۡہِ فَحَقِّقۡ رَجَآئِیۡ وَ اٰمِنۡ خَوۡفِیۡ یعنی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے اس کے لئے امید رکھتا ہوں اور تجھ سے اس کے بارے میں خوف کرتا ہوں پس میری امید پوری کر دے اور میرا خوف دور کرے۔

☆...حضرت سیِّدُنا ابوسِنان ضِرار بن مُرَّہ شَیْبانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے اپنے بیٹے کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی: اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ قَدۡ غَفَرۡتُ لَہٗ مَاوَجَبَ لِیۡ فَاغۡفِرۡلَہٗ مَاوَجَبَ لَکَ عَلَیۡہِ فَاِنَّکَ اَجۡوَدُ وَاَکۡرَمُ یعنی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے وہ حقوق معاف کر دیئے ہیں جو میرے اس کے اوپر واجب تھے، تو بھی وہ حقوق معاف فرما دے جو تیرے اس پر لازم تھے، بے شک تو سب سے بڑھ کر جود و کرم والا ہے۔

387...الموطا للامام مالك بن انس، كتاب الجنائز، باب الحسبة في المصيبة، ١/ ٢١٩، حديث: ٥٦٦

Go To Index

☆…ایک دیہاتی نے اپنے بیٹے کی قبر پر کھڑے ہو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس طرح عرض کی: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ قَدْ وَھَبْتُ لَہٗ مَا قَصَّرَ فِیْہِ مِنْ بِرِّیْ فَھَبْ لَہٗ مَا قَصَّرَ فِیْہِ مِنْ طَاعَتِکَ یعنی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس نے میرے ساتھ حسن سلوک کرنے میں جو کوتاہی کی وہ میں نے معاف کر دی ہے تو بھی وہ کوتاہی معاف کر دے جو اس نے تیری فرمانبرداری میں کی ہے۔

☆…جب حضرت سیِّدُنا عمر بن ذر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بیٹے "ذر" کا انتقال ہوا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تدفین کے بعد اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کر کہا: اے ذر! تیری وفات کے بعد ایک صدمے نے ہمیں تجھ پر غم کرنے سے روک دیا ہے، کاش میں جان سکتا کہ تجھ سے کیا پوچھا گیا اور تو نے کیا جواب دیا۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ ذر ہے، جو نفع تو نے مجھے اس سے دینا تھا وہ تو نے دے دیا، اب تو نے اس کی زندگی اور رزق پورا کر دیا ہے اور تو نے اس پر کوئی ظلم نہیں کیا، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو نے اس پر اپنی اور میری اطاعت لازم کی تھی، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں اس مصیبت پر ملنے والا اجر وثواب اسے ایصال کرتا ہوں، جو کوتاہیاں اس نے میرے حقوق سے متعلق کی ہیں میں انہیں معاف کرتا ہوں تو بھی ان کوتاہیوں کو معاف فرما دے جو اس نے تیرے حقوق سے متعلق کی ہیں۔ ان کی یہ دعا سن کر لوگ رونے لگے پھر واپسی کے وقت اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: اے ذر! تیرے بعد ہم پر ذرا بھی تنگ دستی نہیں آئی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی انسان کی حاجت نہیں ہے، اب ہم چلتے ہیں اور تجھے یہاں چھوڑتے ہیں، اگر ہم یہاں ٹھہرے بھی رہے تو تجھے کیا نفع دے سکیں گے؟

حکایت: ایسا غم کسی کو نہ ملا ہوگا

ایک شخص نے بصرہ میں ایک عورت کو دیکھ کر کہا: میں نے اس کے چہرے جیسی تَروتازگی کبھی نہیں دیکھی اور ایسی تَروتازگی اسی کے چہرے پر ہوتی ہے جسے کوئی غم نہ ہو۔ اس عورت نے کہا: اے اللہ کے بندے! میں ایسے غم میں مبتلا ہوں کہ اس جیسا غم کسی کو نہ ملا ہو گا۔ اس شخص نے پوچھا: وہ کیا؟ عورت نے کہا: میرے خاوند نے عید الاضحیٰ کے دن ایک بکری ذبح کی، میرے دو خوبصورت بچے وہاں کھیل رہے تھے، بڑے لڑکے نے چھوٹے سے کہا: میں تجھے دکھاؤں کہ ابّا جان نے بکری کیسے ذبح کی؟ چھوٹے لڑکے نے کہا: ہاں! بڑے لڑکے نے اپنے بھائی کو لٹایا اور اسے ذبح کر دیا۔ ہمیں یہ واقعہ اس وقت معلوم ہوا جب چھوٹا لڑکا

Go To Index

خون میں لت پت ہو چکا تھا۔ جب چیخ وپکار ہوئی تو بڑا لڑکا خوفزدہ ہو کر پہاڑ کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں ایک بھیڑیا موجود تھا اس نے اسے کھالیا۔ جب اس کے والد اس کی تلاش میں گئے تو سخت گرمی اور پیاس کی شدت سے بے تاب ہو کر انتقال کر گئے۔ اب میں اس دنیا میں بالکل تنہا رہ گئی ہوں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

اولاد کی موت پر اس طرح کی مصیبتوں کو یاد کرنا چاہئے تاکہ شدتِ رنج و غم میں ان کے ذریعے تسلی حاصل کی جاسکے کیونکہ ہر مصیبت سے بڑھ کر کوئی نہ کوئی مصیبت ضرور ہوتی ہے اور کئی مصیبتیں تو ایسی ہوتی ہیں جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر حال میں دور فرما دیتا ہے۔

چوتھی فصل: زیارتِ قبور، دعائے میت اور ان سے متعلقہ امور

نصیحت حاصل کرنے اور عبرت پکڑنے کے لئے عام لوگوں کی قبروں کی زیارت مستحب ہے۔ بزرگان دین کی قبروں کی زیارت عبرت پکڑنے کے ساتھ ساتھ تبرک حاصل کرنے کی نیت سے بھی مستحب ہے۔

قبروں کی زیارت کرو:

حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پہلے زیارتِ قبور سے منع فرمایا تھا بعد میں اس کی اجازت عطا فردی۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "میں تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا کرتا تھا اب تم ان کی زیارت کیا کرو اس لئے کہ زیارت قبور تمہیں آخرت کی یاد دلائے گی مگر کوئی بے ہودہ بات مت کہنا۔"[388]

حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک ہزار مُسَلَّح صحابۂ کرام کے ساتھ اپنی والدۂ محترمہ کی قبر کی زیارت کی، اس دن جس قدر آپ روئے اس سے پہلے آپ کو کبھی اس قدر روتے نہیں دیکھا گیا۔[389] اس دن آپ نے ارشاد فرمایا: "مجھے زیارت کی اجازت دی گئی مگر استغفار کی اجازت نہیں دی گئی۔"[390] ہم یہ

388... مسلم، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی ربہ فی زیارۃ قبر امہ، ص۴۸۶، حدیث:۹۷۷، مفصلًا
المسند للامام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، ۱/ ۳۰۶، حدیث:۱۲۳۵، مفصلًا
سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، ص۳۴۲، حدیث:۲۰۳۰، ۲۰۲۰

389... المستدرک، کتاب الجنائز، باب زیارۃ النبی قبر امہ، ۱/ ۷۰۹، حدیث:۱۴۲۹

390... مسلم، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی ربہ فی زیارۃ قبر امہ، ص۴۸۶، حدیث:۹۷۶

Go To Index

حدیث پہلے بھی ذکر چکے ہیں (اس کی وضاحت صفحہ نمبر 589 پر ملاحظہ فرمائیں)۔

منسوخ حدیث کی خبر:

حضرت سیِّدُنا ابن ابی مُلیکہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: ایک دن حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا قبرستان سے تشریف لارہی تھیں، میں نے پوچھا: اے اُمّ المؤمنین! آپ کہاں سے تشریف لارہی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اپنے بھائی عبد الرحمٰن کی قبر سے۔“ میں نے پوچھا: ”کیا رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے منع نہیں فرمایا تھا؟“ آپ نے فرمایا: ”ہاں! مگر پھر اس کی اجازت دے دی تھی۔“[391]

مذکورہ حدیث سے غلط استدلال:

اس حدیث کو دلیل بنا کر عورتوں کو قبرستان جانے کی اجازت دینا مناسب نہیں ہے کیونکہ وہ قبروں کے پاس کھڑے ہو کر بکثرت بے ہودہ باتیں کرتی ہیں لہٰذا ان کے زیارت کے لئے نکلنے کے نقصانات زیارت کرنے کے فوائد سے زیادہ ہیں، وہ راستے میں بے پردہ ہو جاتی ہیں اور بن سنور کر نکلتی ہیں اور یہ بڑی آفتیں ہیں جبکہ زیارتِ قبور مستحب عمل ہے تو ان آفتوں کے سبب عورتوں کو زیارتِ قبور کی اجازت دینا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے؟ ہاں! اگر کوئی عورت خود کو مَردوں کی نگاہوں سے بچاتے ہوئے پرانے کپڑوں میں نکلے اور قبرستان جا کر صرف دعا کرے، بات چیت نہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں[392]۔

غمزدہ عرش کے سائے میں ہوگا:

حضرت سیِّدُنا ابو ذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضورِ نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

391...المستدرک، کتاب الجنائز، باب زیارۃ النبی قبرامہ، ۱/ ۷۱۰، حدیث: ۱۴۳۲

392...**دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب **بہارِ شریعت، جلد اول، حصہ چہارم، صفحہ 849** پر صَدْرُ الشَّرِیْعَہ، بَدْرُ الطَّرِیْقَہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: عورتوں کے لئے بعض علما نے زیارتِ قبور کو جائز بتایا، در مختار میں یہی قول اختیار کیا، مگر عزیزوں کی قبور پر جائیں گی تو جزع و فزع کریں گی، لہٰذا ممنوع ہے اور صالحین کی قبور پر برکت کے لئے جائیں تو بوڑھیوں کے لئے حرج نہیں اور جوانوں کے لئے ممنوع ہے۔ اور اسلم (زیادہ بہتر) یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں کہ اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع و فزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔

Go To Index

نے ارشاد فرمایا: قبر کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس سے تمہیں آخرت کی یاد رہے گی اور میت کو غسل دیا کرو کیونکہ اس کے جسم کو ہلانے جلانے میں زبردست نصیحت ہے اور نمازِ جنازہ پڑھا کرو شاید اس کے سبب تم غمگین ہو جاؤ کہ غمگین شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے سائے میں ہو گا۔[393]

قبر والوں کو سلام کیا کرو:

حضرت سیِّدُنا ابن ابی مُلیکہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنے قبر والوں کی زیارت کیا کرو اور انہیں سلام کیا کرو بلاشبہ تمہارے لئے ان میں عبرت ہے۔[394]

حضرت سیِّدُنا نافع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاسِع سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جب بھی کسی قبر کے قریب سے گزرتے تو اس کے پاس ٹھہر کر اسے سلام کرتے۔

حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ خاتونِ جنت حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا ایک عرصے تک معمول رہا کہ وہ حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا سیِّدُ الشہدا حضرت سیِّدُنا حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبر کی زیارت کرتیں، وہاں نماز پڑھتیں اور آنسو بہاتیں۔

بخشش کا ذریعہ:

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہر جمعہ کو اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرتا ہے اسے بخش دیا جاتا ہے اور اسے ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے۔[395]

نافرمان فرمانبردار لکھ دیا جاتا ہے:

حضرت سیِّدُنا محمد بن سیرین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن بیان کرتے ہیں کہ حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص کے والدین انتقال کر جاتے ہیں حالانکہ وہ زندگی میں ان کا نافرمان ہوتا ہے لیکن ان کے انتقال کے بعد ان کے لئے دعا کرتا رہتا ہے حتّٰی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ان کے ساتھ حُسنِ سلوک

393...المستدرک، کتاب الجنائز، باب الحزین فی ظل اللہ، ۱ / ۷۱۱، حدیث: ۱۴۳۵

394...المصنف لعبد الرزاق، کتاب الجنائز، باب فی زیارۃ القبور، ۳ / ۳۷۸، ۳۷۹، حدیث: ۶۷۳۷، ۶۷۴۱، مفہومًا

395...المعجم الاوسط، ۴ / ۳۲۱، حدیث: ۶۱۱۴

Go To Index

کرنے والوں میں لکھ دیتا ہے۔[396]

روضۂ انور کی زیارت سے شفاعت واجب:

حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِی فَقَدْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یعنی جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔[397]

زیارتِ مدینہ کی برکت:

ایک موقع پر ارشاد فرمایا: مَنْ زَارَنِیْ بِالْمَدِیْنَۃِ مُحْتَسِبًا کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَّشَہِیْدًا یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی جس نے ثواب کی نیت سے مدینے میں میری زیارت کی میں بروز قیامت اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔[398]

70 ہزار صبح ہیں 70 ہزار شام:

حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: ہر دن طلوعِ فجر کے وقت 70 ہزار فرِشتے آسمان سے اُترتے ہیں اور اپنے پروں کو بچھائے قبرِ انور کے گرد حلقہ باندھ کر شام تک سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درودِ پاک پڑھتے رہتے ہیں، جب شام ہوتی ہے تو چلے جاتے ہیں پھر 70 ہزار اور آتے ہیں اور صبح تک سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں حتّٰی کہ جب زمین شق ہوگی تو آپ 70 ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں قبرِ مُبارَک سے باہر تشریف لائیں گے اور یہ سب آپ کی تعظیم وتوقیر کریں گے۔

زیارتِ قبور کا طریقہ:

قبروں کی زیارت میں مستحب یہ ہے کہ کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف پشت کرے اور میت کی طرف رخ کرے پھر صاحِبِ قبر کو سلام کرے، قبر پر ہاتھ پھیرے نہ اسے چھوئے، چومے بھی نہیں کیونکہ یہ نصارٰی کا طریقہ ہے[399]۔

396... شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، ۶ / ۲۰۱، حدیث: ۷۹۰۱ مکرر، بدون "وھو عاق لھما"

397... سنن الدار قطنی، کتاب الحج، باب المواقیت، ۲ / ۳۵۱، حدیث: ۲۶۶۹

398... السنن الصغری للبیھقی، کتاب المناسک، باب اتیان المدینۃ... الخ، ۱ / ۵۶۷، حدیث: ۱۸۱۸

399... بوسۂ قبر (قبر کو چومنے) میں عُلَماء کو اِختلاف ہے اور اَحْوَط (زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ) منع ہے خُصُوصاً مزاراتِ طیّبہ اَولیاءِ کرام کہ ہمارے عُلَماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو یہی اَدَب ہے پھر تَقْبِیْل (چومنا) کیونکر متصوَّر ہے یہ وہ ہے جس کا فتوٰی عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ۲۲ / ۳۸۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

Go To Index

روضۂ انور پر صحابہ کی حاضری کا طریقہ:

☆...حضرت سیّدُنا نافع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاسِع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو 100 یا 100 سے زائد بار دیکھا کہ آپ روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر یوں عرض گزار ہوتے: "اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ یعنی نبیّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سلام، صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سلام اور میرے والد محترم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سلام" پھر سلام عرض کرنے کے بعد چلے جاتے۔

☆...حضرت سیّدُنا ابو اُمامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھا کہ آپ روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھالئے حتّٰی کہ میں نے گمان کیا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نماز شروع کر دی ہے مگر آپ سلام عرض کر کے واپس ہو لئے۔

قبر والوں کا جوابِ سلام:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اس کے کھڑے ہونے تک اس کے ساتھ اُنس حاصل کرتا ہے۔[(400)]

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا زائرین کو جوابِ سلام:

حضرت سیّدُنا سُلَیمان بن سُحَیم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خواب میں زیارت کی تو عرض گزار ہوا: لوگ آپ کی قبرِ انور کی زیارت کے لئے آتے اور سلام عرض کرتے ہیں، کیا آپ لوگوں کا سلام سمجھتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: سمجھتا بھی ہوں اور جواب بھی دیتا ہوں۔

قبر والے پہچانتے ہیں:

حضرت سیّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جب آدمی اپنے کسی جاننے والے کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے اور اسے سلام کرتا ہے تو وہ اسے پہچان کر اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور جب کسی ناواقف

400...فردوس الاخبار للدیلمی، ۲/۳۱۶، حدیث: ٦٤٦٠

Go To Index

شخص کی قبر کے قریب سے گزرتا ہے اور اسے سلام کرتا ہے تو وہ اسے سلام کا جواب دیتا ہے۔[401]

روزِ جمعہ زیارتِ قبور افضل ہونے کی وجہ:

حضرت سیِّدُنا عاصِم جَحْدَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی اولاد میں سے ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا عاصِم جَحْدَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو ان کی وفات کے دو سال بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: آپ وصال نہیں فرماگئے؟ فرمایا: ہاں! کیوں نہیں۔ میں نے عرض کی: آپ کہاں ہیں؟ فرمایا: بخدا! میں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ہوں، میں اور میرے کچھ رفقا ہر جمعہ کی شب اور صبح حضرت سیِّدُنا بکر بن عبداللہ مزنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کے یہاں اکٹھے ہوتے ہیں اور تم لوگوں کی خبریں حاصل کرتے ہیں۔ میں نے عرض کی: آپ لوگوں کی روحیں آپس میں ملتی ہیں یا اجسام؟ فرمایا: ہائے افسوس! اجسام گل چکے ہیں صرف روحیں ملاقات کرتی ہیں۔ میں نے عرض کی: کیا آپ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم آپ کی قبر کی زیارت کرنے آئے ہیں؟ فرمایا: ہاں! جو لوگ جمعہ کی رات، جمعہ کا پورا دن اور ہفتہ کے دن سورج طلوع ہونے تک قبر پر آتے ہیں ان کے بارے میں معلوم ہو جاتا ہے۔ میں نے عرض کی: دوسرے دنوں کی زیارتوں کا کیوں نہیں ہوتا؟ فرمایا: اس لئے کہ جمعہ کے دن کو فضیلت اور عظمت حاصل ہے۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن واسع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ النَّافِع جمعہ کے دن زیارتِ قبور کے لئے جایا کرتے تھے، آپ سے پوچھا گیا کہ اگر آپ زیارت کو پیر تک کے لئے مؤخر کر دیں تو کیا حرج ہے؟ ارشاد فرمایا: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ جمعہ، جمعرات اور ہفتہ کے روز قبر والوں کو زائرین کا علم ہو جاتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ضحاک بن مزاحم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں: "جو شخص ہفتہ کے دن سورج طلوع ہونے سے پہلے قبر کی زیارت کرتا ہے صاحِبِ قبر کو اس کی زیارت کا علم ہو جاتا ہے۔" پوچھا گیا: "اس کی کیا وجہ ہے؟" انہوں نے جواب دیا: "جمعہ کے دن کے خاص مقام کی وجہ سے۔"

دعاؤں کا تحفہ:

حضرت سیِّدُنا بشر بن منصور عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفُوْر فرماتے ہیں کہ طاعون کا زمانہ تھا، ایک شخص قبرستان آتا

401... شعب الایمان، باب فی الصلاۃ علی من مات من اهل القبلۃ، ۷ / ۱۷، حدیث: ۹۲۹۶ مکرر

Go To Index

جاتا اور نمازِ جنازہ میں حاضر ہوا کرتا، جب شام ہوتی تو وہ قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو کر کہتا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہاری وحشت دور کرے، تمہاری اجنبیت پر رحم فرمائے، تمہارے گناہوں کو معاف اور تمہاری نیکیاں قبول فرمائے۔ ان کلمات سے زائد کچھ نہ کہتا تھا، اس شخص کا بیان ہے کہ ایک رات مجھے تاخیر ہو گئی تو میں گھر لوٹ آیا اور قبرستان جا کر معمول کے مطابق دعا نہیں کی، رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت سے لوگ میرے پاس آئے، میں نے پوچھا: تم لوگ کون ہو اور مجھ سے کیا کام ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم قبر والے ہیں، میں نے کہا: یہاں کیوں آئے ہو؟ انہوں نے کہا: تم روزانہ گھر لوٹتے وقت ہمیں تحفہ دے کر جایا کرتے تھے، میں نے پوچھا: وہ کیا؟ انہوں نے کہا: وہ دعائیں جو تم ہمارے لئے کیا کرتے تھے، میں نے ان سے کہا: آئندہ میں روزانہ دعا کے لئے آیا کروں گا۔ چنانچہ میں نے اس کے بعد کبھی قبرستان جانا نہیں چھوڑا۔

نور کے طَباق ریشم کے رومال:

حضرت سیِّدُنا بَشّار بن غالب نَجْرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کہتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدَتُنا رابعہ عدویہ بصریہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا کو خواب میں دیکھا، میں آپ کے لئے کثرت سے دعا کیا کرتا تھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: اے بشار بن غالب! تیرے تحائف نور کے طباقوں میں ریشمی رومالوں سے ڈھانپے ہوئے ہمیں ملتے ہیں۔ میں نے عرض کی: کس طرح؟ ارشاد فرمایا: تمام زندہ مسلمانوں کی دعاؤں کے ساتھ ایسے ہی ہوتا ہے، جب وہ قبر والوں کے لئے دعا کریں اور وہ قبول ہو جائے تو اس دعا کو نور کے طباقوں میں ریشم کے رومالوں سے ڈھانپ کر قبر والوں کے پاس لایا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں نے تیرے لئے تحفہ بھیجا ہے۔

غیرِ خدا سے بھی مدد طلب کر سکتے ہیں:

رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: قبر میں میت کا حال اس ڈوبنے والے شخص کی طرح ہے جو مدد کا طلب گار ہے، میت کو شدت سے باپ، بھائی یا دوست کی دعا کا انتظار رہتا ہے اور جب کسی کی دعا اس کو پہنچتی ہے تو اس کے نزدیک وہ دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہوتی ہے۔ بے شک دعا اور مغفرت طلب کرنا قبر والوں کے لئے زندوں کی طرف سے تحفہ ہے۔[402]

402... شعب الایمان، باب فی الصلاۃ علی من مات من اہل القبلۃ، ۷/۱۶، حدیث: ۹۲۹۵

Go To Index

تدفین کے بعد دعا کرنا مستحب ہے:

ایک بزرگ فرماتے ہیں: میرے بھائی کا انتقال ہو گیا، میں نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: قبر میں رکھے جانے کے بعد آپ کی کیا کیفیت تھی؟ انہوں نے جواب دیا: ایک آنے والا میرے پاس آگ کا انگارہ لے کر آیا، اگر دعا کرنے والا میرے لئے دعا نہ کرتا تو میرے خیال میں عنقریب وہ مجھ پر انگارہ پھینک دیتا۔

اسی لئے دفن کے بعد میت کو تلقین کرنا اور اس کے لئے کامیابی کی دعا کرنا مستحب ہے۔

تلقین کا ثبوت اور فوائد:

حضرت سیِّدُنا سعید بن عبد اللہ اَزْدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا ابو امامہ باہلی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس ان کی نزع کے وقت حاضر ہوا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: اے سعید! جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ وہ معاملہ کرنا جس کا حکم حضور نبیّ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ہے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی فوت ہو جائے اور اسے مٹی دے چکو تو تم میں ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے: اے فلاں بن فلانہ۔ وہ سنے گا اور جواب نہ دے گا۔ پھر کہے: اے فلاں بن فلانہ۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا۔ پھر کہے: اے فلاں بن فلانہ۔ وہ کہے گا: ہماری راہنمائی کرو، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے گا مگر تم اس کی بات نہیں سن سکتے۔ پھر کہے: ''اُذْکُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا شَھَادَۃَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ وَاَنَّکَ رَضِیْتَ بِاللہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا یعنی وہ بات یاد کر جس پر تو دنیا سے نکلا یعنی یہ گواہی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے رسول ہیں اور یہ کہ تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رب، اسلام کے دین، حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نبی اور قرآن کے راہنما ہونے پر راضی تھا۔''

منکر نکیر میں سے ایک پیچھے ہٹتے ہوئے دوسرے سے کہتا ہے: چلو چلتے ہیں اب اس کے پاس کیا بیٹھنا جسے جواب سکھا دیا گیا ہے اور لوگوں سے پہلے ہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے جواب سکھا دیتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو؟ ارشاد فرمایا: حوّا کی طرف نسبت کرے۔[403]

403... المعجم الکبیر، ۸/ ۲۴۹، حدیث: ۷۹۷۹

Go To Index

سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی شان:

قبروں کے پاس قرآن مجید پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا علی بن موسٰی حَدَّاد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْجَوَاد کہتے ہیں: میں ایک جنازے میں حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ہمراہ حاضر تھا، حضرت سیِّدُنا محمد بن قُدامہ جَوْہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بھی ہمارے ساتھ تھے، جب میت کو دفنا دیا گیا تو ایک نابینا شخص آیا اور قبر کے پاس قرآن پاک پڑھنے لگا، حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس سے فرمایا: اے فلاں! قبر کے پاس قرآن پاک پڑھنا بدعت ہے، جب ہم قبرستان سے باہر نکلے تو حضرت سیِّدُنا محمد بن قُدامہ جوہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا: اے ابوعبداللہ! آپ مبشر بن اسماعیل حلبی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: وہ ثقہ (یعنی قابل اعتماد) ہیں۔ انہوں نے پوچھا: کیا آپ نے ان سے کچھ لکھا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! تو حضرت سیِّدُنا محمد بن قُدامہ جوہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے کہا: مجھے مبشر بن اسماعیل نے خبر دی ہے وہ عبدالرحمٰن بن عَلَاء بن لَجلاج سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے وصیت فرمائی کہ جب انہیں دفنا دیا جائے تو ان کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات کی تلاوت کی جائے اور فرمایا کہ میں نے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کو بھی یہی وصیت کرتے سنا ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَوَّل نے ان سے کہا: تب تو آپ اس نابینا کے پاس جاکر کہیے کہ قرآن پڑھے۔

قبر والوں کو ایصالِ ثواب کرو:

حضرت سیِّدُنا ابوبکر احمد بن محمد مَرُوَزِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم قبرستان جاؤ تو سورۂ فاتحہ، معوّذتین اور سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب قبر والوں کو ایصال کرو کیونکہ ثواب ان تک پہنچتا ہے۔

حکایت: پہاڑوں کے برابر نور

حضرت سیِّدُنا ابوقلابہ عبدالملک بن محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَحَد فرماتے ہیں: میں مُلکِ شام سے بصرہ آیا اور ایک خندق میں اُتر کر وضو کیا اور دو رکعت صلاۃُ اللَّیْل پڑھی پھر وہاں موجود قبروں میں سے کسی قبر پر سر رکھ

Go To Index

کر سو گیا، جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ صاحِبِ قبر موجود ہے اور مجھ سے شکوہ کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ تم نے مجھے رات بھر تکلیف پہنچائی پھر کہا: تم لوگ (عمل کرتے ہو لیکن) علم نہیں رکھتے اور ہم لوگ علم رکھتے ہیں مگر عمل پر قادر نہیں، تم نے جو رات کو دو رکعت پڑھیں ہیں وہ ہمارے نزدیک دنیا اور اس میں موجود تمام اشیاء سے بہتر ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری طرف سے دنیا والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے، تم انہیں ہمارا اسلام کہنا کیونکہ بلاشبہ ان کی دعاؤں کی وجہ سے ہمیں پہاڑوں کے برابر نور ملتا ہے۔

زیارت قبور سے مقصود:

زیارتِ قبور سے مقصود یہ ہے کہ زیارت کرنے والا ان سے عبرت حاصل کرے اور صاحِبِ قبر اس کی دعا سے نفع اٹھائے اس لئے زائر کو اپنے اور میت کے لئے دعا کرنے نیز عبرت حاصل کرنے سے غافل نہیں ہونا چاہئے، عبرت اس طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ اپنے دل میں میت کا تصور کرے کہ کس طرح اس کے اجزا جدا ہو گئے اور ان کے متفرق ہونے کے بعد کس طرح وہ اپنی قبر سے اٹھایا جائے گا اور خود یہ بھی عنقریب اس سے جا ملے گا۔

سنگ دلی دور کرنے کا طریقہ:

حضرت سیِّدُنا مُطَرِّف بن ابو بکر ہُذلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں کہ بنو عَبْدِ قَیْس میں ایک بہت عبادت گزار بوڑھی عورت تھی، رات کے وقت وہ قیام پر مدد حاصل کرنے کے لئے کمر بند باندھتی اور محراب میں کھڑی ہو کر رات کا اکثر حصہ نماز پڑھتے ہوئے گزارتی پھر جب دن نکلتا تو قبرستان چلی جاتی اور دن کا اکثر حصہ وہیں گزارتی، جب قبرستان بہت زیادہ جانے پر اس کو ملامت کی گئی تو اس نے کہا: جب دل سخت ہو جائے تو بوسیدہ نشانات دیکھ کر ہی نرم ہوتا ہے لہٰذا میں قبرستان آجاتی ہوں اور یوں دیکھتی ہوں گویا مردے قبروں کے تختوں سے باہر آچکے ہیں، ان کے چہرے خاک آلود، جسم متغیر اور کفن بوسیدہ ہیں، اگر لوگ اپنے دلوں میں اس منظر کو بسالیں تو اس کی کڑواہٹ نفسوں کے لئے سخت عذاب بن جائے اور اس کے سبب بدنوں کو شدید نقصان پہنچ جائے۔

(سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں) بلکہ ذہن میں میت کی وہ صورت لانی چاہئے جو حضرت سیِّدُنا عمر

Go To Index

بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز نے بیان کی ہے۔ چنانچہ ایک بار حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز کے پاس ایک بہت بڑے عالم دین تشریف لائے، انہوں نے مجاہدہ اور عبادت کی کثرت کے سبب آپ کی صورت کے متغیر ہونے پر حیرت کا اظہار کیا تو آپ نے جواب دیا: اے فلاں! اگر آپ مجھے دفنائے جانے کے تین روز بعد دیکھ لیں کہ اس وقت آنکھیں نکل کر رخساروں پر بہہ چکی ہوں گی، ہونٹ سکڑ کر دانتوں سے چمٹ چکیں ہوں گے، کھلے ہوئے منہ سے پیپ بہہ رہی ہو گی، پیٹ پھول کر سینے سے اونچا ہو گیا ہو گا، نتھنوں سے پیپ اور کیڑے نکل رہے ہوں گے، تو وہ منظر اس منظر سے زیادہ تعجب خیز ہو گا جو اس وقت آپ کے سامنے ہے۔

فوت شدگان کی برائی مت کرو:

فوت شدہ لوگوں کا ذکر صرف اچھائی کے ساتھ کرنا مستحب ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اسے معاف رکھو اور اس کی برائی مت کرو۔ (404)

ایک حدیث پاک میں ہے: مرنے والوں کو برا مت کہو کیونکہ وہ اپنے کئے کو پہنچ چکے۔ (405)

ایک اور حدیث پاک میں ہے: اپنے فوت شدہ لوگوں کو صرف بھلائی کے ساتھ یاد کرو کیونکہ اگر وہ جنتی ہیں تو برا کہنے سے تم گنہگار ہو گے اور اگر دوزخی ہیں تو انہیں وہ عذاب ہی بہت ہے جس میں وہ ہیں۔ (406)

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا علم غیب:

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی برائی کی، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی اچھائی بیان کی، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: واجب ہو گئی۔ حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس بارے میں پوچھا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

404... سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی النہی عن سب الموتی، ۴ / ۳۵۹، حدیث: ۴۸۹۹

405... بخاری، کتاب الجنائز، باب فی النہی عن سب الاموات، ۱ / ۴۷۰، حدیث: ۱۳۹۳

406... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ذکر محاسن الموتی، ۵ / ۴۹۳، حدیث: ۳۰۱

Go To Index

وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم نے اس کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیا تو اِس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور اُس کا برائی کے ساتھ ذکر کیا تو اس کے لئے جہنم واجب ہو گئی کیونکہ تم زمین میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے گواہ ہو۔[407]

انوکھی بخشش:

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ مرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں حالانکہ عِلمِ الٰہی میں وہ اس تعریف کے لائق نہیں ہوتا ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرشتوں سے فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے بندے کے لئے اپنے بندوں کی گواہی قبول کر لی ہے اور اس کے جو گناہ میرے علم میں ہیں وہ معاف کر دیئے ہیں۔[408]

باب نمبر7: موت کی حقیقت اور صور پھونکنے تک پیش آنے والی چیزوں کا بیان

(اس میں چار فصلیں ہیں)

پہلی فصل: موت کی حقیقت کا بیان

موت کی حقیقت کے متعلق لوگوں کے ایسے جھوٹے خیالات ہیں جن میں وہ یقیناً غلطی پر ہیں۔

موت کے متعلق غلط نظریات:

☆...بعض لوگوں نے یہ گمان کیا کہ موت محض فنا ہو جانے کا نام ہے، حشر و نشر ہو گا نہ نیکی اور برائی کا بدلہ ملے گا، انسان اور حیوانات کی موت نباتات کے خشک ہو جانے کی طرح ہے۔

یہ بے دینوں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور آخرت کے دن پر ایمان نہ رکھنے والوں کی رائے ہے۔

☆...بعض لوگوں کا خیال ہے کہ موت سے انسان کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے اور حشر کے وقت دوبارہ اٹھائے جانے تک جب تک قبر میں ہے نہ تو کسی عذاب کی تکلیف اٹھاتا ہے اور نہ کسی ثواب سے راحت پاتا ہے۔

☆...بعضوں کی رائے یہ ہے کہ موت سے روح فنا نہیں ہوتی بلکہ وہ باقی رہتی ہے اور ثواب و عذاب کا تعلق

407...بخاری، کتاب الجنائز، باب ثناء الناس علی المیت، ۱/۴۶۰، حدیث:۱۳۶۷

408...المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، ۳/۳۳۰، حدیث:۸۹۹۹، بتغیر قلیل

Go To Index

جسم کے بجائے صرف روح کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ جسموں کو دوبارہ اٹھاکر حشر کے میدان میں جمع کرنے کا سلسلہ ہر گز نہیں ہو گا۔

یہ تمام خیالات فاسد ہیں، حق سے انکا کوئی تعلق نہیں۔ قرآن وحدیث سے ثبوت اور معتبر ذرائع سے جس کی گواہی ملتی ہے وہ یہ ہے کہ موت فقط حالت کی تبدیلی کا نام ہے اور روح جسم سے جدا ہونے کے بعد بھی باقی رہتی ہے یاتو عذاب میں ہوتی ہے یا پھر نعمتوں میں۔

روح کے جسم سے جدا ہونے کا مطلب:

جسم سے روح کے جدا ہونے کا مطلب ہے: جسم کے روح کی اطاعت سے نکل جانے کے سبب جسم پر سے روح کا اختیار ختم ہو جانا کیونکہ جسمانی اعضاء روح کے آلات ہیں جنہیں وہ استعمال کرتی ہے یہاں تک کہ وہ ہاتھ کے ذریعے پکڑتی، کان کے ذریعے سنتی، آنکھ کے ذریعے دیکھتی اور دل کے ذریعے اشیاء کی حقیقت معلوم کرتی ہے، یہاں دل سے مراد روح ہے اور روح بغیر کسی آلے کے خود سے اشیاء کا علم حاصل کرلیتی ہے، اسی وجہ سے روح بذات خود مختلف رنج وغم کی تکلیف اٹھاتی اور رنگارنگ خوشیوں ا ور مسرتوں سے لطف اندوز ہوتی ہے، ان میں سے کسی کا تعلق بھی اعضاء کے ساتھ نہیں ہے اور روح کا ذاتی وصف (یعنی محسوس کرنا) جسم سے جدا ہونے کے بعد بھی باقی رہتا ہے اور جو اعضاء کے واسطے سے حاصل ہوتا ہے وہ جسم کی موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ روح دوبارہ جسم میں ڈالی جائے، ممکن ہے کہ روح قبر کے اندر جسم میں ڈالی جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ قبر میں نہ ڈالی جائے بلکہ قبر سے اٹھائے جانے کے دن ڈالی جائے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے لئے کیا فیصلہ کیا ہے۔

اپاہج کے بعض اعضاء میں روح نہیں ہوتی:

موت کی وجہ سے جسم یوں بے جان ہو جاتا ہے جیسے جسمانی خرابی اور پٹھوں میں کھنچاؤ کی وجہ سے اپاہج کے اعضا بے جان ہو جاتے ہیں اور ان میں روح کا عمل دخل رُک جاتا ہے، اس صورت میں روح کے اوصاف علم، عقل اور ادراک تو باقی رہتے ہیں اور بعض اعضاء سے یہ کام بھی لیتی ہے لیکن بعض اعضاء نافرمانی کرتے ہیں جبکہ موت یہ ہے کہ تمام اعضاء روح سے بغاوت کر جائیں۔

Go To Index

انسان کی حقیقت اور دو جہتیں:

تمام اعضاء آلات ہیں اور روح ان کو استعمال کرنے والی ہے، روح سے میری مرادوہ قوت ہے جو علوم، غموں کی تکالیف اور خوشیوں کی لذات کا ادراک کرتی ہے اور اسی قوت کو انسان کہتے ہیں اگرچہ اعضاء میں اس کا اختیار ختم ہو جاتا ہے لیکن اس کی علوم و ادراکات، خوشی و غمی، تکالیف ولذات کے احساسات کی قوت فنا نہیں ہوتی، تو انسان درحقیقت اسی قوت کا نام ہے جو علوم، تکالیف اور لذات کا ادراک کرتی ہے اور یہ مرتی نہیں یعنی فنا نہیں ہوتی اور موت کا مطلب ہے بدن سے انسان کا اختیار ختم ہو جائے اور وہ اس کا آلہ نہ رہے جس طرح اپاہج پن کا معنٰی ہے کہ ہاتھ استعمال کے قابل آلہ نہ رہے جبکہ موت تمام اعضاء کے اپاہج ہو جانے کا نام ہے، انسان کی حقیقت اس کا نفس اور روح ہے جو باقی رہتی ہے۔ہاں! دو جہتوں سے اس کی حالت میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔

☆...**پہلی جہت:** اس طرح کہ اس کی آنکھیں، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں اور تمام اعضاء ضبط کر لئے جاتے ہیں اور اس کے اہل وعیال، عزیز واقربا اور دیگر شناساؤں کو اس سے الگ کر دیا جاتا ہے، اس کے گھوڑوں، چوپایوں، خدمت گاروں، گھروں، زمینوں اور دیگر املاک کو چھین لیا جاتا ہے۔ اب اس میں کوئی فرق نہیں کہ یہ چیزیں انسان سے چھین لی جائیں یا انسان کو ان چیزوں سے علیحدہ کر دیا جائے کیونکہ تکلیف دہ چیز تو فراق وجدائی ہے اور فراق اس صورت میں بھی ہے کہ آدمی سے مال لے لیا جائے اور اس صورت میں بھی ہے کہ مال وملکیت اپنی جگہ برقرار رہے اور آدمی کو قید کر لیا جائے، دونوں ہی حالتوں میں تکلیف یکساں ہے۔ موت کے بھی یہی معنٰی ہیں کہ انسان کو اس کے اموال سے جدا کر کے ایک ایسے عالَم میں بھیج دیا جائے جو اس عالَم جیسا نہ ہو، اب اگر دنیا میں کوئی بھی ایسی چیز تھی جس سے وہ انس حاصل کرتا تھا، اس سے راحت پاتا تھا اور اس کے وجود کو اہمیت دیتا تھا تو موت کے بعد اس کا بہت زیادہ افسوس ہو گا اور اس سے جدائی کے سبب بہت زیادہ تکلیف ہو گی بلکہ اس کے دل میں ایک ایک چیز کا خیال آئے گا مثلاً مال، جاہ ومرتبہ، زمین یہاں تک کہ اس قمیص کا بھی خیال آئے گا جسے پہن کر وہ خوش ہوتا تھا اور اگر وہ صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے خوش ہوتا تھا اور اسی سے انس حاصل کرتا تھا تو اسے بہت چین وسکون حاصل ہو گا اور اس کی سعادت مکمل ہو جائے گی اس لئے کہ اب اس کے اور اس کے محبوب کے درمیان راہیں کھل گئیں اور تمام رکاوٹیں دور ہو گئیں کیونکہ تمام اسبابِ دنیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذکر کی راہ

Go To Index

میں رکاوٹ تھے، زندگی اور موت کی حالتوں کے درمیان اختلاف کی ایک صورت تو یہ تھی۔

☆...**دوسری جہت:** یہ ہے کہ اس پر موت سے وہ امور کھل جاتے ہیں جو زندگی میں نہیں کھلے تھے جس طرح حالت بیداری میں وہ باتیں ظاہر ہوتی ہیں جو نیند کی حالت میں ظاہر نہیں ہوتیں، ابھی لوگ سوئے ہوئے ہیں، جب مریں گے تو جاگ جائیں گے اور سب سے پہلے آدمی کے سامنے اس کی نیکیاں اور برائیاں ظاہر ہوں گی جو اس کے دل کے اندر ایک بند کتاب میں لکھی ہیں، آدمی ان پر اپنے دنیاوی مشاغل کے باعث مطلع نہیں ہوپاتا، جب یہ مشاغل ختم ہوں گے تو تمام اعمال اس پر منکشف ہوجائیں گے، جب اسے کوئی گناہ نظر آئے گا تواس پر اسے بہت زیادہ افسوس ہوگا حتّٰی کہ وہ اس حسرت و افسوس سے چھٹکارے کے لئے جلتی آگ میں کودپڑنے کو اختیار کرے گا، اس وقت اس سے کہا جائے گا:

كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا(۱۴) (پ۱۵، بنی اسرآئیل:۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے۔

یہ انکشاف سانس کی مالا ٹوٹنے کے بعد دفن سے پہلے ہوجائے گا اور دل میں ان چیزوں سے فراق کی آگ بھڑک اٹھے گی جن پر وہ اس دنیائے فانی میں مطمئن تھا، البتہ ان چیزوں کی جدائی پر کوئی غم نہیں ہوگا جو زادِراہ اوراعمال آخرت پر مدد حاصل کرنے کے لئے اختیار کی تھیں اس لئے کہ جو مقصد تک رسائی حاصل کرنے کے لئے زادِراہ طلب کرتا ہے وہ اس تک پہنچنے کے بعد بچ جانے والے زادِراہ سے جدائی پر غمگین نہیں ہوتا کیونکہ زادِراہ ذاتی طور پر اس کا مقصود نہیں ہوتا ہے، یہ حال اس شخص کا ہوگا جو دنیا سے صرف بقدرِ ضرورت لیتا ہوگا اور اس کی یہ خواہش ہوتی ہوگی کہ یہ ضرورت بھی ختم ہوجائے تاکہ اس دنیا کی حاجت نہ رہے اور جو اس کی خواہش تھی وہ اسے حاصل ہوگئی اور اب اسے دنیا کی حاجت نہیں رہی، یہ مختلف قسم کے عذابات اور بڑی بڑی تکالیف دفن سے پہلے ہی اس پر آپڑتی ہیں۔ پھر تدفین کے بعد دوسری قسم کا عذاب دینے کے لئے روح جسم میں ڈالی جاتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس کی بخشش کردی جاتی ہے۔

دنیا پر مطمئن ہونے والے کی مثال:

دنیا کی لذتوں سے لطف اندوز ہونے والے اور اس کی نعمتوں پر مطمئن ہوجانے والے شخص کی مثال

Go To Index

ایسی ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کی غیر موجودگی میں اس بھروسے پر ہے کہ بادشاہ اس کے معاملے میں چشم پوشی سے کام لے گا یا اسے میرے ان برے کاموں کی خبر نہیں ہوگی، اس کے محل اور اس کی سلطنت و احاطہ میں خوب مزے اڑاتا ہے پھر اچانک بادشاہ اسے پکڑ لیتا ہے اور اس کے سامنے ایک رجسٹر رکھ دیتا ہے جس میں اس کی چھوٹی سے چھوٹی غلطی اور قدم قدم پر کی ہوئی خطائیں بھی لکھی ہوتی ہیں پھر بادشاہ زبردست غلبہ اور طاقت بھی رکھتا ہے، اپنے احاطہ میں کوئی غلط کام گوارا نہیں کرتا، اپنی سلطنت میں جرم کرنے والوں سے انتقام لیتا ہے اور ان کے معاملے میں کسی کی سفارش کی طرف توجہ نہیں کرتا تو غور کرو اس گرفتار شخص کا بادشاہ کی طرف سے ملنے والی سزا سے پہلے کیا عالم ہوگا، وہ خوف، شرمندگی، حیا، افسوس اور ندامت کے کتنے تکلیف دہ اور اَذِیَّت ناک احساسات سے دوچار ہوگا۔ یہی حال بدکار، دنیا کے دھوکے میں مبتلا اور اس کی نعمتوں پر مطمئن میت کا عذابِ قبر سے پہلے بلکہ مرنے کے قریب ہوتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ (ہم اس سے **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی پناہ چاہتے ہیں) کیونکہ رسوائی، عیب کشائی اور پردہ دری کی تکلیف جسم کو مارنے، کاٹنے وغیرہ کی تکلیف سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ موت کے وقت میت کی حالت کی طرف اشارہ تھا۔

اربابِ بصیرت نے اس کا باطنی مشاہدہ بھی کیا ہے اور باطنی مشاہدہ آنکھ کے مشاہدے سے زیادہ قوی ہوتا ہے نیز کتاب وسنت کے دلائل بھی اس کی گواہی دیتے ہیں ہاں! حقیقتِ موت کی تہہ تک رسائی نہیں ہو سکتی کیونکہ موت کی حقیقت وہی جان سکتا ہے جو زندگی کی حقیقت سے واقف ہو اور زندگی کی حقیقت روح کی معرفت اور اس کی ماہیت کے ادراک کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتی اور روح ایک ایسا موضوع ہے جس کے متعلق حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھی کلام کرنے کی اجازت نہ ملی[409] آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے روح کے متعلق صرف اتنا فرمایا کہ ”اَلرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ یعنی روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے“ اور مزید کچھ ارشاد نہ فرمایا۔ کسی عالمِ دین کے لئے جائز نہیں کہ وہ روح کا راز آشکار کرے اگرچہ اس پر مطلع ہی کیوں نہ ہو جائے، اگر اجازت ہے تو صرف اتنی کہ مرنے کے بعد روح کا جو حال ہوتا ہے اسے بیان کر دیا جائے۔

اس بات پر کہ موت روح اور اس کے ادراکات کے فنا ہونے کا نام نہیں ہے کثیر آیات اور اَحادیث

409...بخاری، کتاب العلم، باب قول اللہ: وما اوتیتم الا قلیلا، ۱/۶۲، حدیث: ۱۲۵

Go To Index

دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ شہدا کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًاؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ(۱۶۹) (پ۴،اٰل عمران:۱۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو **اللہ** کی راہ میں مارے گئے ہر گز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

مردے سنتے ہیں:

غزوۂ بدر کے موقع پر جب بڑے بڑے سردارانِ قریش قتل کر دیئے گئے تو رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں نام بنام پکارا اور فرمایا: ”جو وعدہ میرے ربّ نے مجھ سے کیا تھا میں نے تو اسے سچا پایا کیا تم نے بھی وہ وعدہ سچا پایا جو تمہارے ربّ نے تم سے کیا تھا؟“ عرض کی گئی: ”یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ ان لوگوں کو پکار رہے ہیں جو مر چکے ہیں؟“ ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! وہ تم سے زیادہ اس کلام کو سن رہے ہیں لیکن وہ جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔“(410)

اس حدیث میں اس بات کی صراحت ہے کہ بدبخت کی روح اور اس روح کے ادراک اور پہچاننے کی قوت باقی رہتی ہے جبکہ مذکورہ آیت میں شہدا کی ارواح کے فنا نہ ہونے کی تصریح ہے۔ پھر مرنے والا دو حال سے خالی نہیں ہوتا، یا تو وہ سعادت مند ہوتا ہے یا بدبخت۔ چنانچہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اَلْقَبْرُ اِمَّا حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ اَوْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ یعنی قبر یا تو جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ۔“(411)

اس حدیثِ پاک سے صاف ظاہر ہے کہ موت کا معنیٰ فقط حالت کی تبدیلی ہے اور یہ کہ میت کے لئے تقدیرِ الٰہی نے سعادت یا شقاوت کا جو فیصلہ صادر کیا ہے اس پر بلا تاخیر عمل ہوتا ہے، البتہ عذاب و ثواب کی بعض قسموں میں تاخیر ہوتی ہے مگر ان کی اصل پر اسی وقت عمل شروع ہو جاتا ہے۔

410...مسلم، کتاب الجنة، باب عرض المیت...الخ، ص۱۵۳۶، ۱۵۳۷، حدیث:۲۸۷۳، ۲۸۷۴

411...سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، باب رقم۲۶، ۴/۲۰۸، حدیث:۲۴۶۸، بتقدم وتاخر

Go To Index

جو مر گیا اس کے لئے قیامت قائم ہوگئی:

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَلْمَوْتُ الْقِیَامَۃُ فَمَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُہ یعنی موت قیامت ہے، جو مر گیا اس کے لئے قیامت قائم ہو گئی۔''(412)

حدیث شریف میں ہے کہ جب تم میں کوئی مرتا ہے تو (قبر میں) صبح و شام اس کا ٹھکانا اس پر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہے تو جنت کا ٹھکانا اور اگر دوزخی ہے تو دوزخ کا ٹھکانا اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ تو قیامت کے دن اس کی طرف بھیجا جائے گا۔(413)

دونوں ٹھکانوں کو دیکھ کر اسی وقت تکلیف یا خوشی کا احساس ہونا واضح ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو قیس عبد الرحمٰن بن ثابت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: ہم حضرت سیِّدُنا علقمہ بن قیس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ہمراہ ایک جنازے میں شریک تھے، آپ نے فرمایا: اس شخص پر قیامت قائم ہو گئی۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: کسی جان پر اس وقت تک دنیا سے نکلنا حرام ہوتا ہے جب تک اسے اپنے جنتی یا دوزخی ہونے کا علم نہ ہو جائے۔

صبح و شام جنت سے رزق:

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص حالتِ مرض میں انتقال کر جائے وہ شہید مرا اور عذابِ قبر سے بچایا گیا نیز اسے صبح و شام جنت سے اس کا رزق دیا جاتا ہے۔(414)

اتنا رشک کسی پر نہیں آتا:

حضرت سیِّدُنا مسروق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے اتنا رشک کسی پر نہیں آتا جتنا اس مومن پر آتا ہے جو قبر میں دنیا کی مشقتوں سے راحت اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے امن پا چکا ہو۔

412... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الخوف من اللہ، ۵ / ۴۴۷، حدیث: ۱۷۳

413... المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر، ۲ / ۳۱۰، حدیث: ۵۱۱۹

مسلم، کتاب الجنۃ، باب عرض المیت...الخ، ص ۱۵۳۳، حدیث: ۲۸۶۶

414... سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فیمن مات مریضا، ۲ / ۲۷۷، حدیث: ۱۶۱۵

Go To Index

محبوب کے لئے موت پسند کی:

حضرت سیِّدُنا یعلیٰ بن ولید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہمراہ چل رہا تھا، میں نے پوچھا: آپ اپنے محبوب شخص کے لئے کیا چیز پسند کریں گے؟ فرمایا: موت۔ میں نے پوچھا: اگر وہ نہ مرے تب؟ فرمایا: تب میں یہ پسند کروں گا کہ اس کا مال اور اولاد کم ہو۔

آپ نے اپنے پسندیدہ شخص کے لئے موت اس لئے پسند کی کہ موت کو صرف مومن محبوب رکھتا ہے اور موت مومن کے لئے قید سے آزادی کا سبب ہے اور مال واولاد کی کمی اس لئے پسند کی کیونکہ یہ فتنہ اور دنیا سے دل لگانے کا باعث ہیں اور ان چیزوں سے دل لگانا جن سے لازمی طور پر جدا ہونا ہے انتہائی بدبختی ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات، اس کے ذکر اور اس کے ساتھ انس حاصل کرنے کے علاوہ جو کچھ بھی ہے موت کے وقت ناچار اس سے جدا ہونا پڑے گا۔

روح نکلتے وقت مومن کی مثال:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جان یا روح نکلتے وقت مومن کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو قید خانے میں رات گزارے پھر جب اسے قید سے نکالا جائے تو وہ زمین میں کشادگی پا کر اس میں گھومتا پھرے۔

مذکورہ روایت میں اس مومن کی حالت بیان کی گئی ہے جو دنیا سے اکتا کر کنارہ کش ہو گیا ہو، جسے ذکرِ الٰہی میں ہی سکون ملتا ہو، جسے دنیاوی معاملات اس کے محبوب ربّ عَزَّ وَجَلَّ سے دور کرتے ہوں، جسے نفسانی خواہشات برداشت کرنے میں تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہو اور پھر مرتے ہی اسے تمام تکالیف سے چھٹکارا مل جائے اور یادِ الٰہی کے لئے وہ تنہائی مل جائے جس میں سکون پاتا تھا کہ اب یہاں کوئی روکنے والا ہے نہ بھگانے والا لہٰذا ایسے مومن کے لئے یہی مناسب ہے کہ اسے اعلیٰ درجے کی نعمتیں اور لذتیں عطا کی جائیں۔

کامل نعمتوں کی وجہ:

شہیدوں کے لئے کامل درجہ کی نعمتیں اور لذتیں اس لئے تیار کی گئی ہیں کہ یہ لوگ اسی وجہ سے جہاد میں شریک ہوئے تھے کہ دنیا کی محبت سے اپنی توجہ ہٹائیں، دیدارِ الٰہی کی خواہش میں مچلیں اور رضائے الٰہی کی خاطر

Go To Index

ہنسی خوشی قتل ہو جائیں، اگر دنیاوی اعتبار سے دیکھا جائے تو شہید پہلے ہی دنیا کو بخوشی آخرت کے بدلے بیچ دیتا ہے اور بیچنے والے کا دل بیچی جانے والی چیز کی طرف مائل نہیں ہوتا اور اگر اُخروی اعتبار سے دیکھا جائے تو وہ پہلے ہی آخرت کو خرید لیتا ہے اور اس کے لئے بیتاب رہتا ہے لہٰذا جب اس خریدی جانے والی چیز کو دیکھتا ہے تو بہت زیادہ خوش ہوتا ہے اور دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے بیچی جانے والی چیز کی طرف ذرہ برابر توجہ نہیں کرتا، اگرچہ ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ شہید اپنے دل کو محبت الٰہی کے لئے مکمل خالی کر پائے مگر چونکہ ابھی اس کی موت کا وقت نہیں آیا ہوتا لہٰذا اس کی حالت بدل جاتی ہے اور جہاد موت کا سبب بن جاتا ہے اور جیسے ہی جہاد موت کا سبب بنتا ہے اس حالت پر اسے موت آجاتی ہے اسی وجہ سے اس کے لئے نعمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ نعمت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان جو چیز چاہے اسے پالے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لَهُمۡ مَّا يَشۡتَهُوۡنَ (۵۷) (پ۱۴، النحل:۵۷) ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنے لیے جو اپنا جی چاہتا ہے۔

یہ آیت جنتی لذتوں کو سمجھنے کے لئے جامع ہے اور بڑا عذاب یہ ہے کہ انسان کو اس کی چاہت سے روک دیا جائے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: وَ حِيۡلَ بَيۡنَهُمۡ وَ بَيۡنَ مَا يَشۡتَهُوۡنَ (پ۲۲، سبا:۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور روک کر دی گئی ان میں اور اس میں جسے چاہتے ہیں۔

یہ آیت جہنمیوں کی سزاؤں کو سمجھنے کے لئے جامع ہے۔

جیسے ہی شہید کی روح اس کے جسم سے جدا ہوتی ہے بغیر کسی تاخیر کے وہ ان نعمتوں کو پالیتا ہے اور یہ وہ معاملہ ہے جو **اللہ** والوں پر ان کے یقینِ کامل کی نورانی کرنوں کی وجہ سے روشن ہوتا ہے، اگر تم اس پر کوئی حدیث سننا چاہتے ہو کہ شہید اعلیٰ درجے کی نعمتوں کا حقدار ہوتا ہے تو یاد رکھو کہ شہیدوں کے بارے میں تمام احادیث مبارکہ اسی جانب راہنمائی کرتی ہیں اور ہر حدیث سے یہی مفہوم نکلتا ہے کہ شہیدوں کو اعلیٰ درجے کی نعمتیں عطا کی جاتی ہیں اگرچہ احادیث کے الفاظ مختلف ملیں گے۔

(تُوۡبُوۡا اِلَی اللہ اَسۡتَغۡفِرُ اللہ)

(صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد)

Go To Index

دنیا میں واپس جانے کی خواہش:

اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد حضرت عبد اللہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جنگِ اُحد میں شہید ہوئے تو سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: اے جابر! کیا میں تمہیں خوشخبری نہ دوں؟ حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ضرور دیجئے! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر اپنا فضل فرمائے۔ پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے والد کو زندہ کیا اور اپنی بارگاہ میں بٹھایا پھر ارشاد فرمایا: اے میرے بندے! تم جو چاہو مجھ سے خواہش کر سکتے ہو میں تمہیں دوں گا، تو تمہارے والد نے عرض کی: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکا اب خواہش ہے کہ تو مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تا کہ تیرے پیارے نبی کی ہمراہی میں جہاد کروں اور ایک مرتبہ پھر شہید کیا جاؤں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: میں پہلے ہی فیصلہ فرما چکا ہوں تم دنیا میں واپس نہیں جاؤ گے۔[415]

جنت میں رونے والا شخص:

حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: ”ایک شخص جنت میں روئے گا، اس سے پوچھا جائے گا: تم جنت میں ہو پھر کیوں رو رہے ہو؟“ وہ کہے گا: ”رونے کی وجہ یہ ہے کہ میں راہِ خدا میں ایک ہی مرتبہ شہید ہوا ہوں اب خواہش ہے کہ واپس جاؤں اور بار بار شہادت پاؤں۔“

جان لیجئے! مرنے کے بعد مومن پر رحمتِ الٰہی کی وسعت روشن ہو جاتی ہے کہ اس کے مقابلے میں دنیا قید خانہ اور کال کوٹھری کی طرح ہے، اسے یوں سمجھیے کہ ایک شخص اندھیری کال کوٹھری میں بند ہے پھر اس کا دروازہ ایک ایسے باغ کی طرف کھول دیا جائے جو نہایت وسیع وعریض اور حدِّ نگاہ تک پھیلا ہے جس میں مختلف قسم کے پھل، پھول، درخت اور پرندے ہیں، اب یقیناً وہ شخص اندھیری کال کوٹھری میں واپس جانے کی خواہش نہیں کرے گا۔ حدیثِ پاک میں بھی اس کی مثال بیان فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ ایک شخص کا

415...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب حب الموت...الخ، ۵ / ۴۰۹، حدیث: ۴۶

سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ آل عمران، ۵ / ۱۲، حدیث: ۳۰۲۱

Go To Index

انتقال ہوا تو نبیِّ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اس شخص نے دنیا کو دنیا والوں کے لئے چھوڑ رکھا تھا اور پھر اسی حالت میں یہاں سے کوچ کر گیا اگر یہ اس پر راضی ہے تو دنیا میں دوبارہ آنا پسند نہیں کرے گا جیسے تم میں سے کوئی بھی اپنی ماں کے پیٹ میں دوبارہ جانا پسند نہیں کرتا۔"(416)

مذکورہ فرمان سے آپ جان چکے ہیں کہ دنیا کے مقابلے میں آخرت کی اتنی زیادہ نعمتیں ہیں جتنی پیٹ کے اندھیرے کے مقابلے میں دنیاوی نعمتیں۔

مومن کو دنیا میں واپس جانا پسند نہیں:

حضور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: دنیا میں مومن کی مثال پیٹ میں موجود بچے کی طرح ہے جو باہر نکلنے پر روتا ہے مگر جب دنیا میں آجاتا ہے اور روشنی دیکھ لیتا ہے تو واپس جانا پسند نہیں کرتا۔(417)

مومن کا بھی یہی حال ہے کہ موت کے وقت گھبراتا ہے مگر جب بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو جاتا ہے تو دنیا میں واپس جانا پسند نہیں کرتا جس طرح بچہ ماں کے پیٹ میں واپس جانا پسند نہیں کرتا۔

بارگاہِ رسالت میں کسی نے عرض کی کہ فلاں شخص کا انتقال ہو گیا ہے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "مُسْتَرِیْحٌ اَوْ مُسْتَرَاحٌ مِنْہُ یعنی اسے سکون مل گیا ہے یا لوگوں کو اس سے سکون مل گیا ہے۔"(418)

مذکورہ فرمان میں "مُسْتَرِیْحٌ" سے مومن کی جانب اشارہ ہے جبکہ "مُسْتَرَاحٌ مِنْہُ" سے گنہگار کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے مرنے پر دنیا والوں کو سکون مل جاتا ہے۔

ثواب وعذاب کا تعلق روح کے ساتھ ہے:

حضرت سیِّدُنا ابو عمر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں اپنے بچپن میں حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے پاس سے گزرا تو دیکھا کہ آپ ایک قبر کو دیکھ رہے ہیں، اچانک وہاں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک

416... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب حب الموت...الخ، ۵ / ۴۰۵، حدیث:۲۶

417... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب کراھیۃ الموت...الخ، ۵ / ۳۹۹، حدیث:۱

418... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب فضل الموت، ۵ / ۴۱۲، حدیث:۵۶

بخاری، کتاب الرقاق، باب سکرات الموت، ۴ / ۲۵۰، حدیث:۶۵۱۲

Go To Index

کھوپڑی نظر آئی جسے آپ نے چھپانے کا حکم دیا، ایک شخص نے اسے چھپادیا، پھر آپ نے فرمایا: ان جسموں کو اس مٹی سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی بلکہ اصل تو روحیں ہیں کہ جنہیں قیامت تک ثواب وعذاب ملتا ہے۔

مردہ گھر والوں کو دیکھتا ہے:

حضرت سیِّدُنا عمرو بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: ہر مرنے والا اپنے بعد گھر میں موجود معاملات کو جانتا ہے کہ لوگ اسے غسل دے رہے ہیں، کفن پہنا رہے ہیں اور یہ انہیں دیکھ رہا ہوتا ہے۔

مومن کی روح آزاد ہوتی ہے:

حضرت سیِّدُنا مالک بن انس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ مسلمانوں کی روحیں آزاد ہوتی ہیں جہاں چاہیں چلی جاتی ہیں۔

دنیا کی مقدار:

حضرت سیِّدُنا نعمان بن بشیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو منبر پر یہ فرماتے سنا: سن لو! دنیا کی مقدار ہَوا میں اُڑنے والی مکھی کے برابر باقی رہ گئی ہے انتقال کر جانے والے بھائیوں کے معاملے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو کہ تمہارے اعمال ان پر پیش کئے جاتے ہیں۔(419)

مردوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ:

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ اکرم، نُوْرِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تم اپنے برے اعمال کے ذریعے اپنے مُردوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ کہ انہیں تمہارے مَرے ہوئے گھر والوں پر پیش کیا جاتا ہے۔(420)

اسی وجہ سے حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ دعا مانگا کرتے تھے: یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں ہر اس عمل سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کی وجہ سے میری حضرت عبد اللہ بن رواحہ کے سامنے رسوائی ہو۔ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن رواحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کے ماموں ہیں جن کا انتقال ہو گیا تھا۔

419...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/ ۱۳، حدیث:۱

420...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، ۳/ ۱۴، حدیث:۲

Go To Index

مومن اور کافر کی روح کہاں ہوتی ہے؟

ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا: "مؤمنین کی روحیں انتقال کے بعد کہاں جاتی ہیں؟" آپ نے فرمایا: "عرش کے نیچے سفید پرندوں کے پپوٹوں میں جبکہ کافروں کی روحیں ساتویں زمین کے نیچے لے جائی جاتی ہیں۔"

میت لوگوں کو پہچانتی ہے:

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ میں نے رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے: میت پہچانتی ہے کہ اسے کس نے غسل دیا، کس نے کاندھا دیا اور کس نے قبر میں اُتارا۔[421]

روحوں کا آپس میں مِلنا:

حضرت سیِّدُنا صالح مُرِّی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ موت کے بعد روحیں آپس میں ملتی ہیں پس وہ آنے والی روح سے پوچھتی ہیں: تمہارا ٹھکانا کیسا تھا؟ تم پاک جسم میں تھیں یا ناپاک جسم میں؟

حضرت سیِّدُنا عبید بن عمیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مُردے اپنے رشتہ داروں کی خبروں کا انتظار کرتے ہیں جب کوئی میت آتی ہے تو پوچھتے ہیں: فلاں کا معاملہ کیسا رہا؟ تو وہ کہتی ہے: کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا یا تم پر پیش نہیں کیا گیا؟" یہ سُن کر وہ کہتے ہیں: "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" اسے کسی اور راستے سے لے جایا گیا ہے۔

مرنے کے بعد استقبال:

حضرت سیِّدُنا جعفر حضرت سیِّدُنا سعید بن مسیب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا سے نقل کرتے ہیں کہ جب آدمی مَر جاتا ہے تو فوت شُدہ اولاد اس طرح استقبال کرتی ہے جیسے سفر سے واپسی پر اس کا استقبال کرتی تھی۔

قبر میں نیک اولاد کی خوش خبری:

حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: آدمی کو قبر میں اس کی اولاد کے نیک بننے کی خوش خبری سنائی جاتی ہے۔

421...المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، ۴ / ۸، حدیث: ۱۰۹۹۷، بتقدم وتاخر

Go To Index

روحیں آپس میں سوالات کرتی ہیں:

حضرت سیِّدُنا ابو ایوب انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب مومن کی روح نکال لی جاتی ہے تو بارگاہِ الٰہی میں انعام یافتہ بندے اس کا یوں استقبال کرتے ہیں جیسے دنیا میں خوش خبری لانے والے کا استقبال کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں: ابھی اسے مہلت دو تا کہ پر سکون ہو جائے کیونکہ یہ بڑی تکلیف دِہ حالت میں تھا۔ بعد میں اس سے مختلف سوالات پوچھتے ہیں کہ فلاں شخص کیا کر رہا تھا؟ فلانی عورت کیا کر رہی تھی؟ کیا فلانی عورت کا نکاح ہو گیا؟ پھر جب ایسے شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں جو پہلے مر چکا تھا تو وہ کہتا ہے: اس کا انتقال مجھ سے پہلے ہو چکا ہے، جس پر وہ ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھتے ہوئے کہتے ہیں: اسے جہنم کی طرف لے جایا گیا ہے۔[422]

دوسری فصل: قبر کا مردے سے کلام کرنا

قبر مردے سے زبانی کلام کرتی ہے یا عملی کیونکہ زندوں کو زبانی کلام جبکہ مردوں کو عملی کلام سمجھانا زیادہ آسان ہے۔ چنانچہ حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مُردہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے: ''اے آدمی! تو ہلاک ہو، تجھے کس بات نے مجھ سے دھوکے میں رکھا؟ کیا تو نہیں جانتا تھا کہ میں فتنوں کا گھر ہوں، اندھیروں اور تنہائی کا گھر ہوں، کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں، تجھے کس بات نے مجھ سے دھوکے میں رکھا کہ تو مجھ پر انتہائی تکبر سے چلا کرتا تھا؟'' اگر مُردہ نیک ہو تو کوئی اس کی طرف سے قبر کو جواب دیتا ہے: ''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ یہ نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے منع کرتا تھا۔'' پس قبر کہتی ہے: ''تب تو میں اس کے لئے باغ بن جاؤں گی، اس کا جسم نورانی ہو جائے گا اور اس کی روح بارگاہِ الٰہی کی جانب پرواز کر جائے گی۔''[423]

قبر کی پکار:

حضرت سیِّدُنا عُبَیْد بن عُمَیْر لَیْثِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں کہ ہر مرنے والے کو اس کی قبر یوں پکار کر

422...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب ملاقاۃ الارواح، ۵ / ۴۸۱، حدیث: ۲۷۴، مکرر

423...المعجم الکبیر، ۲۲ / ۳۷۷، حدیث: ۹۴۲

Go To Index

کہتی ہے: میں تاریکی اور تنہائی کا گھر ہوں، اگر تو اپنی زندگی میں اطاعت گزار تھا تو میں آج تجھ پر رحمت بن جاؤں گی اور اگر گناہ گار تھا تو آج تجھ پر عذاب بن جاؤں گی، مجھ میں کوئی اطاعت گزار داخل ہو تو خوش و خُرم ہو کر نکلتا ہے اور کوئی گناہ گار داخل ہو تو انتہائی غمگین ہو کر نکلتا ہے۔

پڑوسی مردے کا ملامت کرنا:

حضرت سیِّدُنا محمد بن صُبَیْح عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب کسی مردے کو قبر میں رکھا جائے اور اسے عذاب ہو یا کوئی ناپسندیدہ بات پہنچے تو پڑوسی مردہ کہتا ہے: اے اپنے پڑوسیوں اور بھائیوں کے بعد دنیا میں رہنے والے! کیا تو ہم سے عبرت نہیں پکڑ سکتا تھا؟ ہم یہاں پہلے چلے آئے کیا تو اس پر غور و فکر نہیں کر سکتا تھا؟ کیا تو نہ جانتا تھا کہ ہمارے اعمال کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور تیرے پاس مہلت ہے؟ پچھلے لوگ جو اعمال نہ کر سکے تو نے ان کا اہتمام کیوں نہ کیا؟ پھر قبر پکار کر کہتی ہے: اے دنیا سے دھوکا کھانے والے! تو نے ان رشتہ داروں سے عبرت کیوں نہ پکڑی جنہیں زمین کے گڑھے میں ڈال دیا گیا، یہ وہی تھے جنہیں دنیا نے تجھ سے پہلے دھوکے میں رکھا پھر موت انہیں قبروں کی طرف لے آئی اور تو دیکھ رہا تھا کہ ان کے دوست احباب انہیں اٹھا کر اس منزل کی جانب چلے آرہے ہیں جو ان کے لئے ضروری ہے۔

اعمال کا مردے سے کلام:

حضرت سیِّدُنا یزید رقاشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جب مردے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے اعمال اسے گھیر لیتے ہیں پھر **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ انہیں قوتِ گویائی عطا فرماتا ہے اور وہ کہتے ہیں: اے قبر میں تنہا رہ جانے والے! دوست احباب تجھ سے جدا ہو چکے ہیں اور آج ہمارے پاس تیری کوئی مانوس چیز نہیں ہے۔

نیک اعمال کا عذاب میں رکاوٹ بننا:

حضرت سیِّدُنا کعب الاحبار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: جب نیک بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے نیک اعمال یعنی نماز، روزہ، حج، جہاد، صدقہ اسے گھیر لیتے ہیں پھر عذاب کے فرشتے پاؤں کی جانب سے آتے ہیں تو نماز کہتی ہے: اسے چھوڑ دو! تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں، یہ رضائے الٰہی کے لئے نمازیں پڑھتا تھا۔ پھر فرشتے

Go To Index

سر کی جانب سے آتے ہیں تو روزہ کہتا ہے: تمہارا اس سے کیا واسطہ؟ یہ رضائے الٰہی کے لئے دنیا میں پیاس برداشت کرتا تھا لہٰذا تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر جسم کی جانب سے آتے ہیں تو حج اور جہاد کہتے ہیں: اسے چھوڑ دو! یہ اپنے نفس کو عاجز اور بدن کو تھکاتا تھا، اس نے رضائے الٰہی کے لئے حج اور جہاد کیا ہے پس تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ فرشتے ہاتھ کی جانب سے آتے ہیں تو صدقہ کہتا ہے: تم اس سے رُک جاؤ! اس نے کئی مرتبہ رضائے الٰہی کے لئے صدقہ دیا ہے جو بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہو چکا ہے، تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ مزید فرماتے ہیں: پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تمہیں مبارک ہو! تمہاری زندگی بھی خیر سے گزری اور موت بھی خیر پر ہوئی۔ پھر اس کے پاس رحمت کے فرشتے آتے ہیں اور قبر میں جنت کا بچھونا اور چادر بچھا دیتے ہیں، اس کی قبر تاحدِّ نگاہ وسیع کر دی جاتی ہے پھر جنتی فانوس لایا جاتا ہے جس سے اس کی قبر حشر تک روشن رہے گی۔

قبر کا مردے کو جھڑکنا:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عبید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایک جنازے میں فرمایا: حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مردہ قبر میں بیٹھ جاتا ہے اور اپنے ساتھ آنے والوں کی آوازیں سنتا ہے مگر اس سے بات چیت صرف قبر کر سکتی ہے جو کہتی ہے: اے آدمی! تو ہلاک ہو، کیا تجھے میری تنگی، بدبو، ہولناکی اور کیڑے مکوڑوں سے نہیں ڈرایا گیا تھا، تو نے میرے لئے کیا تیاری کی؟[424]

تیسری فصل: قبر کا عذاب اور منکر نکیر کے سوالات

مومن اور کافر کی موت کا حال:

حضرت سیِّدُنا براء بن عازِب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ہم رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک انصاری مَرد کے جنازے میں شریک تھے کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبر کے کنارے سر جھکا کر تشریف فرما ہوئے اور تین مرتبہ یہ دعا مانگی: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' پھر فرمایا: جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں جن کے پاس خوشبو اور کفن ہوتا ہے یہ

424... الزھد لابن المبارک فی نسختہ زائدا، باب ما یبشر بہ المیت عند الموت... الخ، ص ۴۱، حدیث: ۱۶۳

Go To Index

حَدِّ نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں پھر جب مومن بندے کی روح نکلتی ہے توزمین وآسمان کا ہر فرشتہ اس پر رحمت برساتا ہے اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر دروازہ یہی چاہتا ہے کہ اس بندے کی روح کو یہاں سے لایا جائے اور جب اس کی روح اوپر لے جائی جاتی ہے تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کی جاتی ہے: یا**اللہ** عَزَّوَجَلَّ! یہ تیرا فلاں بندہ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: اسے لے جاؤ اور وہ تمام انعام واکرام دکھاؤ جو میں نے اس کے لئے تیار کر رکھے ہیں کہ میرا اس سے وعدہ تھا:

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى(۵۵) (پ۱۶، طٰہٰ: ۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

چنانچہ اسے دفن کرنے کے بعد جب لوگ واپس ہونے لگتے ہیں تومردہ ان کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے پھر اس سے سوالات ہوتے ہیں: تیرا ربّ کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرے نبی کون ہیں؟ وہ کہتا ہے: میرا ربّ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ، میرا دین اسلام اور میرے نبی محمد رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ پھر فرمایا: فرشتے سوالات سخت انداز میں جھڑک کر پوچھتے ہیں اور یہ مردے کی سب سے آخری آزمائش ہوتی ہے اور جب مردہ ان کے جوابات دے دیتا ہے تو منادی کہتا ہے: تم نے سچ کہا۔ اس فرمانِ باری تعالیٰ کا مطلب یہی ہے: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ(۲۷) (پ۱۳، ابراھیم: ۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: **اللہ** ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور **اللہ** ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور **اللہ** جو چاہے کرے۔

پھر انتہائی خوبصورت چہرے والا، پاکیزہ کپڑوں والا اور خوشبو میں بسا ہوا کوئی آتا ہے اور یہ کہتا ہے: تجھے تیرے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور جنت کی خوش خبری ہو جس میں دائمی نعمتیں ہیں، مردہ پوچھتا ہے: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہارا بھلا کرے، تم کون ہو؟ وہ کہتا ہے: میں تمہارا نیک عمل ہوں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تم اطاعت گزاری میں جلدی کرنے والے اور نافرمانی سے بچنے والے تھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں بہتر جزا عطا فرمائے، پھر ندا آتی ہے: اس کے لئے جنت کا بچھونا

Go To Index

بچھا دواور جنت کی کھڑ کی کھول دو، لہٰذا اس کی قبر میں جنت کا بچھونا بچھا دیا جاتا ہے اور جنت کی کھڑ کی کھول دی جاتی ہے۔ اس وقت مردہ کہتا ہے: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! جلدی سے قیامت قائم فرما دے تاکہ میں اپنے اہل وعِیال کی طرف جاسکوں۔ جب کافر کا آخرت سے قریب اور دنیا سے دور ہونے کا وقت آتا ہے تو سخت گیر فرشتے اترتے ہیں اور کافر کو گھیر لیتے ہیں، ان کے پاس آگ کا لباس اور تارکول کی قمیص ہوتی ہے، جب اس کی روح نکلتی ہے تو زمین وآسمان کا ہر فرشتہ اس پر لعنت کرتا ہے، آسمان کے دروازے اس پر بند کر دیئے جاتے ہیں اور ہر دروازہ ناپسند کرتا ہے کہ اس کی روح یہاں سے گزرے اور جب اس کی روح اوپر لے جائی جاتی ہے تو اسے دُھتکار دیا جاتا ہے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کی جاتی ہے: یا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تیرے فلاں بندے کو آسمان نے قبول کیا ہے نہ زمین نے۔ ارشاد ہوتا ہے: اسے لے جاؤ! اسے وہ عذابات دکھاؤ جو میں نے اس کے لئے تیار کر رکھے ہیں کہ میرا اس سے وعدہ تھا:

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (۵۵) (پ۱۶، طٰہٰ:۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

چنانچہ اسے دفن کرنے کے بعد پھر جب لوگ واپس ہونے لگتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے پھر اس سے سوالات ہوتے ہیں: تیرا ربّ کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرے نبی کون ہیں؟ وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے: تو واقعی نہیں جانتا۔ پھر ایک بدصورت، بدنما کپڑوں والا اور بدبو میں اَٹا ہوا شخص آتا ہے اور کہتا ہے: تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی اور دائمی دردناک عذاب کی خبر ہو۔ مردہ پوچھتا ہے: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تیرا بھلا نہ کرے! تو کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میں تیرا بُرا عمل ہوں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں جلدی کرتا اور اطاعت میں سستی کرتا تھا، پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تیرا بھلا نہ کرے۔ مردہ کہتا ہے: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تیرا بھی بھلا نہ کرے۔ پھر اس پر ایک فرشتہ مُسَلَّط کر دیا جاتا ہے جو اس سے بات کرتا ہے نہ اسے دیکھتا ہے اور نہ ہی اس کی سنتا ہے اس کے پاس لوہے کا ایک گُرز ہوتا ہے جسے جِنّ وانس مل کر بھی اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں، اگر پہاڑ پر مارا جائے تو مٹی ہو جائے پس وہ کافر کی میت کو مارتا ہے تو وہ مٹی ہو جاتا ہے، پھر روح لوٹائی جاتی ہے اور گُرز اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان مارا جاتا ہے جس کی آواز جن وانس کے علاوہ زمین کی ہر مخلوق سنتی ہے، پھر آواز آتی ہے: اس کی قبر میں آگ کی دو سلیں رکھ دی جائیں اور جہنم کی کھڑ کی کھول دی جائے لہٰذا اس کی قبر میں آگ کی دو

Go To Index

سلیں رکھ دی جاتی ہیں اور جہنم کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔(425)

اچھے اور برے اعمال کا میت پر پیش کیا جانا:

حضرت سیّدُنا محمد بن علی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: ہر مرنے والے کے سامنے اس کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، اچھے اعمال پر نظر اٹھا کر دیکھتا ہے اور برے اعمال پر نظر جھکا لیتا ہے۔

مومن اور کافر کی جاں کنی کا وقت:

حضرت سیّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیّ کریم، رسولِ عظیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے ریشمی رومال لاتے ہیں جس میں مشک اور پھولوں کے گُلدستے ہوتے ہیں، اس کی روح یوں نکالی جاتی ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال اور اس سے کہا جاتا ہے: اے اطمینان والی جان! تو بارگاہِ الٰہی میں اعزازات وانعامات پانے کے لئے اس حالت میں نکل کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ تجھ سے اور تو اس سے راضی ہے، پھر روح نکال کر مشک اور پھولوں پر رکھ دی جاتی ہے اور ریشمی رومال میں لپیٹ کر مقامِ ''عِلِّیِّیْن'' کی جانب روانہ کر دی جاتی ہے۔ جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے سیاہ چادر لاتے ہیں جس میں انگارے ہوتے ہیں، اس کی روح جھٹکے سے کھینچی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے: اے خبیث جان! تو عذاب اور ذلت پانے کے لئے اس حالت میں نکل کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ تجھ سے اور تو اس سے ناراض ہے، پھر روح نکال کر انگاروں پر رکھ دی جاتی ہے جس سے کھولتے پانی کی آواز آتی ہے اور اسی سیاہ چادر میں لپیٹ کر جہنم کے نچلے طبقے کی جانب روانہ کر دی جاتی ہے۔(426)

دوبارہ زندگی کی تمنا:

حضرت سیّدُنا محمد بن کعب قُرَظی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی:

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ترجمۂ کنزالایمان: یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت

425... سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی المسالۃ فی القبر وعذاب القبر، ۴/ ۳۱۶، حدیث: ۴۷۵۳

المستدرک، کتاب الایمان، باب مجیٔ ملک الموت عند قبض الروح...الخ، ۱/ ۱۹۸، حدیث: ۱۱۴

426... المعجم الاوسط، ۱/ ۲۱۶، حدیث: ۷۴۲

Go To Index

ارۡجِعُوۡنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّیۡۤ اَعۡمَلُ صَالِحًا فِیۡمَا تَرَکۡتُ (پ۱۸، المؤمنون:۹۹، ۱۰۰)

آئے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں۔

یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بندے سے پوچھتا ہے: تو کیا چاہتا ہے؟ تجھے کس چیز میں رغبت ہے؟ کیا تو اس وجہ سے لَوٹنا چاہتا ہے تا کہ مال جمع کر سکے، باغات لگا سکے، عمارتیں بنا سکے، نہریں کھدوا سکے؟ بندہ کہتا ہے: اے میرے رب! نہیں بلکہ اس امید پر کہ نیک اعمال کروں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: کَلَّا ؕ اِنَّہَا کَلِمَۃٌ ہُوَ قَآئِلُہَا ؕ (پ۱۸، المؤمنون:۱۰۰)

ترجمۂ کنزالایمان: ہشت (ہرگز نہیں) یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے۔

یعنی بندہ موت کے وقت یہ بات ضرور کہے گا۔

کافر پر 99 سانپوں کا عذاب:

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن بندہ اپنی قبر میں ہرے بھرے باغ میں ہوتا ہے، اس کی قبر ستر گز کشادہ اور چودھویں رات کے چاند کی مانند روشن ہو جاتی ہے، پھر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ کس کے بارے میں نازل ہوئی:

فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا (پ۱۶، طٰہٰ:۱۲۴) ترجمۂ کنزالایمان: تو بے شک اس کے لیے تنگ زندگانی ہے۔

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول ہی بہتر جانیں۔ ارشاد فرمایا: یہ کافر کے عذاب کے بارے میں ہے کہ قبر میں اس پر 99 "تِنِّیْن" مُسَلَّط کر دیئے جاتے ہیں، کیا تم جانتے ہو کہ "تِنِّیْن" کیا ہے؟ ننانوے سانپ ہیں کہ ہر سانپ کے سات سَر ہوتے ہیں جو قیامت تک کافر کے جسم کو نوچتے ہیں، اسے چاٹتے اور اس پر پھنکارتے ہیں۔[427]

قبر میں سانپ بچھوؤں کی حقیقت:

اس مخصوص تعداد پر حیران نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ان سانپ بچھوؤں کی تعداد بری صفات یعنی تکبر،

427...صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، ذکر الاخبار عن وصف التنین...الخ، ۵ / ۵۰، حدیث: ۳۱۱۲

Go To Index

ریا، حسد، دھوکا، کینہ اور ان جیسی دیگر مذموم صفات کے حساب سے ہوتی ہے اگرچہ یہ گناہ گنے چُنے ہیں مگر ان کی کئی شاخیں ہیں اور پھر ان شاخوں کی بھی کئی کئی اقسام ہیں جن میں سے ہر ایک صفت ہلاکت میں ڈالنے والی ہے، پھر یہی سانپ بچھوؤں میں بدل جاتی ہیں، جو بری صفت قوی ہو وہ ''تِنِّیْن'' سانپ بن کر کاٹتی ہے اور جو کمزور ہو وہ بچھو بن کر اور درمیانی ہو تو وہ عام سانپ کی طرح تکلیف پہنچاتی ہے۔

اہلِ بصیرت ان تمام ہلاکت خیز صفات اور ان کی شاخوں کے پننپنے کو نورِ بصیرت سے دیکھ لیتے ہیں مگر ان کی تعداد صرف نورِ نبوت سے ہی معلوم ہو سکتی ہے، اس طرح کی احادِیْثِ مُبارَکہ ظاہری الفاظ کے اعتبار سے صحیح اور اَسرار کے اعتبار سے مخفی ہوتی ہیں لیکن اہلِ بصیرت پر روشن ہوتی ہیں لہٰذا جس پر ان کے اسرار کھل نہ سکیں اسے چاہئے کہ ان کے ظاہری الفاظ کا انکار نہ کرے بلکہ ایمان کا سب سے قلیل درجہ تصدیق و تسلیم ہے اسی کو اپنا لے۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

اگر کہا جائے کہ کافر مردہ حالت میں ایک عرصہ تک پڑا رہتا ہے مگر ہم اس پر کسی قسم کے عذابات کا مشاہدہ نہیں کر پاتے تو جس کا مشاہدہ نہ ہو سکے اس کی تصدیق کس طرح ہو سکتی ہے؟ **جواب:** جان لو! ایسے معاملات کی تصدیق **تین طریقوں** سے ہو سکتی ہے۔

عذاب قبر کی تصدیق کے تین طریقے:

☆...**پہلا طریقہ:** زیادہ بہتر اور درست طریقہ یہی ہے کہ تم ان کے وجود کی تصدیق کرو کہ احادیث صحیحہ کے مطابق یہ چیزیں میت کو تکلیف پہنچاتی ہیں لیکن تم ان کا مشاہدہ نہیں کر پاتے کیونکہ آنکھ ''عالَمِ مَلَکوت'' کا نظارہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی کہ جس چیز کا تعلق آخرت سے ہے وہ ''عالَمِ مَلَکوت'' سے ہے، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کے آنے کی تصدیق کی حالانکہ انہوں نے حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھا نہیں تھا مگر اس پر ایمان ضرور لائے کہ پیارے آقا محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھتے ہیں، پس اگر تم اس بات پر ایمان نہیں لاتے تو پہلے اپنا اصل ایمان درست کرو کہ فرشتوں اور وحی پر ایمان لانا فرض ہے اور اگر اس بات پر ایمان

Go To Index

رکھتے ہو اوراسے بھی مانتے ہو کہ پیارے آقا محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان چیزوں کامشاہدہ فرمایاہے جو امت کی نظروں سے پوشیدہ ہیں تو مُردے کے حق میں ایسامانتے میں کیاحرج ہے؟ جس طرح فرشتہ آدمیوں اور جانوروں کی مثل نہیں ہے اسی طرح قبر میں کاٹنے والے سانپ بچھو ہماری دنیا کے سانپ بچھوؤں کی مثل نہیں بلکہ دوسری جنس ہیں لہٰذا انہیں دوسرے ذریعہ سے ہی جاناجاسکتاہے۔

☆...**دوسرا طریقہ:** تم سونے والے شخص کے معاملے پر غور کرو کہ کبھی وہ خواب دیکھتاہے کہ اسے سانپ نے ڈس لیاہے اور وہ درد سے بِلْبِلارہاہے حتّٰی کہ تم دیکھتے ہو کہ وہ حالَتِ نیند میں چیخ اٹھتا ہے اور پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے اور کبھی اپنی جگہ سے ہی اچھل پڑتاہے، معلوم ہوا کہ سونے والاخواب میں اسی طرح سانپ بچھوؤں کو دیکھ سکتاہے اوران سے تکلیف میں مبتلاہوسکتاہے جس طرح جاگنے والاان کامشاہدہ کرسکتااوران سے تکلیف میں مبتلا ہو سکتاہے لہٰذا تم مردے کو بظاہر پُرسکون دیکھتے ہو کہ اس کے آس پاس سانپ نہیں ہیں حالانکہ اس کے حق میں سانپ وہاں موجود ہوتے ہیں اور عذاب ہوتاہے لیکن تمہارے حق میں نظر آنے والے نہیں ہوتے اور چونکہ یہ بات ثابت ہے کہ سانپ کے کاٹنے میں تکلیف پہنچتی ہے تواب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ سانپ خواب میں نظر آئے یاحقیقت میں۔

☆...**تیسرا طریقہ:** تمہیں معلوم ہے کہ سانپ خودتکلیف نہیں دیتابلکہ اس کازہر انسانی بدن میں پہنچ کرتکلیف دیتاہے اور پھر یہ زہر بھی خودتکلیف نہیں دیتابلکہ اس زہر سے پہنچنے والااثرتکلیف دیتاہے لہٰذا اگر یہی اثر زہر کے علاوہ کسی اور ذریعے سے انسانی بدن میں پہنچ جائے تو بھی تکلیف دے گااور اس تکلیف کوبیان کرناصرف اسی طرح ممکن ہے کہ اس کی نسبت اس سبب کی جانب کردی جائے جو عموماً پیش آتاہے مثلاً:انسان میں ہم بستری کی لذت بغیر ہم بستری کے پیداہوجائے تواس کی وضاحت اسی طرح ہوسکتی ہے کہ اسے ہم بستری کی جانب منسوب کردیاجائے کیونکہ جب سبب کا نتیجہ حاصل ہوا اگرچہ سبب نہ پایاجائے تواشیاکوسبب کی جانب منسوب کردیاجاتاہے اور سبب کانتیجہ حاصل ہوجاتاہے اگرچہ سبب نہ پایاجائے اور سبب کو سبب ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ نتیجہ کی وجہ سے ہی مرادلیاجاتاہے۔

یہ تمام ہلاکت خیز صفات حقیقت میں موت کے وقت اذیت وتکلیف دیتی ہیں لہٰذا ان کی تکلیف سانپوں

Go To Index

کے ڈسنے کی طرح ہوتی ہے اگرچہ سانپوں کا وجود نہیں ہوتا۔ ان بری صفات کا اذیت ناک ہو جانا ایسا ہی ہے جیسے عشق میں اگرچہ لذت و سرور ہے مگر عاشق کے لئے یہی عشق معشوق کی موت کے وقت تکلیف کا باعث بن جاتا ہے اور دل پر ایک عذاب بن کر نازل ہوتا ہے اور اس کی تمنا یہی ہوتی ہے کہ کاش! عشق کی لذت و سرور سے لطف اندوز ہی نہ ہوا ہوتا۔ مردہ بھی اسی طرح کے ایک عذاب میں مبتلا رہتا ہے کہ اس نے دنیا کی محبت میں ڈوب کر مال و جائیداد سے محبت کی، عزت و مرتبہ سے محبت کی، اولاد اور عزیز واقارب سے محبت کی اگر کوئی اس کی زندگی میں یہ چیزیں چھین لے کہ واپسی کی کوئی امید نہ ہو تو اس کی حالت دیکھنے والی ہو گی، کیا اس کی بدحالی اور تکلیف بڑھ نہیں جائے گی؟ کیا وہ یوں نہیں کہے گا: کاش! میرے پاس مال و جائیداد ہوتی نہ کوئی عزت و مرتبہ تاکہ ان سے جدا ہو کر تکلیف میں مبتلا نہ ہوا ہوتا؟

دنیا سے جدائی کو عذاب کہنے کی وجہ:

اسے عذاب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ موت دنیاوی محبوب چیزوں سے یک دم جدا ہو جانے کا نام ہے۔

مَاحَالُ مَنْ كَانَ لَهٗ وَاحِدٌ غِيْبَ عَنْهُ ذَالِكَ الْوَاحِدُ

ترجمہ: اس شخص کا کیا حال ہو گا جس کے پاس ایک چیز ہو اور وہ بھی اس سے غائب ہو جائے۔

اس شخص کی تکلیف کا کیا عالَم ہو گا جس کی خوشی کا باعث صرف دنیا ہو جو اس سے لے کر اس کے دشمنوں کے سپُرد کر دی جائے اور مزید یہ کہ اُخروی نعمتوں اور دیدارِ الٰہی سے محرومی کی حسرت کا عذاب دیا جائے کیونکہ مَاسِوَی اللہ کی محبت اسے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات اور لذتِ دیدار سے محروم کر دیتی ہے لہٰذا ان تمام محبوب چیزوں کی جدائی کی تکلیف، اُخروی واَبدی نعمتوں اور دیدارِ الٰہی سے محروم ہو جانے کی حسرت اور اس کی بارگاہ میں مردود ہو جانے کی ذلت بار بار اسے ستاتی ہے اور اسی ذریعے سے اسے عذاب دیا جاتا ہے کیونکہ جدائی کی آگ کے بعد صرف جہنم کی آگ ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ(۱۵) ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ(۱۶) (پ۳۰، المطففین:۱۵، ۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: ہاں ہاں بے شک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں پھر بے شک انہیں جہنم میں داخل ہونا۔

جو شخص دنیا سے محبت چھوڑ کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرتا ہے اور اس کے دیدار کا طلب گار رہتا ہے تو

Go To Index

مرتے ہی دنیا کی قید اور اس کی خواہشات کی سختیوں سے چھٹکارا پالیتا ہے اور محبوب کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے، اس کی تمام تکالیف ومشکلات ختم ہو جاتی ہیں اور اَبدی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے چھن جانے سے بے خوف ہو جاتا ہے، لہٰذا ہمیں اسی طرح کے اچھے مقاصِد پیشِ نظر رکھ کر عمل کرنا چاہئے۔

تصدیق کے تیسرے طریقے کی مزید وضاحت:

بعض اوقات انسان اپنے گھوڑے سے اس قدر محبت کرتا ہے کہ اگر اسے اختیار دیا جائے کہ گھوڑا دے دو یا پھر بچھو کا ڈنک برداشت کرنے پر راضی ہو جاؤ تو وہ بچھو کا ڈنک برداشت کرنے کو ترجیح دیتا ہے مگر اپنا گھوڑا نہیں دیتا کیونکہ اس کے نزدیک گھوڑے سے جدائی کا درد بچھو کے ڈنک مارنے سے بڑھ کر ہے کہ جب اس سے گھوڑا لے لیا جائے گا تو اس کی جدائی کا ڈنک زیادہ دردناک ہو گا اسی طرح دنیادار شخص ان تمام محبوب چیزوں کی جدائی کے ڈنک کے لئے تیار رہے کیونکہ موت گھوڑا اور دیگر سواریاں، گھر اور جائیداد چھین لیتی ہے، اہل وعیال اور دوست احباب چھین لیتی ہے، عزت ومرتبہ چھین لیتی ہے بلکہ دیکھنے، سننے اور تمام اعضاء کی طاقت بھی چھین لیتی ہے اور وہ ان تمام چیزوں کے واپس آنے سے مایوس ہو جاتا ہے لہٰذا جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت نہ کرے اور اس سے یہ تمام چیزیں لے لی جائیں تو قبر میں اس کی تکلیف اصلی سانپ بچھوؤں کے کاٹنے سے زیادہ ہو گی کہ جس طرح زندگی میں یہ تمام چیزیں چھین لئے جانے پر تکلیف بڑھ جاتی ہے اسی طرح مَر جانے پر بھی تکلیف بڑھ جاتی ہے جیسا کہ اس کی وضاحت ہو چکی ہے کہ تکالیف اور لذتوں کا احساس کرنے والی قوت نہیں مرتی بلکہ موت کے بعد اس میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور پھر یہ کہ اپنی زندگی میں بات چیت اور لوگوں کی محفلوں میں بیٹھ کر اپنے آپ کو تسلی دے سکتا ہے نیز انہی چیزوں کے مل جانے یا ان کے بدلے دوسری چیزیں مل جانے کی تسلی بھی ہو سکتی ہے لیکن موت کے بعد کسی قسم کی تسلی نہیں کیونکہ اس وقت تسلی کے تمام راستے بند ہو جاتے ہیں اور مایوسی چھا جاتی ہے۔ ذرا غور کرو! اس کی پسندیدہ قمیص یا رومال جس کا دینا بھی اسے ناگوار تھا اگر اس سے چھین لیا جائے تو وہ اَفسُردَگی اور تکلیف دِہ حالت میں مبتلا رہے گا، اگر یہ شخص دنیاوی چیزوں سے دل نہ لگاتا اور ہلکا پھلکا رہتا تو اسے سلامتی نصیب ہو جاتی اور بزرگوں کے فرمان ''ہلکے پھلکے لوگوں نے ہی نجات پائی ہے'' کا یہی مطلب ہے اور اگر دنیاوی چیزوں سے دل لگائے گا

Go To Index

تو اس کی تکلیف بھی زیادہ ہو گی مثلاً کسی شخص کا ایک دینار چوری ہو جائے تو اس کی تکلیف اس شخص کی تکلیف سے کم ہو گی جس کے دس دینار چوری ہو چکے ہوں اسی طرح جس کا ایک درہم چوری ہو جائے تو اس کی تکلیف دو درہم چوری ہو جانے والے کی تکلیف سے کم ہو گی اور حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان کا بھی یہی مطلب ہے: "ایک درہم والے کا حساب دو درہم والے سے ہلکا ہو گا۔"[428]

مرتے وقت جو چیز پیچھے چھوڑو گے تو موت کے بعد تمہیں اس کی حسرت ضرور ہو گی، اب تمہاری مرضی اپنی حسرت کو زیادہ کر و یا تھوڑا۔ مال کی جتنی چاہت رکھو گے حسرت بھی اتنی زیادہ ہو گی چاہت میں جتنی کمی رکھو گے پیٹھ پر بوجھ بھی اتنا ہلکا ہو گا، وہ مال دار جو اُخروی زندگی کے مقابلے میں دنیاوی زندگی پسند کرتے ہیں، اس پر خوش ہوتے ہیں اور مطمئن رہتے ہیں تو ان کی قبروں میں سانپ بچھو بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ مذکورہ تینوں طریقے قبر میں سانپ بچھوؤں اور دیگر عذابات پر ایمان لانے کے ہیں۔

30سال تک قمیص نہ پہنی:

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خراز عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَھَّاب نے اپنے فوت شدہ بیٹے کو خواب میں دیکھا تو فرمایا: اے میرے بیٹے! مجھے نصیحت کرو۔ اس نے کہا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا کے خلاف نہ کیجئے گا۔ فرمایا: مزید نصیحت کرو۔ اس نے کہا: اے میرے والد محترم! آپ اس کی ہمت نہیں رکھتے۔ فرمایا: تم کہو تو سہی۔ کہا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور آپ کے درمیان کوئی قمیص آڑ نہ بنے۔ لہٰذا آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے 30 سال تک قمیص ہی نہ پہنی۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

(عذاب قبر کی تصدیق کے متعلق بیان کئے گئے) مذکورہ تین طریقوں میں سے کون سا طریقہ صحیح ہے؟

جواب: جان لیجئے! کچھ لوگ پہلے کا اقرار کرتے ہیں تو باقی دونوں کا انکار، اسی طرح کچھ لوگ پہلے کا انکار کرتے ہیں تو دوسرے کا اقرار جبکہ کچھ تیسرے کا اقرار کرتے ہیں، توفیق الٰہی سے جو ہم پر حق واضح ہوا ہے وہ یہی ہے کہ ہر طریقہ اپنی جگہ صحیح ہے لہٰذا جو شخص ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے وہ کم ہمت ہے نیز

428...حلیة الاولیاء، یزید بن شریك التیمی، ۴ / ۲۳۴، حدیث: ۵۳۵۸

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرتِ کاملہ اور نظامِ کائنات کے عجائبات سے جاہل ہے، ایسا شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ان اَفعال کا انکار کر بیٹھتا ہے جن کی پہچان نہیں رکھتا اور یہی بات اس کی جہالت اور کم عقلی ہے، مذکورہ تینوں طریقوں سے عذاب دیا جانا ممکن ہے اور انہیں ماننا ضروری ہے، کچھ لوگ ایک طریقے کے عذاب میں مبتلا ہوں گے جبکہ کچھ تینوں طریقوں کے عذاب میں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں تھوڑے اور زیادہ ہر قسم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔

ہر طریقہ اپنی جگہ صحیح ہے اور یہی حق ہے لہٰذا اس کی تصدیق بطورِ تقلید کرو (اور دلیل طلب نہ کرو) کہ روئے زمین پر ایسے لوگ بہت کم ہیں جنہوں نے تحقیق کرکے اس کی پہچان کی ہو، میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اس بارے میں نہ تو غور وفکر کرو، نہ اس کے پیچھے پڑو بلکہ جیسے بھی ہو عذاب دور کرنے کی کوشش کرو اگر تم نے عمل اور عبادت میں سستی کی اور اس بحث میں پڑے رہے تو اس شخص کی مانند ہو جاؤ گے جسے بادشاہ نے پکڑ کر قید کر دیا ہو تاکہ اس کے ہاتھ اور ناک کاٹے مگر وہ شخص پوری رات اسی غور وفکر میں گزار دے کہ بادشاہ اس کا ہاتھ چھری سے کاٹے گا، تلوار سے یا استرے سے؟ اور یہ سوچنا چھوڑ دے کہ اپنے آپ سے اس سزا کو کیسے دور کیا جائے؟ اور یہ انتہا درجہ کی جہالت ہے۔ جب یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ مرنے کے بعد ہولناک عذاب ہوگا یا دائمی نعمتیں تو بندہ اسی کی تیاری میں مشغول رہے اور عذاب وثواب کی تفصیلی بحث سے بچے کہ اس میں پڑنا بے کار اور وقت ضائع کرنا ہے۔

چوتھی فصل: منکر نکیر کے سوالات اور صورتیں اور قبر کا عذاب اور اس کا دبانا

قبر میں مومن خوش حال جبکہ کافر بدحال:

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ مر جاتا ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ کے فرشتے آتے ہیں جن کی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں ایک کو "مُنْکَر" دوسرے کو "نَکِیْر" کہا جاتا ہے، وہ کہتے ہیں: تم نبی کے بارے میں کیا کہتے تھے؟ اگر وہ مومن ہو تو کہتا ہے: وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ہمیں معلوم تھا کہ تم یہ کہو گے۔ پھر اس کی

Go To Index

قبر چاروں جانب سے 70،70 گز کشادہ اور روشن کر دی جاتی ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے: سوجا۔ وہ کہتا ہے: مجھے چھوڑ دو! میں اپنے گھر جاؤں تاکہ انہیں یہ خبر دوں۔ وہ کہتے ہیں: سوجا۔ پھر وہ دُلہن کی طرح سو جاتا ہے کہ جسے اس کا محبوب ہی جگاتا ہے یہاں تک کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے قبر سے اٹھائے گا۔ اگر مردہ منافق ہو تو کہتا ہے: میں نہیں جانتا، میں تو لوگوں کو جو کہتے سنتا تھا وہی کہتا تھا۔ فرشتے کہتے ہیں: ہمیں معلوم تھا کہ تم یہی کہوگے۔ پھر زمین سے کہا جاتا ہے اس پر تنگ ہو جا، وہ اس قدر تنگ ہو جاتی ہے کہ مردے کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں پھر وہ اسی عذاب میں رہتا ہے یہاں تک کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے قبر سے اٹھائے گا۔[429]

میں منکر نکیر کو کافی ہو جاؤں گا:

حضرت سیِّدُنا عطاء بن یسار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: اے عمر! جب تمہارا انتقال ہو جائے گا تو کیا ہو گا؟ لوگ تمہیں لے کر چلیں گے، تین ہاتھ لمبی اور ڈیڑھ ہاتھ چوڑی قبر کھودیں گے پھر واپس آئیں گے اور تمہیں غسل دیں گے، کفن پہنائیں گے اور خوشبو لگائیں گے پھر تمہیں اٹھا کر قبر میں ڈال دیں گے، اس کے بعد مٹی ڈالیں گے اور تمہیں دفن کر دیں گے، پھر جب لوگ چلے جائیں گے تو منکر اور نکیر دو فرشتے آئیں گے جن کی آواز بجلی کی کَڑک اور آنکھیں چُندھیا دینے والی روشنی کی طرح ہوں گی جو اپنے لمبے بالوں کو گھسیٹ رہے ہوں گے، وہ اپنے نوکیلے دانتوں سے قبر چیریں گے اور تمہیں جھنجھوڑ ڈالیں گے۔ اے عمر! تمہاری اس وقت کیا حالت ہو گی؟ حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: کیا آج کی طرح اس وقت بھی میری عقل میرے ساتھ ہو گی؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ عرض کی: تب تو میں ان دونوں کو کافی ہوں گا۔[430]

موت عقل میں تبدیلی نہیں کرتی:

مذکورہ حدیث اس بات پر صریح نص ہے کہ موت سے عقل متغیر نہیں ہوتی صرف بدن اور جسمانی

429...سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر، ۲ / ۳۳۷، حدیث: ۱۰۷۳

430...مسند الحارث (زوائد الھیثمی)، کتاب الجنائز، باب السوال فی القبر، ۱ / ۳۷۹، حدیث: ۲۸۱

المصنف لعبد الرزاق، کتاب الجنائز، باب فتنۃ القبر، ۳ / ۳۸۹، حدیث: ۶۷۶۷

Go To Index

اعضاء میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے پس مردہ عقل رکھتا ہے، سمجھتا ہے اور جس طرح پہلے لذت اور تکالیف کو جانتا تھا اب بھی جانتا ہے، اس کی عقل میں کچھ تبدیلی نہیں آتی۔

عقل کیا ہے؟

سمجھ بوجھ رکھنے والی عقل ان جسمانی حصوں کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک نظر نہ آنے والی چیز ہے جس کی لمبائی ہے نہ چوڑائی بلکہ تقسیم بھی نہیں ہو سکتی اور یہی ہے جو چیزوں کو جان لیتی ہے، اگر انسانی بدن کے تمام اجزا بکھر جائیں اور اس جز کے سوا کچھ باقی نہ رہے جو تقسیم ہوتا ہے نہ ختم ہوتا ہے تو بھی انسان مکمل طور پر عقل مند رہے گا اور یہی معاملہ موت کے بعد بھی ہے کیونکہ یہ جز نہ تو مرتا ہے اور نہ ہی فنا ہوتا ہے۔

اندھا بہرا جانور:

حضرت سیِّدُنا محمد بن مُنکَدِر تَمِیْمِی رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: کافر پر اس کی قبر میں ایک اندھا بہرا جانور مُسَلَّط کر دیا جاتا ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا ہتھوڑا ہوتا ہے جس کا سرا اونٹ کے کوہان کی مانِند ہوتا ہے، وہ اس ہتھوڑے سے کافر کو قیامت تک مارتا رہے گا، نہ تم اسے دیکھتے ہو کہ اسے بچالو اور نہ ہی اس کافر کی آواز سُن پاتے ہو کہ اس پر رحم کھاؤ۔

نیک اعمال کا قبر میں آنا:

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے نیک اعمال اسے گھیر لیتے ہیں، عذاب کے فرشتے سر کی جانب سے آتے ہیں تو تلاوتِ قرآن ان کی راہ میں حائل ہو جاتی ہے، اگر پاؤں کی جانب سے آتے ہیں تو راتوں کو قیام کرنا حائل ہو جاتا ہے، اگر ہاتھ کی جانب سے آتے ہیں تو ہاتھ کہتے ہیں: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ مجھے صدقہ اور دعا کے لئے بڑھاتا تھا لہٰذا تم اس تک نہیں جاسکتے۔ اگر وہ منہ کی جانب سے آتے ہیں تو ذکرِ الٰہی اور روزہ آجاتا ہے، اسی طرح نماز اور صبر ایک جانب کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں: اگر کچھ کمی ہوئی تو ہم پوری کرنے والے ہیں۔

قبر کے بہترین دوست اور ساتھی:

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: جس طرح آدمی اپنے بھائی اور اہل و عیال کا بچاؤ

Go To Index

کرتا ہے اس طرح قبر میں نیک اعمال آدمی کا بچاؤ کرتے ہیں، پھر اس سے کہا جاتا ہے: **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ تیری قبر پر برکتیں نازل فرمائے تیرے دوست کتنے اچھے ہیں اور تیرے ساتھی کتنے بہترین ہیں۔

قبر ہر ایک کو دباتی ہے:

حضرت سیِّدُنا حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ہم ایک جنازہ میں مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شریک تھے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبر کی ایک جانب تشریف فرما ہوئے قبر کا حال ملاحظہ کیا اور فرمایا: مومن کو قبر یوں دباتی ہے کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔[431]

قبر کے دباؤ سے کون بچا؟

اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قبر ہر ایک کو دباتی ہے اگر کوئی اس سے محفوظ رہتا یا نجات پاتا تو سعد بن معاذ ضرور محفوظ ہیں۔[432]

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صاحبزادی حضرت سیِّدَتُنا زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بہت زیادہ بیمار رہا کرتی تھیں، جب ان کا انتقال ہوا تو آپ جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے، قبر کے پاس پہنچ کر اس میں داخل ہوئے تو چہرۂ انور کا رنگ متغیر تھا مگر جب باہر تشریف لائے تو چہرۂ انور روشن تھا۔ ہم نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمیں آپ کی جانب سے ایک عجیب بات نظر آئی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد فرمایا: مجھے عذابِ قبر کی شدت اور قبر میں بیٹی کا دَبنا یاد آ گیا تھا مگر جب قبر میں داخل ہوا تو بتایا گیا کہ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے اس پر تخفیف فرما دی ہے اور تحقیق قبر اس قدر دباتی ہے کہ اس کی آواز مشرق و مغرب کے درمیان (جن وانس کے علاوہ) ہر مخلوق سنتی ہے۔[433]

431... المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث حذیفۃ بن الیمان، ۹ / ۱۲۰، حدیث: ۲۳۵۱۷

432... المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، ۹ / ۳۱۶، حدیث: ۲۴۳۳۷

433... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب بشری المؤمن وانذار الکافر، ۵ / ۴۷۶، حدیث: ۲۶۰

Go To Index

باب نمبر8: خواب میں مُردوں کے حالات دیکھنا

(اس میں تین فصلیں ہیں)

پہلی فصل: خواب کی حقیقت

جان لیجئے!نورِ بصیرت جو کہ قرآن وحدیث اور عبرت کے واقعات سے حاصل ہوتا ہے ہمیں مُردوں کے مختصر حالات کی پہچان کرواتا ہے کہ ان میں کچھ خوش بخت ہیں تو کچھ بد بخت مگر ایسا نہیں نورِ بصیرت کے ذریعے کسی خاص شخص مثلاً زید یا عَمرو کی یقینی حالت ظاہر ہو جائے اگرچہ ہمیں اعتماد ہے کہ زید وعَمرو مومن تھے مگر یہ معلوم نہیں کہ کس عقیدے پر مرے ہیں اور خاتمہ کیسا ہوا ہے؟ لہٰذا ہمیں حکم یہی ہے کہ ہم ان کی ظاہری نیکی کا اعتبار کریں کیونکہ تقوٰی کا تعلق دل سے ہے جس کا جاننا نہایت مشکل ہے یہاں تک کہ کبھی خود صاحِبِ تقوٰی بھی اسے جان نہیں پاتا تو دوسرا شخص کیونکر جان سکتا ہے!البتہ باطنی تقوٰی کے بغیر ظاہری نیکی کی کوئی اہمیت نہیں۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ(۲۷) (پ۶،المائدۃ:۲۷) ترجمۂ کنزالایمان:**اللہ** اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔

لہٰذا نورِ بصیرت کے ذریعے زید وعَمرو کے بارے میں حکم جان لینا ناممکن ہے،البتہ ان پر طاری ہونے والے معاملات کا مشاہدہ کرکے ان کا حکم جانا جاسکتا ہے کیونکہ جب کوئی شخص مرتا ہے تو وہ عالَمِ ظاہر سے عالَمِ غیب کی جانب چلا جاتا ہے جسے ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھا جاسکتا بلکہ اس دوسری آنکھ سے دیکھا جاتا ہے جو کہ ہر انسان کے دل میں ہوتی ہے مگر انسان اس آنکھ پر خواہشاتِ نفسانی اور دنیاوی محبت کے بھاری بھرکم پردے ڈال دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس آنکھ سے دیکھ نہیں پاتا بلکہ اس وقت تک دیکھنے کا تصوُّر بھی نہیں کرسکتا جب تک ان پردوں کو اپنے دل کی آنکھ سے ہٹا نہ دے اور چونکہ انبیائے کرام کی آنکھوں پر یہ پردے نہیں ہوتے،لہٰذا وہ یقینی طور پر غیب کا مشاہدہ کرتے اوراس کے عجائبات کو دیکھتے ہیں اور مُردے بھی عالَمِ غیب میں ہوتے ہیں،لہٰذا انبیائے کرام انہیں بھی دیکھتے اوران کی خبریں ارشاد فرماتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ حضورصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا سعد بن معاذ اور حضرت سیِّدَتُنا زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی قبر کے دبانے کو

Go To Index

ملاحظہ فرمایا، اسی طرح جب حضرت سیِّدُنا ابو جابر عبد اللہ بن حرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے تو ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں اپنے سامنے یوں بٹھایا ہے کہ درمیان میں کوئی حجاب نہیں ہے۔[434]

اس قسم کے مشاہدے کی امید صرف انبیائے کرام اور بڑے بڑے اولیائے عظام سے ہی رکھی جاسکتی ہے البتہ ہم جیسے لوگ ایک کمزور طریقے سے "عالَمِ غَیْب و مَلَکُوت" کا مشاہدہ کرسکتے ہیں یعنی خواب کے ذریعے سے اور یہ بھی نورِ نبوت اور فَیْضِ نبوت سے ہی ملتا ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّۃٍ وَّ اَرْبَعِیْنَ جُزْأً مِنَ النُّبُوَّۃِ یعنی سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔"[435]

سچے خواب نظر آنے کی وجہ:

سچے خواب بھی اس وقت نظر آتے ہیں جب دل سے پردے اُٹھ جائیں اسی وجہ سے صرف نیک اور سچے آدمی کے خواب پر بھروسا کیا جاتا ہے اور جھوٹے آدمی کے خواب کو سچا نہیں مانا جاتا کیونکہ جس کا فسق اور گناہ بڑھ جاتے ہیں اس کا دل تاریک ہو جاتا ہے اور اسے جو خواب نظر آتے ہیں وہ فضول قسم کے ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سوتے وقت طہارت کا حکم فرمایا تاکہ بندہ پاکی کی حالت میں سوئے۔[436] اس فرمان سے مراد باطنی طہارت ہے کیونکہ اصلی طہارت یہی ہے جبکہ ظاہری طہارت اس کو کامل اور مکمل کرنے کا ذریعہ ہے، جب باطن کی صفائی ہوتی ہے تو مستقبل کی باتیں جان لینے والی دل کی آنکھ کھل جاتی ہے جیسا کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خواب میں ملاحظہ فرمایا کہ آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہو چکے ہیں جس کی تصدیق اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس آیتِ مبارکہ سے فرمائی:

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ ۚ (پ۲۶، الفتح:۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب۔[437]

434...سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ اٰل عمران، ۵ / ۱۲، حدیث: ۳۰۲۱

435...بخاری، کتاب التعبیر، باب الرؤیا الصالحۃ جزء...الخ، ۴ / ۴۰۴، حدیث: ۶۹۸۹

436...بخاری، کتاب الوضوء، باب فضل من بات علی الوضوء، ۱ / ۱۰۴، حدیث: ۲۴۷

437... تفسیر الطبری، سورۃ الفتح، تحت الآیۃ: ۲۷، ۱۱ / ۳۶۷، حدیث: ۳۱۶۰۴

Go To Index

ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ انسان سچی باتوں پر راہنمائی کرنے والے خواب دیکھے۔سچے خواب اور نیند کی حالت میں غیب کی باتیں جان لینا قدرتِ الٰہیہ کے عجائبات میں سے ہے جس کا ظہور انسانی فطرت پر کبھی کبھار ہی ہوتا ہے اور یہ عالَمِ مَلَکُوت کی واضح دلیل ہے۔اس سے مخلوق اس طرح غافل ہے جس طرح قَلْب عالَم کے دیگر عجائبات سے۔خواب کی حقیقت کا تعلق عِلْمِ مُکاشَفہ سے ہے جسے عِلْمِ مُعاملہ کے ساتھ ذکر کرنا آسان نہیں البتہ ایسی مثال بیان کرنا ضرور آسان ہے جس سے تم بات سمجھ جاؤ۔

خواب کب اور کس طرح آتے ہیں؟

تمہیں معلوم ہے کہ دل ایک شیشے کی مانند ہے جس میں صورتیں اور چیزوں کی حقیقتیں ظاہر ہوتی ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ عالَم کی ابتدا سے انتہا تک کی تمام باتیں جہاں لکھی ہوئی ہیں اسے کبھی لوحِ محفوظ، کبھی کتابِ مبین اور کبھی امامِ مبین کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ذکر ہے۔عالَم میں جو کچھ ہوا اور جو ہوگا وہ سب اس میں موجود ہے اور یوں لکھا ہے کہ ہماری یہ آنکھ اسے نہیں دیکھ سکتی، لوحِ محفوظ کے بارے میں یہ گمان نہ کر لینا کہ وہ لوح ہے، لکڑی یا ہڈی سے بنی ہے، اور نہ کتابِ مبین کے بارے میں یہ گمان کر لینا کہ وہ کاغذ پر مشتمل ہے بلکہ یقینی طور پر یہی گمان رکھو کہ جس طرح **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات وصفات مخلوق کی ذات وصفات کے مشابہ نہیں اسی طرح لوحِ محفوظ اور کتابِ مبین مخلوق کی لوح اور کتاب کے مشابہ نہیں بلکہ اگر تم چاہو تو اسے بآسانی یوں سمجھ سکتے ہو کہ لوحِ محفوظ پر تقدیر کے راز اس طرح نقش ہیں جس طرح قرآنِ پاک کے کلمات حافظ کے دل ودماغ پر نقش ہوتے ہیں کہ جب وہ پڑھتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے دیکھ کر پڑھ رہا ہے اگر تم اس کے دماغ کو کھنگالو گے تو اس تحریر کا ایک حرف بھی نہ پاؤ گے لہٰذا لوحِ محفوظ کو بھی اسی طریقے پر سمجھو کہ اس میں ہر وہ بات نقش ہے جو ربّ تعالیٰ نے مقدر فرمائی ہے۔لوحِ محفوظ کی مثال اس آئینے کی طرح ہے جس میں صورتیں نظر آتی ہیں اگر اس کے سامنے دوسرا آئینہ یوں رکھ دیا جائے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی پردہ نہ ہو تو اس میں پہلے آئینے کی صورتیں نظر آتی ہیں، دل وہ آئینہ ہے جو معلومات کو قبول کرتا ہے اور لوح محفوظ وہ آئینہ ہے جس میں تمام معلومات نقش ہوتی ہیں جبکہ دل کا خواہشات اور چاہت میں مشغول ہونا وہ پردہ ہے جو اس کے اور لوح محفوظ کے درمیان لٹکا ہوا ہے جب ہَوا چلتی ہے تو وہ اس

Go To Index

پردے کو حرکت دیتی ہے اوراسے اٹھادیتی ہے پھر عالَمِ مَلَکُوت سے آنکھوں کو خیرہ کرنے والی بجلی کی طرح کوئی چیز چمکتی ہے جو اکثر مرتبہ وقتی طور پر ہوتی ہے جبکہ کبھی کبھار مستقل اور دیرپا ہوتی ہے جب تک بندہ جاگتا رہتاہے تواس کے حواس ''عالَمِ مُلْك وشَهادة''یعنی ظاہری دنیا کی چیزوں میں مشغول رہتے ہیں اور یہی چیز عالَم مَلَکوت یعنی عالَم غیب کا نظارہ کرنے میں رکاوٹ بنتی ہے۔

نیند کیا ہے؟

نیند یہ ہے کہ بندے کے حواس اس طرح ساکن ہو جائیں کہ ان کے ذریعے دل تک کسی بات کا خیال نہ پہنچے لہٰذا جب حواس اور خیالات سے چھٹکارا پا کر دل صاف ہو جاتا ہے تواس کے اور لوحِ محفوظ کے درمیان موجود پردہ اٹھ جاتا ہے اور لوحِ محفوظ کے کچھ راز دل میں اتار دیئے جاتے ہیں جس طرح دو آئینوں کا درمیانی پردہ اٹھ جانے پر ایک کی صورتیں دوسرے میں نظر آتی ہیں اگرچہ نیند حواس کو کام کرنے سے روک دیتی ہے مگر خیالات کے سلسلے کو نہیں روک پاتی لہٰذا نیند کی حالت میں جو بات دل میں آتی ہے خیالات اس کی جانب بڑھتے ہیں اوراس سے ملتی جلتی کہانی بنا کر پیش کر دیتے ہیں چونکہ خیالی باتیں حافظہ میں ہی جمع ہوتی ہیں پس حافظہ میں خیالات رہ جاتے ہیں اور جاگنے پر خیالات کے علاوہ کچھ یاد نہیں رہتا۔

خواب کی تعبیر کیسے بیان کی جائے؟

تعبیر بتانے والے کے لئے ضروری ہے کہ ان خیالات کو کہانی کے روپ میں دیکھے اوران دونوں کے درمیان مناسبت رکھنے والی تعبیر بیان کرے، فنِ تعبیر میں ماہر حضرات کے نزدیک اس طرح کی مثالیں ظاہر ہوتی ہیں ایک مثال تمہارے سمجھنے کے لئے کافی ہے، چنانچہ ایک آدمی نے حضرت سیِّدُنا محمد بن سیرین عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْمُبِيْن سے عرض کی: میں نے خواب دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک مُہر ہے جس کے ذریعے میں مَردوں کے مونہوں پر اور عورتوں کی شرم گاہوں پر مُہر لگا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم مؤذِّن ہو اور رمضان میں فجر کے وقت سے پہلے اذان دیتے ہو (تاکہ لوگ کھانے پینے اور ہم بستری سے رک جائیں)۔ یہ سن کر اس آدمی نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ اب غور کرو کہ مُہر کی اصل ''کسی کام سے روکنا'' ہے جس کی وجہ سے اسے مُہر کہا جاتا ہے،لوحِ محفوظ سے اس شخص کی اصلی حالت یعنی لوگوں کو کھانے پینے اور ہم بستری سے روکنے والا

Go To Index

کام دل پر ظاہر ہوا مگر جب ان باتوں سے روکنے کا وقت آیا تو خیالات مُہر کے ذریعے روکنے پر مائل ہوئے اور انہوں نے اسے خیالی صورت بنا کر پیش کر دیا کہ جس میں اصل مفہوم موجود تھا لہٰذا جاگنے پر حافظہ میں صرف خیالی صورت ہی باقی رہ گئی۔

مذکورہ بحث عِلْمِ تعبیر کے دریا کا ایک چھوٹا سا کنارہ ہے ورنہ اس کے عجائبات تو بے شمار ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ نیند موت کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے جو کہ قدرت الٰہیہ کے عجائبات سے ہے۔

موت اور نیند میں مشابہت کی وجہ:

اس مشابہت کی ایک چھوٹی سی وجہ یہ ہے کہ نیند میں بھی غیب کے پردے اٹھ جاتے ہیں یہاں تک کہ سونے والا مستقبل کی باتوں کو جان لیتا ہے جبکہ تمہیں معلوم ہے کہ موت اس پردے کو پھاڑ دیتی ہے اور ہر چیز ظاہر کر دیتی ہے یہاں تک کہ انسان سانس ختم ہوتے ہی بغیر کسی تاخیر کے یہ جان لیتا ہے کہ وہ بیڑیوں اور ذلت ورسوائی کا شکار ہو چکا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہماری حفاظت فرمائے۔ یا یہ جان لیتا ہے کہ وہ دائمی نعمتوں اور بہت بڑی بادشاہت کے سائے میں ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب بدبخت کے سامنے سے پردے اٹھ جاتے ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے: (438)

لَقَدْ كُنْتَ فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ(۲۲) (پ۲۶،قٓ:۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تو اس سے غفلت میں تھا تو ہم نے تجھ پر سے پردہ اٹھایا تو آج تیری نگاہ تیز ہے۔

ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا: اَفَسِحْرٌ هٰذَاۤ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ(۱۵) اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْۤا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَیْكُمْ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ(۱۶) (پ۲۷،الطور:۱۵، ۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں اس میں جاؤ اب چاہے صبر کرو یا نہ کرو سب تم پر ایک سا ہے تمہیں اسی کا بدلہ جو تم کرتے تھے۔

یہ فرمانِ باری تعالیٰ بھی اسی جانب اشارہ کرتا ہے:

438... تفسیر الطبری، سورۃ الفتح، تحت الآیۃ:۲۷، ۱۱/ ۳۶۷، حدیث:۳۱۶۰۴

Go To Index

وَ بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ(۴۷) (پ۲۴،الزمر:۴۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں **اللہ** کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔

پس سب سے بڑے عالم اور عقل مند پر بھی موت کے بعد ایسے عجائبات اور نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں جن کا دل میں کبھی خیال آیا نہ ان کی طرف کبھی دھیان گیا، اگر عقل مند صرف اسی بات کا غم اور فکر کرتا رہے کہ پردہ کس طرح اٹھے گا اور جب اٹھے گا تو حقیقی بد بختی ملے گی یا دائمی خوش بختی نصیب ہو گی تو یہی بات عمر بھر کے لئے کافی ہے۔

تعجب ہے کہ بڑے بڑے واقعات ہمارے آنکھوں دیکھے ہیں مگر پھر بھی ہم غافل ہیں اور زیادہ تعجب تو اس پر ہے کہ ہم اپنے مال واسباب، اہل وعیال بلکہ جسمانی اعضاء اور دیکھنے سننے کی قوت پر خوش ہوتے ہیں حالانکہ ہم جانتے ہیں ایک دن ان سے ضرور جدا ہو جانا ہے، ایسا شخص کہاں ملے گا جس کے دل میں حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام وہ بات الہام فرمادیں جو بارگاہِ رسالت میں پیش کی تھی: ”جس سے چاہیں محبت کرلیں اس سے جدا ضرور ہونا ہے، جب تک چاہیں زندگی گزار لیں اس دنیا سے رخصت ضرور ہونا ہے، جو چاہیں عمل کرلیں بدلہ ضرور پانا ہے۔“[439]

بلاشبہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان تمام باتوں کا مشاہدہ یقین کی آنکھ سے کیا اسی وجہ سے آپ دنیا میں مسافر کی طرح رہے کہ نہ کبھی اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ بانس پر بانس۔[440] کوئی درہم چھوڑا نہ دینار، کسی کو حبیب بنایا نہ خلیل البتہ یہ ضرور فرمایا ہے: ”اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا مگر میں رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا خلیل ہوں۔“[441]

رب تعالٰی کی محبت حضور کی اتباع میں ہے:

ظاہر ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی دوستی اور محبت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قلبِ انور میں راسخ اور پختہ

439...المستدرک، کتاب الرقاق، باب شرف المؤمن قیام اللیل، ۵/ ۴۶۳، حدیث: ۷۹۹۱

440...شعب الایمان للبیہقی، باب فی الزھد وقصر الامل، ۷/ ۳۹۵، حدیث: ۱۰۷۲۶

441...مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل ابی بکر، ص۱۳۰۰، حدیث: ۲۳۸۳

Go To Index

ہوچکی تھی لہٰذا آپ نے اپنے قلبِ انور میں کسی قسم کی گنجائش نہ رکھی کہ کسی اور کو حبیب اور خلیل بنائیں نیز اُمتیوں کو ربّ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان سنایا: اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (پ۳، اٰل عمران:۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: لوگو اگر تم **اللہ** کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ **اللہ** تمہیں دوست رکھے گا۔

سرکار کا حقیقی اُمَّتی کون؟

حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اُمتی وہی ہے جو آپ کا فرمانبردار ہے اور فرمانبردار وہی ہے جو دنیا سے منہ موڑ کر آخرت کی جانب متوجہ ہو جائے کیونکہ آپ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور آخرت کی جانب بلایا ہے اور دنیا اور اس کی عارضی لذتوں سے روکا ہے لہٰذا تم دنیا سے جتنا منہ موڑ کر آخرت کی جانب توجہ کرو گے اتنا ہی سنّتوں پر تمہارا عمل ہو گا اور سنّتوں پر جتنا عمل ہو گا حضور کے اتنے ہی فرمانبردار ہو جاؤ گے اور جتنے زیادہ فرمانبردار ہو گے اتنے ہی بڑے حقیقی امتی بنو گے اور تم جتنا دنیا کی جانب توجہ کرو گے اتنا ہی سنتوں سے منہ موڑو گے اور اطاعت سے دور بھاگو گے اور ان لوگوں سے جاملو گے جن کے بارے میں یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: فَاَمَّا مَنْ طَغٰی (۳۷) وَ اٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا (۳۸) فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی (۳۹) (پ۳۰، النّٰزعٰت:۳۷ تا ۳۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تو وہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو بے شک جہنم ہی اس کا ٹھکانا ہے۔

اگر تم نے اپنے ساتھ انصاف کیا ہوتا اور دھوکے کے جال سے بچ نکلتے بلکہ ہم سب نے انصاف کیا ہوتا اور اس جال سے بچ نکلتے تو ضرور جان لیتے کہ صبح سے شام تک ہماری کوششیں ان عارضی لذتوں کی ہی جانب ہیں اور ساری دوڑ اسی ناپائیدار دنیا کی خاطر ہے اور پھر بھی اس بات کی امید لگا رکھی ہے کہ کل بروزِ قیامت پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے امتی اور فرمانبرداروں کی صفوں میں شامل ہو جائیں گے حالانکہ یہ بات ہماری سوچ سے کتنی دور اور امید کے برخلاف ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ كَالْمُجْرِمِیْنَ (۳۵) مَا لَكُمْ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ (۳۶) (پ۲۹، القلم:۳۵، ۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں سا کر دیں تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو۔

گفتگو کا رُخ کہیں اور ہو چکا ہے لہٰذا اب ہم اصل موضوع کی جانب لوٹتے ہیں اور اس دنیا سے رخصت

Go To Index

ہونے والوں کے متعلق خواب بیان کرتے ہیں جو کہ بڑے فائدہ مند ہیں کیونکہ اب نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اور بشارتیں باقی رہ گئی ہیں جو کہ صرف خواب کے ذریعے ہی ملتی ہیں۔

دوسری فصل: آخرت میں نفع دینے والے اعمال اور مُردوں کے احوال کے متعلق خواب

شیطان حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صورت اختیار نہیں کرسکتا:

آقائے بے مثال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ حَقًّا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَایَتَمَثَّلُ بِیْ یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔''(442)

روزے میں بیوی کا بوسہ:

حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں مدینے کے تاجدار، دو عالم کے مالک و مختار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میری جانب توجہ نہ فرمائی، میں نے عرض کی: ''یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا مجھ سے کوئی خطا ہو گئی ہے؟''

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میری جانب توجہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''کیا تم نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ نہیں لیا؟'' میں نے عرض کی: ''قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اب میں روزے کی حالت میں کبھی اپنی بیوی کا بوسہ نہیں لوں گا(443)۔''

خواب میں سیِّدُنا عُمَر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی زیارت:

حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: مجھے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ

442...مسلم، کتاب الرؤیا، باب قول النبی من رآنی فی المنام فقد رآنی، ص ۱۲۴۴، حدیث: ۲۲۶۶

443...دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب بہارِ شریعت، حصہ پنجم، جلد اول، صفحہ 997 پر صَدْرُ الشَّرِیْعَہ، بَدْرُ الطَّرِیْقَہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: (روزے کی حالت میں) عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے، جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہو گا اور ہونٹ اور زبان چوسنا روزہ میں مطلقاً (چاہے انزال و جماع کا ڈر ہو یا نہ ہو) مکروہ ہے۔

Go To Index

تَعَالٰی عَنْہ سے کافی محبت ودوستی تھی اور میری شدید خواہش تھی کہ میں ان کو خواب میں دیکھوں جو تقریباً سال گزرنے پر پوری ہوئی، دیکھا کہ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کرتے ہوئے فرمارہے ہیں: اب میں فارغ ہوا ہوں اگر مہربان اور رحمت والے ربّ عَزَّ وَجَلَّ سے ملاقات نہ ہوتی تو میری بنیادیں گر جاتیں۔

وصال سے پہلے سیِّدُنا علی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا خواب:

حضرت سیِّدُنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اپنی شہادت سے پہلے فرمایا: گزشتہ رات سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے خواب میں تشریف لائے تو میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے لوگوں سے کوئی بھلائی نہیں ملی۔ ارشاد فرمایا: ان کے لئے بددعا کردو۔ میں بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض گزار ہوا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ان کے بدلے مجھے اچھے لوگوں کا ساتھ عطا فرما اور میرے بدلے انہیں وہ حکمران دے جن کا زمانہ مجھ سے زیادہ فساد کا شکار ہو۔ اس کے بعد آپ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم باہر تشریف لائے تو ابنِ ملجم نے حملہ کرکے آپ کو شہید کردیا۔

خواب میں مغفرت کی دعا:

ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں خواب میں زیارتِ رسول سے مشرف ہوا تو میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے لئے دعائے مغفرت فرمادیجئے۔ مگر آپ نے میری جانب توجہ نہ فرمائی۔ میں نے عرض کی: ہمیں حضرت سیِّدُنا سُفیان بن عُیَیْنَہ نے حضرت سیِّدُنا محمد بن منکدر سے اور انہیں حضرت سیِّدُنا جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یہ بات پہنچی ہے کہ "کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے عطا نہ فرمائی ہو۔"[444] تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ پر نَظَرِ کرم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ تیری مغفرت فرمائے۔

میلادِ مصطفٰے کی خوشی کے سبب عذاب میں کمی:

حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنا زمانۂ جاہلیت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میرا ابولہب

444... بخاری، کتاب الادب، باب حسن الخلق والسخاء ومایکرہ من البخل، ۴/۱۰۹، حدیث: ۶۰۳۴

Go To Index

سے کافی دوستانہ اور بھائی چارہ تھا، جب وہ مر گیااور مجھے معلوم ہوا کہ قرآن نے گواہی دی ہے کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے تو مجھے اس سابقہ دوستی ورشتہ داری نے کچھ غمزدہ وبے چین ساکر دیا، میں ایک سال تک یہی دعا مانگتا رہا کہ ابولہب کو خواب میں دیکھوں، پھر اسے خواب میں دیکھا کہ جہنم کی آگ میں جل رہاہے، میں نے حالت پوچھی تو کہنے لگا: میں جہنم کے عذاب میں مبتلا ہوں جو کم نہیں ہوتا البتہ ہر پیر کی رات کچھ سکون مل جاتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا: اس رات محمد عربی (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی پیدائش ہوئی تو ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ آمنہ کے گھر بچے کی ولادت ہوئی ہے، میں بہت خوش ہوا اور اسی خوشی میں اسے آزاد کر دیا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے بدلے ہر پیر کی رات مجھ سے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے۔

سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا امتی کی مدد کو پہنچنا:

حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن زید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حج کے ارادے سے نکلا تو ایک شخص میرا ہم سفر بن گیا جو اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے بارگاہِ رسالت میں درودِ پاک کے تحفے پیش کرتا رہتا، میں نے کثرت سے درودِ پاک پڑھنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا: اس کی وجہ ضرور بتاؤں گا، واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب میں پہلی مرتبہ سَفَرِ حج کے لئے نکلا تو اپنے والد صاحب کے ساتھ تھا، ہم نے ایک جگہ قیام کیا تو میں سو گیا، کسی نے آکر مجھے کہا: اٹھ! تیرے والد کا انتقال ہو گیاہے اور اس کا چہرہ سیاہ پڑ چکاہے۔ میں گھبرا کر اٹھا اور والد صاحب کے چہرے سے چادر ہٹائی تو کیا دیکھتاہوں کہ والد صاحب کا انتقال ہو گیاہے اور چہرہ سیاہ پڑ چکاہے، میں ڈر گیا اور اسی غم میں ڈوبا ہوا تھا کہ نیند کا غلبہ ہوا اور آنکھ لگ گئی، خواب میں دیکھا کہ والد صاحب کے سرہانے چار حبشی اپنے ہاتھوں میں لوہے کے گُرز اٹھائے کھڑے ہیں، یکایک ایک نہایت حسین و جمیل صورت والے بزرگ دو سبز چادریں زیب تن کئے ہوئے تشریف لائے اور ان چاروں سے فرمایا: دور ہَٹ جاؤ! پھر والد صاحب کے چہرے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور میرے قریب آکر فرمایا: اٹھ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیرے والد کے چہرے کو روشن فرمادیاہے۔ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں محمد ہوں، پھر میری آنکھ کھل گئی، میں نے اٹھ کر والد صاحب کے چہرے سے چادر ہٹائی تو ان کا چہرہ روشن ہو چکا تھا، اس کے بعد سے میں نے کبھی پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درود پاک پڑھنا نہ چھوڑا۔

Go To Index

فیصلہ ہوچکا اور معاف کردیا گیا:

حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا: بارگاہِ رسالت میں حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق اور حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا حاضر ہیں، میں نے آگے بڑھ کر بارگاہِ رسالت میں سلام پیش کیا اور وہیں بیٹھ گیا، اسی دوران حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی اور حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا تشریف لائے اور ایک کمرے میں داخل ہوگئے پھر اس کمرے کا دروازہ بند کر دیا گیا، تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! فیصلہ میرے حق میں ہوچکا ہے۔ پھر کچھ دیر بعد حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میری خطاؤں کو معاف کر دیا گیا ہے۔

خواب میں شہادتِ حسین کی خبر:

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نیند سے بیدار ہوئے اور ”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ“ پڑھا اور فرمایا: بخدا! حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شہید ہوچکے ہیں۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب مدینہ منورہ میں حضرت سیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کی خبر نہ پہنچی تھی۔ آپ کے ساتھیوں کو اس بات کا یقین نہ آیا تو آپ نے فرمایا: مجھے خواب میں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت ہوئی ہے، آپ کے پاس خون سے بھری ہوئی بوتل تھی اور فرمارہے تھے: ”تم جانتے ہو کہ میرے بعد میری امت نے کیا کام کیا ہے؟ انہوں نے میرے بیٹے **حسین** کو شہید کر دیا ہے، اس بوتل میں ان کا اور ان کے رُفقا کا خون ہے، میں اسے بارگاہِ الٰہی میں پیش کروں گا۔“ پھر 24 دن بعد خبر آئی کہ حضرت سیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسی دن شہید ہوچکے تھے جس دن حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے خواب دیکھا تھا۔

مجھے جنت میں داخل کردیا:

کسی نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خواب میں زیارت کی تو پوچھا: آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی زبان کے بارے میں اکثر فرمایا کرتے تھے: ”اس نے مجھے مشکلات میں ڈال دیا ہے“ یہ

Go To Index

بتائیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ارشاد فرمایا: میں نے اسی زبان سے کلمہ پڑھا تھا لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے جنت میں داخل فرمادیا۔

تیسری فصل: بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِيْن کے خواب

رب تعالٰی کے قربِ خاص میں:

ایک بزرگ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں: میں نے خواب میں حضرت سیِّدنا مُتَمِّم دَوْرَقی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِی کی زیارت کی تو عرض کی: "اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟" انہوں نے فرمایا: پہلے مجھے جنت کی سیر کروائی گئی پھر پوچھا گیا: "اے متمم! تمہیں اس کی کوئی چیز پسند آئی؟" میں نے عرض کی: اے میرے مالک! کوئی چیز پسند نہیں آئی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: "اگر کوئی چیز پسند آجاتی تو تمہیں اسی کے سپرد کر دیتا اور اپنا قربِ خاص عطا نہ کرتا۔"

سنجیدگی کے سبب مغفرت:

حضرت سیِّدُنا ابو یعقوب یوسف بن حسین رازی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِی کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہنے لگے: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری مغفرت فرمادی۔ پوچھا گیا: کس وجہ سے؟ فرمایا: میں سنجیدہ بات میں مذاق شامل نہ کرتا تھا۔

چہرے کا گوشت جھڑ گیا:

حضرت سیِّدُنا منصور بن اسماعیل مغربی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بزار عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَفَّار کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟" فرمایا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنی بارگاہ میں کھڑا کیا، میں جس گناہ کا اقرار کرتا گیا وہ معاف ہوتا رہا مگر شرم کے باعث ایک گناہ کا اقرار نہ کر سکا جس کی وجہ سے میں پسینے میں نہا گیا یہاں تک کہ میرے چہرے کا گوشت جھڑ گیا۔" میں نے اس گناہ کے بارے میں پوچھا تو فرمانے لگے: "میری نظر ایک خوبصورت لڑکے پر پڑی تو وہ مجھے اچھا لگا، مجھے شرم آئی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سامنے اس گناہ کا اقرار کروں۔"

Go To Index

فقرا سے محبت کرنے والے پر انعام:

حضرت سیّدُنا ابو جعفر صَیدَلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: میں خواب میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے فیض یاب ہوا تو دیکھا کہ آپ کے آس پاس فقرا کی جماعت ہے، اسی دوران آسمان پھٹا جس سے دو فرشتے اترے ایک کے ہاتھ میں تھال تھا جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں لوٹا، آپ کے سامنے تھال رکھ کر لوٹے سے آپ کے ہاتھ مبارک دھلوائے گئے پھر سب کو ہاتھ دھونے کا حکم ارشاد فرمایا گیا یہاں تک کہ سب کے ہاتھ دھل گئے مگر جب تھال میرے سامنے آیا تو ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا: اس کے ہاتھوں پر پانی مت ڈالنا کیونکہ یہ ان میں شامل نہیں ہے۔ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا یہ آپ کا فرمان نہیں ہے کہ ”آدمی جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوتا ہے۔“

ارشاد فرمایا: کیوں نہیں، یہ میرا ہی فرمان ہے۔ میں نے عرض کی: مجھے آپ سے اور ان فقرا سے محبت ہے۔ ارشاد فرمایا: اس کے بھی ہاتھ دھلواؤ، یہ ان فقرا کی جماعت میں شامل ہے۔

توفیقِ الٰہی:

حضرت سیّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: میں نے خواب دیکھا کہ میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کر رہا ہوں پھر ایک فرشتہ نے آدمی کی صورت میں مجھ سے پوچھا: ”سب سے افضل عمل کون سا ہے جس کی وجہ سے لوگ بارگاہِ الٰہی میں سرخروئی پاتے ہیں؟“ میں نے کہا: ”وہ پوشیدہ عمل جو میزان پر بھاری ہو۔“ پھر فرشتہ یہ کہتا ہوا چلا گیا: ”**اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! یہ جواب اسی کا ہوتا ہے جسے توفیق ملی ہو۔“

دنیا و آخرت کی بھلائیاں:

حضرت سیّدُنا مجمع رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: ”آپ نے اُخروی معاملات کیسے پائے؟“ فرمایا: ”میں نے دنیا سے کنارہ کرنے والوں کو دیکھا کہ وہ دنیا و آخرت کی بھلائیاں پا گئے۔“

شیطان کا وار:

ملک شام کے ایک شخص نے حضرت سیّدُنا علاء بن زیاد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَھَّاب سے عرض کی: میں نے آپ

Go To Index

کو خواب میں دیکھا کہ آپ جنت میں ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی جگہ سے اٹھے اور اس کے پاس آکر کہا: شاید شیطان نے مجھے پھانسنا چاہا مگر میں بچ گیا اب اس نے تجھے بھیجا ہے کہ تا کہ تو مجھے برباد کر دے۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن واسع رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اچھے خواب مومن کو دھوکا نہیں دیتے بلکہ خوش کرتے ہیں۔

غمگین رہنے والوں پر انعام:

حضرت سیِّدُنا صالح بن بشیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَدِیْر فرماتے ہیں: میں نے خواب میں حضرت عطاء سلمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی کی زیارت کی تو عرض کی: **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ آپ پر رحم کرے! دنیا میں آپ بہت زیادہ غمگین رہا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: ہاں **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! اسی وجہ سے مجھے بہت زیادہ آرام اور دائمی خوشی ملی ہے۔ میں نے پھر عرض کی: آپ کا درجہ کون سا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: انبیا، صدیق، شہید اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوں اور یہ کتنے ہی اچھے ساتھی ہیں۔

سب سے بہترین عمل:

کسی نے حضرت سیِّدُنا زرارہ بن ابی اوفی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: آپ کے نزدیک کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ فرمایا: تقدیر پر راضی رہنا اور چھوٹی امیدیں رکھنا۔

علما کا مقام و مرتبہ:

حضرت سیِّدُنا یزید بن مذعور عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفُوْر فرماتے ہیں میں نے سیِّدُنا امام اوزاعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو خواب میں دیکھا تو کہا: "اے ابو عَمرو! وہ عمل بتائیے جس کی وجہ سے مجھے بارگاہِ الٰہی میں کوئی مقام مل جائے۔" فرمایا: "میں نے یہاں علما سے بڑھ کر کسی کا مقام و مرتبہ نہیں دیکھا، ان کے بعد غمگین رہنے والوں کا مقام و مرتبہ ہے۔" راوی کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا یزید بن مذعور عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفُوْر بہت بڑے بزرگ تھے، آپ مسلسل روتے رہتے یہاں تک کہ رونے کی وجہ سے آپ کی بینائی چلی گئی تھی۔

گناہ پر استغفار کرنے کا فائدہ:

حضرت سیِّدُنا سُفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں میں نے اپنے بھائی کو انتقال کے بعد خواب

Go To Index

میں دیکھا تو پوچھا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟" اس نے کہا: "دنیا میں جس گناہ پر استغفار کیا تھا وہ معاف ہو گیا اور جس پر استغفار نہ کیا تھا وہ معاف نہ ہوا۔"

حور کا حق مہر:

حضرت سیِّدُنا علی طَلْحی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: مجھے خواب میں ایک عورت نظر آئی جو دنیاوی عورتوں جیسی نہ تھی، میں نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں "حور" ہوں۔ میں نے کہا: مجھ سے نکاح کر لو۔ اس نے کہا: پہلے میرے مالک کے پاس نکاح کا پیغام بھیجو اور میرا حق مہر ادا کرو۔ میں نے پوچھا: تمہارا حق مہر کیا ہے؟ اس نے کہا: اپنے آپ کو نفسانی خواہشات سے روکے رکھنا۔

اچھی نیت پر بخشش:

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اسحاق حربی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں نے خلیفہ ہارون الرشید عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الرَّشِیْد کی بیوی ملکہ زبیدہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟" اس نے کہا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بخش دیا۔" میں نے پھر پوچھا: "کیا اسی مال کے سبب جو تم نے حاجیوں کی سہولیات کے لئے خرچ کیا تھا؟" ملکہ نے کہا: "جو مال خرچ کیا تھا اس کا ثواب تو ان کے اصل مالکوں کی طرف چلا گیا مجھے تو مال خرچ کرنے کی اچھی نیت کی وجہ سے بخشا گیا ہے۔"

پہلا قدم پُل صراط پر دوسرا جنت میں:

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے انتقال کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: میں نے پہلا قدم پل صراط پر رکھا تو دوسرا قدم جنت میں تھا۔

نورانی چہرے والی عورت:

حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حَواری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: میں نے خواب میں ایک جنتی عورت دیکھی جس کا چہرہ نور سے جگمگا رہا تھا، میں نے اس سے زیادہ حسین کسی کو نہ دیکھا، میں نے کہا: "تمہارے چہرے کی روشنی کا سبب کیا ہے؟" اس نے کہا: "آپ کو وہ رات یاد ہے جس میں آپ خوفِ خدا سے روئے

Go To Index

تھے؟" میں نے کہا: "مجھے یاد ہے۔" اس نے کہا: "اس وقت آپ کے چند آنسو میں نے اپنے چہرے پر مل لئے تھے، یہ جو نور آپ کو نظر آرہا ہے اسی وجہ سے ہے۔"

رات کی دو رکعتیں:

حضرت سیِّدُنا ابو بکر کتّانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: "**اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟" فرمایا: "تحریرات اور حوالہ جات کسی کام نہ آئے، کامیابی ان دو رکعتوں کی بدولت ملی جو رات کی تاریکی میں اٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔"

چار کلمات کے سبب مغفرت:

کسی نے خلیفہ ہارون الرشید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بیوی ملکہ زبیدہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ ان چار کلمات کے سبب میری مغفرت ہو گئی: "لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر ہی زندگی کا خاتمہ ہو، لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ ہی قبر میں جاؤں، اسی کلمہ کے ساتھ تنہا رہوں اور اسی کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں حاضری ہو۔"

سیِّدُنا بِشْر عَلَیْہِ الرَّحْمَہ پر رب تعالٰی کا رحم:

حضرت سیِّدُنا بشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کو انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ آپ نے فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر رحم کیا اور فرمایا: "اے بشر! کیا تمہیں اس پر شرمندگی نہیں ہو رہی کہ دنیا میں ہم سے اس قدر خوف زدہ رہا کرتے تھے؟"

نقصان دِہ بات:

کسی نے حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟" آپ نے فرمایا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر رحم کیا، بس میرے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ بات یہی رہی کہ لوگ میری جانب اشارہ کر کے میرے عمل کو اچھا کہتے تھے۔"

Go To Index

میں بغیر مجبوری کے نہ ہنسوں گا:

حضرت سیِّدُنا ابو بکر کتّانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: میں نے خواب میں ایک ایسے نوجوان کو دیکھا کہ اتنا حسین میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا، میں نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں "تقویٰ" ہوں۔ دوبارہ پوچھا: رہتے کہاں ہو؟ اس نے کہا: ہر غمگین دل میں۔ پھر ایک کالی کلوٹی عورت نظر آئی، اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں بیماری ہوں۔ دوبارہ پوچھا: رہتی کہاں ہو؟ اس نے کہا: ہر ہنس مکھ اور متکبر دل میں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میں نے پکا ارادہ کرلیا کہ اب بغیر مجبوری کے نہ ہنسوں گا۔

شیطان کس چیز سے ڈرتا ہے؟

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خراز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب فرماتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا شیطان مجھ پر حملہ کر رہا ہے، میں نے اسے مارنے کے لئے ایک لاٹھی اٹھائی مگر وہ بالکل نہ گھبرایا۔ کہیں سے آواز آئی: یہ ان چیزوں سے نہیں ڈرتا، یہ دل میں موجود مَعْرِفَتِ الٰہی کے نور سے ڈرتا ہے۔

انسان کون ہے؟

حضرت سیِّدُنا احمد بن ایوب مُسُوْحِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں نے خواب میں شیطان کو دیکھا کہ وہ برہنہ چل رہا ہے، میں نے پوچھا: "تمہیں انسانوں سے شرم نہیں آرہی؟" اس نے کہا: "یہ انسان ہیں؟" **اللہ** کی قسم! اگر یہ انسان ہوتے تو میں ان سے صبح و شام اس طرح نہ کھیلتا جس طرح بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔" پھر صوفیائے کرام کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا: "میرے نزدیک تو انسان یہ لوگ ہیں جنہوں نے میرے جسم کو بیمار کر دیا ہے۔"

برائیاں نیکیوں سے زیادہ:

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خراز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب فرماتے ہیں: جب میں دمشق میں تھا تو وہاں میں نے ایک خواب دیکھا کہ بے خُودی میں اپنا سینہ پِیٹ رہا ہوں اور منہ سے آوازیں نکال رہا ہوں، اتنے میں پیارے آقا

Go To Index

محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے دونوں ہاتھ مبارک سیِّدُنا ابو بکر صدیق اور سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے کاندھوں پر رکھے ہوئے تشریف لائے اور میرے قریب ٹھہر کر فرمایا: اس شخص کی برائیاں اس کی نیکیوں سے زیادہ ہے۔

لوگوں سے میل جول کم رکھو:

حضرت سیِّدُنا سُفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا سفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک سے دوسرے درخت کی جانب اُڑتے پھر رہے ہیں اور کہتے جا رہے ہیں: "اعمال کرنے والوں کو ایسا ہی مقام پانے کے لئے اعمال کرنے چاہییں۔" میں نے عرض کی: "کچھ نصیحت کیجئے۔" فرمایا: "لوگوں سے میل جول کم رکھو۔"

تنہائی میں عبادت کرنے پر جنتی محل:

حضرت سیِّدُنا قَبِیْصَہ بن عُقْبَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا سفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ آپ نے یہ اشعار پڑھے:

نَظَرْتُ اِلٰی رَبِّیْ كِفَاحًا فَقَالَ لِیْ   هَنِيْئًا رِضَائِیْ عَنْكَ يَا ابْنَ سَعِيْدٍ

فَقَدْ كُنْتَ قَوَّامًا اِذَا اَظْلَمَ الدُّجٰی   بِعَبْرَةٍ مُشْتَاقٍ وَقَلْبٍ عَمِيْدٍ

فَدُوْنَكَ فَاخْتَرْ اَیَّ قَصْرٍ اَرَدْتَّهٗ   وَزُرْنِیْ فَاِنِّیْ مِنْكَ غَيْرُ بَعِيْدٍ

ترجمہ: (۱)...میں بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوا تو اس نے مجھ سے فرمایا: اے ابن سعید! تمہیں میری خوشنودی مبارک ہو۔

(۲)...جب رات کا سنّاٹا چھا جاتا تھا تو تم دیدار کے واسطے پُرنم آنکھوں اور عشق کے بیمار دل کے ساتھ کھڑے ہو جاتے تھے۔

(۳)...اب جو جنّتی محل تمہیں پسند آئے وہ لے لو اور میرا دیدار کرو کہ میں تم سے دور نہیں ہوں۔

سیِّدُنا ابوبکر شبلی عَلَیْہِ الرَّحْمَہ پر فضل وکرم:

کسی نے حضرت سیِّدُنا ابو بکر شبلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی کو ان کے انتقال کے تین دن بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟" فرمایا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میرا تفصیلی حساب لینا شروع کیا

Go To Index

یہاں تک کہ میں مایوس ہوگیا، جب اس نے میری مایوسی دیکھی تو مجھے اپنے فضل وکرم کی چادر میں چھپالیا۔''

قبیلہ بنو عامر کے ایک مجذوب بزرگ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: ''اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' انہوں نے جواب دیا: ''اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مجھے بخش دیا اور مجھے محبت کرنے والوں کے سامنے بطورِ دلیل پیش کیا۔''

دن میں دو مرتبہ دیدارِ الٰہی:

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی کو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' جواب دیا: ''اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مجھ پر رحم کیا ہے۔'' دوبارہ پوچھا: ''حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا کیا حال ہے؟'' فرمایا: ''ان کا شمار ان لوگوں میں ہے جو دن میں دو مرتبہ دیدارِ الٰہی سے فیض یاب ہوتے ہیں۔''

حساب میں سختی:

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: ''اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟'' فرمایا: ''فرشتوں نے میرا حساب سخت چھان بین کر کے لیا پھر مجھ پر احسان کیا اور چھوڑ دیا۔''

سیِّدُنا امام مالک عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی بخشش:

حضرت سیِّدُنا امام مالک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْخَالِق کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: میری بخشش اسی کلمہ کے سبب ہوئی ہے جو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان بن عفّان رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ جنازے کو دیکھ کر پڑھا کرتے تھے اور وہ کلمہ یہ ہے ''سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ یعنی پاک ہے وہ ذات جو زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔''

سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی بارگاہِ الٰہی میں حاضری:

منقول ہے کہ جس رات حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی کا انتقال ہوا کسی نے خواب دیکھا کہ آسمان کے دروازے کُھل چکے ہیں اور کوئی کہہ رہا ہے: سن لو! حضرت حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْقَوِی کی بارگاہِ

Go To Index

الٰہی میں حاضری اس شان سے ہوئی ہے کہ ان کا ربّ عَزَّوَجَلَّ ان سے راضی ہے۔

غیر ضروری بات کبھی نہ لکھنا:

جاحِظ معتزلی کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے جواب میں یہ شعر پڑھا:

وَلَا تَكْتُبْ بِخَطِّكَ غَيْرَ شَيْءٍ　　　يَسُرُّكَ فِي الْقِيَامَةِ اَنْ تَرَاهُ

ترجمہ: اپنے قلم سے وہی بات لکھنا جسے دیکھ کر تم قیامت کے دن خوش ہو جاؤ۔

شیطان کی باتیں تمہیں دھوکے میں نہ ڈالیں:

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی نے خواب میں شیطان کو برہنہ دیکھا تو پوچھا: تجھے انسانوں سے شرم نہیں آتی؟ اس نے کہا: یہ بھی کوئی انسان ہیں! انسان تو "مسجدِ شونیزیہ" میں ہیں جنہوں نے مجھے بیمار کر کے کمزور کر دیا ہے اور میرا کلیجا جلا کر رکھ دیا ہے۔ سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں کہ میں نیند سے جاگا اور صبح سویرے ہی "مسجدِ شونیزیہ" پہنچ گیا، وہاں کچھ لوگوں کو دیکھا جو اپنے سر اپنے گھٹنوں پر رکھے یادِ الٰہی میں مصروف تھے، مجھے دیکھا تو کہنے لگے: اے جنید! شیطان خبیث کی باتیں تمہیں دھوکے میں نہ ڈالیں۔

قُربَت کے بعد دوری مناسب نہیں:

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو قاسم نصر آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی کا انتقال مکہ مکرمہ میں ہوا تھا، کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: میرا مُعامَلہ نہایت ہلکا پھلکا رہا، مجھ سے پوچھا گیا: اے ابو قاسم! کیا قریب کرنے کے بعد دور کرنا مناسب ہے؟ میں نے عرض کی: اے عظمت والی ذات! یہ تیری شان کے لائق نہیں۔ چنانچہ جونہی مجھے قب　　ر میں رکھا گیا میں بارگاہِ الٰہی میں پہنچ گیا۔

دنیا کو تین طلاق:

حضرت سیِّدُنا عتبۃُ الغلام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے خواب میں ایک خوب صورت حور دیکھی جو کہہ رہی تھی: اے عتبہ! میں تمہارے عشق میں مبتلا ہوں، کوئی ایسا کام نہ کرنا جو میرے اور تمہارے درمیان رُکاوٹ بنے۔ آپ

Go To Index

نے فرمایا: ''میں دنیا کو تین طلاقیں دے چکا ہوں اب رجوع کی کوئی صورت نہیں حتّٰی کہ تم سے ملاقات کرلوں۔''

گناہ گار کا جنازہ:

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ایوب سختیانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی نے ایک گناہ گار کا جنازہ دیکھا تو اپنے گھر میں آ گئے تاکہ اس کی نماز نہ پڑھنی پڑے، بعد میں کسی نے اسی گناہ گار کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بخش دیا ہے اور حضرت ایوب سختیانی کو جا کر رب تعالیٰ کا یہ فرمان سنانا:

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ (پ۱۵، بنی اسرآئیل: ۱۰۰)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو انہیں بھی روک رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں۔

سیِّدُنا داؤد طائی عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کے لئے جنت آراستہ کی گئی:

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس رات حضرت سیِّدُنا داؤد طائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا انتقال ہوا میں نے خواب میں دیکھا کہ نور چھایا ہوا ہے اور فرشتوں کی آمد و رفت جاری ہے، میں نے پوچھا: آج کون سی رات ہے؟ تو فرشتوں نے کہا: آج رات داؤد طائی کا انتقال ہوا ہے اور ان کی روح کے استقبال کے لئے جنت کو آراستہ کیا جا رہا ہے۔

شرعی مسائل بتانے پر بخشش:

حضرت سیِّدُنا ابو سعید شحّام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے سیِّدُنا سہل صَعلو کی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کو خواب میں دیکھا تو پکارا: ''اے شیخ۔'' انہوں نے فرمایا: ''مجھے شیخ مت کہو۔'' میں نے عرض کی: ''میں نے آپ کی شان و شوکت دیکھ رکھی ہے اسی وجہ سے شیخ کہا ہے۔'' فرمایا: ''مجھے اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔'' میں نے پھر عرض کی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟'' فرمایا: ''میں لوگوں کے مسائل حل کیا کرتا تھا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسی سبب سے میری بخشش فرما دی۔''

Go To Index

مزار پر حاضری دینا:

حضرت سیّدُنا ابو بکر رشیدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدُنا محمد طوسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے میرے ذریعے حضرت سیّدُنا ابو سعید صفار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار کے نام ایک شعر بھجوایا:

وَكُنَّا عَلٰى اَنْ لَا نَحُوْلَ عَنِ الْهَوٰى　　فَقَدْ وَحَيَاةِ الْحُبِّ حُلْتُمْ وَمَا حُلْنَا

ترجمہ: ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ محبت کا دَم بھریں اور محبوب کی زندگی سے نہ نکلیں، حیلے بہانے تم کر رہے ہو نہ کہ ہم۔

حضرت سیّدُنا ابو بکر رشیدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں کہ میں نیند سے بیدار ہوا اور حضرت سیّدُنا ابو سعید صفّار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار تک پیغام پہنچایا جسے سن کر آپ نے فرمایا: میں ہر جمعہ حضرت سیّدُنا محمد طوسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی کے مزار پر حاضری دیتا ہوں مگر اس جمعہ حاضر نہ ہو سکا تھا۔

سیّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی فضیلت:

حضرت سیّدُنا محمد بن راشد دمشقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا: کیا آپ کا انتقال نہیں ہوا؟ فرمایا: کیوں نہیں بالکل ہوا ہے۔ میں نے پوچھا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: میری اس طرح مغفرت ہوئی کہ ہر گناہ اس میں چھپ گیا۔ میں نے پھر پوچھا: حضرت سیّدُنا سفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا معاملہ کیسا رہا؟ فرمایا: ان کی کیا بات ہے، ان کا شمار ان لوگوں میں ہے جن کے متعلق فرمانِ الٰہی ہے: **اَلَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا**﴿۶۹﴾ (پ۵، النسآء: ۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: جن پر **اللہ** نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

سیّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ الرَّحْمَہ پر انعام واِکرام:

حضرت سیّدُنا ربیع بن سلیمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی کے انتقال کے بعد ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: اے ابو عبد اللہ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا

Go To Index

معاملہ کیا؟ فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے سونے کی کرسی پر بٹھایا اور پھر مجھ پر قیمتی موتی نچھاور فرمائے۔

سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی فضیلت:

جس رات حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا انتقال ہوا تو آپ کے ایک ہم نشین نے خواب میں دیکھا کہ کوئی یہ آیتِ مُبارَکہ تلاوت کر رہا ہے: اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ(۳۳) (پ۳، اٰل عمران:۳۳)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک **اللہ** نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو سارے جہان سے۔

اور کہہ رہا ہے: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو ان کے زمانے کے لوگوں پر ممتاز کر دیا ہے۔

امید کا دامن نہ چھوڑو:

حضرت سیِّدُنا ابو یعقوب دقیقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میں نے خواب میں ایک لمبے قد اور گندمی رنگت والی شخصیت دیکھی کہ لوگ ان کے پیچھے چل رہے ہیں، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ حضرت سیِّدُنا اویس قرنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی ہیں، میں ان کے قریب آیا اور عرض کی: مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے ناپسند کیا۔ میں نے پھر عرض کی: میں ہدایت کا طلب گار ہوں، آپ میری راہنمائی فرمایئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کی راہ نمائی فرمائے گا۔ یہ سن کر انہوں نے میری جانب توجہ کی اور فرمایا: محبت الٰہی کے وقت اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کو تلاش کرو اور اس کی نافرمانی کے وقت اس کی ناراضی سے ڈرو اور دونوں حالتوں میں امید کا دامن نہ چھوڑو۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مجھے چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔

خوفِ خدا کے سبب نکلنے والے آنسو:

حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن ابو مریم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں حضرت سیِّدُنا ورقاء بن بشر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو دیکھا تو پوچھا: ”آپ کے ساتھ کیسا معاملہ کیا گیا؟“ فرمایا: ”بڑی کوشش کے بعد کامیابی ملی ہے۔“ میں نے پوچھا: ”کس عمل کو آپ نے افضل پایا؟“ فرمایا: ”خوفِ خدا کے سبب رونا۔“

ثواب کی اہمیت:

حضرت سیِّدُنا یزید بن نعامہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: طاعون کی وَبا پھوٹنے کی وجہ سے ایک لڑکی کا

Go To Index

انتقال ہو گیا، اس کے والد نے اسے خواب میں دیکھا تو کہا: ''بیٹی! مجھے آخرت کے بارے میں کچھ بتاؤ۔'' اس نے کہا: ''ابَّا جان! ہم بہت بڑی مشکل میں پھنس چکے ہیں ہم اسے جانتے ہیں لیکن عمل نہیں کر سکتے جبکہ آپ عمل کر سکتے ہیں مگر اس مشکل کو پہچانتے نہیں ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! دو رکعتوں یا ایک دو مرتبہ تسبیح پڑھنے کا ثواب میرے نامۂ اعمال میں ہو یہ بات مجھے دنیا اور اس کے تمام سازوسامان سے زیادہ محبوب ہے۔''

سیِّدُنا عُتْبَۃُ الْغُلَام عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی مغفرت کا سبب:

حضرت سیِّدُنا عُتْبَۃُ الْغُلَام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ایک دوست کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ حضرت نے فرمایا: مجھے اس دعا کی برکت سے جنت میں داخل کر دیا گیا جو تمہارے گھر میں لکھی ہوئی ہے۔ جب صبح ہوئی تو دوست فوراً اپنے گھر پہنچا اور دیکھا کہ دیوار پر حضرت سیِّدُنا عتبۃ الغلام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مکتوب چسپاں ہے جس میں یہ دعا ہے: ''یَاهَادِیَ الْمُضِلِّیْنَ وَیَارَاحِمَ الْمُذْنِبِیْنَ وَیَامُقِیْلَ عَثَرَاتِ الْعَاثِرِیْنَ اِرْحَمْ عَبْدَكَ ذَاالْخَطَرِ الْعَظِیْمِ وَالْمُسْلِمِیْنَ كُلَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ وَاجْعَلْنَا مَعَ الْاَحْیَاءِ الْمَرْزُوْقِیْنَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ والصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ آمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ یعنی اے بھٹکے ہوؤں کو ہدایت دینے والے! اے گناہ گاروں پر رحم کرنے والے! اے لغزش کرنے والوں کی لغزشوں کو معاف کرنے والے! اپنے اس بندے پر بھی رحم فرما جو بہت بڑی آزمائش میں پھنس چکا ہے تمام مسلمانوں پر رحم فرما اور ہمیں ان لوگوں یعنی انبیائے کرام، صدیقین، شہدا اور صالحین کا ساتھ نصیب کر جو زندہ ہیں، رزق دیے جاتے ہیں اور ان پر تو نے انعام فرمایا ہے اے تمام جہانوں کے پالنے والے اس دعا کو قبول فرما۔''

سیِّدُنا علی بن عاصم عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کا مقام و مرتبہ:

حضرت سیِّدُنا موسٰی بن حماد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْجَوَاد فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو جنت میں دیکھا کہ ایک باغ سے دوسرے باغ اور ایک درخت سے دوسرے درخت کی جانب اڑتے پھر رہے ہیں، میں نے پوچھا: ''اے ابو عبداللہ! اس مرتبہ تک کیسے پہنچے؟'' فرمایا: ''انتہائی تقوٰی کی وجہ سے۔'' میں نے پھر پوچھا: ''حضرت سیِّدُنا علی بن عاصم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا کیا مقام ہے؟'' فرمایا: ''وہ تو ستاروں کی طرح انتہائی بلندی پر ہی دیکھے جا سکتے ہیں۔''

Go To Index

نقصان کا جائزہ نہ لینے کا نقصان:

ایک تابعی بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خواب میں سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دیدار سے مشرف ہوئے تو عرض گزار ہوئے: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ ارشاد فرمایا: جو نقصان کا جائزہ نہیں لیتا وہ نقصان میں رہتا ہے اور جو نقصان میں ہو اس کے لئے مر جانا ہی بہتر ہے۔

مشکل میں آسانی کی دعا:

حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: کچھ دنوں سے مجھ پر ایسی مشکل آپڑی تھی جس کی وجہ سے میں کافی تکلیف اور رنج و غم میں مبتلا تھا، میری اس حالت کو **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ ہی جانتا تھا، گزشتہ رات کوئی میرے خواب میں آیا اور کہا: اے محمد بن ادریس! یہ پڑھو: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا حَیَاۃً وَّلَا نُشُوْرًا وَّلَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اٰخُذَ اِلَّا مَا اَعْطَیْتَنِیْ وَلَا اَتَّقِیْ اِلَّا مَا وَقَیْتَنِیْ اَللّٰھُمَّ فَوَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فِیْ عَافِیَۃٍ یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں کسی نفع کا مالک ہوں نہ نقصان کا، زندگی کا مالک ہوں نہ موت کا اور نہ ہی قیامت کے دن خود اٹھ سکتا ہوں، جو تو عطا فرمائے وہی لے سکتا ہوں اور جس سے تو بچائے اسی سے بچ سکتا ہوں، اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! جو بات اور عمل تجھے پسند ہو اور جس سے تو راضی ہو مجھے عافیت کے ساتھ اسی بات اور عمل کی توفیق عطا فرما" آپ فرماتے ہیں: جب میں نے صبح کی تو یہی دعائیہ کلمات پڑھے، ابھی دن چڑھا ہی تھا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میری مراد پوری فرمائی اور مجھے اس تکلیف سے نجات عطا فرمادی لہٰذا تم بھی ان دعائیہ کلمات کو یاد کرلو اور ان سے غافل نہ رہو۔

یہ تو ظاہر ہونے والے چند ایک واقعات ہیں جن سے مُردوں کے حالات معلوم ہونے کے ساتھ ان نیک اعمال کا بھی علم ہوا جو بارگاہِ الٰہی میں کسی مقام و مرتبہ تک پہنچادیتے ہیں، اب ہم صور پھونکے جانے سے لے کر جنت یا دوزخ میں جانے تک مردے کو پیش آنے والے حالات ذکر کریں گے۔ ہر معاملے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے جیسا کہ شکر گزار بندوں نے اس کا شکر ادا کیا۔

(تُوْبُوْا اِلَی اللہ   اَسْتَغْفِرُ اللہ)

(صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب   صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد)

Go To Index

دوسرا حصہ: صور پھونکنے سے جنت یادوزخ میں داخلے تک کا بیان

اس حصہ میں ان خطرناک اور لَرزہ خیز واقعات کا بیان ہے جو صور پھونکنے کے وقت سے جنت یادوزخ میں داخل ہونے تک مردے کو پیش آتے ہیں،اس حصہ میں چودہ باب ہیں:(۱)...صور پھونکنے کے بارے میں ہے (۲)...میدانِ حشر اوراہْلِ محشر کے بارے میں ہے(۳)...اہْلِ محشر کے پسینے کے بارے میں ہے(۴)...قیامت کے طویل ترین دن کے بارے میں ہے(۵)...قیامت کے دن کی وضاحت،اس کی مشکلات اوراس کے مختلف ناموں کے بارے میں ہے (۶)...گناہوں کی پوچھ گچھ کے بارے میں ہے(۷)...میزان کی وضاحت کے بارے میں ہے (۸)...دنیامیں جھگڑنے والوں کے فیصلے اوران کے حقوق کی واپسی کے بارے میں ہے (۹)...پل صراط کے بارے میں ہے (۱۰)...شفاعت کے بارے میں ہے (۱۱)...حوضِ کوثر کے بارے میں ہے (۱۲)...جہنم کی ہولناکیوں،سزاؤں اوراس کے سانپ بچھوؤں کے بارے میں ہے(۱۳)...جنت کی تعداداوراس کی نعمتوں کے بارے میں ہے جس میں جنت کے دروازوں،محلات، درخت اورنہروں کے ساتھ ساتھ جنتیوں کے لباس،بچھونے،تخت وتاج اوران کے مختلف قسم کے کھانوں کی وضاحت ہے نیز حوروغِلمان اور سب سے بڑی نعمت دیدارِ الٰہی کابیان ہے(۱۴)...رحمَتِ الٰہی کی وسعت کے بارے میں ہے۔

اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے ساتھ ہی یہ کتاب ختم ہو جائے گی۔

باب نمبر1: صور پھونکے جانے کا بیان

آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ مردے پر کس قدر نزع کی سختیاں اور برے خاتمے کا خوف طاری ہوتا ہے پھر اسے قبر کا اندھیرا،کیڑے مکوڑے،منکر ونکیر کی جھڑک اور ان کے سوالات کی تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں اور اگراس پر غضب ہوگیاتو عذابِ قبر اور اس کی ہولناکیوں کو سہنا پڑتا ہے مگران سب سے بڑھ کر خطرناک باتیں جو اسے پیش آئیں گی وہ یہ ہیں: صور پھونکنا،حشر کے دن اٹھنا،بارگاہِ الٰہی میں حاضری اور ہر چھوٹی بڑی بات کے متعلق پوچھ گچھ ہونا،اعمال کاوزن کروانے کے لئے میزان پر کھڑاہونا،پل صراط کی

Go To Index

باریکی اور تیزی کے باوجود اس پر سے گزرنا اور پھر فیصلے کے وقت انتظار کی تکلیف جھیلنا کہ خوش بختی حصے میں آتی ہے یا بد بختی۔ یہ وہ ہیبت ناک اور خوفناک معاملات ہیں جن کی پہلے تو پہچان کرو اور ان پر سچے اور صدقِ دل سے ایمان لاؤ پھر ان میں خوب غور و فکر کرو تاکہ تم دل و جان سے ان کی تیاری میں لگ جاؤ۔

آخرت پر کمزور ایمان کی علامت:

اکثر لوگ آخرت پر نہ تو دل کی گہرائیوں سے ایمان لا پاتے ہیں اور نہ اپنے سیاہ دلوں میں اس کی جگہ بنا پاتے ہیں، اس کی علامت یہ ہے کہ یہ لوگ موسمِ گرما و سرما میں گرمی و سردی سے بچنے کی خوب کوششیں اور تیاری کرتے ہیں مگر جہنم کی گرمی و سردی سے بچنے میں سستی کا شکار رہتے ہیں حالانکہ جہنم میں مشکلات اور سختیاں ہی سختیاں ہیں اور اگر ان لوگوں سے آخرت کے متعلق پوچھا جائے تو زبان سے اقرار کریں گے مگر دل پھر بھی غافل رہیں گے۔ اسے اس مثال سے سمجھو کہ تم کسی کو بتاؤ کہ تمہارا کھانا زہر آلود ہو چکا ہے اس کے جواب میں وہ شخص کہے: تم نے سچ کہا ہے، مگر پھر بھی وہ کھانے کی جانب ہاتھ بڑھائے تو یقیناً ایسا شخص زبان سے اقرار کرنے والا مگر عمل سے جھٹلانے والا ہے اور عملی طور پر جھٹلانا زبانی جھٹلانے سے زیادہ برا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: بندہ میرے بارے میں بُرا کہتا ہے حالانکہ اسے نہیں کہنا چاہئے اور مجھے جھٹلاتا ہے حالانکہ اسے یہ بھی نہیں چاہئے تھا، اس کا برا قول یہ ہے کہ وہ کہے: **اللہ** صاحِبِ اولاد ہے اور اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہے: ربّ مجھے پہلے کی طرح دوبارہ نہ بنا سکے گا۔[445]

ایمان کی کمزوری باطن کی خرابی ہے:

روزِ قیامت مُردوں کے اٹھنے پر یقین و تصدیق کی کمزوری کی وجہ یہ ہے کہ اس عالَم میں لوگ ان اُمور کی مثالوں کو بہت کم سمجھتے ہیں، اگر انسان نے پیدائش کے معاملات نہ دیکھے ہوتے اور اس سے یوں کہا جاتا کہ ایک کاریگر گندے نطفے سے آدمی کی طرح عقلمند، کام کرنے اور باتیں کرنے والا آدمی بناتا ہے تو یقیناً اس کا دل یہ بات ماننے میں شدید قسم کی نفرت محسوس کرتا۔ اسی وجہ سے یہ فرمایا گیا:

445... بخاری، کتاب الادب، باب ما جاء فی قول اللہ: وھو الذی یبدأ الخلق ثم یعیدہ، ۲ / ۳۷۵، حدیث: ۳۱۹۳

Go To Index

...(1)

اَوَ لَمۡ یَرَ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنٰهُ مِنۡ نُّطۡفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ (۷۷) (پ۲۳،یٰس:۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کیا آدمی نے نہ دیکھا کہ ہم نے اسے پانی کی بوند سے بنایا جبھی وہ صریح جھگڑالو ہے۔

...(2)

اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ یُّتۡرَكَ سُدًی (۳۶) اَلَمۡ یَكُ نُطۡفَةً مِّنۡ مَّنِیٍّ یُّمۡنٰی (۳۷) ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰی (۳۸) فَجَعَلَ مِنۡهُ الزَّوۡجَیۡنِ الذَّكَرَ وَ الۡاُنۡثٰی (۳۹) (پ۲۹،القیامۃ:۳۶ تا ۳۹)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا کیا وہ ایک بوند نہ تھا اس منی کا کہ گرائی جائے پھر خون کی پھٹک ہوا تو اس نے پیدا فرمایا پھر ٹھیک بنایا تو اس سے دو جوڑے بنائے مرد اور عورت۔

آخرت پر ایمان مضبوط کرنے کا طریقہ:

انسان کی پیدائش اور جسمانی حصوں کی الگ الگ بناوٹ میں اگرچہ بے شمار عجائبات ہیں مگر دوبارہ پیدا کرنے اور اٹھائے جانے کا عمل ان عجائبات میں مزید اضافہ ہی کرتا ہے تو جو شخص ان عجائبات میں غور و فکر کرے گا وہ کس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کا انکار کرے گا؟ لہٰذا اگر تمہارا ایمان کمزور ہے تو پہلی مرتبہ کی پیدائش میں غور و فکر کے ذریعے اسے مضبوط کرو کیونکہ دوسری مرتبہ کی پیدائش اسی کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ آسان ہے اور اگر تمہارا ایمان اس پر پہلے ہی مضبوط ہے تو اپنے دل کو قیامت کے ہوش اُڑا دینے والے مناظر اور خطرات سے آگاہ کرو اور اس میں غور و فکر کرتے رہو تاکہ تم اپنے دل سے سکھ چین ختم کر دو اور بارگاہِ الٰہی میں پیش ہونے کے لئے خوب تیار ہو جاؤ۔

صور پھونکنے کی شدت:

سب سے پہلے اس آواز کے بارے میں غور و فکر کرو جو مُردوں کے کانوں سے ٹکرائے گی یعنی صور پھونکنے کی شدت جو ایک زبردست چِنگھاڑ ہوگی جس سے قبریں پھٹ جائیں گی اور مُردے یکایک باہر نکل آئیں گے، اب تم اپنے بارے میں تصور کرو کہ میں قبر سے نکل چکا ہوں، چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے اور سر سے پاؤں تک میرا پورا بدن قبر کی مٹی سے آلودہ ہو گیا ہے اور چیخ کی شدت کی وجہ سے حیران و پریشان ہو کر

Go To Index

آواز کی جانب مسلسل دیکھ رہا ہوں اور مخلوق یکدم باہر نکل آئی ہے جو کہ ایک لمبے عرصے سے قبر کی مشکلات میں گرفتار تھی نیز جس رنج و غم میں مبتلا تھی اور جس انجام کا شدت سے انتظار کر رہی تھی اب ڈر و خوف نے اس میں اضافہ کر کے اسے مزید پریشان کر دیا ہے۔

صور کے متعلق تین فرامین باری تعالیٰ:

...(1)

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ (۶۸) (پ۲۴،الزمر:۶۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے **اللہ** چاہے پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

...(2)

فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ (۸) فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ (۹) عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ (۱۰) (پ۲۹،المدّثر:۸تا۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب صور پھونکا جائے گا تو وہ دن کرّا (سخت) دن ہے کافروں پر آسان نہیں۔

...(3)

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۴۸) مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَ هُمْ يَخِصِّمُوْنَ (۴۹) فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّ لَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ (۵۰) وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ (۵۱) قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ؐ هٰذَا

ترجمۂ کنزالایمان: اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی کہ انھیں آلے گی جب وہ دنیا کے جھگڑے میں پھنسے ہوں گے تو نہ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں گے اور پھونکا جائے گا صور جبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے چلیں گے کہیں گے ہائے ہماری خرابی کس نے ہمیں سوتے سے جگا دیا

Go To Index

مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ(۵۲) (پ۲۳،یٰسٓ:۴۸ تا۵۲)

یہ ہے وہ جس کا رحمٰن نے وعدہ دیا تھااور رسولوں نے حق فرمایا۔

اگر مردے کو صرف اسی ہیبت ناک آواز کا سامنا کرنا ہوتا تو بھی آخرت کی تیاری کے لئے یہی آواز کافی تھی کیونکہ یہ ایک ایسی آوازاور چیخ ہوگی جس سے تمام زمین وآسمان والے بے ہوش ہوجائیں گے یعنی مرجائیں گے سوائے چند فرشتوں کے جنہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ زندہ رکھے گا۔ اسی وجہ سے نبیِّ اکرم،نورِ مجسّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں کیسے خوش رہوں کہ صُور پھونکنے والا فرشتہ بگل منہ میں لے چکاہے، اپنے سر کو جھکا چکاہے اور کان لگا کر اس بات کا انتظار کر رہاہے کہ کب اسے حکم ہو اور وہ صور پھونکے۔[446]

صُور کیاہے؟

حضرت سیِّدُنامُقاتِل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَافِر فرماتے ہیں: صور ایک سینگ ہے اور حضرت سیِّدُنااسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام بگل بجانے والے کی طرح اپنامنہ اس پر رکھے ہوئے ہیں، اس سینگ کے سِرے کی گولائی زمین وآسمان کی چوڑائی کے برابر ہے ان کی نگاہیں عرش پر جمی ہوئی ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ کب حکم ملے اور وہ پہلا صور پھونکیں اور جب پہلا صور پھونکیں گے تو زمین وآسمان کی ہر مخلوق بے ہوش ہو جائے گی یعنی شدید گھبراہٹ کی وجہ سے ہر جاندار مَر جائے گا۔

صور پھونکے جانے کے بعد کون زندہ رہے گا؟

صور پھونکے جانے کے بعد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل عَلَیْہِمُ السَّلَام زندہ رہیں گے پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے حضرت عزرائیل یعنی ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام پہلے سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کی روح قبض کریں گے پھر سیِّدُنا میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام کی اور پھر سیِّدُنا اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام کی، اس کے بعد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سیِّدُنا عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کو مرنے کا حکم فرمائے گا تو وہ بھی مر جائیں گے، پہلی مرتبہ صور پھوکنے سے 40سال تک مخلوق اسی حالت میں رہے گی پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سیِّدُنا اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام کو زندہ کرکے دوبارہ صور پھونکنے کا حکم ارشاد فرمائے گا جسے قرآنِ مجید نے یوں بیان فرمایاہے:

446...السنن الکبری للنسائی، کتاب التفسیر، سورۃ اٰل عمران، ۶/ ۳۱۶، حدیث: ۱۱۰۸۲

Go To Index

ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ(۶۸) (پ۲۴،الزمر:۶۸)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

یعنی وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر دیکھ لیں گے کہ انہیں دوبارہ زندہ کر دیا گیا ہے۔ حضور نبیّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ہے: جب مجھے مبعوث فرمایا گیا تو حضرت اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام کو بھی مامور کر دیا گیا اب وہ اپنا منہ صور سے لگائے ہوئے ہیں جبکہ ایک قدم آگے رکھا ہوا ہے اور دوسرا پیچھے اور اس انتظار میں ہیں کہ کب صور پھونکے جانے کا حکم ہوتا ہے، سنو! اس پھونک سے ڈرتے رہو۔[447]

دنیاوی بادشاہوں کا حال:

اب تم دوبارہ زندہ کئے جانے پر مخلوق کی ذلت و رسوائی اور بے بسی کا تصور باندھو کہ اس کڑک سے کتنے خوف زَدہ ہوں گے اور اس انتظار میں ہوں گے کہ ان کے حق میں سعادت مندی کا فیصلہ ہوتا ہے یا بد بختی کا، پھر یہ تصور کرو کہ تم بھی ان کی طرح مایوس اور حیران و پریشان ہو بلکہ اگر دنیا میں تمہارا شمار مالدار اور خوش حال لوگوں میں ہے تو یاد رکھو کہ قیامت کے دن زمین کے بادشاہوں کی حالت تمام مخلوق سے زیادہ خراب وخَستَہ ہو گی، یہ اس قدر چھوٹے اور حقیر ہوں گے کہ لوگ انہیں چیونٹی کی طرح پاؤں سے مَسَل کر رکھ دیں گے، اس وقت جنگلی جانور جنگلوں اور پہاڑوں سے نکل آئیں گے، ان کے سر جھکے ہوں گے اور مخلوق میں یوں مل جائیں گے کہ ایک دوسرے سے وحشت دور ہو چکی ہو گی اگرچہ قیامت کے دن ان جانوروں کی کوئی اہمیت نہ ہو گی کہ ان سے کوئی گناہ ہوا ہے نہ کوئی خطا سرزَد مگر پھر بھی صور پھونکنے کی ہولناکی اور آواز کی شدت سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور مخلوق سے دور بھاگنے اور بدکنے کا بالکل خیال نہ کریں گے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ(۵)ۙ (پ۳۰،التکویر:۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں۔

پھر مردود شیطان اپنی سرکشی اور نافرمانی کے باوجود آئیں گے اور بارگاہِ الٰہی میں پیشی کی ہیبت سے کانپتے ہوئے سر جھکا لیں گے۔ اس وقت ربّ تعالیٰ کے اس فرمان کی تصدیق ہو جائے گی:

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ الشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ

ترجمۂ کنزالایمان: تو تمہارے رب کی قسم ہم انہیں اور

447... کتاب العظمۃ لابی الشیخ الاصبہانی، باب صفۃ اسرافیل، ص ۱۴۴، حدیث: ۳۹۲، مختصرًا

Go To Index

لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا (۶۸) (پ۱۶،مریم:۶۸)

شیطانوں سب کو گھیر لائیں گے اور انھیں دوزخ کے آس پاس حاضر کریں گے گھٹنوں کے بل گرے۔

اب خود ہی غور کرلو کہ وہاں تمہاری اور تمہارے دل کی کیا حالت ہو گی۔

باب نمبر2: میدانِ حشر اور اہل محشر

اب یہ تصور باندھو کہ مخلوق کو قبروں سے نکالنے کے بعد کس طرح ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بغیر ختنہ کے میدانِ حشر کی جانب لایا جائے گا جس کی زمین روشن اور ایسی ہموار ہو گی کہ کہیں سے بھی اونچی نیچی نہ ہو گی، نہ اس پر کوئی ٹیلہ ہو گا کہ انسان اس کے پیچھے چھپ سکے اور نہ ہی کوئی گڑھا ہو گا کہ اس میں اتر کر نظروں سے بچ سکے بلکہ یہ تو ایک ایسا پھیلا ہوا میدان ہے جس کی سطح بالکل برابر ہے اور لوگوں کو یہاں گروہ کی صورت میں لایا جائے گا، پاک ہے وہ ذات جو زمین کے گوشے گوشے سے تمام مخلوق کو یہاں جمع کرے گی کیونکہ پہلے صور کے بعد دوسرا صور پھونکتے ہی ان کو ہانکا جانے لگے گا یہ دل اسی قابل ہیں کہ اس دن خوب دھڑکیں اور آنکھیں اسی لائق ہیں کہ اس دن اٹھ نہ سکیں۔

حضور ساقی کوثر، شافع محشر صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی اَرْضٍ بَیْضَاءَ عَفْرَآءَ کَقُرْصِ النَّقِیِّ لَیْسَ فِیْهَا مَعْلَمٌ لِاَحَدٍ یعنی لوگ قیامت کے دن اس سفید زمین میں جمع کئے جائیں گے جو میدے کی روٹی کی طرح ہے جس میں کسی کے لئے کوئی آڑ نہ ہو گی۔ (448)

راوی فرماتے ہیں: "عَفْرَاءَ" کا مطلب بے داغ صاف ستھری زمین ہے اور "اَلنَّقِیّ" وہ آٹا ہے جس میں چھلکا اور بھوسی شامل نہ ہو جبکہ "لَیْسَ فِیْهَا مَعْلَمٌ" کا مطلب ہے کہ وہاں کوئی ایسی آڑ نہ ہو گی جو چھپا سکے، نہ کوئی چھوٹی بڑی چیز ہو گی جو نظر کو روک سکے۔

میدانِ محشر اور دنیاوی زمین میں فرق:

یہ خیال مَت کرنا کہ حشر کی زمین دنیا کی زمین کی طرح ہو گی، صرف نام ایک ہے برابری کوئی نہیں۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

448...بخاری، کتاب الرقاق، باب یقبض الله الارض، ۴/ ۲۵۲، حدیث: ۶۵۲۱

Go To Index

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ (پ۱۳،ابراھیم:۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے سوا اور آسمان۔

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: عام زمین کے مقابلے میں حشر کی زمین پر کچھ چیزیں زیادہ ہوں گی اور کچھ کم، درخت، پہاڑ، وادیاں ہر چیز غائب ہو گی اسے بازار میں ملنے والی کھالوں کی طرح کھینچ کر بڑا کر دیا جائے گا، زمین چاندی کی طرح سفید ہو گی کہ نہ کبھی کسی کا خون بہانہ کوئی گناہ ہوا اور آسمانوں سے سورج چاند ستارے سب غائب ہوں گے۔

آسمان پھٹ جائے گا:

اے کمزور و ناتواں بندو! ذرا تم قیامت کے دن کی ہولناکی اور سختی کا تصوُّر کرو کہ جب تمام مخلوق اس زمین پر جمع ہو گی اور سروں پر سے ستارے جھڑ چکے ہوں گے چاند و سورج کی روشنی مدہم پڑ چکی ہو گی، زمین چاند سورج کے گُل ہونے کی وجہ سے تاریک ہو گی اسی دوران آسمان گھومے گا اور پھٹ جائے گا حالانکہ اس کی سختی اور موٹائی 500 سال کی مسافت کے برابر ہے اور فرشتے اس کے ہر ہر گوشے میں موجود ہیں، ہائے! آسمان پھٹنے کی وہ ہولناک آواز جو میرے کانوں سے ٹکرائے گی، ہائے! اس دن کی دَہشت جس میں آسمان اپنی مضبوطی اور سختی کے باوجود پھٹ جائے گا اور اس چاندی کی طرح بہہ جائے گا جو تانبا کے ساتھ پگھل کر سرخ زردی مائل ہو جاتی ہے۔ الغرض آسمان پگھل گئے ہوں گے، پہاڑ دُھنّی ہوئی رنگین روئی کی طرح ہوں گے جبکہ لوگ ننگے بدن، ننگے پاؤں یوں پیدل چل رہے ہوں گے کہ پھیلے ہوئے پتنگوں (پروانوں) کی طرح آپس میں ٹکرائیں گے۔ چنانچہ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ختنہ کے اٹھایا جائے گا پسینہ کانوں کی لَو تک پہنچ کر ان کی لگام بن جائے گا، یہ سن کر اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا سَوْدَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہائے خرابی! کیا لوگ ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو اس بات کی پروانہ ہو گی، پھر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

Go To Index

لِكُلِّ امۡرِیٍٴ مِّنۡهُمۡ یَوۡمَىٕذٍ شَاۡنٌ یُّغۡنِیۡهِ ﴿ؕ۳۷﴾ (پ۳۰،عبس:۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے کہ وہی اسے بس ہے۔[449]

وہ دن کس قدر کٹھن اور دشوار ہو گا کہ لوگوں کے سِتر کھلے ہوں گے مگر اس بات سے بے پرواہوں گے کہ ایک دوسرے کو دیکھیں اور اس طرف توجہ کریں اور بے پرواکیوں نہ ہوں کہ کچھ اپنے پیٹ کے بَل چلیں گے اور کچھ منہ کے بَل، ان میں طاقت ہی نہ ہو گی کہ دوسروں کی جانب توجہ کریں۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بروزِ قیامت لوگوں کو تین انداز میں جمع کیا جائے گا سوار، پیدل اور منہ کے بَل چلنے والے۔ ایک شخص نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! منہ کے بَل کس طرح چلیں گے؟ ارشاد فرمایا: جو ذات انہیں قدموں کے بَل چلا سکتی ہے وہ انہیں منہ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے۔[450]

انسان فطری طور پر ہر اس بات سے انکار کر بیٹھتا ہے جس سے مانوس نہ ہو اگر انسان سانپ کو پیٹ کے بَل تیزی سے رینگتا ہوا نہ دیکھتا تو کہہ بیٹھتا کہ پاؤں کے بغیر چلنا ممکن ہی نہیں اور اگر پاؤں سے چلنا نہ دیکھا ہوتا تو اسے بھی ناممکن مانتا لہٰذا قیامت کے جو معاملات دنیاوی معاملات کے خلاف نظر آئیں تم ان کا انکار مت کر دینا کیونکہ جو دنیاوی معاملات تمہاری نظر سے نہیں گزرے اگر تم پر پیش کئے جائیں تو تم ان کا بھی انکار کر بیٹھو گے، بس تم اپنے دل میں یہ تصور جماؤ کہ میں بروزِ قیامت ننگے بدن، ذلیل ورُسوا، حیران وپریشان اس انتظار میں کھڑا ہوں کہ اب میرے بارے میں خوش بختی کا فیصلہ سنایا جاتا ہے یا بد بختی کا اور تم اس حالت کو بہت بڑا جانو کیونکہ یہ بڑا سنگین معاملہ ہے۔

(تُوْبُوْا اِلَی اللہ   اَسْتَغْفِرُ اللہ)

(صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب   صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد)

449...المعجم الکبیر، ۲۴/ ۳۴، حدیث: ۹۱ ...... المستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ عبس وتولی، ۳/ ۳۵۴، حدیث: ۳۹۵۳

450...سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ بنی اسرائیل، ۵/ ۹۶، حدیث: ۳۱۵۳، بتقدم وتاخر

مسند ابی داود الطیالسی، ص۳۳۴، حدیث: ۲۵۶۶

Go To Index

باب نمبر3: میدان محشر میں پسینے کی کیفیت

لوگوں کے ہجوم اور اجتماع کے بارے میں سوچو کہ میدانِ محشر میں ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی مخلوق فرشتے، جن، انسان اور شیطان، وحشی جانور، درندے اور پرندے سب جمع ہوں گے ان پر سورج چمکے گا اور اس کی گرمی دگنی ہوگی اور جس طرح اب اس کا معاملہ ہلکا ہے ایسا نہیں رہے گا۔ پھر اسے مخلوق کے سروں پر دو کمانوں کی مقدار قریب کر دیا جائے گا اور زمین پر ربّ العالمین کے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اور اس سے بھی صرف مقربین ہی سایہ حاصل کر سکیں گے لہذا کچھ لوگ عرش کے سائے میں ہوں گے جبکہ بعض سورج کی پھیلتی دھوپ کی گرمی میں ہوں گے، اس کی شدت انہیں جلا رہی ہوگی، اس کی شدید تپش کی وجہ سے ان کا درد و غم بڑھ جائے گا، پھر کثرتِ ہجوم اور پاؤں پر پاؤں آنے کی وجہ سے ایک دوسرے کو دھکے دیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ شدید شرمندگی، بدنامی و رسوائی کا خوف، آسمانوں کے مالک جَلَّ جَلَالُہٗ کی بارگاہ میں پیشی کے وقت ذلت کا سامنا بھی دامن گیر ہوگا، اب سلگتی دھوپ، سانسوں کی گرمی، شرم وحیا اور خوف کی آگ سے دلوں کا جلنا سب جمع ہو جائے گا تو ہر بال کے نیچے سے پسینہ نکلے گا حتّٰی کہ تلووں تک پہنچ جائے گا، پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ان کی جو وقعت ہوگی اس کے مطابق یہ پسینہ ان کے جسموں پر چڑھے گا، کچھ کا ان کے گھٹنوں تک، کچھ کا ان کی ناف تک، بعضوں کا کان کی لو تک اور کچھ تو ایسے ہوں گے گویا ابھی پسینے میں ڈوبے۔

میدانِ محشر کے پسینے پر احادیثِ مُبارَکہ:

حضرت سیِّدُنا ابْنِ عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ شفیعِ محشر، ساقیٔ کوثر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ حَتّٰی یَغِیْبَ اَحَدُھُمْ فِیْ رَشْحِہٖ اِلٰی اَنْصَافِ اُذُنَیْہِ یعنی جس دن لوگ تمام جہانوں کے پالنے والے کے سامنے کھڑے ہوں گے تو بعض لوگ آدھے کانوں تک اپنے پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔ (451)

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یَعْرَقُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یَذْھَبَ عَرَقُھُمْ فِی الْاَرْضِ سَبْعِیْنَ بَاعًا وَیُلْجِمُھُمْ وَیَبْلُغُ اٰذَانَھُمْ یعنی قیامت کے دن لوگوں کو پسینہ آئے گا حتّٰی کہ ان کا پسینہ زمین میں ستر گز تک چلا جائے گا اور ان کے مونہوں پر لگام لگا کر ان کے

451...بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ ویل للمطففین، باب: یوم یقوم الناس لرب العالمین، ۳/ ۳۷۴، حدیث: ۴۹۳۸

Go To Index

کانوں تک پہنچ جائے گا۔[452]

ایک روایت میں ہے: وہ 40 سال تک آسمانوں کی طرف ٹکٹکی باندھے کھڑے ہوں گے تو سخت تکلیف کے ساتھ پسینے نے ان کو لگام دے رکھی ہو گی۔[453]

حضرت سیِّدُنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضور نبیّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سورج زمین کے قریب ہو جائے گا تو لوگوں کو پسینہ آئے گا بعض لوگوں کا پسینہ ان کی ایڑیوں تک جائے گا، بعض کا آدھی پنڈلی تک، بعض کا گھٹنوں تک پہنچے گا، کچھ کا رانوں تک، کچھ کا ان کی کمر تک اور بعض کا تو ان کے منہ تک پہنچے گا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ وہ ان کے منہ کو لگام ڈال دے گا اور بعض کو پسینہ ڈھانپ لے گا[454] اور آپ نے اپنے مبارک ہاتھ کو سرِ انور پر رکھا۔

تو اے بے کس! اہل محشر کے پسینے اور ان کی سخت تکلیف میں غور کر، ان میں سے کوئی آواز دے رہا ہو گا: اے میرے ربّ! مجھے اس مصیبت اور انتظار سے نجات عطا فرما چاہے جہنم کی طرف لے جا۔ یہ سب تکالیف حساب اور عذاب سے پہلے کی ہیں، بے شک تو بھی ان لوگوں میں سے ایک ہے اور تجھے معلوم بھی نہیں کہ تیرا پسینہ کہاں تک جائے گا۔ جان لو! جو پسینہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے راستے یعنی حج، جہاد، روزے اور قیام نیز کسی مومن کی حاجت پوری کرنے اور نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی مشقت اٹھانے میں نہ نکلے تو عنقریب قیامت کے دن حیا اور خوف کی وجہ سے یہ پسینہ نکلے گا اور اس میں تکلیف زیادہ ہو گی۔

اگر آدمی جہالت اور دھوکے سے محفوظ ہو تو یقیناً جان لے گا کہ عبادات کی مشکلات کو برداشت کرنے میں پسینے کی مشقت آسان ہے اور اس کا وقت بھی قیامت کے دن تکلیف اور انتظار کے پسینے کے مقابلے میں کم ہے کیونکہ وہ بڑا سخت اور لمبا دن ہو گا۔

452...بخاری، کتاب الرقاق، باب قول اللہ: الایظن اولئك انھم مبعوثون...الخ، ۴ / ۲۵۵، حدیث: ۶۵۳۲

مسلم، کتاب الجنۃ، باب فی صفۃ یوم القیامۃ...الخ، ص ۱۵۳۱، حدیث: ۲۸۶۳

453...شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ للالکائی، ۱ / ۴۰۲، حدیث: ۸۴۲ ...... المعجم الکبیر، ۹ / ۳۶۱، حدیث: ۹۷۶۴

454...المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عقبۃ بن عامر، ۶ / ۱۴۶، حدیث: ۱۷۴۴۴

المعجم الکبیر، ۱۵، ۱۷ / ۳۰۲، حدیث: ۸۳۴

Go To Index

باب نمبر4:

روزِ قیامت کی طوالت

وہ دن کہ جس میں لوگ کھلی آنکھیں اور پھٹے دل لیے کھڑے ہوں گے، نہ ان سے کلام کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے معاملات میں نظر کی جائے گی وہ 300 سال کھڑے رہیں گے اور اس میں ایک لقمہ تک نہیں کھائیں گے، نہ ہی ایک گھونٹ پانی پئیں گے اور نہ ہی اس دن ان پر ہوا کا جھونکا چلے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَؕ(۶) (پ۳۰،المطففین:۶) ترجمۂ کنزالایمان: جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت سیِّدُنا کعب اور حضرت سیِّدُنا قتادہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا فرماتے ہیں: وہ 300 سال کی مقدار کھڑے رہیں گے۔ بلکہ حضرت سیِّدُنا ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیتِ مُبارَکہ تلاوت فرمائی پھر ارشاد فرمایا: تمہارا کیا حال ہو گا جب اللہ عَزَّوَجَلَّ تم سب کو جمع کرے گا جیسے ترکش میں تیر جمع ہوتے ہیں اور 50 ہزار سال تک تمہاری طرف نظر نہیں کرے گا۔[455]

روزِ محشر کی مشقت:

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اس دن کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جب لوگ 50 ہزار سال کی مقدار اپنے پیروں پر کھڑے رہیں گے نہ اس دن میں ایک لقمہ کھائیں گے نہ پانی کا گھونٹ پئیں گے یہاں تک کہ جب ان کے گلے پیاس سے کٹ جائیں گے اور بھوک سے ان کے پیٹ جل جائیں گے تو انہیں دوزخ کی طرف پھیر دیا جائے گا، وہ نہایت گرم چشمے کا پانی پئیں گے جس کی گرمی اب پک چکی ہو گی۔ چنانچہ جب ان کی مشقت طاقت سے بڑھ جائے گی تو ایک دوسرے سے کہیں گے کوئی ایسا تلاش کرو جو اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں معزز ہو تاکہ وہ ہماری سفارش کرے، وہ جس بھی نبی عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس جائیں گے وہ ان کو خود سے دور کرتے ہوئے فرمائیں گے مجھے چھوڑ دو! نفسی نفسی! مجھے میرے معاملے نے دوسروں کے معاملے سے بے پروا کر رکھا ہے، الغرض ہر نبی عَلَیْہِ السَّلَام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے جلال کا عذر پیش کرتے ہوئے فرمائیں گے: آج ہمارا ربّ عَزَّوَجَلَّ اتنے جلال میں ہے کہ نہ آج سے پہلے کبھی ایسے جلال میں ہوا نہ آج کے

455...المعجم الکبیر، ۱۳، ۱۴/ ۲۶، حدیث:۸۵

Go To Index

بعد کبھی اتنے جلال میں ہو گا حتّٰی کہ ہمارے پیارے نبی حضرت سیِّدُنا محمدِ مصطفٰے، احمدِ مجتبیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر اس شخص کی شفاعت کریں گے جس کی آپ کو اجازت ہو گی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَهٗ قَوْلًا (۱۰۹) (پ۱۶، طٰہٰ:۱۰۹)

ترجمۂ کنزالایمان: کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔

لہٰذا اس دن کی طوالت اور اس میں شدید انتظار کے بارے میں غور و فکر کرو تاکہ تمہاری مختصر سی عمر میں گناہوں سے باز رہنے کا وقت تمہارے لئے آسان ہو جائے۔

مومن پر قیامت کا دن:

جان لو کہ جو شخص خواہشات سے صبر (یعنی باز رہنے) کی شدید سختی کو برداشت کرتے ہوئے دنیا میں موت کا طویل انتظار کرے تو اس دن خاص طور پر اس کا انتظار کم ہو جائے گا۔ چنانچہ جب جناب سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس دن کی طوالت کے متعلق عرض کیا گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک وہ دن مومن پر ضرور ہلکا ہو گا یہاں تک کہ اس نے دنیا میں جو ایک فرض نماز ادا کی اس سے بھی تھوڑا وقت ہو گا۔“(456)

لہٰذا تم بھی کوشش کرو کہ ان مؤمنین میں سے ہو جاؤ، جب تک تمہاری ایک بھی سانس باقی ہے معاملہ تمہارے سپرد اور محنت و کوشش تمہارے ہاتھ میں ہے، پس چھوٹے دنوں میں لمبے دنوں کے لئے عمل کر کے ایسا نفع اٹھاؤ جس کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں، اپنی عمر بلکہ دنیا کی عمر کو حقیر جانو چاہے سات ہزار سال ہی کیوں نہ ہو کیونکہ بالفرض اگر تم سات ہزار سال صبر کرو تو اس دن سے خلاصی پالو گے جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے یوں یقیناً تمہاری محنت و مشقت تھوڑی اور تمہیں نفع زیادہ ہو گا۔

(تُوْبُوْا اِلَی اللّٰه   اَسْتَغْفِرُ اللّٰه)

(صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب   صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد)

456... شعب الایمان للبیہقی، باب فی حشر الناس بعد ما یبعثون من قبورھم، ۱/ ۳۲۴، حدیث: ۳۶۱
المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، ۴/ ۱۵۱، حدیث: ۱۱۷۱۷

Go To Index

باب نمبر5:　قیامت کے دن، اس کے نام اور اس کی مصیبتوں کی کیفیت

اے کمزور انسان! اس دن کے لئے تیاری کر جس کی فکر بہت بڑی، زمانہ بہت لمبا، حاکم زبردست اور وقت بہت قریب ہے، جس دن تو دیکھے گا کہ آسمان پھٹ گئے، ستارے اس کی دہشت سے بکھر گئے، روشن ستارے جھڑ گئے، آفات کا نور سمیٹ لیا گیا، پہاڑوں کو ہوا میں چلایا گیا، حاملہ اونٹیاں کھلی پھریں، وحشی جانور جمع ہو گئے، سمندر سلگائے گئے، روحیں بدنوں سے ملنے لگیں، جہنم بھڑکایا گیا، جنت پاس لائی گئی، پہاڑ غبار بنا کر اڑا دیے گئے، زمین دراز کر دی گئی اور جس دن تو زمین کو تھر تھراتے دیکھے گا جیسا اس کا تھر تھرانا ٹھہرا ہے اور زمین اپنا بوجھ باہر پھینک دے گی اس دن لوگ کئی راہ ہو کر اپنے رب کی طرف پھریں گے تا کہ اپنا کیا دکھائے جائیں، اس دن زمین اور پہاڑ اٹھا کر دفعۃً چورا کر دیئے جائیں گے تو اس دن ہو پڑے گی ہونے والی (یعنی قیامت) اور آسمان پھٹ جائے گا تو اس دن اس کا پتلا حال ہو گا اور فرشتے اس کے کناروں پر کھڑے ہوں گے اور اس دن تمہارے رب کا عرش آٹھ فرشتے اپنے اوپر اٹھائیں گے، اس دن تم سب پیش ہو گے کہ تم میں کوئی چھپنے والی جان چھپ نہ سکے گی، جس دن پہاڑ چلائے جائیں گے اور تم زمین کو صاف کھلی ہوئی دیکھو گے، جس دن زمین کانپے گی تھر تھرا کر اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چورا ہو کر اور وہ ہو جائیں گے جیسے روزن کی دھوپ میں غبار کے باریک ذرے پھیلے ہوئے، جس دن آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگے اور پہاڑ ہوں گے جیسے دھنکی اون، جس دن ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی اور تم لوگوں کو دیکھو گے جیسے نشے میں ہیں اور وہ نشہ میں نہ ہوں گے لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا عذاب سخت ہے، جس دن بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے سوا اور آسمان اور سب لوگ نکل کھڑے ہوں گے ایک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سامنے جو سب پر غالب ہے، جس دن پہاڑ ریزہ ریزہ کر کے اڑا دیئے جائیں گے تو زمین پٹ کر ہموار کر دی جائے گی کہ تم اس میں نیچا اونچا کچھ نہ دیکھو گے، جس دن تم پہاڑوں کو دیکھو گے تو خیال کرو گے کہ جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادل کی چال چلتے ہوں گے، جس دن آسمان پھٹ کر گلاب کا سا ہو جائے گا جیسے رنگا ہوا چمڑا تو اس دن جن و انس میں سے کسی گنہگار کے گناہ کی پوچھ نہ ہو گی، جس دن گنہگار کلام کرنے

Go To Index

سے روک دیا جائے گا اور اس سے جرموں کے متعلق پوچھا نہ جائے گا بلکہ پیشانی اور پاؤں سے پکڑا جائے گا، جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا حاضر پائے گی اور جو برا کام کیا امید کرے گی کاش! مجھ میں اور اس میں دور کا فاصلہ ہوتا، جس دن ہر جان کو معلوم ہو جائے گا جو ساتھ لائی اور جو آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا سب حاضر ہو گا، جس دن زبانیں گونگی ہو جائیں گی اور اعضاء گفتگو کریں گے، جس دن کے ذکر نے حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بوڑھا کر دیا کہ جب حضرت سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: "یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں۔" ارشاد فرمایا: "شَیَّبَتْنِیْ ھُوْدٌ وَاَخَوَاتُھَا یعنی مجھے سورۂ ہود اور اس جیسی دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔" (457) اس جیسی دوسری سورتیں وَاقِعَہ، مُرْسَلات، عَمَّ یَتَسَاءَلُوْن اور اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ ہیں۔

اے عاجز قاری! تیرا تو تلاوتِ قرآن سے اتنا ہی حصہ ہے کہ تو اسے منہ میں گھماتا اور اس کے ساتھ اپنی زبان ہلاتا ہے، جو کچھ تو پڑھتا ہے اگر اس میں غور و فکر کرتا تو ضرور اس لائق تھا کہ جن باتوں نے جناب سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بوڑھا کر دیا ان سے تیرا کلیجہ پھٹ جاتا، جب تو صرف زبان کو حرکت دینے پر قناعت کر لے گا تو یقیناً قرآن کے فائدے سے محروم ہو جائے گا، پس قیامت بھی ان ہی باتوں میں سے ایک ہے جن کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کی بعض دہشتوں اور اکثر ناموں کو ذکر فرمایا ہے تاکہ زیادہ ناموں سے زیادہ معانی پر واقفیت ہو جائے، زیادہ نام ذکر کرنے سے مقصود اس کے ناموں اور القابات کو دہرانا نہیں بلکہ عقل والوں کو تنبیہ کرنا اور ڈرانا ہے، قیامت کے ہر نام کے تحت ایک راز ہے اور اس کی ہر صفت میں ایک الگ معنیٰ ہے لہٰذا اس کے معانی جاننے کی خوب کوشش کر۔

قیامت کے نام:

اب ہم تمہارے لئے قیامت کے ناموں کو ایک ساتھ بیان کرتے ہیں: قیامت کا دن، حسرت کا دن، پشیمانی کا دن، حساب کتاب کا دن، سوال جواب کا دن، آگے بڑھنے کا دن، جھگڑے کا دن، مقابلے کا دن،

457...سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الواقعۃ، ۵/۱۹۳، حدیث: ۳۳۰۸

مسند البزار، مسند ابی بکر الصدیق، ۱/۱۶۹، حدیث: ۹۲

Go To Index

زلزلے کا دن، تباہی کا دن، الٹ دینے کا دن، کڑک کا دن، واقع ہونے کا دن، دل دہلا دینے کا دن، تھرتھرا دیے جانے کا دن، پیچھے آنے والی کا دن، چھا جانے والی کا دن، مصیبت کا دن، پاس آنے والی کا دن، حق ہونے والی کا دن، بڑی مصیبت کا دن، کان پھاڑنے والی چنگاڑ کا دن، ملنے کا دن، جدائی کا دن، ہانکے جانے کا دن، بدلے کا دن، پکار کا دن، حساب کا دن، لوٹنے کا دن، عذاب کا دن، (اپنے اعزاواقربا سے) بھاگنے کا دن، ٹھہرنے کا دن، باقی رہنے کا دن، فیصلے کا دن، قضا کا دن، آزمائش کا دن، رونے کا دن، جمع ہونے کا دن، ڈر والا دن، پیشی کا دن، اعمال نامہ تلنے کا دن، مٹانے کا دن، اٹل فیصلے کا دن، فیصلے کا دن، جمع ہونے کا دن، اٹھائے جانے کا دن، نامۂ اعمال کھلنے کا دن، رسوائی کا دن، بڑی وحشتوں کا دن، سخت دن، مشکل دن، جزا کا دن، یقین کا دن، اٹھنے کا دن، پلٹنے کا دن، صور پھونکنے کا دن، چیخ وپکار کا دن، زلزلے کا دن، کانپنے کا دن، نشے کا دن، گھبراہٹ کا دن، فریاد کا دن، انتہا کا دن، ٹھکانے کا دن، مقررہ وقت کا دن، وعدے کا دن، انتظار کا دن، تنگی کا دن، پسینے کا دن، محتاجی کا دن، جھڑ جانے کا دن، جدا جدا ہونے کا دن، پھٹنے کا دن، ٹھہرنے کا دن، قبروں سے نکلنے کا دن، ہمیشگی کا دن، گھاٹا ظاہر ہونے کا دن، سخت دن، معلوم دن، وعدے کا دن، حاضری کا دن، وہ دن جس میں کوئی شک نہیں، وہ دن جس میں دلوں کے رازوں کی جانچ ہوگی، وہ دن جس میں کوئی جان دوسری جان کا بدلہ نہ ہوگی، وہ دن جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی، جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا، جس دن ایک جان دوسری جان کے لئے کسی چیز کی مالک نہ ہوگی، جس دن جہنم کی طرف دھکا دے کر دھکیلے جائیں گے، جس دن آگ میں اپنے مونہوں پر گھسیٹے جائیں گے، جس دن ان کے منہ الٹ الٹ کر آگ میں تلے جائیں گے، جس دن کوئی باپ اپنے بچے کے کام نہ آئے گا، جس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ سے، جس دن نہ بول سکیں گے اور نہ اجازت ملے گی کہ عذر کریں، وہ دن جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں اس دن لوگ بے لباس کے ہوں گے اور آگ پر تپائے جائیں گے، جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے، جس دن ظالموں کو ان کے بہانے کچھ کام نہ دیں گے اور ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر، جس دن بہانے رد کر دیے جائیں گے، جس دن چھپی باتوں کی جانچ ہوگی، پوشیدہ ظاہر ہو جائے گا اور پردے کھل جائیں گے، جس دن آنکھیں جھک جائیں گی، آوازیں رک جائیں گی، دائیں بائیں کوئی

Go To Index

توجہ نہ رہے گی، چھپی باتیں کھل جائیں گی، خطائیں سامنے آجائیں گی، جس دن بندوں کو پیشی کے لئے چلایا جائے گا اور ساتھ میں گواہ بھی ہوں گے، بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور بڑے کی عقل زائل ہو جائے گی پس اس دن ترازو رکھے جائیں گے اور نامہ اعمال کھولے جائیں گے، جہنم ظاہر ہو جائی گی اور کھولتا پانی جوش مار رہا ہو گا، آگ لپٹیں مارے گی اور کافر مایوس ہو جائیں گے، جہنم بھڑکائی جائے گی اور رنگ بدل جائیں گے، زبانیں گنگ ہو جائیں گی اور انسان کے اعضاء گفتگو کریں گے۔

اے آدمی! تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے کہ تو نے دروازے بند کر دیے، پردے لٹکا دیے اور لوگوں سے چھپ کر گناہوں میں مبتلا ہو گیا، یہ تو کیا کر رہا ہے حالانکہ تیرے اعضاء تیرے ہی خلاف گواہی دینے والے ہیں! پس اے غافلو! ہمارے لئے تو زیادہ آزمائش ہے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے لئے تمام رسولوں کے سردار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھیجا، ان پر روشن کتاب نازل فرمائی اور ہمیں قیامت کی یہ تمام صفات بھی بتا دیں پھر ہمیں ہماری غفلت کی پہچان اپنے اس فرمان سے کروادی:

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ(۱) مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَ هُمْ یَلْعَبُوْنَ(۲) (پ۱۷،الانبیآء:۱، ۲)

ترجمۂ کنزالایمان: لوگوں کا حساب نزدیک اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہیں جب اُن کے رب کے پاس سے انھیں کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو اُسے نہیں سنتے مگر کھیلتے ہوئے۔

پھر اپنے فرامین سے ہمیں قرب قیامت کی پہچان بھی کروادی:

(1)... **اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ(۱)** (پ۲۷،القمر:۱)

ترجمۂ کنزالایمان: پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔

(2)...

اِنَّهُمْ یَرَوْنَهٗ بَعِیْدًا(۶) وَّ نَرٰىهُ قَرِیْبًا(۷) (پ۲۹،المعارج:۶، ۷)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ اسے دور سمجھ رہے ہیں اور ہم اسے نزدیک دیکھ رہے ہیں۔

Go To Index

(3)...وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا (۶۳) (پ۲۲،الاحزاب:۶۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم کیا جانو شاید قیامت پاس ہی ہو۔

ہماری سب سے اچھی حالت تو یہ ہے کہ ہم اس قرآن پاک کے سبق پر مضبوطی سے عمل پیرا ہوں لیکن ہم اس کے معانی میں غور نہیں کرتے، نہ ہی روز قیامت کے اوصاف اور اس کے کثیر ناموں میں فکر کرتے ہیں اور نہ ہی اس کی ہولناکیوں سے خلاصی پانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم اس غفلت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتے ہیں ربّ تعالیٰ اپنی وسیع رحمت سے ہماری کوتاہیوں کا تدارک فرمائے۔

باب نمبر6: روز محشر سوال وجواب کی کیفیت

اے مسکین! ان حالات کے بعد تجھ سے کسی ترجمان کے بغیر بالمشافہ سوال ہو گا اس کی فکر کر، تجھ سے تھوڑے اور زیادہ کے بارے میں پوچھا جائے گا، الغرض گٹھلی کے سوراخ اور کھجور کے ریشے جیسی معمولی چیز کے متعلق بھی سوال ہو گا، اس وقت تو قیامت کی سختیوں، پسینے اور بڑی بڑی آفات میں گھرا ہو گا کہ اچانک آسمان کے کناروں سے لمبے چوڑے جسموں والے نہایت سخت فرشتے اتریں گے انہیں حکم ہو گا کہ مجرموں کو پیشانیوں سے پکڑ کر جبّار عَزَّوَجَلَّ کے روبرو پیش کریں، رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جن کی دونوں آنکھوں کے کناروں کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔"(458)

اب تیرا اپنے بارے میں کیا خیال ہے جب تو ان فرشتوں کو دیکھے گا جو تیری طرف اس لئے بھیجے گئے ہیں تاکہ تجھے پکڑ کر پیشی کے مقام تک لے جائیں، تو ان کو دیکھے گا کہ وہ اپنے لمبے چوڑے مضبوط جسموں کے باوجود اس دن کی سختی کی وجہ سے شکستہ حال ہوں گے اور بندوں پر غَضَبِ جبّار کی مجسم تصویر بنے ہوں گے۔ ان فرشتوں کے اترنے کے وقت ہر نبی، ہر صدّیق اور ہر نیکوکار اپنی گردنیں اس خوف سے جھکائے ہوں گے کہ کہیں وہ ماخوذ نہ ہوں۔ یہ مقرّبین کا حال ہے تو گناہ گار مجرموں کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ اس

458... کتاب العظمۃ لابی الشیخ الاصبہانی، باب حملۃ العرش وعظم خلقھم، ص۱۷۰، حدیث:۴۸۰

Go To Index

وقت لوگ ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر ان فرشتوں سے پوچھیں گے: کیا تم میں ہمارا ربّ ہے؟ یہ سوال فرشتوں کی کثرت اور ان کی ہیبت کی وجہ سے ہو گا، چنانچہ فرشتے ان کے اس سوال پر کانپ اٹھیں گے کہ کہاں خالق عَزَّوَجَلَّ کی شان اور کہاں ہمارے درمیان ہونے کا سوال؟ پس زمین والوں نے جو خیال کیا فرشتے اس سے اپنے مالک عَزَّوَجَلَّ کی پاکی بیان کرتے ہوئے بلند آواز سے پکاریں گے اور کہیں گے: ہمارا ربّ پاک ہے وہ ہم میں سے کوئی نہیں لیکن وہ ابھی آنے والا ہے (اپنی شان کے لائق)، اس وقت فرشتے مخلوق کو چاروں طرف سے گھیر کر صف باصف کھڑے ہو جائیں گے اور اس دن کی شدت کی وجہ سے ان پر مسکینی، عاجزی اور ڈر وخوف کی علامت بالکل واضح ہو گی۔ اس وقت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے ان فرامین کو سچ کر دکھائے گا:

(1)... **فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ وَ لَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَۙ(۶) فَلَنَقُصَّنَّ عَلَیْهِمْ بِعِلْمٍ وَّ مَا كُنَّا غَآىٕبِیْنَ(۷)**

(پ۸، الاعراف: ۶، ۷)

ترجمۂ کنزالایمان: تو بے شک ضرور ہمیں پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول گئے اور بے شک ضرور ہمیں پوچھنا ہے رسولوں سے تو ضرور ہم ان کو بتا دیں گے اپنے علم سے اور ہم کچھ غائب نہ تھے۔

(2)... **فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَۙ(۹۲) عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ(۹۳)** (پ۱۴، الحجر: ۹۲، ۹۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے جو کچھ وہ کرتے تھے۔

چنانچہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام سے ابتدا فرمائے گا جیسا کہ اس کا فرمان ہے:

(3)... **یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَا ذَاۤ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ(۱۰۹)**

(پ۷، المآئدۃ: ۱۰۹)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن **اللہ** جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں بے شک تو ہی سب غیبوں کا خوب جاننے والا۔

ہائے اس دن کی شدت جس میں انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی عقلیں بھی متوجہ نہ ہوں گی، ان کے علوم

Go To Index

اس ہیبت کی شدت سے مٹ جائیں گے کہ جب ان سے کہا جائے گا: ''تم مخلوق کی طرف بھیجے گئے تھے تمہیں کیا جواب ملا؟'' ان کو جواب کا علم ہو گا لیکن پھر بھی ان کی عقلوں پر دہشت طاری ہو جائے گی تو ان کا ذہن جواب کی طرف نہ جائے گا، پس شدید ڈر وخوف سے عرض کریں گے: ''ہمیں کچھ علم نہیں بے شک تو ہی سب غیبوں کا خوب جاننے والا ہے۔'' اس وقت ان کا یہ کہنا سچ ہو گا کیونکہ ان کی عقلیں متوجہ نہ ہوں گی اور علوم مٹ گئے ہوں گے یہاں تک کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ انہیں قوت عطا فرمائے گا۔

سیِّدُنا نوح عَلَیْہِ السَّلَام سے سوال:

حضرت سیِّدُنا نوح عَلَیْہِ السَّلَام کو بلایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا: کیا آپ نے احکام پہنچائے تھے؟ عرض کریں گے: جی ہاں۔ اب ان کی امت سے کہا جائے گا: کیا انہوں نے تمہیں تبلیغ کی تھی؟ امتی کہیں گے: ہمارے پاس کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا۔ اب حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کو بلایا جائے گا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان سے فرمائے گا:

ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ (پ۷، المآئدۃ:۱۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تونے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنالو **اللہ** کے سوا۔

حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام اس سوال کی ہیبت سے کئی سال تک حیرانی وپریشانی میں ڈوبے رہیں گے۔

آہ! اس دن کی عظمت کہ جس میں اس قسم کے سوالات کے ذریعے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام بھی تَحْتِ تدبیر ہوں گے، پھر فرشتے ایک ایک کو آواز دیں گے: اے فلانی کے بیٹے فلاں! پیشی کے مقام پر آجا۔ اس وقت کاندھے تھر تھرائیں گے، اعضاء کانپ اٹھیں گے اور عقلیں مبہوت ہو جائیں گی، لوگ تمنّا کریں گے کہ کاش! انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے لیکن جبّار ذات جَلَّ جَلَالُہٗ کے سامنے ان کے برے اعمال پیش نہ کیے جائیں اور تمام مخلوق کے سامنے ان کا پردہ فاش نہ کیا جائے۔ سوال جواب سے قبل عرش کا نور ظاہر ہو گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا (پ۲۴، الزمر:۶۹)　　ترجمۂ کنزالایمان: اور زمین جگمگا اٹھے گی اپنے رب کے نور سے۔

اب ہر بندے کو جبّار ذات جَلَّ جَلَالُہٗ کے اپنی طرف متوجہ ہونے کا یقین ہو جائے گا اور ہر شخص یہ گمان

Go To Index

کرے گا کہ اس نور کو صرف میں ہی دیکھ رہا ہوں میرے سوا کوئی نہیں اور میری ہی پکڑ اور مجھ ہی سے سوال وجواب ہونا ہے اور کسی سے نہیں، پس اس وقت اس پاک وبلند ذات کا فرمان جاری ہو گا: اے جبریل! جہنم کو ہمارے پاس حاضر کرو۔ حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام جہنم کے پاس آ کر کہیں گے: اے جہنم اپنے خالق ومالک کے حکم کی پیروی کر۔ حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام اسے شدید غیظ وغضب کی حالت میں پائیں گے چنانچہ جہنم آپ کی پکار سنتے ہی جوش میں آ کر دہاڑے گی اور مخلوق کی طرف چنگاڑے گی تمام مخلوق اس کے جوش اور چنگاڑ کی آواز کو سنے گی، جہنم کے محافظ فرشتے غصے میں بھرے مخلوق میں ان لوگوں کی طرف دوڑیں گے جنہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی ومخالفت کی۔

اب تو اپنے دل میں خیال کر اور ان بندوں کی دلی حالت کو پیشِ نَظر رکھ جو رعب وخوف سے بھرے ہوں گے، پس وہ اپنے گھٹنوں کے بل گریں گے اور پیٹھ دے کر پھریں گے اس دن تو ہر گروہ کو زانو کے بل گرے دیکھے گا اور بعض تو اپنے مونہوں کے بل پڑے ہوں گے جبکہ گناہ گار اور ظالم موت مانگتے ہوں گے اور صدیقین وصالحین نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے وہ اسی حالت پر ہوں گے کہ جہنم دوسری مرتبہ چنگھاڑے گی پس ان کا ڈر وخوف دگنا ہو جائے گا اور تمام اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں گے، وہ گمان کریں گے کہ اب ان کی پکڑ ہونے والی ہے پھر جب جہنم تیسری مرتبہ چنگھاڑے گی تو لوگ اپنے مونہوں کے بل گر پڑیں گے اور اپنی پوشیدہ ڈری سہمی نگاہیں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے اس وقت ظالموں کے غم میں بھرے دل ٹوٹ کر گلوں تک آ جائیں گے اور نیک بخت وبد بخت سب کی عقلیں کام کرنا چھوڑ دیں گی۔

اس کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی جانب توجہ فرمائے گا اور فرمائے گا: تمہیں کیا جواب دیا گیا؟ جب لوگ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام سے اس طرح کی تفتیش کو دیکھیں گے تو گناہ گاروں کا خوف مزید بڑھ جائے گا، اب باپ بیٹے سے، بھائی بھائی سے اور شوہر بیوی سے بھاگے گا اور ہر ایک ربّ عَزَّوَجَلَّ کے حکم کا منتظر ہو گا، ایک ایک کی پکڑ کی جائے گی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ براہِ راست اس سے اس کے قلیل وکثیر اور ظاہر وپوشیدہ عمل نیز تمام اعضاء کے متعلق بازپرس فرمائے گا۔

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

Go To Index

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! کیا ہم قیامت کے دن اپنے ربّ کو دیکھیں گے ؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا تم دوپہر کے وقت کہ جب بادل نہ ہوں سورج کے دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: نہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر ارشاد فرمایا: جب بادل نہ ہوں تو چودھویں کے چاند کو دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ انہوں پھر عرض کی: نہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم اپنے ربّ کو دیکھنے میں بھی بالکل شک نہ کرو گے، بندہ اپنے ربّ سے ملے گا اور رب عَزَّوَجَلَّ اس سے فرمائے گا: کیا میں نے تجھے عزت نہ دی؟ کیا سردار نہ بنایا؟ کیا تیرا جوڑا نہ بنایا؟ کیا تیرے لئے اونٹ اور گھوڑے مسخر نہ کئے؟ کیا تجھے سردار نہ بنایا کہ تو مالِ غنیمت کا چوتھا حصہ لیتا تھا؟ بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں۔ ربّ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے میری ملاقات کا خیال تھا؟ وہ کہے گا: نہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: آج میں تجھے چھوڑتا ہوں (یعنی فضل وثواب سے محروم کرتا ہوں) جیسے تو نے مجھے چھوڑ دیا (بھلا دیا) تھا۔[459]

اے مسکین! تو اپنے بارے میں سوچ کہ جب فرشتے تجھے تیرے بازؤں سے پکڑے ہوں گے اور تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سامنے کھڑا ہو گا وہ براہ راست تجھ سے فرمائے گا: کیا میں نے تجھ پر جوانی کا انعام نہیں فرمایا؟ تو نے اسے کن کاموں میں گزارا؟ کیا میں نے تجھے زندگی میں مہلت نہ دی؟ تو نے اسے کہاں فنا کیا؟ کیا میں نے تجھے مال نہ دیا؟ تو نے اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ کیا میں نے تجھے علم سے عزت نہ بخشی؟ تو نے اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا؟ اس وقت تیری حیاو شرمندگی کا کیا عالم ہو گا، ربّ تعالیٰ تجھ پر اپنے انعامات اور تیری نافرمانیاں نیز اپنے احسانات اور تیری برائیاں شمار کروائے گا اور اگر تو انکار کرے گا تو تیرے اعضاء تیرے خلاف گواہی دیں گے۔

جب اعضاء گفتگو کریں گے!

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ہم رسولُ **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تھے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھل کر مسکرائے پھر ارشاد فرمایا: تم جانتے ہو میں کیوں مسکرایا؟ ہم نے عرض کی: اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس بات پر کہ بندہ قیامت کے دن اپنے رب سے مخاطِب ہو گا اور کہے گا: اے میرے ربّ کیا تو

459...مسلم، کتاب الزھد والرقاق، ص۱۵۸۷، حدیث:۲۹۶۸

Go To Index

نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ ربّ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں۔ بندہ عرض کرے گا: میں تو اس وقت مانوں گا جب مجھ ہی میں سے کوئی گواہ ہو۔ پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے اور اعمال نامہ لکھنے والے معزز فرشتے حاضر ہیں۔ حضور نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: پس اس کے منہ پر مہر کر دی جائے گے اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا بولو۔ چنانچہ ہر عضو اس کے اعمال کی خبر دے گا پھر اس کے منہ سے مہر ہٹائی جائے گی تو وہ اپنے اعضاء سے کہے گا: تمہارے لئے دوری اور بربادی ہو میں تمہاری طرف سے ہی تو دفاع کرتا تھا۔(460)

پس ہم تمام مخلوق کے سامنے اعضاء کی گواہی کے ذریعے ہونے والی ذلت سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتے ہیں، ہاں! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مومن سے وعدہ فرمایا ہے کہ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور کسی دوسرے کو اس پر مطلع نہیں کرے گا۔

ربّ تعالیٰ سے ملاقات کی کیفیت:

ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا ابن عمر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے پوچھا: آپ نے رسولُ اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو سرگوشی کے بارے میں کیا فرماتے سنا؟ آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے فرمایا کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی اپنے ربّ کے قریب ہوگا حتّٰی کہ اپنا شانہ اس پر رکھے گا (جیسے اس کے شایان شان ہے) ربّ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: تو نے فلاں فلاں عمل کیا؟ بندہ عرض کرے گا: جی ہاں۔ پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: تو نے فلاں فلاں عمل بھی کیا؟ وہ کہے گا: جی ہاں۔ پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی فرمائی اور آج میں تیری خطاؤں کو معاف کرتا ہوں۔(461)

سرکارِ مکہ مکرمہ، سردارِ مدینہ منورہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ سَتَرَ عَلٰی مُؤْمِنٍ عَوْرَتَهُ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔(462)

460...مسلم، کتاب الزهد والرقاق، ص۱۵۸۸، حدیث:۲۹۶۹

461...بخاری، کتاب الادب، باب ستر المؤمن علی نفسه، ۴/۱۱۸، حدیث:۶۰۷۰

462...سنن ابن ماجه، کتاب الحدود، باب الستر علی المؤمن ودفع الحدود بالشبهات، ۳/۲۱۹، حدیث:۲۵۴۶

Go To Index

اس بات کی امید اس بندۂ مومن کے لئے کی جاسکتی ہے جو لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہو اور ان کی طرف سے کوئی کوتاہی ہو تو اسے برداشت کرتا ہو، اپنی زبان پر ان کی برائیاں نہ لاتا ہو اور نہ ہی پیٹھ پیچھے ایسی بات کہتا ہو کہ اگر ان کے سامنے کہی جائے تو انہیں برا لگے، ایسا شخص اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ اسے قیامت کے دن اسی کے مثل بدلہ دیا جائے۔ فرض کر اگر تیری پردہ پوشی بھی کی گئی تو کیا پھر بھی تیرے کانوں سے پیشی کی ندا نہیں ٹکرائے گی؟ تیرے گناہوں کے بدلے کے طور پر یہ خوف بھی تیرے لئے کافی ہے کیونکہ تجھے تیری پیشانی سے پکڑ کر کھینچا جائے گا اس وقت تیرا دل بے چین ہو گا، عقل ہَوا ہو جائے گی، شانے تھر تھرا رہے ہوں گے، اعضاء کانپ رہے ہوں گے اور رنگ بدل جائے گا، شدتِ خوف کی وجہ سے سارا جہاں تجھے اندھیرے میں ڈوبا ہوا لگے گا، اپنی فکر کر کہ اسی حالت میں تو لوگوں کی گردنیں پھلانگتا، صفوں کو چیرتا آگے بڑھ رہا ہو گا اور تجھے پیچھے رہ جانے والے گھوڑے کی طرح کھینچا جا رہا ہو گا اور تمام مخلوق تجھے نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھے گی، اب تو خیال کر کہ تو فرشتوں کے ہاتھوں میں ہے اور اسی حالت میں وہ تجھے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کے عرش تک لے جا کر پھینک دیتے ہیں، اب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے عظیم کلام سے تجھے یوں ندا فرماتا ہے: اے ابن آدم! میرے قریب ہو جا چنانچہ تو پریشان و غمگین اور ٹوٹے دھڑکتے دل کے ساتھ ذلیل و شرمسار قریب ہوتا ہے اب تجھے تیرا نامہ اعمال دیا جاتا ہے جس میں تیرا ہر چھوٹا بڑا گناہ درج ہے، کتنے ہی گناہ ایسے ہوں گے جنہیں تو بھول گیا ہو گا تو یہ نوِشْتَہ تجھے یاد دلائے گا اور کتنی ہی نیکیاں ایسی ہوں گی جن کی آفات سے تو بے خبر تھا اب ان کی برائیاں تیرے سامنے ہوں گی، اب تجھے کس قدر شرمندگی اور بزدلی کا سامنا ہو گا؟ اور کس قدر تنگ دلی اور مجبوری درپیش ہو گی؟ آہ! معلوم نہیں تو کس قدم کے ساتھ اس کے سامنے کھڑا ہو گا، کس زبان کے ساتھ جواب دے گا اور اپنے کہے کو کس دل کے ساتھ سمجھے گا؟ پھر ذرا یہ تو سوچ کہ تیری شرم و حیا کا کیا عالَم ہو گا جب وہ ذات بلاواسطہ تجھے تیرے گناہ یاد دلاتے ہوئے فرمائے گی: اے میرے بندے! کیا تجھے مجھ سے حیا نہ آئی کہ میرے سامنے برائیوں کے ساتھ حاضر ہوا تو نے میری مخلوق سے حیا کی اور ان کے سامنے اچھا بنا رہا، کیا تیرے نزدیک میں اپنے تمام بندوں سے زیادہ ہلکا تھا؟ میری نظر کو تو نے خود پر ہلکا جانا اور کوئی پروانہ کی جبکہ میرے غیر کی نظر کو تو نے بہت عظیم سمجھا، کیا میں نے تجھ پر انعام نہ کیا تھا؟ تجھے کس چیز نے مجھ سے دھوکے

Go To Index

میں رکھا؟ کیاتو یہ سمجھ بیٹھا تھا کہ میں تجھے نہیں دیکھ رہااور نہ تو نے مجھ سے ملنا ہے؟

جناب سیّدُالْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک سے **اللہ** ربّ العالمین اس طرح سوال کرے گا کہ درمیان میں نہ کوئی پردہ ہوگا نہ کوئی ترجمان۔[463]

اچھی بات جہنم سے بچاتی ہے:

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مزید ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سامنے ایسے کھڑا ہوگا کہ درمیان میں کوئی پردہ نہ ہوگا پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے فرمائے گا: کیا میں نے تجھ پر انعام نہ کیا؟ کیا میں نے تجھے مال نہ دیا؟ بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: کیا میں نے تمہاری طرف رسول نہ بھیجا؟ وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں۔ پس بندہ اپنے دائیں نظر کرے گا تو صرف آگ ہی نظر آئے گی پھر بائیں دیکھے گا تو بھی آگ کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا لہٰذا تم میں سے ہر ایک جہنم سے بچے چاہے کھجور کے ٹکڑے ہی کے ذریعہ کیوں نہ ہو اور اگر یہ بھی نہ پاؤ تو اچھی بات کے ذریعے بچو۔[464]

حضرت سیِّدُنا ابن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سامنے اس طرح تنہا ہوگا جیسے چودھویں رات کے چاند کے سامنے تنہا ہوتا ہے پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: اے ابن آدم! تجھے مجھ سے کس چیز نے دھوکے میں رکھا؟ اے ابن آدم! تو نے اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا؟ تو نے رسولوں کو کیا جواب دیا؟ اے ابن آدم! کیا میں تیری آنکھوں پر نگہبان نہیں تھا پھر بھی ان چیزوں کو دیکھتا تھا جو تیرے لئے حلال نہیں، کیا میں تیرے کانوں پر نگہبان نہیں تھا؟ یونہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمام اعضاء کا شمار کروائے گا۔

روزِ قیامت کے چار سوال:

حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: روزِ قیامت بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عدالت سے اس وقت تک نہ چھوٹے گا جب تک اس سے چار سوال نہ کر دیے جائیں: (۱) عمر کس کام میں گزاری؟ (۲) اپنے علم پر

463... بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ قبل الرد، ۱/۴۷۷، حدیث: ۱۴۱۳

بخاری، کتاب الرقاق، باب من نوقش الحساب عذب، ۴/۲۵۷، حدیث: ۶۵۳۹

464... بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ قبل الرد، ۱/۴۷۷، حدیث: ۱۴۱۳، بدون "الم انعم علیک؟"

Go To Index

کہاں تک عمل کیا؟(۳)خود کو کن کاموں میں مبتلا رکھا؟(۴)مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟

لہٰذا اے کمزور انسان! اپنے اس وقت کی شرم اور خطرے کو بڑا جان، ہو سکتا ہے تجھے یہ کہا جائے: ہم نے دنیا میں تیرے عیبوں کو چھپائے رکھا اور آج ہم تجھے معاف کرتے ہیں۔ اس وقت تیری خوشی اور سرور کا کوئی ٹھکانہ نہ ہو گا اور تمام اگلے پچھلے تجھ پر رشک کریں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ فرشتوں کو حکم دیا جائے: اس برے بندے کو پکڑو پھر اسے طوق ڈالو اور پھر اسے بھڑکتی آگ میں دھنساؤ۔ اس وقت اگر تمام زمین و آسمان تجھ پر روئیں تو یقیناً تو اسی لائق ہے کیونکہ اطاعتِ الٰہی میں کوتاہی اور فانی و کمینی دنیا جو کہ اب تیرے پاس نہ رہی اس کے بدلے اپنی آخرت بیچ کر تو بڑی مصیبت اور شدید حسرت سے دوچار ہے۔

باب نمبر7: میزان عمل کی کیفیت

پھر تجھے میزان (ترازو) سے بھی بے فکر نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی اعمال ناموں کے دائیں بائیں اڑنے سے غافل ہونا چاہئے کیونکہ سوال وجواب کے بعد لوگوں کے تین گروہ ہو جائیں گے۔

پہلا گروہ ایسا ہو گا جن کے پاس کوئی نیکی نہ ہو گی پس جہنم سے ایک سیاہ گردن نکلے گی اور انہیں پرندے کے دانہ چگنے کی طرح اچک لے گی اور اپنی لپیٹ میں لے کر جہنم میں ڈال دے گی لہٰذا آگ انہیں نگل لے گی اور ان کو پکار کر کہا جائے گا: یہ بدبختی ہے اس کے بعد کوئی خوش بختی نہیں۔

دوسرا گروہ وہ ہو گا جن کا کوئی گناہ نہ ہو گا پس انہیں ایک منادی ندا دے گا: ہر حال میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد کرنے والے کھڑے ہو جائیں چنانچہ وہ کھڑے ہوں گے اور جنت کی طرف چل پڑیں گے، پھر ان لوگوں کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جائے گا جو رات کا قیام (یعنی عبادت) کرتے تھے اور پھر ان کے ساتھ بھی جن کو دنیا کی خرید و فروخت نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل نہ کیا، اب ان لوگوں کو پکار کر کہا جائے گا: یہ خوش بختی ہے اس کے بعد کوئی بدبختی نہیں۔

اب تیسرا گروہ رہ جائے گا یہ بہت زیادہ ہوں گے ان کے نیک و بد اعمال ملے جلے ہوں گے جن کی انہیں خبر نہ ہو گی لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ باخبر ہے کہ ان کی نیکیاں زیادہ ہیں یا برائیاں پھر بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ انہیں ان کے اعمال کی پہچان کروا دے گا تاکہ معافی کے وقت اس کا فضل اور پکڑ کے وقت اس کا عدل ان پر واضح ہو جائے، پس

Go To Index

نیکیوں اور برائیوں پر مشتمل اعمال نامے اڑیں گے، ترازو قائم کر دیا جائے گا اور نگاہیں اعمال ناموں پر جمی ہوں گی کہ دائیں پلڑے میں گرتے ہیں یا بائیں میں؟ پھر ترازو کے کانٹے کو دیکھتے ہوں گے کہ برائیوں کی طرف جھکتا ہے یا بھلائیوں کی طرف؟ یہ بڑی خوفناک حالت ہو گی جس میں لوگوں کی عقلیں بہک جائیں گی۔

سیِّدہ عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی فکرِ آخرت:

حضرت سیِّدُنا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: سیِّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سر انور سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی گود میں تھا کہ آپ کو اونگھ آ گئی اسی اثنا میں سیِّدہ عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو آخرت کی یاد نے رلا دیا یہاں تک کہ آپ کے آنسو پیارے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رخسار مبارک پر گرنے لگے آپ نے مبارک آنکھوں کو کھولا اور ارشاد فرمایا: اے عائشہ تمہیں کس چیز نے رلا دیا؟ عرض کی: مجھے آخرت کی یاد نے رلا دیا کیا آپ قیامت کے دن اپنے اہل وعیال کو یاد رکھیں گے؟ مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے (یاد رکھیں گے) مگر تین جگہ پر ہر ایک کو اپنی فکر ہو گی (۱) جب ترازو رکھے جائیں گے اور اعمال کا وزن کیا جائے گا حتّٰی کہ آدمی دیکھے گا کہ آیا اس کا (نیکیوں والا) پلڑا ہلکا ہوتا ہے یا بھاری؟ (۲) جب اعمال نامے دیئے جا رہے ہوں گے حتّٰی کہ آدمی دیکھے گا کہ آیا اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جاتا ہے بائیں میں؟ اور (۳) پل صراط پر۔[465]

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: آدمی کو قیامت کے دن لایا جائے گا حتّٰی کہ ترازو کے دونوں پلڑوں کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا اور اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا جائے گا، اگر اس کا (نیکیوں والا) پلڑا بھاری ہو گیا تو فرشتہ اتنی زور سے پکار کر کہے گا جسے پوری مخلوق سنے گی کہ فلاں خوش بخت ہوا اب کبھی بد بخت نہ ہو گا اور اگر وہ پلڑا ہلکا ہوا تو فرشتہ اتنی ہی اونچی آواز سے پکارے گا جسے پوری مخلوق سنے گی: فلاں بد بخت ہوا اب کبھی خوش بخت نہ ہو گا۔

نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہونے کی صورت میں دوزخ پر مقرر فرشتے آگے بڑھیں گے، ان کے ہاتھ میں لوہے کے گرز ہوں گے جن پر آگ کا لباس ہو گا چنانچہ وہ آگ کے حصے (گناہ گار) کو آگ (یعنی دوزخ) کی طرف لے جائیں گے۔

465... سنن ابی داود، کتاب السنة، باب فی ذکر المیزان، ۴/۳۱۷، حدیث: ۴۷۵۵

Go To Index

ہر ہزار میں صرف ایک جنتی:

مُحسنِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے روزِ قیامت کے بارے میں ارشاد فرمایا: وہ ایسا دن ہے جس میں **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو بلائے گا اور ارشاد فرمائے گا: اے آدم! اٹھو اور دوزخیوں کو دوزخ میں بھیجو۔ آپ عرض کریں گے: دوزخ میں کتنوں کو بھیجنا ہے؟ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ہر ایک ہزار میں سے 999 کو۔ یہ سن کر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اس قدر غمگین ہوئے کہ تھوڑا سا بھی نہ ہنستے۔ جب مہربان وشفیق آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کی یہ حالت دیکھی تو ارشاد فرمایا: عمل کرو اور خوش ہو جاؤ، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تمہارے ساتھ دو مخلوقیں ایسی بھی ہیں کہ وہ جس کے ساتھ بھی ہوں اس میں اضافے کا سبب بنتی ہیں ساتھ میں وہ بھی شامل ہیں جو اولادِ آدم اور شیطان کی اولاد میں سے ہلاک ہو گئے۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ دو مخلوقیں کون سی ہیں؟ ارشاد فرمایا: یاجوج اور ماجوج۔ راوی کہتے ہیں: صحابۂ کرام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ پھر ارشاد فرمایا: عمل کرو اور خوش ہو جاؤ، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم دوسرے لوگوں میں ایسے ہو گے جیسے اونٹ کے پہلو میں تل یا جانور کے بازو میں داغ ہوتا ہے۔[466]

باب نمبر8: حقوق کے مطالبے اور ان کی واپسی کی کیفیت

میزانِ عمل کی دہشت اور اس کا خطرہ تو تم جان چکے اور یہ کہ نگاہیں اس ترازو کے کانٹے کی طرف اٹھی ہوں گی ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ﴿۶﴾ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ﴿۹﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا هِیَهْ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِیَةٌ﴿۱۱﴾ (پ۳۰، القارعۃ:۶ تا۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں وہ تو من مانتے عیش میں ہیں اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے اور تو نے کیا جانا کیا نیچا دکھانے والی ایک آگ شعلے مارتی۔

جان لو! میزانِ عمل کے خطرے سے وہی نجات پا سکتا ہے جس نے دنیا میں اپنا محاسبہ کیا اور اپنے اعمال

466... سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الحج، ۵ / ۱۱۴، ۱۱۵، حدیث: ۳۱۸۰

Go To Index

واقوال اور خیالات وخواہشات کو شریعت کے ترازو میں تولا جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور اپنی جانوں کا وزن کرو اس سے پہلے کے ان کا وزن کیا جائے۔(467)

اپنا محاسبہ یہی ہے کہ انسان مرنے سے پہلے پہلے اپنے ہر گناہ سے سچی پکی توبہ کرلے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فرائض میں جس قدر کوتاہی کامرتکب ہوا ہے اس کا مداوا کرے اور لوگوں کی پائی پائی انہیں واپس کرے، اپنی زبان یا ہاتھ سے کسی کو تکلیف دی ہو یا دل میں بدگمانی رکھی ہو تو اس کی معافی مانگے اور لوگوں کے دلوں کو خوش کرے یہاں تک کہ اسے موت آئے تو اس پر کسی کا کوئی حق اور کوئی فرض باقی نہ بچا ہو پس ایسا شخص بغیر حساب کتاب کے سیدھا جنت میں جائے گا۔

اگر حقوق کی ادائیگی سے پہلے مر گیا تو حقدار اس کو گھیر لیں گے کوئی اس کے ہاتھ پکڑلے گا، کوئی پیشانی کے بالوں کو مٹھی میں پکڑے ہو گا، کوئی گردن پر ہاتھ ڈالے ہو گا، کوئی کہے گا: تو نے مجھ پر ظلم کیا، کوئی کہے گا: تو نے مجھے گالی دی، کوئی کہے گا: تو نے میرے ساتھ مذاق کیا، کوئی کہے گا: تو نے پیٹھ پیچھے میری ایسی بات کی جو مجھے بری لگتی تھی، کوئی کہے گا: تو میرا پڑوسی بنا اور تو نے مجھے تکلیف دی، کوئی کہے گا: تو نے مجھ سے معاملہ کیا اور مجھے دھوکا دیا، کوئی کہے گا: تو نے مجھ سے خرید وفروخت میں فریب کیا اور اپنے سامان کا عیب مجھ سے چھپائے رکھا، کوئی کہے گا: تو نے اپنے سامان کی قیمت بتانے میں مجھ سے جھوٹ بولا، کوئی کہے گا: تو نے مجھے محتاج دیکھا جبکہ تو مال دار تھا پھر بھی تو نے مجھے نہ کھلایا، کوئی کہے گا: تو نے مجھے مظلوم پایا اور تو مجھ سے ظلم کو دور کرنے پر قادر بھی تھا پھر بھی تو نے ظالم سے گٹھ جوڑ کیا اور میری کوئی پروا نہیں کی، پس جب تیری یہ حالت ہو گی حقدار تیرے بدن میں اپنے پنجے گاڑھے ہوں گے اور تیرے گریبان کو مضبوطی سے جکڑے ہوں گے تو ان کی کثرت کو دیکھ کر حیران وپریشان ہو رہا ہو گا حتّٰی کہ وہ شخص بھی موجود ہو گا جس کے ساتھ تو نے ایک درہم کا معاملہ کیا یا کسی مجلس میں اس کا ہم نشین ہو کر اس کی غیبت، خیانت یا بنظر حقارت دیکھنے کی وجہ سے اس کی حق تلفی کی ہو گی یقیناً اب تو ان سب کو جواب دینے میں کمزور ہو گا اور اس امید سے اپنی گردن اپنے آقا ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی طرف اٹھائے گا کہ شاید وہ تجھے ان کے

467...الزھد لابن المبارک، باب الھرب من الخطایا والذنوب، ص۱۰۳، حدیث:۳۰۶

Go To Index

ہاتھوں سے خلاصی عطا فرمائے کہ اچانک تیرے کانوں پر جبار جَلَّ جَلَالُہٗ کا یہ فرمان دستک دے گا:

اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا کَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ ؕ (پ۲۴، المؤمن:۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: آج ہر جان اپنے کئے کا بدلہ پائے گی آج کسی پر زیادتی نہیں۔

اس وقت خوف ودہشت سے تیرا دل پھٹ جائے گا اور تجھے اپنی ہلاکت کا یقین ہو جائے گا، اب تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا وہ فرمان یاد آئے گا جس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے رسول کی زبانی تجھے ڈراتے ہوئے فرمایا

وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ۬ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِیْنَ مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ لَا یَرْتَدُّ اِلَیْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾ وَ اَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ (پ۱۳، ابراھیم: ۴۲ تا ۴۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہرگز **اللہ** کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے انھیں ڈھیل نہیں دے رہا ہے مگر ایسے دن کے لیے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی بے تحاشادوڑتے نکلیں گے اپنے سر اٹھائے ہوئے کہ ان کی پلک ان کی طرف لوٹتی نہیں اور ان کے دلوں میں کچھ سکت (طاقت) نہ ہو گی اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جب ان پر عذاب آئے گا تو ظالم کہیں گے اے ہمارے رب تھوڑی دیر ہمیں مہلت دے کہ ہم تیرا بلانا مانیں اور رسولوں کی غلامی کریں تو کیا تم پہلے قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں دنیا سے کہیں ہٹ کر جانا نہیں۔

لوگوں کی عزتیں چبا کر اور ان کے مال ہڑپ کر کے آج تیری خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں اور اس دن تیری حسرت کا کوئی ٹھکانا نہ ہو گا جب تیرا ربّ عَزَّوَجَلَّ میدانِ عدل قائم فرمائے گا اور تجھے خطابِ سیاست کا سامنا ہو گا اس وقت تو مفلس، فقیر، عاجز اور ذلیل ہو گا نہ کسی کا حق لوٹا سکے گا نہ کوئی عذر پیش کر سکے گا، اس وقت تیری وہ نیکیاں جن کے لئے تو نے عمر بھر مشقت کی تجھ سے لے کر ان لوگوں کو دے دی جائیں گی جن کا تجھ پر حق ہو گا اور یہ ان کے حقوق کا بدلہ ہو گا۔

مفلس کون؟

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حبیبِ خُدا، صاحِبِ جُود وسخا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

Go To Index

وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ ہم نے عرض کی: ہمارے نزدیک تو وہ مفلس ہے جس کے پاس درہم و دینار اور سامان نہ ہو۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لائے گا مگر ساتھ ہی کسی کو گالی دی ہو، کسی پر زنا کی تہمت لگائی ہو، کسی کا مال کھایا ہو، کسی کا خون بہایا ہو اور کسی کو مارا ہو پس ہر ایک کو اُس کی نیکیوں سے دیا جائے گا اب اگر اُس کی نیکیاں ختم ہو گئیں اور حق دار باقی بچ گئے تو اُن کے حق کے برابر اُن کے گناہوں میں سے لے کر اُس پر ڈال دیا جائے گا اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔[468]

پس دیکھ اس دن تیری مصیبت کا کیا عالم ہو گا کیونکہ پہلے تو تیری کوئی نیکی ریاکاری اور شیطانی مکر و فریب سے سلامت نہیں بالفرض اتنی طویل مدت میں کوئی ایک آدھ سلامت بھی ہوئی تو حقدار اس کی طرف لپک پڑیں گے اور اسے لے لیں گے اور قسمت سے اگر تو اپنا محاسبہ کر بھی لے اس حال میں کہ تو دن بھر لگاتار روزے رکھنے والا اور رات کو عبادت کرنے والا ہو تو یقیناً تو جان لے گا کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرا جس میں تو نے مسلمانوں کی غیبت نہ کی ہو جو تیری تمام نیکیوں کو کھا گئی، اب بقیہ گناہوں مثلاً حرام، مشتبہات اور عبادات کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جس دن سینگ والے جانور سے بے سینگ والے جانورں کا بدلہ لیا جائے گا اس دن تو حقوق سے خلاصی کی امید کیسے رکھ سکتا ہے؟

دو بکریوں کے درمیان فیصلہ:

حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ نامدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیکھا کہ دو بکریاں لڑ رہی ہیں، ارشاد فرمایا: اے ابوذر! جانتے ہو یہ کیوں لڑ رہی ہیں؟ میں نے عرض کی: نہیں۔ ارشاد فرمایا: "لیکن **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ جانتا ہے اور قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔"[469]

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے:

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓىِٕرٍ يَّطِيْرُ　　ترجمۂ کنزالایمان: اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ

468... مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، ص۱۳۹۴، حدیث: ۲۵۸۱

469... مسند ابی داؤد الطیالسی، احادیث ابی ذر الغفاری، ص۶۵، حدیث: ۴۸۰

Go To Index

بِجَنَاحَيۡهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمۡثَالُكُمۡ ؕ (پ۷،الانعام:۳۸) کوئی پرند کہ اپنے پروں اڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں۔

حضرت سیّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کے تحت فرماتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا یعنی چوپائے، چرند پرند اور تمام مخلوق کو۔ مزید فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا عدل یہاں تک پہنچے گا کہ سینگ والی بکری سے بے سینگ والی کا بدلہ لیا جائے گا پھر ربّ تعالٰی فرمائے گا: مٹی ہو جا۔ پس اس وقت کافر کہے گا: ہائے میں کسی طرح خاک ہو جاتا۔[470]

اے مسکین! اس دن تیرا کیا حال ہو گا جب تو اپنے نامۂ اعمال کو ان نیکیوں سے خالی دیکھے گا جن کے لئے عمر بھر تو نے مشقت کی، پس تو کہے گا: میری نیکیاں کہاں ہیں؟ تجھے کہا جائے گا: تیرے حقداروں کے نامہ اعمال میں ڈال دی گئی ہیں۔ تو دیکھے گا کہ تیرا نامہ اعمال ایسی برائیوں سے بھرا ہوا ہے جن سے صبر کرنے میں تیری تھکان طویل اور ان سے بچنے میں تیری تکلیف شدید ہو گئی تھی پس تو کہے گا: اے میرے ربّ! میں نے تو یہ گناہ کبھی نہیں کئے! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: یہ ان لوگوں کے گناہ ہیں جن کی تو نے غیبت کی، جنہیں گالی دی، جن کے متعلق بدگمانی رکھی اور خرید و فروخت، ہمسائیگی، گفتگو، مناظرہ و بات چیت، درس و تدریس اور دیگر معاملات میں جن پر زیادتی کی۔

ظلم ہلاکت میں ڈالنے والا ہے:

حضرت سیّدُنا ابن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضور سیّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک شیطان سرزمین عرب میں بتوں کی پوجا کیے جانے سے مایوس ہو گیا لیکن عنقریب وہ اس سے کمتر کاموں پر تم سے خوش ہو جائے گا اور وہ کام ہلاکت میں ڈالنے والے ہیں لہٰذا جس قدر ہو سکے ظلم سے بچو کیونکہ بندہ قیامت کے دن پہاڑوں کی مثل عبادات کے ساتھ آئے گا اور خیال کرے گا کہ یہ اسے ضرور نجات دلا دیں گے، اتنے میں ایک شخص آئے گا اور عرض کرے گا: اے میرے ربّ! فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ پس ربّ تعالٰی فرمائے گا: اس کی نیکیوں میں سے مٹا دو۔ سلسلہ یونہی چلتا رہے گا حتّٰی کہ اس

470...المستدرك، كتاب التفسير، تفسير سورة الانعام، ۳/ ۴۳، حديث:۳۲۸۴

تفسير عبد الرزاق، سورة الانعام، ۲/ ۴۶، حديث:۷۸۶

Go To Index

کے پاس ایک نیکی بھی نہ بچے گی، اس کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جو بیابان میں پڑاؤ کریں اور ان کے پاس لکڑیاں نہ ہوں لہٰذا وہ بکھر کر لکڑیاں جمع کر لائیں اور آن کی آن میں ایک بڑی آگ جلا کر اپنا مقصد پورا کرنے میں لگ جائیں۔ یہی حال گناہوں کا بھی ہے۔(471)

معاملہ بہت سخت ہے:

جب یہ آیتِ طیبہ نازل ہوئی: اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ (پ۲۳، الزمر: ۳۰، ۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے۔

تو حضرت سیِّدُنا زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: "یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا خاص گناہوں کے علاوہ ہمارے آپس کے معاملات بھی دوبارہ ہم پر ظاہر ہوں گے؟" آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "ہاں تم پر دوبارہ ظاہر کئے جائیں گے حتّٰی کہ تم ہر حقدار کو اس کا حق ادا کرو گے۔" سیِّدُنا زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "قسم خدا کی! معاملہ بہت سخت ہے۔"(472)

پس اس دن کی سختی بہت بڑی ہے جس میں ایک قدم سے بھی چشم پوشی نہ کی جائے گی اور نہ ہی کوئی تھپڑ یا کوئی بات معاف کی جائے گی یہاں تک کہ ظالم سے مظلوم کا انتقام لے لیا جائے۔

حضرت سیدنا انس(473) رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بندوں کو ننگے گرد آلود بدن، اور بے سروسامان جمع فرمائے گا۔ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم "بُھْمًا" سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ لوگ

471... مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عبد اللہ بن مسعود، ۴/ ۳۸۱، حدیث: ۵۱۰۰

شعب الایمان للبیھقی، باب فی معلجۃ کل ذنب بالتوبۃ، ۵/ ۴۵۵، حدیث: ۷۲۶۳

472... المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الزبیر بن العوام، ۱/ ۳۵۳، حدیث: ۱۴۳۴

473... علامہ سیِّد محمد مرتضٰی زبیدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: تمام نسخوں میں حضرت سیِّدُنا انس کا ذکر ہے اور یہ غلط ہے جبکہ درست یہ ہے کہ اس کے راوی حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن اُنَیس ہیں۔ (اتحاف السادۃ المتقین، ۱۴/ ۴۸۱)

Go To Index

جن کے پاس کچھ نہ ہو، پھر انہیں ان کا ربّ تعالیٰ پکارے گا اس پکار کو دور والا بھی ایسے سنے گا جیسے قریب والا سنتا ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، میں فیصلہ کرنے والا ہوں، کوئی جنتی اور کوئی دوزخی جس پر کسی کا حق ہو اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک میں اس سے بدلہ نہ لے لوں حتّٰی کہ ایک تھپڑ کا بھی۔ ہم نے عرض کی: ہم تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ننگے گرد آلود بدن اور بے سر وسامان کی حالت میں حاضر ہوں گے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: نیکیوں اور گناہوں کے ذریعے (بدلہ لیا جائے گا)۔ [474]

لہٰذا اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندو! ڈرو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اور لوگوں کے مال لے کر ان پر ظلم کرنے، ان کی عزتوں کے درپے ہونے، ان کے دلوں کو تنگ کرنے اور ان کے ساتھ بداخلاقی کرنے سے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور بندے کے مابین جو معاملہ ہے وہ خاص ہے اور اس کی مغفرت بھی جلدی ہو جائے گی جبکہ جس پر کئی حقوق جمع ہوں اور وہ ان سب سے توبہ بھی کر چکا ہو لیکن حقداروں سے معاف کروانا اس کے لئے مشکل ہو تو اسے چاہئے کہ بدلے کے دن کے لئے اپنی نیکیوں میں اضافہ کرے اور بعض نیکیاں کمالِ اخلاص کے ساتھ اس طرح کرے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کو ان کی خبر نہ ہو، اب امید ہے کہ یہ نیکیاں اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے قریب کر دیں اور وہ ربّ تعالیٰ کے اس لطف و کرم کو پالے جسے اس نے اپنے محبوب مؤمنین کے واسطے حقداروں کے حقوق کو دور کرنے کے لئے جمع فرما رکھا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ صلح کرواتا ہے:

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک دن بیٹھے بیٹھے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ مسکرا دیے حتّٰی کہ آپ کے اوپر کے دو دانت ظاہر ہو گئے، سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: یا رسولَ **اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مسکرانے کا سبب کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: میرے دو امتی **اللہ** ربّ العزت کی بارگاہ میں پیش کیے گئے تو ان میں سے ایک نے کہا: اے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ! مجھے میرے بھائی سے میرا حق دلا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دوسرے سے ارشاد

474...المستدرك، كتاب الاهوال، باب موت ابن وهب بسمع كتاب الاهوال، ٥/ ٧٩٣، حديث: ٨٧٥٥
الجامع لاخلاق الراوي وآداب السامع للخطيب البغدادي، باب الرحلة في الحديث...الخ، ٢/ ٢٢٥، حديث: ١٦٨٦

Go To Index

فرمایا: اپنے بھائی کو اس کا حق دے۔ کہنے لگا: باری تعالیٰ! میری نیکیوں میں سے تو کچھ بھی نہیں بچا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے طلبگار سے فرمایا: اب تم کیا کرو گے اس کی نیکیوں میں سے تو کچھ بھی نہیں بچا؟ اس نے عرض کی: یاربّ عَزَّوَجَلَّ! یہ میرے گناہوں میں سے کچھ بوجھ اٹھا لے۔ راوی کہتے ہیں: رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چشمانِ مبارک سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر فرمایا: بے شک وہ بہت بڑا دن ہے، ایسا دن جس میں لوگ محتاج ہوں گے کہ کوئی ان کے گناہوں کا بوجھ اٹھا لے۔ ارشاد فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے طلبگار سے فرمایا: اپنا سر اٹھا اور جنتوں کو دیکھ۔ چنانچہ اس نے اپنا سر اٹھایا تو کہنے لگا: اے میرے ربّ! میں چاندی کے بلند شہر اور موتی جڑے سونے کے محلات دیکھ رہا ہوں یہ کس نبی اور کس صدیق کے لئے ہیں؟ یا پھر کس شہید کے لئے ہیں؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: اس کے لئے جو مجھے ان کی قیمت دے۔ بندے نے عرض کی: یاربّ عَزَّوَجَلَّ! ان کی قیمت کا مالک کون ہو سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: تو ہو سکتا ہے۔ اس نے عرض کی: وہ کیسے؟ ارشاد ہوا: اپنے بھائی کو معاف کرنے سے۔ طلبگار نے کہا: اے میرے ربّ! بلاشبہ میں نے اپنے بھائی کو معاف کیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جا۔ اس کے بعد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** سے ڈرو اور اپنے مابین صلح رکھو بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مؤمنین کے درمیان صلح کرواتا ہے۔[475]

یہ تنبیہ ہے اس بات پر کہ یہ مرتبہ اخلاقِ الٰہی کے اپنانے کے بعد ہی حاصل ہو سکتا ہے اور وہ ہے آپس میں صلح رکھنا اور یونہی دیگر تمام اخلاق بھی۔

اب تو ذرا اپنے بارے میں سوچ کہ اگر تیرا اعمال نامہ لوگوں کے حقوق سے خالی ہو یا پھر تجھ پر لطف و کرم کرتے ہوئے تجھے معاف کر دیا جائے اور تجھے ہمیشہ کی خوش بختی کا یقین ہو جائے تو اس عدالت سے واپسی پر تیری خوشی کا کیا عالم ہو گا! تجھے رضا کا لباس پہنایا جائے گا اور تو ایسی سعادت کے ساتھ لوٹے گا جس کے بعد کوئی شقاوت نہیں، تیرے لئے ایسی نعمتیں ہوں گی جن کے گرد فنا نہیں، اب تو خوشی و سرور سے تیرا دل پرواز کرے گا اور تیرا چہرہ ایسا روشن و چمکدار ہو جائے گا گویا چودھویں کا چاند چمک رہا ہو، ذرا سوچ تو سر

475... موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب حسن الظن باللہ، ۱/۱۰۹، حدیث: ۱۱۷

المستدرک، کتاب الاھوال، باب اذا لم یبق من الحسنات...الخ، ۵/ ۷۹۵، حدیث: ۸۷۵۸

Go To Index

اٹھا کر لوگوں کے درمیان چل رہا ہو گا، تیری پیٹھ گناہوں کے بوجھ سے خالی ہو گی نعمتوں کی تازہ ہوا کے جھونکے اور رضائے الٰہی کی ٹھنڈک تیری پیشانی میں جگمگا رہی ہو گی، اگلی پچھلی تمام مخلوق تیرے حال کو دیکھ رہی ہو گی اور تیرے حسن و جمال پر رشک کرے گی، فرشتے تیرے آگے پیچھے چل رہے ہوں گے اور وہ تمام لوگوں کے سامنے اعلان کریں گے کہ یہ فلان بن فلاں ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے راضی ہوا اور اس کو راضی کیا یہ ایسا خوش بخت ہوا کہ اب کبھی بد بخت نہ ہو گا۔

اب تو ہی بتا ریاکاری و منافقت اور بناوٹ و آرائش کے ذریعے دنیا میں لوگوں کے دلوں میں جو جگہ تو بنا رہا ہے کیا یہ منصب اس سے عظیم تر نہیں؟ پس اگر تو جانتا ہے کہ یہ منصب اس سے بہتر ہے بلکہ اُس کو اِس سے کوئی نسبت ہی نہیں تو پھر ستھرے اخلاص اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ اپنے معاملات میں سچی نیت کے ساتھ اس مقام و منصب کو پانے کی کوشش کر کیونکہ اسی کے ذریعہ تو اس مقام تک پہنچ سکتا ہے۔

ایک نہیں بلکہ بہت موتیں مانگو:

مَعَاذَاللہ اگر معاملہ دوسرا ہوا یعنی تیرے اعمال نامے میں سے ایسے گناہ نکلے جنہیں تو ہلکا سمجھتا تھا حالانکہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں بڑے تھے تو انہی کے سبب وہ تجھ پر ناراض ہوا اور فرمایا: اے برائی کے بندے! تجھ پر میری لعنت ہے میں تیری عبادت کو قبول نہیں کرتا، پس یہ سنتے ہی تیرا چہرہ سیاہ ہو جائے گا اور غَضَبِ الٰہی کے سبب فرشتے بھی تجھ پر غضبناک ہو کر کہیں گے: تجھ پر ہماری اور تمام مخلوق کی لعنت، اب جہنم کے فرشتے اپنے خالق کے غضب کو دیکھ کر تجھ پر غضبناک ہوتے ہوئے آگے بڑھیں گے اور انتہائی غصے اور ناپسندیدہ صورتیں لئے تجھ پر جھپٹیں گے پھر تیری پیشانی پکڑ کر تمام مخلوق کے سامنے تجھے گھسیٹیں گے اور سب لوگ تیرے چہرے کی سیاہی اور تیری ظاہر ہوتی ذلت و رسوائی کو دیکھ رہے ہوں گے جبکہ تو موت مانگ رہا ہو گا اور وہ تجھ سے وہ بات کہیں گے جو قرآن نے بیان فرمائی کہ:

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا (۱۴) (پ۱۸، الفرقان: ۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: فرمایا جائے گا آج ایک موت نہ مانگو اور بہت سی موتیں مانگو۔

فرشتے پکار کر کہیں گے: یہ فلاں بن فلاں ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کی ذلت و رسوائی کو ظاہر کیا اور اس

Go To Index

کے برے اعمال کے سبب اس پر لعنت فرمائی پس یہ ایسا بد بخت ہوا ہے کہ اب کبھی خوش بخت نہ ہو گا۔

ممکن ہے اس بد بختی کا سبب تیرے وہ گناہ ہوں جو تو نے لوگوں سے چھپ کر کئے یا ان کے دلوں میں جگہ بنانے کی خاطر کئے یا پھر ان کے نزدیک ذلت ورسوائی سے بچنے کے لئے کئے۔ تو کتنا بڑا جاہل ہے کہ ختم ہونے والی دنیا میں بندگانِ خدا کے سامنے ذلت سے بچتا ہے اور اس جم غفیر کے سامنے بڑی ذلت کا کوئی خوف نہیں رکھتا یہی نہیں بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی، اس کے دردناک عذاب اور فرشتوں کے ہاتھوں جہنم کی طرف جانے کا بھی تجھے کوئی ڈر نہیں۔ تیرے یہ احوال ہیں جبکہ تجھے اس سے بڑے خطرے کا بھی کوئی شعور نہیں اور وہ پل صراط کا خطرہ ہے۔

باب نمبر9: **پل صراط کی کیفیت**

ان ہولناکیوں کے بعد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ان فرامین میں غور کر:

(1)...يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا (۸۵) وَّ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا (۸۶) (پ۱۶،مریم:۸۵، ۸۶)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن ہم پرہیز گاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے۔

(2)...مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ (۲۳) وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ (۲۴) (پ۲۳،الصّٰفّٰت:۲۳، ۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: ان سب کو ہانکو راہ دوزخ کی طرف اور انھیں ٹھہراؤ ان سے پوچھنا ہے۔

پس ان ہولناکیوں کے بعد لوگ صراط کی طرف ہانکے جائیں گے، وہ جہنم کے اوپر بنایا گیا ایک پل ہے جو تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہے۔ لہذا جو اس جہاں میں صراط مستقیم پر ثابت قدم رہا وہ پل صراط پر ہلکا ہو گا اور نجات پائے گا اور جو دنیا میں سیدھے راستے سے پھرا اور اپنی پیٹھ پر نافرمانیوں اور گناہوں کا بوجھ لادا تو وہ پہلے قدم ہی میں پل صراط سے پھسل کر گر جائے گا۔

پس سوچ اس وقت تیرا دل کس قدر گھبرائے گا جب تو پل صراطِ اور اس کی باریکی کو دیکھے گا پھر تیری نظر

Go To Index

اس کے نیچے انتہائی سیاہ جہنم پر پڑے گی پھر تیرے کانوں سے آگ کے بھڑکنے اور جوش مارنے کی آواز ٹکرائے گی پھر تیری حالت کمزور، دل پریشان، قدم لرزیدہ اور پیٹھ پر اس قدر بوجھ کہ زمین پر بھی نہ چلنے دے، پل صراط کی باریکی کا کیا کہنا اس کے باوجود تجھے پل صراط پر چلنا پڑے گا، اس وقت تیری کیا حالت ہو گی جب تو اپنا ایک قدم اس پر رکھے گا تو تجھے اس کی تیزی محسوس ہو گی لیکن تو دوسرا قدم اٹھانے پر بھی مجبور ہو گا اور لوگ تیرے سامنے پھسل پھسل کر گر رہے ہوں گے اور دوزخ کے فرشتے انہیں لوہے کے کانٹوں اور آنکڑوں سے لے رہے ہوں گے اور تو ان کو دیکھے گا کہ کس طرح وہ اپنے سر دوزخ کی طرف اور پاؤں اوپر کو کیے نیچے گر رہے ہوں گے، آہ! کس قدر خوفناک منظر ہو گا چڑھنے کی جگہ انتہائی دشوار اور گزر گاہ انتہائی تنگ ہو گی۔

بس کاش ہی کاش رہ جائے گی:

اب تو اپنی حالت کی طرف دیکھ کہ تو اس پل کی طرف بڑھ رہا ہو گا اور اس پر چڑھے گا، تیری پیٹھ تیرے گناہوں کے بوجھ تلے دبی ہو گی اور تو دائیں بائیں لوگوں کو دیکھے گا کہ جہنم میں گر رہے ہوں گے جبکہ غمخوارِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمارہے ہوں گے: ''یَارَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ یعنی اے میرے رب ان کو بچالے بچالے۔ پل صراط سے کثیر لوگوں کے پھسلنے کے سبب تجھے جہنم کی گہرائی سے تباہی و بربادی کی چیخ و پکار سنائی دے گی، اب اگر تیری ندامت نے تجھے کچھ نفع نہ دیا اور تیرا قدم بھی پھسل گیا تو بتا کیسا منظر ہو گا؟ اب تو موت موت پکارے گا اور کہے گا: اس دن سے تو میں ڈرتا تھا، کاش! میں اپنی اس زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجتا، کاش! میں نبی کے طریقے پر چلتا، ہائے میری خرابی، کاش! کسی طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا، کاش! میں مٹی ہوتا، کاش! میں بھولی بسری چیز ہوتا، ہائے کاش! میری ماں نے ہی مجھے نہ جنا ہوتا۔ اس وقت تجھے آگ کے شعلے اچک لیں گے اور ایک پکارنے والا کہے گا: دھتکارے پڑے رہو اس میں اور بات نہ کرو۔ اب رونے دھونے، چیخنے چلانے اور مدد مانگنے کے سوا کوئی راستہ نہ ہو گا، جب یہ سارے خطرے تیرے سامنے ہوں گے تو بتا اس وقت تو اپنی عقل کو کیسا دیکھتا ہے؟ اگر تو ان سب پر ایمان نہیں رکھتا تو پھر تو کفار کے ساتھ درکاتِ جہنم میں ہمیشہ رہنا چاہتا ہے اور اگر تو ایمان رکھتا ہے لیکن اس سے غفلت اور اس کی تیاری کے معاملے میں سستی کا شکار ہے تو تیرا نقصان اور سرکشی بہت بڑی ہے، تیرا ایسا ایمان تجھے کیا فائدہ دے گا جو

Go To Index

تجھے گناہ چھوڑنے اور عبادات کرنے کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی پر بھی نہیں ابھار رہا! اگر تیرے سامنے صرف پل صراط کی ہولناکی اور اس پر سے گزرنے کا دل دہلا دینے والا خطرہ ہی ہو اگرچہ تو سلامتی کے ساتھ گزر بھی جائے تو پھر بھی یہ ڈر وخوف کیا تیری کمر توڑنے کے لیے کم ہے؟

سب کی پکار اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ:

رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: پل صراط جہنم کی پُشت پر قائم کیا جائے گا اور میں سب سے پہلے اپنی امت کے ساتھ وہاں سے گزوں گا اس وقت صرف رسول ہی کلام کر سکیں گے اور ہر رسول کی یہی پکار ہو گی: اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ بچالے! اے اللہ عَزَّوَجَلَّ بچالے! اور جہنم میں سَعْدان کے کانٹوں کی مثل کانٹے ہوں گے، کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ عرض کی گئی: جی ہاں، یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ارشاد فرمایا: وہ ہوں گے تو سعدان کے کانٹوں کے جیسے لیکن کتنے بڑے ہوں گے یہ صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی جانتا ہے، وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب اچک لیں گے ان میں سے بعض تو اپنے عمل کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے اور بعض رائی کے دانے جتنے ہو جائیں گے پھر نجات پائیں گے۔[476]

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ غمخوارِ اُمَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”لوگ جہنم کے پل پر سے گزریں گے تو اس پر موجود لوہے کے کانٹے اور آنکڑے دائیں بائیں سے انہیں اچک لیں گے اور پل کے دونوں طرف فرشتے ہوں گے جو پکاریں گے: اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ بچالے! اے اللہ عَزَّوَجَلَّ بچالے! لوگوں میں سے بعض بجلی کی طرح گزر جائیں گے، بعض تیز ہوا کی طرح گزریں گے، بعض تیز رفتار گھوڑے کی مانند پل پار کریں گے، کچھ دوڑ رہے ہوں گے، کچھ چل رہے ہوں گے، بعض گھٹنوں کے بل چلیں گے اور کچھ سرین کے بل گھسٹتے ہوں گے اور جو دوزخی دوزخ میں رہیں گے نہ وہ مریں گے نہ جئیں گے اور جن لوگوں کی گناہوں اور خطاؤں کے سبب پکڑ ہو گی وہ جل کر کوئلہ بن جائیں گے پھر شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔“ راوی نے اس حدیث کو آخر تک ذکر کیا ہے۔[477]

476... بخاری، کتاب الاذان، باب فضل السجود، ۱/ ۲۸۲، حدیث: ۸۰۶

477... مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی سعید الخدری، ۱/ ۵۲۹، حدیث: ۱۲۴۸

Go To Index

پاؤں کے انگوٹھے جتنا نور:

حضرت سیِّدُنا ابن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اَکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ تمام اگلوں اور پچھلوں کو ایک معلوم دن کی میعاد پر 40 سال تک کے لئے جمع فرمائے گا وہ آسمان پر نگاہیں جمائے فیصلے کے منتظر ہوں گے۔ راوی نے حدیث بیان کی حتّٰی کہ مؤمنین کے سجدہ کرنے کا ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ مؤمنین سے ارشاد فرمائے گا: اپنے سروں کو اٹھاؤ۔ وہ اپنے سروں کو اٹھائیں گے تو انہیں ان کے اعمال کے حساب سے نور عطا کیا جائے گا، کچھ ایسے ہوں گے جنہیں بڑے پہاڑ کی مثل نور دیا جائے گا جو ان کے آگے آگے دوڑے گا، بعض کو اس سے کچھ چھوٹا نور عطا کیا جائے گا، کچھ کو کھجور کے درخت جتنا نور دیا جائے اور بعض کو اس سے بھی کم دیا جائے گا یہاں تک کہ ان میں سب سے آخری کو اس کے پاؤں کے انگوٹھے جتنا نور دیا جائے گا کبھی وہ روشن ہو گا اور کبھی بجھ جائے گا جب روشن ہو گا تو بندہ قدم اٹھا کر آگے بڑھے گا اور جب وہ بجھے گا تو بندہ بھی کھڑا ہو جائے گا۔ پھر ان کے نور کے حساب سے ان کا پل صراط سے گزرنا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: کچھ تو ایسے ہوں گے جو پلک جھپکنے میں گزر جائیں گے، کچھ کا گزر بجلی چمکنے کی مقدار میں ہو جائے گا، بعض بادلوں کی رفتار سے گزریں گے، بعض ستاروں کے ٹوٹنے کی طرح گزریں گے، بعض دوڑتے گھوڑے کی طرح گزر جائیں گے اور کچھ کا گزر آدمی کے دوڑنے کی مثل ہو گا یہاں تک کہ جسے پاؤں کے انگوٹھے جتنا نور عطا کیا گیا وہ اپنے چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کے بل گھسٹتا ہوا جائے گا ایک ہاتھ کو کھینچے گا تو دوسرا اٹک جائے گا اور ایک پاؤں اٹکے گا تو دوسرے کو کھینچے گا آگ اس کے پہلوؤں تک پہنچ جائے گی، وہ اسی طرح کرتا رہے گا حتّٰی کہ خلاصی پا جائے گا جب پل پار ہو جائے گا تو وہیں رک جائے گا پھر کہے گا: تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں یقیناً اس نے مجھے وہ عطا کیا جو کسی اور کو نہ دیا کیونکہ اس نے مجھے دوزخ سے نجات دی حالانکہ میں اسے دیکھ چکا تھا، پس اسے جنت کے دروازے کے پاس ایک کنوئیں پر لے جا کر غسل دیا جائے گا۔[478]

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ شافع محشر، ساقی کوثر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: پل صراط تلوار کی طرح تیز یا فرمایا: بال کی طرح باریک ہے، بے شک فرشتے مومن مردوں اور عورتوں

478...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، ٦/ ٣٢٢، ٣٢٣، حدیث: ٣١

Go To Index

کو بچائیں گے اور جبریل عَلَیْہِ السَّلَام میری کمر پکڑے ہوں گے اور میں کہوں گا: ''یَارَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ یعنی اے میرے ربّ! سلامت رکھ سلامت رکھ۔'' جبکہ پھسلنے والے مرد اور پھسلنے والی عورتیں بہت زیادہ ہوں گے۔[479]

اللہ عَزَّوَجَلَّ بندے پر دو خوف جمع نہیں فرماتا:

یہ پل صراط کی ہولناکیاں اور مصائب ہیں لہٰذا ان میں زیادہ غور و فکر کر کیونکہ جو دنیا میں رہ کر قیامت کے بارے میں زیادہ غور وفکر کرے گا وہ ان ہولناکیوں سے زیادہ محفوظ رہے گا، بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بندے پر دو خوف جمع نہیں فرماتا لہٰذا جو دنیا میں ان ہولناکیوں کا خوف رکھے گا وہ آخرت میں ان سے محفوظ رہے گا اور خوف سے میری مراد عورتوں کی طرح رونا دھونا نہیں کہ آنکھیں آنسو بہائیں اور سماع کے وقت دل نرم ہو جائے پھر عنقریب تم اسے بھول کر اپنے کھیل کود میں مشغول ہو جاؤ اس حالت کو خوف سے کوئی تعلق نہیں بلکہ جو شخص جس چیز کا خوف رکھتا ہے اس سے بھاگتا ہے اور جس چیز کی امید رکھتا ہے اس کو طلب کرتا ہے لہٰذا تجھے وہی خوف نجات دے گا جو تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی سے روکے اور اس کی عبادت و فرمانبرداری پر ابھارے۔

عورتوں کی رِقَّتِ قلبی سے بڑھ کر بے وقوفوں کا خوف ہے، جب وہ ان ہولناکیوں کے بارے میں سنتے ہیں تو استعاذہ (پناہ مانگنا) ان کی زبانوں پر جاری ہو جاتا ہے اور کہتے ہیں: ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے مدد کے طلب گار ہیں، ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتے ہیں، اے **اللہ**! ہمیں بچا لے بچا لے اور ساتھ ہی ان گناہوں پر بھی کمربستہ ہوتے ہیں جو ان کی ہلاکت کا سبب ہیں یہ دیکھ کر شیطان ان کے پناہ مانگنے پر ہنستا ہے جس طرح اس شخص پر ہنستا ہے جو صحرا میں ہو اور اس کے پیچھے ایک مضبوط قلعہ بھی ہو اور ایک درندہ اسے پھاڑنا چاہے، وہ شخص دور ہی سے درندے کے نوکیلے دانت اور حملے کو دیکھ لے اور صرف زبان ہی سے کہنے لگے: میں اس مضبوط قلعہ کی پناہ لیتا ہوں، میں اس کی مضبوط بنیادوں اور درودیوار سے مدد مانگتا ہوں، وہ اپنی جگہ بیٹھا یونہی کہتا رہے تو وہ قلعہ اسے درندے سے کیسے پناہ دے گا؟

اللہ والوں سے محبت سببِ نجات ہے:

یہی حال آخرت کی ہولناکیوں کا ہے اور ان کے لئے ایک ہی مضبوط قلعہ ہے اور وہ ہے سچے دل سے ''لَا

479... شعب الایمان للبیہقی، باب فی ان دار المؤمنین...الخ، ۱/۳۳۱، ۳۳۲، حدیث:۳۶۶، ۳۶۷

نوادر الاصول للحکیم الترمذی، الاصل الخامس والثلاثون والمائۃ، ۱/۵۳۳، حدیث:۷۷۰

Go To Index

اِلٰہَ اِلَّا اللہ" کہنا اور سچائی کا مطلب ہے کہ بندے کا معبود و مقصود صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی ہو اور جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا وہ سچائی سے بہت دور ہے اور بلاشبہ اس کا معاملہ بہت خطرناک ہے، اگر تو یہ سب کچھ نہیں کر سکتا تو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عاشق بن جا، ان کی سنتوں کی تعظیم کا حریص ہو جا، ان کی امت کے صالحین کے دلوں کی رعایت کا شوقین بن جا اور ان کی دعاؤں سے برکت حاصل کر امید ہے تجھے شفیع محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یا پھر ان صالحین کی شفاعت میں سے حصہ نصیب ہو جائے اور اسی کے سبب تو نجات پا جائے اگرچہ تیری پونجی تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔

باب نمبر10: شفاعت کی کیفیت

جان لو کہ جب مؤمنین کے کئی گروہوں پر جہنم واجب ہو چکا ہو گا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل سے ان کے حق میں انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور صدیقین کی شفاعت قبول فرمائے گا بلکہ علما اور نیک لوگوں کی شفاعت بھی اور ہر وہ شخص جس کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں کچھ مقام حاصل ہے اور اس کا معاملہ اچھا ہے تو اسے بھی اپنے گھر والوں، رشتہ داروں، دوستوں اور جان پہچان والوں کی شفاعت کا حق حاصل ہو گا لہٰذا تم ان کے نزدیک رُتبۂ شفاعت حاصل کرنے کے حریص ہو جاؤ، اس کی صورت یہ ہے کہ کسی آدمی کو حقیر نہ جانو کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنی ولایت کو اپنے بندوں میں چھپا رکھا ہے ممکن ہے تمہاری نگاہیں جسے معمولی سمجھتی ہوں وہ **اللہ** کا ولی ہو اور کبھی کسی گناہ کو چھوٹا نہ جانو کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے غضب کو اپنی نافرمانی میں چھپا رکھا ہے ممکن ہے اسی چھوٹے گناہ میں ربّ تعالٰی کی ناراضی پوشیدہ ہو اور کبھی کسی نیک کو چھوٹا مت سمجھو کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنی رضا کو اپنی اطاعت میں پوشیدہ رکھا ہے ممکن ہے اسی نیکی میں ربّ کی رضا ہو اب وہ نیکی چاہے اچھی بات ہو، ایک لقمہ ہو، اچھی نیت ہو یا پھر ان جیسی کوئی دوسری نیکی ہو۔ قرآنِ مجید اور احادیثِ

مُبارَکہ میں شفاعت کے کثیر دلائل موجود ہیں۔ چنانچہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰىؕ(۵) (پ۳۰،الضحٰی:۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

Go To Index

خدا چاہتا ہے رضائے محمد:

حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص[480] رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے قول اور حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کے قول پر مشتمل آیات مبارکہ کی تلاوت فرمائی، چنانچہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا تھا رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۳۶) (پ۱۳،ابراھیم:۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے رب بے شک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیے تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہانہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اور حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی تھی:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ (پ۷،المآئدۃ:۱۱۸) ترجمۂ کنزالایمان: اگر تو انھیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں۔

پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور فرمایا: اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ یعنی میری امت میری امت، پھر آپ کے آنسو رواں ہو گئے۔ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے فرمایا: اے جبریل! محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے پاس جاؤ اور دریافت کرو کہ انہیں کس چیز نے رلا دیا؟ چنانچہ جبریل امین حاضرِ خدمت ہوئے سبب پوچھا تو آپ نے بتا دیا (کہ غمِ امت میں رو رہا ہوں)۔ حالانکہ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ خوب جانتا ہے۔ ربّ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے پاس جاؤ اور ان سے کہو: بلاشبہ عنقریب ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کریں گے اور ہم آپ کو ناراض نہ کریں گے۔[481]

پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پانچ خصوصیات:

حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے

480... علامہ سیِّد محمد مرتضٰی زبیدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: مذکورہ روایت تمام نسخوں میں حضرت سیِّدُنا عمرو بن عاص سے مروی ہے جبکہ درست یہ ہے کہ اس کے راوی آپ کے بیٹے حضرت سیِّدُنا عبد اللہ ہیں۔ (اتحاف السادۃ المتقین، ۱۴/ ۴۹۹)

481... مسلم، کتاب الایمان، باب دعاء النبی لامتہ وبکائہ شفقۃ علیھم، ص۱۳۰، حدیث: ۲۰۲

Go To Index

کسی کو نہیں دی گئیں: (۱) ایک ماہ کی مسافت کے رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی (۲) میرے لئے مالِ غنیمت حلال کیا گیا حالانکہ مجھ سے پہلے وہ کسی کے لئے حلال نہیں تھا (۳) میرے لئے تمام زمین کو سجدہ گاہ اور مٹی کو پاک بنایا گیا لہٰذا میرے کسی امتی کو نماز کا وقت ہو جائے تو وہیں نماز پڑھ لے (۴) مجھے منصبِ شفاعت عطا کیا گیا (۵) ہر نبی کو ایک خاص قوم کی طرف مبعوث کیا گیا جبکہ مجھے تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا۔[482]

حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَہُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِہِمْ مِنْ غَیْرِ فَخْرٍ یعنی جب قیامت کا دن ہو گا تو میں تمام نبیوں کا امام اور ان کی طرف سے کلام کرنے والا اور تمام لوگوں کا شفیع ہوں گا مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔[483]

حضور سیّدِ عالَم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَنَا سَیِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ عَنْہُ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ بِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ تَحْتَہٗ اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَہٗ یعنی میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں اور میں وہ پہلا شخص ہوں جس کے لئے زمین (یعنی قبر) کھلے گی، میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور میری ہی شفاعت سب سے پہلے قبول ہو گی، لواء الحمد (حمدِ باری تعالیٰ کا جھنڈا) میرے ہی ہاتھ میں ہو گا آدم (عَلَیْہِ السَّلَام) اور ان کے علاوہ سب اس کے نیچے ہوں گے۔[484]

محبوبِ خدا، محمدِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ مُّسْتَجَابَۃٌ فَاُرِیْدُ اَنْ اَخْتَبِیءَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَۃً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی ہر نبی کے لئے ایک مقبول دعا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے چھپا کر رکھوں۔[485]

یارب عَزَّوَجَلَّ! میری امت:

حضرت سیّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جناب سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: انبیا کے لئے سونے کے منبر رکھے جائیں گے جن پر وہ بیٹھیں گے میرا منبر باقی رہ

482... مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، ص۲۶۵، حدیث: ۵۲۲

483... سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الشفاعۃ، ۴/ ۵۲۷، حدیث: ۴۳۱۴

484... سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الشفاعۃ، ۴/ ۵۲۲، حدیث: ۴۳۰۸ ...... المعجم الکبیر، ۱۳، ۱۴/ ۱۲۱، حدیث: ۳۹۹

485... مسلم، کتاب الایمان، باب اختباء النبی دعوۃ الشفاعۃ لامتہ، ص۱۲۸، ۱۲۹، حدیث: ۱۹۸، ۱۹۹

Go To Index

جائے گا میں اس پر نہیں بیٹھوں گا بلکہ اپنے ربّ کے حضور جم کر کھڑا رہوں گا صرف یہ خوف کرتے ہوئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے تو جنت میں بھیج دیا جائے اور میری امت میرے پیچھے رہ جائے لہٰذا میں عرض کروں گا: یاربّ! میری امت۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: اے محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں آپ کی امت کے ساتھ کیسا سلوک کروں؟ میں کہوں گا: یاربّ! ان کا حساب جلد فرما دے، پس میں شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے ان لوگوں کا اجازت نامہ مل جائے جنہیں جہنم کی طرف بھیج دیا گیا ہے حتّٰی کہ جہنم پر مقرر فرشتہ حضرت مالک عَلَیْہِ السَّلَام کہیں گے: اے محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جہنم نے آپ کی امت کے حق میں آپ کے رب عَزَّوَجَلَّ کے غضب کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔[486]

ساقیِ کوثر، شفیعِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک میں روزِ قیامت روئے زمین کے پتھروں اور ڈھیلوں سے زیادہ لوگوں کی شفاعت کروں گا۔[487]

روزِ قیامت بارگاہِ مصطفٰے میں حاضری:

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں (بکری) کا بازو پیش کیا گیا اور آپ کو یہ پسند بھی تھا، چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے تناول فرمایا اور ارشاد فرمایا: میں قیامت کے دن تمام رسولوں کا سردار ہوں گا اور تم جانتے ہو اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمام اگلوں پچھلوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا، نگاہ ان کو آر پار کر جائے گی اور سورج قریب ہو گا لوگوں پر ایسی پریشانی و غم ہو گا جسے وہ سہہ نہ سکیں گے پس لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے: کیا تم دیکھتے نہیں کہ کس مصیبت میں گرفتار ہو کسی ایسے کو تلاش کیوں نہیں کرتے جو تمہارے رب کے حضور تمہاری شفاعت کرے؟ کچھ لوگ کہیں گے: تمہیں ضرور آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس جانا چاہئے لہٰذا وہ آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: آپ ابو البشر (یعنی تمام انسانوں کے باپ) ہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے تخلیق فرمایا اور آپ میں اپنی روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا

486...المستدرک، کتاب الایمان، باب للانبیاء منابر من ذھب، ۱/ ۲۴۲، حدیث:۲۲۸

487...المعجم الاوسط، ۴/ ۱۰۴، حدیث:۵۳۶۰ ...... المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث بریدۃ الاسلمی، ۹/ ۷، حدیث:۲۳۰۰۴

Go To Index

آپ اپنے ربّ کے حضور ہماری شفاعت کر دیجئے، آپ دیکھ تو رہے ہیں کہ ہم کس قدر مصیبت سے دوچار ہیں اور کس حال کو پہنچ چکے ہیں۔ آدم عَلَیْہِ السَّلَام ان سے فرمائیں گے: آج میرا ربّ اس قدر جلال میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنے جلال میں تھا اور نہ اس کے بعد کبھی ہو گا، اس نے مجھے درخت سے منع کیا تھا لیکن میں رک نہ سکا، نفسی نفسی! مجھے اپنی فکر ہے میرے سوا کسی اور کی طرف جاؤ، جاؤ نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف جاؤ۔ لوگ نوح عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے نوح عَلَیْہِ السَّلَام آپ اہل زمین کی طرف بھیجے گئے سب سے پہلے رسول ہیں[488] اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو عَبْدًا شَکُوْرًا (یعنی بڑا شکر گزار) فرمایا ہے آپ اپنے ربّ کی بارگاہ میں ہماری سفارش کر دیجئے کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہماری کیا حالت ہو رہی ہے۔ نوح عَلَیْہِ السَّلَام فرمائیں گے: آج میرا ربّ اس قدر غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوا نہ اس کے بعد کبھی ہو گا، میرے لئے ایک دعائے مقبول تھی جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کر دی، نفسی نفسی! مجھے اپنی فکر ہے تم ابرہیم خلیلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نبی اور زمین والوں میں سے اس کے خلیل ہیں آپ اپنے ربّ کی بارگاہ میں ہماری سفارش کر دیجئے کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہماری کیا حالت ہو رہی ہے۔ آپ فرمائیں گے: آج میرا ربّ اس قدر غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوا نہ اس کے بعد کبھی ہو گا، میں نے تین مرتبہ ظاہر کے خلاف بات کی، آپ نے اپنی وہ باتیں بیان کیں اور فرمایا: نفسی نفسی! مجھے تو آج اپنی فکر ہے میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس چلے جاؤ۔ اب لوگ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام! آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ایسے رسول ہیں جنہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے رسالت اور ہم کلامی کے شرف کے ذریعے لوگوں پر فضیلت دی، آپ اپنے ربّ کی بارگاہ میں ہماری سفارش کر دیجئے کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہماری کیا حالت ہو رہی ہے۔ آپ فرمائیں گے: آج میرا ربّ اس قدر غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوا نہ اس کے بعد

488… مفسر شہیر، حکیم امت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن **مراٰۃ المناجیح، جلد7، صفحہ410** پر اس کے تحت فرماتے ہیں: زمین سے مراد نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی قوم کی زمین ہے جہاں وہ آباد تھی اور ساری کافر تھی سارے کفار کی طرف رسول پہلے آپ ہی ہیں، حضرت آدم و شیث ادریس صالح عَلَیْہِمُ السَّلَام مومنین یا مومن و کافر مخلوط کی طرف بھیجے گئے، بعض شارحین نے فرمایا کہ آپ سے پہلے حضرات نبی تھے رسول و مرسل نہ تھے پہلے رسول آپ ہی ہیں۔

Go To Index

کبھی ہو گا، میں نے ایک ایسی جان کو قتل کیا جس کے قتل کا مجھے حکم نہ دیا گیا تھا، نفسی نفسی! مجھے تو آج اپنی فکر ہے میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، تم عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس چلے جاؤ۔ اب لوگ عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں کہ اس نے مریم کی طرف بھیجا اور اس کے یہاں ایک روح ہیں اور آپ نے پنگھوڑے میں لوگوں سے کلام کیا، آپ اپنے ربّ کی بارگاہ میں ہماری سفارش کر دیجئے کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہماری کیا حالت ہو رہی ہے۔ عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام فرمائیں گے: آج میرا ربّ اس قدر غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوا نہ اس کے بعد کبھی ہو گا، آپ کسی لغزش کا ذکر نہیں فرمائیں گے، بس نفسی نفسی پکاریں گے اور کہیں گے: تم سب حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے: یا محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے سبب آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے، آپ ہماری شفاعت کر دیجئے آپ دیکھ تو رہے ہیں کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں۔

چنانچہ میں چلتے ہوئے عرش تلے آؤں گا اور اپنے ربّ کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میرے لئے اپنی حمد و ثنا میں سے ایسی چیز کھولے گا جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے نہیں کھولی گئی، پھر فرمائے گا:

''یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَکَ سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ'' یعنی اے محمد! اپنا سر اٹھایئے اور مانگیے دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ ''پس میں کہوں گا: ''اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ یَارَبِّ! اے میرے ربّ! میری امت میری امت۔ '' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: اے محمد! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں جنت کے داہنی دروازے سے داخل کریں اور باقی دروازوں میں دوسرے لوگوں کے ساتھ شریک ہوں۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جنتی دروازوں کے دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور مقام حمیر یا مکہ اور بُصریٰ (شام کا ایک شہر ''عمدۃ القاری، ۱۳/ ۱۱۶'') کے درمیان ہے۔[489]

ایک دوسری حدیث میں مندرجہ بالا مضمون بعینہٖ موجود ہے ساتھ میں سیّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی ظاہری لغزشوں کا بھی ذکر ہے ایک وہ جو آپ نے ستاروں کے بارے میں کہا تھا: یہ میرا ربّ ہے اور ایک وہ

489...بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ بنی اسرائیل، باب: ذریۃ من حملنا...الخ، ۳/ ۲۶۰، حدیث: ۴۷۱۲

Go To Index

جب آپ نے (اپنی قوم کے بتوں کو توڑنے کے بارے میں) فرمایا تھا: یہ ان کے اس بڑے نے کیا ہوگا اور ایک آپ کا یہ قول کہ میں بیمار ہونے والا ہوں۔

یہ تو حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت ہے۔

ہر نیک شخص شفاعت کرے گا:

آپ کی امت کے علما اور صالحین بھی انفرادی طور پر شفاعت کریں گے حتّٰی کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میری امت کے ایک آدمی کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ اور مُضَر کی تعداد سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے۔[490]

حضور نبیِّ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے کہ ایک شخص سے کہا جائے گا: اے فلاں کھڑا ہو جا اور شفاعت کر پس وہ کھڑا ہو جائے گا اور اپنے قبیلے، گھر والوں اور مزید چند لوگوں کے حق میں اپنے عمل کے مطابق شفاعت کرے گا۔[491]

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اہْلِ جنت میں سے ایک شخص اہْلِ جہنم کی طرف جھانکے گا تو دوزخیوں میں سے ایک شخص اسے آواز دے کر پوچھے گا: اے فلاں! کیا تم مجھے جانتے ہو؟ جنتی کہے گا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تجھے نہیں جانتا، تو کون ہے؟ دوزخی کہے گا: میں وہ شخص ہوں دنیا میں جس کے پاس سے تم گزرے تھے تو تم نے پانی مانگا تھا اور میں نے تمہیں پانی پلایا تھا۔ جنتی کہے گا: میں نے پہچان لیا۔ دوزخی بولے گا: اس کے بدلے اپنے ربّ کے ہاں میری شفاعت کرو۔ اب وہ جنتی ربّ تعالٰی کے حضور اس کی ساری بات عرض کرتے ہوئے کہے گا: میں نے اہْلِ دوزخ کی طرف جھانکا تو ان میں سے مجھے ایک شخص نے پکار کر کہا: تم مجھے پہچانتے ہو؟ تو میں نے کہا: نہیں، تم کون ہو؟ وہ بولا: میں وہ شخص ہوں دنیا میں جس کے پاس سے گزرتے ہوئے تم نے پانی مانگا تھا تو میں نے تمہیں پانی پلایا تھا لہٰذا اپنے ربّ کے ہاں میری شفاعت کرو، اے **اللہ**! اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ پس

490...الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد اویس القرنی، ص ۳۴۴، حدیث: ۲۰۱۳

491... کتاب التوحید لابن خزیمۃ، باب ذکر کثرۃ من یشفع لہ الرجل...الخ، ۲ / ۷۴۴، حدیث: ۴۷۳

Go To Index

اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا اور دوزخی کو حکم ہو گا چنانچہ وہ دوزخ سے باہر آجائے گا۔[492]

روزِقیامت بھی حضور کی راہنمائی میں:

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَرصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب لوگ (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے تو میں سب سے پہلے نکلوں گا اور جب لوگ گروہ بن کر آئیں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا اور جب وہ مایوس ہوں گے تو میں ان کو خوش خبری سنانے والا ہوں گا، حمد کا جھنڈا اس دن میرے ہاتھ میں ہو گا اور میں اپنے ربّ کے ہاں تمام اولادِ آدم سے زیادہ عزت والا ہوں اور میں فخر نہیں کرتا۔[493]

تاجدارِ انبیا، حبیبِ خُدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں اپنے ربّ کے سامنے کھڑا ہوں گا اور جنتی لباسوں میں سے ایک لباس پہنوں گا پھر میں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہو جاؤں گا میرے سوا مخلوق میں سے کوئی بھی اس جگہ کھڑا نہ ہو گا۔[494]

حدیث لَا فخر:

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: حضور کے صحابہ بیٹھے آپ کا انتظار کر رہے تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باہر تشریف لائے حتّٰی کہ اپنے صحابہ کے قریب ہو گئے، وہ حضرات آپس میں باتیں کر رہے تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی گفتگو سماعت کی تو کوئی کہہ رہا تھا: کتنے تعجب کی بات ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنی مخلوق میں سے ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو خلیل بنایا، کسی نے کہا: موسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کے کلام سے بڑھ کر تعجب خیز کیا ہو گا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان سے کلام فرمایا، ایک کہنے لگے: عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام **کَلِمَۃُ اللّٰہ** اور رُوْحُ اللّٰہ ہیں، ایک اور بولے: آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے چن لیا۔ نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

492... مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس بن مالک، ۳/ ۲۳۷، حدیث: ۳۴۷۷

سنن ابن ماجه، کتاب الادب، باب فضل صدقة الماء، ۴/ ۱۹۶، حدیث: ۳۶۸۵

493... سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل النبی، ۵/ ۳۵۲، حدیث: ۳۶۳۰

494... سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل النبی، ۵/ ۳۵۲، حدیث: ۳۶۳۱

Go To Index

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہاری گفتگو اور تعجب کرنا سنا ہے ابراہیم خلیلُ اللہ ہیں یہ بات بھی درست ہے، موسیٰ نَجِیُّ اللہ ہیں یہ بھی درست ہے، عیسیٰ کلمۃُ اللہ اور روحُ اللہ ہیں یہ بھی درست ہے اور آدم صَفِیُّ اللہ ہیں یہ بھی درست ہے، غور سے سنو! میں **اللہ** کا حبیب ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں، بروز قیامت حمدِ باری تعالیٰ کا جھنڈا میں ہی اٹھانے والا ہوں مگر مجھے کوئی فخر نہیں، قیامت کے دن سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور میری شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی مگر میں فخر نہیں کرتا، جنت کی کنڈی کو سب سے پہلے میں ہی حرکت دوں گا تو **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ میرے لئے اسے کھول دے گا پھر میں اس میں داخل ہو جاؤں گا اور میرے ساتھ غریب مومن ہوں گے مجھے اس پر بھی فخر نہیں اور میں تمام اگلوں اور پچھلوں میں سب سے بڑھ کر عزت والا ہوں مگر میں اس پر بھی فخر نہیں کرتا۔ (495)

باب نمبر 11: حوض کوثر کی کیفیت

جان لو کہ حوض کوثر ایک بہت بڑا اعزاز ہے جس کے ساتھ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خاص فرمایا ہے اور اس حوض کے اوصاف میں کئی احادیث مبارکہ وارِد ہوئی ہیں، ہم امید کرتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ دنیا میں ہمیں اس کا علم اور آخرت میں اس کا ذائقہ نصیب فرمائے گا، اس حوض کی خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو اس میں سے ایک مرتبہ پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہو گا۔

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو غنودگی سی آئی تو آپ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر مُبارَک اُوپر اٹھایا، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسکرانے کا سبب ارشاد فرما دیجئے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر ابھی ابھی یہ آیت نازل کی گئی ہے اور آپ نے پوری سورہ کوثر بسم اللہ کے ساتھ پڑھی:

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ(۱) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْؕ(۲) اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۠(۳) (پ۳۰، الکوثر: ۱ تا ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔

495...سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل النبی، ۵ / ۳۵۴، حدیث: ۳۶۳۶

Go To Index

پھر فرمایا: تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: **اللہ** اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: وہ جنت میں ایک نہر ہے جس کا میرے ربّ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے، اس پر بہت برکت ہے، اس پر ایک حوض ہے جس پر میری امت قیامت کے دن آئے گی، اس کے برتنوں کی تعداد آسمان کے ستاروں جتنی ہے۔(496)

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ صَاحِبُ التَّاج وَالْمِعْرَاج صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: (شب معراج) میں جنت میں سیر کر رہا تھا کہ ایک نہر سامنے آئی جس کے دونوں طرف موتیوں کے قُبّے بنے ہوئے ہیں جو اندر سے خالی ہیں، میں نے کہا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ کہنے لگے: یہ کوثر ہے جو آپ کے ربّ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ اتنے میں فرشتے نے اس پر ہاتھ مارا تو اس کی مٹی اَذْفَر خوشبو تھی۔(497)

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی سے روایت ہے کہ شفیع محشر، ساقی کوثر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمایا کرتے: میرے حوض کے دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مدینہ اور صَنْعاء کے درمیان ہے یا مدینہ اور عمان کے درمیان ہے۔(498)

حضرت سیِّدُنا ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان نازل ہوا:

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ(۱) (پ۳۰، الکوثر: ۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

تو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے وہ موتیوں اور مرجان کے پتھروں پر بہتا ہے۔(499)

496... مسلم، کتاب الصلاۃ، باب حجۃ من قال: البسملۃ آیۃ من اول کل سورۃ سوی براءۃ، ص ۲۱۲، حدیث: ۴۰۰

497... بخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض، ۴ / ۲۶۸، حدیث: ۶۵۸۱

مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس بن مالک، ۳ / ۵۷، حدیث: ۲۸۶۹

498... مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا وصفاتہ، ص ۱۲۶۱، حدیث: ۲۳۰۳

المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، ۴ / ۲۶۸، حدیث: ۱۲۳۶۵

499... المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، ۲ / ۴۴۷، حدیث: ۵۹۲۰

البعث والنشور للبیہقی، باب ما جاء فی حوض النبی، ص ۱۱۶، حدیث: ۱۲۸

Go To Index

حوضِ کوثر پر پہلے کون آئے گا؟

حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آزاد کردہ غلام حضرت سیِّدُنا ثوبان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ شافعِ محشر، ساقیِ کوثر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میرا حوض عدن سے لے کر بَلْقاء کے مقام عمان تک ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس کے پیالوں کی تعداد آسمان کے ستاروں جتنی ہے، جو اس سے ایک مرتبہ پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہو گا، لوگوں میں سب سے پہلے اس پر مہاجرین فقرا آئیں گے۔ حضرت سیِّدُنا عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: وہ لوگ ہیں جن کے بال پراگندہ اور کپڑے میلے ہیں، خوش عیش عورتوں سے نکاح نہیں کرتے اور ان کے لئے بند دروازے بھی نہیں کھولے جاتے۔[500]

حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز فرماتے ہیں: میں نے عیش وآرام میں پروان چڑھنے والی فاطمہ بنت عبد الملک سے نکاح کیا اور میرے لئے بند دروازے بھی کھولے جاتے ہیں مگر مجھ پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ رحم فرمائے، اب لازمی طور پر میں اپنے سر میں تیل نہیں لگاؤں گا تاکہ بال پراگندہ ہو جائیں اور اپنے جسم پر موجود لباس بھی نہیں دھوؤں گا تاکہ میلا ہو جائے۔

حوض کوثر کے برتن:

حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: حوض کوثر کے برتن کیسے ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اس کے برتن گرد وغبار سے صاف، گھپ اندھیری رات میں چمکنے والے آسمانی ستاروں سے بھی زیادہ ہیں جو اس میں سے ایک مرتبہ پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہو گا، اس میں جنت سے دو پرنالے گرتے ہیں، اس کی چوڑائی اس کی لمبائی جتنی ہے اور وہ مقام ایلہ اور عمان کے مابین جتنی مسافت ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔[501]

500...ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ما جاء فی صفۃ اوانی الحوض، ۴/۲۰۱، حدیث: ۲۴۵۲

المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ثوبان، ۸/۳۲۱، حدیث: ۲۲۴۳۰

501... مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا وصفاتہ، ص۱۲۶۰، حدیث: ۲۳۰۰

Go To Index

حضرت سیِّدُنا سَمُرہ بن جُنْدُب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کے لئے ایک حوض ہے اور انبیا آپس میں فخر کریں گے کہ کس کے حوض پر زیادہ لوگ آتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر سب سے زیادہ لوگ ہوں گے۔(502)

یہ تو حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امید ہے لہٰذا ہر بندے کو امید رکھنی چاہئے کہ وہ بھی حوض پر جانے والوں میں شامل ہے اور اس بات سے بچے کہ تمنا بھی رکھے اور دھوکے میں بھی رہے اور یہ گمان کرتا رہے کہ میں امید لگائے ہوئے ہوں کیونکہ کھیتی کاٹنے کی امید اسی کو ہوتی ہے جو بیج بوتا ہے، زمین صاف کرتا ہے اور اس کو پانی بھی دیتا ہے پھر بیٹھ کر امید کرتا ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل سے کھیتی اگائے گا اور کاٹنے کے وقت تک اسے آسمانی کڑک سے محفوظ رکھے گا لیکن جو شخص زمین میں نہ ہل چلائے، نہ بیج بوئے، نہ زمین صاف کرے اور نہ پانی دے اور لگے امید کرنے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے فضل سے اس کے لئے پھل اور غلہ اگائے گا تو یہ شخص دھوکے میں ہے اور جھوٹی تمنا کرنے والا ہے، امید رکھنے والوں سے اسے دور کا بھی واسطہ نہیں، اکثر لوگوں کی امید اسی طرح ہوتی ہے اور یہی احمقوں کا دھوکا ہے۔ ہم دھوکے اور غفلت سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتے ہیں بے شک **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ دھوکا دنیا کے ساتھ دھوکا کرنے سے بہت بڑا ہے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (۳۳) (پ۲۱، لقمٰن: ۳۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تو ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں **اللّٰہ** کے حلم پر دھوکا نہ دے وہ بڑا فریبی۔

باب نمبر 12: جہنم، اس کی سختیوں اور عذاب کا ذکر

اے اپنے نفس سے غافل! اے فانی دنیا کے مشاغل سے دھوکا کھانے والے! اس چیز کی فکر چھوڑ دے جس کو تو چھوڑ جانے والا ہے اور اپنی توجہ اپنی منزل کی طرف لگا دے کیونکہ تجھے بتایا جا چکا کہ جہنم سب کے گزرنے کی جگہ ہے جیسا کہ تیرے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر

502...ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ما جاء فی صفۃ الحوض، ۴/ ۲۰۰، حدیث: ۲۴۵۱

Go To Index

مَّقْضِيًّا(۷۱) ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا(۷۲) (پ۱۶،مریم:۷۱، ۷۲)

دوزخ پر نہ ہو تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے۔

تیرا جہنم پر گزرنا یقینی ہے جبکہ نجات میں شک ہے پس اپنے دل میں جہنم کی ہولناکیوں کا ڈر پیدا کر تو امید ہے کہ تو جہنم سے نجات پانے کی کوشش کرے نیز مخلوق کے حال پر غور کر کہ انہوں نے قیامت کے مصائب کا اندازہ اپنے کمزور خیالات کے مطابق لگایا تو ان کا حال یہ ہو گا کہ وہ قیامت کی تکالیف اور ہولناکیوں کے مابین اس کی حقیقت کو جاننے اور سفارشیوں کی سفارش کے انتظار میں کھڑے ہوں گے کہ اچانک مجرموں کو ایسے اندھیرے گھیر لیں گے جن میں کانٹے دار شاخیں ہوں گی اور اوپر سے لپٹیں مارتی آگ ان پر چھا جائے گی، وہ اس کے غیظ و غضب کی شدت کی وجہ سے چنگھاڑنے کی آواز سنیں گے، اس وقت مجرموں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو جائے گا اور لوگ گھٹنوں پر اوندھے گر جائیں گے یہاں تک کہ باقی بچ جانے والوں کو برے انجام کا خوف ہو گا، پھر جہنم پر مقرر ایک فرشتہ پکارے گا: فلاں بن فلاں کہاں ہے جو خود کو لمبی امیدوں کے سہارے دلاسہ دیتا رہا اور اپنی عمر کو برے اعمال میں ضائع کر دیا؟ پھر وہ فرشتے لوہے کے بڑے بڑے گرز لے کر اس کی طرف بڑھیں گے اور اس کو بہت ڈرائیں گے اور سخت عذاب کی طرف کھینچیں گے اور اسے منہ کے بل جہنم کی گہرائیوں میں ڈال دیں گے اور اس سے کہیں گے چکھ ہاں ہاں تو ہی بڑا اعزّت والا کرم والا ہے، بالآخر وہ ایسے گھر میں قید کر دیں گے کہ جس کے کنارے تنگ اور راستے اندھیرے ہوں گے اور اس میں اسبابِ ہلاکت پوشیدہ ہوں گے قیدی ہمیشہ اس میں قید رہیں گے، اس میں آگ بھڑکائی جائے گی، ان کے پینے کو کھولتا پانی اور رہنے کو جہنم ہو گا، عذاب کے فرشتے ان کو گُرزوں سے ماریں گے اور آگ ان کو جمع کرے گی، وہاں ان کے خیالات ختم ہو جائیں گے اور ان کو جہنم سے آزادی نہ ملے گی، ان کے پاؤں پیشانی کے بالوں سے باندھ دیئے جائیں گے اور گناہوں کی کالک سے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے، وہ دوزخ کے کناروں سے پکاریں گے اور اس میں اِدھر اُدھر یوں چلاتے پھریں گے: اے مالک (جہنم پر مامور نگران فرشتہ کا نام)! ہم پر عذاب کا وعدہ سچا ہو چکا، اے مالک! بیڑیاں ہم پر بہت بھاری ہیں، اے مالک! ہماری جِلدیں پک چکی

Go To Index

ہیں، اے مالک! اب ہمیں اس سے نکال دے ہم دوبارہ برے اعمال نہیں کریں گے۔ دوزخ کے فرشتے جواب دیں گے: ہائے افسوس! امان کا وقت جا چکا اب تمارے لئے اس سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پڑے رہو اسی میں دھتکارے ہوئے اور کلام مت کرو، اگر تمہیں ایک بار اس سے نکال بھی دیا جائے تو تم دوبارہ وہی کرو گے جس سے تم کو منع کیا جاتا ہے۔ تب وہ نا امید ہو جائیں گے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے مقابلے میں حد سے بڑھ جانے پر افسوس کریں گے مگر اب انہیں ندامت نجات نہ دلا سکے گی اور نہ ہی افسوس فائدہ دے گا بلکہ ان کو طوق پہنا کر منہ کے بل ڈال دیا جائے گا ان کے اوپر نیچے، دائیں بائیں ہر طرف آگ ہی آگ ہو گی غرض کہ وہ آگ کے اندر غرق ہوں گے یہاں تک کہ ان کا کھانا، پینا، پہننا، بچھونا سب آگ ہی ہو گا، وہ دوزخ کی آگ کے ٹکڑوں کے درمیان ہوں گے، ان کو تارکول کا لباس پہنایا جائے گا، گرز مارے جائیں گے اور بھاری بیڑیاں پہنائی جائیں گی، وہ جہنم کی تنگ وادیوں میں چیخیں گے اور اس کے گہرے طبقات میں لگاموں میں جکڑے پھریں گے اور اس کے اطراف میں مضطرب و پریشان ہوں گے، ان پر ہنڈیا کی طرح جوش مارتی آگ ڈالی جائے گی وہ واویلا کرتے اور آہ وزاری کرتے چلاتے پھریں گے، وہ جب بھی موت کو پکاریں گے ان کے سروں کے اوپر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جو ان کی کھال اور پیٹوں کے اندر کا سب کچھ پگھلا دے گا، ان کے لئے لوہے کے گرز ہوں گے جو ان کی پیشانیوں کو چورا چورا کر دیں گے اور ان کے منہ سے خون ملی پیپ نکلے گی، شدتِ پیاس سے ان کے جگر پھٹ جائیں گے، ان کی آنکھوں کے ڈھیلے گالوں پر بہہ جائیں گے اور رخساروں کا گوشت جھڑ جائے گا، ان کے اعضاء سے بال بلکہ کھال تک گر جائے گی اور جب جب ان کے چمڑے پک جائیں گے تو دوسرے چمڑوں سے بدل دیے جائیں گے بالآخر ان کی ہڈیاں گوشت سے خالی رہ جائیں گی پس ان کی روحیں انکی رگوں اور پٹھوں میں اٹکی ہوں گی اور انکی رگیں جہنم کی جھلسا دینے والی آگ کی تپش سے خشک ہو جائیں گی ساتھ ہی وہ موت کی تمنا بھی کریں گے مگر ان کو موت نہ آئے گی۔

اے بندے! تیری کیا کیفیت ہو گی اگر تو ان کو اس حال میں دیکھے کہ ان کے چہرے کوئلے سے بھی زیادہ سیاہ ہو چکے ہوں گے، ان کی آنکھیں اندھی، زبانیں گنگ کر دی جائیں گی، ان کی کمریں اور ہڈیاں ٹوٹ چکی ہوں گی، کان کٹے ہوئے، چمڑے پھٹے ہوئے، ہاتھوں کو گردنوں سے باندھ دیا جائے گا، پاؤں کو پیشانیوں

Go To Index

کے ساتھ ملا دیا جائے گا، الغرض وہ آگ پر منہ کے بل چلتے ہوں گے اور لوہے کے کانٹے اپنی آنکھوں کی پتلیوں سے روندتے ہوں گے، آگ کا شعلہ ان کے اعضاء کے اندر دوڑتا ہو گا اور جہنم کے سانپ اور بچھو ان کے ظاہری اعضاء سے لپٹے ہوں گے۔ یہ ان کے بعض حالات ہیں۔ اب تم ان کی ہولناکیوں کی تفصیل ملاحظہ کرو اور جہنم کی وادیوں اور گھاٹیوں کے بارے میں غور و فکر کرو۔

کافر اور منافق کا انجام:

مروی ہے کہ بے شک جہنم میں 70 ہزار وادیاں ہیں ہر وادی میں 70 ہزار گھاٹیاں ہیں ہر گھاٹی میں 70 ہزار اژدہے اور 70 ہزار بچھو ہیں کافر اور منافق کے انجام کی انتہا اسی وقت ہو گی جب وہ ان تمام وادیوں میں پہنچ جائیں گے۔ (503)

جُبُّ الْحُزْن کیا ہے؟

حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ اَوْ وَادِی الْحُزْنِ یعنی غم کے کنویں یا (فرمایا) غم کی وادی سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگو۔“ عرض کی گئی: ”یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا وَادِی اَوْ جُبُّ الْحُزْنِ؟ یعنی یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! غم کی وادی یا کنواں کیا ہے؟“ ارشاد فرمایا: ”وَادٍ فِیْ جَھَنَّمَ تَعَوَّذَ مِنْہُ جَھَنَّمُ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً اَعَدَّہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لِلْقُرَّآءِ الْمُرَآئِیْنَ یعنی وہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم بھی ایک دن میں ستر بار پناہ مانگتا ہے، یہ وادی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عابد و زاہد بننے والے ریاکاروں کے لئے تیار کی ہے۔“ (504)

دوزخ کی سات وادیوں کے نام:

یہ دوزخ کی وسعت اور اس کی وادیوں کا شاخ در شاخ ہونے کا بیان ہے اور ان کی تعداد دنیا کی وادیوں اور خواہشات کے مطابق ہے اور اس کے دروازوں کی تعداد ان سات اعضاء کی گنتی کے مطابق ہے جن سے

503... معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم الاصبھانی، سفیان بن مجیب، ۲/ ۵۰۳، حدیث: ۳۵۲۴، عن سفیان بن مجیب موقوفًا

504... کتاب الدعاء للطبرانی، باب ما استعاذ منہ النبی...الخ، ص ۴۱۱، حدیث: ۱۳۹۰

Go To Index

بندہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور اس کے طبقات ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں، سب سے اوپر جَہَنَّم ہے اس کے بعد سَقَر، پھر لَظٰی، پھر حُطَمَہ، پھر سَعِیْر پھر جَحِیْم اور اس کے بعد ھَاوِیَہ ہے۔

اب تم ہاویہ کی گہرائی ملاحظہ کرو کہ دنیاوی خواہشات کی گہرائی کی طرح اس کی گہرائی کی بھی کوئی حد نہیں جس طرح دنیا کی موجودہ آرزو اور خواہش ختم نہیں ہوتی جب تک اس سے بڑی آرزو کو نہ حاصل کر لے اسی طرح دوزخ کا ہاویہ بھی اپنے سے گہرے ہاویہ پہ ختم ہوتا ہے۔

جہنم کی گہرائی:

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں ہم بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے کہ ہم نے کسی شے کے گرنے کی آواز سنی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جانتے ہو یہ کیا ہے؟" ہم نے عرض کی: "اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔" ارشاد فرمایا: یہ پتھر ہے جسے 70 سال پہلے جہنم میں چھوڑا گیا تھا اب اس کی گہرائی تک پہنچا ہے۔[505]

لہٰذا طبقات کے اختلاف میں غور کرو کیونکہ آخرت میں بڑے درجات اور بڑی فضیلتیں ہیں۔ جس طرح لوگوں کا دنیا کی طرف میلان اور جھکاؤ مختلف ہوتا ہے کہ کچھ تو بالکل ہی اس میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں اور کچھ ایک خاص حد تک اسی طرح ان تک آگ کا پہنچنا بھی مختلف ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں فرماتا اسی لئے ہر جہنمی پر عذاب کے طریقے ایک جیسے نہ ہوں گے خواہ عذاب کسی طرح کا ہو بلکہ ہر ایک کو اس کی نافرمانیوں اور گناہوں کے حساب سے ایک مُعَیَّنَہ وقت تک عذاب ہو گا مگر سب سے ہلکے عذاب والے کی حالت یہ ہو گی کہ اگر اسے سب کی سب دنیا دے دی جائے تو وہ اس عذاب کی شدت سے جان چھڑانے کے لئے بطورِ فدیہ دے ڈالے۔

دوزخ کا سب سے ہلکا عذاب:

شفیعِ محشر، ساقیِ کوثر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اَدْنٰی اَھْلِ النَّارِ عَذَابًا یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ یَنْتَعِلُ بِنَعْلَیْنِ مِنْ نَارٍ یَّغْلِیْ دِمَاغُہٗ مِنْ حَرَارَۃِ نَعْلَیْہِ یعنی قیامت کے دن دوزخیوں میں سب سے کم عذاب والا وہ ہو گا جسے آگ کے دو

505...مسلم، کتاب الجنۃ، باب فی شدۃ حر نار جھنم...الخ، ص۱۵۲۳، حدیث:۲۸۴۴

Go To Index

جوتے پہنائے جائیں گے جن کی گرمی سے اس کا دماغ کھولتا ہو گا۔[506]

اب غور کرو کہ کم عذاب والے کی یہ حالت ہے تو جس پر زیادہ سختی ہو گی اس کا کیا حال ہو گا، اگر کبھی تمہیں آگ کے عذاب کی شدت میں شک ہو تو اپنی انگلی آگ کے قریب کرو اور اس سے اندازہ لگالو (کہ آگ میں کس قدر شدت ہے) مگر یاد رہے کہ تمہارا یہ قیاس درست نہیں کیونکہ دنیا کی آگ جہنم کی آگ سے کوئی نسبت نہیں رکھتی لیکن جب دنیا کا سخت ترین عذاب اس آگ کا عذاب ہے تو اس سے جہنم کے عذاب کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اگر جہنمیوں کو دنیا کی آگ کی مثل ملے تو وہ جہنم کی آگ سے خوشی خوشی بھاگ کر اس آگ میں کود پڑیں گے۔ دنیا کی آگ کے متعلق بعض روایتوں میں آیا ہے کہ "دنیا کی آگ کو رحمت کے 70 پانیوں سے دھویا گیا تب کہیں اہل دنیا کو اس کے استعمال کی طاقت ہوئی"[507] بلکہ نبیِّ رحمت، شفیع امت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نارِ دوزخ کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم پر اس آگ کو ہزار سال تک جلایا گیا حتّٰی کہ وہ سرخ ہو گئی، پھر ایک ہزار سال تک جلائی گئی حتّٰی کہ سفید ہو گئی، پھر اسے ایک ہزار سال جلایا گیا تو یہ سیاہ ہو گئی، اب وہ سیاہ اندھیری ہے۔[508]

دوزخ کی سانس:

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مزید ارشاد فرمایا: اِشْتَکَتِ النَّارُ اِلٰی رَبِّھَا فَقَالَتْ یَا رَبِّ اَکَلَ بَعْضِیْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَھَا بِنَفَسَیْنِ نَفَسٍ فِی الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِی الصَّیْفِ فَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَہٗ فِی الصَّیْفِ مِنْ حَرِّھَا وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَہٗ فِی الشِّتَاءِ مِنْ زَمْھَرِیْرِھَا یعنی آگ نے اپنے ربّ کی بارگاہ میں شکایت کرتے ہوئے عرض کی کہ اے میرے رب! میرے بعض نے بعض کو کھالیا، تو اسے دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دی گئی، ایک سانس سردیوں میں اور ایک سانس گرمیوں میں، تو گرمیوں میں تم جو حرارت کی شدت اور سردیوں میں جو ٹھنڈک پاتے ہو یہ وہی دو سانس ہیں۔[509]

506...مسلم، کتاب الایمان، باب اھون اھل النار عذابا، ص ۱۳۴، حدیث: ۲۱۱

507...صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب صفۃ النار واھلھا، ۹ / ۲۷۶، حدیث: ۷۴۲۰

508...ترمذی، کتاب صفۃ جھنم، باب۸، ۴ / ۲۶۶، حدیث: ۲۶۰۰ ...... المعجم الاوسط، ۲ / ۷۸، حدیث: ۲۵۸۳

509...مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الابراد بالظھر...الخ، ص ۳۱۱، حدیث: ۶۱۷

Go To Index

جنت اور عذابِ نار کی ایک جھلک:

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کفار میں سے اس شخص کو لایا جائے گا جسے دنیا میں سب سے زیادہ نعمتیں ملی ہوں گی، حکم ہو گا اس کو آگ میں ایک غوطہ دو پھر اس سے کہا جائے گا: کیا تو نے کبھی کوئی نعمت دیکھی؟ وہ کہے گا: نہیں۔ پھر اس شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف میں ہو گا، حکم ہو گا اسے جنت میں ایک غوطہ دو پھر کہا جائے گا: کیا تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی؟ وہ کہے گا: نہیں۔ (510)

حضرت سیِّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: اگر مسجد میں ایک لاکھ یا اس سے زائد آدمی ہوں پھر دوزخیوں میں سے کوئی شخص سانس لے تو یقیناً وہ سب مر جائیں۔ (511)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

تَلۡفَحُ وُجُوۡهَهُمُ النَّارُ (پ۱۸، المؤمنون:۱۰۴) ترجمۂ کنزالایمان: ان کے منہ پر آگ لپٹ مارے گی۔

بعض علمانے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ ایک ہی مرتبہ لپٹ مارے گی تو کسی ہڈی پر گوشت نہیں چھوڑے گی بلکہ ان کی ایڑیوں پر گرا دے گی۔

دوزخیوں کی پیاس:

جہنمیوں کی پیپ کی بدبو کو دیکھو جو ان کے بدنوں سے بہے گی حتّٰی کہ وہ اس میں ڈوب جائیں گے اور اسے غَسّاق کہتے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لَوْ اَنَّ دَلْوًا مِّنْ غَسَّاقِ جَهَنَّمَ اُلْقِيَ فِي الدُّنْيَا لَاَنْتَنَ اَهْلَ الْاَرْضِ یعنی اگر جہنم کی پیپ کا ایک ڈول دنیا میں ڈال دیا جائے تو تمام زمین والوں کو بدبو دار بنادے۔'' (512) یہی ان کے پینے کو ہو گی، جب وہ پیاس کی شدت سے پانی طلب کریں گے تو ان میں سے ایک کو یہ پیپ پلائی جائے گی تو بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ

510...مسلم، کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار، باب صبغ انعم اھل الدنیا...الخ، ص۱۵۰۸، حدیث:۲۸۰۷

511...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ النار، ۶/ ۴۳۰، حدیث:۱۴۶

512...سنن الترمذی، کتاب صفۃ جہنم، باب ما جاء فی صفۃ شراب اھل النار، ۴/ ۲۶۳، حدیث:۲۵۹۳

لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہو گی اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی مگر وہ مَرے گا نہیں اور اگر پانی کے لئے فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ہو گی اس پانی سے کہ چرخ دیئے ہوئے دھات کی طرح ہے کہ ان کے منہ بھون دے گا، کیاہی برا پینا اور دوزخ کیاہی بری ٹھہرنے کی جگہ۔

دوزخیوں کی غذا کے متعلق آیاتِ قرآنیہ:

ذرا غور کرو کہ ان کا کھانا تھوہڑ (کڑوا پھل) ہو گا جیسا کہ رب تعالٰی فرماتا ہے:

(1)... ثُمَّ اِنَّکُمْ اَیُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُکَذِّبُوْنَ (۵۱) لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ (۵۲) فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ (۵۳) فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَمِیْمِ (۵۴) (پ۲۷،الواقعة:۵۱ تا۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر بے شک تم اے گمراہو جھٹلانے والو ضرور تھوہڑ کے پیڑ میں سے کھاؤ گے پھر اس سے پیٹ بھرو گے پھر اس پر کھولتا پانی پیو گے۔

(2)... اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُ جُ فِیْۤ اَصْلِ الْجَحِیْمِ (۶۴) طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ (۶۵) فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ (۶۶) ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَیْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ (۶۷) ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِ۟لَى الْجَحِیْمِ (۶۸) (پ۲۳،الصّٰفّٰت:۶۴ تا۶۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ ایک پیڑ ہے کہ جہنم کی جڑ میں نکلتا ہے اس کا شگوفہ جیسے دیوؤں کے سر پھر بے شک وہ اس میں سے کھائیں گے پھر اس سے پیٹ بھریں گے پھر بے شک ان کے لیے اس پر کھولتے پانی کی ملونی (ملاوٹ) ہے پھر ان کی بازگشت (واپسی) ضرور بھڑکتی آگ کی طرف ہے۔

(3)... تَصْلٰى نَارًا حَامِیَةً (۴) تُسْقٰى مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَةٍ (۵) (پ۳۰،الغاشية:۴، ۵)

ترجمۂ کنزالایمان: جائیں بھڑکتی آگ میں نہایت جلتے چشمہ کا پانی پلائے جائیں۔

(4)... اِنَّ لَدَیْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِیْمًا (۱۲) وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ (پ۲۹،المزمل:۱۲، ۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں

Go To Index

وَّ عَذَابًا اَلِیْمًا (۱۳) (پ۲۹،المزمل:۱۲، ۱۳) اور بھڑکتی آگ اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک عذاب۔

عذابِ دوزخ کے متعلق چار فرامین مصطفٰے:

(1)...لَوْاَنَّ قَطْرَۃً مِّنَ الزَّقُّوْمِ قُطِرَتْ فِیْ بِحَارِ الدُّنْیَا اَفْسَدَتْ عَلٰی اَھْلِ الدُّنْیَا مَعَایِشَھُمْ یعنی اگر زقوم (دوزخیوں کا کھانا یعنی تھوہر) کا ایک قطرہ دنیا کے سمندروں میں گر جائے تو دنیا والوں پر ان کے اسبابِ زندگی کو خراب کر دے۔ تو اس بندے کا کیا حال ہو گا جس کا کھانا یہ ہو گا؟[513]

(2)...**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں جس چیز کی طرف رغبت دی ہے اس میں رغبت رکھو اور ڈرو اور بچو اس سے جس سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں ڈرایا ہے یعنی اس کا عذاب، اس کی پکڑ اور جہنم سے کیونکہ تمہاری اس دنیا میں جس میں تم رہتے ہو اگر جنت کا ایک قطرہ بھی تمہارے ساتھ ہو تو وہ اس دنیا کو تمہارے لئے اچھا کر دے اور تمہاری اسی دنیا میں جس میں تم رہتے ہو اگر جہنم کا ایک قطرہ بھی تمہارے ساتھ ہو تو وہ اس دنیا کو تمہارے اوپر خراب کر دے۔[514]

(3)...جہنمیوں پر بھوک کا عذاب ڈالا جائے گا تا کہ جس عذاب میں وہ مبتلا ہیں ان پر پورا کر دیا جائے، پس وہ کھانا مانگیں گے تو ان کو آگ کے کانٹے کھانے کو ملیں گے کہ نہ فربہی لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں، وہ پھر کھانا مانگیں گے تو گلے میں پھنستا کھانا دیا جائے گا تو ان کو یاد آئے گا کہ دنیا میں گلے میں پھنسا ہوا کھانا پانی کے ذریعہ حلق سے اتارتے تھے لہٰذا لوہے کے آنکڑوں سے کھولتا ہوا پانی ان کی طرف بڑھایا جائے گا، جب وہ ان کے چہروں کے قریب ہو گا تو ان کے چہروں کو بھون کر رکھ دے گا اور جب وہ پانی ان کے پیٹوں میں جائے گا تو ان کے پیٹوں کی ہر چیز کو کاٹ دے گا، وہ کہیں گے: داروغۂ جہنم کو بلاؤ۔ پس وہ داروغہ جہنم کو بلائیں گے ان سے کہیں گے جسے رب تعالٰی بیان فرماتا ہے:

ادْعُوْا رَبَّكُمْ یُخَفِّفْ عَنَّا یَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ (۴۹) (پ۲۴،المؤمن:۴۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے رب سے دعا کرو ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا کر دے۔

513...سنن الترمذی، کتاب صفة جهنم، باب ما جاء فی صفة شراب اهل النار، ۴/ ۲۶۳، حدیث:۲۵۹۴

مسند ابی داؤد الطیالسی، ص۳۴۴، حدیث:۲۶۴۳

514...البعث والنشور للبیهقی، باب ما جاء فی طعام اهل النار وشرابهم، ص۳۰۳، حدیث:۵۴۶

Go To Index

داروغۂ جہنم کہیں گے:

اَوَ لَمۡ تَكُ تَاۡتِيۡكُمۡ رُسُلُكُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ ؕ (پ۲۴،المؤمن:۵۰)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں نہ لاتے تھے۔

دوزخی بولیں گے:

بَلٰى ؕ (پ۲۴،المؤمن:۵۰) ترجمۂ کنزالایمان: کیوں نہیں۔

داروغۂ جہنم کہیں گے:

فَادۡعُوۡا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الۡكٰفِرِيۡنَ اِلَّا فِىۡ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ (پ۲۴،المؤمن:۵۰)

ترجمۂ کنزالایمان: تو تمہیں دعا کرو اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے کو۔

پھر جہنمی (داروغۂ جہنم) مالک سے التجا کریں گے:

يٰمٰلِكُ لِيَقۡضِ عَلَيۡنَا رَبُّكَ ؕ (پ۲۵،الزخرف:۷۷) ترجمۂ کنزالایمان: اے مالک تیرا رب ہمیں تمام کر چکے۔[515]

وہ کہیں گے:

اِنَّكُمۡ مّٰكِثُوۡنَ ﴿۷۷﴾ (پ۲۵،الزخرف:۷۷) ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں تو ٹھہرنا ہے۔[516]

حضرت سیِّدُنا امام اعمش رَحۡمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیۡه فرماتے ہیں: مجھے خبر دی گئی ہے کہ جہنمیوں کا حضرت مالک کو پکارنے اور حضرت مالک کا انہیں جواب دینے کے درمیان ایک ہزار سال کا وقفہ ہو گا۔

آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے مزید ارشاد فرمایا: پھر جہنمی کہیں گے اپنے ربّ کو پکارو کہ تمہارے ربّ کے سوا کوئی خیر والا نہیں پھر کہیں گے:

رَبَّنَا غَلَبَتۡ عَلَيۡنَا شِقۡوَتُنَا وَكُنَّا قَوۡمًا ضَآلِّيۡنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡهَا فَاِنۡ عُدۡنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾ (پ۱۸،المؤمنون:۱۰۶، ۱۰۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ربّ ہمارے ہم پر ہماری بد بختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے اے ہمارے رب ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں۔

515... یعنی دعا کرو رب تعالٰی ہمیں موت دیدے۔(خزائن العرفان،پ۲۵،الزخرف،تحت الایہ:۷۷)

516... یعنی ہمیشہ عذاب پاؤ گے۔(خزائن العرفان،پ۲۵،الزخرف،تحت الایہ:۷۷)

Go To Index

رب تعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

قَالَ اخۡسَـُٔوۡا فِيۡهَا وَلَا تُكَلِّمُوۡنِ (۱۰۸) (پ۱۸،المؤمنون:۱۰۸)

ترجمۂ کنزالایمان: رب فرمائے گا دُتکارے (ذلیل ہو کر) پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔

پھر فرمایا: اس وقت وہ ہر بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے، چیخیں گے اور حسرت وواویلا کریں گے۔[517]

(4)...اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمان:

وَيُسۡقٰى مِنۡ مَّآءٍ صَدِيۡدٍ (۱۶) يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيۡغُهٗ (پ۱۳،ابراھیم:۱۶، ۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا بمشکل تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہوگی۔

کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ پانی جہنمی کے قریب کیا جائے گا تو وہ اسے ناپسند کرے گا اور جب وہ اس کے قریب ہو جائے گا تو اس کے چہرے کو بھون کر رکھ دے گا، اس کے سر کی کھال گر پڑے گی اور جب وہ اسے پیئے گا تو وہ اس کی آنتوں کو کاٹ دے گا حتّٰی کہ اس کے پاخانہ کی جگہ سے نکلے گا۔[518]

جہنمی کیا پئیں گے؟

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَسُقُوۡا مَآءً حَمِيۡمًا فَقَطَّعَ اَمۡعَآءَهُمۡ (۱۵) (پ۲۶،محمد:۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انھیں کھولتا پانی پلایا جائے گا کہ آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

مزید ارشاد فرمایا:

وَاِنۡ يَّسۡتَغِيۡثُوۡا يُغَاثُوۡا بِمَآءٍ كَالۡمُهۡلِ يَشۡوِى الۡوُجُوۡهَ ؕ (پ۱۵،الکھف:۲۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر پانی کے لیے فریاد کریں تو ان کی فریاد رسی ہوگی اس پانی سے کہ چرخ دیئے (پگھلے) ہوئے دھات کی طرح ہے کہ ان کے منہ بھون (جلا) دے گا۔

ان کی بھوک اور پیاس کے وقت یہ ان کا کھانا اور پینا ہوگا۔

517...ترمذی، کتاب صفة جهنم، باب ما جاء فی صفة طعام اهل النار، ۴/۲۶۳، حدیث: ۲۵۹۵

518...ترمذی، کتاب صفة جهنم، باب ما جاء فی صفة شراب اهل النار، ۴/۲۶۲، حدیث: ۲۵۹۲

Go To Index

جہنمی سانپ اور بچھو:

اب جہنم کے سانپوں، بچھوؤں، ان کے زہر کی شدت ،بڑے بڑے جسموں اور بری صورتوں کے بارے میں فکر کرو جو دوزخیوں پر مُسَلَّط کئے جائیں گے اور ان سانپوں اور بچھوؤں کو بھڑکایا جائے گا تو وہ ان کو کاٹنے اور ڈسنے میں گھڑی بھر بھی کوتاہی نہیں کریں گے۔

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن یہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل میں کر دیا جائے گا، جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے، وہ سانپ اس کے گلے کا طوق بن جائے گا، پھر اس کی باچھوں سے پکڑ کر کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔[519] پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۠ (۱۸۰)

(پ۴،اٰل عمران:۱۸۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو **اللہ** نے انہیں اپنے فضل سے دی ہر گز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہو گا اور **اللہ** ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور **اللہ** تمہارے کاموں سے خبر دار ہے۔

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: جہنم میں کچھ سانپ ہیں جو بُختی اونٹ کی گردن جیسے ہیں (یعنی موٹے اور لمبے ہیں) ان کے ایک مرتبہ ڈسنے کا درد 40 سال تک محسوس کرے گا اور اس میں ایسے بچھو ہیں جو اس خچر کی طرح ہیں جس پر پالان پڑا ہوا ہو وہ بھی اس طرح ڈسیں گے کہ 40 سال تک اس کی تکلیف محسوس ہو گی۔[520] اور یہ سانپ اور بچھو ان لوگوں پر مُسَلَّط ہوں گے جو دنیا میں بخل، بداخلاقی اور لوگوں کو تکلیف دیتے تھے اور جس شخص کو اس قسم کی بد اخلاقیوں سے بچایا گیا وہ ان سانپوں سے بھی محفوظ

519...بخاری، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، ۱/ ۴۷۴، حدیث:۱۴۰۳

520...المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبد اللہ بن الحارث، ۶/ ۲۱۷، حدیث:۱۷۷۲۹

Go To Index

ہو گا اور اس کا مال ان کی شکل میں نہیں آئے گا۔

جہنمیوں کے اجسام:

پھر اس سب کے بعد دوزخیوں کے اجسام کے بارے میں غور کرو کہ وہ کتنے بڑے ہوں گے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ لمبائی اور چوڑائی میں ان کے جسم بڑھادے گا تاکہ اس کے سبب ان کے عذاب میں اضافہ ہو جائے اور آگ کی لپیٹ نیز جسم کے مختلف حصوں پر ایک ساتھ بچھوؤں اور سانپوں کے اچانک پے درپے کاٹنے کی وجہ سے وہ تڑپیں گے۔

حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **ارشاد فرمایا:** ضِرْسُ الْکَافِرِ فِی النَّارِ مِثْلُ اُحُدٍ وَّغِلَظُ جِلْدِہٖ مَسِیْرَۃُ ثَلَاثٍ یعنی جہنم میں کافر کی ایک داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہو گی اور اس کے جسم کی جلد تین (دن) کی مسافت کے برابر ہو گی۔[521]

مزید ارشاد فرمایا: شَفَتُہُ السُّفْلٰی سَاقِطَۃٌ عَلٰی صَدْرِہٖ وَالْعُلْیَا قَالِصَۃٌ قَدْ غَطَّتْ عَلٰی وَجْھِہٖ یعنی اس (کافر) کا نیچے کا ہونٹ اس کے سینے پر گرا ہوا ہو گا اور اوپر والا ہونٹ اوپر کو چڑھ کر پورے چہرے کو ڈھانپے ہو گا۔[522]

ایک مرتبہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **ارشاد فرمایا:** اِنَّ الْکَافِرَ لَیَجُرُّ لِسَانَہٗ فِیْ سِجِّیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَتَوَاطَاَہُ النَّاسُ یعنی بے شک کافر بروز قیامت جہنم میں اپنی زبان کو کھینچے گا جسے لوگ پاؤں سے روندرہے ہوں گے۔[523]

آگ ہر دن 70 ہزار مرتبہ جلائے گی:

جسموں کے بڑا ہونے کے ساتھ ساتھ آگ بھی ان کو کئی بار جلائے گی اور ان کے چمڑے اور گوشت بار بار تازہ ہوتے جائیں گے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے:

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا (پ۵، النسآء: ۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے۔

اس آیت کے تحت حضرت سیِّدُنا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ہر دن آگ ان کو

521...مسلم، کتاب الجنۃ، باب النار یدخلھا الجبارون...الخ، ص۱۵۲۷، حدیث: ۲۸۵۱

522...ترمذی، کتاب صفۃ جھنم، باب ما جاء فی صفۃ طعام اھل النار، ۴/ ۲۶۴، حدیث: ۲۵۹۶، بتغیر

523...البعث والنشور للبیہقی، باب ما جاء فی طعام اھل النار وشرابھم، ص۳۱۵، حدیث: ۵۶۷

ترمذی، کتاب صفۃ جھنم، باب ما جاء فی عظم اھل النار، ۴/ ۲۶۱، حدیث: ۲۵۸۹

Go To Index

70ہزار مرتبہ کھائے گی، جب وہ ان کو کھائے گی تو ان سے کہا جائے گا دوبارہ اپنی پہلی حالت پر لوٹ جاؤ پس وہ پہلی حالت پر لوٹ جائیں گے۔

پھر جہنمیوں کے رونے، چلانے اور واویلا کرنے کے متعلق غور کر کہ جب وہ ہائے بربادی! ہائے ہلاکت! پکارتے ہوں گے کیونکہ ان کو جہنم میں ڈالتے ہی یہ سب کچھ ان پر مُسَلَّط کر دیا جائے گا۔

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحْر و بَر صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَّهَا سَبْعُوْنَ اَلْفُ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفُ مَلَكٍ یعنی قیامت کے دن جہنم کو اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کی 70ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کے ساتھ 70ہزار فرشتے ہوں گے۔[524]

حضرت سَیِّدُنا انس رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جہنمیوں پر رونا مسلط کیا جائے گا تو وہ روئیں گے حتّٰی کہ آنسو ختم ہو جائیں گے پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے حتّٰی کہ ان کے چہروں میں ایسے گڑھے دیکھے جائیں گے کہ اگر ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ چل پڑیں[525] اور جب تک ان کو آہ و بکا کرنے، چیخنے چلانے اور ہلاکت و تباہی کی پکار کی اجازت ہو گی تو اس میں ان کے لئے راحت ہو گی لیکن ان کو اس سے بھی روک دیا جائے گا۔

دوزخیوں کی پکار:

حضرت سَیِّدُنا محمد بن کعب رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه فرماتے ہیں: دوزخی پانچ مرتبہ پکاریں گے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کی چار پکاروں کا جواب دے گا جب پانچویں بار پکار نا ہو گا تو اس کے بعد وہ کبھی گفتگو نہیں کر سکیں گے۔ (اس کو ربِّ تعالٰی نے قرآنِ پاک میں یوں بیان فرمایا):

قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَ اَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ (۱۱) (پ۲۴، المؤمن: ۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دوبار مردہ کیا اور دوبار زندہ کیا اب ہم اپنے گناہوں پر مقر ہوئے تو آگ سے نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے۔

524...مسلم، کتاب الجنة، باب فی شدة حر نار جهنم، ص۱۵۲۳، حدیث:۲۸۴۲

525...سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب صفة النار، ۴/ ۵۳۱، حدیث:۴۳۲۴

Go To Index

اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کو جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمائے گا:

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَ اِنْ یُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْكَبِیْرِ(۱۲) (پ۲۴،المؤمن:۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ اس پر ہوا کہ جب ایک **اللہ** پکارا جاتا تو تم کفر کرتے اور اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تو مان لیتے تو حکم **اللہ** کے لیے ہے جو سب سے بلند بڑا۔

پھر وہ کہیں گے:

رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِـعِ الرُّسُلَ ؕ (پ۱۳،ابراهيم:۴۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ہمارے رب تھوڑی دیر ہمیں مہلت دے کہ ہم تیرا بلانا مانیں اور رسولوں کی غلامی کریں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا:

اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ(۴۴) (پ۱۳،ابراهيم:۴۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا تم پہلے قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں دنیا سے کہیں ہٹ کر جانا نہیں۔

وہ کہیں گے:

رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ (پ۲۲،فاطر:۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ہمارے رب ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا:

اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِیْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ(۳۷) (پ۲۲،فاطر:۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کیا ہم نے تمہیں وہ عُمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جس نے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا تو اب چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

پھر وہ کہیں گے:

قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ(۱۰۶) رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ(۱۰۷)

(پ۱۸،المؤمنون:۱۰۶، ۱۰۷)

ترجمۂ کنزالایمان: کہیں گے اے ربّ ہمارے ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے اے ہمارے رب ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں۔

Go To Index

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا:

قَالَ اخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ(۱۰۸) (پ۱۸،المؤمنون:۱۰۸)

ترجمۂ کنزالایمان: رب فرمائے گا دُتکارے (ذلیل ہوکر) پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔

اس کے بعد وہ کبھی کلام نہ کریں گے اور یہ شدّتِ عذاب کی انتہا ہے۔

حضرت سیِّدُنا مالک بن انس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا زید بن اسلم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: جہنمی 100 سال تک صبر کریں گے پھر 100 سال آہ و بکا کریں گے اور فریاد کریں گے پھر 100 سال تک صبر کریں گے پھر کہیں گے (جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ یوں بیان فرماتا ہے):

سَوَآءٌ عَلَیْنَاۤ اَجَزِعْنَاۤ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ(۲۱) (پ۱۳،ابراھیم:۲۱) ترجمۂ کنزالایمان: ہم پر ایک سا ہے چاہے بے قراری کریں یا صبر سے رہیں ہمیں کہیں پناہ نہیں۔

اب کبھی موت نہیں:

ساقیِ کوثر، شافعِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یُؤْتٰی بِالْمَوْتِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّہٗ کَبْشٌ اَمْلَحُ فَیُذْبَحُ بَیْنَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ وَیُقَالُ یَااَھْلَ الْجَنَّۃِ خُلُوْدٌ بِلَا مَوْتٍ وَّیَااَھْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ بِلَا مَوْتٍ یعنی بروزِ قیامت موت ایک سیاہ و سفید مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی پس اسے جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا اے اہلِ جنت! ہمیشہ جنت میں رہو اب کبھی موت نہ آئے گی اور اے دوزخیو! ہمیشہ دوزخ میں رہو اب کبھی موت نہ آئے گی۔[526]

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ایک شخص جہنم سے ایک ہزار سال بعد نکلے گا اے کاش! کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔

حضرت سیِّدُنا حسن عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو ایک کونے میں بیٹھے روتے ہوئے دیکھا گیا۔ عرض کی گئی: آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ کہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے جہنم میں نہ ڈال دے اور میری پروا بھی نہ کی جائے۔

یہ عذابِ دوزخ کی چند جھلکیاں تھیں، رہی اس کے غموں اور حسرتوں کی تفصیل تو اس کی کوئی انتہا نہیں اس قدر شدید عذاب کے ساتھ ساتھ دوزخیوں کے لئے جو سب سے تکلیف دہ بات ہو گی وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا،

526...مسلم، کتاب الجنۃ، باب النار یدخلھا الجبارون...الخ، ص۱۵۲۶، حدیث:۲۸۴۹

Go To Index

اس کی ملاقات اور جنتی نعمتوں کے فوت ہو جانے کی حسرت ہو گی اور وہ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ انہوں نے ان تمام نعمتوں کو کھوٹے داموں چند روپوں کے بدلے بیچ ڈالا کیونکہ انہوں نے یہ نعمتیں دنیا میں چند دن کی حقیر خواہشات کے لالچ میں گنوا دیں حالانکہ وہ خواہشات بھی بلا مشقت نہ تھیں بلکہ رنج و غم اور پریشانیاں ان میں شامل تھیں، اب وہ اپنے دلوں میں کہیں گے ہائے افسوس! ہم نے اپنے ربّ کی نافرمانی کر کے کس طرح خود کو ہلاک کر لیا اور ہم نے اپنے آپ کو چند دن صبر کا عادی کیوں نہ بنایا اگر ہم نے صبر کیا ہوتا تو وہ دن گزر چکے ہوتے اور اب ہم تمام جہانوں کو پالنے والے مالک و مولا کی بارگاہ میں اس کی رضا اور رضوان کی نعمتوں سے شرف یاب ہو رہے ہوتے۔ ایسے لوگوں پر افسوس ہے کہ انہوں نے بہت نقصان اٹھایا اور وہ بڑی آزمائش میں ڈالے گئے اور اب ان کے پاس دنیا کی کوئی نعمت اور لذت باقی نہ رہی۔ پھر بھی اگر انہوں نے جنت کی نعمتوں کو نہ دیکھا ہوتا تو ان کی حسرت زیادہ نہ ہوتی لیکن یہ نعمتیں بھی انہیں دکھائی جائیں گی۔

کاش جنت دیکھتے ہی نہ:

حضور نبیّ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگوں کو جہنم سے جنت کی طرف لایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ اس کے قریب ہوں گے، اس کی خوشبو سونگھیں گے، اس کے محلّات اور ان نعمتوں کو دیکھ لیں گے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اہلِ جنت کے لئے تیار کی ہیں تو آواز دی جائے گی کہ ان کو یہاں سے ہٹا دو ان کے لئے اس میں کوئی حصہ نہیں، پس وہ ایسی حسرت سے لوٹیں گے کہ اگلوں اور پچھلوں میں سے کبھی کوئی ایسی حسرت سے نہ لوٹا ہو گا۔ وہ عرض کریں گے: "اے ہمارے ربّ! تو نے اپنے دوستوں کے لئے جو ثواب اور جنت کی نعمتیں تیار کی ہیں، یہ دکھانے سے پہلے ہی ہمیں جہنم میں ڈال دیتا تو یہ ہمارے لئے آسان ہوتا۔" **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: "میں نے تمہارے لئے یہی ارادہ کیا تھا، جب تم اکیلے ہوتے تو میرے سامنے بڑے بڑے گناہوں کے ساتھ میرے مقابل آتے تھے اور جب لوگوں کے سامنے آتے تو عاجزی کرتے ہوئے لوگوں کو وہ کچھ دکھاتے تھے جو تم اپنے دلوں سے میرے لئے نہ کرتے تھے، تم لوگوں سے تو ڈرے لیکن میرا خوف نہ رکھا، تم نے لوگوں کو بڑا سمجھا اور مجھے بڑا نہ جانا، تم نے لوگوں کی خاطر گناہ چھوڑے لیکن میرے لئے ترک نہ کیے، آج میں تم کو ہمیشہ کے لئے ثواب سے محروم کرنے کے ساتھ

Go To Index

ساتھ دردناک عذاب کا مزہ چکھاؤں گا۔“[527]

نصیحت آموز فرامین:

☆... حضرت سیِّدُنا احمد بن حرب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم میں سے ایک شخص دھوپ کی نسبت سائے کو تو پسند کرتا ہے پھر جہنم کی نسبت جنت کو کیوں پسند نہیں کرتا!

☆... حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: کتنے ہی لوگ ایسے ہیں کہ ان کے جسم صحیح وسالم، چہرے روشن اور بولنا فصیح ہے مگر کل (بعد از قیامت) وہ مختلف طبقاتِ جہنم میں چیختے ہوں گے۔

☆... حضرت سیِّدُنا داؤد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ربّ تعالٰی کی بارگاہ میں عرض کی: یاالٰہی! میں تیرے سورج کی گرمی پر صبر نہیں کرپاتا تو تیری آگ کی گرمی پر کیسے صبر کروں گا؟ مجھ میں تیری رحمت کی آواز پر صبر کرنے کی طاقت نہیں تو تیرے عذاب کی آواز پر کیسے صبر کروں گا؟

تو اے کمزور انسان! تو ان دہشت ناک مناظر پہ غور کر اور جان لے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جہنم کو اس کی ان تمام ترہولناکیوں کے ساتھ پیدا کیا ہے اور کچھ ایسے لوگ پیدا کئے ہیں جو اسی کے اہل ہیں ان کی تعداد میں نہ تو اضافہ ہو گا اور نہ ہی کمی اور یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۳۹) (پ۱۶، مریم:۳۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں ڈر سناؤ پچھتاوے کے دن کا جب کام ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ نہیں مانتے۔

مجھے قسم ہے اس آیت میں قیامت کے دن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے بلکہ زمانے کی ابتدا سے بھی پہلے (فیصلہ ہو چکا) ہے لیکن جو فیصلہ ہو چکا اسے قیامت کے دن ظاہر کیا جائے گا۔ تعجب ہے تجھ پر کہ تو ہنستا، کھیلتا اور دنیا کی حقیر چیزوں میں مصروف رہتا ہے اور حال یہ ہے کہ تیرے بارے میں جو فیصلہ ہوا تو اسے جانتا ہی نہیں۔

اگر تیرے ذہن میں یہ سوال آئے کہ مجھے اس بات کا کیا شعور کہ میرا ٹھکانا کون سا ہو گا اور میرے لوٹنے کی جگہ کیا ہو گی اور وہ کونسی بات ہے جس کا میرے حق میں فیصلہ ہو چکا؟ تو تیرے لئے ایک ایسی علامت ہے جس سے میلان اور انس پیدا کر کے اس کے سبب تو اپنی امید کی تصدیق کر سکتا ہے اور وہ علامت یہ کہ تو اپنے حالات اور

527... المعجم الکبیر، ۱۵، ۱۷/ ۸۶، حدیث:۱۹۹

Go To Index

اعمال پر غور کر کیونکہ ہر ایک کے واسطے اس کے لئے پیدا کئے جانے والا کام آسان کر دیا گیا ہے اگر تیرے لئے بھلائی کا راستہ آسان کر دیا گیا ہے تو تجھے خوش ہونا چاہئے کیونکہ تو جہنم سے دور ہے اور اگر تو اچھائی کرنا چاہتا ہے مگر تجھے رکاوٹیں گھیر لیتی ہیں اور تو ان کو دور کرنے لگتا ہے لیکن جب برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب تیرے لئے آسان ہو جاتے ہیں تو جان لے کہ تیرے خلاف فیصلہ ہو چکا ہے۔ پس یہ علامت انجام پر اسی طرح دلالت کرتی ہے جیسا کہ بارش سبزی پر اور دھواں آگ پر دلالت کرتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ (۱۳) وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ (۱۴) (پ۳۰، الانفطار: ۱۳، ۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک نکوکار ضرور چین میں ہیں اور بے شک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں۔

پس تو اپنے آپ کو ان دونوں آیتوں پر پیش کر تجھے معلوم ہو جائے گا کہ دونوں ٹھکانوں میں سے تیرا ٹھکانا کون سا ہے۔

باب نمبر 13: جنت کی کیفیت اور اس کی نعمتوں کی اقسام

(اس میں سات فصلیں ہیں)

پہلی فصل: جنت کی رغبت پیدا کرنا

ابھی تم نے جس گھر کے رنج و غم اور پریشانیوں کے بارے میں جانا اس کے مقابلے میں ایک اور گھر بھی ہے لہٰذا تم اس کی نعمتوں اور مسرتوں پر غور کرو کیونکہ لازمی طور پر جو ان میں سے ایک سے دور رہا اس کا ٹھکانا دوسرا گھر ہو گا۔ جہنم کی ہولناکیوں میں طویل غور و فکر کے ذریعے اپنے دل پر خوف کو غلبہ دو اور جنتیوں کے ساتھ جن دائمی نعمتوں کے ملنے کا وعدہ کیا گیا ہے ان میں خوب فکر کے ذریعے ان کے ملنے کی امید اپنے دل میں پیدا کرو اور خوف کے کوڑے اور امید کی لگام کے ذریعے اپنے نفس کو سیدھے راستے کی طرف چلاؤ۔ اس طرح کرنے سے تم بہت بڑی بادشاہی تک پہنچ جاؤ گے اور دردناک عذاب سے سلامتی میں رہو گے۔

اہل جنت جنت میں:

پس تم اہل جنت اور ان کے چہروں میں چین کی تازگی پہ غور کرو! وہ خالص ستھری شراب پلائے جائیں گے جو مُہر کی ہوئی رکھی ہے، وہ سفید موتیوں کے نرم و نازک خیموں کے اندر سرخ یاقوت کے منبروں پر بیٹھے

Go To Index

ہوں گے جن میں سبز رنگ کے منقّش خوبصورت بچھونے بچھے ہوں گے شرابِ طَہُور اور شہد کی نہروں کے کنارے ٹکائے گئے تختوں پہ تکیہ لگائے ہوں گے اور وہ خیمے غلاموں اور لڑکوں سے بھرپور ہوں گے اور مزین ہوں گے اچھی صورت اور نیک سیرت حوروں سے گویا یاقوت (سرخ پتھر) و مرجان (چھوٹا موتی)، ان سے پہلے انہیں ہاتھ نہ لگا یا کسی آدمی اور نہ کسی جن نے، وہ جنت کے درجات میں خراماں خراماں چلیں گی اور جب ان میں سے کوئی حور اِترا کر چلے گی تو اس کے دامنوں کو ستر ہزار لڑکے اٹھائیں گے، ان پر سفید ریشم کی چادریں ہوں گی کہ آنکھیں ان کو دیکھ کر حیران رہ جائیں گی، ان کو موتی اور مرجان جڑے ہوئے تاج پہنائے جائیں گے، وہ سرخ و سفید آنکھوں والی، ناز نخرے والی اور خوشبو دار ہوں گی، بڑھاپے اور بدحالی سے امن میں ہوں گی، جنتی باغات کے وسط میں بنائے گئے یاقوت کے محلّات میں خیموں کے اندر پردہ نشین ہوں گی، کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں، پھر ان جنتی مردوں اور عورتوں پر سفید چمکدار پیالوں اور کوزوں کا دور ہو گا جو خالص سفید شراب سے چھلکتے ہوں گے جو پینے والوں کے لئے لذیذ ہو گی۔ خالص موتیوں جیسے خدام اور لڑکوں کا بغرضِ خدمت ان کے پاس دور ہو گا یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہو گا۔ وہ امن کی جگہ، باغات، چشموں اور نہروں کے پاس ہوں گے، سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور حاضر ہوں گے۔ اپنے ربِ کریم کی زیارت کا شرف حاصل کریں گے۔ ان کے چہروں پر آرام وراحت کی تازگی چھائی ہو گی ان پر نہ چڑھے گی سیاہی اور نہ خواری بلکہ بندے ہیں عزت والے اور ان کو اپنے ربّ تعالیٰ کی طرف سے طرح طرح کے تحفے عطا ہونے کے ساتھ ان کی خبر گیری ہو گی۔ وہ ہمیشہ اپنی چاہت کی نعمتوں میں رہیں گے، نہ کوئی ڈر رکھیں گے نہ خوف، موت کے شک وشبہ سے امن میں ہوں گے، وہ وہاں نعمتیں پائیں گے اور جنتی کھانے کھائیں گے اور اس کی نہروں سے دودھ، شراب اور شہد پیئیں گے یہ نہریں ایسی ہوں گی کہ ان کی زمین چاندی کی، ریت مرجان کی اور ایسی زمین پر ہیں کی اس کی مٹی خوشبو دار مشک اور سبزہ زعفران سے ہو گا، ان پر ایسے بادلوں سے بارش برسے گی جس میں گُلِ سیوتی کا پانی ہو گا اس حال میں کہ وہ کافور کے ٹیلوں پر ہوں گے، ان کے پاس پیالے لائے جائیں گے کیسے پیالے؟ ایسے کہ چاندی سے بنے ہوں گے اور ان پر موتی، یاقوت اور مرجان جڑے ہوں گے، ایک پیالہ وہ ہو گا جس میں میٹھے سلسبیل کے پانی سے بنی مُہر کی ہوئی

Go To Index

نِتھری شراب ہو گی، ایسے پیالے ہوں گے جو اپنی صفائی کی وجہ سے ایسے چمک رہے ہوں گے کہ شراب کی سرخی اور لطافت ان کے باہر سے ظاہر ہو گی، ان کو کسی انسان نے نہیں بنایا ورنہ ان کی بناوٹ وخوبصورتی میں عیب ہوتا، یہ پیالے ایسے خادموں کے ہاتھوں میں ہوں گے جن کے چہروں کی چمک چڑھتے سورج کی عکاسی کرتی ہو گی لیکن ان کی صورتوں کی سی مٹھاس، بالوں کا حسن اور آنکھوں کی ملاحت سورج کے پاس کہاں؟

تعجب ہے ایسے شخص پر کہ جو ایسی صفات والے گھر پر ایمان بھی رکھتا ہے اور اس بات کا بھی اس کو یقین ہے کہ اہلِ جنت کو کبھی موت نہ آئے گی نہ صحنِ جنت میں اترنے والے کو کوئی پریشانی ہو گی اور نہ ہی کوئی حادثہ ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکے گا مگر پھر بھی وہ ایسے گھر کے ساتھ کیسے مانوس ہو گیا اور کیونکر اس فانی گھر کی زندگی پر خوش ہوا جس کے فنا ہونے کا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حکم دیا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر جنت میں بدنوں کی سلامتی، موت، بھوک، پیاس اور ہر قسم کے حادثات سے بے خوفی کے سوا کچھ بھی نہ ہوتا تب بھی دنیا اسی لائق تھی کہ اس کو جنت کے بدلے چھوڑ دیا جاتا اور ختم ہونے والی دنیا کہ جس کی زندگی بے مزہ و بے کیف ہے اسے جنت پر ترجیح نہ دی جاتی۔

پھر کیسا مزہ ہو گا کہ جنتی بادشاہ ہوں گے ہر طرح سے امن میں ہوں گے، طرح طرح کی لذتوں سے نفع اٹھائیں گے، وہ جو چاہیں گے پائیں گے، ہر روز عرش کے صحن میں حاضر ہوں گے اور اپنے ربّ کریم کا دیدارِ عظیم کریں گے اور اس دیدار میں وہ لطف پائیں گے کہ جو ان کو جنت کی کسی نعمت کو دیکھنے سے نہ ملے گا اور وہ اس دیدار سے توجہ نہ ہٹائیں گے۔ وہ ہمیشہ ان نعمتوں میں گھومتے پھرتے رہیں گے اور انہیں ان کے ختم ہو جانے کا کوئی خدشہ نہ ہو گا۔

جنت کی زندگانی:

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ نبیِّ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "ایک منادی اعلان کرے گا کہ اے اہلِ جنت! تم تندرست رہو گے اور کبھی بیمار نہ ہو گے تم زندہ رہو گے اور کبھی نہ مرو گے اور تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے اور تم ہمیشہ نعمت میں رہو گے اور تم پر کبھی کوئی تکلیف نہ آئے گی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

Go To Index

وَ نُوۡدُوۡۤا اَنۡ تِلۡکُمُ الۡجَنَّۃُ اُوۡرِثۡتُمُوۡہَا بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ (۴۳) (پ۸،الاعراف:۴۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ندا ہوئی کہ یہ جنت تمہیں میراث ملی صلہ تمہارے اعمال کا۔"[528]

اگر تم جنت کی صفت کے بارے میں جاننا چاہتے ہو تو قرآنِ پاک پڑھو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بیان سے بڑھ کر کوئی بیان نہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان پڑھو:

وَ لِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ (۴۶) (پ۲۷،الرحمٰن:۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ سے لے کر سورۂ رحمٰن کے آخر تک پڑھو نیز سورۂ واقعہ اور دوسری سورتیں پڑھو اور اگر احادیث مبارکہ کی روشنی میں ان صفات کی تفصیل معلوم کرنا چاہتے ہو تو اب ان صفات کی تفصیل بیان کی جائے گی کیونکہ اجمالی معلومات تو تمہیں ہو ہی چکی ہیں۔

جنّتوں کی تعداد:

اللہ ربُّ العزت کے فرمان:" وَ لِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ (۴۶) [529] " کی وضاحت کرتے ہوئے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: دو جنتیں چاندی کی ہوں گی جن کے برتن اور سب کچھ چاندی کا ہو گا اور دو جنتیں سونے کی ہوں گی اور ان کے برتن اور سب کچھ سونے کا ہو گا، اہل جنت اور دیدارِ الٰہی کے درمیان جمالِ الٰہی پر کبریائی کی چادر کے سوا کچھ نہ ہو گا جو جنَّتِ عدن میں ہو گی۔[530]

جنت کے دروازے:

اب جنت کے دروازوں کو ملاحظہ کرو وہ بنیادی عبادات کے حساب سے بے شمار ہوں گے جس طرح کہ جہنم کے دروازے بنیادی گناہوں کے حساب سے ہوں گے۔ حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے

528...مسلم، کتاب الجنۃ، باب فی دوام نعیم اہل الجنۃ...الخ، ص۱۵۲۱، حدیث:۲۸۳۷

529...ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ (پ۲۷،الرحمٰن:۴۶)

530...مسلم، کتاب الایمان، باب اثبات رؤیۃ المؤمنین فی الآخرۃ ربہم، ص۱۱۰، حدیث:۱۸۰

Go To Index

ہیں محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے مال میں سے ایک جیسی دو چیزیں (یعنی دو کپڑے، دو درہم وغیرہ) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کیں وہ جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں پس جو شخص نمازیوں میں سے ہو گا اس کو بَابُ الصَّلٰوۃ (نماز کے دروازے) سے بلایا جائے گا، جو روزہ داروں میں سے ہو گا وہ بَابُ الصِّیَام (روزے کے دروازے) سے بلایا جائے گا، جو صدقہ دینے والوں میں سے ہو گا وہ بَابُ الصَّدَقَہ سے بلایا جائے گا اور جو مجاہدوں میں سے ہو گا اسے بَابُ الْجِہَاد سے بلایا جائے گا۔ حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: اس کی ضرورت تو نہیں کہ کوئی تمام دروازوں سے بلایا جائے مگر کیا کوئی ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: نَعَمْ وَاَرْجُوْاَنْ تَکُوْنَ مِنْھُمْ یعنی ہاں اور مجھے امید ہے تم ان میں سے ہو گے۔[531]

حضرت سیِّدُنا عاصم بن ضمرہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ نے جہنم کے بارے میں بہت طویل بیان فرمایا کہ میں یاد نہ رکھ سکا پھر (اہل جنت کے متعلق) یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ زُمَرًا ؕ (پ۲۴، الزمر: ۷۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی۔

یہاں تک کہ جب وہ اس جنت کے دروازوں میں سے کسی دروازے تک پہنچیں گے تو وہاں ایک درخت پائیں گے جس کی جڑ کے نیچے سے دو بہتے ہوئے چشمے نکل رہے ہوں گے تو وہ حکم کے مطابق ان میں سے ایک کا قصد کریں گے پس وہ اس سے پئیں گے تو ان کے پیٹوں کا سب درد اور تکلیف دور ہو جائے گا پھر دوسرے چشمے کی طرف جائیں گے تو اس سے خوب پاکی حاصل کریں گے اب ان پر چین کی تازگی چھا جائے گی اب کبھی ان کے بال متغیر نہیں ہوں گے اور نہ ہی ان کے سر پراگندہ ہوں گے وہ یوں ہوں گے گویا انہوں نے ان پر تیل لگا رکھا ہو پھر وہ جنت کی طرف چلے جائیں گے، جنت کے محافظ ان سے کہیں گے:

531...بخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، باب قول النبی: لوکنت متخذا خلیلا، ۲/ ۵۲۰، حدیث: ۳۶۶۶، دون ذکر الثامن

المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، ۳/ ۹۳، حدیث: ۷۶۳۷، دون ذکر الثامن

Go To Index

سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ طِبۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡهَا خٰلِدِیۡنَ (۷۳) (پ۲۴،الزمر:۷۳)

ترجمۂ کنزالایمان: سلام تم پر تم خوب رہے تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے۔

پھر ان سے ان کے بچوں کی ملاقات ہوگی اور وہ ان کے گرد اس طرح چکر لگا رہے ہوں گے جیسے دنیا میں بچے اپنے کسی عزیز کے سفر سے آنے پر اس کے گرد گھومتے ہیں، بچے ان سے کہیں گے آپ کے لئے خوشخبری ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے یہ سب کچھ آپ کے اعزاز کے لئے تیار کیا ہے پھر ان بچوں میں سے ایک بچہ اس جنتی کی بیویوں یعنی حوروں میں سے ایک کے پاس جائے گا اور جو نام دنیا میں اس کا پکارا جاتا تھا وہ نام لے کر کہے گا کہ فلاں آیا ہے۔ وہ پوچھے گی: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ وہ کہے گا: ہاں میں نے اس کو دیکھا ہے اور وہ میرے پیچھے ہی آرہا ہے۔ تو وہ خوشی سے بے چین ہوتے ہوئے دروازے کی چوکھٹ پر کھڑی ہو جائے گی۔ جب وہ جنتی اپنے جنتی محل میں پہنچے گا اور اس کی بنیادوں کو دیکھے گا تو وہ موتیوں کی چٹانیں ہوں گی جن کے اوپر سرخ، سبز اور زرد غرضیکہ ہر رنگ کے عالیشان محل ہوں گے پھر وہ سر اوپر کو اٹھائے گا اس کی چھت کو دیکھے گا تو وہ چمکتی ہوئی بجلی کی مثل ہوگی۔ اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے طاقت نہ دی ہوتی تو قریب تھا کہ ان کی بینائی چلی جاتی پھر وہ اپنے سر کو جھکائے گا تو اس کے سامنے اس کی بیویاں، چنے ہوئے کوزے، برابر برابر بچھے ہوئے قالین اور پھیلی ہوئی چاندیاں ہوں گی اور پھر وہ تکیہ لگا کر کہے گا جسے قرآن کچھ یوں بیان فرماتا ہے:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَ مَا کُنَّا لِنَهۡتَدِیَ لَوۡ لَاۤ اَنۡ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ (پ۸،الاعراف:۴۳)

ترجمۂ کنزالایمان: سب خوبیاں **اللہ** کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی اور ہم راہ نہ پاتے اگر **اللہ** نہ دکھاتا۔

پھر ایک منادی آواز دے گا کہ تم اس میں ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت نہ آئے گی اسی میں ہمیشہ رہو گے کبھی کوچ نہ کرو گے اور ہمیشہ صحت مند رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے۔[532]

شفیع محشر، ساقی کوثر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب میں قیامت کے دن جنت کے

532... موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، ۶/۳۱۶، حدیث:۸

الزهد لابن المبارك، باب فضل ذکر الله، ص۵۰۸ تا ۵۱۰، حدیث:۱۴۵۰

Go To Index

دروازے پر آؤں گا اور اسے کھلوانا چاہوں گا تو داروغہ کہے گا آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا "محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)" وہ کہے گا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔[533]

اب تم جنت کے کمروں اور اس میں مختلف درجات کی بلندی کے بارے میں سوچو کیونکہ آخرت کے درجات بہت بڑے اور اس کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔ جس طرح دنیا میں لوگ ظاہری عبادات اور باطنی اخلاقِ محمودہ کے اعتبار سے آپس میں مختلف ہوتے ہیں اسی طرح جزا کے اعتبار سے بھی ان میں فرق ہوگا پس اگر تم سب سے اعلیٰ درجہ کی طلب رکھتے ہو تو کوشش کرو کہ اطاعتِ الٰہی کے معاملے میں کوئی تم سے آگے نہ بڑھ سکے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس سلسلے میں آپس میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: سَابِقُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ (پ۲۷، الحدید:۲۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش اور جنت کی طرف۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: وَ فِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَؕ(۲۶) (پ۳۰، المطففین:۲۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اسی پر چاہیے کہ للچائیں للچانے والے۔

بڑا تعجب ہے اس بات پر کہ اگر تیرے ساتھی یا پڑوسی درہم میں یا مکان کی بلندی میں تجھ سے آگے بڑھ جائیں تو یہ بات تجھ پر بھاری ہو جاتی ہے اور تیرا سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور حسد کی وجہ سے تیری زندگی اجیرن ہو جاتی ہے جبکہ تیرے لئے سب سے بہتر حالت یہ ہے کہ تو جنت میں اپنا ٹھکانا بنائے حالانکہ کئی ایسے لوگ ہیں جو جنت میں نیکیوں کے ذریعے تجھ سے آگے بڑھنے والے ہیں اور دنیا اپنے تمام مال و اسباب کے ساتھ بھی ان کے برابر نہیں ہو سکتی۔

جنت کے بالاخانے:

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

533... مسلم، کتاب الایمان، باب فی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا اول الناس...الخ، ص۱۲۸، حدیث:۱۹۷

Go To Index

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اہلِ جنت بالاخانے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے مشرقی یا مغربی کنارے میں دور سے چمکتے ہوئے تارے کو دیکھتے ہو کیونکہ بعض کے درجات بعض سے زائد ہیں۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی یا رسولَ الله صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا وہ انبیائے کرام کے درجات ہوں گے جن تک کوئی اور نہیں پہنچ سکتا؟ آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! یہ وہ لوگ ہوں گے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔[534]

آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں اعلیٰ درجات والوں کو نیچے سے یوں دیکھا جائے گا جس طرح تم آسمان کے کسی کنارے پر نکلنے والے تارے کو دیکھتے ہو اور بے شک ابو بکر صدیق اور عُمَر فاروق ان اعلیٰ درجات والوں میں سے ہیں اور بہت اچھے ہیں۔[535]

حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہم سے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں جنت کے بالاخانوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں! میرے ماں باپ آپ پر قربان! ارشاد فرمایئے۔ ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں کچھ ایسے بالاخانے ہیں جو مختلف جواہرات سے بنے ہیں، ان کے باہر کا سب کچھ اندر سے اور اندر کا باہر سے نظر آتا ہے، ان میں ایسی نعمتیں، لذتیں اور سرور ہو گا جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا۔ میں نے عرض کی: یہ بالاخانے کس کے لئے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اس کے لئے جو سلام پھیلائے، کھانا کھلائے، ہمیشہ روزہ رکھے اور رات کو نماز ادا کرے جب کہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: کون ہے جو اس کی طاقت رکھے؟ ارشاد فرمایا: میری امت اس کی طاقت رکھتی ہے اور اب میں تمہیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں لہٰذا جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملا اور اسے سلام کہا یا اس کے سلام کا جواب دیا تو اس نے سلام کو پھیلایا اور جس نے اپنے اہل و عیال کو پیٹ بھر کر

534...مسلم، کتاب الجنة، باب ترائی اهل الجنة اهل الغرف...الخ، ص۱۵۱۸، حدیث:۲۸۳۱

535...ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق، ۵/ ۳۷۲، حدیث:۳۶۷۸

Go To Index

کھانا کھلایا تو یقیناً اس نے کھانا کھلا دیا اور جس نے رمضان شریف کے روزے اور ہر مہینے تین دن کے روزے رکھے تو اس نے ہمیشہ روزہ رکھا اور جس نے عشا اور فجر کی نماز باجماعت ادا کی تو اس نے ساری رات نماز پڑھی جبکہ لوگ سو رہے تھے۔[536] یہاں لوگوں سے مراد یہودی، عیسائی اور نصرانی ہیں۔

نبیِّ محتشم، سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس آیت مبارکہ:

وَ مَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍؕ (پ۱۰،التوبۃ:۷۲) ترجمۂ کنزالایمان: اور پاکیزہ مکانوں کا بسنے کے باغوں میں۔

کی تفسیر پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: وہ موتیوں سے بنے ہوئے محل ہیں ہر محل میں سرخ یاقوت کے 70 گھر ہیں، ہر گھر میں سبز زُمرد کے بنے ہوئے 70 کمرے ہیں، ہر کمرے میں ایک تخت ہے، ہر تخت پر ہر رنگ کے 70 بچھونے ہیں، ہر بچھونے پر حورِ عین (یعنی بڑی آنکھوں والی حوروں) میں سے ایک بیوی ہے، ہر کمرے میں 70 دستر خوان ہیں، ہر دستر خوان پر 70 قسم کے کھانے ہیں، ہر کمرے میں 70 خادمائیں ہیں اور بندۂ مومن کو ہر صبح ان حوروں کے پاس جانے کی طاقت دی جائے گی۔[537]

دوسری فصل: جنت کے باغوں، دیواروں، درختوں اور نہروں کی شان

جنت کی حقیقت اور اہلِ جنت کا تصور کرو اور اس شخص کی حسرت کا اندازہ کرو جس نے جنت کے بدلے صرف دنیا پر قناعت کی اور جنت سے محروم ہو گیا۔

جنتی دیوار اور اس کی مٹی:

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہیں: سرکارِ مکّہ مُکرَّمہ، سردارِ مدینہ مُنوَّرہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ حَآئِطَ الْجَنَّةِ لَبِنَةٌ مِّنْ فِضَّةٍ وَّلَبِنَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ تُرَابُهَا زَعْفَرَانٌ وَ طِيْنُهَا مِسْكٌ یعنی بے شک جنت کی دیوار کی ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ سونے کی ہو گی، اس کی مٹی زعفران اور گارا کستوری ہو گا۔[538]

536...حلیۃ الاولیاء، محمد بن واسع، ۲/۴۰۴، حدیث:۲۷۳۹

537... تفسیر الطبری، پ۱۰، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ:۷۲، ۶/۴۱۶، حدیث:۱۶۹۵۶

الزھد لابن المبارک، باب فضل ذکر اللہ، ص۵۵۰، حدیث:۱۵۷۷

538...ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، باب ما جاء فی صفۃ الجنۃ ونعیمھا، ۴/۲۳۶، حدیث:۲۵۳۴

Go To Index

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں جنت کی مٹی کے بارے میں عرض کی گئی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: دَرْمَکَۃٌ بَیْضَاءُ مِسْكٌ خَالِصٌ یعنی سفید ملائم مٹی خالص کستوری کی ہوگی۔(539)

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ مَکّہ مُکَرَّمہ، سردارِ مدینہ مُنَوَّرَہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے آخرت میں شراب پلائے تو وہ اسے دنیا میں ترک کر دے اور جسے یہ پسند ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے آخرت میں ریشم پہنائے تو وہ اسے دنیا میں ترک کر دے۔(540) اور ارشاد فرمایا: جنت کی نہریں کستوری کے ٹیلوں یا فرمایا پہاڑوں کے نیچے سے نکلتی ہیں۔(541)

ادنیٰ جنتی کا زیور:

ایک مقام پر ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ آخرت میں سب سے کم درجے والے جنتی کو جو زیور پہنائے گا وہ دنیا والوں کے تمام زیورات سے افضل ہوگا۔(542)

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ اگر کوئی سوار اس کے سائے میں 100 سال تک چلتا رہے تب بھی اس کا سایہ ختم نہ ہوگا، اگر تم چاہو تو پڑھو: وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ(۳۰) (پ۲۷، الواقعۃ: ۳۰) ترجمۂ کنزالایمان: اور ہمیشہ کے سائے ہیں۔(543)

بے کانٹے کی بیریاں:

حضرت سیِّدُنا ابو اُمامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان فرماتے تھے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں دیہاتیوں اور ان کے سوالات کے ذریعے نفع پہنچاتا ہے۔ ایک اعرابی آیا اور بارگاہِ رسالت میں یوں

539... مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر ابن صیاد، ص ۱۵۶۴، حدیث: ۲۹۲۸

540... المعجم الاوسط، ۶/ ۳۱۲، حدیث: ۸۸۷۹

541... صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب وصف الجنۃ واھلھا، ۹/ ۲۴۹، حدیث: ۷۳۶۵

542... المعجم الاوسط، ۶/ ۳۱۱، حدیث: ۸۸۷۸

543... بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الواقعۃ، باب قولہ: وظل ممدود، ۳/ ۳۴۵، حدیث: ۴۸۸۱

Go To Index

عرض گزار ہوا: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے قرآن پاک میں ایک تکلیف دہ درخت کا ذکر کیا ہے اور میں نہیں جانتا کہ جنت میں کوئی ایسا درخت ہو گا جو جنتیوں کو ایذا پہنچائے؟ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ کونسا درخت ہے؟ عرض کی "سِدْر یعنی بیری کا درخت" ہے اس کے تو کانٹے ہوتے ہیں۔ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا ہے: **فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ** (۲۸) (پ۲۷، الواقعۃ:۲۸) ترجمۂ کنزالایمان: بے کانٹے کی بیریوں میں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے کانٹے دور کر دے گا، اس کے ہر کانٹے کی جگہ پھل لگا دے گا اور اس کا پھل جب پھٹے گا تو 72 قسم کے کھانے دے گا ان میں سے کوئی بھی (ذائقے میں) دوسرے جیسا نہ ہو گا۔[544]

جنتی درخت:

حضرت سَیِّدُنا جریر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ہم مقامِ صِفاح پر اترے تو دیکھا کہ وہاں ایک شخص درخت کے نیچے سو رہا ہے اور اس پر دھوپ آنے ہی والی ہے تو میں نے غلام سے کہا: جاؤ یہ چمڑے کا دستر خوان لے جاؤ اور اس پر سایہ کرو۔ اس نے جا کر اس آدمی پر سایہ کر دیا، پھر جب وہ شخص بیدار ہوا تو ہم نے دیکھا کہ وہ تو حضرت سَیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، میں نے ان کے پاس حاضر ہو کر سلام کیا تو انہوں نے فرمایا: اے جریر! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے عاجزی اختیار کرو کیونکہ جو شخص دنیا میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے عاجزی کرے گا قیامت کے دن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے بلند مقام عطا فرمائے گا۔ کیا تم جانتے ہو قیامت کے دن اندھیروں کا سبب کیا ہو گا؟ میں نے عرض کی: میں نہیں جانتا۔ فرمایا: لوگوں کا ایک دوسرے پر ظلم کرنا۔ پھر آپ نے ایک لکڑی اٹھائی وہ اتنی چھوٹی تھی کہ میں اسے بمشکل ہی دیکھ پا رہا تھا، فرمایا: اے جریر! اگر تم جنت میں اتنی سی لکڑی کی مثل بھی طلب کرو گے تو نہیں پاؤ گے۔ میں نے پوچھا: اے ابو عبد اللہ! تو یہ کھجور اور دوسرے درخت کہاں ہوں گے؟ فرمایا: ان کی جڑیں موتیوں اور سونے کی ہوں گی اور ان کے اوپر پھل ہوں گے۔[545]

544...المستدرك، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الواقعۃ، باب سدر الجنۃ مخضود...الخ، ۳/۲۸۷، حدیث:۳۸۳۰

545...المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام سلمان، ۸/ ۱۷۹، حدیث:۹

حلیۃ الاولیاء، سلمان الفارسی، ۱/ ۲۶۰، حدیث:۶۴۰

Go To Index

تیسری فصل: اہل جنت کے لباس، بچھونوں، تخت، تکیوں اور خیموں کی شان

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ؕ وَ لِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ (۲۳) (پ۱۷، الحج: ۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اس میں پہنائے جائیں گے سونے کے کنگن اور موتی اور وہاں ان کی پوشاک ریشم ہے۔

اس بارے میں بہت سی آیات آئی ہیں جبکہ تفصیل احادیث کریمہ میں ہے۔ چنانچہ

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جنت میں داخل ہوگا اس پر انعام ہوگا وہ محتاج نہ ہوگا، اس کے کپڑے بوسیدہ نہ ہوں گے اور نہ ہی اس کی جوانی ختم ہوگی۔[546] جو کچھ جنت میں ہے نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی آدمی کے دل پر اس کا خیال گزرا۔[547]

اہل جنت کا لباس:

ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: "ہمیں اہلِ جنت کے لباس کے بارے میں خبر دیجئے کیا وہ مخلوق ہوں گے جن کو تخلیق کیا جائے گا یا بُنے ہوئے ہوں گے جن کو بُنا جائے گا؟" مُعَلِّمِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموش رہے جبکہ کچھ لوگ ہنس پڑے تو ارشاد فرمایا: "کس بات پر ہنستے ہو اس پر کہ ایک نہ جاننے والے نے جاننے والے سے سوال کیا ہے؟" پھر ارشاد فرمایا: "بلکہ وہ جنت کے پھلوں میں سے نکلیں گے۔"[548]

جنتی بیویوں کا حسن:

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد

546... مسلم، کتاب الجنۃ، باب فی دوام نعیم اھل الجنۃ... الخ، ص۱۵۲۱، حدیث: ۲۸۳۶

547... مسلم، کتاب الجنۃ، ص۱۵۱۶، حدیث: ۲۸۲۴

548... مسند ابی داؤد الطیالسی، ص۳۰۰، حدیث: ۲۲۷۷

السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب العلم، باب الضحک عند السؤال، ۳/ ۴۴۱، حدیث: ۵۸۷۲

Go To Index

فرمایا: سب سے پہلی جماعت جو جنت میں جائے گی ان کی صورت چودھویں رات کے چاند کی مثل ہو گی، جنتی نہ تو وہاں تھوکیں گے، نہ رینٹھ ڈالیں گے اور نہ ہی انہیں بیت الخلا کی حاجت ہو گی، ان کی کنگھیاں، ان کے برتن سب سونے اور چاندی کے ہوں گے، ان کا پسینہ کستوری کا ہو گا، ہر ایک کے لئے اس میں دو بیویاں ہوں گی جن کے حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا مغز گوشت کے باہر سے نظر آتا ہو گا، وہ آپس میں اختلاف رکھیں گے اور نہ بغض، ان کے دل ایسے ہوں گے گویا ایک ہی دل ہے وہ صبح و شام اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تسبیح بیان کریں گے۔[549]

ایک روایت میں ہے کہ "ہر بیوی پر 70 جنتی لباس ہوں گے۔"[550]

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمان:

یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ؕ وَ لِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ (۲۳) (پ۱۷، الحج:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اس میں پہنائے جائیں گے سونے کے کنگن اور موتی اور وہاں ان کی پوشاک ریشم ہے۔

کے تحت نبیّ غیب دان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ان کے سروں پر ایسے تاج ہوں گے جن کے ادنیٰ موتی کی چمک سے مشرق سے مغرب تک سب کچھ روشن ہو جائے گا۔[551]

جنتی خیمہ:

سیِّدُ البشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جنتی خیمہ ایک ایسا موتی ہو گا جو کہ اندر سے خالی ہو گا، آسمان کی طرف 60 میل تک اونچا ہو گا، اس کے ہر گوشے میں مومن کے لئے ایسی عورتیں ہیں جنہیں دوسرے نہیں دیکھتے۔[552] اس حدیث کو سیِّدُنا امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں خیمہ ایک ایسا موتی ہو گا جو اندر سے خالی ہو گا، وہ ایک فرسخ چوڑا اور ایک فرسخ لمبا ہو گا اور اس کے سونے سے بنے ہوئے چار ہزار دروازے ہوں گے۔

549...بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة، ۲/۳۹۱، حدیث:۳۲۴۵، ۳۲۴۶

550...سنن الترمذی، کتاب صفة الجنة، باب فی صفة نساء اهل الجنة، ۴/۲۴۰، حدیث:۲۵۴۳

551...المستدرك، کتاب التفسیر، تفسیر سورة الملائکة (فاطر)، باب احکام الظالم لنفسه...الخ، ۳/ ۲۰۶، حدیث:۳۶۴۷

البعث والنشور للبیهقی، باب ما جاء فی لباس اهل الجنة، ص۱۹۷، حدیث:۳۰۱

552...بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة، ۲/۳۹۱، حدیث:۳۲۴۳

Go To Index

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ربّ تعالیٰ کے فرمان:" وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ(۳۴) (553) "کی تفسیر میں فرمایا دو بچھونوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو گا جتنا آسمان وزمین کے درمیان ہے۔[554]

چوتھی فصل: اہلِ جنت کے کھانے کی شان

اہلِ جنت کے کھانے کا بیان قرآن پاک میں مذکور ہے یعنی پھل، موٹے موٹے پرندے، مَن و سَلویٰ، شہد، دودھ اور دیگر بے شمار اقسام ہیں۔ **اللہ** ربُّ العزت ارشاد فرماتا ہے: **كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ** (پ۱،البقرۃ:۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: جب اُنہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا صورت دیکھ کر کہیں گے یہ تو وہی پھل ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا اور وہ صورت میں ملتا جلتا انہیں دیا گیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اہلِ جنت کے مشروبات کا ذکر بھی کئی مقامات پر فرمایا ہے۔

مُہاجرین فُقَرا کے لئے خوشخبری:

حضور نبیِّ غیب دان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آزاد کردہ غلام حضرت سیِّدُنا ثَوبان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ علمائے یہود میں سے ایک عالم وہاں آیا اور اس نے کئی سوالات کئے یہاں تک کہ اس نے کہا: "سب سے پہلے اجازت کس کو ہو گی یعنی پل صراط پر سب سے پہلے کون گزرے گا؟" ارشاد فرمایا: "مہاجرین فقرا۔" اس نے پوچھا: "جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کا تحفہ کیا ہو گا؟" ارشاد فرمایا: "مچھلی کے جگر کے کباب۔" اس نے پوچھا: "اس کے بعد ان کی غذا کیا ہو گی؟" ارشاد فرمایا: "ان کے لئے جنت کے کناروں میں چرنے والا جنتی بیل ذبح کیا جائے گا۔" اس نے پوچھا: "اس کھانے پر وہ پئیں گے کیا؟" ارشاد فرمایا: "جنت کے اندر ایک چشمہ سے جس کو

553...ترجمۂ کنزالایمان: اور بلند بچھونوں میں۔ (پ۲۷،الواقعة:۳۴)

554...البعث والنشور للبیهقی، باب ما جاء فی لباس اهل الجنة، ص۲۰۱، حدیث:۳۱۱

ترمذی، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء فی صفة ثیاب اهل الجنة، ۴/ ۲۴۲، حدیث:۲۵۴۹

Go To Index

سلسبیل کہا جاتا ہے۔"یہودی عالِم نے کہا:"آپ نے سچ فرمایا۔"[555]

جنتیوں کے متعلق یہودی کا سوال:

حضرت سیِّدُنا زید بن ارقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور بولا: اے ابو القاسم! کیا آپ یہ خیال نہیں کرتے کہ جنتی جنت میں کھائیں اور پئیں گے؟ اور اپنے اَصحاب سے کہتے ہیں کہ اگر اس معاملے میں مجھ سے کوئی بحث کرے گا تو میں اس پر (دلائل سے) غالب آجاؤں گا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہاں اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جنتیوں میں سے ہر ایک کو 100 آدمیوں کے برابر کھانے، پینے اور جماع کرنے کی طاقت عطا کی جائے گی۔ یہودی بولا: تو جو شخص کھاتا، پیتا ہے اسے (پاخانہ اور پیشاب کی) حاجت بھی ہوتی ہے۔ ارشاد فرمایا: ان کی حاجت پسینہ ہو گا جو ان کی جلدوں سے کَستُوری کی طرح مہکتا ہوا نکلے گا تو پیٹ دبلا ہو جائے گا۔[556]

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں تم کسی پرندے کو دیکھو گے اور تمہارا اسے کھانے کو جی چاہے گا تو وہ بھنا ہوا تمہارے سامنے آگرے گا۔[557]

حضرت سیِّدُنا حذیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولِ اَکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"بے شک جنت میں کچھ پرندے بُختی اونٹوں جیسے ہیں۔"[558] حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی:"یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہ تو بہت ہی خوب ہوں گے؟"ارشاد فرمایا:"ان

555...مسلم، کتاب الحیض، باب بیان صفة منی الرجل والمرأة...الخ، ص۱۷۶، حدیث:۳۱۵

556...المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الکوفیین، حدیث زید بن ارقم، ۷/ ۷۶، حدیث:۱۹۲۸۹

موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفة الجنة، ۶/ ۳۴۴، حدیث:۱۱۱

557...مسند البزار، مسند عبد اللہ بن مسعود، ۵/ ۴۰۱، حدیث:۲۰۳۲

الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، الرقم:۴۳۶ حمید بن علی، ۳/ ۷۵

558...البعث والنشور للبیہقی، باب ما جاء فی طعام اهل الجنة، ص۲۰۶، حدیث:۳۱۹

الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، الرقم:۱۵۶۱ الفضل بن مختار بصری، ۷/ ۱۲۲

Go To Index

سے زیادہ اچھے تو وہ ہیں جو ان کو کھائیں گے اور اے ابو بکر آپ بھی ان کو کھانے والوں میں سے ہیں۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمان: **يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ اَكْوَابٍ** ۚ (پ۲۵، الزخرف:۷۱)

ترجمۂ کنزالایمان: ان پر دورہ ہو گا سونے کے پیالوں اور جاموں کا۔

کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت سیّدُنا عبداللہ بن عَمْرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ان پر سونے کے 70 پیالوں کا دور ہو گا ہر پیالے میں دوسرے پیالے سے مختلف رنگ ہو گا۔

اس آیت مبارکہ:

وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ (پ۳۰، المطففین:۲۷) ترجمۂ کنزالایمان: اور اس کی ملونی (ملاوٹ) تسنیم سے ہے۔

کی تفسیر میں حضرت سیّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: اصحابِ یمین کے لئے اس میں ملونی ہو گی اور مُقَرَّبِیْن خالص پئیں گے۔

اس فرمانِ باری تعالیٰ: **خِتٰمُهٗ مِسْكٌ** ؕ (پ۳۰، المطففین:۲۶) ترجمۂ کنزالایمان: اس کی مہر مشک پر ہے۔

کی تفسیر میں حضرت سیّدُنا ابو دَرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: وہ چاندی کی طرح سفید شراب ہے جس سے ان کی آخری شراب مہر لگائی ہوئی ہو گی، اگر دنیا والوں میں سے کوئی اپنا ہاتھ اس میں داخل کر کے باہر نکالے تو کوئی ذی روح ایسا نہ ہو گا جو اس کی خوشبو نہ پا سکے۔

پانچویں فصل: جنتی لڑکوں اور حورِعِین کی شان

قرآنِ مجید میں ان کے وصف کا کئی بار تذکرہ ہوا ہے جبکہ احادیثِ مبارکہ میں ان کی مزید وضاحت ہے۔ حضرت سیّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سب سے بہتر ہے اور جنت میں تم میں سے کسی کی ایک ہاتھ جنتی یا پھر ایک قدم جتنی جگہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہے اور اگر جنتی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو زمین و آسمان کے درمیان ہر شے کو روشن

Go To Index

کردے اور خوشبو سے بھر دے اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اس سے بہتر ہے۔[559]

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ:

كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ (۵۸) (پ۲۷، الرحمٰن:۵۸)

ترجمۂ کنزالایمان: گویا وہ لعل اور مونگا ہیں۔

کی تفسیر میں صادق ومصدوق آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ اس حور کے چہرے کو اس کی چادر کے باہر سے دیکھے گا تو وہ شیشے سے بھی زیادہ صاف ہو گا اور اس کے اوپر کا ادنیٰ موتی بھی مشرق ومغرب کے درمیان کی ہر شے کو روشن کر دے گا، اس کے اوپر 70 کپڑے تو ہوں گے لیکن نگاہ ان سے پار ہو جائے گی حتّٰی کہ ان کے اوپر سے اس کی پنڈلی کا مغز نظر آئے گا۔[560]

حوروں کا سلام:

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: معراج کی سیر کے دوران میں جنت کے بیدخ نامی مقام میں داخل ہوا جہاں موتیوں، سبز زبرجد اور سرخ یاقوت کے خیمے ہیں، حوروں نے کہا "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ الله" میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کیسی آواز ہے؟ انہوں نے عرض کی: یہ خیموں میں پردہ نشین (حوریں) ہیں۔ انہوں نے آپ پر سلام پیش کرنے کے لئے اپنے ربّ سے اجازت طلب کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کو اجازت دے دی تو وہ کہنے لگیں: ہم راضی رہنے والی ہیں ہم کبھی ناراض نہ ہوں گی، ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی کوچ نہ کریں گی۔ اس پر حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ربّ تعالیٰ کا یہ فرمان تلاوت فرمایا:

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ (۷۲) (پ۲۷، الرحمٰن:۷۲)

ترجمۂ کنزالایمان: حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین۔[561]

559...بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ۴/۲۶۴، حدیث:۶۵۶۸

المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، ۴/۵۲۵، حدیث:۱۳۷۸۲

560...الزھد لابن المبارک فی نسختہ زائدا، باب فی صفة الجنة، ص۷۳، حدیث:۲۵۸

المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، ۴/۱۵۰، حدیث:۱۱۷۱۵

561...البعث والنشور للبیہقی، باب ما جاء فی صفة الحور العین، ص۲۱۵، حدیث:۳۴۰

Go To Index

اس آیت مبارکہ:

وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ (پ۳،اٰل عمرٰن:۱۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور ستھری بیبیاں۔

کی تفسیر میں حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: وہ حیض، قضائے حاجت، پیشاب، تھوک، رینٹھ، مادہ منویہ اور اولاد جننے سے پاک ہوں گی۔

اس آیت مبارکہ:

فِیْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ (۵۵) (پ۲۳،یٰس:۵۵) ترجمۂ کنزالایمان: بہلاووں میں چین کرتے ہیں۔

کی تفسیر میں حضرت سیِّدُنا امام اَوزاعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ان کا کام باکِرہ عورتوں کے پاس جانا پردۂ بکارت کو زائل کرنا ہو گا۔

ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: کیا اہل جنت صحبت کریں گے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ان میں سے ہر ایک کو ایک دن میں تمہارے 70 افراد سے زیادہ قوت دی جائے گی۔[562]

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں: جنتیوں میں سے سب سے کم درجہ والے شخص کا یہ مقام ہو گا کہ اس کے ساتھ ایک ہزار خادم ہوں گے اور ہر خادم الگ خدمت کرے گا کوئی دوسرا اس میں شریک نہ ہو گا۔

سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مُعَظَّم ہے: اہل جنت میں سے ایک شخص پانچ سو حوروں، چار ہزار باکرہ لڑکیوں اور آٹھ ہزار شادی شدہ عورتوں سے نکاح کرے گا اور ان میں سے ہر ایک سے اپنی پوری دنیاوی زندگی کی مقدار برابر مُعانَقَہ کرے گا (یعنی گلے ملے گا)۔[563]

جنتی بازار:

رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں ایک بازار ہے جس میں مردوں اور عورتوں کی صورتوں کے علاوہ کسی شے کی خرید و فروخت نہیں ہو گی، جب کسی مرد کو کسی

562...البعث والنشور للبیھقی، باب ما جاء فی صفۃ الحور العین، ص۲۲۱، حدیث:۳۶۴

563...البعث والنشور للبیھقی، باب ما جاء فی صفۃ الحور العین، ص۲۲۴، حدیث:۳۷۴

Go To Index

صورت کی خواہش ہو گی تو اس بازار میں داخل ہو جائے گا[564] وہاں بڑی آنکھوں والی حوریں جمع ہوں گی وہ ایسی آواز بلند کریں گی کہ مخلوق نے کبھی نہ سنی ہو گی، وہ کہیں گی ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی ہلاک نہ ہوں گی، ہم خوش حال ہیں کبھی بد حال نہ ہوں گی، ہم راضی رہنے والی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی پس اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جو ہمارے لئے ہے اور ہم اس کے لئے ہیں۔[565]

حوروں کا نغمہ:

حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جنت میں حوریں یہ نغمہ گائیں گی کہ ہم خوبصورت حوریں ہیں، ہمیں مُعَزَز جوڑوں کے لئے چھپا کر رکھا گیا ہے۔[566]

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن کثیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَدِیْر اس آیت مبارکہ:

فِیْ رَوْضَةٍ یُّحْبَرُوْنَ (۱۵) (پ۲۱، الروم:۱۵) ترجمۂ کنزالایمان: باغ کی کیاری میں ان کی خاطر داری ہو گی۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد جنت میں سماع (یعنی حوروں کا نغمہ) ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو اُمامہ باہلی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص بھی جنت میں جائے گا اس کے سرہانے اور قدموں میں دو حوریں بیٹھ جائیں گی وہ اسے انتہائی خوبصورت آواز میں نغمہ سنائیں گی جسے انسان اور جن سنیں گے اور یہ شیطانی مزامیر کے ساتھ نہ ہو گا بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد اور پاکی بیان ہو گی۔[567]

(صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد)

564...ترمذی، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء فی سوق الجنة، ۴ / ۲۴۷، حدیث:۲۵۵۹

565...ترمذی، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء فی کلام الحور العین، ۴ / ۲۵۵، حدیث:۲۵۷۳

566...التاریخ الکبیر للبخاری، باب عون، ۶ / ۳۲۶، حدیث:۹۴۰۸، الرقم، عون بن الخطاب بن عبد اللہ

المعجم الاوسط، ۵ / ۳۴، حدیث:۶۴۹۷

567...البعث والنشور للبیهقی، باب السماع فی الجنة والتغنی بذکر اللہ، ص۲۲۸، حدیث:۳۷۹

المعجم الکبیر، ۸ / ۹۵، حدیث:۷۴۷۸

Go To Index

چھٹی فصل: اہلِ جنّت کے اَوصاف کے مُتعلِّق اَحادیث

خوبصورت بیویاں:

☆... حضرت سیِّدُنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے پیارے صحابہ سے ارشاد فرمایا: سنو! کیا کوئی شخص جنت کی کوشش کر رہا ہے؟ بے شک جنت کی مثل کوئی شے نہیں، ربِّ کعبہ کی قسم! جنت ایک چمکتا ہوا نور ہے اور فرحت و نَشاط والی پھیلتی خوشبو ہے، مضبوط محل ہے، جاری نہر ہے، بہت زیادہ پکے ہوئے پھل ہیں اور خوبصورت بیویاں ہیں جو ہمیشگی کے گھر میں خوشی و نعمت میں ہوں گی اور نہایت دلکش بلند و بالا محفوظ محل میں تر و تازگی ہو گی۔ صحابۂ کرام نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم اس کے لئے آمادہ اور تیار ہیں۔ ارشاد فرمایا: تم کہو "اِنْ شَآءَ اللہُ تَعَالٰی" پھر آپ نے جہاد کا ذکر فرمایا اور اس کی ترغیب دلائی۔[568]

جنتی گھوڑے:

☆... ایک شخص پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: "کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے کیونکہ یہ مجھے پسند ہیں؟" آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اگر تمہیں یہ پسند ہے تو تمہیں سرخ یاقوت کے گھوڑے دیئے جائیں گے جنت میں تم جہاں چاہو گے وہ تمہیں اڑا کر وہاں لے جائیں گے۔" ایک دوسرے شخص نے عرض کی: "مجھے اونٹ پسند ہیں کیا جنت میں اونٹ ہوں گے؟" تو نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! اگر تم جنت میں چلے گئے تو تمہارے لئے وہاں ہر وہ چیز ہو گی جو تمہیں پسند ہو اور تمہاری آنکھیں لذت پائیں۔"[569]

☆... حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی جنتی آدمی بچے کی خواہش کرے گا تو اسی وقت اس کا بچہ پیدا

568... سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب صفة الجنة، ۴/ ۵۳۵، حديث: ۴۳۳۲

569... مسند ابی داؤد الطيالسی، بريدة بن حصيب الاسلمی، ص۱۰۸، حديث: ۸۰۶

ترمذی، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء فی صفة خيل الجنة، ۴/ ۲۴۳، حديث: ۲۵۵۲

Go To Index

ہو گا، اس کا حمل، بچے کی پیدائش اور اس کی جوانی ایک ہی ساعت میں ہو جائے گی۔ (570)

اہل جنت کی ملاقات:

☆... حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے تو بھائی کو بھائی (اور دوست کو دوست) سے ملنے کا اشتیاق ہو گا تو ایک کا تخت دوسرے کے تخت کی طرف چلے گا، وہ آپس میں ملاقات کریں گے اور ان کی مابین دنیا میں جو کچھ تھا اس کی گفتگو کریں گے، ایک کہے گا: اے میرے بھائی! فلاں دن فلاں مجلس کو یاد کرو کہ جب ہم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا مانگی تو اس نے ہماری بخشش فرما دی۔ (571)

اہل جنت کے جسم وعُمر:

☆... آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: اہلِ جنت کے جسم بغیر بالوں کے، بے ریش، سفید رنگت، سرمہ لگے ہوئے اور ایک ہی جیسے 33 سال کی عمر کے ہوں گے اور وہ آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی طرح لمبائی میں 60 ہاتھ اور چوڑائی میں سات ہاتھ ہوں گے۔ (572)

☆... سب سے ادنیٰ درجہ جنتی کے لئے 80 ہزار خادم اور 72 بیویاں ہوں گی اس کے لئے موتیوں، زَبرجد اور یاقوت کا خیمہ لگایا جائے گا اور وہ اتنا بڑا ہو گا جتنا مقام جابیہ سے صنعاء تک کا فاصلہ ہے اور ان جنتیوں پر ایسے تاج ہوں گے جن کا ادنیٰ موتی مشرق ومغرب کے درمیان جو کچھ ہے سب کو روشن کر دے گا۔ (573)

سیِّدُنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی لونڈی:

☆... محسن کائنات، فخر موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے جنت کی طرف دیکھا تو اس کے ایک انار کو اتنا بڑا پایا گویا پالان باندھا گیا اونٹ ہو اور وہاں کے پرندے بختی اونٹ جیسے تھے وہاں

570... البعث والنشور للبیہقی، باب قول اللہ: ادخلوا الجنۃ انتم... الخ، ص۲۳۵، حدیث: ۳۹۷

سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب صفۃ الجنۃ، ۴/۵۴۰، حدیث: ۴۳۳۸

571... حلیۃ الاولیاء، ابراھیم بن ادھم، ۸/۵۲، حدیث: ۱۱۳۵۲

572... البعث والنشور للبیہقی، باب اول من یدخل وماجاء فی صفۃ اھل الجنۃ، ص۲۴۵، حدیث: ۴۱۹

المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، ۳/۱۵۱، حدیث: ۷۹۳۸

573... سنن الترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، باب ماجاء مالادنی اھل الجنۃ من الکرامۃ، ۴/۲۵۴، حدیث: ۲۵۷۱

Go To Index

ایک لونڈی تھی میں نے اس سے کہا: اے لونڈی! تو کس کے لئے ہے؟ اس نے کہا: زید بن حارثہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کے لئے۔ اور جنت میں ایسی نعمتیں ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا۔[574]

جنت کا کلام:

☆... حضرت سیِّدُنا کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور تورات شریف کو اپنے دست قدرت سے لکھا اور جنت کی بنیاد اپنے دست قدرت سے رکھی۔ پھر اس کو حکم فرمایا کہ کلام کر تو اس نے کہا: **قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ**(۱) (پ۱۸، المؤمنون:۱) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے۔[575]

یہ جنت کے اوصاف تھے جن کو ہم نے پہلے اجمالاً اور پھر تفصیلاً ذکر کیا۔

سیِّدُنا حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زبان اور جنت کا بیان:

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی جنت کے اوصاف کو خلاصۃً بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بے شک اس کے انار ڈولوں کی مثل ہیں اور اس کی پانی کی نہریں ایسی ہیں کہ جن کا پانی کبھی خراب اور بدبودار نہ ہو گا اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا ذائقہ نہیں بدلتا اور ایسے صاف شہد کی نہریں ہیں کہ لوگ اس کا وصف بیان نہیں کر سکتے اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے لذت کا باعث ہیں اس سے نہ تو عقل زائل ہو گی اور نہ ہی اس سے سروں میں درد ہو گا اور جنت میں ایسی نعمتیں ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا۔[576] خوش حال و آسودہ بادشاہ ہوں گے، سب ایک ہی عمر 33 سال کے ہوں گی، سب کی لمبائی ساٹھ ہاتھ ہو گی، سرمہ لگا ہوا ہو گا، ان کا جسم بغیر بالوں کے ہو گا اور بے ریش ہوں گے،

574... المجالسۃ وجواھر العلم، الجزء الثامن، ۱/۴۲۴، حدیث:۱۱۰۲

575... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ الجنۃ، ۶/۳۲۷، حدیث:۴۱

المستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ المؤمنون، باب خلق اللہ جنۃ عدن...الخ، ۳/۱۵۲، حدیث:۳۵۳۲

576... دلائل النبوۃ للبیہقی، باب الدلیل علی ان النبی عرج بہ الی السماء...الخ، ۲/۳۹۴، دون ذکر حسن بصری

Go To Index

عذاب سے محفوظ ہوں گے اور اس گھر میں مطمئن ہوں گے اور جنت کی نہریں یاقوت اور زَبرجد کی چھوٹی چھوٹی کنکریوں پر بہتی ہوں گی، جنتی درختوں کی جڑیں، شاخیں اور بیلیں موتیوں کی ہوں گی اور رہے پھل تو ان کے بارے میں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے، بے شک ان کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی اور اہل جنت کے لئے وہاں تیز رفتار گھوڑے اور اونٹ ہوں گے جن کے کجاوے، لگامیں اور زینیں یاقوت کی ہوں گی وہ جنت میں ایک دوسرے کی زیارت کو جائیں گے، ان کی بیویاں بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی گویا پوشیدہ رکھے ہوئے انڈے ہیں اور عورت اپنی دو انگلیوں کے درمیان 70 قیمتی لباس پکڑے ہوئے ہوگی وہ ان کو پہنے گی مگر پھر بھی اس کی پنڈلی کا مغز ان 70 پردوں کے اوپر سے نظر آئے گا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اخلاق کو برائی سے اور جسموں کو موت سے پاک فرمادے گا، وہ وہاں نہ تو ناک صاف کریں گے، نہ پیشاب کریں گے اور نہ ان کو قضائے حاجت پیش آئے گی بلکہ ڈکار آئے گی اور خوشبودار پسینہ نکلے گا، ان کے لئے وہاں صبح و شام رزق ہوگا لیکن وہاں شام کے بعد صبح اور صبح کے بعد شام کا آنا جانا نہ ہوگا، جو سب سے آخر میں جنت میں جائے گا اور سب سے کم درجہ والا ہوگا اس کو سونے چاندی کے محلات اور موتیوں کے خیمے ملیں گے جو حد نگاہ تک اس کی ملکیت میں ہوں گے اور ان کی حد 100 سال کی مسافت تک ہوگی، اس کی نگاہ کو کھول دیا جائے گا حتّٰی کہ وہ اس محل کی ابتدا و انتہا کو ایک ہی طرح دیکھے گا، ہر صبح ان کے سامنے سونے کے 70 ہزار پیالے پیش کئے جائیں گے اور اسی کی مثل ہر شام کو بھی ہر پیالے میں دوسرے سے مختلف رنگ کا کھانا ہوگا اور اوّل و آخر کا ذائقہ ایک جیسا ہوگا اور جنت میں ایسا یاقوت ہے جس میں 70 ہزار مکانات ہیں، ہر مکان میں 70 ہزار کمرے ہیں اور ان میں نہ تو کوئی پھٹن ہے نہ ہی کوئی سوراخ۔

صبح و شام ربّ تعالٰی کا دیدار:

حضرت سیِّدُنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد فرماتے ہیں: سب سے کم درجہ جنتی ایک ہزار سال اپنی بادشاہت میں سیر کرے گا اور اس کی انتہا کو ایسے دیکھے گا جیسے ابتدا کو دیکھ رہا ہو اور بلند درجہ جنتی صبح و شام اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کرے گا۔[577]

577...سنن الترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، باب رقم ۱۷، ۴/۲۴۸، حدیث: ۲۵۶۲

المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر، ۲/۲۲۷، حدیث: ۴۶۲۳

Go To Index

حضرت سیِّدُنا سعید بن مُسَیِّب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہر جنتی کے ہاتھ میں تین کنگن ہوں گے ایک کنگن سونے کا، ایک کنگن موتیوں کا اور ایک کنگن چاندی کا ہو گا۔

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: جنت میں ایک حور ہے جسے عَیْنَاء کہا جاتا ہے جب وہ چلتی ہے تو اس کے دائیں بائیں 70 ہزار خادمائیں چلتی ہیں اور وہ کہتی ہے: کہاں ہیں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے والے؟

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: دنیا کو چھوڑنا مشکل ہے لیکن جنت کو چھوڑنا بہت زیادہ مشکل ہے اور دنیا کو چھوڑنا ہی آخرت کا مہر ہے۔ مزید فرماتے ہیں: طَلَبِ دُنیا میں نفس کی ذلت، جبکہ طلب آخرت میں نفس کی عزت ہے تو تعجب ہے اس شخص پر جو فنا ہونے والی چیز کی طلب میں ذلت اختیار کرتا ہے اور باقی رہنے والی چیز کی طلب میں عزت کو چھوڑ دیتا ہے۔

ساتویں فصل: دیدار الٰہی کے متعلق روایات

اللہ ربّ العزت ارشاد فرماتا ہے: لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَ زِیَادَۃٌ ؕ (پ۱۱، یونس: ۲۶)

ترجمۂ کنزالایمان: بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد۔

اور وہ زائد بات **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا دیدار ہے جو ایسی بڑی لذت ہے کہ اس میں جنت کی نعمتیں بھی بھول جائیں گی۔ اس کی حقیقت ہم نے "محبت، شوق، اُنس و رضا کے بیان" میں ذکر کر دی ہے اور اس پر قرآن و سنت سے دلائل گواہ ہیں جب کہ اہلِ بدعت اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا جریر بن عبد اللہ بَجَلی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ہم حضور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے آپ نے چودھویں رات کا چاند دیکھا تو ارشاد فرمایا: اِنَّکُمْ تَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ ھٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْیَتِہٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلَاۃٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِھَا فَافْعَلُوْا یعنی بے شک تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اس کے دیدار میں کوئی شک نہ ہو گا، اگر تم سے ہو سکے کہ طلوع آفتاب و غروب سے پہلے کی نماز (فجر و عصر) سے نہ تھکو تو ان کو ادا کیا کرو۔ پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

Go To Index

وَ سَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَ قَبۡلَ غُرُوۡبِهَا ۚ (پ۱۶، طٰهٰ:۱۳۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنے رب کو سراہتے (تعریف کرتے) ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے۔ (578)

حضرت سیِّدُنا امام مسلم رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے اپنی صحیح میں حضرت سیِّدُنا صُہَیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے روایت کیا کہ حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰی وَ زِیَادَةٌ ؕ (پ۱۱، یونس:۲۶)

ترجمۂ کنزالایمان: بھلائی والوں کے لیے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد۔

پھر ارشاد فرمایا: جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا: اے اہلِ جنت! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں تمہارے لئے ایک وعدہ ہے وہ چاہتا ہے کہ اسے تم سے پورا فرمادے۔ وہ کہیں گے: وہ کون سا وعدہ ہے؟ کیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے نیکیوں کے پلڑے کو بھاری نہ کیا؟ کیا اس نے ہمارے چہروں کو سفید نہ کیا؟ کیا اس نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور جہنم سے نجات نہ دی؟ ارشاد فرمایا: پردہ اٹھایا جائے گا اور وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا دیدار کریں گے تو اس کے دیدار سے زیادہ پیاری کوئی شے ان کو عطا نہ ہوگی۔ (579)

صحابۂ کرام رِضۡوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِمۡ اَجۡمَعِیۡن کی ایک جماعت نے دیدارِ خداوندی والی حدیث کو روایت فرمایا ہے۔ یہ بہت بڑا اجر اور انتہا دَرَجہ کی نعمت ہے اور وہ تمام نعمتیں جن کو ہم نے تفصیلاً بیان کیا ہے اس نعمت کے مقابلے میں وہ سب بھول جاتی ہیں اور اہل جنت جب ملاقاتِ خداوندی کا شرف حاصل کریں گے تو ان کی لذت و سُرور کی کوئی انتہا نہ ہوگی بلکہ جنتی لذات کو لذتِ ملاقات سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ ہم نے یہاں مختصر کلام کیا ہے کیونکہ ''محبت، شوق، اُنس و رضا کے بیان'' میں ہم نے اس بات کو تفصیلاً ذکر کر دیا ہے۔ پس بندے کو اپنے مولیٰ کی ملاقات کے سوا کسی نعمت کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہئے، رہی جنت کی باقی نعمتیں تو ان میں تو چراگاہوں میں چرنے والے جانور بھی انسان کے ساتھ شریک ہیں۔

578...بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب فضل صلاۃ العصر، ۱/ ۲۰۳، حدیث:۵۵۴

579...مسلم، کتاب الایمان، باب اثبات رؤیۃ المؤمنین فی الآخرۃ ربهم، ص ۱۱۰، حدیث:۱۸۱

المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث صهیب بن سنان، ۶/ ۵۰۵، حدیث:۱۸۹۶۳

Go To Index

باب نمبر14: رحمتِ خداوندی کی وسعت کا بیان

ہم اس کتاب کا اختتام نیک فالی کے طور پر رحمت الٰہی کی وسعت کے بیان پر کرتے ہیں کیونکہ حضور نبیّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نیک فال لینے کو پسند فرماتے تھے۔[580] اور ہمارے پاس ایسے اعمال نہیں جن کے سبب ہم مغفرت کی امید رکھ سکیں پس ہم نیک فال لینے میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ جس طرح ہم نے کتاب کو **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ کی رحمت کے بیان پر ختم کیا اسی طرح ربّ تعالٰی دنیا اور آخرت میں ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے گا۔

رحمت الٰہی سے متعلق تین آیات مبارکہ:

(1)... اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ (پ۵، النسآء:۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک **اللہ** اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

(2)... قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (۵۳) (پ۲۴، الزمر:۵۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی **اللہ** کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک **اللہ** سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

(3)... وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (۱۱۰) (پ۵، النسآء:۱۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر **اللہ** سے بخشش چاہے تو **اللہ** کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

580... مسند احمد، مسند ابی ھریرۃ، ۳/ ۲۲۸، حدیث: ۸۴۰۱... مسلم، کتاب السلام، باب الطیرۃ... الخ، ص ۱۲۲۲، حدیث: ۲۲۲۳

Go To Index

ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنی ہر اس خطا کی مغفرت چاہتے ہیں جو قدم کی پھسلن اور قلم کی لغزش سے اس کتاب میں یا ہماری تمام کُتُب میں واقع ہوئی اور ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بار گاہ سے اپنے ان اقوال کی بھی بخشش طلب کرتے ہیں جو ہمارے اعمال کے موافق نہیں اور ہم نے باوُجود کمی و کوتاہی کے جس علم اور دینی بصیرت کا دعوٰی اور اظہار کیا اس کے لئے بھی طالب بخشش ہیں اور ہم ہر اس علم اور عمل کی بخشش کے طلب گار ہیں جس سے فقط رضائے الٰہی کا ارادہ کیا مگر پھر بھی اس میں غیر کی ملاوٹ ہو گئی اور ہم ہر اس وعدے کی مغفرت کے طالب ہیں جو ہم نے اپنے آپ سے کیا مگر اس کو پورا کرنے میں کوتاہی کی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ہر وہ نعمت جو اس نے ہمیں عطا فرمائی اور ہم نے اسے گناہوں میں استعمال کیا اس کی بھی بخشش طلب کرتے ہیں اور ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ہر اس وضاحت اور اشارے کی بخشش کے طلب گار ہیں جو ہم نے کسی نقصان یا کوتاہی کرنے والے کی طرف کیا حالانکہ ہم خود اس میں مبتلا تھے، ہم دل میں آنے والے ہر اس خیال ووسوسے کے طالب بخشش ہیں جس نے ہمیں اس کتاب کو تحریر کرنے، کلام لکھنے، علم سکھانے، سیکھنے کے دوران لوگوں کے لئے تکلف اور بناوٹ پر اُبھارا، ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے لئے، اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے، اسے لکھنے اور سننے والے کے لئے مغفرت طلب کرنے کے بعد امید رکھتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ مغفرت، رحمت اور ظاہری و باطنی گناہوں سے در گزر فرما کر ہم پر کرم فرمائے گا۔ بے شک اس کا کرم عام اور رحمت وسیع ہے اور اس کے جود و سخا کا بہاؤ تمام مخلوق پر ہے اور ہم بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہیں۔ ہمارے پاس اس کی بار گاہ کی طرف فقط اس کا فضل اور کرم ہی وسیلہ ہے۔

رحمتِ الٰہی سے متعلق 20 روایات:

(1)...اللہ عَزَّوَجَلَّ کی 100 رحمتیں ہیں جن میں سے ایک رحمت اس نے جنوں، انسانوں، پرندوں، جانوروں اور کیڑوں مکوڑوں کے درمیان نازل فرمائی ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ ایک دوسرے پر نرمی اور رحمت کرتے ہیں اور 99 رحمتوں کو روک کر رکھا ہے جن سے بروز قیامت اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔[581]

مروی ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ عرش کے نیچے سے ایک کتاب نکالے گا جس میں

581...مسلم، کتاب السلام، باب فی سعة رحمة اللہ وانها سبقت غضبه، ص ۱۴۷۲، حدیث: ۲۷۵۲، ۲۷۵۳

Go To Index

لکھا ہو گا: اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ وَ اَنَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن یعنی بے شک میری رحمت میرے غضب پر غالب آگئی اور میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ جنتیوں کی تعداد کے برابر جہنم سے نکالے گا۔[582]

(2)...قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ (اپنی شان کے لائق) تبسم فرماتے ہوئے تجلی فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا: اے گروہ مسلمین تمہیں خوشخبری ہو کہ میں نے تم میں سے ہر ایک کی جگہ جہنم میں یہودی یا عیسائی کو رکھ دیا ہے۔[583]

(3)...اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی شفاعت ان کی گیارہ کروڑ اولاد کے حق میں قبول فرمائے گا۔[584]

(4)...اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اہل ایمان سے ارشاد فرمائے گا: کیا تمہیں میری ملاقات پسند ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں، اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: کیوں؟ وہ جواب دیں گے: ہم تیرے عفوودرگزر اور تیری مغفرت کی امید رکھتے تھے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: پس میں نے تمہارے لئے اپنی مغفرت کو واجب کر دیا۔[585]

رب تعالٰی کو ایک دن یاد کرنے والا:

(5)...یَقُوْلُ اللہُ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَکَرَنِیْ یَوْمًا اَوْ خَافَنِیْ فِیْ مَقَامٍ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا: جس نے مجھے ایک دن بھی یاد کیا یا کسی ایک مقام پر مجھ سے ڈرا اسے جہنم سے نکال دو۔[586]

(6)...جب تمام جہنمی اور ان کے ساتھ اہلِ قبلہ میں سے جن کو اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے گا جہنم میں جمع ہو جائیں گے تو کفار مسلمانوں سے کہیں گے: کیا تم مسلمان نہیں تھے؟ وہ جواب دیں گے: کیوں نہیں۔ وہ پوچھیں گے: تو تمہیں تمہارے اسلام نے کیا فائدہ دیا کہ تم ہمارے ساتھ جہنم میں ہو؟ وہ کہیں گے: ہم گناہوں میں پڑ گئے

582...بخاری، کتاب التوحید، باب وکان عرشہ علی الماء، ۴ / ۵۴۷، حدیث: ۷۴۲۲، دون "انا ارحم الراحمین"

583...المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسی الاشعری، ۷ / ۱۵۵، حدیث: ۱۹۶۷۴

584...المعجم الاوسط، ۵ / ۱۳۸، حدیث: ۶۸۴۰

585...المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث معاذ بن جبل، ۸ / ۲۴۹، حدیث: ۲۲۱۳۳

مسند ابی داؤد الطیالسی، احادیث معاذ بن جبل، ص۷۷، حدیث: ۵۶۴

586...سنن الترمذی، کتاب صفۃ جھنم، باب ما جاء ان للنار نفسین...الخ، ۴ / ۲۶۷، حدیث: ۲۶۰۳

Go To Index

اسی کے سبب ہمارا مُواخذہ ہوا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کی گفتگو سن رہا ہو گا پس اہل قبلہ میں سے جو لوگ جہنم میں ہوں گے ان کو نکالنے کا حکم فرمائے گا تو ان کو نکال دیا جائے گا۔ جب کفار یہ بات دیکھیں گے تو کہیں گے: کاش ہم بھی مسلمان ہوتے تو جیسے وہ نکالے گئے ہم بھی نکالے جاتے۔ پھر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِیْنَ(۲) (پ۱۴،الحجر:۲)

ترجمۂ کنزالایمان: بہت آرزوئیں کریں گے کافر کاش مسلمان ہوتے۔ (587)

(7)...لَـلّٰهُ اَرْحَمُ بِعَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنَ الْوَالِدَةِ الشَّفِيْقَةِ بِوَلَدِهَا یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے مومن بندے پر بچے کی شفیق ماں سے بھی زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ (588)

حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت گناہ گاروں کے لئے:

حضرت سیِّدُنا جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: بروز قیامت جس کی نیکیاں اس کی برائیوں سے زیادہ ہوں گی وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو گا اور جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر برابر ہوں گی اس کا حساب آسانی سے ہو گا، پھر وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت تو اس کے لئے ہو گی جس نے خود کو ہلاک کر لیا اور اپنی پیٹھ پر گناہوں کا بوجھ ڈال دیا۔ (589)

مروی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا موسٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے فرمایا: اے موسٰی! قارون نے تجھ سے مدد مانگی مگر تو نے اس کی مدد نہ کی، قسم ہے مجھے اپنے عزت و جلال کی! اگر وہ مجھ سے فریاد کرتا تو میں اس کی مدد بھی کرتا اور اسے معاف بھی کر دیتا۔

(8)...قیامت کے دن دو آدمیوں کو جہنم سے نکالنے کا حکم ہو گا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: یہ تمہارے ان

587...السنۃ لابن ابی عاصم، باب فی ذکر من یخرج اللہ بتفضلہ من النار، ص۲۰۱، حدیث:۸۶۹

المستدرک، کتاب التفسیر، قراءت النبی ﷺ الخ، باب تواضعہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۲/ ۶۲۲، حدیث:۳۰۰۸

588...بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ، ۴/ ۱۰۰، حدیث:۵۹۹۹

589...الکامل فی ضعفاء الرجال، الرقم:۷۱۴ زھیر بن محمد العنبری، ۴/ ۱۸۴

شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ للالکائی، باب الشفاعۃ لاھل الکبائر، ۲/ ۹۳۲، حدیث:۲۰۵۵

Go To Index

اعمال کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کو واپس جہنم میں جانے کا حکم دے گا، ان میں سے ایک دوڑتے ہوئے جائے گا حتّٰی کہ وہ جہنم میں کود جائے گا جبکہ دوسرا دیر لگائے گا تو ان کو دوبارہ لانے کا حکم ہوگا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان سے ان کے اس فعل کے بارے دریافت فرمائے گا تو جو جہنم کی طرف دوڑتے ہوئے گیا ہوگا وہ عرض کرے گا: مجھے نافرمانی کے وبال سے ڈرایا گیا تو میں نہیں چاہتا کہ پھر سے تیری ناراضی مول لوں اور جس نے دیر لگائی ہوگی وہ کہے گا: میرا تیری ذات کے بارے میں اچھا گمان تھا کہ جب تو نے مجھے جہنم سے نکال ہی دیا ہے تو دوبارہ نہیں بھیجے گا۔ پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان دونوں کو جنت میں جانے کا حکم دے گا۔[590]

(9)...بروز قیامت عرش کے نیچے ایک منادی اعلان کرے گا: اے امت محمد! میرا جو حق تمہارے ذمہ تھا وہ میں نے تمہیں معاف کیا۔ اب تمہارے آپس کے حقوق باقی رہ گئے پس تم بھی ایک دوسرے کو معاف کردو اور میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔[591]

ایک روایت میں ہے کہ ایک اعرابی نے حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا:

وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ (پ۴، اٰل عمرٰن:۱۰۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا۔

اعرابی نے کہا: **اللہ** کی قسم! وہ تمہیں اس سے نہیں بچائے گا جب کہ وہ تمہیں ڈالنا چاہے۔ حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ناسمجھ آدمی کی اس حکمت بھری بات کو تھام لو۔

(10)...حضرت سیِّدُنا صُنابِحی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا عُبادہ بن صامت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ مرض الموت میں تھے۔ میں رونے لگا تو انہوں نے فرمایا: رک جاؤ، کیوں روتے ہو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی ہوئی ہر وہ حدیث جس میں تمہارے لئے بھلائی ہے میں نے تم لوگوں سے بیان کر دی سوائے ایک حدیث کے، آج میں وہ بھی بیان کر دوں گا کیونکہ

590...الموسوعة لابن ابی الدنیا، کتاب حسن الظن باللہ، ۱/ ۷۹، حدیث: ۵۹ ...... حلیة الاولیاء، بلال بن سعد، ۵/ ۲۵۸، حدیث: ۷۰۴۰

591...شرح السنة للبغوی، کتاب الفتن، باب آخر من یخرج من النار، ۷/ ۵۲۷، حدیث: ۴۲۶۱

Go To Index

میرا نفس گھیر لیا گیا ہے، میں نے نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ یعنی جس نے اس بات کی گواہی دی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) **اللہ** کے رسول ہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس پر جہنم کو حرام کر دیا۔“[592]

کلمۂ شہادت سب پر بھاری:

(11)...بے شک قیامت کے دن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میری امت کے ایک آدمی کو مخلوق کے سامنے لائے گا پس اس پر ننانوے رجسٹر کھولے گا، ان میں سے ہر رجسٹر حد نگاہ تک ہو گا۔ پھر فرمائے گا: کیا تو اس میں سے کسی چھوٹی سی بات کا بھی انکار کرتا ہے جسے میرے لکھنے والے محافظ فرشتوں نے لکھ کر تجھ پر ظلم کیا؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! نہیں۔ تو ربّ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ وہ کہے گا: نہیں اے میرے رب! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ہاں ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے، بے شک آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہو گا۔ پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالے گا جس میں ”اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه“ لکھا ہوا ہو گا۔ وہ بندہ عرض کرے گا: اے میرے ربّ! ان بڑے بڑے رجسٹروں سے اس پرچے کا کیا مقابلہ۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: تجھ پر ظلم نہیں ہو گا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: پھر یہ رجسٹر ایک پلڑے میں اور وہ پرچہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا تو رجسٹر ہلکے پڑ جائیں گے اور پرچہ بھاری ہو جائے گا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نام کے مقابل کوئی چیز بھاری نہیں ہوتی۔[593]

رائی برابر بھلائی نجات کا باعث:

(12)...ایک طویل حدیث پاک جس میں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قیامت اور پل صراط کی کیفیت بیان فرمائی ہے اس کے آخر میں ارشاد فرمایا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرشتوں سے فرمائے گا کہ جس کے دل میں ایک دینار برابر بھی بھلائی پاؤ تو اسے جہنم سے نکال دو۔ پس فرشتے کثیر مخلوق کو نکالیں گے پھر وہ عرض کریں

592...مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنة قطعا، ص۳۶، حدیث:۲۹

سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء فیمن یموت وھو یشھد ان لا الہ الا اللہ، ۴ / ۲۸۹، حدیث:۲۶۴۷

593...ترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء فیمن یموت وھو یشھد ان لا الہ الا اللہ، ۴ / ۲۹۰، حدیث:۲۶۴۸

Go To Index

گے: اے ہمارے ربّ! تو نے جن لوگوں کے نکالنے کا حکم دیا ہم نے ان میں سے کسی کو بھی جہنم میں نہیں چھوڑا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پھر فرمائے گا: واپس جاؤ اور جس کے دل میں نصف دینار کے برابر بھی بھلائی پاؤ اسے نکال دو۔ پس فرشتے کثیر مخلوق کو نکالیں گے پھر عرض کریں گے: اے ہمارے ربّ! تو نے جن لوگوں کے نکالنے کا حکم دیا ہم نے ان میں سے کسی کو بھی جہنم میں نہیں چھوڑا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پھر فرمائے گا: واپس جاؤ اور جس کے دل میں ذرّہ برابر بھی بھلائی پاؤ اسے نکال دو۔ پس فرشتے کثیر مخلوق کو نکالیں گے پھر عرض کریں گے: اے ہمارے ربّ! تو نے جن لوگوں کے نکالنے کا حکم دیا ہم نے ان میں سے کسی کو بھی جہنم میں نہیں چھوڑا۔

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم اس حدیث میں میری تصدیق نہیں کرتے ہو تو چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا (۴۰)
(پ۵، النسآء: ۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: **اللہ** ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دونی کرتا ہے اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے۔

نہرِ حیات کہاں ہے؟

(13)...**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: فرشتوں نے شفاعت کی، نبیوں نے شفاعت کی اور مؤمنوں نے شفاعت کی، اب صرف "اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْن" باقی ہے۔ پس ربّ تعالٰی (اپنی شان کے لائق) ایک مٹھی بھرے گا اور جہنم سے ایک ایسی قوم کو نکال دے گا جنہوں نے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہوگی اور جو جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کو جنت کے سامنے ایک نہر میں ڈال دے گا جس کو نہرِ حیات کہتے ہیں، وہ اس سے اس طرح نکلیں گے جیسے سیلاب کے لائے ہوئے کوڑے کرکٹ میں سبزہ اُگتا ہے، کیا تم اسے نہیں دیکھتے جو پتھر اور درخت سے ملا ہوتا ہے جو سورج کی جانب ہوتا ہے زرد اور سبز اور اس میں جو سائے کی طرف ہوتا ہے وہ سفید ہوتا ہے۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: (ایسا لگتا ہے) گویا آپ جنگل میں (بکریاں) چرایا کرتے تھے۔ ارشاد فرمایا: وہ موتیوں کی مثل باہر آئیں گے ان کی گردنوں میں مہریں ہوں گی، اہلِ جنت ان کو پہچانتے ہوں گے وہ کہیں گے یہ ہیں وہ لوگ جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے آزاد کئے ہوئے ہیں جن کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بغیر کسی عمل کے اور بغیر کسی بھلائی کے جنت میں

Go To Index

داخل کیا پھر ربّ تعالیٰ فرمائے گا: جنت میں داخل ہو جاؤ اس میں جو کچھ دیکھتے ہو وہ تمہارے لئے ہے۔ وہ عرض کریں گے: اے ہمارے ربّ عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہمیں وہ چیز دی ہے جو تو نے کسی کو نہیں دی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: میرے پاس تمہارے لئے اس سے بھی بہتر ہے۔ تو وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! وہ کونسی چیز ہے جو اس سے بھی بہتر ہے؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: وہ میرا تم سے راضی ہونا ہے، میں کبھی تم پر ناراض نہ ہوں گا۔[594]

عُکاشہ سبقت لے گئے:

(14)...حضرت سیِّدُنا امام بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ایک دن پیارے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مجھ پر تمام امتیں پیش کی گئیں کسی نبی کے ساتھ ایک شخص تھا کسی کے ساتھ دو، کسی نبی کے ساتھ کوئی نہ تھا اور کسی نبی کے ہمراہ ایک جماعت تھی۔ پھر میں نے ایک بہت بڑی تعداد دیکھی مجھے امید ہوئی کہ وہ میری امت ہو گی لیکن مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت موسٰی عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کی قوم ہے، پھر مجھے کہا گیا کہ دیکھئے، میں نے ایک بہت بڑا اجتماع دیکھا جو اُفق پر چھایا ہوا تھا، مجھے کہا گیا اسی طرح دیکھئے اور دیکھئے تو میں نے بہت بڑی جماعت دیکھی، مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ 70 ہزار مزید ہیں جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ (راوی کہتے ہیں) اتنی بات کے بعد لوگ جدا ہو گئے اور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے لئے اس کی وضاحت نہ فرمائی۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں اس بات کا تذکرہ ہوا تو انہوں نے کہا: ہم لوگ تو زمانہ شرک میں پیدا ہوئے لیکن ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لائے تو یہ سب ہماری اولاد ہو گی۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک یہ بات پہنچی تو ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی عزت خراب نہیں کرواتے نہ (شرکیہ کلمات سے) تعویذ گنڈا کرواتے ہیں اور نہ ہی بد فالی لیتے ہیں اور اپنے ربّ پر ہی بھروسا رکھتے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا عُکاشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا فرمائیے کہ وہ مجھے ان میں سے کر دے۔ ارشاد فرمایا: تم ان میں سے ہو۔ پھر ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا اور جو سیِّدُنا عکاشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے

594...مسلم، کتاب الایمان، باب معرفۃ طریق الرؤیۃ، ص۱۱۴، حدیث:۱۸۳

Go To Index

کہا تھا اسی کی مثل عرض کی تو ارشاد فرمایا: ”عکاشہ اس بات میں تم سے سبقت لے گئے۔“[595]

(15)...حضرت سیِّدُنا عمرو بن حَزم اَنصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تین دن ہم سے اوجھل رہے، صرف فرض نماز کے لئے باہر تشریف لاتے پھر واپس تشریف لے جاتے، جب چوتھا دن آیا تو ہمارے پاس باہر تشریف لائے، ہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ ہم سے روکے گئے یہاں تک کہ ہمیں خیال ہوا شاید کوئی واقعہ پیش آ گیا ہے۔ ارشاد فرمایا: خیر کا واقعہ ہی پیش آیا ہے، بے شک میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت میں سے 70 ہزار افراد کو بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمائے گا اور میں نے یہ تین دن اس سے زیادہ کا سوال کیا تو میں نے اپنے ربّ کو بزرگی والا، غنی اور کریم پایا، پس اس نے مجھے ان 70 ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ 70 ہزار عطا فرمائے۔ پھر فرمایا کہ میں نے عرض کی: اے میرے ربّ! کیا میری امت اس تعداد کو پہنچے گی؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: میں آپ کے لئے یہ تعداد اَعراب (دیہاتیوں) سے پوری کردوں گا۔[596]

(16)...ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام مقامِ حَرَّہ (مدینہ شریف کی ایک وادی) کی جانب میرے پاس آئے اور کہا: ”اپنی امت کو خوشخبری دیں کہ جو شخص اس حال میں مرے گا کہ اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ میں نے کہا: ”اے جبریل! اگرچہ وہ چوری کرے اگرچہ زنا کرے؟“ جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے جواب دیا: ”ہاں! اگرچہ چوری کرے اگرچہ زنا کرے۔“ میں نے کہا: ”اگرچہ وہ چوری کرے اگرچہ زنا کرے؟“ انہوں نے جواب دیا: اگرچہ چوری کرے اگرچہ زنا کرے۔ میں نے کہا: ”اگرچہ وہ چوری کرے اگرچہ زنا کرے؟“ انہوں نے جواب دیا: ”اگرچہ چوری کرے اگرچہ زنا کرے اگرچہ شراب پیئے۔“[597]

(17)...حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللہُ

595...بخاری، کتاب الطب، باب من لم یرق، ۴ / ۳۵، حدیث: ۵۷۵۲

مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین...الخ، ص۱۳۷، حدیث: ۲۲۰

596...شعب الایمان للبیہقی، باب فی حشر الناس بعد ما یبعثون من قبورھم، ۱ / ۲۵۲، حدیث: ۲۶۸

597...بخاری، کتاب الرقاق، باب المکثرون ھم المقلون، ۴ / ۲۳۱، حدیث: ۶۴۴۳

Go To Index

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ(۴۶) (پ۲۷،الرحمٰن:۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگرچہ وہ چوری کرے اگرچہ زنا کرے؟ ارشاد فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ(۴۶) (یعنی پھر یہی آیت پڑھی) میں نے عرض کی: اگرچہ وہ چوری کرے اگرچہ زنا کرے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ(۴۶) (یعنی پھر یہی آیت تلاوت فرمائی) میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اگرچہ وہ چوری کرے اگرچہ زنا کرے؟ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اگرچہ، ابودرداء کی ناک خاک آلود ہو۔[598]

قیامت میں مومن کا فدیہ:

(18)...جب قیامت کا دن ہو گا تو ہر مومن کی طرف دوسرے مذاہب میں سے کسی مذہب کا ایک شخص بھیجا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا: یہ آگ سے تیرا فدیہ ہے۔[599]

(19)...حضرت سیِّدُنا امام مسلم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی صحیح میں حضرت سیِّدُنا ابو بُردہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کیا انہوں نے اپنے والد حضرت سیِّدُنا ابو موسٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہوئے حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز سے بیان کیا کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لَا یَمُوْتُ رَجُلٌ مُّسْلِمٌ اِلَّا اَدْخَلَ اللہُ تَعَالٰی مَکَانَهُ النَّارَ یَهُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا یعنی جو مسلمان بھی فوت ہوتا ہے اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کی جگہ کسی یہودی یا عیسائی کو جہنم میں داخل فرمادے گا۔''[600]

حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے ان کو تین بار یوں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم دیتے ہوئے پوچھا: ''اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں کیا آپ کے والد نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

598...السنن الکبری للنسائی، کتاب التفسیر، سورۃ الرحمن، ۶/ ۴۷۸، حدیث: ۱۱۵۶۰

599...المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الکوفیین، حدیث ابی موسی الاشعری، ۷/ ۱۲۰، حدیث: ۱۹۶۹۵

600...مسلم، کتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل وان کثر قتله، ص ۱۴۸۰، حدیث: ۲۷۶۷

Go To Index

سے اس حدیث کو روایت کیا ہے؟"تو انہوں نے قسم کھائی کہ ہاں ایسا ہی ہے۔

ماں کی محبت:

(20)...ایک روایت میں ہے کہ شدید گرمی کے موسم میں ایک بچہ کسی جہاد کے موقع پر کھڑا تھا اس پر بولی لگائی جارہی تھی کہ کون زیادہ بولی دے گا۔ ایک عورت جو کہ خیمے کے اندر تھی اس نے دیکھا تو دوڑتے ہوئے آئی، اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے آگئے حتّٰی کہ اس نے بچے کو لے کر اپنے سینے سے چمٹالیا، پھر اپنی پیٹھ کے بل گرم زمین پر لیٹ گئی اور اس بچے کو گرمی سے بچانے کے لئے اپنے پیٹ پر کرلیا اور میرا بیٹا میرا بیٹا پکارنے لگی، یہ دیکھ کر لوگ رونے لگے اور اپنے کام کاج چھوڑ دیئے۔ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی تشریف لے آئے حتّٰی کہ وہاں کھڑے ہوگئے۔ لوگوں نے آپ کو یہ واقعہ بتایا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کی رحمدلی سے خوش ہوئے پھر ان کو خوشخبری دی اور فرمایا: "کیا تمہیں اس عورت کے اپنے بچے پر رحم کھانے سے تعجب ہوا؟" انہوں نے عرض کی: "جی ہاں۔" آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "یہ عورت اپنے بچے پر جتنا رحم کھاتی ہے بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم سب پر اس سے بھی زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔"[601] چنانچہ مسلمان بہت بڑی خوشی اور عظیم بشارت کے ساتھ وہاں سے الگ ہوگئے۔

یہ احادیث مبارکہ اور جو ہم نے "خوف اور امید کے بیان" میں نقل کی ہیں ہمیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کی وسعت کی خوشخبری دیتی ہیں، پس ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہم سے وہ معاملہ نہ فرمائے جس کے ہم مستحق ہیں بلکہ ہم پر وہ فضل و کرم فرمائے جو کہ اس کے احسان اور وسیع جود ورحمت کے شایان شان ہے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے "موت اور اس کے بعد کا بیان" مکمل ہوا

(تُوْبُوْااِلَی اللہ　　　　اَسْتَغْفِرُاللہ)

(صَلُّوْاعَلَی الْحَبِیْب　　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد)

601...بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ، ۴/۱۰۰، حدیث:۵۹۹۹، مختصرًا

مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ وانہا سبقت غضبہ، ص۱۴۷۲، حدیث:۲۷۵۴، مختصرًا

Go To Index

فہرست حِکایات

Go To Index

نُورانی لباس

ایک بزرگ نے اپنے مرحوم بھائی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: کیا زندہ لوگوں کی دعا تمہیں پہنچتی ہے ؟ فرمایا: ہاں! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ نُورانی لباس میں آتی ہے ہم اسے پہن لیتے ہیں۔(شرح الصدور، ص ۳۰۵)

صبر کے درجہ

بعض عارفین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِيْن نے صبر کے تین درجات بیان فرمائے ہیں: (۱)...خواہش کو ترک کرنا۔ یہ توبہ کرنے والوں کا درجہ ہے۔(۲)...جو کچھ عطا کیا گیا اس پر راضی رہنا۔ یہ زاہدین کا درجہ ہے۔(۳)...خالق حقیقی سے محبت کرنا۔ یہ صدیقین کا درجہ ہے۔(احیاء العلوم، کتاب الصبر و الشکر، ۴/۸۵)

Go To Index

تفصیلی فہرست

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

Go To Index

☆...☆...☆...☆...☆...☆

اُمَّھَاتُ الْمُؤْمِنِیْن

ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواجِ مُطَھَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کی تعداد 11 تھی اور یہ سب اُمَّہاتُ المؤمنین یعنی مؤمنین کی مائیں کہلاتی ہیں، ان کے اَسمائے مُبارَکہ یہ ہیں:

(1)...اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا خَدِیْجَہ بِنْتِ خُوَیْلَد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا

(2)...اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا سَوْدَہ بِنْتِ زَمْعَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا

(3)...اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ بِنْتِ اَبُوبَکْر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا

(4)...اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حَفْصَہ بِنْتِ عُمَر فارُوق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا

(5)...اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سَلَمَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا

(6)...اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ حَبِیْبَہ بِنْتِ اَبُوسُفْیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا

(7)...اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا زَیْنَب بِنْتِ جَحْش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا

(8)...اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا زَیْنَب بِنْتِ خُزَیْمَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا

(9)...اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا مَیْمُوْنَہ بِنْتِ حارِث بن حَزَن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا

(10)...اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا جُوَیْرِیَہ بِنْتِ حارِث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا

(11)...اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا صَفِیَّہ بِنْتِ حُیَیّ بن اَخْطَب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب رغم انف رجل...الخ، ۵/۳۲۱، حدیث:۳۵۵۷)

Go To Index

ماٰخذومراجع

قرآن پاک	کلام باری تعالٰی	☆...☆...☆...☆...☆...☆
نام کتاب	**مصنف/مؤلف**	**مطبوعہ**
ترجمۂ کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینۃ ۱۴۳۲ھ
خزائن العرفان	مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینۃ ۱۴۳۲ھ
تفسیر الطبری	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۱۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
التفسیر الکبیر	محمد بن عمر بن الحسین رازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۰ھ
تفسیر عبد الرزاق	امام حافظ ابوبکر عبد الرزاق بن ھمام رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ
تفسیر غرائب القرآن	نظام الدین حسن بن محمد قمّی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی بعد ۸۵۰ ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۶ھ
روح البیان	علامہ شیخ اسماعیل حقی بروسوی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۱۳۷ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۵ھ
حاشیۃ الصاوی	احمد بن محمد الشھیر بالصاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۱ھ
صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ
صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ علیہ متوفّٰی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم بیروت ۱۴۱۹ھ
سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید القزوینی ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۳ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
سنن ابی داود	امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ
سنن الترمذی	امام محمد بن عیسٰی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
سنن النسائی	امام احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۹م
الجامع	امام حافظ معمر بن راشد ازدی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۵۳ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ
الموطأ روایۃ یحیی اللیثی	امام مالک بن انس اصبحی حمیری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۷۹ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
المصنف	امام حافظ ابوبکر عبد الرزاق بن ھمام رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ
المصنف فی الاحادیث والآثار	حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ عبسی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۳۵ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
سنن الدارمی	امام عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۵۵ھ	دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۷ھ
السنۃ	ابوبکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۸۷ھ	دار ابن حزم بیروت ۱۴۲۴ھ
تعظیم قدر الصلاۃ	ابوعبد اللہ محمد بن نصر بن حجاج مروزی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۹۴ھ	مکتبۃ الدار المدینۃ المنورۃ ۱۴۰۶ھ
السنن الکبرٰی	امام احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۱ھ
کتاب التوحید	محمد بن اسحاق ابن خزیمہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۱۱ھ	مکتبۃ الرشد ریاض ۱۴۱۸ھ
نوادر الاصول	محمد بن علی بن حسین حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی نحو ۳۲۰ھ	مکتبۃ الامام البخاری قاھرۃ مصر ۱۴۲۹ھ

Go To Index

شرح مشکل الآثار	احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۲۱ھ	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۱۵ھ
صحیح ابن حبان	امام حافظ ابوحاتم محمد بن حبان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۵۴ ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۷ھ
المعجم الصغیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۳ھ
المعجم الاوسط	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ
المعجم الکبیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۲ھ
تنبیہ الغافلین	ابولیث نصر بن محمد السمرقندی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۷۳ھ	دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۲۰ھ
سنن الدار قطنی	امام ابوالحسن علی بن عمر دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۸۵ھ	ملتان پاکستان
السنن الکبرٰی	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۴ھ
السنن الصغرٰی	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ
المسند	سلیمان بن داود بن الجارود طیالسی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۰۴ھ	دار المعرفۃ بیروت
المسند	امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
المسند	حارث بن محمد المعروف بابن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۸۲ھ	مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویہ المدینۃ المنورۃ ۱۴۱۳ھ
المسند	ابوبکر احمد بن عمرو المعروف بالبزار رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم المدینۃ المنورۃ ۱۴۲۴ھ
المسند	ابویعلی احمد بن علی موصلی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۸ھ
المستدرک	ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الشہیر بالحاکم رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۰۵ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۱۸ھ
محاسبۃ النفس	عبداللہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۸۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۶ھ
مکارم الاخلاق	عبداللہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۸۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ
الموسوعۃ	عبداللہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۸۱ھ	المکتبۃ العصریۃ بیروت ۱۴۲۶ھ
مساوئ الاخلاق	محمد بن جعفر السامری خرائطی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۲۷ھ	مؤسسۃ الکتب الثقافیہ بیروت ۱۴۱۳ھ
کتاب الدعاء	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ
کتاب الجهاد	امام ابوعبد الرحمٰن عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۸۱ھ	دار المطبوعات الحدیثۃ جدہ
الزهد	امام ابوعبد الرحمٰن عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۸۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
الزهد	امام وکیع بن جراح بن ملیح رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۹۷ھ	مکتبۃ الدار المدینۃ المنورۃ ۱۴۰۴ھ
الزهد	امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۴۱ھ	دار الغد الجدید المنصورۃ مصر ۱۴۲۶ھ
الزهد	امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۵ھ	دار المشکاۃ حلوان مصر ۱۴۱۴ھ-
الزهد الکبیر	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت ۱۴۱۷ھ

Go To Index

البعث والنشور	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	مرکز الخدمات والأبحاث الثقافیة بیروت ۱۴۰۶ھ
فردوس الاخبار	حافظ شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۰۹ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۸ھ
عیون الاخبار	ابومحمد عبد اللہ بن مسلم قتیبہ دینوری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۶ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۱۸ھ
المجالسة وجواهر العلم	ابوبکر احمد بن مروان دینوری مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۳۳ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۲۱ھ
العظمة	عبد اللہ بن محمد المعروف بابی الشیخ رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۹ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۱۴ھ
قوت القلوب	علامہ ابوطالب محمد بن علی مکی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۸۶ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۲۶ھ
حلیة الاولیاء	حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۱۸ ھ
الرسالة القشیریة	ابوالقاسم عبد الکریم ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۶۵ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۱۸ ھ
احکام گ شرح القشیریة	زکریا بن محمد انصاری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۲۶ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۲۰ھ
اتحاف السادة المتقین	محمد بن محمد مرتضٰی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۲۰۵ھ	دار الکتب العلمیة بیروت
الجامع لاخلاق الراوی	احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۶۳ھ	مکتبة المعارف ریاض ۱۴۰۳ھ
کتاب الضعفاء	ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسٰی عقیلی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۲۲ھ	دار الصمیعی ریاض ۱۴۲۰ھ
الکامل فی ضعفاء الرجال	امام ابواحمد عبد اللہ بن عدی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۵ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۱۸ھ
التاریخ الکبیر	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۲۲ھ
الطبقات الکبری	محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بصری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۳۰ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۱۸ھ
معجم اسامی شیوخ	ابوبکر احمد بن ابراہیم بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۷۱ھ	مکتبة العلوم والحکم المدینة المنورة ۱۴۱۰ھ
معرفة الصحابة	ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۲۲ھ
تاریخ بغداد	احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۱۷ھ
تاریخ مدینہ دمشق	علی بن حسن ابن عساکر شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۷۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۶ھ
طبقات الحنابلة	محمد بن محمد ابن ابی یعلی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۲۶ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۱۷ھ
التذکرة	ابوعبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۶۷۱ھ	دار السلام قاہرۃ مصر ۱۴۲۹ھ
الفروق	ابوالعباس احمد بن ادریس صنہاجی قرافی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۶۸۴ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۱۸ھ
شرح السنہ	ابومحمد حسین بن مسعود بغوی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۲۴ھ
شرح صحیح مسلم	ابوزکریا یحیی بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۶۷۶ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۰۱ھ
الشفا	قاضی عیاض بن موسٰی بن عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۴۴ ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند
دلائل النبوة	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۲۳ھ
کتاب الفجر المنیر...	تاج الدین عمر بن علی بن سالم فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۷۳۴ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا ہند ۱۴۲۲ھ

Go To Index

شرح الزرقانی علی المواھب	محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۱۲۲ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۷ھ
الحدیقۃ الندیۃ...	عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۱۴۳ھ	مکتبۃ فاروقیۃ پشاور پاکستان
شرح اصول اعتقاد...	ھبۃ اللہ بن الحسن البصری لالکائی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۱۸ھ	دار البصیرۃ الاسکندریۃ مصر
منح الروض الازھر	علامہ قاری علی بن سلطان حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۰۱۴ھ	دار البشائر الاسلامیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
نزھۃ النظر فی توضیح...	احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۸۵۲ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی پاکستان ۱۴۲۱ھ
الدولۃ المکیۃ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	مرکز اھل سنت برکات رضا گجرات ھند
نصاب اصول حدیث	مدنی علماء	مکتبۃ المدینہ کراچی پاکستان ۱۴۳۰ھ
فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاھور پاکستان
بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی پاکستان
مراٰۃ المناجیح	مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور
کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب	مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتھم العالیہ	مکتبۃ المدینہ کراچی پاکستان

☆...☆...☆...☆...☆...☆

حدیثِ قُدسی

اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اے ابنِ آدم! ☆... تَعَجُّب ہے اُس پر جو موت کا یقین رکھتا ہے پھر بھی خوش ہوتا ہے۔ ☆... تَعَجُّب ہے اُس پر جو حساب و کتاب پر یقین رکھتا ہے پھر بھی مال جمع کرنے میں مصروف ہے۔ ☆... تَعَجُّب ہے اُس پر جو قبر پر یقین رکھنے کے باوجود ہنستا ہے۔ ☆... تَعَجُّب ہے اُس پر جو آخرت پر یقین رکھتا ہے پھر بھی پُر سکون ہے۔ ☆... تَعَجُّب ہے اُس پر جو دُنیا (کی حقیقت کو جانتا) اور اس کے زوال پر یقین رکھتا ہے پھر بھی اس پر مطمئن ہے۔ ☆... تَعَجُّب ہے اُس پر جو گفتگو تو عالِموں جیسی کرتا ہے لیکن اس کا دِل جاہِلوں جیسا ہے۔ ☆... تَعَجُّب ہے اُس پر جو پانی کے ذریعے پاکی تو حاصل کرتا ہے مگر اس کا دل آلودہ ہے۔ ☆... تَعَجُّب ہے اُس پر جو لوگوں کے عُیُوب تلاش کرنے میں تو مصروف رہتا ہے لیکن اپنے عُیُوب سے غافل ہے۔ ☆... تَعَجُّب ہے اُس پر جو جانتا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میرے ہر عمل سے باخبر ہے پھر بھی اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ ☆... تَعَجُّب ہے اُس پر جو جانتا ہے کہ اسے اکیلے مرنا، اکیلے قبر میں داخل ہونا اور اکیلے ہی حساب دینا ہے پھر بھی لوگوں سے اُنسِیَّت رکھتا ہے۔

(اے ابن آدم! سُن!) میں ہی معبودِ حقیقی ہوں اور محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے خاص بندے اور رسول ہیں۔

(مجموعۃ رسائل الامام الغزالی، المواعظ فی الاحادیث القدسیہ، ص ۵۶۵)

Go To Index

مجلس المدینۃ العلمیہ کی طرف سے پیش کردہ 299 کُتُب ورسائل

(شعبہ کُتب اعلیٰ حضرت)

اُردو کُتُب:

01...حقوقُ العباد کیسے معاف ہوں (اَعْجَبُ الْاِمْدَاد) (کل صفحات:47)

02...کنزالایمان مع خزائن العرفان (کل صفحات:1185)

03...ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ اِثْبَاتِ ہِلَال) (کل صفحات:63)

04... بیاض پاک حُجّۃُ الْاِسْلَام (کل صفحات:37)

05...اولاد کے حقوق (مَشْعَلَۃُ الْاِرْشَاد) (کل صفحات:31)

06...اَلْوَظِیْفَۃُ الْکَرِیْمَۃ (کل صفحات:46)

07...ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات:74)

08...حدائق بخشش (کل صفحات:446)

09...راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحْطِ وَالْوَبَاء بِدَعْوَۃِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاۃِ الْفُقَرَاء) (کل صفحات:40)

10...کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِم) (کل صفحات:199)

11...فضائل دعا (اَحْسَنُ الْوِعَاء لِاٰدَابِ الدُّعَاء مَعَہٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَاء لِاَحْسَنِ الْوِعَاء) (کل صفحات:326)

12...عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِیْدِ فِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیْد) (کل صفحات:55)

13...والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوْق لِطَرْحِ الْعُقُوْق) (کل صفحات:125)

14...معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

15...الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مکمل چار حصے) (کل صفحات:561)

16...شریعت وطریقت (مَقَالِ عُرَفَا بِاَعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَا) (کل صفحات:57)

17...اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْھَارُ الْحَقِّ الْجَلِی) (کل صفحات:100)

18...ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْیَاقُوْتَۃُ الْوَاسِطَۃ) (کل صفحات:60)

19... تفسیر صراط الجنان جلد اول (کل صفحات:524)

20... تفسیر صراط الجنان جلد دوم (کل صفحات:495)

21... تفسیر صراط الجنان جلد سوم (کل صفحات:573)

عربی کُتُب:

22...جَدُّ الْمُمْتَار عَلٰی رَدِّ الْمُحْتَار (سات جلدیں) (کل صفحات:4000)

23...اَلتَّعْلِیْقُ الرَّضَوِی عَلٰی صَحِیْحِ الْبُخَارِی (کل صفحات:458)

24...اَلْفَضْلُ الْمَوْھَبِی (کل صفحات:46)

25...کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِم (کل صفحات:74)

26...اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃ (کل صفحات:60)

27...اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَۃ (کل صفحات:62)

28...تَمْھِیْدُ الْاِیْمَان (کل صفحات:77)

29...اَلزَّمْزَمَۃُ الْقُمْرِیَّۃ (کل صفحات:93)

30...اَجْلَی الْاِعْلَام (کل صفحات:70)

Go To Index

(شعبہ تراجم کُتب)

01...سایۂ عرش کس کس کو ملے گا۔۔۔؟ (تَمْهِيْدُ الْفَرْشِ فِي الْخِصَالِ الْمُوْجِبَةِ لِظِلِّ الْعَرْشِ) (کل صفحات:88)

02...مدنی آقا کے روشن فیصلے (اَلْبَاهِرُ فِيْ حُكْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَاطِنِ وَ الظَّاهِرِ) (کل صفحات:112)

03...نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّةُ الْعُيُوْنِ وَ مُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْنِ) (کل صفحات:142)

04...نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلۂ احادیثِ رسول (اَلْمَوَاعِظُ فِي الْاَحَادِيْثِ الْقُدْسِيَّة) (کل صفحات:54)

05...جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد اول) (اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْكَبَائِرِ) (کل صفحات:853)

06...جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد دوم) (اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْكَبَائِرِ) (کل صفحات:1010)

07...جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمَتْجَرُ الرَّابِحُ فِيْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ) (کل صفحات:743)

08...امام اعظم عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْاَكْرَم کی وصیتیں (وَصَايَا اِمَامِ اَعْظَم عَلَيْهِ الرَّحْمَه) (کل صفحات:46)

09...اصلاحِ اعمال (جلد اول) (اَلْحَدِيْقَةُ النَّدِيَّة شَرْحُ طَرِيْقَةِ الْمُحَمَّدِيَّة) (کل صفحات:866)

10...اللہ والوں کی باتیں (جلد اول) (حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَ طَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) (کل صفحات:896)

11...اللہ والوں کی باتیں (جلد دوم) (حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَ طَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) (کل صفحات:625)

12...نیکی کی دعوت کے فضائل (اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَر) (کل صفحات:98)

13...فیضانِ مزاراتِ اولیاء (كَشْفُ النُّوْرِ عَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ) (کل صفحات:144)

14...دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّهْدُ وَ قَصْرُ الْاَمَل) (کل صفحات:85)

15...عاشقانِ حدیث کی حکایات (اَلرِّحْلَةُ فِيْ طَلَبِ الْحَدِيْث) (کل صفحات:105)

16...احیاء العلوم (جلد:1) (اِحْيَاءُ عُلُوْمِ الدِّيْن) (کل صفحات:1124)

17...احیاء العلوم (جلد:2) (اِحْيَاءُ عُلُوْمِ الدِّيْن) (کل صفحات:1393)

18...احیاء العلوم (جلد:3) (اِحْيَاءُ عُلُوْمِ الدِّيْن) (کل صفحات:1286)

19...احیاء العلوم (جلد:4) (اِحْيَاءُ عُلُوْمِ الدِّيْن) (کل صفحات:911)

20...احیاء العلوم (جلد:5) (اِحْيَاءُ عُلُوْمِ الدِّيْن) (کل صفحات:814)

21...راہِ علم (تَعْلِيْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِيْقَ التَّعَلُّم) (کل صفحات:102)

22...حُسنِ اَخلاق (مَكَارِمُ الْاَخْلَاق) (کل صفحات:102)

23...اچھے برے عمل (رِسَالَةُ الْمُذَاكَرَة) (کل صفحات:122)

24...قوت القلوب (مترجم جلد اول) (کل صفحات:826)

25...حکایتیں اور نصیحتیں (اَلرَّوْضُ الْفَائِق) (کل صفحات:649)

26...شاہراہِ اولیاء (مِنْهَاجُ الْعَارِفِيْن) (کل صفحات:36)

27...شکر کے فضائل (اَلشُّكْرُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ) (کل صفحات:122)

28...آنسوؤں کا دریا (بَحْرُ الدُّمُوْع) (کل صفحات:300)

29...احیاء العلوم کا خلاصہ (لُبَابُ الْاِحْيَاء) (کل صفحات:641)

30...آدابِ دین (اَلْاَدَبُ فِي الدِّيْن) (کل صفحات:63)

31...عُيُوْنُ الْحِكَايَات (مترجم حصہ اول) (کل صفحات:412)

32...بیٹے کو نصیحت (اَيُّهَا الْوَلَد) (کل صفحات:64)

33...عُيُوْنُ الْحِكَايَات (مترجم حصہ دوم) (کل صفحات:413)

34...فیضان علم وعلما (کل صفحات:38)

Go To Index

(شعبہ درسی کُتب)

(شعبہ تخریج)

Go To Index

15...عجائب القراٰن مع غرائب القراٰن (کل صفحات:422)
16...سیرتِ مصطفٰی (کل صفحات:875)
17...بہارِ شریعت (سولھواں حصہ) (کل صفحات:312)
18...سوانح کربلا (کل صفحات:192)
19...گلدستہ عقائد واعمال (کل صفحات:244)
20...آئینۂ عبرت (کل صفحات:133)
21...اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات:56)
22...کتاب العقائد (کل صفحات:64)
23...جہنم کے خطرات (کل صفحات:207)
24...علم القرآن (کل صفحات:244)
25...بہشت کی کنجیاں (کل صفحات:249)
26...جنتی زیور (کل صفحات:679)
27...حق وباطل کا فرق (کل صفحات:50)
28...فیضانِ نماز (کل صفحات:49)
29تا35...فتاویٰ اہل سنت (سات حصے)
36...تحقیقات (کل صفحات:142)

(شعبہ فیضانِ صحابہ)

01...حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (کل صفحات:132)
02...فیضانِ سعید بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (کل صفحات:32)
03...فیضان فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (جلد اول) (کل صفحات:864)
04...فیضانِ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (کل صفحات:720)
05...فیضان فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (جلد دوم) (کل صفحات:856)
06...حضرت طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (کل صفحات:56)
07...حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (کل صفحات:89)
08...حضرت زبیر بن عوام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (کل صفحات:72)
09...حضرت ابو عبیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (کل صفحات:60)

(شعبہ فیضانِ صحابیات)

01...فیضانِ خدیجۃ الکبریٰ (کل صفحات:84)
02...شانِ خاتونِ جنت (کل صفحات:501)
03...فیضانِ عائشہ صدیقہ (کل صفحات:608)

(شعبہ اصلاحی کُتب)

01...حضرت سیّدُنا عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات (کل صفحات:590)
02...توبہ کی روایات وحکایات (کل صفحات:124)
03...غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے حالات (کل صفحات:106)
04...تذکرہ صدر الافاضل (کل صفحات:25)
05...40 فرامین مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (کل صفحات:87)
06...آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات:62)
07...اسلام کی بنیادی باتیں (حصہ اول) (کل صفحات:60)
08...جنت کی دو چابیاں (کل صفحات:152)
09...اسلام کی بنیادی باتیں (حصہ دوم) (کل صفحات:104)
10...شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات:215)
11...اسلام کی بنیادی باتیں (حصہ سوم) (کل صفحات:352)
12...مفتی دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96)
13...اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں (کل صفحات:49)
14...ضیائے صدقات (کل صفحات:408)
15...نیک بننے اور بنانے کے طریقے (کل صفحات:696)
16...انفرادی کوشش (کل صفحات:200)

Go To Index

17...فیضانِ اسلام کورس(حصہ دوم)(کل صفحات:102)

18...مزاراتِ اولیاء کی حکایات(کل صفحات:48)

19... محبوبِ عطار کی 122 حکایات(کل صفحات:208)

20...کامیاب طالب علم کون؟(کل صفحات:63)

21...فیضانِ اسلام کورس(حصہ اول)(کل صفحات:79)

22...طلاق کے آسان مسائل(کل صفحات:30)

23...نماز میں لقمہ دینے کے مسائل(کل صفحات:39)

24...تعارفِ امیر اہلسنّت(کل صفحات:100)

25...امتحان کی تیاری کیسے کریں؟(کل صفحات:32)

26...تنگ دستی کے اسباب(کل صفحات:33)

27...قوم جِنّات اور امیر اہلسنّت(کل صفحات:262)

28...خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ(کل صفحات:160)

29...قصیدہ بردہ سے روحانی علاج(کل صفحات:22)

30...کامیاب استاذ کون؟(کل صفحات:43)

31 ...قبر میں آنے والا دوست(کل صفحات:115)

32...فیضانِ معراج(کل صفحات:134)

33...جلد بازی کے نقصانات(کل صفحات:168)

34...نام کے احکام(کل صفحات:180)

35...احادیثِ مبارکہ کے انوار(کل صفحات:66)

36...ٹی وی اور مُووی(کل صفحات:32)

37...فیضانِ چہل احادیث(کل صفحات:120)

38...تربیتِ اولاد(کل صفحات:187)

39...حج وعمرہ کا مختصر طریقہ(کل صفحات:48)

40...عشر کے احکام(کل صفحات:48)

41...فیضانِ احیاء العلوم(کل صفحات:325)

42...فیضانِ زکوٰۃ(کل صفحات:150)

43... سنتیں اور آداب(کل صفحات:125)

44...فکرِ مدینہ(کل صفحات:164)

45...بغض و کینہ(کل صفحات:83)

46...نور کا کھلونا(کل صفحات:32)

47...بدشگونی(کل صفحات:128)

48...ریاکاری(کل صفحات:170)

49...بدگُمانی(کل صفحات:57)

50... تکبر(کل صفحات:97)

(شعبہ امیر اہلسنت)

01...علم و حکمت کے 125 مدنی پھول(تذکرہ امیر اہلسنت قسط5)(کل صفحات:102)

02 ... گونگا مبلغ(کل صفحات:55)

03...گونگے بہروں کے بارے میں سوال جواب قسط پنجم(5)(کل صفحات:23)

04... قبر کھل گئی(کل صفحات:48)

05...مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب(کل صفحات:48)

06...گمشدہ دولہا(کل صفحات:33)

07... سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پیغام عطار کے نام(کل صفحات:49)

08...ناکام عاشق(کل صفحات:32)

09... حقوق العباد کی احتیاطیں(تذکرہ امیر اہلسنت قسط6)(کل صفحات:47)

10 ...جنوں کی دنیا(کل صفحات:32)

11...اصلاح کا راز(مدنی چینل کی بہاریں حصہ دوم)(کل صفحات:32)

12...غافل درزی(کل صفحات:36)

13...25 کرسچین قیدیوں اور پادری کا قبولِ اسلام(کل صفحات:33)

14 ...نادان عاشق(کل صفحات:32)

Go To Index

Go To Index

(شعبہ اَولیاوعُلَما)

☆...☆...☆...☆...☆...

علم سیکھنے سے آتا ہے

فرمانِ مصطفٰے: علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ غور و فکر سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (المعجم الکبیر، ۱۹/ ۵۱۱، حدیث: ۷۳۱۲)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قراٰن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھّی اچھّی نیّتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے **مَدَنی قافلوں** میں بہ نیّت ثواب سُنّتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذَرِیعے **مَدَنی انعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کیلئے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔''** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **''مَدَنی اِنعامات''** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **''مَدَنی قافلوں''** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

ISBN 978-969-631-435-6
0126002

MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 1284
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net